مذاہب الاسلام

مولوی محمد نجم الغنی خان رامپوری

رضا پبلی کیشنز
مین بازار داتا صاحب لاہور

مذاہب الاسلام

مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوری

رضا پبلی کیشنز
مین بازار، داتا صاحب لاہور

نام کتاب ——— مذاہب الاسلام

نام مصنف ——— مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوری

مقدمہ ——— پروفیسر محمد ایوب قادری

طباعت ——— رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ
اگست ۱۹۷۸ء

مطبع ——— مولا والا پرنٹرز لاہور

ناشر ——— رضا پبلی کیشنز، لاہور

قیمت : ۶۰ روپے

ضخامت ۲۰×۲۶/۸ صفحات ——۸۰۲

مقدمہ

پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی

روہیلوں کے عہد اقتدار میں روہیل کھنڈ کے اکثر قصبات و بلاد علوم و فنون کا مرکز بن گئے۔ اطراف و جوانب سے بہت سے علماء و فضلا اور شعراء و حکماء اس علاقے میں آکر سکونت پذیر ہوئے مولوی نجم الغنی خاں کے بزرگ ملا محمد سعید خاں، تیرہ سے ترک سکونت کرکے پہلے دہلی آئے۔ یہ خاندان چنگیز خاں کی نسل میں چغتہ برلاس ہے۔ محمد سعید خاں نے اس دور کے نامور عالم اور محدث شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا۔ ان ہی سے تمام مروجہ علوم حاصل کئے اور شاہ صاحب کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ اندوز ہوئے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے انتقال ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء کے بعد وہ روہیلوں کے مرکزی شہر بریلی آئے۔ اس وقت زمام اقتدار حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے ہاتھ میں تھی۔ حافظ صاحب نے ملا محمد سعید خاں کو اپنے فرزند اکبر، عنایت خاں کی تعلیم و تربیت پر مقرر کیا اور سعید خاں کا بریلی ہی میں انتقال ہوا۔

شجاع الدولہ نواب وزیر کی ہوس ملک گیری اور ناعاقبت اندیشی سے حافظ رحمت خاں کی شہادت کے بعد روہیلوں کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ نواب فیض اللہ خاں ابن نواب علی محمد خاں کو رام پور کا علاقہ ملا۔ بچے کچھے خاندانوں نے رام پور کا رخ کیا۔ ملا سعید خاں کے پانچ فرزند بھی بریلی کی سکونت ترک کرکے رام پور پہنچے ان میں ایک ملا عبدالرحمٰن تھے جو ظاہری اور باطنی علوم میں کامل تھے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو "فضائل مآب" اور "فضیلت پناہ" لکھتے تھے۔ ۱۲۲۴ھ میں ملا عبدالرحمٰن کا انتقال ہوگیا۔ ان کے صاحبزادے مولوی عبدالعلی خاں

تھے جو نہایت فاضل اور رام پور میں مفتی عدالت تھے۔ ان کو شاعری کا بھی ذوق تھا اور عؔلی تخلص کرتے
تھے۔ سنہ ۱۲۷۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ حکیم نجم الغنی خاں کے حقیقی دادا تھے۔ ان کے صاحبزادے
مولوی عبد الغنی تھے جو ۱۲۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے رام پور کے مشاہیر و اکابر علماء مُفتی
شرف الدین، ملّا غفران، اور مولوی عبد العلی خاں ریاضی داں وغیرہ سے تحصیل علوم کی۔ کچھ دنوں
رام پور میں وکالت کی پھر وہ اودے پور سوہاڑ چلے گئے اور وہاں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ملازمت
سے سبکدوش ہونے کے بعد رام پور آ گئے۔ ۲ر اپریل ۱۸۹۹ء کو مولوی عبد الغنی کا رام پور میں انتقال
ہوا۔ ان ہی کے فرزند مولوی حکیم نجم الغنی خاں رام پوری ہیں جو اپنے دور کے نامور عالم، مدرس، مصنف
اور مورخ گزرے ہیں۔ انھوں نے اُردو کے تاریخی و علمی سرمائے میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔

مولوی نجم الغنی خاں رام پوری ۱۰ر ربیع الاول ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸ر اکتوبر ۱۸۵۹ء کو رام پور
میں پیدا ہوئے۔ محمد نجم الغنی (۱۲۷۶ھ) ان کا تاریخی نام ہے وہ اپنے والد کے اکلوتے فرزند
تھے۔ ان کی پرورش و تربیت پر خاص توجہ دی گئی۔ مولوی نجم الغنی خاں کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ
ان کے والد مولوی عبد الغنی ۱۸۶۳ء میں بسلسلۂ ملازمت اودے پور چلے گئے لہٰذا ان کی ابتدائی
تعلیم تمام تر اودے پور میں ہوئی۔

مولوی نجم الغنی خاں نے عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد مولوی عبد الغنی سے اودے پور
میں پڑھیں اور پھر وہ ۱۳۰۱ھ میں رام پور آ گئے۔ انھوں نے علوم مروجہ کی تحصیل علمائے رام پور سے
کی فلسفۂ قدیم کی بعض کتب شمس العلماء مولانا عبد الحق خیرآبادی سے پڑھیں اور عربی ادب کی تحصیل
مولانا طیب عرب مکّی سے کی دوسرے تمام علوم شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ سے حاصل کیے ۱۸۸۹ء
میں مدرسہ عالیہ رام پور سے درس نظامی کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ اس کے بعد علم طب کی
تحصیل کی اطبائے لکھنؤ اور اپنے ماموں حکیم اعظم خاں رام پوری سے استفادہ کیا۔ حکیم اعظم خاں اپنے
دور کے شہرت یافتہ حکیم تھے۔

تحصیل علوم میں مولوی نجم الغنی خاں نہایت محنت اور کوشش کرتے ٹمٹماتے ہوئے چراغ

کے سامنے رات رات بھر مطالعہ کتاب میں گزار دیتے ۔ ایک مرتبہ رات کو مطالعہ کے دوران چراغ کی لَو سے ان کی پگڑی میں آگ لگ گئی لیکن بر وقت آگاہ ہو گئے، طالب علمی کے زمانے میں لباس و طعام کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے تھے ۔ان کے شوق علم کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے کہ کہ اپنے ایک استاد کے یہاں کیاریوں کو سینچنے کے لیے روزانہ کنوئیں سے پانی کھینچتے تھے اور اس کام کے انجام دینے میں اکثر ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو۔

مولوی نجم الغنی خاں رام پور میں ایک طبیب کے یہاں پڑھنے جایا کرتے تھے ۔ان کا مکان نجم الغنی خاں کے گھر سے کافی فاصلے پر تھا ایک روز جبکہ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی وہ پڑھنے کے لیے گئے۔ استاد نے کہلا دیا کہ ابھی بارش ہو رہی ہے سہ پہر کو آنا، مولوی نجم الغنی خاں بھیگتے ہوئے واپس چلے آئے ۔ اتفاق سے اس روز بارش نہیں تھمی ۔ سہ پہر کو پھر بھیگتے بھاگتے استاد کے یہاں پہنچے ۔ اُستاد اُن کے ذوقِ علم سے بہت متاثر ہوئے اور اپنے تساہل کی معافی چاہی۔

تحصیلِ علم کے بعد نجم الغنی خاں نے طب کا مشغلہ اختیار کیا ۔ رجوعِ خلق خوب ہونے لگی ۔ بعض پیچیدہ بیماریوں کے علاج بھی کئے ۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رہا۔ پھر حکیم نجم الغنی خاں نے ریاست رام پور کی ملازمت اختیار کرلی، اور حضور تحصیل میں پیش کار مقرر ہوئے۔ اس کے بعد محکمہ اوقاف رام پور کے منصرم اور میونسپل بورڈ کے ممبر رہے ۔ ۱۸۹۰ء میں ملازمت سے مستعفی ہو گئے اور کچھ مدت کے بعد ریاست اودے پور "میواڑ" چلے گئے ۔ اور وکٹوریہ ہال لائبریری کے شعبہ فارسی کے لائبریرین مقرر ہو گئے ۔ لیکن جلد ہی رام پور واپس آگئے اور یہاں مختلف علمی، سماجی اور سیاسی خدمات انجام دیں ۔

حکیم نجم الغنی خاں شعبہ تاریخ کے منصرم، یونانی شفاخانوں کے انچارج، انجمن صفائی میونسپلٹی کے ممبر اور نواب حامد علی خاں رئیس رام پور کے درباری بھی رہے ۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء میں نواب حامد علی خاں نے یونانی شفاخانوں کا محکمہ توڑ دیا لہٰذا اختلاف رائے کی بنیاد پر حکیم نجم الغنی خاں نے رام پور چھوڑ دیا اور اودے پور چلے گئے اور وہاں یکم نومبر ۱۹۰۱ء کو مہاراناہائی اسکول میں ہیڈ مولوی

ہو گئے۔ اودے پور میں قیام کے زمانے میں بھی تصنیف و تالیف کا کام جاری رہا۔ بلکہ جلد ہی ان کی اچھی خاصی شہرت ہو گئی اور ملک کے مشاہیر ان سے ملاقات کے لیے اودے پور پہنچنے لگے۔

ریاست اودے پور کی طرف سے بھی حکیم نجم الغنی خاں کی ہمیشہ قدر دانی ہوئی۔ عوام و خواص سب ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دئے۔ طلبہ کے ساتھ وہ ہمیشہ شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔

ایک مرتبہ حکیم نجم الغنی خاں کو حیدر آباد جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ مہاراجا سرکشن پرشاد نے نظام حیدر آباد سے ملاقات کرائی۔ بوقت رخصت پانچ سو روپیہ مرحمت ہوئے اور حیدر آباد آنے کی دعوت بھی دی گئی۔ مگر انہوں نے وہاں جانا پسند نہیں کیا۔

اوائل جولائی ۱۹۲۱ء میں اودے پور کی ملازمت سے سبکدوش ہو کر اپنے وطن مالوف رام پور آ گئے اور سارا وقت مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں صرف کرنے لگے جو کام بڑے بڑے علمی اداروں کے کرنے کے تھے وہ مولوی نجم الغنی خاں نے تنہا انجام دیئے۔ ریاست رام پور کی معارف پروری کی بدولت اودے پور کے قیام کے زمانے میں بھی ۱۹۱۵ء سے نجم الغنی خاں کو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا تھا مگر رام پور آنے کے بعد وظیفے کی رقم سو روپیہ ماہانہ ہو گئی۔ طعام اور سواری وغیرہ کا انتظام ریاست کی طرف سے اس کے علاوہ تھا۔

ایک مرتبہ مولوی نجم الغنی خاں کو نواب حامد علی خاں رئیس رام پور (ف ۱۹۳۰ء) کے عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔ صورت یہ ہوئی کہ روہیلہ ریاست کے بانی نواب علی محمد خاں (ف ۱۱۶۱ھ) کو ایک روہیلہ سردار داؤد خاں نے پرورش کیا تھا۔ وہ داؤد خاں کو ایک لڑائی میں موضع بانکولی تحصیل بہیڑی (ضلع بریلی۔ یوپی) سے کم سنی میں ہاتھ لگے تھے۔ جاٹ قبیلہ کے چشم و چراغ تھے، داؤد خاں کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے اس نے علی محمد خاں کی نہایت اعلیٰ پیمانے پر پرورش اور تعلیم و تربیت کی اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ علی محمد خاں روہیلوں کے سردار اور ریاست کے بانی ہوئے۔ یہی بات حکیم نجم الغنی خاں نے اپنی کتاب اخبار الصنادید (تاریخ روہیل کھنڈ) طبع اول

۱۹۱۸ء میں لکھ دی۔ بھلا یہ بات نواب حامد علی خاں کو کب گوارا ہو سکتی تھی۔ نواب کی رشتہ داری جالندھر کے سادات میں ہو چکی تھی اور سادات جالندھر نے نواب حامد علی خاں کے لیے ایک "شجرۂ سیادت" بھی مرتب کر دیا تھا۔ نواب حامد علی خاں نے حکیم نجم الغنی کو اودے پور سے طلب کر لیا۔ دربار میں حاضر ہوئے۔ نواب نے نہایت غم و غصہ کا اظہار کیا اور فیصلہ ہوا کہ اخبار الصنادید (طبع اوّل ۱۹۱۸ء) بحق سرکار ضبط اور نذرِ آتش، اس کتاب کا ایک ایک نسخہ حاصل کر کے جلایا گیا اور کتاب پر جو رقم خرچ ہوئی تھی وہ نجم الغنی خاں کو ادا کی گئی۔ خاکسار کے خاندان میں اخبار الصنادید کا یہ نادر نسخہ (طبع اوّل) محفوظ تھا جو اب پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی (کراچی) لائبریری کی زینت ہے اور طبع اوّل کا ایک جلا ہوا نسخہ ترقی اُردو بورڈ (کراچی) کے کتب خانے میں بھی ہے۔ ۱۹۱۹ء میں نجم الغنی خاں نے اخبار الصنادید کا دوسرا ایڈیشن تیار کر کے شائع کرایا جس میں نواب حامد علی خاں رئیس رام پور کے حسب الحکم سادات کا نسب نامہ شامل کیا گیا مگر اتفاق کی بات نواب حامد علی خاں ۱۹۳۰ء میں فوت ہو گئے اور نجم الغنی خاں زندہ رہے۔ چنانچہ ان کے قلم حقیقت رقم نے ایک کتاب "مختصر تاریخ ریاست رام پور" لکھ کر اصل حقیقت پھر ظاہر کر دی۔ حکیم نجم الغنی خاں کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے ہم نے اس کی ایک ٹائپ شدہ نقل پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی (کراچی) کی لائبریری میں داخل کر دی ہے۔

حکیم نجم الغنی خاں نے اخبار الصنادید (طبع دوم) علامہ اقبال کی خدمت میں ارسال کیا جس کی رسید اور رائے دیتے ہوئے علامہ اقبال نے حکیم نجم الغنی خاں کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

لاہور۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۸ء

مخدوم و مکرم جناب قبلہ حکیم صاحب۔ السلام علیکم

اخبار الصنادید کی دو جلدوں کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ میں نے پہلی جلد کو بالخصوص نہایت دلچسپی سے پڑھا۔ قوم افغان کی اصلیت پر آپ نے خوب روشنی ڈالی ہے۔ کشمرہ غالباً اور افاغنہ یقیناً اسرائیلی الاصل ہیں۔ قاضی احمد شاہ رضوانی

جو خود افغان ہیں ایک دفعہ مجھ سے فرماتے تھے کہ لفظ "دفع" قدیم فارسی میں بمعنی "بت" آیا ہے اور افغان میں الف سالبہ ہے چونکہ ایران میں بود و باش رکھنے کے وقت افغان بت پرست نہ تھے اس واسطے ایرانیوں نے انہیں افغان کے نام سے موسوم کیا ہے۔

میرے خیال میں حال کی پشتو زبان میں بہت سے الفاظ عبرانی اصل کے موجود ہیں۔ اگر تحقیق کی جائے تو مجھے یقین ہے نہایت بار آور ہوگی۔ آپ کا طرز تحریر نہایت سادہ اور موثر ہے اور بحیثیت مجموعی آپ کی تصنیف تاریخ کا عمدہ نمونہ ہے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال بیرسٹرایٹ لا

حکیم نجم الغنی خاں کا سارا وقت مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں صرف ہوتا تھا۔ وہ دن کا ایک حصہ رام پور کے سرکاری کتب خانے میں گزارتے تھے اور بقیہ حصہ اپنے گھر میں تصنیف و تالیف میں صرف کرتے تھے۔ لوگوں سے بہت کم ملتے تھے۔ رام پور کا ایک خاص محدود علمی طبقہ تھا۔ جس سے ان کا رابطہ تھا۔ اکثر لوگ ان کی علمی حیثیت اور مرتبے سے بھی بے خبر تھے۔ جب خواجہ حسن نظامی، نواب حبیب الرحمٰن خاں شروانی، مولانا عبدالحلیم شرر، مولوی رضی الدین بسمل بدایونی (مؤلف کنز التاریخ) اور علامہ شبلی نعمانی جیسے مشاہیر ملت مولوی نجم الغنی خاں سے ملنے ان کے مکان پر جاتے تھے تو اہل محلہ کو نجم الغنی خاں کی حیثیت اور علمی مرتبے کا اندازہ ہوتا تھا۔

حکیم نجم الغنی کی زندگی بہت سادہ تھی۔ صبح کو جب تک وہ بیس صفحے نہیں لکھ لیتے تھے۔ مکان سے نہیں نکلتے تھے۔ ان کے اوقات نہایت منضبط تھے۔ اسی اصول پرستی اور نظام الاوقات کی پابندی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اتنی ضخیم کتابیں اپنی یادگار چھوڑیں۔

حکیم نجم الغنی خاں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا ہے کوئی پہلو تشنہ نہیں

چھوڑا ہے۔ بہت سی قلمی کتابیں ان کی تصانیف کے ذریعے اہلِ علم سے متعارف ہوئیں۔ تاریخ اودھ اور تاریخ روہیل کھنڈ پر جو کچھ انھوں نے لکھا ہے وہ ان کی محنت اور تدوین کی زندہ مثال ہے۔ نصف صدی گزرنے کے بعد بھی اس موضوع پر کوئی قابلِ قدر کام نہیں ہوا۔ وہ تاریخ کو مذہب یا عقیدے کے قلم سے نہیں لکھتے تھے۔

حکیم نجم الغنی خاں کو ہمیشہ کتابوں کی تلاش رہتی تھی۔ کتابوں اور تاریخی آثار دیکھنے کے لیے سفر بھی کرتے تھے۔ استاذی المحترم مولوی اسد علی خاں رام پوری مرحوم (ف ۱۹۵۶ء) اور مولوی حکیم عبد الغفور آنولوی (ف ۱۹۶۴ء) کا بیان ہے کہ حکیم نجم الغنی خاں اکثر آنولہ، بریلی اور بدایوں آتے۔ ان بستیوں کے پرانے خاندانوں کے افراد سے ملتے اور ان کے پرانے ذخیروں، کتابوں اور کاغذات کو دیکھتے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں حکیم نجم الغنی خاں آنولہ آئے اور بعض اہلِ شہر کے ہمراہ وہ ابائی چھتر (رام نگر) کا قلعہ دیکھنے گئے۔ مولوی اسد علی خاں کا بیان ہے کہ وہ روہیل کھنڈ کے آثار و عمارات پر بھی کتاب لکھنے کے لیے مواد جمع کر رہے تھے جو غالباً تیار نہ ہو سکی۔

جب ۱۹۳۰ء میں نواب حامد علی خاں کا انتقال ہو گیا اور نواب رضا علی خاں (ف ۶ر مارچ ۱۹۶۶ء) سریر آرائے حکومت ہوئے تو انھوں نے ریاست کے نظم و نسق میں بعض تبدیلیاں اور اصلاحات کیں اور ریاست کے آمدنی و خرچ کو متوازن کرنے کی غرض سے بہت سے وظیفے بند کر دیئے۔ مولوی نجم الغنی خاں بھی اس لپیٹ میں آئے مگر بعض حضرات کی سفارش سے ان کا وظیفہ بحال ہوا اور ان کو ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو کتب خانہ سرکاری (رام پور) کا ناظم مقرر کر دیا گیا۔ یہ ذمہ داری برائے نام تھی۔ اس معاملے میں خواجہ حسن نظامی نے خاص طور سے کوشش کی تھی۔

نواب رضا علی خاں کے مسند نشین ہونے کے موقع پر جب خواجہ حسن نظامی رام پور تشریف لے گئے تو ۲ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ (۲۹ر جولائی ۱۹۳۰ء) بروز سہ شنبہ مولوی حکیم نجم الغنی خاں سے بھی ملنے گئے۔ اس روداد کو خواجہ صاحب ہی کی زبانِ قلم سے سُنئے۔

"اس (ناشتہ) کے بعد مولانا نجم الغنی صاحب مؤرخ سے ملنے گیا۔ جو موجود،

زمانے کے سب سے عمدہ اور بہت زیادہ اور نہایت محققانہ اور آزادانہ اور بے باکانہ لکھنے والے مؤرخ ہیں۔ شمس العلماء مولانا ذکاء اللہ صاحب مرحوم دہلوی نے آخر زمانے میں تاریخ کی بہت بڑی بڑی جلدیں لکھی ہیں۔ مگر مولانا نجم الغنی خاں صاحب کی کتابیں تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں اور ضخامت میں بھی زیادہ ہیں۔ تاریخ کے علاوہ طب وغیرہ علوم وفنون کی بھی انہوں نے بہت اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ شہرۂ آفاق فلاسفروں اور مصنفوں کی طرح ایک نہایت مختصر اور سادہ مکان میں بیٹھے تھے چاروں طرف کتابوں اور نئے مسودات کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ساٹھ ستر کے قریب عمر ہے۔ بال سب سفید ہو گئے ہیں مگر کام کرنے کی انرجی اور مستعدی جوانوں سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ بہت عمدہ پھل کھلائے پان کھلائے اور اپنی تازہ تصانیف بھی دکھائیں۔ ایک کتاب اودے پور کی نسبت لکھی ہے۔ مولانا شبلی مرحوم نے اورنگ زیب پر ایک نظر کے نام سے بہت اچھی کتاب شائع کی تھی مگر وہ راجپوتانے کے واقعات سے بے خبر تھے۔ مولانا نجم الغنی خاں صاحب نے راجپوتانہ کی مستند تاریخوں سے اورنگ زیب کی تاریخی حمایت کا حق ادا کیا ہے اور اودے پور کے مہارانا کے اس غرور اور گھمنڈ کو توڑ پھوڑ کر مسمار کر دیا ہے جس میں وہ آج تک مبتلا ہے۔ موجودہ مہارانا کے والد ۱۹۱۱ء کے شاہی دربار میں دہلی میں گئے تو شہر کے باہر ٹھیرے کیونکہ ان کے ہاں یہ عہد ہے کہ دہلی میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے۔ انگریزوں نے بھی اودے پور کے خیالی پلاؤ کی مخالفت نہیں کی اور مہارانا کو دہلی کے اندر آنے کے لیے مجبور نہیں کیا تاکہ ان کی آن بان باقی رہے مگر مولانا نجم الغنی صاحب کی اس تاریخ کو پڑھ کر اودے پور کے سب نشے ہرن ہو جائیں گے اور وہ طلسم ٹوٹ جائے گا جو اودے پور کی فرضی روایتوں نے ہندو قوم کے دل و دماغ میں

بتا رکھا ہے کہ اودے پور کا مہارانا کبھی مسلمان سلطنت کے سامنے نہیں جھکا اور کبھی مسلمانوں سے مغلوب نہیں ہوا۔

میں نے مولانا سے یہ کتاب لے لی اور میں اس کو اپنے اہتمام سے اور اپنے خرچ سے شائع کروں گا۔ مولانا نے اس کا نام تاریخ اودے پور رکھا ہے مگر میں نے اس کے نئے نام تجویز کئے ہیں جن میں سے ایک غرور شکن ہے اور دوسرا اودے پور کا ذہنی طلسم ہے۔ یہ کتاب خدا نے چاہا بہت جلدی شائع ہو جائے گی۔ مولانا نجم الغنی صاحب بہت زیادہ کام کرتے ہیں۔ ان کی عمر اور ان کی محنت کو دیکھ کر مجھے بہت غیرت آئی کہ مجھے اپنے زیادہ کام کا فخر رہتا ہے حالانکہ مولانا نجم الغنی صاحب مجھ سے زیادہ بوڑھے ہیں مگر مجھ سے زیادہ کام کرتے ہیں۔

رخصت ہوا تو مولانا سواری تک پہنچانے آئے۔ قدیمی بزرگوں کی تہذیب و شائستگی کا وہ ایک مکمل نمونہ ہیں:" (ضمیمہ نظام المشائخ دہلی، اگست ۱۹۳۲ء، صفحہ ۱۸)

مسلسل علمی کام کرنے کی وجہ سے مولوی نجم الغنی خاں بیمار رہنے لگے جون ۱۹۳۲ء میں درد سر کا دورہ پڑا علاج کی غرض سے بریلی گئے۔ پہلے سرکاری اسپتال میں علاج ہوا پھر ایک انگریز اسپیشل ڈاکٹر کو دکھلایا مگر وقت پورا ہو چکا تھا۔ ۳۰ رجون ۱۹۳۲ء کو وہ بریلی سے رام پور روانہ ہوئے اور راستے ہی میں اپنی جان ۳۰ رجون اور یکم جولائی کی درمیانی شب میں جان آفریں کے سپرد کر دی وہ رام پور میں شاہ درگاہی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

رامپور کے اخبار؛ دبدبۂ سکندری مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۲ء میں اس حادثہ جانکاہ پر اس طرح اظہار خیال کیا گیا ہے۔

"دنیائے اسلام اور دنیائے علم و ادب میں یہ خبر انتہائی حزن و الم سے سنی جائے گی کہ رام پور کا ایک مشہور و مایۂ ناز اور ہمہ داں مؤرخ جناب مولوی حکیم نجم الغنی خاں صاحب یکم جولائی ۱۹۳۲ء کو بریلی سے رام پور آ رہے تھے کہ بعد

دوپہر ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ برائے علاج بریلی گئے ہوئے تھے۔ وہ مشرقی زبانوں کے جید فاضل اور عالم بے بدل تھے۔ آپ کی تصنیفات ہندوستان میں مشہور ہیں۔ آپ کے تبحر علمی کی وجہ سے شاہِ ایران نے مولانائے مرحوم کو تمغۂ فضیلت عطا فرمایا تھا۔ آپ نے تصنیفات میں علم و فضل کے دریا بہا دئے ہیں جو آپ کی حقیقی اور ابدی یادگار ہیں اور جن کی وجہ سے مرحوم کا نام نامی صفحۂ روزگار پر ثبت رہے گا:

قطعات تاریخ انتقال

(۱)

از منشی رشید اللہ خاں خوش نویس مدرسہ عالیہ رام پور

خانِ نجم الغنی والا قدر — ذی شرف باکرم و باشوکت
عالم و فاضل و دانا و حکیم — صاحب دولت و اہلِ ثروت
در زماں بود طبیب حاذق — در گروہِ شرفا ذی عزت
بست و ششم ماہ صفر آدینہ — یک بیک کرد چوں حضرت رحلت
گفتمش مصرعۂ تاریخ رشید — رفت با حوصلہ سوئے جنت
۱۳۵۱ھ

(۲)

از مولوی حاجی محمد فیاض الدین خاں، فیاض رام پوری

مولوی نجم الغنی خاں بُد مؤرخ بے مثال — عالم و فاضل محقق، عاقل و کامل ذکا
رفت در شہر بریلی تا شود صحت حصول — آں مؤرخ شد چو در امراض مہلک مبتلا
روح در راہ بریلی قبض شد از جسم زار — از علاج خود واپس شد وطن اہلِ صفا
روز جمعہ رفت شب ماہ یکم جولائی بود — رفتہ از دنیا سوئے فردوس از حکمِ خدا

در مزار شاہ درگاہی لحد تعمیر شد	از فغانش بر الم گشتہ عزیز و اقربا
نیست جائے دم زدن در حکم رب العالمین	مولوی شمس الغنی خاں صبر کن اندر بلا
یافتہ ہاتف در رنج و الم فیاض را	گفت شد داصل بحق نجم الغنی اہل صفا
	۱۳۲۱ھ

نجم الغنی خاں شعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ نجمی تخلص تھا۔ وہ اپنی ضخیم اور وقیع تصنیفات کی بدولت زندہ جاوید ہیں۔ ان کی تالیفات کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ تاریخ اودھ ۱۹۱۰ء میں حکیم نجم الغنی خاں نے تاریخ اودھ کے عنوان سے چار جلدوں میں ایک ضخیم کتاب لکھی جس کا پہلا اڈیشن مطبع نیر اعظم مراد آباد و مطبع مطلع العلوم مراد آباد سے شائع ہوا۔ اس کتاب کا دوسرا اڈیشن پانچ جلدوں میں نولکشور پریس لکھنؤ سے ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا۔ جنوری ۱۹۷۸ء میں اس کتاب کی پہلی جلد نفیس اکیڈیمی کراچی نے نہایت اہتمام سے شائع کی ہے۔ راقم الحروف محمد ایوب قادری نے اس پر مقدمہ لکھا ہے۔ پچھلے دنوں تاریخ اودھ کی تلخیص لکھنؤ سے ایک جلد میں شائع ہوئی ہے۔

۲۔ عقود الجواہر فی احوال البواہر } یہ دونوں رسالے بوہروں کے حالات میں ہیں
۳۔ سلک الجواہر فی احوال البواہر } اور مطبع نیر اعظم مراد آباد میں چھپے ہیں۔

۴۔ اخبار الصنادید (دو حصے) یہ روہیلوں اور روہیل کھنڈ کی مفصل تاریخ ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن پیسہ اخبار لاہور میں چھپا تھا اور دوسرا اڈیشن ۱۹۱۸ء میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوا۔

۵۔ کارنامہ راجپوتاں۔ راجستھان کی تاریخ ہے مطبع روزانہ اخبار بریلی سے شائع ہوئی ہے۔

۶۔ وقائع راجستھان۔ یہ بھی راجپوتانے کی تاریخ ہے اور مطبع روزنامہ ہمدم لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۷۔ تاریخ راجپوتانہ ۔ یہ کتاب مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۸۔ نہج الادب ۔ فارسی قواعد، اصول ادب، صنائع بدائع اور علم بیان پر مفصل تصنیف ہے۔ ۱۹۱۹ء میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہے۔

۹۔ رسالہ نجم الغنی ۔ یہ نہج الادب کا خلاصہ ہے۔ مطبع احمدی رام پور سے شائع ہوا ہے۔

۱۰۔ منتہی القواعد عرف قواعد حامدی ۔ اُردو زبان میں کتاب لکھی گئی ہے۔

۱۱۔ شرح نکتہ رسالہ عبدالواسع ہانسوی ۔ یہ فارسی رسالہ منتہی القواعد کے ساتھ چھپا ہے۔

۱۲۔ بحر الفصاحت ۔ یہ اپنے موضوع پر اہم اور ضخیم کتاب ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے اُردو فاضل کے کورس میں داخل رہی ہے۔ ایک مرتبہ مطبع سرور قیصری رام پور میں اور دو مرتبہ مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۳۔ مفتاح البلاغت ۔ یہ بحر الفصاحت کا انتخاب ہے اور مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوا ہے۔

۱۴۔ خواص الادویہ ۔ یہ کتاب ادویۂ مفردہ کے بیان میں ہے۔ تین جلدوں میں مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۱۵۔ خزانتہ الادویہ ۔ یہ کتاب چار جلدوں میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۱۶۔ خزائن الادویہ ۔ یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں میں مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۱۷۔ قرابادین نجم الغنی ۔ یہ مرکب ادویہ کے بیان میں ضخیم کتاب ہے مطبع نولکشور لکھنؤ سے دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۱۸۔ القول الفیصل فی شرح الطہر المتخلل ۔ شرح وقایہ کے مسئلہ متخلل کی شرح عربی زبان میں لکھی ہے۔ مذاہب الاسلام کے آخر میں یہ رسالہ مطبع احمدی میں ۱۹۰۱ء میں چھپا ہے۔

۱۹۔ مختصر الاصول۔ یہ کتاب اصول فقہ میں ہے، مطبع نیر اعظم مراد آباد سے شائع ہوئی ہے۔

۲۰۔ مزیل الغواشی۔ اصول شاشی کی شرح ہے۔ مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۱۔ تہذیب العقائد۔ عقائد نسفی کی شرح ہے۔ کئی مرتبہ مطبع نامی لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۲۔ تعلیم الایمان۔ فقہ اکبر کی ضخیم شرح ہے۔ مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۲۳۔ تذکرۃ السلوک۔ تصوف و سلوک سے متعلق کتاب ہے اس میں مصطلحات صوفیہ کی فہرست باعتبار حروف تہجی شامل ہے۔ آخر میں دو تین فتوے بھی شامل ہیں۔

۲۴۔ شرح سراجی۔ علم فرائض میں نہایت اہم اور مفید کتاب ہے مطبع سرکاری رام پور میں طبع ہوئی ہے۔

۲۵۔ معیار الافکار۔ یہ فارسی زبان کا رسالہ مطبع احمدی رام پور سے شائع ہوا ہے۔

۲۶۔ شرح چہل کاف۔ یہ رسالہ مطبع نیر اعظم مراد آباد سے شائع ہوا ہے۔

۲۷۔ مفتاح المطالب۔ یہ رسالہ قرآن کی آیات سے فال نکالنے کے بیان میں ہے اور شیخ محی الدین ابن عربی کے ایک عربی رسالہ کا اردو ترجمہ ہے۔ مطبع سرور قیصری رام پور سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۸۔ تاریخ ریاست حیدر آباد دکن۔ حیدر آباد دکن کی مفصل تاریخ ہے۔ مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۹۔ مختصر تاریخ رام پور۔ اس کی کیفیت بیان کی جا چکی ہے۔

۳۰۔ تسہیل اللغات۔ یہ کتاب اردو زبان میں لغات و مصطلحات پر لکھی تھی۔ ۱۹۲۶ء میں حرف سین تک لکھی جا چکی تھی۔ یہ مواد دو جلدوں میں آیا تھا۔ جلد اوّل ۶۲۴ صفحات پر اور جلد دوم ۵۴۴ صفحات پر مشتمل تھی۔ نجم الغنی خاں نے دونوں جلدیں نواب سر رضا علی خاں رئیس رام پور کو پیش کر دی تھیں۔ صرف دوسری جلد رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

۳۱۔ تاریخ اودے پور۔ مولوی نجم الغنی خاں سے یہ کتاب خواجہ حسن نظامی نے لے لی تھی،

غالباً شائع نہ ہو سکی۔

۳۲۔ دیوان نجمی ۔ حکیم نجم الغنی خاں شاعرانہ ذوق رکھتے تھے۔ نوجوانی میں خوب شعر کہتے تھے۔ ۱۹ سال کی عمر تک جو کچھ کہا تھا۔ اس کا انتخاب کر کے دیوان نجمی کے نام سے ۱۴ نومبر ۱۹۲۹ء کو رضا لائبریری رام پور میں داخل کر دیا ہے۔ اس مجموعہ کلام میں غزلیات، واسوخت قصائد وغیرہ ہیں۔

مذاہب الاسلام حکیم نجم الغنی خاں جب عقائد نسفی کی شرح لکھ رہے تھے تو مطالعہ ترتیب مواد کے دوران اسلام کے مختلف مذاہب اور فرقوں کی تحقیق بھی کرتے رہے۔ اس طرح ان کو اس کتاب کی تالیف کا خیال پیدا ہوا وہ خود لکھتے ہیں[1]

"مسلمانوں کے واسطے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ ان کو اپنے ہاں کے تمام نہیں تو اکثر مذاہب سے واقفیت ہو کیونکہ اپنے اور غیر مذہب میں امتیاز حاصل رہے۔ اس فن کی جامع اور مفصل کتاب اردو اور فارسی میں تو آج تک لکھی ہی نہیں گئی یا لکھی گئی ہے تو ہم تک نہیں پہنچی۔ عربی میں بھی جہاں تک تلاش کی گئی تو فرقہائے اسلام کے حال میں یکجائی بیان نہیں ملا۔ مجھ کو علم کلام سے بہت دلچسپی ہے۔ اس فن میں میں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ جب عقائد نسفی کی شرح زبان اردو میں لکھنے لگا تو اس کے ساتھ ہی ساتھ مذاہب کی تحقیق بھی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بڑی جستجو کے بعد ایک اچھا خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا جس کو مرتب کر کے ایک کتاب کی صورت میں کر لیا اور اس کا نام مذاہب الاسلام رکھا۔ اس فن میں ایسی کافی و وافی کتاب کا تیار ہو جانا محض تائید ایزدی ہے۔"

---

[1] مذاہب الاسلام از حکیم نجم الغنی خاں رام پور (لکھنؤ ۱۹۲۴ء)، ص ۵

فاضل مؤلف کتاب کی حیثیت اور حقیقت کے متعلق لکھتے ہیں [1]

"میں نے احتیاطاً ہر اہم اور نادر واقعہ کا حوالہ حتی الوسع بقید نام و جلد کتاب اس کتاب کے ہر صفحہ پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح میں نے اپنا وہ فرض ادا کر دیا ہے جو بحیثیت ناقل میرے ذمہ تھا۔ میرا مقصود اس تحریر سے صرف مذاہب اسلامیہ کے حالات کا لکھنا ہے۔ کسی مسئلہ عقائد کا فیصل اور طے کرنا یا ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دینا یا کسی مذہب کو حق اور کسی کو باطل ثابت کرنا یا کسی کی خوبی اور کسی کی برائی اپنی جانب سے پیدا کرنا مقصود نہیں جیسا کہ میری بے رو و رعایت تحریر سے ثابت ہوگا۔"

مذاہب الاسلام کے مطالعہ سے مؤلف کی تبحر علمی، محنت اور دقت نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ انھوں نے اس کتاب کی تالیف کے لیے مواد کی فراہمی میں بڑی کوشش کی ہے اور حتی الوسع اصل مآخذ تک ان کی رسائی ہوئی ہے۔ بہت سے فرقے اپنے عقائد کی کتابیں عام مسلمانوں سے چھپا کر رکھتے ہیں مؤلف نے اُن کتابوں کے حصول کی بھی کوشش کی ہے اور اکثر ان کو اس سلسلے میں کامیابی ہوئی ہے۔

حکیم نجم الغنی خاں نے اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد، اختلافات کا آغاز، مذہب اہلِ سنت کی تعریف و حیثیت، مختلف مذاہب کا شیوع، روافض و خوارج کا آغاز، ان کی تقسیم در تقسیم، اُن کے علاوہ مختلف فرقوں اور گروہوں کا بیان، نہایت شرح و بسط کے ساتھ کیا ہے۔ اس موضوع پر یہ کتاب اردو زبان میں ایک نوع کی دائرۃ المعارف ہے۔ شاید روافض و خوارج کی تاریخ اور مختلف قدیم فرقوں کے بیان میں اس سے زیادہ معلومات یکجا کہیں نہیں مل سکتیں۔ برِصغیر پاک و ہند میں جو مختلف مذہبی فرقے مثلاً مہدوی، نوربخشی، دینِ الٰہی، روشنائی،

---

[1] ایضاً ص

فرقود، خوجے، بوہرے، وہابی، نیچری، قادیانی اور اہلِ قرآن وغیرہ وجود میں آئے ہیں۔ ان پر بھی سیر حاصل بحث ہے۔

اس کتاب کا پہلا اڈیشن اس صدی کے پہلے عشرے میں شائع ہوا تھا۔ للٰذا بعض فرقوں کے ارتقاء کی تدریجی صورت کی پوری تصویر نہیں ملتی مثلاً قادیانیوں کی لاہوری شاخ، دکن میں قادیانیوں سے ملتی جلتی تحریک "چن بشیشور صدیق دیندار کی جماعت" اور بلوچستان کے ذکری فرقے کا ذکر نہیں ملتا۔

اسی طرح وہابیوں (اہلِ حدیث) کے بعض اکابر مثلاً میاں نذیر حسین اور نواب صدیق حسن خاں (بھوپالی) کی سرگرمیوں کا ذکر تو ہے مگر مولوی محمد حسین بٹالوی (ایڈیٹر اشاعۃ السنہ) مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبدالوہاب ملتانی (بانی جماعت غرباء اہلِ حدیث) اور اہلِ قرآن کے سلسلے میں خواجہ احمد دین امرتسری، مولوی اسلم جے راج پوری اور چودھری غلام احمد پرویز کے افکار کی صدائے بازگشت اس کتاب میں نہیں ملتی۔

حکیم نجم الغنی خاں نے سر سید احمد خاں کے مذہبی افکار پر وضاحت سے لکھا ہے اور کہیں کہیں مولانا شبلی نعمانی پر تعاقبات بھی کئے ہیں۔

فاضل مؤلف کے زمانے میں بین الاقوامی علمی و فکری تحریکات پورے طور سے اثر انداز نہیں ہوئی تھیں۔ آج ان تحریکات کمیونزم، سوشلزم اور کیپٹلزم نے بھی مسلمانوں کو متاثر کیا ہے اور ان فکری تحریکوں نے بھی ایک نوع کے "مذہب" کی شکل اختیار کر لی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس بیسویں صدی کے آغاز سے اب تک پون صدی کی فکری و مذہبی تحریکات کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔

حکیم نجم الغنی خاں کی اس کتاب مذاہب الاسلام کا آخری مکمل اڈیشن ۱۹۲۴ء میں نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا تھا بڑی مسرت ہے کہ اب رضا پبلی کیشنز۔ لاہور کی طرف سے یہ اڈیشن باہتمام خاص دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

۱۴ر جولائی ۱۹۷۸ء

محمد ایوب قادری

ضمیمہ (۱) مذاہب الاسلام

ایک روسی مسافر زرُوبن نام کو ۱۹۱۰ء مین بالائے دریائے جیحون کے ایک مقام پر اسماعیلیہ نزاریہ کے عقائد کا ایک رسالہ ہاتھ لگ گیا تھا یہ رسالہ فارسی زبان مین ہے اور بعض مقامات پر اعداد مین مرموز طور پر لکھا ہے اسکو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے جلد ۸ نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۲ء مین چھاپا ہے اور اسکا حل بھی انگریزی مین کیا ہے حافظ احمد علی خان صاحب شوق خلف مرحوم اصغر علی خان صاحب میرے دوست اور کتب علیہ کے غایت قدردان ہین اور رامپور کے معزز لوگون مین سے ہین اُنھون نے میری اِس کتاب کے لئے اسکے مضامین کے حل مین مدد دی۔

پیرنامہ مشتمل بر دعا

جناب سرکار پیر صلی اللہ علیہ وسلم صاحب پیر سرکار خداوند عالی اِس تمہید کے تلے اتنے اسما ہین (۱) پیر برحق محمد مصطفےٰ (۲) پیر برحق حسن (۳) پیر برحق قاسم شاہ (۴) پیر برحق جعفر شاہ (۵) پیر برحق زین العابدین (۶) پیر برحق صمید کو تور (۷) پیر برحق اندزا امام لدین (۸) پیر برحق محمد منصور (۹) پیر برحق غائب الدین (۱۰) پیر برحق عبد المجید (۱۱) پیر برحق مستنصر باللہ (۱۲) پیر برحق احمد ہادی (۱۳) پیر برحق ہاشم شاہ (۱۴) پیر برحق محمد شاہ (۱۵) پیر برحق محمود شاہ (۱۶) پیر برحق محب الدین شاہ (۱۷) پیر برحق خالق الدین شاہ (۱۸) پیر برحق عبد المؤمن (۱۹) پیر برحق اعلام الدین (۲۰) پیر برحق صلاح الدین (۲۱) پیر برحق شمال الدین (۲۲) پیر برحق نصیر الدین محمد (۲۳) پیر برحق شہاب الدین (۲۴) پیر برحق حسن کبیر الدین (۲۵) پیر برحق تاج الدین (۲۶) پیر برحق فتح اللہ جوانمردی (۲۷) پیر برحق حیدر علی (۲۸) پیر برحق علاء الدین محمد (۲۹) پیر برحق قاسم شاہ (۳۰) پیر برحق نصر محمد (۳۱) پیر برحق آغا بابا ہاشم شاہ (۳۲) پیر برحق محمد زمان (۳۳) پیر برحق آغا غریب

(۳۶) پیر برحق محراب بیگ (۳۵) پیر برحق علی اکبر بیگ (۳۴) پیر برحق علی اصغر بیگ (۳۷) پیر برحق میرزا محمد باقر الحاجب (۳۸) پیر برحق بی بی سرکار (۳۹) پیر برحق شاہ حسن علی (۴۰) پیر برحق میرزا حسن علی (۴۱) پیر برحق شاہ قاسم علی (۴۲) پیر برحق شاہ ابو الحسن علی (۴۳) پیر برحق علی شاہ (۴۴) پیر برحق شاہ بدین شاہ کہ شاہ خلیل اللہ باشد (۴۵) پیر برحق سید ابو الحسن شاہ (۴۶) پیر برحق سرکار مطلق سرکار خداوندگار آغا ئی سلطان محمد شاہ جامع خاصہ مراد مطلب جمیع مومنانِ مشرق عالم تا مغرب عالم از یمین عالم تا یسار عالم بخیر خوشی برآوردہ فرماید بحق جملہ ناہائے مبارک بحق عزیزان درگاہ کہ از گناہ و نقصان درگذرد بتاریخ شہر مبارک رمضان ۲۳ یوم۔

مظاہروں کا بیان

اس فرقے کے نزدیک امام امر کا مظہر ہے اور حجت عقل کل کا مظہر اور داعی و ماذون کبیر و ماذون اصغر و مستجاب یہ سب نفس کل کے مظہر ہیں اور اہل اعضاء جسم کل کے مظہر ہیں۔

ائمہ کی ترتیب

(۱) حق مولانا علی (۲) حق مولانا حسین (۳) حق مولانا زین العابدین (۴) حق مولانا محمد باقر (۵) حق مولانا جعفر صادق (۶) حق مولانا شاہ اسماعیل (۷) حق مولانا محمد بن شاہ اسماعیل (۸) حق مولانا شاہ وفی احمد (۹) حق مولانا شاہ تقی محمد (۱۰) حق مولانا شاہ رضی عبد اللہ (۱۱) حق مولانا شاہ مہدی ابو محمد (۱۲) حق مولانا شاہ قائم (۱۳) حق مولانا شاہ منصور (۱۴) حق مولانا شاہ معز (۱۵) حق مولانا شاہ عزیز (۱۶) حق مولانا شاہ حاکم ابو علی (۱۷) حق مولانا شاہ ظاہر علی (۱۸) حق مولانا مستنصر باللہ (۱۹) حق مولانا شاہ نزار (۲۰) حق مولانا شاہ ہادی (۲۱) حق مولانا شاہ مقتدی

(۲۲) حق مولانا شاہ قاہر (۲۳) حق مولانا علی ذکرہ السلام (یہ لقب ہے حسن علی الی ذکرہ السلام کا) (۲۴) حق مولانا علاء الدین محمد (۲۵) حق مولانا جلال الدین (۲۶) حق مولانا علاء الدین محمد (۲۷) حق مولانا رکن الدین (۲۸) حق مولانا شمس الدین (۲۹) حق مولانا قاسم (۳۰) حق مولانا اسلام (۳۱) حق مولانا محمد (۳۲) حق مولانا مستنصر باللہ (۳۳) حق مولانا عبدالسلام (۳۴) حق مولانا غریب میرزا (۳۵) حق مولانا نورالدین (۳۶) حق مولانا مراد میرزا (۳۷) حق مولانا ذوالفقار علی (۳۸) حق مولانا نورالدہر علی (۳۹) حق مولانا خلیل اللہ (۴۰) حق مولانا نزار (۴۱) حق مولانا سید علی (۴۲) حق مولانا حسن علی (۴۳) حق مولانا ابوالحسن علی شاہ (۴۴) حق مولانا خلیل اللہ (۴۵) حق مولانا شہنشاہ حسن علی (۴۶) حق مولانا آقا علی شاہ (۴۷) حق مولانا سلطان محمد شاہ [1]

امام کی شناخت

امام ایک ایسا آدمی ہے کہ کبھی اسکو خاص اسکی ذات کے ذریعے اور کبھی حجت کے واسطے سے جان لیتے ہیں اور اسکی شناخت روز شنبۂ دین کو جمعہ تک ہوتی ہے۔

روز شنبۂ دین طول میں دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے اور ہفتۂ دین دنیا کے سات ہزار سال کے برابر طوالت رکھتا ہے اس ہفتہ میں سے دین کا روز ایک سے زیادہ نہیں ہوتا اور دوسرے چھ روز دین کی رات سمجھی جاتی ہیں روز دین کو شنبہ اسلئے کہتے ہیں کہ اس دن دین کا سورج جو امام کی ذات ہے ظاہر ہوتا ہے اسی سبب سے کہتے ہیں کہ تمام حکم جگہ سے ٹل جاتے ہیں لیکن ٹلنے کا حکم نہیں ٹلتا۔ ہفتے کے دوسرے چھ دنوں کو جو شب دین کہا جاتا ہے اسلئے ہے کہ ان میں پیغمبروں کی شریعتیں امام کا حجاب واقع ہوتی ہیں جس طرح دنیا کی رات دنیا کے سورج کو چھپا رکھتی ہے یہی حال ان روزوں میں امام کا ہوتا ہے کہ وہ شرائع انبیا کی وجہ سے مخفی و مستور رہتا ہے۔ لیکن جس طرح خورشید کے

[1] اسی کتاب صفحہ ۳۴۵ پر آقا سلطان محمد کا نمبر اڑتالیسواں ہے ایک مقدمے کی مثل کے کاغذات سے نقل کیا ہے ۔

چھپ جانے کے بعد چاند شب مین اسکی قائم مقامی مین تاریکی عالم کو روشن کرتا ہے اسی طرح جب امام نہان ہوتا ہی تو حجت اسکا قائم مقام بنتا ہے جس کے ذریعہ سے اہلِ ترقب امام کے نور کو پہچانتے اور فیض پاتے ہین۔

یاد رکھو کہ چھ ہزار سال شب دین مین بھی کبھی امام کا ظہور ہو جاتا ہے چونکہ وہ معنوی نہین ہوتا اسلئے حقیقت کی شناخت نہین ہوتی برخلاف روز شنبہ کے ہزار سالون کے کہ چونکہ امام کا ظہور ان مین معنوی ہوتا ہے اسلئے شناخت حقیقی حاصل ہوجاتی ہی اور ان چھ ہزار سال مین شناخت حاصل نہین ہوسکتی۔

اور چونکہ خاص خاص بندون کی پیدائش سے یہ مقصود ہے کہ وہ امام کی شناخت حاصل کرلین پس یہ محال ہے کہ انکو امام کی شناخت کے بغیر چھوڑ دیا جائے اگر وہ ایسا کرتا تو نعوذ باللہ اسکی ذات بخل کے ساتھ متہم ہو جاتی ہے اسلئے ان ایام مین کہ بمنزلۂ شب کے ہین امام کے نائب یعنی حجت کو جو بمنزلے چاند کے ہے موجود کردیتا ہے تاکہ ظہور معنوی دائمی بنا رہے اور حقیقت الامر بھی یہ ہے کہ جبکہ ظہور معنوی مین شناخت حاصل نکرسکے گا تو ظہور شکلی خورشید مین کہ نور نہین دیسے کیا حاصل کرسکتا ہے یعنی جبکہ حجت سے کہ امام کا ظہور معنوی ہے فائدہ نہ اٹھا سکا تو خود امام کی شخصیت کے ظہور سے کیا فائدہ پائیگا کیونکہ ایسا شخص بالکل ناقابل ہوگا ایک عزیز نے کیا اچھا کہا ہے۔

ظہور معنوی امروز اگر ندارد سود	ظہور شکلی فردا چہ سود خواہد کرد

اسی کے مطابق یہ بھی ہے

ظہور معنوی کہ قائم ست دعوت او	ورانچہ ہست نہ افزون شود نہ گردد کم

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ شب دین کی چھ ہزار سالون مین جسوقت کہ امام ظہور شکلی کرتا ہے تو حجت ظہور معنوی نہین رکھتا جیسا کہ حضرت امیر کے زمانے مین سلمان اظہار دعوت نہین کرتا تھا لیکن صرف ایک شخص کے ساتھ کی تھی۔

اس قول سے یہ بات مستفاد ہوئی کہ آنحضرت کے دعوے نبوت کے وقت مین شب دین تھی کیونکہ شریعت پیغمبر کے وقت مین روز دین نہین ہوتا اور دوسری بات یہ بھی

معلوم ہوئی کہ سلمان حضرت علی مرتضیٰؑ کے حجت تھے۔
آگے پھر اس رسالے کے بیان کے مطابق کہتا ہون کہ یہ ناممکن ہے کہ کسی عہد مین شکل امام اور اُسکی دعوت دونون پنہان ہون کیونکہ اس سے مخلوق ہلاکت مین پڑ جائیگی اور کبھی امام ظہور شکلی کرتا ہے اور حجت کے ظہور معنوی کو دور کردیتا ہے سبب اِسکا یہ ہوتا ہے کہ ایسے بندگانِ قابل جو حجت سے فیضیاب ہو سکتے نہین ہوتے پس امام خود ظہور فرماکر اُنکی اصلاح کرتا ہے حکیم نزاری کہتا ہے۔

ظہورِ معنوی در پردۂ راز	مگیر از آرزومندانِ خود باز
ازین پس باب رحمت در بلندی	اگر سہوے رود در ما مہندی

ثابت ہوا کہ بندون کی سہو و غفلت اور گناہگاری کی وجہ ہوتی ہے کہ کبھی امام اپنی رحمت کا دروازہ بند کرکے انکو اپنی حالت مین مبتلا چھوڑ دیتا ہے۔
یاد رکھو کہ امام کی شناخت چار قسم پر ہے (۱) شناخت اُسکے نور کی کہ اُس مین حیوان بھی شریک ہین (۲) شناخت اُسکے اسم کی کہ اس مین اہل تضاد بھی شریک ہین (۳) شناخت اُسکی امامت کی جس مین اہل ترتب بھی شریک ہین (۴) شناخت اُسکی ذات کی یہ حجت سے مخصوص ہے۔
اہلِ ترتب ہمیشہ امام کے جسم کو دو دلیلون سے جان لیتے ہین اُن مین سے ایک نص ہے اور دوسری ولادت۔
اور خاص حجت نے اُسکو معجزۂ علمی اور ولادت کے ذریعے سے ازل سے جان لیا ہے۔
اور ان چند اوتارون یا تناسخون مین کہ امام گذر گیا بعض داعیان حق نے اُسکو جان لیا اور جسم مین غلطی نکی کیونکہ اُسکے وجود کے شرائط سے واقف تھے اور بعض داعیان ناحق نے جو غلطی کی اِسکا سبب یہ تھا کہ اُنھون نے صرف اِسی دلالت پر لحاظ کیا تھا اور شاہ نزار کو جو امام مان لیا تھا اسکا سبب بھی ولادت تھی۔
اور اُن اوتارون مین امام نے جو اُن دو دلیلون کو برطرف کردیا تھا اول حجت کو ظاہر اور معین کیا پھر اُن دو دلیلون کو برطرف کردیا تھا۔

اور صورت شکلی مین بھی اہل ترتب کی آنکھون سے چھپ گیا بعد اس کے حجت کے اشارے اور دلیل سے اہل ترتب مین سے قوی لوگ تحقیقی طور پر امام کے جسم کو جان گئے اور ضعیف لوگ جنھون نے حجت کے دلائل کو نہ سنا یا دلائل کے سمجھنے سے عاجز تھے امام کے جسم کو نہ دریافت کر سکے۔

تعلق امام اور حجت کے درمیان

امام کا فرزند چار قسم پر ہوتا ہے ایک صرف امام کی شکل پر جیسے مست علی دوسرے معنوی طور پر جیسے سلمان تیسرے امام کی شکل اور معنے دونون پر جیسے امام حسن کہ انکو امام مستودع کہتے ہین چوتھے امام کی شکل اور معنے اور حقیقت تینون پر ہوتا ہے جیسے مولانا حسین کہ انکو امام مستقر بولتے ہین پس یہ بات ثابت ہو گئی کہ حجت امام کا فرزند معنوی ہے پس ل ن دونون ہین کہ قاعدہ حجتی اپنے فرزندان جسمانی کو دکھایا ہو یہ امر عام تھا نہ خاص امام کے لئے ہمیشہ قاعدہ عامی اور خاصی دونون حاصل تھے اور اب بھی حاصل ہین قاعدہ عام ایسے آدمیون کی نسبت واقع ہوتا ہے جو عامی و جاہل ہین اور قاعدہ خاص ایسے آدمیون کی نسبت واقع ہوتا ہے جو کہ تعلیمات باطنی کی پیروی کرتے ہین۔ امام جو قاعدہ حجتی اپنے فرزندان جسمانی کو دکھاتا ہے یہ رتبہ ہر شخص کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ صرف منتخب لوگون کو جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اصل کتاب مین لفظ امر ہے مین نے قاعدہ سے بدل دیا ہے۔

ظہور امام

امام کا تینون کون مین ظہور واجب ہے کیونکہ حقیقت مین وہی واجب الوجود ہے اور جس قدر اشیا اس سے غیر ہین سب ممکن الوجود ہین اور ممکن الوجود ایسے وجود کو کہتے ہین جو اپنے سر سے موجود نہو سکے یہتر یعنی بھید سے مراد یہ ہے کہ خود بخود موجود ہو جائے حالانکہ ممکنات موجود ہین پس امام کو انکی جنس سے یعنی آدمی کی شکل پر دونون کون مین

ظہور ہو گا اگر اسکا ظہور نہوتا تو اکوان موجود نہوتے پس ثابت ہو گیا کہ امام کے لئے دو نون کون ہین کہ ایک خلقی و جسمانی ہے اور دوسرا امری یعنی روحانی ہے اور تینون کون مین کہ عالم امری مین ثابت ہوتا ہے ظہور چاہیے امام کی اولاد خلقی و جسمانی امام جسم مین جیسا موافق ہے یعنے بیٹے کو باپ کا جانشین ہونا چاہیے۔

حجت کا حال

حجت ایسے شخص کو کہتے ہین کہ اُسکے اور امام کے معنے وز ازل سے ایک ہون اور اُسکا ظہور دنیا مین اہلِ ترتب کے لئے ہو یعنی حجت ان لوگون کو تعلیم دیکر امام کی معرفت سے واقف کر دیتا ہے اسلئے کہ امام تعلیم حاصل کرنے اور تعلیم دینے سے منزہ ہے اور حجت اگرچہ کسی سے تعلیم حاصل کرنے سے بے پرواہ ہے لیکن تعلیم دینے سے بے پرواہ نہین ہے۔ اور داعی اور اُسکے تلے کے تینون حدود مین سے کوئی بھی کسی بات سے مستغنی نہین ہے اور اُسکا مستجاب تعلیم دینے کے لئے مرخص نہین ہے اور قبول کرنے کے لئے محتاج ہے پس ثابت ہوا کہ حجت تعلیم کے دینے اور ادا کرنے مین اور بعضے تعلیم دینے اور قبول کرنے مین اور بعضے صرف تعلیم کے قبول کرنے مین محتاج ہین اگر حجت عالم مین ظہور نکرے اور تعلیم ندے تو اہلِ ترتب نجات اور کمال آخرت سے محروم رہ جائین اور پیدائش عالم کا فائدہ باطل ہو جائے۔

اور اس بات پر کہ امام کو بے حجت کے نہین جان سکتے بہت سی عقلی اور نقلی دلائل قائم ہین۔ دلیل عقلی یہ ہے کہ ہر موجود کہ جسکا وجود ثابت ہو اُسکا کمال بغیر غیر کی تاثیر کے قوت سے فعل مین نہین آسکتا اگر ایسا ہوتا تو چاہیے تھا کہ تمام اجسام جنکا کمال حرکت ہے جو ان مین موجود ہے غیر کی تاثیر کے بدون حرکت کر سکتے چنانچہ جس طرح مادی اور جمادی اشیا بغیر دوسرے کی تاثیر کے حرکت نہین کر سکتین اسی طرح موجودات نباتی و حیوانی و جسمانی بھی بغیر امداد روح نباتی و روح حیوانی و روح انسانی کے حرکت نہین کر سکتے اور جبکہ جسم سے کہ مثال ہے اپنی ذات سے حرکت ظہور مین

نہین آتی تو روح متعلم مین بھی کہ مشول ہے حرکت روحانی کہ ترقی نقصان سے کمال کی طرف ہی اور قابلون کی طرف اداکرنا اور اُن کو سکھاتا ہے بغیر حجت کے فعل مین نہین آسکتا اور دلیل نقلی یہ ہے کہ خواہ ظاہر شریعت کہ کلام خدا اور رسول کا ہے جو اہل ظاہر کے درمیان مشہور ہے خواہ قول اہل حق کہ ان کی سند مین کہا ہو جیسے حکیم سنائی و محقق رومی و شیخ عطار وغیرہ کے اقوال خواہ قول اہل باطن کہ خداوند نے انکی زبان پر جاری کیا ہے تاہم اپنے قول سے باطل ہوتے ہین خود اُس سے واقف نہونگے اور خود باطن حقیقت سے بہت سی باتین ہین جو امام نے اپنے ظہور معنوی مین فرمائی ہین یا حجت نے کہی ہین جو ہمیشہ امام کا ظہور معنوی ہے ظاہر شریعت سے قرآن ہے اور جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل اور قرآن کی تاویل اور مشول یہ سب حجت کے نام ہین اسلئے کہ تاویل کی حد مین فرشتہ اہل وحدت کو کہتے ہین اور وہ حجت ہے کوئی اور نہین اور جہان ذکر داعی کا کرتے ہین پیغمبر مراد ہوتا ہے جیسے اس آیت مین ہے وداعیاً الی اللہ باذنہ سراجاً منیرا اور یہ کہ جبرئیل سے سیکھتا تھا مراد اس سے یہ ہے کہ داعی تھا کہ سلمان سے تعلیم حاصل کرتا تھا اور پیغمبر کے کئی قول بھی اسپر گواہ ہین مثلاً آپنے فرمایا ہے لو علم ابوذر ما فی قلب سلمان لقد کفرہ یعنے اگر ابوذر جان لے کہ سلمان کے دل مین کیا ہی تو اُسکو قتل کردینا چاہیے جب سیدنا سے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تو جواب دیا کہ اگر سلمان ابوذر سے یہ کہتا کہ میرا مرتبہ پیغمبر سے بڑھکر ہے اور مولانا علی عالم کا پیدا کرنے والا ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہوجاتا اور ابوذر سلمان کے قتل کا قصد کرتا۔ دیکھو موسیٰ نے خضر سے کمال حاصل کیا ہے اور ابتک بھی جب تک خضر سے تعلیم حاصل نکرلی اُنکے کام کا بھید نہ معلوم کرسکے۔ بہشت آدمؑ۔ اور کشتی نوحؑ اور عیسیٰؑ اور مریمؑ اور کوہ طور موسیٰؑ اور جبرئیل مصطفےٰ یہ تمام حجت تھے۔ سب اہل ظاہر ان باتون کو جانتے ہین مگر ان کی تاویل سے بے خبر ہین۔

امیر سید علی واعظ اہل ظاہر مین سے ایک شخص ہے اُسنے ایک قصیدہ حضرت علی کی

تعریف مین لکھا ہے جس مین مذکور ہے کہ ایک روز رسولؐ بیٹھے تھے اور اُن کے پاس جبریلؑ بھی بیٹھے تھے کہ اتنے مین حضرت علیؑ آئے جبریلؑ اُن کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے حضرت محمدؐ نے کہا کہ ہمارے گھر کے ایک لڑکے کی اتنی تعظیم کیون کی جبریلؑ نے جواب دیا کہ ابتدا مین یہ لڑکا میرا معلم تھا رسولؐ نے دریافت کیا کہ تمھاری ابتدائی پیدائش کو کتنا عرصہ گذرا اُسنے جواب دیا۔

اگرچہ سن عدد سال خود سے دانم	ولے ستارۂ دانم کہ ہست عرش آنرا
ستارہ ایست کہ ہر سی ہزار سال یکے	طلوع مے کند از عرش اعظم اعلا
ازان زمان کہ شدم من ز قدرتش موجود	ہمین ستارہ نمودست سی ہزار بار مرا

دیکھو جبریلؑ کو باقی فرشتون کی طرح ایک پرند کی صورت پر بتاتے ہین لیکن اُس دن مرد کی شکل پر رسول پر ظاہر ہوے تھے اور حضرت مصطفےٰ کے پاس مرد کی شکل مین بیٹھے تھے حال آنکہ امام جاصل ہے اور جبریلؑ کہ امام کے بعد ہین اور مصطفےٰ کہ جبریلؑ کے بعد ہین تینون مرد ہین اور ان کے معنے بھی آخر مین کہ مصطفےٰ دعوت حجت کو پہونچے ایک ہو گئے یہی مصطفےٰ جو اہلِ ترتب مین سب سے قوی ہین ان کے ساتھ ایک ہو گئے تو باقی حدود بھی جو مصطفےٰ کے تلے ہین جب اُس معرفت کو پہونچ جاتے ہین تو ایک ہو جاتے ہین اسی قبیل سے وہ حکایت بھی ہے جو اہلِ ظاہر مین مشہور ہے کہ عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ یہ بات صحیح ہے کہ پیغمبر کہتے ہین کہ مین آسمان پر گیا تھا اور وہ حالات دیکھے تھے عائشہؓ نے جواب دیا کہ مین نے بھی دیکھا کہ وہ مکان سے باہر نکلے اور اتنی جلد واپس آ گئے کہ چلتے مین جو اُن کے دامن کا جھٹکا ظرف آب کو لگ کر پانی زمین پر بہنے لگا تھا وہ ہنوز جاری تھا اور یہ جو پیغمبر کہا کرتے تھے کہ جبریلؑ میرے پاس آئے اور خدا کے پاس سے یہ یہ پیغام لائے مین صرف اس قدر جانتی ہون کہ سلمان برہنہ پا اُن کے پاس آتے اور چپکے سے کچھ کہکر چلے جاتے اور اُنکے جانے کے بعد وہ یہ کہنے لگتے کہ جبریلؑ آئے تھے اور یہ یہ پیغام الٰہی لائے تھے القصہ تمام اہلِ ظاہر کی باتین اس امر پر دلیل ہین کہ جبریلؑ سلمانؓ ہے لیکن ان

بیچارون کو اسکا بھید معلوم نہین اور اہل حقیقت کی سراسر باتین اسپر دلالت کرتی ہین امام فرماتا ہے کہ سلمان منی وانا من سلمان یعنی سلمان مجھ سے ہے اور مین سلمان سے ہون اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مین اپنے دوستون کے پاس ہون جہان بھی مجھے طلب کرین خواہ پہاڑ مین خواہ میدان مین خواہ جنگل مین اور ایسا آدمی جسپر مینے اپنی ذات یعنی معرفت کو ظاہر کردیا ہو وہ نزدیکی مکان کا محتاج نہین اور یہی حجت بعد بزرگ ہے اور ایک اور جگہ فرماتا ہے میرا حکم مان تاکہ تو میری طرح مثل سلمان کے ہوجائے خواجہ قاسم تشتری کہتا ہے۔

	آن بے نظیر نام خداے یگانہ را	بشناختم بمرد امام زمانہ را

اِس شعر مین آن مرد سے مراد حجت ہے اور بے نظیر نام امام سے مقصود بھی حجت ہے اِس لئے کہ حقیقی اور اصلی نام امام کا جس سے اُسکو جانتے ہین حجت ہے نہ یہ اسماے مجازی جو اس فرقے کے انشا پردازون کے شعرون اور نثرون مین مستعمل ہین یہ جو کہتے ہین کہ امام کی رحمت اور معرفت کا دروازہ حجت ہے اِس مین امام کے جسم و اسم کے معنے مستور ہین جو کوئی دروازے سے آتا ہے مکان مین پہونچ جاتا ہے اور جو نہین آتا تو نہین پہونچ سکتا۔

امام اور حجت دونون کے معنے اور ذات ایک سمجھنی چاہیئے اگر ایک نہون تو دو ہونگی تو ایسی صورت مین ایک خدا ہوگا دوسرا خلق اور خلق سے خدا کو جان نہین سکتے اور فرق اس فرقے اور باقی فرقہاے نظریہ مین اسی مقام کے اعتبار سے ہے اور قول اہل ظاہر کا بھی اِسی بات پر دلالت کرتا ہے باوجودیکہ اصل امر کی اُن کو خبر نہین۔ کسی نے کہا ہے۔

	لیکن ز خدا جدا نباشند	مردان خدا خدا نباشند

سوال امام اور حجت معنے مین ایک ہین لیکن جسم مین ایک نہین اِسکی کیا وجہ ہے۔

جواب اگر انکا جسم علحدہ علحدہ نہوتا اور یہ دو شخص نہوتے جن مین سے ایک دوسرے کو دعوت کرتا ہے تو عوام کو شک پیدا ہوتا اور جب وہ دعوت اپنی طرف

کرتا تو اُسے صاحب غرض جانتے اور ظاہر ہین جب کہ دعوت دوسرے کو کرتا ہے تو بے غرض جانتے ہین اور اس سے غافل ہین کہ حقیقت مین دونون ایک ہین اور جو کہ ابھی عالم کثرت مین ہین۔ پس اگر دونون دین و دعوت مین ایک نہو سے تو اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ دین اور حقیقت بھی دو ہون اور داخل کثرت ہو جانا اور جب دین کثرت مین داخل ہوا تو دو ہون یا اکثر سب برابر ہین۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حجت اور امام شخصیت مین دو نہونگے کہ جن مین سے ایک تینون کون مین ظہور کرے۔ اور دوسرا حقیقت شریعت (دین) کی حفاظت کرے تو اہل ترتب کو جو راہ حق کے طالب ہین انکی دعوت مین شک پیدا ہو جائے گا۔

ان دلائل عقلی و نقلی سے یہ ثابت ہو چکا کہ سب دین کی ان چھ ہزار سالون مین بے حجت کے امام کو نہین پہچان سکتے۔

معجزہ

معجزہ دو قسم پر ہے ایک فعل و قدرت دوسرے علم و حجت پھر انہین سے ہر ایک کے مشابہ و مثل ہوتا ہے مثل سے مراد یہ ہے کہ بظاہر معجزے کی طرح ہوتا ہو لیکن حقیقت مین معجزہ نہین ہوتا۔

معجزۂ فعل و قدرت یہ ہے کہ جسم سے واقع ہو اور معجزۂ علم و حجت یہ ہے کہ روح سے واقع ہو۔ تمام موجودات مین فعل و قدرت جسم سے واقع ہوتی ہے اور تمام موجودات جسمیت مین اُسکے شریک ہین اور قدرت اس سے زیادہ نہین ہوسکتی کہ کوئی آدمی تمام عالم پر مسلط ہو جائے اور تمام عالم کو برباد کر دے اسی طرح شیر اور سانپ بھی انسانون کو ہلاک کرتے ہین لیکن کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ انسان سے بہتر ہین اسی طرح جو کچھ حیوان سے ظہور مین آتا ہے یا آگ پانی ہوا خاک جمادات وغیرہ مین سے بھی کوئی فرد اس عالم کی جسمی اور فعلی اپنی مختص عجیب و غریب ایسی خاصیت نہین رکھتی جس مین اُسکے ساتھ دوسرا شریک نہو اور

معجزۂ فعلی کے ساتھ مشابہت رکھنے والے جادو اور شعبدہ اور کرامات مشائخ اور احکام نجوم و رمل وغیرہ ہین جن مین عالم غائبیت کی مخفی باتون کی خبر دی جاتی ہے پس ثابت ہوا کہ ایسا معجزہ جسکا کوئی شریک و مماثل نہو حجت کا علم حقیقی ہے جو باطل کے مٹانے اور حق یعنی امام کے ثابت کرنیکے متعلق ہوتا ہے جسکا کوئی عاقل اور منصف انکار نہین کر سکتا پس ایسا معجزہ جسپر کوئی قدرت نہین پا سکتا یہی خاص اُسکا معجزہ ہے۔ پھر اِس بات پر کہ حجت کا علم کلمۃ الحق ہے اور معجزہ بھی اُسکا وہی ہے نہ فعل جسمانی یعنی وہ معاملات جو جسمانی قوت سے ظاہر ہین دلائل علم ظاہر و باطن سے بہت سے ہین۔ علم ظاہر سے مراد شریعت ہے جو عام طور پر مروج ہو اور علم باطن سے حقیقت مراد ہے جو خاص قاعدہ ہے۔

دلیل ظاہر شریعت کے قبیل سے یہ آیت ہو وما علی الرسول الا البلاغ مطلب اسکا یہ ہو کہ جبرئیل سے اُسکی تعلیم کہ وحدت خداوند حق کے ثبوت پر ہو طلب کرنی چاہیئے اور پیغمبر نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ حلال ہائے شرعی کے نجاننے والے پر تمام چیزین حرام ہین اور حرام ہائے شرعی کے جاننے والے پر شراب وغیرہ سب کچھ حلال ہے لیکن پہچاننے والا صرف ایک شخص ہے یا وہ شخص پہچانتا ہے جو معنے مین اُس سے متحد ہے اور باطن حقیقت سے حجتون اور داعیون کی باتین ہین چنانچہ رئیس اجل فرماتا ہے ؎

شراب راکہ بدنیا خوری بامر کسے	بزروے مرتبہ اوراشمر شراب طہور

جو کوئی شراب مرد حق کے حکم سے پیتا ہے اور دوسرون کو پلاتا ہے حلال ہو جاتی ہے اُسپر کیونکر حرام ہوگی حکیم نزاری کا قول ہے۔

تو امام وقت خود را نشناختی بہ تحقیق	بیقین بدانکہ بر تو زر و مال حرام ست

پس جبکہ اُسکے افعال دیکھ نہین سکتے تو اُسکو بے معجزہ و نشان کے نہین جان سکتے پس قول کے بعد کس چیز کو دلیل بنا سکین اِس مضمون مین کئی جگہ بیان ہو چکا ہے کہ محق یعنی کلمۃ الحق کو معجزۂ علیہ سے جان سکتے ہین اور بعض مقامون پر واقع ہے

کہ حقیقت یعنی اِس کلمۃ الحق کا جو امام زمان ہے قول محق سے کہ حجت ہے سننا چاہیے پھر اُسکے حجت کا اقرار کرنا چاہیے اور اِس قول و کلمہ کے سننے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اُسکے معنے کو سمجھا جائے جو باطل کی نفی اور امام کا ثابت کرنا ہی چنانچہ شریعت حق مین لا الہ الا اللہ کو محق شریعت سے جو مصطفےٰ ہین سننا چاہیئے اور معنی اِن دو لفظ شہادت کے کہ ایک شریعت مین ہے اور ایک حقیقت مین باطل کی نفی اور حق کا ثابت کرنا ہے پس جو کوئی اِس عالم مین باطل کی نفی اور حق یعنی امام اثبات حجت و دلیل کے ساتھ نہین کرتا وہ مسلمان نہین کہلاتا صرف یہ الفاظ زبان سے ادا کر دینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہین یہ حکم حقیقت کا ہے البتہ شریعت مین ایسے شخص کو جو اقرار زبانی کرلے مسلمان کہتے ہین لیکن ہر وقت کلمۃ الحق کو دلیل نہین بنا سکتے صرف ایک بار ایسا ہوتا ہے۔ اس تمام بحث سے معجزہ اور نشان کہ کلمۃ الحق ہے ثابت ہوگیا۔

پیغمبر و امام اور حاکم شریعت مین تفریق

ہر دورے کے شروع مین کہ تمام احکام ہزار سالہ اُن دونون مین شخص ہوتے ہین حجت کے ابدین آدمیون سے زیادہ نہین ہوتے جو اُس دورے مین ہوتے ہین ایک پیغمبر دوسرا امام تیسرا حاکم شریعت اِن مین سے پیغمبر کا ظہور دو دونون کون مین ہوتا اسلئے کہ اُسکو حجت ہونے کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا اور امام تینون کون مین ظہور رکھتا ہی اور حاکم شریعت صرف شریعت مین ظہور رکھتا ہے پس اگر حجت شریعت کا کام کرنے لگے تو اُسکے متبع دعوت حقیقت مین شک مین پڑ جائین اور اگر مثل حاکم شریعت کے شریعت مین بھی ظہور کرے تو گنا بگاڑ بلکہ اِس سے بھی بدتر ہوجائے چنانچہ دورۂ محمدی کے شروع مین کہ ہم اِس مین داخل ہین جمیع مسلمان تھے شریعت کا پابند نہ تھے قصداً اور سب کے سامنے نامشروع کام کرتے تھے اسی سبب اُنکے تمام ضد اُنپر لعن وطعن کرتے تھے اور حضرت علیؑ شرع کے تمام احکام کی

پابندی کرتے تھے اور حضرت پیغمبر کے بعد خود تو ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن سلمان کو بیعت نکرنے دی۔
چنانچہ جب عمرؓ جناب امیر کا گریبان پکڑ کر کشان کشان بیعت کے واسطے لئے جارہے تھے تو ضدون مین سے ایک شخص وہان پہونچا اور سلمان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ جس شخص کی تم اتنی بڑائی کرتے تھے اسکو اس ذلت سے سلئے جارہے ہین سلمان نے جواب دیا کہ اس تن اتنی قدرت ہے کہ چاہے تو زمین و آسمان کے نظام کو درہم برہم کردے۔ علی نے سلمان کی طرف گھور کے دیکھا اور کہا جو کچھ تمکو مین آتا ہے کہدیتا ہے اور جب سلمان کو فارسیون کی ایک جماعت کے ساتھ عمر نے بیعت کے لئے پکڑ بلا کرے چلے تو علیؑ نے چھوڑا دیا اور بیعت کو نہ ہونے دیا۔ اور بھید اسکا کہ خود تو بیعت کرلی اور سلمان کو نہ کرنے دی یہ تھا کہ مصطفے کے وقت مین ان کی شریعت ہر جگہ نہین پہونچی تھی اسلئے چاہا کہ پہونچ جائے جب خود تمام کرنے والا ابوبکر وغیرہ کی متابعت نکرتا اہل تضاد بھی اس کام مین متابعت نکرتے پس شریعت مصطفے تمام نہوتی یہ ضروری ہے کہ اہل تضاد کا بھی وجود ہونا چاہیے کیونکہ اگر یہ باطل ہونے کی وجہ سے نہوتے تو انکا حال نہ کھلتا اور اہل ترتب کی رونق کا مدار باقی نہ رہتا اور اہل ترتب معرفت طلب مین مشغول نہوتے اور جب اہل تضاد کا ہونا ضروری ہوا تو شریعت کا ہونا بھی لازم آیا کیونکہ اگر شریعت اِن کے ظلم و فساد کو نہ روکتی تو یہ کسی کو زندہ نچھوڑتے اور عالم ویران ہو جاتا اور اہل ترتب کے ہونے سے اس مین کوئی فائدہ نرہتا پس ثابت ہوا کہ شریعت بھی اصلاح کا سبب ہی پس امام کا کون شریعت مین بھی ظہور ضرور چاہیے چنانچہ لکھے ہین کہ مالک و رضوان جو دوزخ و بہشت کے مشول ہین اُن کو وجود ذاتی حاصل ہین یہ سمجھنا غلطی ہے بلکہ انکا قیام امام کے ساتھ ہے پس جس طرح رضوان جنت ہے اور رحمت کا سبب ہے اُنکے حکم سے ہے اسی طرح مالک بھی کہ دوزخ ہے اور عذاب کا سبب ہے

اُسکے فرمان سے ہے جس طرح رضوان کو صرف ادعائے نیکی سے نیکوں کا ستر بنا رکھا ہے وہ کیا ہے صرف آدمیون کی نیکی ہے جسے رضوان سے تعبیر کرتے ہین رضوان کوئی مستقل علیحدہ وجود نہین اِسی طرح مالک کو بھی ادعائے بدی سے بدون کا ستر بنا رکھا ہے جو حقیقت مین آدمیون کی بدی ہے بہشت نیکون سے اچھی معلوم ہوتی ہے اور دوزخ بدون سے بری معلوم ہوتی ہے۔ ہر قسمت مین دو شخص ہوتے ہین ایک بہشت دوسرا دوزخ۔ بہشت اہل بہشت کے لئے اور دوزخ اہلِ دوزخ کے لئے مقرر کی گئی ہے امر خاص بہشت کے لئے فرمایا ہے اور امر عام دوزخ کے لئے اور آپ دونون کے مذہب پر عمل کرتا ہے تاکہ دونون کے لئے وجود ثابت ہو اور اُن دونون مین سے کسی کے لئے یہ حکم نہین ہوا ہے کہ دوسرے کی متابعت کرے تاکہ اُنکے منبع شک مین نہ پڑ جائین اور اپنا مذہب نہ چھوڑ بیٹھین اور عالم ظاہر و باطن کو بے رونق نکردین پس ثابت ہوا کہ حجت کے لئے واجب ہے کہ شریعت کو ترک کردے۔

اہل ترتب

اہل ترتب دو طور پر ہین ایک قوی دوسرے ضعیف قوی اُن لوگون کو کہتے ہین جو حجت کی معرفت رکھتے ہون اور مستجابون کو حجت کی طرف دعوت کرین ان کی پہچان یہ ہے کہ سب نے حجت کی دعوت کو قبول کر لیا ہو اور پھر اُسکو ضعیفون کو پہونچائین اور احکام شریعت کے موافق زندگی بسر کرین۔ ضعیف وہ لوگ ہین کہ دعوت و تعلیم و بیان کو بخوبی تسلیم کر لیا ہو اور احکام عقلی کے بموجب شریعت کی زندگی بسر کرین داعی اور ماذون اور معلم اور ماذون اصغر یہ تمام قوی اہل ترتب مین شمار پاتے ہین اور ضعیفون مین مستجابون کا شمار ہے۔

قوی ہو یا ضعیف اور اسے اثبات امامت مین جب تک حجت کے درجے کو نہین پہونچیگا صاحب تائید نہوگا اور اُسکی گردن سے ایسے احکام خلقی شریعت جیسے شراب پینا سور کا گوشت کھانا وغیرہ ساقط نہونگے۔ البتہ ایسے احکام خلقی شریعت جیسے کلمہ

شہادت کا اقرار اور طہارت و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جہاد اُسوقت ساقط ہوتے ہیں کہ تاویل کے ساتھ کام کرے لیکن وہ بھی جبکہ تقیہ کا موقع نہو اور تقیہ کے موقع پر ساقط نہیں ہوتے

نذرانہ

چونکہ مذہب اِس فرقے کا دین حقیقی ہو لا ما علی اور اُسکی حجت کا ہے اور حقیقت کا نذرانہ اُن کے نزدیک متبع کے پاس کی تمام چیزیں ہیں نہ صرف دسوان حصہ کہ وہ شریعت کے نذرانے سے زیادہ نہیں اور شریعت اِس دسوین حصے کے بھی قابل نہیں پس اہلِ ترتب میں سے اِس زمانِ شب مین وہ شخص حقیقت کو رکھے گا جو تمام چیزیں اُسکی راہ مین دیدے گا اگر ایک جو برابر بھی اپنے لئے رکھ لیگا تو حقیقت کو نہ پائیگا یعنی حجت کی رضامندی اور علم و معرفت اُسے حاصل نہوگا اور جو شخص علم و معرفت نہ حاصل کریگا نجات نہ پائیگا پس اگر ایک ذرہ برابر چیز بھی قیمت حقیقت سے کہ حجت ہے روک لیگا حقیقت کو نہیں پا سکتا اور جب حقیقت سے گر گیا تو سب سے گر جائیگا اسلئے کہ سب کچھ وہی ہے اور جو کچھ بغیر اُسکے ہے ہیچ ہے اور اگر تمام چیزیں اسکو دے ڈالیگا اور خود کچھ بھی پاس نہ رکھیگا تب بھی دونوں عالم پر حاکم و بادشاہ ہوگا۔

اہل تضاد

یہ دو قسم پر ہیں ایک کافر دوسرے منافق کافر سے منافق بدتر ہے اس لئے کہ کافر ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو حاضر و غائب مین یکسان ہو اور منافق وہ ہے کہ اس گروہ کے معلم کے سامنے تو تعلیم کو قبول کرلے اور غائبانہ انکار کرنے لگے تاکہ اُس اقرار کی وجہ سے جو معلم کے سامنے کرچکا ہے اُسکے مکر سے غافل رہین اور اِس سبب سے جو کچھ اُسکے ہاتھ سے ہوسکے دشمنی اور عداوت مین کمی نہ کرے اور جو شخص ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ اُسکے دل مین ہوتا ہے مخفی نہیں رکھتا اُس سے لوگ امن مین رہتے ہین کیا اچھا کہا ہے۔

بسیار بود سگ موافق	بہتر ز برادرِ منافق
سہ پاکا زِ صرف باشی یا مؤمن پاک	کافر باشی بہ کہ منافق باشی

فہرست مضامین کتاب مذاہب الاسلام

معہ ضمیمۂ ملحقہ آخر کتاب

(۱)

ضمیمۂ مذاہب الاسلام

ضمیمہ دوم

متعلق فرقہ شیعہ علی اللّٰہی

عرصہ دراز ہوا کہ خٹک لوگوں پر مغرب سے ایک ایرانی قوم نے حملہ کیا جو چکان یا چکمانی کہلاتی تھی۔ چکمانی لوگ اسی ملک میں رہ گئے۔ اس وقت ان کا مذہب شیعہ مسلمانوں کا ایک فرقہ تھا جو علی اللٰہی کہلاتا تھا کیونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں۔ ان کی انوکھی مذہبی مراسم کے متعلق عجیب عجیب قصے بیان کیے جاتے ہیں۔ ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ ایک چراغ جلایا جاتا تھا اور مرد اور عورتیں سب بلا مغائرت و بلا حجاب اس میں شریک ہوتے تھے۔ اور مراسم کی ادائگی کے دوران میں ایک مقررہ حد تک پہونچکر وہ مذہبی بزرگ جو ان مراسم کی ادائگی کا صدر ہوتا روشنی کو گل کر دیتا اور تمام مجلس شرابخواری اور مخرب اخلاق افعال میں مشغول ہو جاتی تھی۔ اس عجیب رسم کے باعث ایرانی ان کو چراغ کش کہتے تھے اور پٹھان لوگ ان کو اور مڑ کہتے تھے جس کے معنی آگ کو بجھانے والے کے ہیں۔ اس علاقے میں ان کا بڑا سردار امیر ربان تھا لیکن اس کے متعلق سوائے اس کے نام کے ہمیں کوئی تاریخی معلومات نہیں۔ افغانوں کی روایات کے بموجب یہ لوگ اس علاقے سے قریب پانچسو برس گذرے منتشر ہو گئے کیونکہ ان کے علاقہ میں ایک زبردست قحط تین چار سال تک مسلسل پڑا۔

منقول از کتاب ریسینر آف افغانستان
(اقوام افغانستان) مؤلفہ سر جن بیجر
ایچ ڈبلو بیلو۔

بعون عنایت یزدانی بفضل ربانی بزمانۂ میمنت اقتران

کتاب لاجواب مسمّٰی

مذاہب الاسلام

من تصنیف لطیف عالم بے بدل فاضل اجل طبیب کامل ادیب ماہر جناب حکیم مولوی

محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری مصنف کتب متعددہ و مختلفہ

بار اوّل

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع عالی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں

اور طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد الٰہی

کرون حمد شاہنشہ دو جہان — خداوند اقلیم کون و مکان
کئے جلوہ گر جس نے شمس و قمر — زمین پر نمایان کئے بحر و بر
گہر آب تر سے ہویدا کئے — دل سنگ سے لعل پیدا کئے
کیا وجد مین جوش زن آب کو — بھرایا محبت مین گرداب کو
دل آیا جو فرط کرم کی طرف — بھرا موتیون سے دہان صدف
دیا موج کو ذوق ہست و عدم — روانہ کیا سیل کو بے قدم
دکھائی بہار نسیم چمن — کھلائے گل و لالہ و یاسمن
خموشی کی لذت لب گل کو دی — تمنائے فریاد بلبل کو دی
زبانون کو قدرت سے گویا کیا — بیان مطالب پہ شیدا کیا
عطا اسنے ہمکو یہ توفیق کی — کہ ہمنے مذاہب کی تحقیق کی
جو اسلام مین فرقے پیدا ہوے — وہ سب جستجو کرکے اک جا لکھے
زبان بشر مین یہ قدرت کہان — کرے شکر پروردگار جہان
مناسب ہو عرض تمنا کرون — مناجات مین دل کو گویا کرون

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی مین بندہ خطاوار ہون ۔ جو کچھ تو سزا دے سزاوار ہون
نظر کر نہ زشتی کردار پر ۔ سیہ کاریون سے مری درگذر
وہ دل دے جو شیدا کسی کا نہو ۔ ترا ہو کے اصلا کسی کا نہو
ترا ذکر دن رات کرتا رہے ۔ تجھی پر شب و روز مرتا رہے
شراب محبت سے پُرجوش ہو ۔ تری یاد مین خود فراموش ہو
جدھر چشم بینا اٹھائے نظر ۔ ترے حُسن کا جلوہ آئے نظر
تجھے سمجھے ذرات حاجت روا ۔ تجھی سے کہے جو کہے مدعا
تجھے جانے ہردم سمیع و بصیر ۔ تجھی سے کرے عرض مافی الضمیر
سوا تیرے سمجھے وہ دنیا کو ہیچ ۔ زمین و فلک پست و اعلیٰ کو ہیچ
رہے بادۂ عشق سے تیرے مست ۔ نہ بھولے کبھی عہد روز الست
پسِ مرگ بھی یاد کرتا رہے ۔ نہو ہوش پر ہوش تیرا رہے
ہر اک سے جدا سب سے بیگانہ ہو ۔ تری شمع وحدت کا پروانہ ہو
زمانے کے جھگڑے بھلائے رہے ۔ تری روز و شب لو لگائے رہے
خوشی ہو کہ ہو کاہشِ درد و غم ۔ ترا شکر کرتا رہے دم بدم
گوارا رہے تنگدستی مجھے ۔ مبارک مری فاقہ مستی مجھے
مگر اے خداوند عرشِ برین ۔ نہ دکھلا امیرون کی چینِ جبین
نہون لغو باتون سے کان آشنا ۔ نہ کہنا پڑے جا و بیجا بجا
قناعت دے نانِ جوین پر مجھے ۔ پھرا پھرے روزی نہ در در مجھے
تلاشِ تنعم مین حیران نکر ۔ مجھے کاسہ لیس امیران نکر
مین بندہ ترا ہون تو پروردگار ۔ تجھے فکر میری مجھے تجھ سے کار
دم غیر ہر دم بھرون کس لئے ۔ کسی کی خوشامد کرون کس لئے

رہو دین مین دے استقامت مجھے ۔ تزلزل نہو تا قیامت مجھے

نعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

محمدؐ کی اُلفت سے جنپر مدام ۔ خدا بھیجتا ہی درود و سلام
کوئی اُنکے رتبے مین بڑھکر نہین ۔ خدائی مین ایسا بشر نہین
اگر دیکھ لے شکل خیر الانام ۔ بشر پر ہو دوزخ کی آتش حرام
لگائے جو خاکِ قدم بے بصر ۔ ازل سے ابتک سب آئے نظر
زبانِ نبیؐ تھی زبانِ خدا ۔ بیان آپ کا ہی بیانِ خدا
وہ دلچسپ تبلیغ احکام کی ۔ کہ دنیا نظر آئی اِسلام کی
بظاہر تھے اُمّی غیر خاص و عام ۔ زبان پر تھا علمِ لدنی تمام
نقوش و ورق کی ضرورت نہ تھی ۔ کوئی چیز خط و کتابت نہ تھی
بیان کی وہ توحید حق مین دلیل ۔ ہوئے سُن کے کفار شرک ذلیل
ہوئے بدعت کفر کے گُل چراغ ۔ نظر آئے کھلتے دین باغ باغ
یہی چاہیے ہمکو کہنا مدام ۔ علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام

التماس مؤلف

مسلمانون کے واسطے اِس بات کی بڑی ضرورت ہو کہ انکو اپنا ان کے تمام نہین تو اکثر مذاہب سے واقفیت ہو کیونکہ اپنے اور غیر مذہب مین امتیاز حاصل رہے اِس فن کی جامع اور مفصل کتاب اُردو اور فارسی مین تو آج تک لکھی ہی نہین گئی یا لکھی گئی ہو تو ہم تک نہین پہونچی۔ عربی مین بھی جہانتک تلاش کی گئی تو فرقہاے اسلام کے حال مین یکجائی بیان کہین ملا۔ مجھکو علم کلام سے بہت دلچسپی ہو اِس فن مین مین نے کئی کتابین لکھی ہین۔ جب عقائد نسفی کی شرح دہان اُردو مین لکھنے لگا تو اُسکے ساتھ ہی ساتھ مذاہب کی تحقیق بھی کرتا رہا یہانتک کہ بڑی جستجو کے بعد ایک اچھا خاصہ ذخیرہ فراہم ہوگیا جسکو مرتب کرکے ایک کتاب کی صورت مین کرلیا

اور اُس کا نام مذاہب الاسلام رکھا۔اس فن مین ایسی کافی ووافی کتاب کا تیار ہوجانا محض تائید ایزدی ہے۔ ورنہ کہاں مین کہاں اور اس گلشن ہمیشہ بہار کا سرانجام کہاں اگر شائقین تلاش کرینگے تو مین امید کرتا ہون کہ وہ اس جامعیت کے ساتھ مذاہب الاسلام کے بیان مین کسی زبان مین کوئی کتاب نہین پائین گے۔ یہ میرا بیان اپنی تعلّی کے لئے نہین بلکہ واقعات کا اظہار مقصود ہے۔ معاش کی صعوبت۔ افلاس کی بکھیڑے۔ آمدنی کی قلت۔ خرچ کی کثرت۔ اہلِ دولت کی ناقدردانی ونخوت۔ اور ناحق کوشون کی عداوت اس کام پر ہمت نہین بندھنے دیتی تھی مگر محض اپنے شوق سے بزرگان قدرشناس کی تحسین کی امید پر اس سخت کام کو پورا کرتا رہا تختی ونرمی سردی وگرمی گزرتی ہین اور گذر جائینگی ایک دن مین نہونگا میری یادگار رہجائے گی اور کبھی نہ کبھی اسی کی بدولت ان بزرگون کی جنھون نے تصنیف وتالیف سے ملک وملت کی مدد کی ہے معنوی ہم نشینی نصیب ہوجائے گی مذاہب کے بیان مین اس قدر بصیرت کا حاصل ہونا جو کہ محققین سابقین اور مدققین متاخرین کی تحقیقات کے مطابق ہے اور ایک بہت بڑے کتب خانے کی چھان بین کرنے کے بعد حاصل ہوسکتی ہے بشرطیکہ وقت مساعدت کرے اور حصول کمال کا شوق بھی ہو علوم اسلامیہ کی طرف سے اس بے اعتنائی کے زمانے مین غنیمت ہے۔ مین نے احتیاطاً ہر اہم اور نادر واقعہ کا حوالہ حتی الوسع بقید نام وجلد کتاب اس کتاب کے ہر صفحہ پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح مین نے اپنا وہ فرض ادا کردیا ہے جو بحیثیت ناقل میرے ذمے تھا۔ میرا مقصود اس تحریر سے صرف مذاہب اسلامیہ کے حالات کا لکھنا ہے کسی مسئلہ عقائد کا فیصل اور طے کرنا یا ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دینا یا کسی مذہب کو حق اور کسی کو باطل ثابت کرنا یا کسی کی خوبی اور کسی کی برائی اپنی جانب سے پیدا کرنا مقصود نہین جیسا کہ میری بے رو ورعایت تحریر سے ثابت ہوگا۔

محمد نجم الغنی ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی محمد عبداللہ خان ابن مولوی عبدالرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب رامپوری [illegible] جمادی الاخری [illegible]ھ مطابق [illegible] سنہ [illegible]ء

پہلا حصہ فرقہائے اہل سنت اور معتزلا ور شیعہ اور خوارج اور مرجیہ اور نجاریہ اور جبریہ اور قدریہ اور مشبہ کے بیان مین

حدیث افتراق امت کی تحقیق

اہل عسلم تحصیل علم کے اعتبار سے چار قسم پر ہین (۱) صوفیہ یہ علم انکشافی کو نبی کی متابعت سے حاصل کرتے ہین (۲) اشراقیین یہ علم اشراقی کو نبی کی متابعت کے بغیر حاصل کرتے ہین (۳) مشائین یہ عقل کے ساتھ استدلال کرتے ہین (۴) متکلمین یہ کتاب وسنت اور اجماع کے ساتھ استدلال کرتے ہین اور یہ ۷۳ فرقے ہین جن کا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہے افترقت الیہود علی احدی وسبعین او اثنتین وسبعین فرقۃ وافترقت النصاریٰ علی احدی وسبعین او اثنتین وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ یعنی یہود اکہتر یا بہتر اور نصاریٰ بھی اکہتر یا بہتر فرقے ہوگئے میری امت تہتر فرقے ہوجاوے گی اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت عوف بن مالکؓ سے یون ہے کہ یہود اکہتر فرقے ہوگئے جن مین سے ایک جنت مین اور ستر دوزخ مین ہین اور نصاریٰ بہتر فرقے ہوگئے کہ اکہتر آگ مین ہین اور ایک جنت مین قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے قبضۂ قدرت مین بقائے ذات محمدی ہے تحقیق میری اُمت تہتر فرقے ہوجاوے گی جن مین سے ایک فرقہ جنتی ہے اور بہتر دوزخی اور عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وقال غریب یعنی میری امت کے لوگون پر وہی آئیگا جو بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہونگے اُن کے یہانتک کہ اگر کسی نے اُن مین سے اپنی مان کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت مین بھی

کوئی شخص پیدا ہو جاوے گا کہ وہ ایسا کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتّر فرقے ہو گئے میری امت تہتّر فرقے
ہو جاوے گی سب آگ میں جاوینگے مگر ایک ملت والے صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں رسول خدا نے فرمایا
وہ طریقہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں احمد اور ابو داؤد کا لفظ معاویہ سے یوں ہے قام فینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فقال ان من کان قبلکم من اهل الکتاب افترقوا علے ثنتین وسبعین ملة
وان هذه الامة ستفترق علی ثلث وسبعين فرقة ثنتان وسبعون في النار وواحدة
في الجنة وهي الجماعة یعنی ہم میں آنحضرتؐ خطبہ کو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ خبردار ہو کر جو تم سے پہلے
اہل کتاب تھے وہ بہتّر فرقے ہو گئے اور یہ جو کہ ہم ہیں تہتّر فرقے ہو جاوے گی بہتّر نار میں جاوینگے
اور ایک جنت میں وہ جماعت ہے لفظ **جماعت** کا اطلاق اہل سنت پر اسی حدیث سے ثابت
ہوا ہے اور ابن عدی نے ابو ہریرہؓ سے صرف اسی قدر روایت کیا ہے یہود اکہتّر فرقے ہیں گئے اور
نصاریٰ بہتّر میری امت تہتّر فرقے ہو جاوے گی بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو صحیح حسن کہا ہے
اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیحوں میں اسی مضمون کی حدیث ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے
پھر حاکم نے کہا ہے کہ اصول میں یہ ایک بڑی حدیث ہے اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمرو اور عوف
بن مالک نے مثل اس کے روایت کی ہے اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابو امامہ
اور ابن مسعود اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور عویمر اور ابو درداء اور واثلہ اور عبد اللہ بن عمرو بن
عاص اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایتیں آئی ہیں اور ابو ہریرہؓ بھی اسکے
راوی ہیں اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ
محققین حدیث نے اس کو اپنی اپنی کتب میں روایت کیا ہے۔ اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول
اور مقاصد حسنہ اور مجمع البحار اور کتاب بیہقی وغیرہ میں ان روایات کو ان کتب صحاح ستہ وغیرہ
سے نقل کیا ہے تو اس کی صحت میں کلام نہیں مجھے مولوی شبلی صاحب نعمانی سے تعجب ہے کہ
انھوں نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۳۲ میں محض اپنی رائے سے اس حدیث کو کیوں موضوع قرار
دیا کوئی بھی دلیل اس کی موضوعیت کی مولوی صاحب نے نہیں بیان کی۔ اس حدیث کے
طرق بہت ہیں اور ائمہ حدیث نے اسکو صحیح مانا ہے اور ترمذی نے جو اس طریق کی روایت کو
غریب کہا ہے سو اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی زمانے میں اس کی روایت ایک ہی راوی سے

ہوئی ہے اور غریب احادیث صحیحہ کے اقسام سے ہے اور صحیح حدیث قابل حجت ہے پھر حسن لذاتہ پھر حسن لغیرہ۔ اور تمام طریقوں میں تفرق تہتر فرقوں میں آیا ہے نہ بہتر میں اگرچہ سیوطی نے ایک حدیث ابن ماجہ کی جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس مضمون کی بھی نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت بہتر فرقے ہو جائے گی سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ اور یہ جماعت ہے مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ اس روایت کا اعتبار اُن بہت سی روایات کے مقابل نہیں ہو سکتا بلکہ سیوطی نے بھی ابن ماجہ کی حدیث عوف بن مالک سے امت محمدی کے تہتر فرقے ہو جانے کے باب میں نقل کی ہے سو یہی صحیح روایت ہے اور یہی وجہ ہے کہ صاحب سفر السعادت نے فرمایا ہے کہ در باب افتراق امت بر ہفتاد و دو فرقہ چیزے ثابت نہ شدہ مطلب یہ ہے کہ تفرق امت تہتر فرقوں پر ثابت ہوا ہے نہ بہتر پر اور اگر یہ تابع کیا جائے کہ صاحب سفر السعادت کی مراد یہ ہے کہ افتراق امت کے باب میں مطلقاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور جو کچھ اس معاملے میں آیا ہے وہ سب موضوع ہے تو یہ قول اُن کا کچھ معتبر نہ ہوگا جبکہ اُنکے بعد ائمہ حدیث افتراق امت کی روایت صحیح تسلیم کرتے ہیں اور بہت سے طریقوں سے مروی بھی ہے شاید مولوی شبلی صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے قول کو یہیں سے اُڑایا ہے مگر صاحب سفر السعادت تو یہ کہتے ہیں کہ امت محمدی کا بہتر فرقے ہو جانا کسی حدیث سے ثابت نہیں مولوی صاحب نے ایک بڑھا کر تہتر اپنی رائے سے کہا ہے۔

یہود و نصاریٰ کے فرقے

یہود کے اشہر و اظہر فرقے عنانیہ۔ عیسویہ اور یوذعانیہ تھے انہیں میں سے موشکانیہ و سامریہ ہیں جو فرقے بڑے ہیں ان میں سے اکہتر فرقے نکلے جن میں سے بعض بُت پرست ہیں اور بعض آفتاب و ماہتاب و نجوم پرست اور بعض اوثان پرست صنم یعنی بُت کو وثن کہتے ہیں استھان کو اس لفظ میں سارے معبود باطلہ داخل ہیں جیسے بُت شجر وغیرہ۔ سالونیکا میں ایک اور عجیب فرقہ یہودیوں کا رہتا ہے جسے ماسم کہتے ہیں اُنکا اعتقاد ہے کہ مسیح سیت لیوی ہے جس کی نسبت بیان کیا ہے کہ وہ پھر اپنے پیرؤوں کے ساتھ

آتے تھا مگر علاوہ اِس کے اِن لوگون مین اور بہت سے مختلف عقائد ہین جس کے لحاظ سے یہ تین فرقون مین منقسم ہو رہے ہین وہ دل سے یہودی ہین مگر یہودیون کے بڑے گروہ اور مسلمانون کے ساتھ آباد رہنے سے ذلیل ہو رہے ہین اور وہ اپنے آپس ہی مین بیاہ شادی کرتے ہین اور قصبے مین ایک خاص مقام پر یک جا آباد ہین یا یہ کہ ان کا ایک محلہ ہی علٰحدہ ہے اِس فرقے کے کچھ لوگ روسی عملداری مین رہتے ہین سالونیکا مین جو تادہ اپنے کو مسلمان کہتے ہین مگر ہین وہ یہودی ہی اور بڑے فرقے نصارٰی کے تین ہین **ملکانیہ**۔ **نسطوریہ** اور **یعقوبیہ** باقی فرقے انھین مین سے نکلے ہین شہرستانی نے ان سب فرقون کا ذکر ملل ونحل مین کیا ہے اُنکے احوال کی حکایت سے ہمکو کچھ غرض نہین ہے مگر اِس ضمن مین اتنا کہنا مناسب ہے کہ یورپ کے عیسائیون مین تین مذہب خاص کر سب سے بڑے تصور کیے جاتے ہین ایک **رُومَن کیتھولک** یعنی رومی کلیسا جن کے نزدیک دین کا سب سے بڑا امام اور حضرت عیسٰی کے خاص الخاص حواری پطرس کا خلیفہ پوپ تصور کیا جاتا ہے جو اٹلی کے قدیم شہر رُوم (بواو مجہول) مین رہتا ہے تعداد کے لحاظ سے عیسائیون مین رومی کلیسا کے لوگ زیادہ ہین مگر اِس مذہب والون کی سلطنتون مین پہلے سے کمی اور ضعف آگیا ہے صرف ایک سلطنت فرانس کی اِن مین بہت زبردست باقی ہے دوسرا مذہب **گریک چرچ** یعنی یونانی کلیسا ہے اِس فرقے کے سب عیسائی زار روس کو مسیح کا خلیفہ اور اپنا پیشوا اور امام سمجھتے ہین اور اُس کے کل احکام دینی و دنیوی واجب التعمیل جانتے ہین اور جو عیسائی اِن احکام کی تعمیل سے اعراض وانکار کرے اُسے اپنی جماعت سے خارج اور بے دین تصور کرتے ہین۔ تیسرا بڑا مذہب **پرُوٹسٹنٹ** ہے اِس فرقے والون کا دور آج کل زیادہ ہے اور چھوٹی بڑی کئی سلطنتین رکھتے ہین انگلستان و جرمن دو سلطنتین اِن مین بہت زبردست ہین اس مذہب مین بہت سے فرقے شاخ در شاخ مثل **لوتھرَن**۔ **کیلوِنسٹ**۔ **ریفارمنڈ چرچ** **پریسٹن ریٹارین** **پُرِیٹَن** اور **چرچ آف انگلینڈ** وغیرہ وغیرہ پیدا ہو گئے ہین۔ گلاسگو واقع سکاٹ لینڈ مین کارلائل کے زمانے سے عیسائیونکا ایک فرقہ **یونیٹیرین** (موحد) نامی پیدا ہو گیا ہے جو مسلمانون کی طرح خدائے وحدہٗ لاشریک پر اعتقاد رکھتا ہے اور حضرت عیسٰی کو صرف اُسکا پیغمبر مانتا ہے یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہین مگر

اسلام سے ان کو نفرت بدستور چلی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کا ذریعہ ان کے پاس صرف متعصب عیسائی مصنفوں کی کتابیں ہیں۔

فرقۂ ناجی و ناری

احادیث افتراق امت میں اشکال ہے دو طرح پر ایک یہ کہ ان میں اکثر اشخاص امت محمدی پر حکم ہلاک اور ناری ہونے کا کیا ہے حالانکہ اور حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ امت مرحوم ہے اور جنت میں سب سے زیادہ یہی امت ہوگی یہاں تک کہ وہاں دو ثلث اس امت کے لوگ ہونگے اور ایک ثلث میں باقی امتیں اس کا جواب بعض لوگوں نے یہ دیا ہے کہ مراد اس جگہ امت سے امت دعوت ہے نہ امت اجابت اور مراد امت اجابت سے وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ میں لکھتے ہیں کہ ظاہر مراد امت اجابت ہے نہ امت دعوت اس لیے کہ اکثر جب حدیث میں اس طرح پر بیان ہوا ہے تو اس کلام سے مراد اہل قبلہ ہیں انتہی یعنی حدیث مذکور میں امت دعوت قرار دینا درست نہیں کیونکہ یہ حدیث خاص آنحضرت کی اپنی امت کی تفرق کے بیان میں وارد ہوئی ہے چنانچہ اس میں لفظ امتی ہے۔ امت حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کا شمار اس میں داخل کر کے نہیں فرمایا ہے ان کے واسطے اور حدیث ہے انہ قال صلے اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسیٰ علی احدی وسبعین فرقۃ و بعد عیسیٰ علے اثنین وسبعین فرقۃ وستفرق امتی من بعدی ثلثۃ وسبعون فرقۃ اگر سب فرقے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کرینگے تو تہتر فرقے کیونکر ہونگے پس اگرچہ کفار بھی امت دعوت ہیں لیکن یہاں مراد امت سے امت اجابت ہے جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا اسی وجہ سے امتی کہکر اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے دوسرا اشکال بابت تعیین فرقۂ ناجیہ کے ہے ہر فرقے کو یہ گمان ہے میں ناجی ہوں اور غیر میرا ناری ہے اس پر ہر کسی نے اپنی اپنی دلیلیں لکھی ہیں جو کڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں فرقۂ ناجیہ وہی فرقہ ہے جو مصداق اس لفظ کا ہے ما انا علیہ واصحابی یہ لفظ اسی شخص پر صادق آتا ہے جس کے عقیدے و عمل میں کوئی بدعت ظاہر و مخفی نہیں ہے بلکہ سارے عقائد و اعمال اسکے مطابق سنت مطہرہ و سیرت صحابہ کے ہیں کسی نے یوں بھی کہا ہے کہ فرقۂ ناجیہ ہر فرقے کے صلحا ہیں کسی نے کہا

اہل بیت رسالت ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ کوئی فرقہ خاص نہیں ناجی وہی گروہ ہے جو کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ پر چلتا ہے اور کسی طرح کی بدعت و ہوا میں مبتلا نہیں جس طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے شرائع اسلام کو حضرت سے دریافت کر کے یہ عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ہذا شیئا ولا انقص منہ یعنی قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہے جو آپ نے فرمایا ہے میں اس پر کچھ زیادہ کرونگا اور نہ اس سے کچھ کم کرونگا اس پر حضرت نے اسکو جنتی فرمایا تھا یعنی ناجی نار سے سو جو کوئی دعویٰ نجات کا کرے اور اسکے عقائد و اعمال خلاف طریقہ حضرت اور سیرت اصحاب کے ہوں تو وہ دعویٰ اسکا باطل ہے اسلام کے متفرق فرقوں میں سے وہ کون فرقہ ہے جو اپنے آپ کو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہیں جانتا ہے بلکہ امامیہ مذہب والا تو کہتا ہے مصرع ناجی ہمہ فرقہ اثنا عشری ہے لیکن تصدیق اس دعوے کی یا تکذیب اسکی اسی طرح پر ممکن ہے کہ جسکا عقیدہ و عمل ما انا علیہ واصحابی کے موافق ہو اور کسی طرح کا خلاف بدعت سیئہ کی طرف سے اسکے عقیدے و عمل میں نہ آئے گو بعض تقصیرات فرعیہ اس سے صادر ہوں وہ ناجی ہے اور جس کا عقیدہ و عمل اسکے مخالف ہو وہ ناری ہے کیونکہ عہد حضرت و صحابہ میں کسی کے عمل و عقیدے میں کوئی بدعت نہ تھی اگرچہ بعض افراد سے طاعت میں قصور و فتور و ارتکاب فجور ہو جاتا تھا ابن حزم نے زیادت کلہا واحدۃ کو موضوع کہا ہے لیکن یہ دعویٰ ان کا صحت کو نہیں پہونچا نہایت یہ ہے کہ یہ زیادت شاذ ہو نہ موضوع بعض علما فرماتے ہیں کہ مراد ناری ہونے سے اگر خلود نار ہے تو یہ بات مخالف نص و احادیث صحیحہ قطعیہ کے ہے کیونکہ کوئی فرقہ اسلام کا مخلد فی النار نہ رہیگا اور اگر مراد ناری ہونے سے یہ ہے کہ چند مدت نار میں رہیگا پھر نجات پاویگا تو یہ بات مسلم ہے لیکن اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کوئی شخص فرقہ ناجیہ میں سے نار میں نہ جائے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہیں اس بات پر کہ فساق مومنین چندے نار میں جاوینگے تو پھر وجہ مزیہ کیا ہے اہل علم نے اسکے چار پانچ جواب لکھے ہیں جو کہ شرح و حواشی عقائد ملا جلال میں مذکور ہیں ان میں سے زیادہ صحیح رافع الاشکال جواب کو کہا ہے جو ملا جلال دوانی نے دیا ہے شق ثانی کو اختیار کر کے یعنی مراد دخول من حیث الاعتقاد ہے اور فرقہ ناجیہ کا دخول من حیث الاعتقاد نہ ہوگا گو بسبب بعض تقصیرات عمل کے آگ میں جاوین دوسرا جواب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کو محدثین نے بھی پسند کیا ہے وہ یہ کہ مراد فرقہ

ناجیہ سے وہ لوگ ہیں جو کہ مطلقاً نار میں نہ جائیں گے نہ من حیث الاعتقاد اور نہ من حیث العمل بلکہ بے حصول عذاب داخل جنت ہوں گے اُن کی معصیت خواہ عفو ہو جائے یا شدائد موت و قبر و اہوال قیامت میں محو ہو جائے یا شفاعت حضرت کے وسیلے ذنوب محو ہو جائیں غزالی کا یہ کہنا کہ فرقۂ ناجیہ وہی ہے جو بے حساب و کتاب و بے شفاعت بہشت میں جائے گا کما حقہٗ نہیں تھا اِس لیے کہ اس صورت میں دائرہ نجات کا بہت تنگ ہوا جاتا تھا لہذا محققین متاخرین نے جواب مذکور کو اصلاح فرما کر تقریر مسطور کی ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ کلہا فی النار کے معنے کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار ہے یعنی ہر ایک آدمی ہر ایک فرقے کی افراد سے آگ میں جائے گا پس اِس عبارت سے مراد ایجاب کلی ہے پھر الا واحدۃ کے ساتھ استثنا کرنے سے یہ ایجاب کلی رفع ہوا اور رفع ایجاب کلی ایک جزئی کے ساتھ بھی صادق ہو سکتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے پس اِس صورت میں معنی الا واحدۃ کے یہ ہونگے کہ ہر ہر فرد اس فرقے کی دوزخ میں داخل نہوگی گو بعض بسبب تقصیر اعمال کے داخل دوزخ ہوں اِس صورت میں اشکال مرتفع ہوگیا - اور فرقوں غیر ناجیہ اور فرقۂ ناجیہ میں وجہ امتیاز اسی قدر ہوئی کہ غیر ناجی فرقے سارے داخل دوزخ ہونگے اور یہ فرقہ سارا دوزخ میں نہ جائے گا لیکن فرقۂ ناجی کا امتیاز اور فرقوں سے اعمال کے ساتھ نہیں ہو سکتا اِس لیے کہ اعمال سب میں مشترک ہیں پس امتیاز کا باعث صرف عقائد کی درستی اور صحت ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اِس جواب کا مرجع بھی جواب اول کی طرف ہوتا ہے اور سب سے بہتر ایک اور جواب ہے جو موافق ہے استعمال قدیم عرب کے اور حدیث میں بھی اس کے استعمال کی شہادت موجود ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ کلہا فی النار سے مراد بطلان ہے چنانچہ جب کہتے ہیں فلان چیز فی النار ہے تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ باطل ہے چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے الهذاء فی النار یعنی ہذیان و بازی باطل ہے اور سورۂ نساء میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَأْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں اس کے سوا نہیں کہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں نارًا سے مراد یہاں باطل و حرام چیز ہے اس لیے کہ یتیم کا مال حقیقت میں آگ نہیں اور مجاز پر اِس واسطے حمل نہیں کرتے کہ یہ جو کہا ہے کہ پیٹوں میں کھاتے ہیں یہ قول اسے بیکار کر دیتا ہے کہ یہاں مجاز مراد نہیں پس حدیث مذکور میں کلہم فی النار سے یہ مراد ہوگی کہ تمام فرقے باطل ہیں گو ایک عقیدہ لو یا ایک عمل کی وجہ سے ہوں

یا دو کی اور فرقۂ ناجی کے عقیدے میں بطلان ہے نہ عمل میں مگر یہ چاہیے کہ فرقۂ ناجی کی تخصیص اس بات کے ساتھ کر دی جائے کہ ان کے عمل میں بدعت ہے نہ عقیدے میں اور یہی منشا جواب دوم کا بھی ہے یا بطلان کو صرف اعتقادیات کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ انکے اعتقاد میں کسی طرح کا قصور نہیں پس اس صورت میں یہ جواب پہلے جواب کی طرف رجوع کرے گا اسی واسطے کہا ہے کہ اقوی وارجح وہی جواب اول ہے اور شیخ علاء الدولہ سمنانی نے عروہ میں کہا ہے کہ اسلام کے تمام فرقے اہل نجات ہیں اور حدیث میں مراد ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت ہے اور مراد سارے فرقے اسلام کے اہل نجات ہونے سے یہ ہے کہ بقدر سزائے معاصی کے دوزخ میں رہ کر بالآخر اس سے نجات پائیں گے اور بہشت میں داخل کیے جائیں گے اور ناجیہ سے ناجیہ بشفاعت مراد لینے میں وہی قباحت ہے جو امام غزالی کے جواب میں بیان ہوئی پس بہتر جواب وہی ہے جو بعض متاخرین نے امام غزالی کے جواب میں اصلاح کر کے بیان کیا ہے۔

علم فقہ اور طبقات فقہا

علم فقہ اکثر صحابہ کا شعار تھا جیسے خلفائے اربعہ اور باقی عشرۂ مبشرہ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو درداء اور بی بی عائشہ اور ابن عمر بن خطاب اور ابن عباس اور ابن عمرو بن عاص اور ابن الزبیر اور ابو موسیٰ اور ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ اور جابر بن عبداللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور تھوڑے سے مقاموں میں فقہ انکے سوا دوسرے صحابہ سے بھی منقول ہوا ہے جیسے ابو ذر اور عمار اور حذیفہ اور سلمان اور عبادہ بن صامت اور ابو مسعود اور فضالہ اور ابو طلحہ اور خالد اور معاویہ اور عمرو بن عاص اور ام سلمہ اور اسما بنت ابوبکر اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اور ان میں سے جنکے فتوے شہرت کو پہونچ گئے وہ نو ہیں حضرت عمر حضرت علی ابن مسعود اور ابی بن کعب اور زید اور ابو موسیٰ اور ام المؤمنین عائشہ اور ابن عمر بن خطاب اور ابن عمرو بن عاص اور ان میں سے بھی زیادہ مشہور تین شخص ہوئے عبداللہ بن مسعود و زید بن ثابت عبداللہ بن عباس اہل مدینہ کا فقہ میں زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر پر اعتماد تھا اور اہل مکہ ابن عباس کی رائے پر اور اہل کوفہ کا حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کی رائے پر اور

اہل مصر ابو موسیٰ اشعری اور عمران بن حصین کی رائے پر تھے اور شام میں معاذ اور ابو درداء وغیرہ تھے
بعد اسکے ریاست علم فقہ تابعین کو پہونچی چنانچہ صحابہ کے بعد مدینے میں سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر
اور قاسم بن محمد اور خارجہ بن زید اور سلیمان یسار اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور ابو بکر بن
عبدالرحمن بن حارث تھے اور مدینے کے جو سات فقہا مشہور ہیں وہ یہی ہیں اور اسی طبقے میں سے
مدینے میں یہ لوگ بھی تھے سالم بن عبداللہ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن اور ابان بن عثمان اور قبیصہ بن
ذویب وغیرہ اور جنہوں نے انکی متابعت کی انکا بھی اسی طبقے میں شمار ہے جیسے عمر بن عبدالعزیز
اور علی بن حسین اور یحییٰ بن سعید اور ابو الزناد اور زہری اور ربیعہ وغیرہ پھر فقہ جمیع تابعین کی
طرف منتقل ہوا جیسے ابو ذئب اور ماجشون اور امام مالک بن انس اور ان کے اصحاب اور مکے میں
عبید بن عمیر اور عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار
وغیرہ تھے پھر فقہا ابن ابی نجیح اور ابن جریج اور سفیان بن عیینہ اور مسلم بن خالد اور سعید بن سالم
وغیرہ کو پہونچا پھر امام ابو عبداللہ شافعی اور ان کے اصحاب کی طرف منتقل ہوا اور کوفے میں ابن
مسعود کے اصحاب علقمہ اور عبیدہ اور مسروق اور اسود اور عبدالرحمن ابنائے یزید اور عمرو بن شرحبیل
اور شریح قاضی وغیرہ فقہ کے اُستاد تھے اور انکے بعد عامر شعبی اور ابراہیم نخعی انکے بعد حکم بن عتیبہ
اور حماد بن ابی سلیمان اور منصور بن معتمر وغیرہ تھے اور بعد ان کے ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ
اور حسن بن ابی صالح اور شریک بن عبداللہ اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور ان دونوں
کے اصحاب تھے اور بصرے میں حسن اور ابن سیرین اور مطرف بن عبداللہ اور جابر بن زید اور
ابو العالیہ پھر قتادہ اور ایوب اور یونس اور سلیمان تیمی اور ابن عون اور عثمان تیمی پھر حماد بن زید
اور حماد بن سلمہ جو حمادین یا حمادان کہلاتے ہیں اور یحییٰ بن سعید اور ابن مہدی تھے اور شام میں
ادریس خولانی اور شہر بن حوشب اور ابن ابی زکریا اور رجا بن حیات اور عبادہ بن نسی اور مکحول
وغیرہ تھے اور یمن میں طاؤس اور وہب بن منبہ وغیرہ تھے اور مصر میں یزید بن ابی حبیب
اور عمرو بن حارث اور لیث بن سعد وغیرہ تھے پھر اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور ان کے
اصحاب اور خراسان میں ضحاک بن مزاحم اور ابراہیم صائغ اور عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن
راہویہ اور بغداد میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل پھر ابو ثور

اور ابو عبید قاسم بن سلام پھر داؤد اور محمد بن جریر وغیرہ ان فقہا میں سے ہر طبقے میں اگرچہ
ہر ایک فقیہ فقہ میں نامور تھا مگر پھر بھی باعتبار شہرت کے ان میں بڑا تفاوت ہے۔ سلہ

مسائل فروعی و اجتہادی میں صحابہ کے اختلافات

نبی علیہ السلام کی وفات تک مسلمان ایک ہی عقیدے اور طریقے پر تھے مگر جو لوگ ظاہر میں مسلمان باطن میں منافق تھے وہ زمانۂ حیات آنحضرت میں بھی کوشش کرتے تھے اور وہ نفاق ان کا ہر وقت ان کے اعتراض کرنے سے حرکات و سکنات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوتا تھا۔ جو وہ اختلافات جو حال مرض اور بعد وفات حضرت کے صحابہ میں واقع ہوئے وہ اجتہادی تھے غرض ان اختلافات سے معاملات دین اور اسلام کا قائم کرنا تھا نہ اور کچھ پہلا تنازع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں ہوا وہ حضرت کا کاغذ اور دوات و قلم مانگنا اور حضرت عمرؓ کا غلبہ درد کے خیال سے یہ کہکر کہ ہمکو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے نہ دینا ہے **دوسرا** اختلاف حال مرض نبوی میں یہ ہوا کہ آنحضرت نے لشکر اسامہ کی تیاری کے واسطے حکم دیا اسپر کچھ صحابہ نے یہ کہا کہ ہمپر بجا آوری اس حکم کی واجب ہے اور کچھ نے کہا کہ حضرت کا مرض بڑھ گیا ہے ہمارا جی حضرت کے چھوڑنے کو اس حال میں نہیں چاہتا ہے **تیسرا** اختلاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت میں ہوا حضرت عمرؓ نے کہا کہ جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرگئے ہیں میں اسکو اس تلوار سے قتل کروں گا وہ تو آسمان پر مثل عیسیٰ بن مریم کے چڑھ گئے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ بیشک مر گئے ہیں اور یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ یعنی محمد خدا کے رسول ہیں اگر وہ مرجائیں یا مارے جائیں تو اے لوگو تم بھی اگلی راہ پر پھر جاؤ گے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے سے کیا دین چھوڑکر پھر کفر اختیار کروگے اس وقت صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کے قول کی طرف رجوع کیا اور حضرت عمرؓ نے بھی تسلیم کیا **چوتھا** اختلاف آنحضرت کے دفن کے مقام میں ہوا مہاجرین اہل مکہ نے چاہا کہ ہم نعش مبارک کو لیجائیں انصار اہل مدینہ نے چاہا کہ مدینہ میں دفن ہوں کچھ صحابہ نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس کو لیجائیں اس لیے کہ وہ جگہ دفن انبیا کی ہے اور آپ کی معراج اسی جگہ سے آسمان کی طرف

ہوئی تھی پھر سب نے اتفاق کرکے مدینے مین دفن کیا اس لئے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ انبیا اسی جگہ دفن ہوتے ہین جہان مرتے ہین **پانچوان** خلاف مسئلہ خلافت مین مہاجرین وانصار کے درمیان ہوا کہ انصار کہتے تھے ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین کا ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر آمادہ ہوگئے مگر جب ان سے یہ کہا گیا کہ پیغمبر خدا کا حکم ہے کہ امام قریش مین سے چاہیے تو آخرکار حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر سب نے اتفاق کرلیا اور فساد مٹ گیا **چھٹا** خلاف معاملہ فدک مین ہوا تھا کہ حضرت کا وارث بعد حضرت کے کون ہے فاطمہ علیہا السلام نے کبھی دعویٰ وراثت کا کیا اور کبھی ملکیت کا یہانتک کہ پہلا دعویٰ بدلیل مشہور حدیث معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقۃ (ہم گروہ انبیا ہین نہین چھوڑتے ہم میراث جو کچھ ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے) منع ہوگیا اور دوسرا دعویٰ اس لیے خارج ہوا کہ گواہ بی بی صاحب کی طرف سے پورے نہ گذرے **ساتوان** خلاف وہ ہے کہ عرب کے بعض قبیلون نے اور وہ غطفان اور بنی تمیم وغیرہ تھے زکوۃ دینی تو صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا کچھ صحابہ نے جن مین حضرت عمرؓ بھی تھے یہ کہا کہ اقرار شہادتین سے دنیا کی عقوبت منع ہوجاتی ہے اور کہا کہ ہم ان سے اس طرح جنگ نہ کرینگے جیسے کفار سے کرتے ہین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا قتال اس وقت ممتنع ہے جبکہ حقوق اسلام ادا کرین اور جو بات صدیق نے کہی تھی وہی بات صراحۃً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور بہت سے صحابہ نے کہی تھی قرآن پاک بھی اسی پر دلیل ہے فان تابوا واقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین یعنی اخوت دین کی ثابت نہین ہوتی مگر ادا سے عزائم سے کیونکہ توبہ شرک سے بغیر توحید کے حاصل نہین اور توحید بغیر عمل صالح کے تمام نہین ہوتی حضرت ابوبکرؓ ان سے قتال کے واسطے نکلے تو آخر سارے صحابہ نے ان کا ساتھ دیا **آٹھوان** خلاف اس مین ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے قریب حضرت عمرؓ کی خلافت کے لیے نص کی بعض صحابہ نے کہا کہ تم نے ہم پر ایک سخت مزاج والے آدمی کو حاکم کیا ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہا لو سالنی ربی یوم القیامۃ لقلت ولیت علیہم خیرا اھلہم یعنی اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کو اس بات کا سوال کریگا تو مین یہ جواب دونگا کہ مین نے ایک سب سے عمدہ آدمی کو انپر حاکم کیا تھا تب خلاف مرتفع ہوگیا اور سب نے تسلیم کیا **نوان** خلاف خلیفۂ سوم کے انتخاب کے وقت ہوا تھا پہلے رائے مین اختلاف ہوا

پھر سب نے حضرت عثمانؓ کی بیعت پر اتفاق کیا **دسوان** خلاف یہ ہوا کہ جب حضرت عثمانؓ کے رشتہ دارون نے رعایا پر جبر کرنا شروع کیا تو لوگ حضرت عثمان سے ناراض ہو گئے سب نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا اُن کی کچھ مدد نہ کی یہانتک کہ وہ مظلوما اپنے گھر مین مارے گئے **گیارہوان** خلاف وہ ہے جو حضرت علیؓ کے زمانہ مین واقع ہوا بعد اسکے کہ اُنپر اتفاق کر کے بیعت کر لی تھی اُس زمانے مین پہلا خلاف جنگ کرنا طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ وغیرہ کا ہے اِسکو جنگ جمل کہتے ہین دوسرا خلاف جناب امیرؓ اور معاویہ مین تھا جنگ صفین کی وجہ سے تیسرا خلاف خوارج کا مخالفت کرنا اور تحکیم یعنی پنچایت کا ہونا تھا چوتھا خلاف عمرو بن عاص کا تحکیم مین ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ فریب کرنا تھا پانچوان وہ خلاف ہے جو خوارج کے ساتھ مقام نہروان مین وقوع مین آیا۔ اسی طرح صحابہ کے زمانہ مین اختلاف کثیر میراث جد و اخوت و کلالہ و دیت انگشتان و دیت دندان و حدود بعض جرائم مین جن مین کوئی نص وارد نہین ہوئی تھی واقع ہوئے۔
تاج الدین اسماعیل قونوی شارح حاوی کا بیان ہے کہ پہلا خلاف جو معاملات فروعی مین صحابہ مین واقع ہوا وہ ایک فرائض کے مسئلے مین ہوا ہے چونکہ اُس مین رائین بہت مختلف ہوئین اسلیے اسکا نام مسئلہ خرقہ ہے ایک شخص مرا اور ایک بہن ایک مان ایک دادا اُس کے وارث رہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمشیرہ کو نصف ترکہ دینا چاہیے اور مان کو تہائی اور باقی جو بچے وہ دادا کا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل مال کے تین حصے کر کے ہر ایک کو ایک ایک حصہ دینا چاہیے اور زید بن ثابت نے کہا کہ مان کا تہائی ہے اور باقی مین سے دادا کا دو تہائی اور ہمشیرہ کا تہائی قاضی عضد نے شرح مختصر مین لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مسئلہ عول مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن مسعود کے مخالف تھے اور شرح فرائض مین میر سید شریف نے کہا ہے کہ جنھون نے اول مسئلہ عول کا حکم کیا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین اور شرح مختصر مین یہ بھی لکھا ہے کہ ایک حاملہ عورت کو حضرت عمرؓ نے طلب کیا اُس کا حمل ساقط ہو گیا حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عمرؓ سے کہا انما انت مؤدب لا نری علیك شیئا یعنی بے شک تم صاحب ادب ہو تم مین ہم کوئی نقصان نہین پاتے اور حضرت علیؓ نے کہا ان کان عثمان قد اجتهد فقد اخطأ وان لم یجتهد فقد غشك یعنی اگر حضرت عثمانؓ نے اجتہاد کیا تو خطا کی اور اگر اجتہاد نہین کیا تو تمہین دھوکا دیا اور روز بروز

مسائل فروعی واعمال میں اختلاف کا دائرہ وسیع ہونے لگا مگر اصول وعقائد دین میں کوئی اختلاف اُسوقت تک نہ تھا

اختلاف مذاہب کی بنا

جب مسائل اعتقادیہ میں کوئی سوال کسی مسلمان کو پیش آتا تو حضرت سرورِ عالم سے اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے اصحاب سے حل کر لیتا جب یہ قرن گذر گئے تو عقائد میں بہت سی باتیں پیدا ہونے لگیں معبد جہنی اور غیلان دمشقی اور یونس اسواری نے قدر کا مسئلہ نکالا اور تمام افعال تقدیرِ الٰہی کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرنے لگے اور پھر وقتاً فوقتاً اہلِ اسلام میں اصول عقائد میں اختلاف پیدا ہوتا رہا اور خلفائے عباسیہ کے وقت سے فلاسفہ اور حکمائے یونان کے اقوال بھی دین اسلام کی باتوں میں مل گئے اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ عبداللہ مامون بن ہارون الرشید خلیفۂ ہفتم عباسیہ بغداد کو علوم قدیمہ کے ساتھ بہت دلچسپی تھی ملک روم میں کچھ لوگ بھیجکر کتب فلاسفہ کا ترجمہ زبان عربی میں کرایا۔ پھر اوپر سنہ دو سو ہجری میں وہ علوم زبان عربی میں ترجمہ ہوکر اس کے پاس آئے تب سے فلاسفہ کے اقوال لوگوں میں پھیل گئے۔ تصور صحیح کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رد شبہات دہریہ ابتداے زمانۂ اسلام میں ہمارے پہلے در صحابہ اور تابعین کے اقوال سے بھی ہمکو ہوتا تھا اور آخرہ اصطلاحات علم حکمت کے جو بمقابلے دہریوں کے معارضہ اور جوابات میں بولنے ضرور تھے اُن کے اقوال مقدسہ میں بھی وارد ہونے لگے اور اُن الفاظ کا زبان زد ہونا مجبوری تھا مگر کرنا ہی پڑا اور پھر بعد اُن حضرات کے علمائے اسلام کو ضرورت زیادہ ہوئی کہ اُنھوں نے فلسفہ حکمائے قدیم کے ابطال کی غرض سے سیکھا اور اسی فلسفے کے اصول کو رد کرکے شبہات دہری وغیرہ کو باطل کیا اور وہ سارے مباحث جمع ہوکر ایک علم ہوگیا اور اُسنے **علم کلام** نام پایا اگرچہ بعض لوگوں کو توغل زیادہ بھی ہوا کہ اسکا اُنکو مجاز نہ تھا اور یہ غلطی اُستادوں کی تھی خواہ آزادی وخودسری متعلم کی مگر تکمیل علم کلام کی اچھی ہوگئی اور شبہات دہری پامال ہوا انھیں کے مجاہدات سے ہوگئے اگر وہ لوگ ایسا نکرتے تو دہریت کے پھیلنے میں جیسی آج کل بوجہ عدم توجہ علمائے اسلام کے زور وشور پر ہے کچھ باقی رہتا کبھی نرہتا اور ہرگز نرہتا اور کلام ایک ایسا علم ہے جسکی وجہ سے عقائد دینیہ کو دلائل کے ساتھ ثابت کرنے اور نیز شبہات رفع کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور اِس علم کے موضوع

کے بارے میں متقدمین ومتاخرین نے اختلاف کیا ہے متقدمین یہ کہتے ہیں کہ علم کلام کا موضوع
اللہ پاک کی ذات وصفات ہیں ان میں سے بعض کی یہ رائے ہے کہ موضوع موجود من حیث ہو
موجود ہے اور متاخرین کہتے ہیں کہ علم کلام کا موضوع معلوم ہے اس حیثیت سے کہ اسکے ساتھ عقائد
دینیہ کا ثابت کرنا مقصود ہو اور تعلق عام ہے اس سے کہ قریب ہو یا بعید اور دین سے مراد
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔ ابجد بروایت علم کلام کی خلفائے عباسیہ جیسے ہارون۔ مامون۔ معتصم۔ واثق
اور متوکل کے ہاتھوں سے ہوئی اور اسکی انتہا صاحب بن عباد اور دیالمہ کی ایک جماعت پر ہوئی
غرض کہ اہل علم صحابہ کے آثار پر چلتے تھے کہ حسن بصری نے ریاست علم میں شہرت حاصل کی
اور ان کے شاگرد واصل تھے ایک مسئلہ خاص میں سرعام استاد کے ساتھ مخالفت کی حسن نے اس سے
فرمایا اعتزل عنا اس سبب سے واصل نے ان سے علیحدگی اختیار کی اور مستقلاً اپنے لیے ایک مجلس قائم کی
اور ایک بڑا جتھا اسکے متبعوں کا ہو گیا اور وہ معتزلہ کہلانے لگے اور چونکہ معتزلہ اللہ تعالی
کی صفات کا انکار کرتے تھے اسلیے سلف انکو معطلہ کہنے لگے اور معتزلہ نے سلف کا لقب صفاتیہ
رکھدیا کیونکہ یہ اللہ تعالی کے لیے صفات ازلی ثابت کرتے تھے جیسے علم۔ ارادہ۔ قدرت
حیات۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ جلال۔ اکرام۔ جود۔ انعام۔ عزت۔ عظمت۔ اور صفات ذات اور
صفات فعل میں فرق نہیں کرتے تھے دونوں کو مساوی سمجھتے تھے اسی طرح صفات خبریہ ثابت
کرتے تھے اور وہ یہ ہیں ہاتھ پاؤں۔ منھ وغیرہ ان میں تاویل بالکل نہیں کرتے تھے۔
چونکہ یہ صفات اخبار میں وارد ہوئی ہیں اس لیے انھیں **صفات خبریہ** بولتے تھے پھر بعض
سلف اثبات صفات الہی میں تشبیہ کی حد میں داخل ہو گئے یعنی محدثات کی صفات کے ساتھ الہی
صفات کو مشابہ جاننے لگے بعض نے صرف ان صفات پر اختصار کیا جنپر افعال دلالت کرتے ہیں
اور بعض سلف صفات خبریہ میں مقتضائے لفظ کے مطابق تاویل کرنے لگے اور بعض نے تاویل
کرنے سے توقف کیا اور کہنے لگے کہ ہماری عقل کہتی ہے کہ اللہ کسی شے کے مشابہ نہیں وہ بے مثل ہے
اور جو اس قسم کے الفاظ قرآن وحدیث میں آئے ہیں ان کے مفہوم ہمکو معلوم نہیں جو ان سے
مراد ہے وہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور نہ ہمکو یہ حکم ہے کہ ان الفاظ کے معانی اور حقیقت کے
کی کوشش کریں بلکہ ہمکو تو اس بات پر اعتقاد رکھنے کا حکم ہے کہ اللہ بے مثل ہے۔

مگر متاخرین کہنے لگے کہ ان الفاظ کا ظاہر پر جاری کرنا اور ان کی تفسیر کرنا چاہیے جیسا کہ کتاب و سنت مین وارد ہین اور تاویل سے تعرض نکرنا چاہیے اور نہ ظاہر پر توقف کرنا چاہیے پس یہ متاخرین تشبیہ خالص مین مبتلا ہو گئے جو یہود کا طریق ہے اور یہ اعتقاد سلف کے خلاف تھا مگر بعض شیعہ نے بہت غلو اور تقصیر سے کام لیا غلو ان کا یہ تھا کہ اپنے ائمہ کو اللہ کے ساتھ تشبیہ دینے لگے اور تقصیر یہ کہ اللہ کو بعض مخلوقات کے ساتھ تشبیہ دی مگر جب معتزلہ اور متکلمین کے مقالات زیادہ شہرت پکڑ گئے تو بعض شیعہ غلو اور تقصیر کو چھوڑ کر معتزلہ سے مل گئے۔ اور ان سلف مین سے جو تاویل و تشبیہ کی طرف متوجہ نہو سے یہ ہین مالک بن انس۔ احمد بن حنبل سفیان اور داؤد اصفہانی۔ یہانتک کہ عبد اللہ بن سعید بن کلاب اور ابو العباس قلانسی اور حارث بن اسد ابو عبد اللہ محاسبی کا دور شروع ہوا اگرچہ یہ بھی سلف کے طریق پر تھے مگر علم کلام سے مزاولت کرنے لگے اور عقائد سلف کی تائید دلائل کلامیہ اور براہین اصولیہ سے کی اور اب علم کلام ترقی کرنے لگا اور زبانی کلام سے نوبت تحریر کو پہونچ گئی اور عقلون کے تصرف اس مین بڑھنے لگے بعض نے کتابین بنائین اور بعض درس و تدریس مین مشغول رہے۔ پھر ایک جماعت معتزلہ متوسطہ کی ظاہر ہوئی جیسے ضرار بن عمرو اور حفص فرد اور حسین نجار۔ اور ان کے متاخرین نے جیسے ابو علی جبائی اور اس کا بیٹا ابو ہاشم اور قاضی عبد الجبار اور ابو الحسین بصری ہین اپنے اصحاب کے طریقون کا خلاصہ کیا اور چند مسائل مین ان سے متفرد ہو گئے اور اپنے شیوخ کا خلاف کیا اور مذہب اعتزال کی تائید مین بہت سی تصنیفین بطریق جدل کر ڈالین ایک خلائق ان کی راے کے تابع ہو گئی آخر ائمہ اہل سنت نے ان کے مذہب سے انکار کیا اور علم کلام کی مذمت بیان کی اور جو شخص ان کے مذہب کو پسند کرتا اس کو چھوڑ دیتے۔ ربیع نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی اپنی کتابون کے دینے کی کسی کے لیے وصیت کرے تو اس وصیت مین کتب کلام داخل نہونگی اس لیے کہ کلام کوئی علم نہین اور امام شافعی نے کہا ہے کہ اہل بدع و اہوا کی شہادت ناجائز ہے اور مراد اس سے علماے کلام ہین اور امام احمد نے علماے کلام کو زنادقہ کہا ہے اور زندیق اسے کہتے ہین جو روز آخرت اور وحدانیت خالق پر ایمان نہ لاوے لیکن معتزلہ کے مذہب کو قوت اور ان کے متبعون کی کثرت ہوتی رہی یہانتک کہ ابو علی محمد بن عبد الوہاب جبائی معتزلی اور اس کے تلمیذ رشید شیخ ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری کے درمیان ایک بار اس مسئلے مین کہ جو چیز بندے کے حق مین اچھی ہے وہ اللہ پر واجب ہے مناظرہ

ومباحثہ ہو گیا اور جبائی اس مباحثے میں جبائی لاجواب ہو گیا تو اشعری اور جبائی میں علیحدگی ہو گئی اور اشعری نے اپنے لیے ایک علیحدہ مجلس مقرر کی مسند تعلیم و تعلم پر بیٹھ گئے اور بہت لوگ اُن کی اتباع کرنے لگے اور اب صفاتیہ اشعریہ کہلانے لگے۔ اشعری مذہب اعتزال کو چھوڑ کر ان دو بزرگوں کے طریق پہ چلے (۱) ابو محمد عبداللہ بن سعید المعروف بہ ابن کُلّاب جن کے متبع کُلّابیہ کہلاتے ہیں (۲) حارث محاسبی۔ اشعری نے اِن ہی کے کلامیں پر مسائل صفات و قدر میں کلام کیا اور مذہب سلف کی تائید قاعدۂ کلامیہ سے کی اور اشعری نے فاعل مختار کا قائل ہو کر ان باتوں کا رد کیا کہ ہر چیز میں حسن و قبح عقل کی طرف سے ہے حکم شرع کو اس میں دخل نہیں اور جو چیز بندے کے لیے بہتر ہے وہ اللہ پر واجب ہے اور یہ بات ثابت کی کہ ورود شرع سے قبل اشیا کا حسن و قبح عقل نہیں واجب کر سکتی کہ افعال کی ذات کو حسن و قبح واجب نہیں ہے ورود شرع میں نسخ جائز نہ ہوتا اس لیے کہ جو چیز بالذات یا ذاتی ہوتی ہے اس میں اختلاف اور تخلف پیدا نہیں ہوتا پس شرع نے جس کو اچھا کہا وہ اچھا ہوا اور جس کو بُرا کہا وہ بُرا ہوا اور علوم کو عقل سے حاصل ہوتے ہیں لیکن وجوب اُن کا عقل سے نہیں ہے اور نبوات جائزات عقلیہ اور واجبات سمعیہ سے ہیں غرض مذہب اشعری کی حقیقت طریقہ وسط پر چلنا ہے درمیان نفی صفات الٰہی کے جو مذہب اعتزال ہے اور درمیان اثبات صفات کے جو مذہب اہل تجسیم ہے جب اشعری نے اس بات پر مناظرہ کیا اور اپنے مذہب کی حجت بیان کی تو ایک جماعت اُن کی طرف مائل ہو گئی اور اُن کی رائے پر اعتماد کیا گیا۔ اشاعرہ اور معتزلہ میں بڑی بڑی سلسلہ خصومت بڑھتا رہا معتزلہ نے اپنی تقویت اور طرف ثانی کی تضعیف کے لئے براہین حکمیہ کو عقائد میں داخل کرنا شروع کیا اور اپنے مدعا پر اُن سے استدلال کرنے لگے اس لیے معتزلہ کے مطالب کلامیہ دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ سے خلط ملط ہو گئے اور رفتہ رفتہ یہاں تک فلاسفہ کی اتباع اور حکمت کے مسائل کا مذاق اُن میں بڑھا کہ عقل کو نقل پر ترجیح دینے لگے۔ اشاعرہ معتزلہ کی وجہ سے براہین فلسفیہ کو رد کرنے اور اُن کی مذمت بیان کرنے لگے قاضی ابوبکر باقلانی اور ابن فورک اور ابو اسحاق اسفرائنی اور ابو اسحاق شیرازی اور غزالی اور عبدالکریم شہرستانی اور فخر رازی وغیرہ اس مذہب کے مددگار رہے اور مخالفین کے ساتھ مناظرے اور مجادلے سے پیش آئے اور اپنی مصنفات میں بہت سی دلیلیں بیان کیں یہاں تک کہ اشعری کا مذہب ۳۸۰ ہجری سے عراق میں پھیل گیا اور شام کی طرف

منتقل ہوا سلطان صلاح الدین یوسف مصر کے بادشاہ ہوے تو انھون نے سارے لوگون کو مذہب اشعری پر آمادہ کیا اور اس عقیدے کا اوقاف دیار مصر مین ہونا شروع کیا جیسے مدرسہ ناصریہ و قمحیہ و خانقاہ سعید السعداء و جامع قاہرہ چنانچہ یہی چال عقیدہ اشعری کی سارے ملک مصر اور ملک شام اور ملک حجاز اور ملک یمن اور اندلس مین مغرب مین چل گئی ملک مغرب یعنی افریقہ مین اشعری کی رائے کو ابو عبد اللہ محمد بن تومرت شاگرد غزالی نے داخل کیا اور ایک عقیدہ بنا دیا جس کو عوام نے یاد کر لیا یہانتک کہ اُسکے قائم مقام کئی ملوک کے دور سے یہ اعتقاد ان سب شہرون مین ایسا جاری ہوا کہ جو کوئی خلاف کرتا اُسکی گردن ماری جاتی یہانتک کہ سوا اسکے اور سب مذاہب مٹ گئے کوئی مذہب خلاف اشعری کے باقی نہ رہا مگر حنابلہ کا مذہب ابھی اسی چال ذ حال سابق پر باقی رہا یہ تاویل صفات کے معتقد نہین۔

فرقون کی تقسیم

یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میری امت تہتر فرقے ہو جاے گی ایک معجزہ ہے اسلیے کہ جو کچھ فرمایا تھا وہ بے کم و کاست ظہور مین آیا۔ ابن حزمؒ نے ملل و نحل مین کہا ہے کہ اہل اسلام کے پانچ فرقے ہین ایک اہل سنت دوسرے معتزلہ اور انھین مین قدریہ داخل ہین تیسرے مرجیہ اور انھین مین جہمیہ کرامیہ کا شمار ہے چوتھے شیعہ پانچوین خوارج انھین مین ازارقہ اباضیہ ہین پھر ہر ایک فرقہ ان مین سے کئی فرق ہو گیا۔ بڑا افتراق اہل سنت کا فتوے مین ہوا اور تھوڑا سا اعتقاد مین فتوی مین چار مذہب ہو گئے حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اعتقاد مین تین گروہ ہو گئے اشعری۔ ماتریدی۔ حنبلی۔ رہے چار فرقے سواے اہل سنت کے سو ان مین سے کسی کا خلاف اہل سنت کے ساتھ بعید ہے اور کسی کا قریب۔ مرجیہ کے فرقون مین اہل سنت سے قریب وہ ہین جن کا قول ہے کہ ایمان کہتے ہین دل اور زبان دونون سے تصدیق و اقرار کرنے کو۔ رہے سارے اعمال سو فقط فرائض و شرائع اسلام ہین ایمان مین داخل نہین ایمان مین اہل سنت سے بعید وہ فرقے ہین ایک اصحاب جہم بن صفوان جن کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب کا نام ہے اگرچہ مومن کفر و تثلیث کا کلمہ زبان سے کہے اور بت پرستی کرے اور یہ بطور تقیہ کے بھی نہو تب بھی ایمان نہین جا سکتا جب تک تصدیق بالقلب باقی رہے دوسرے اصحاب محمد بن کرام جن کا

[illegible]

قول یہ ہے کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنے یعنی کلمۂ شہادت کے پڑھنے کو کہتے ہیں پس اگر کوئی شخص دل سے کفر کا معتقد ہو تو اُس کا ایمان باطل نہیں ہو سکتا جبتک زبانی اقرار باقی ہے اسی طرح اور باقی فرقون کا ذکر ہے۔ خبیئۃ الاکوان مین لکھا ہے کہ معتزلہ مین اہلِ سنت سے قریب ترین وہ ہین جو کہ اصحاب حسین نجار و بشر بن غیاث مریسی ہین اور بعید اُن کے اصحاب ابوہذیل علاف ہین اور مذاہب شیعہ مین اہلِ سنت سے قریب اصحاب حسن بن صالح ہین جن کا فرقہ صالحیہ کہلاتا ہے اور شیعہ زیدیہ مین شمار پاتا ہے اور ان مین سے بعید فرقہ امامیہ ہے وہی غلاۃ انکے سوو میرے سے مسلمان ہی نہین بلکہ اہل ردت و شرک ہین اور قریب فرقہ خوارج مین اصحاب عبداللہ بن یزید اباضی ہین اور بعید اُن کے ازارقہ ہین رہے بیہسیہ اور وہ جو منکر کسی شے کے قرآن مین سے ہین اور اجماع کے مخالف ہین جیسے عجاردہ وغیرہ سو وہ باجماع امت کفار ہین انتہٰی واضح رہے کہ بعضے فرقون کے بیان مین شرح مواقف وغیرہ کی طرز اختیار کی ہے اسی واسطے بعضے جہمیہ کو جبریہ مین اور کرامیہ کو قدریہ مین اور مریسیہ کو مرجیہ مین ذکر کیا ہے وعلی ہذا القیاس صاحب اشعۃ اللمعات کا قول ہے کہ افتراق اس امت کا تہتر فرقون پر حدیث سے ثابت ہے اس طرح کہ معتزلہ کے بیس فرقے ہین اور شیعہ بائیس اور خوارج بیس اور مرجیہ پندرہ اور نجاریہ تین اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور اہلِ سنت وجماعت کا اور غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ تہتر فرقون کی اصل یہ دس فرقے ہین اہلِ سنت۔ خوارج۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ۔ اہلِ سنت کا ایک فرقہ ہے خوارج کے پندرہ فرقے ہین شیعہ کے بتیس معتزلہ کے چھ مرجیہ کے بارہ جہمیہ ضراریہ۔ نجاریہ۔ اور کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے مشبہ کے تین فرقے ہین کل تہتر فرقے ہو گئے اور لوگون نے ان تہتر فرقون کے اصول سوائے اہلِ سنت وجماعت کے چھ فرقے قرار دئے ہین جنکے یہ نام ہین جہمیہ۔ قدریہ۔ شیعہ۔ حروریہ۔ مرجیہ۔ جبریہ۔ اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے لکھے ہین جن سے بہتر فرقے ہو گئے۔ اور صاحب شرح وقایہ نے بھی کتاب الشہادۃ مین سب فرقون کے اصول چھ ہی فرقے قرار دئے ہین اور یہ نام لکھے ہین جبریہ۔ قدریہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ معطلہ۔ مشبہ۔ اور شیخ ابو الحسن اشعری نے اصول دس فرقے قرار دئے ہین شیعہ۔ خوارج۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ کلابیہ۔ حنفیہ۔ بکریہ۔ مجسمہ۔ اور امام فخر الاسلام نے بزدوی الکلام مین اُن کی چھ قسمین ان نامون کے ساتھ مقرر کی ہین شیعہ۔ نجاریہ۔ قدریہ۔ جبریہ۔ مرجیہ۔ مجسمہ۔ اور محمود الغزالی نے

اپنے رسالے مین اور ابن السراج نے تذکرۃ المذاہب مین اور محمد صالح بن محمد شریف خیرآبادی نے مؤیدالافاضل مین تمام فرقون کے اصول یہی چھ فرقے ذکر کیے ہین مگر انھون نے بجائے مجبرہ کے جہمیہ کو ذکر کیا ہے اور مؤلف مجمع المذاہب نے بھی ان کے مطابق بیان کیا ہے اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے بیان کیے ہین مگر یہ قلمی نسخے ایسے لکھے ہوے ہین کہ اکثر نام ایک نسخے کے دوسرے کے مطابق نہین بلکہ صحیح بھی نہین پڑھے جاتے اور چونکہ نہ انکی وجہ تسمیہ لکھی ہے نہ کچھ تفصیل ذکر کی ہے اس لئے اور مشتبہ ہو گئے ہین۔ اور یہ خرابی اُن کاتبون کی وجہ سے زیادہ پڑ گئی ہے جو محض فارسی خوان ہوتے ہین۔ تفصیل ان فرقون کی اِس طرح ہے۔

شیعہ

علویہ۔ ابدیہ۔ شیعیہ۔ اسحاقیہ۔ زیدیہ۔ عباسیہ۔ امامیہ۔ ناؤسیہ۔ متناسخیہ۔ لاعنیہ۔ راجعیہ۔ متربصیہ۔

خوارج

ازرقیہ۔ اباضیہ۔ ثعلبیہ۔ خازمیہ۔ خلفیہ۔ کوزیہ۔ کنزیہ۔ معتزلیہ۔ میمونیہ۔ محکمیہ۔ اخنسیہ۔ شمراخیہ

جبریہ

مضطریہ۔ افعالیہ۔ معیّہ۔ مفروغیہ۔ نجاریہ۔ متمنیہ۔ کسلیہ۔ سابقیہ۔ حبیبیہ۔ خوفیہ۔ فکریہ۔ حسبیہ۔

قدریہ

احمدیہ۔ ثنویہ۔ کیسانیہ۔ شیطانیہ۔ شریکیہ۔ وہمیہ۔ ابدیہ۔ ناکثیہ۔ متبریہ۔ قاسطیہ۔ نظامیہ۔ منزلیہ۔

جہمیہ

معطلہ۔ مرابصیہ۔ مترافیہ۔ واردیہ۔ حرقیہ۔ مخلوقیہ۔ غیرمخلوقیہ۔ فانیہ۔ زنادقیہ
لفظیہ۔ قبریہ۔ واقفیہ۔

مرجیہ

تارکیہ۔ مشائیہ۔ راجیہ۔ شاکیہ۔ نہمیہ۔ عملیہ۔ منقوصیہ۔ مستثنیہ۔ اشریہ۔ بدعیہ
مشبہ۔ حشویہ۔ تحریرالافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ میں لکھا ہے کہ انکے علاوہ سات فرقے
اور ہیں دہریہ۔ معطلیہ۔ اباحیہ۔ باطنیہ۔ براہمیہ۔ اشعریہ۔ کرامیہ۔

صاحب مواقف نے کہا ہے کہ فرقہاے اسلام کے اصول ہیں ۸ فرقے ہیں۔ معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج
مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ مشبہ۔ اہل سنت وجماعت۔ اور تفصیل ان کی یون ہے معتزلہ کے بیس فرقے ہین
واصلیہ۔ عمریہ۔ ہذیلیہ۔ نظامیہ۔ اسواریہ۔ اسکافیہ۔ جعفریہ۔ بشریہ۔ مزداریہ۔ ہشامیہ
حابطیہ۔ حدفیہ۔ صالحیہ۔ معمریہ۔ ثمامیہ۔ خیاطیہ۔ جاحظیہ۔ کعبیہ۔ جبائیہ۔ بہشمیہ۔ اور شیعہ
بائیس فرقے ہین۔ جن میں سے یہ اٹھارہ غلاۃ کہلاتے ہین۔ سبائیہ۔ کاملیہ۔ مغیریہ۔ بنانیہ۔ جناحیہ
منصوریہ۔ خطابیہ۔ غرابیہ۔ ذمیہ۔ ہشامیہ۔ سالمیہ۔ زراریہ۔ نعمانیہ۔ یونسیہ۔ رزامیہ۔ مفوضہ۔ نصیریہ
اسماعیلیہ۔ جو قرامطہ اور باطنیہ بھی کہلاتے ہین۔ باقی چار فرقے یہ ہین۔ جارودیہ۔ سلیمانیہ۔ بتریہ
یہ تینون زیدیہ ہین اور امامیہ جنھین اثنا عشری بھی کہتے ہین۔ اور خوارج بیس فرقے ہین۔ محکمہ
بیہسیہ۔ ازارقہ۔ نجدات۔ اصفریہ۔ اباضیہ۔ میمونیہ۔ حمزیہ۔ شعیبیہ۔ حازمیہ۔ خلفیہ۔ اطرافیہ
معلومیہ۔ مجہولیہ۔ صلتیہ۔ ثعالبہ۔ یہ دسون عجاردہ کہلاتے ہین۔ اخنسیہ۔ معبدیہ۔ شیبانیہ۔ مکرمیہ
یہ چارون فرقے ثعالبہ کی شاخ ہین اور مرجیہ کے پانچ فرقے ہین۔ یونسیہ۔ عبیدیہ۔ غسانیہ۔ ثوبانیہ
تومنیہ۔ اور نجاریہ کے تین فرقے ہین۔ برغوثیہ۔ زعفرانیہ۔ مستدرکہ۔ اور ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ

[illegible]

اور اہل سنت وجماعت ہے مرجیہ۔ جبریہ۔ ہین اور کرامیہ وحشویہ مشبہ ہین اور ان فرقون مین بعض قدریہ بھی ہین۔ یہ تہتر فرقے جو مشہور ہین ان مین بھی کئی فرقے مثل شاخون کے ظاہر ہوے ہین جو شخص جس فرقے کا کام کریگا اسی مین شمار پائیگا اور ان شاخون کی وجہ سے شمار فرقونکا تہتر سے بڑھ گیا ہے میر سید شریف نے تعریفات مین لکھا ہے **اہل ہوا** سے مراد وہ اہل قبلہ ہین جنکا عقیدہ اہل سنت کا سا نہین۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اہل ہوے ایک فرقہ معین نہین بلکہ جو مخالف سنت کے بے تاویل فاسد کے ساتھ وہ اہل ہوی ہے مُغرب مین ہے کہ اہل ہوے وہ لوگ ہین جو طریقۂ اہل سنت وجماعت سے کجروی کرین اور اہل قبلہ ہون یعنی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہون صاحب تعریفات کہتے ہین کہ اہل ہوے جبریہ اور قدریہ اور شیعہ اور خوارج اور معطلہ اور مشبہ ہین اور ان مین سے ہر ایک کے بارہ فرقہ ہین اس صورت مین تہتر فرقے ہو گئے مگر یہ قول سید صاحب کا تحقیقی نہین اس لیے کہ اسی قدر فرقون مین اہل اسلام کے فرقون کا حصر نہین ہے تہتر سے بہت زیادہ تعداد ہو گئی ہے اور آنحضرت نے جو تہتر کا عدد فرمایا ہے وہ غالبًا انحصار کے لیے نہین بلکہ اظہار کثرت مقصود ہے۔

اب غور کرو کہ عامہ مصنفین نے انحصار بڑے بڑے گروہ اسلام کا ۱۰ فرقون مین کیا ہے
اہل سنت وجماعت۔ معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مشبہ۔

فرقۂ اہل سنت وجماعت

ان مین بھی اختلاف پیدا ہو کر کئی فرقے اور مذہب ہو گئے ہین چوتھی صدی سے پہلے کسی مذہب معین کی قید نہ تھی یہانتک کہ بغداد کو لشکر چنگیز خانی نے پامال کر دیا اور سلطنت اعلی اسلام کی برباد ہو گئی تو لوگون کی راے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اس لیے کہ یہ مذاہب اور مذاہب کی نسبت کسی قدر مدون ہو چکے تھے مگر ابھی تک کوئی تقلید کو واجب نہین جانتا تھا بلکہ عوام کے لیے تقلید کو مستحسن خیال کرتے تھے علما کے حق مین تقلید مکروہ جانتے تھے بعد اسکے علم کی کمی ہوتے ہوتے اور جہل پھیلتے پھیلتے تقلید کی ضرورت نے ترقی کی اور علماے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پھیل گئے اور ان مذاہب کی تقلید مقرر ہو گئی اور بعض اہل تحقیق جو تقلید کے محتاج نہ تھے وہ خاص اس ضرورت [illegible]

مذہب پر چلنا نہ اپنے لیے پسند کرتے تھے اور نہ اپنے فتوون پر اور لوگون کے پابند ہونے کی خواہش رکھتے تھے **اہل سنت** عموماً ان مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذاہب متبوعہ جیسے مذاہب سفیان ثوری اور داؤد ظاہری کو بھی شامل ہے اہل سنت کا انحصار انھین چار گروہ مین نہین ہے ان مین سے سفیان ثوری کا مذہب اُن کے سلوک مین چھپ گیا ہے۔ تاج المکلل مین لکھا ہے کہ فرج بن برقوق چرکسی نے جس کا لقب ناصر ہے اور سنہ ۷۹۱ ہجری مین پیدا ہوا تھا چارون مصلے بیت الحرام مین قائم کیے ہین۔ اور مجتہدان مذاہب اربعہ مین سے۔

ایک امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہین

سنہ ۸۰ ہجری مین پیدا ہوے نعمان نام تھا ابو حنیفہ کنیت امام اعظم لقب مگر یہ کنیت حقیقی نہین ہے امام کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تھا یہ کنیت وصفی معنے کے اعتبار سے ہے یعنی ابو الملۃ الحنیفۃ قرآن مین خدا نے مسلمانون سے خطاب کرکے کہا ہے واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا یعنی تابع ہوجاؤ دین ابراہیم کے جو مستقیم تھا امام نے اِس نسبت سے اپنی کنیت ابو حنیفہ اختیار کی اور دو بار اُن کو عہدۂ قضا اختیار کرنے کی تکلیف دی گئی جو کہ شرائط موجود نہ تھین اس لیے اُنھون نے قبول نہ کیا اول بار کوفے مین یزید بن عمر بن ہبیرہ نے جو مروان حمار کی طرف سے کوفے کا گورنر تھا اُنکو اس عہدے کے اختیار کرنے کے لیے کہا اور انکار کرنے پر اُن کے سو کوڑے اِس طرح لگوائے کہ دس کوڑے روز دس دن تک لگوائے گئے جب امام موصوف کو کمال ایذا پہونچنے لگی تو فقہانے اُن کو مشورہ دیا کہ دفع الوقتی کے لیے آپ کوئی کام قبول کر لیجیے امام موصوف نے مجبور ہوکر یہ خدمت چاہی کہ گھاس کے گٹھے بوجھ اُس کی سرکار مین آتے اُسکا حساب درست کرتے یزید نے اس خدمت کے قبول کر لینے کے بعد اُنھین چھوڑ دیا اور دوسری بار بغداد مین منصور دوانقی خلیفہ بغداد نے اُن کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا امام نے انکار کیا تو تیس کوڑے لگوائے اور بعض کہتے ہین کہ سو کوڑے لگوائے اور بعض کہتے ہین کہ دس کوڑے لگوائے جاتے تھے اور قید کر دیا وہ سنہ ۱۴۶ ہجری مین قید ہوئے تھے اور شہر پناہ بغداد کی تیاری کے لئے جتنی اینٹین آتین اُن کا حساب درست کرنے کا کام اُن سے کرایا گیا آخر قید خانے مین زہر دیے گئے اور ماہ رجب سنہ ۱۵۰ ہجری مین اُنھون نے وفات پائی قبل اس کے دفن

چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی پہلی مرتبہ کم وبیش پچاس ہزار آدمیون کا مجمع تھا دفن کے بعد بیس دن تک لوگ
جنازے کی نماز پڑھتے رہے بغداد مین مقبرۂ خیزران کے باب الطاق مین دفن ہوے امام شافعی جب بغداد
مین آتے تھے اور صبح کی نماز امام کی قبر کے پاس پڑھتے تھے تو ادب کے لحاظ سے قنوت چھوڑ دیتے تھے
اور بسم اللہ کو بہت آہستہ کہتے تھے ثابت مہرگان کے دن حضرت علیؓ کی خدمت مین فالودہ لے گئے تھے
انھون نے ثابت کے حق مین دعا کی تھی دعا کی برکت سے اُن مین اور اُن کی اولاد مین علم پیدا ہوا
ثابت کے باپ کا نام زوطی ہے اور زوطا اصل کابل کا یا بابل کا یا انبار کا رہنے والا تھا غلامی کا
طوق اس کی گردن مین پڑ گیا تھا اور قبیلۂ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کی ایک عورت نے خرید کیا تھا پھر
زوطا آزاد بھی ہو گیا تھا اس لیے امام کا خاندان بنی تیم اللہ کا آزاد غلام کہلاتا ہے ثابت زوطا کی
حالت اسلام مین پیدا ہوئے تھے مگر خطیب مورخ بغداد نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ سے
نقل کیا ہے کہ ہم کبھی کسی کی غلامی مین نہین آئے اور بعضون نے امام ابو حنیفہ کا نسب یون بیان کیا ہے
کہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور ابو مطیع نے اُن کو نسل عرب سے شمار کیا ہے اور سلسلۂ
نسب یون بتایا ہے نعمان بن ثابت بن زوطا بن یحیی بن زید بن اسد بن راشد انصاری اور حافظ
ابو اسحاق نے شجرۂ نسب کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز بن
بہرام امام صاحب کی طرف ایک وصیت اور ایک عقائد کا مختصر سا رسالہ منسوب ہے اس کی روایت
ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی نے امام سے کی ہے۔ صدہا اکثر مین مرقوم ہے کہ امام صاحب نے فقہ اکبر کو
حالت حیات مین اور وصیت کو وقت وفات کے تصنیف کیا تھا انتہی مگر محقق یہ ہے کہ فقہ اکبر کو امام نے
خود تصنیف نہین کیا ہے بلکہ ابو مطیع نے اپنی مرویات کو جمع کیا ہے اسکو امام کی تصنیف اس وجہ سے
کہتے ہین کہ ابو مطیع نے مرویات امام اعظم کو اس مین جمع کیا ہے اور ایک مسند بھی اُنکی طرف منسوب ہے
جو قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے کہ ۶۶۵ ہجری مین اسکو مدون
کیا تھا اور امام اعظم کی مسانید کو کہ علماے سابق نے مرتب کی تھین اس مسند مین جمع کر دیا ہے چنانچہ
خود خطبہ مین اس بات کی تصریح کی ہے اُن مسانید سابق مین سے دو مسند جو بہت مشہور تھین ابتک
متداول ہین ایک مسند یعقوب بن حارثی کی دوسری مسند حسین بن محمد بن خسرو کی۔ کہتے ہین کہ
امام صاحب کی تین کتابین تصنیف ہین باقی زبانی منقول ہین ایک کتاب العالم والمتعلم

دوسری کتاب الرسالہ کہ ابو عثمان لبستی کو بھیجی تھی تیسری فقہ اکبر کہ آپ کے شاگرد ابو مطیع نے روایت کی ہے اور بعض کہتے ہین کہ کتاب مقصود مرت مین بھی لکھی ہے۔

دار قطنی نے امام ابو حنیفہ پر نہایت ناانصفی سے جرح کی ہے اور کہا ہے کہ وہ حدیث مین نہایت ضعیف تھے اور یہ نہایت شناعت ہے جو ایسے امام متقی عابد وزاہد کی طرف منسوب کی گئی ہے یہ لوگ اُن کا ضعیف الحدیث ہونا کسی دلیل سے ثابت نکرسکے کبھی یہ کہدیتے ہین کہ ان کو فقہ مین نہایت اشتغال تھا اس لیے حدیث مین ضعف رہے مگر یہ کتنی کمزور دلیل ہے۔ اس لیے کہ جو شخص اعلیٰ درجے کا فقیہ ہوگا وہ اخذ حدیث مین بھی دوسرون سے کامل ہوگا۔ عبد اللہ بن مبارک جو امام کے مشہور شاگرد ہین وہ بیروت مین فن حدیث کے امام اوزاعی سے ملے تو اوزاعی نے پہلی ہی ملاقات مین اُن سے پوچھا کہ کوفے مین ابو حنیفہ کون شخص پیدا ہوا ہے جو دین مین نئی باتین نکالتا ہے انھون نے کچھ جواب نہ دیا اور گھر چلے آئے دو تین دن کے بعد پھر گئے تو کچھ اجزا ساتھ لیتے گئے اوزاعی نے انکے ہاتھ سے وہ اجزا لے لیے سرنامہ پر لکھا تھا قال نعمان بن ثابت اوزاعی دیر تک غور سے دیکھا کیے پھر عبد اللہ سے پوچھا نعمان کون بزرگ ہین انھون نے کہا کہ عراق مین ایک شخص ہین جنکی صحبت مین مین رہا ہون فرمایا بڑے پایے کا آدمی ہے عبد اللہ نے عرض کیا وہی ابو حنیفہ ہین جنکو آپ مبتدع بتاتے تھے اوزاعی کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا۔ حج کی تقریب سے اوزاعی مکے کو گئے تو امام ابو حنیفہ سے ملاقات ہوئی انھین مسائل کا ذکر آیا اتفاق سے عبد اللہ بن مبارک بھی موجود تھے اُن کا بیان ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اس خوبی سے تقریر کی کہ اوزاعی حیران رہگئے اور اُن کے چلے جانے کے بعد مجھ سے کہا کہ اس شخص کے کمال نے اِس کو لوگون کا محسود بنایا ہے بے شبہ میری بدگمانی غلط تھی جس کا مین افسوس کرتا ہون۔

حافظ عبد البر کا یہ کلام ایسا ہے جسے آب زر سے لکھنا چاہیے دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ لوگ اکابر کے پیچھے پڑجاتے ہین اور قسم قسم کے معائب اُن کی طرف منسوب کرتے ہین ایسے لوگون کی زبان سے انبیا بھی محفوظ نہ رہے چونکہ امام اپنے زمانے مین آپ اپنی نظیر تھے لوگون نے آپ کے معائب مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھی بلکہ اس زمانے تک جو چل رہا ہے یہ سلسلہ جاری ہے مگر جس قدر لوگون نے امام کے مطاعن مین جدو جہد کی اُن کی سعی مشکور نہ ہوئی ہر زمانے مین عجیب جوریون پر بدعا

کرنے والون کو غلبہ ہوتا رہا یہانتک کہ امام کا مذہب ملک ملک اس قدر شایع ہوا کہ کسی دوسرے کا مذہب اسکے ہم پایہ نہین ہوسکتا۔ اگر یہ کہا جاے کہ صحاح ستہ کے مصنفین نے امام صاحب سے روایت نہین کی مگر دو ایک روایتین مستثنی ہین تو اس الزام مین اور ائمہ بھی ان کے شریک ہین امام شافعی جنکو بڑے بڑے محدثین نے حدیث و روایت کا مخزن تسلیم کیا ہے انکی سند سے صحیحین مین ایک بھی روایت نہین پھر بھی یون کہدیتے ہین کہ وہ ائمہ حدیث سے نہین ملنے پائے تھے جو کچھ انھون نے حاصل کیا ہے حماد سے حاصل کیا ہے جو شاگرد ہین ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی نے علقمہ سے اور انھون نے عبداللہ بن مسعود صحابی سے حاصل کیا ہے اور یہ قول بھی باطل ہے اس لیے کہ انھون نے بہت سے ائمہ سے روایت کی ہے جیسے امام محمد باقر اور اعمش وغیرہ حالانکہ حماد کا وہ پایہ ہے کہ صرف ان سے حاصل کرنا دوسرون سے روایت کرنے سے بے پروا کرتا ہے ابو حفص کبیر نے دعوی کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کم از کم چار ہزار شخصون سے حدیثین روایت کین لیکن انصاف یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ دعوی محدثانہ اصول پر ثابت نہین ہوسکتا البتہ اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ امام نے ایک گروہ کثیر سے روایت کی ہے اور اسکا خود محدثین کو اعتراف ہے علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین جہان ان کے شیوخ حدیث کے نام گنائے ہین آخر مین لکھدیا ہے وخلق کثیر بعض نے کہا ہے کہ انھون نے بارہ سو ائمہ سے روایت کی ہے حافظ ابو المحاسن شافعی نے تین سو انتیس شخصون کے نام بقید نسب لکھے ہین لیکن چونکہ انکی فہرست زیادہ تر فقہاے حنفیہ سے ماخوذ ہے ممکن ہے کہ محدثین کو کلیۃً اس سے اتفاق نہو۔ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین یون جواب دیا ہے کہ زیادہ استادون سے ان کا حاصل نہ کرنا ان کے ورع و تقوے اور کمال علم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ زیادہ استاد ہوتے تو زیادہ حقوق ثابت ہوجاتے امام نے بہت سے حقوق کے اتفاق کی دہشت اپنے مین نپاکر زیادہ استاد نہ بنائے یہ جواب نہایت نامناسب اور لغو ہے فقہاے حنفیہ امام کی روایت بہت سے صحابہ سے بھی ثابت کرتے ہین اگرچہ اہل حدیث کے طریقہ مین وہ ثابت نہین ہے مگر محققین کا اسپر اتفاق ہے کہ امام نے چار صحابیون کو پایا ہے اور اس قول سے اکثر اہل حدیث نے بھی اتفاق کیا ہے ایک ان مین سے انس بن مالک ہین بصرے مین دوسرے عبداللہ بن ابی اوفی بن علقمہ ہین کوفے مین تیسرے سہل بن سعد ساعدی ہین مدینے مین اور

چوتھے ابوالطفیل عامر بن واصلہ کے ہیں ابن حجر نے کہا ہے کہ امام نے ابن ابی اوفی سے ایک حدیث روایت کی ہے اور تاریخ بغداد میں خطیب نے بیان کیا ہے کہ امام نے انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے اور ابن حجر نے کہا ہے کہ امام کا انسؓ کو دیکھنا صحیح ہے جیسا کہ ذہبی نے لکھا ہے کہ امام نے انسؓ کو دیکھا ہے اور وہ گیارہ یا تیرہ برس کے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ امام فرماتے ہیں کہ میں نے انسؓ کو کئی بار دیکھا ہے اور وہ سرخ خضاب کرتے تھے اور کئی طریقوں سے آیا ہے کہ امام نے اُن سے تین حدیثیں روایت کیں اور بعض لوگوں نے جو نفی کی ہے تو وہ اثبات کی معارض نہیں ہوسکتی اس وجہ سے اثبات ایسے محل میں باتفاق علما نفی پر مقدم ہے عبداللہ بن ابی اوفی کے وقت میں امام چھ یا سات برس کے تھے اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جب لڑکے میں تمیز کی قوت آجاے سماع صحیح ہے گو پنج سالہ کیوں نہو ابن حجر اپنی مختصر میں کہتے ہیں کہ پانچ برس کا سن سماع حدیث میں معتبر ہے لہذا اسماعیل بخاری نے محمود بن ربیع کی روایت پانچ برس کے سن کی قبول کی ہے اور سہل بن ساعدی کے عہد میں امام آٹھ یا گیارہ برس کے تھے اور امام نے پہلا حج سنہ چھیانوے ہجری میں سولہ برس کی عمر میں کیا ہے ابو طفیل عامر بن واصلہ جن کا انتقال سنہ ۱۰۲ ہجری کو ہوا اُس وقت مکے میں موجود تھے پس امام کا ابو طفیل سے کہ جہان میں ایک صحابی اُس وقت باقی تھے نہ ملنا مستبعد ہے۔

اور کبھی یوں کہتے ہیں کہ وہ راے اور قیاس سے بہ نسبت حدیث کے زیادہ کام رکھتے تھے اور حدیث کو چھوڑ کر راے پر چلتے تھے یہانتک کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں ایک باب امام کے رد کے لیے باندھا ہے اور سرخی اُسکی باب الرد علی ابی حنیفۃ مقرر کی ہے اور یہ نہایت بے انصافی کی بات ہے کیونکہ امام نے کبھی قیاس کے مقابلے میں کسی حدیث کو ترک نہیں کیا عقود الجمان کے سولھویں باب میں لکھا ہے کہ ایک بار امام باقرؓ نے امام ابوحنیفہؒ سے فرمایا کہ تم قیاس کی بنا پر ہمارے دادا کی حدیثوں سے مخالفت کرتے ہو انھوں نے نہایت ادب سے کہا معاذ اللہ حدیث کی کون مخالفت کرسکتا ہے فرمایے کہ مرد ضعیف ہے یا عورت امام باقرؒ نے فرمایا کہ عورت ابوحنیفہ نے کہا کہ وراثت میں مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا امام باقرؒ نے فرمایا کہ مرد کا امام ابوحنیفہ نے کہا اگر میں قیاس لگاتا تو فتوے دیتا کہ عورت کو زیادہ حصہ دیا جائے کیونکہ ضعیف کو ظاہر قیاس کی بنا پر زیادہ ملنا چاہیے پھر ابو حنیفہ نے پوچھا کہ نماز افضل ہے یا روزہ امام باقرؒ نے

فرمایا کہ نماز ابو حنیفہ نے کہا کہ اِس اعتبار سے حائضہ پر نماز کی قضا واجب ہونی چاہیے نہ
روزے کی حالانکہ مین روزے ہی کی قضا کا فتویٰ دیتا ہون امام باقرؒ اِس قدر خوش ہوے کہ
اُٹھکر اُن سے معانقہ اور مصافحہ کرکے عذر کیا اور کہا کہ مخالفین عناد سے تمھین متہم کرتے ہین۔
امام جعفرؒ نے بسند متصل روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ہم اخذ کرتے ہین اول کتاب اللہ
سے پھر سنت رسولؐ سے پھر فضلاے صحابہ سے اور ہم اُسپر عمل کرتے ہین جسپر صحابہ کا اتفاق ہوتا ہے
اور جس مین صحابہ کا اختلاف ہوتا ہے اسکو اور مسئلے پر قیاس کرتے ہین اور بیہقی نے مدخل مین
بسند صحیح امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے عن ابی عبد اللہ بن مبارک قال سمعت ابا حنیفہ
یقول اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم نختار من قولھم واذا جاء من التابعین زاحمنا ھم یعنی جسوقت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول آئے تو وہ سر آنکھون پر ہے اور جسوقت صحابہ سے آئے تو اسمین سے
ہم اختیار کرتے ہین یعنی خاص صحابہ کے اقوال مین سے جس کا قول صواب معلوم ہوتا ہے اُس کو
اختیار کرتے ہین اور جس وقت تابعین سے آیا ہووے تو ہم اُس کی مزاحمت کرتے ہین یعنی اُس مین
کلام کرتے ہین اور قیاس کو دخل دیتے ہین اور حضرت امام ابو حنیفہ تابعین کے قول مین کس طرح مزاحمت
نکرتے کیونکہ وہ خود بھی تابعین مین سے ہین۔ علامہ کفوی فرماتے ہین کہ اگرچہ بعض محدثین امام
کے تابعی ہونے کو نہین مانتے لیکن اُنکے تابعی ہونے مین کوئی شبہہ نہین۔ خوارزمی نے مسند
ابو حنیفہ مین لکھا ہے کہ امام کا اصحاب سے روایت کرنا علما کے نزدیک متفق ہے مگر اعداد اصحاب مین
اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ سات مرد اور ایک عورت اور بعض نے کم و بیش ذکر کیے ہین۔ منکرین
کہتے ہین کہ اُن کے زمانہ مین چار اصحاب ضرور تھے لیکن ملاقات اور روایت ثابت نہین مگر یہ
اُنکا محض تعصب اور عناد ہے۔ اکثر محدثین کا یہ قول ہے کہ تابعی وہ شخص ہے جسنے صحابہ کو دیکھا ہے
اگرچہ صحبت نہو۔ تذکرۃ العلما مین مذکور ہے کہ امام نے فرمایا ہے اترکوا قولی بخبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ترک کرو میرا قول بمقابلہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرمایا
اذا صح الحدیث فھو مذھبی یعنی جب حدیث صحیح ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے صراط مستقیم
مین ہے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب متفق ہین کہ حدیث گو اسناد اسکی ضعیف ہو مگر قیاس و اجتہاد سے

اجتہاد

اولی ومقدم ہے۔ میزان شعرانی مین ہے وما طعن احد فی قول من اقوالهم الا بجهله اما من حيث دليله واما من حيث دقة مداركه عليه لا سيما الامام الاعظم ابو حنيفة الذی اجمع السلف والخلف علی ورعه وعبادته ودقة مداركه واستنباطه وحاشاه من القول فی دين الله بالرای الذی لا يشهد له ظاهر كتاب ولا سنة یعنی کسی شخص نے کسی مجتہد کے قول مین طعن نہین کیا مگر بوجہ اپنی جہالت کے کہ یا تو اُس کے قول کی دلیل اُسکی سمجھ مین نہ آئی یا اُسکی باریکی سے اسکا ذہن قاصر رہا خصوصًا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی قول پر جو کسی نے اعتراض کیا ہے اسکا یہی سبب ہے جنکے علم وورع اور عبادت اور دقت نظر اور استنباطات پر سلف وخلف کا اجماع ہے اور سب اس بات کو مانتے ہین کہ امام موصوف دین خدا مین رائے کے ساتھ ایسی بات کہنے سے بچے ہین جس کا ثبوت کتاب وسنت سے نہوتا ہو بعض لوگ کہتے ہین کہ امام نے احادیث صحیحہ کی صریح مخالفت کی ہے چونکہ یہ باب نہایت وسیع ہے اس لیے چند قواعد اجمالی ذکر کئے جاتے ہین متقدمین مین سے سفیان ثوری کو اور اُن کے بعد حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کوفی وشیخ بخاری کو یہ گمان ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ اُن لوگون نے امام کے قواعد واصول پر غور وخوض نہ کیا اگر غور کرتے تو ظن غالب ہے کہ اُن کو اِس قسم کی بدگمانی نہوتی امام کے بعض قواعد سے یہ ہے کہ خبر واحد ایسے وقت قبول نہین کی جاتی کہ جب وہ مخالف اصول مجمع علیہا کے ہو پھر اس وقت قیاس خبر واحد پر مقدم ہوگا خبر واحد کے قبول نکرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حدیث پر مطلع نہوے یا اُنکے نزدیک اُس حدیث کی صحت نہ پائی گئی یا اُس حدیث کی روایت بعض غیر فقیہ سے پائی گئی یا راوی نے اپنی روایت کے خلاف کام کیا جس سے اُس حدیث کا نسخ وغیرہ ظاہر ہوتا ہے یا عموم بلوے پایا گیا یعنی وہ ایسا امر ہو جسکے علم کی ہر شخص کو احتیاج ہو مگر اس امر مین صرف ایک شخص نے روایت کی پھر اس قسم کی روایت قابل جرح ہوگی یا وہ حدیث حدیا کفارے مین وارد ہوئی جو شبہہ سے ساقط ہو جاتے ہین اور احتمال خطاے راوی منفرد کا شبہہ ہے یا قیاس جلی کے مخالف ہے یا اُس قیاس کے جسکو دوسری حدیث سے قوت پہونچی ہو یا بعض سلف نے اُس مین طعن کیا ہو یا صحابہ نے آپس مین ایک مسئلے مین اختلاف کیا جسمین خبر واحد وارد ہے

اور کسی نے اُس سے احتجاج نکیا پس احتجاج سے اعراض کرنا یہ دلیل نسخ یا عدم اعتماد کی ہے یا وہ حدیث ظاہر عموم قرآن کے مخالف ہو اس لئے کہ امام اعظمؒ عموم قرآن کی تخصیص یا نسخ خبر واحد سے جائز نہین سمجھتے اِس لیے کہ خبر واحد ظنی ہے اور وہ یقینی اور تقدیم دو دلیلون مین سے اُس دلیل کی واجب ہے جو اقوی ہے یا وہ سنت مشہورہ کے مخالف ہو اِس لیے کہ خبر مشہور خبر آحاد سے قوی ہوتی ہے یا وہ زائد علی القرآن ہو اس سے معلوم ہو گیا کہ امام خبر آحاد کو بدون حجت کے ترک نہین کرتے بلکہ ایسی دلیل سے ترک کرتے ہین جو اُنکے نزدیک قوی اور واضح ہوتی ہے تمام حنفیہ کا اسپر اجماع ہے کہ مذہب حنفی مین ضعیف حدیث رائے سے اولیٰ ہے اِسی وجہ سے احادیث مرسلہ پر عمل کرتے ہین اور قیاس کو چھوڑ دیتے ہین۔ محققین کہتے ہین کہ حدیث پر عمل نہین ہو سکتا جب تک رائے کا استعمال نکیا جاے اِس لئے کہ رائے سے اُس کے معنے کا ادراک کیا جاتا ہے جو مدار احکام ہین بعض محدثین اِس اصول کے ترک سے بہت بڑی غلطی مین پڑ گئے اور انھون نے یہ کہا کہ اگر ایک بکری کا دودھ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیئین تو ان دونون مین حرمت رضاعت ہو جاتی ہے۔ ہان رائے محض قابل عمل نہین۔

امام نے اول فقہ کو مرتب کیا اور سب سے پہلے کتاب فرائض وکتاب شروط مرتب کی۔

درمختار مین امام ابوحنیفہؒ کے جہان اور اوصاف لکھے ہین اُن مین یہ بھی لکھا ہے یحکم بمذھبہ عیسے علیہ السلام یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موافق عیسیٰ علیہ السلام حکم کرینگے اور حلبی محشی نے اِس کا مطلب یون بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور اُنکا اجتہاد امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کے موافق پڑیگا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد امام شافعی کے مدعی ہونگے سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام حلبی کے کہا ہے کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہمہ بولنا ہرگز لائق نہین ہے ایسی باتون سے منقبت ثابت نہین ہوتی بلکہ قائل کی مذمت ثابت ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام معصوم مطلق ہین اور امام ابوحنیفہؒ مجتہد ہین اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی ثواب کو پہونچتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کے صاحبین نے اکثر مین دو ثلث احکام سے اُنکا خلاف کیا ہے پس جو شخص معصوم ہے کبھی خطا نہین کرتا اُس شخص کی تقلید کیونکر کرے جس کی صفت مخطی ومصیب ہے امام صاحب کی فضیلت ایسی بے اصل چیزون کے ساتھ ثابت کرنا جس سے تنقیص انبیا علیہم السلام کی

لازم آئے کیا ضرور ہے جبکہ اُن کے فضائل واقعیہ بے شمار موجود ہین جن مین علماے محققین نے کتابین تصنیف کی ہین اگر امام ابو حنیفہؒ ایسے افترا کو سنتے تو قائل کی نسبت کیا فتویٰ دیتے

دوسرے امام مالک ابو عبداللہ

بن انس بن مالک بن ابو عامر اصبحی ہین کہ سنہ ۹۳ ہجری مین مدینے کے اندر پیدا ہوے ابو عامر صحابی تھے اور یہ انس بن مالک غیر ہین اُن انس بن مالک سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین اُن کا ذکر نہین کیا ہے باوجودیکہ اور تینون ائمہ کا حال بیان کیا ہے۔ مدینے مین انکا مکان وہ تھا جو مکان ابن مسعود کا تھا اور مسجد نبوی مین اُس مقام پر بیٹھا کرتے تھے جہان حضرت عمرؓ بیٹھتے تھے اور احیاء العلوم مین ان کے زہد وسلوک کی بہت سی حکایتین لکھی ہین امام مالک نے ابتداے عمر مین علم نہایت تنگدستی کی حالت مین سیکھا تھا اپنے مکان کی چھت اکھیڑتے اور اُسکی لکڑیان فروخت کرکے کتابین خریدتے۔ بعد اسکے اُنکی جانب دولت نے ایسا رُخ کیا کہ نہایت عمارت اور خدم وحشم کے ساتھ رہنے لگے ستر برس کی عمر مین مسند افادہ پر قدم رکھا تھا اور مجلس مین اُنکی اعلیٰ درجے کا ہیبت ووقار ہوتا تھا۔ سفیان اور بشر حافی اُن کی مجلس مین حاضر ہوتے اور اُن کی شاگردی کو فخر جانتے تھے امام مالک سے کسی نے سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام صاحب نے فرمایا کہ اِس زندیق کو مار ڈالو کہ اس کے کلام سے بہت سے فتنے پیدا ہونگے اور جہم بن صفوان نے اُن سے دریافت کیا کہ استوی علی العرش کے کیا معنے ہین اُنھون نے بہت غور کے بعد جواب دیا الاستواء غیر مجھول والکیف غیر معقول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة اور فرمایا کہ اِس شخص کو ہماری مجلس سے نکال دو کہ یہ بدعتی ہے۔ امام مالک سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبر کے بعد افضل امت کون ہے کہا حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ جب حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے مین استفسار کیا تو جواب دیا کہ پیشوایان دین مین سے کوئی شخص ایسا نہ ملا کہ اُن مین سے ایک کو دوسرے پر تفضیل دیتا ہو اور وہ کہتے تھے کہ مین نبی کے جگر پارے بیبی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے بھائی ابراہیم پر کسی کو تفضیل نہین دیتا اور امام موصوف دشمنان

صحابہ کا کفر اس آیت سے ثابت کرتے تھے لیغیظ بھم الکفار جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آنحضرت کے یارون کو روز افزون ترقی اس لیے دی ہے کہ بسبب اُن کے کافرون کو غصے مین لائے اور ان کے مذہب مین ایمان اخلاص قلبی اور اقرار زبانی اور عمل اعضا کا نام ہے اور ایمان بوجہ اعمال کے کم وبیش ہوتا ہے اگر اعمال ناقص ہین تو ایمان بھی ناقص ہے اور اگر اعمال زیادہ ہین تو ایمان بھی زیادہ ہے اور ایمان بغیر اعمال کے کامل نہین ہوسکتا چنانچہ کتاب فقہ مالکی مصنفہٗ ابو محمد عبداللہ بن ابی زید قیروانی مین اس مضمون کو ان الفاظ مین بیان کیا ہے وان الایمان قول باللسان واخلاص بالقلب وعمل بالجوارح یزید بزیادۃ الاعمال وینقص بنقص الاعمال فیکون فیما النقص وبہا الزیادۃ ولا یکمل قول الایمان الا بالعمل انھون نے حدیث مین کتاب جمع کرکے مؤطا نام رکھا ہے انھون نے مؤطا مین اول دس ہزار حدیثین لکھی تھین پھر آہستہ آہستہ انتخاب کرتے رہے اور موجودہ حالت تک نوبت پہونچی اور جب تک زندہ رہے مؤطا کا مسودہ ہی رہا اسی لئے اُسکے نسخے مختلف طرح کے ہین کہ ہر ایک نسخے کی ایک علاوہ طور پہ ترتیب ہے بستان المحدثین مین سولہ نسخون کا حال بیان کیا ہے سوائے مؤطا کے کوئی کتاب اس وقت ایسی موجود نہین جو تبع تابعین کی تالیفات سے ہو اہلِ حدیث کہتے ہین کہ جب حدیث اُنکی روایت سے ثابت ہو وہ نہایت صحیح ہے۔ جب ہارون الرشید حج کو گیا تو امام مالک سے مؤطا کو سُنا اور تین ہزار دینار رشید نے اُنکو دئے اور یہ استدعا کی کہ آپ میرے ہمراہ چلیے میرا یہ ارادہ ہے کہ مسلمانون کو اس کتاب پر جمع کرون جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے مسلمانون کو قرآن پر جمع کیا تھا امام مالک نے جواب دیا کہ یہ بات مناسب نہین اس لیے کہ حضرت سرورعالم کی وفات کے بعد اُن کے اصحاب جا بجا ملکون مین پھیل گئے تھے اس لیے ہر شہر والون کے پاس علم ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے امام مالک نے مدینے کو نہ چھوڑا اور وہین ۱۷۹ ہجری مین انتقال کیا۔ منصور نے انکو حکم دیا تھا کہ آپ طلاق مکرہ کے باب مین حدیث نہ بیان کیا کیجیے پھر منصور نے دھوکہ دہی کی راہ سے ایک آدمی کو اُنکے پاس بھیجا کہ یہ مسئلہ دریافت کرے اُنھون نے برملا لوگون کے سامنے بیان کیا کہ جبر دباؤ ڈالکر طلاق دلائی جائے تو یہ طلاق حقیقت مین واقع نہین ہوتی منصور نے انکو ذلت سے قید کرو یا ایسی بے دردی سے مشکین بندھین کہ ہاتھ بازو سے

اُکھڑ گیا پھر اونٹ پر سوار کرا کر کہا گیا کہ اس مسئلے کی صحت کا اقرار کریں جس کو وہ دل سے غلط جانتے تھے لیکن امام صاحب نے اونٹ پر کھڑے ہو کر کہا کہ جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہ جانتا ہو وہ جان لے کہ مالک انس کا بیٹا ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ طلاق المکرہ لیس بشئی اسپر ستر کوڑے مارے گئے اور قید رکھے گئے۔ ہارون رشید نے درخواست کی کہ آنکر اسکے فرزندما مون و امین کو مؤطا روایت کریں آپ نے فرمایا العلم یوتی ولا یاتی ہارون الرشید اس جواب سے خوش ہوا ابن حزم نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک کے مذہب نے عالم میں بوجہ ریاست و سلطنت کے رواج و اتیلا پایا ہے۔ شرف الدولہ معزبن بادیس بن منصور بن یوسف سنہ میں والی افریقہ ہوا تو اسنے افریقہ میں مذہب مالکی کا رواج دیا اور تمام آدمیوں کو مالکی بنا دیا ورنہ اس سے پہلے وہ حنفی مذہب رکھتے تھے۔

تیسرے امام شافعی ابو عبد اللہ محمد

بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہیں۔ سائب جنگ بدر میں مسلمان ہوئے تھے شافعی باپ کی طرف سے مطلبی ہیں اور ماں کی طرف سے ہاشمی جرجانی فقیہ حنفی نے کہا ہے کہ مالکیہ اُن کے اس نسب کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اُنکو ابولہب کے غلام کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ یہ جرجانی کا تعصب ہے اور یہ بہتان انھوں نے اس وجہ سے باندھا ہے کہ لوگ امام ابو حنیفہ کو غلام کی اولاد بتاتے ہیں امام شافعی سنہ ہجری میں مقام منیٰ یا عسقلان یا یمن میں پیدا ہوئے تھے اور وہ دو برس کے تھے کہ انکو مکے کو لے گئے وہیں نشوونما پائی پندرہ برس کی عمر میں اُنکو اُنکے استاد مسلم بن خالد زنجی نے افتا اور تدریس کی اجازت دیدی تھی پھر مدینے کو گئے اور امام مالک کی شاگردی اختیار کی اور جب تک وہ زندہ رہے انھیں کے دامن فیض میں تربیت پاتے رہے۔ امام شافعی علم کلام کی مذمت بیان کیا کرتے تھے اور انساب اور ایام عرب کے بڑے ماہر تھے۔ اصول فقہ میں تصنیف کی اولیت اُنکو حاصل ہے شافعی سنہ میں بغداد گئے تھے اور وہاں ایک مدت کے قریب رہکر مصر کو چلے گئے اور وہیں چوّن برس کی عمر میں رجب سنہ میں فوت ہو کر قرافہ میں مدفون ہوئے۔ اُن کو لوگوں نے البیہ سے بڑھکر معتزلہ کہا رفض کی طرف نسبت کرکے قید کیا

اور اُن کے مرنے کی دعائیں کیں۔ علماے عراق ومصر نے ایسی تہمتیں لگائیں کہ یمن سے بغداد تک بے حرمتی وبے عزتی سے قید کرکے بھیجے گئے ہزاروں آدمی ملامت کرتے اور گالیاں دیتے جاتے تھے

• بیہقی نے امام شافعی کے حالات میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اُسمیں کہا ہے کہ امام شافعی جب ہارون الرشید کے دربار میں گرفتار ہو کر آئے تو قاضی ابویوسف اور امام محمد نے ہارون الرشید کو امام شافعی کے قتل کی راے دی اور کہا کہ اگر جلد تدارک نہیں کیا جائیگا تو یہ شخص سلطنت کو صدمہ پہونچائیگا افسوس بیہقی کو با این ہمہ محدثیت یہ بھی خیال نہ آیا کہ قاضی ابویوسف اس زمانے سے بہت پہلے انتقال کرچکے تھے لیکن خدا کا شکر ہے کہ خود محدثین ہی نے اِس روایت کی تکذیب کی حافظ ابن حجر نے جن سے بڑھکر اُن کے بعد محدث نہیں ہوا امام شافعی کے حالات میں ایک کتاب لکھی ہے اِس کتاب کا نام توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس ہے اور سنہ ۱۳۰۱ھ میں مصر میں چھاپی گئی ہے وہ اِس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہیں فہی مکذوبة وغالب ما فیہا موضوع وبعضہا ملفق من روایات ملفقة واوضح ما فیہا من الکذب قولہ فیہا ان ابا یوسف ومحمد بن الحسن حرضا الرشید علی قتل الشافعی یعنی یہ روایت اور اسکا اکثر حصہ موضوع ہے اور بعض حصے دوسری مختلط روایتوں سے ماخوذ ہیں اور جو صریح جھوٹ اس میں ہے وہ یہ ہے کہ ابویوسف اور محمد بن الحسن نے ہارون الرشید کو امام شافعی کے قتل کی ترغیب دی۔

اُن کی تصنیف سے اصول دین میں چودہ کتابیں ہیں اور فروع دین میں سو کتابوں سے زیادہ تصنیف کی ہیں امام احمد سے نقل ہے کہ میں ناسخ ومنسوخ حدیث میں سے اور خاص وعام اور مجمل ومفصل نہ جانتا تھا جب تک امام شافعی کی صحبت میں نہ بیٹھا تھا۔ ایک مسند بھی امام شافعی کی طرف منسوب ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ جن احادیث کو امام شافعی اپنے شاگردوں سے بیان کیا کرتے تھے اُن میں سے جس قدر حدیثیں ربیع بن سلیمان شاگرد بے واسطہ امام شافعی سے ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم نے سنی تھیں اُنکو ابوجعفر محمد بن مطر نیشاپوری نے کتاب ام ومبسوط سے چھانٹ کر علیحدہ جمع کیا ہے چونکہ یہ کام ابوالعباس اصم کی فرمائش سے شروع ہوا ہے اس لیے وہی مسند امام شافعی کی طرف منسوب کی گئی ہے بعض کہتے ہیں کہ خود ابوالعباس نے اِن احادیث کو انتخاب کیا تھا اور محمد بن مطر صرف کاتب تھا مگر یہ کتاب نہ مسندوں کے طور پر ہے نہ ابواب کی ترتیب سے ہے ۴۰

مسند محدثین کی اصطلاح میں اُس کتاب کو کہتے ہیں جس کی احادیث کو صحابہ پر ترتیب دیں مثلاً روایات ابوبکرؓ کو علحدہ اور روایات حضرت عمرؓ کو جدا لکھیں۔

چوتھے امام احمد بن محمد بن حنبل

شیبانی مروزی بغدادی ہیں جو بغداد میں ۱۶۴ھ ہجری میں مہدی محمد بن ابو جعفر منصور کے عہد میں پیدا ہوے ان کا نسب ربیعہ بن معد بن عدنان سے ملتا ہے امام شافعی سے فقہ اور اصول فقہ سیکھا تھا مگر تاسف کرتے تھے کہ میں امام مالک کے ساتھ جمع نہ ہوا اس لیے کہ امام مالکؒ اس سال فوت ہو گئے جب اُنھوں نے علم حدیث کو شروع کیا نہایت کریم الخلق مؤدب اور متواضع تھے پانچ بار حج کیا قتیبہ بن سعید کہتے تھے کہ ثوری کے ساتھ ورع مر گیا شافعی کے ساتھ سنن مر گئے احمد مر جائینگے تو بدعت ظاہر ہو جائیگی۔ ایک بار اسحاق بن ابراہیم حاکم بغداد نے اُن سے دریافت کیا کہ سمیع و بصیر کے کیا معنے ہیں جواب دیا اللہ ایسا ہے جیسا اُسنے اپنے نفس کی تعریف کی ہے اسحاق نے کہا اسکا کیا مطلب ہوا احمد نے کہا کہ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا کہ جو اُسنے اپنا وصف کیا ہے ویسا ہی ہے اور اُن الفاظ کے باب میں جن کے ظاہری معانی سے اللہ تعالیٰ کی جسمیت سمجھی جاتی ہے سلف کے ساتھ موافق تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے مشابہ نہیں اور بعض جگہ تاویل بھی کرتے تھے امام احمد کے بھتیجے کہتے تھے کہ میں نے اپنے چچا سے سنا ہے کہ ایک بار مناظرے میں میرے سامنے یہ حجت پیش کی گئی کہ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں سورہ بقرہ اور سورہ تبارک آئیگی میں نے جواب دیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی قدرت آئیگی۔ امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے جب اُن سے کہا گیا کہ اِس سے تشبیہ لازم آتی ہے تو بولے کہ اللہ یکتا ہے کوئی اُسکے مشابہ نہیں جب اُنھوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ قرآن غیر مخلوق ہے تو معتزلہ کے زور اور رسوخ کی وجہ سے مع محمد بن نوح پابزنجیر طرطوس کو روانہ کیے گئے ماہ رمضان ۲۱۸ھ ہجری میں کہ خلیفہ معتصم عباسی کا عہد تھا بعد انتقال مامون کے واپس لائے گئے اور قید کیے گئے تاکہ اپنے اس قول سے پھر جائیں مگر یہ اپنے قول سے نہ پھرے اور قرآن کو مخلوق نہ کہا اٹھائیس ماہ قید میں رہے بھاری بھاری زنجیریں اُنکے پاؤں میں ڈالی گئیں ذلیل کرنے کو مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ اُنکے طمانچے مارتے اور مُنھ پر تھوکتے

اور ہر شام کو جیل خانے سے نکالکر کوڑے مارے جاتے تھے اور شکنین بھی پاؤن مین لگی تھین متوکل انکی بہت تعظیم کرتا تھا ایک روز متوکل سے ایک شخص نے بیان کیا کہ احمد حنبل آپ کے باپ دادا کو زندیق کہتے ہین اور انکو برائی سے یاد کرتے ہین متوکل نے جواب دیا کہ مامون نے ایسی باتین ملا دی تھین کہ لوگون کو اسپر اعتراض کرنے کی گنجائش ہوئی اور ابو اسحاق معتصم محمد بن ہارون الرشید جنگجو تھا اسکو کلام سے بہرہ نہ تھا اور میرے بھائی واثق باللہ ہارون بن معتصم کے حق مین جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اُسکے لیے مستحق ہے اور حکم دیا کہ اس شخص کے دو سو کوڑے لگائے جائین جس افسر کو اس حکم کی تعمیل کے لیے متعین کیا تھا اُسنے بجائے دو سو کے پانسو کوڑے لگوائے متوکل نے اس زیادتی کا سبب دریافت کیا تو اس افسر نے عرض کیا کہ دو سو تو حضور کے حکم کی تعمیل کے لیے لگائے ہین اور دو سو خدا کی خوشنودی کے لیے لگائے اور سو اسوجہ سے لگائے کہ اسنے امام احمد جیسے نیک آدمی پر افترا کیا ہے۔

امام احمد کی بہت سی تصنیفین ہین اُن مین سے ایک تفسیر ہے کہ نہایت بسط سے لکھی ہے اور کتاب الزہد اور کتاب الناسخ والمنسوخ اور کتاب المناسک الکبیر اور کتاب المناسک الصغیر اور کتاب حدیث شعبہ اور کتاب فضائل صحابہ اور کتاب فضائل حضرت ابوبکرؓ مین اور کتاب فضائل حسنینؓ مین اور کتاب تاریخ مین اور کتاب الاشربہ مگر یہ کتابین متوسط درجے پر ہین دوسرے محدثین کی کتابین اُن مقامات مین ان کتب سے کم نہین بلکہ تفوق رکھتی ہین۔ ایک بہت ضخیم مسند بھی ان کی تالیف سے ہے کہ جس کو بطور بیاض کے اپنی حیات مین جمع کیا تھا اور ترتیب و تہذیب نہین کرنے پائے تھے کہ ستتر برس کی عمر مین ۲۴۱ھ مین بغداد مین عہد خلافت متوکل مین انتقال کر گئے اُنکے بعد اُنکے بیٹے عبداللہ نے پھر ابوبکر قطیعی نے جسنے اس کتاب کو عبداللہ سے روایت کیا تھا کچھ اس مسند مین زیادہ کیا اور حسن بن علی نے اس کتاب کو اجزا پر تقسیم کیا یہ حسن وہ ہے جسنے قطیعی سے اس مسند کو روایت کیا ہے امام کے بیٹے نے اگرچہ اس کتاب کی ترتیب و تہذیب کی ہے مگر غلطیان بھی بہت سی کی ہین کہ مدنیون کو شامیون مین اور شامیون کو مدنیون مین درج کر دیا ہے اس مسند مین کل چالیس ہزار اور بقولے تیس ہزار حدیثین ہین اور امام احمد نے اسکو ساڑھے سات لاکھ احادیث سے انتخاب کیا ہے اور اس مین اٹھارہ مسند ہین اور ایک سو چھبیس اجزا پر منقسم ہے۔

انکشاف الالتباس مین لکھا ہے کہ امام احمد ہی کے سبب سے صحیح و سقیم اور مجروح و معدل کو پہچانا گیا

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب امام احمدؒ کے بالکل موافق ہے کہیں تھوڑا سا فرق ہے اور امام شافعیؒ کا مذہب زیادہ تر امام احمد کے مذہب کے مخالف ہے۔ ایک سو چھبیس مسئلے اصول مسائل میں سے ایسے ہیں کہ ان میں امام احمدؒ امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ موافق ہیں اور شافعی کے ساتھ مخالف۔ نواب صدیق حسن خان نے تقصار وغیرہ میں نقل کیا ہے کہ علم حدیث میں کسی کو وہ حق حاصل نہیں جو امام احمد حنبل کو ہے اور انکے مذہب میں جتنے ائمہ حدیث گذرے ہیں وہ اور کسی مذہب میں کم گذرے ہیں ابن تیمیہ اور ابن قیمؒ انکے مذہب پر تھے خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی انکے مذہب میں تھے مگر ابن تیمیہ کئی باتوں میں ان سے مخالف بھی ہیں۔

ابن تیمیہ

ہاسر دانشوران میں لکھا ہے کہ شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ اللہ کے لئے جہت اور جانب ثابت کرتے تھے کہتے تھے کہ نفی جہت سے نفی صانع لازم آتی ہے۔ مگر مولانا شاہ ولی اللہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کی نسبت جو کئی باتیں مشہور ہیں مثلاً (۱) استوی علی العرش کے معنے فوق العرش کہتے تھے سو اس مسئلے میں جو مذہب انکا ہے وہی ابوالحسن اشعری کا ہے اشعری اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں صفات الٰہی کے مسئلے میں اور اللہ کے فوق العرش ہونے کے بارے میں امام احمد کے مذہب پر ہوں اور اس میں شک نہیں کہ اللہ کو عرش کے ساتھ خصوصیت ہے وہ اور مخلوق کے ساتھ نہیں ہے اس خصوصیت کو استویٰ کے ساتھ تعبیر کیا ہے (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جانا ممنوع قرار دیتے تھے یہ بھی تحقیق کے خلاف ہے انھوں نے مطلقاً زیارت کو منع نہیں کیا ہے بلکہ خاص زیارت کے ارادے سے سفر اختیار کرنے کو منع کیا ہے اور یہ حدیث نبوی کے مطابق ہے۔ (۳) غوث و قطب و خضر کے وجود سے انکار کیا ہے اور صوفیہ کے ساتھ اس باب میں متفق نہیں مگر یہ باتیں کتاب و سنت سے کب ثابت ہیں۔ (۴) محمد بن حسن عسکری کو امام محجوب نہیں مانتے جو شیعہ کے نزدیک امام دوازدہم ہیں یہی عقیدہ اہل سنت کا بھی ہے (۵) جناب امیر کے ساتھ بے ادبی کی ہے مگر یہ افترا ہے اصل یہ ہے کہ شیعہ نے جس طریق سے خلفائے ثلٰثہ پر طعن کئے ہیں ابن تیمیہ نے اسی قسم کی باتیں جناب امیر میں ثابت کی ہیں جنکا شیعہ کو بھی اعتراف ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ باتیں نقصت کا موجب نہیں اور جن باتوں سے

شیعہ نے جناب امیر کی تفضیل ثابت کی ہے ابن تیمیہ نے خلفائے ثلثہ کی تفضیل کے لیے وجوہ بتائی ہیں مگر شاہ صاحب کو ابن تیمیہ کے واقعی عقیدے کی خبر نہ تھی جو اُن کو اللہ تعالیٰ کے لیے جہت اور جانب کے ثبوت کا ہے ورنہ اس باب میں ایسی تاویل نہ کرتے جو رائے امام ابو الحسن اشعری کی ہے بہ اسپر نہیں۔ ابن بطوطہ نے اپنے رحلہ میں مقام دمشق کے حال میں لکھا ہے کہ میں ابن تیمیہ کے وعظ میں جمعہ کے دن حاضر ہوا تھا وہ مسجد جامع میں ممبر پر بیٹھے وعظ کہتے تھے اس وقت انھوں نے یہ کہا کہ اللہ آسمان دنیا پر اِس طرح اُترتا ہے جس طرح میں اُترتا ہوں اور ممبر کے ایک درجے سے دوسرے درجے پر اتر آئے۔ اور ابن تیمیہ کا طلاق کے باب میں یہ مذہب ہے کہ جب عورت کو ایک کلمے سے تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہی طلاق لازم آتی ہے انھیں باتوں کی وجہ سے قید کر دئے گئے جہاں بیس ذیقعدہ ۷۲۸ ہجری کو انتقال کیا۔ ابن تیمیہ کے پیرو دمشق اور اضلاع دمشق اور تھوڑے سے مصر میں ابتک موجود ہیں عرب میں مروجہ مذاہب یہ ہیں نجد میں وہابی یمن کے ایک حصے میں اسماعیلی و زیدی مسقط میں اباضی بحرین میں شیعی باقی تمام علاقے میں سُنّی شافعی۔

اشاعرہ۔ ماتریدیہ۔ حنابلہ

اہل سنت کا اطلاق مذہب **حنفی۔ مالکی۔ شافعی** اور **حنبلی** پر باعتبار فروع کے ہے اور باعتبار اصول کے یہ لفظ تین گروہ کو شامل ہے یعنی اہل سنت کے اعتقاد میں تین فرقے ہیں اشعری۔ ماتریدی۔ حنبلی

اشاعرہ شیخ ابو الحسن علی بن اسماعیل اشعری کے متبع ہیں جو سنہ ۲۷۰ یا ۲۶۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور وہ ابو موسیٰ اشعری کی جو حضرت سرور عالم کے صحابی تھے اولاد میں سے ہیں اور اشعر ملک یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے شیخ موصوف ابو علی جبائی کے شاگرد تھے اور مذہب اعتزال میں نہایت متعصب تھے اور چالیس برس تک معتزلی رہے یہانتک کہ معتزلہ کے مقتدا مانے گئے پھر شیخ موصوف اپنے استاد سے پھر گئے جیسا کہ ہم قبل اس سے بیان کر چکے ہیں اور اعتزال کو چھوڑ دیا اور بغداد میں داخل ہوئے اور زکریا ساجی وغیرہ سے علم حاصل کیا لکھا ہے کہ جب اعتزال سے بیزار ہوئے تو داخل اپنے گھر میں پندرہ دن تک بیٹھے رہے اور لوگوں سے نہیں ملے بعد اسکے جامع مسجد میں گئے اور ممبر پر چڑھ کر کہا اے مسلمانو اس عرصے میں کہ میں تم سے مخفی رہا غور کرتا رہا مگر کوئی دلیل

ایسی نہین پائی کہ جس کی وجہ سے مین ایک شے کو دوسری شے پر ترجیح دے سکتا یہانتک کہ خدائے پاک نے مجھے ایسے اعتقادات کی جانب ہدایت کی جنھین مین نے اپنی کتب مین لکھا ہے اور مین نے اپنے اگلے اعتقادات کو چھوڑ دیا اور وہ کتابین جو اہل سنت کے مذہب پر لکھی تھین مسلمانون کو دیدین۔ طبقات شافعیہ مین خطیب بغدادی سے نقل کیا ہے کہ ابو الحسن اشعری متکلم نے بہت سی کتابین معتزلہ۔ جہمیہ۔ خوارج اور تمام اقسام اہل بدعت کے رد مین لکھی ہین۔ ابن الصلاح نے اپنے طبقات مین ابن حزم سے نقل کیا ہے کہ ابو الحسن کی تصنیفات سے پچپن کتابین ہین اور وہ بصری ہین مگر بغداد مین سکونت اختیار کر لی تھی اور وہین ۳۲۴ھ یا ۳۳۰ھ یا ۳۳۰ ہجری مین انتقال ہوا ہے ابو اسحاق اسفرائنی نے حکایت کی ہے کہ شیخ ابو الحسن ابو اسحاق مروزی سے فقہ سیکھتے تھے اور ابو اسحاق اُن سے علم کلام سیکھتے تھے اور ابو بکر ابن فورک نے طبقات متکلمین مین لکھا ہے کہ اشعری فقہ مین شافعی کے مذہب پر تھے اور بعض مالکیہ کہتے ہین کہ وہ مالکی تھے یہ وہم ہے وہ شافعی ہی تھے معتزلہ اشعریہ کو اثریہ بھی کہتے ہین ابن جوزی کہتے ہین کہ ابو عبد الرحمن بن احمد نے اول مذہب اشاعرہ کو حرم مین داخل کیا اور وہان رواج دیا۔

ماتریدیہ ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی کی طرف منسوب ہین جو تین واسطے سے امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہین اور فقہ مین حنفی المذہب تھے ان کے زمانے مین ریاست مذہب امام ابو حنیفہ کی ان پر منتہی ہوئی ابو منصور کنیت تھی فقہ ابو بکر احمد جوزجانی تلمیذ ابو سلیمان جوزجانی سے حاصل کیا۔ طبقات الحنفیہ مین لکھا ہے کہ انھون نے اس بات کو مسلمانون پر مقرر کر دیا تھا کہ بادشاہ عادل کے لیے تکلیف اُنکی حاجات کو پورا کرین یہانتک کہ اگر اُنکی حاجات کو پورا کرنے مین کمی کرین تو اُسکا پورا کرنا اُنپر قرض سمجھا جائے جیسا کہ زکوۃ نہ دیجائے تو وہ قرض رہتی ہے اور یہ بات خاص اُن کے مختارات مین سے تھی۔ کتاب التوحید۔ کتاب المقالات۔ کتاب بیان فساد اوہام المعتزلہ۔ کتاب رد امامت بعض روافض۔ کتاب رد قرامطہ۔ کتاب الرد علی اوائل الکعبی۔ کتاب رد اصول خمسہ محمد باہلی وغیرہ اُنکی تصنیفات مشہور ہین علاوہ ان کے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف کی کہ اُسکا نظیر نہین لکھی بلکہ اس فن مین جو تصنیفات پہلے ہو چکی ہین کوئی اُسکی برابری نہین کر سکتی ماترید سمرقند مین ایک محلے کا نام ہے جس مین آپ رہا کرتے تھے بعض کہتے ہین کہ سمرقند کے شہرون مین سے ماترید بھی ایک شہر کا نام ہے

سنہ ۳۳۳ ہجری میں وفات پائی سمرقند میں دفن کیے گئے اور دین پناہ تاریخ وفات ہے۔
حنابلہ امام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی کے متبعوں کا نام ہے۔
اشعریہ اور ماتریدیہ اور حنبلیہ میں اِس بات میں اختلاف ہے کہ تکوین بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ میں سے ہے یا نہیں اور اشیا میں حسن و قبح عقلی ہے یا شرعی اور ذات ایمان میں اقرار زبانی کو دخل ہے یا نہیں اور جب بندے سے ایمان پایا جاوے تو اسکو یہ کہنا جائز ہے یا نہیں کہ میں ایمان والا ہوں اگر اللہ نے چاہا اور اللہ تعالیٰ کا کلام لفظی جو مرکب ہے حروف اور آواز سے اور اصطلاح علماے اصول اور عرف شریعت میں اسی کو قرآن کہا کرتے ہیں اور اِس سے وہ معانی و مضامین جو خدا کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہیں اور کلام نفسی کہلاتے ہیں سمجھے جاتے ہیں حادث ہے یا قدیم وغیرہ وغیرہ باقی میں اتفاق ہے سو مسئلہ اختلافیہ میں مالکی اور شافعی لوگ امام ابو الحسن اشعری کے تابع ہیں اس وجہ سے اُن کو اشعریہ کہتے ہیں اور حنفی لوگ امام ابو منصور ماتریدی کے قول کے تابع ہیں اس سبب سے اُنکو ماتریدیہ کہتے ہیں اور امام احمد حنبل کے مقلد لوگ حنبلی کہلاتے ہیں اس طریقے کے کچھ لوگ شام عراق بغداد اور نجد کے نواحی میں ہیں نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ یہ اُن صفات الٰہی کی تاویل کے معتقد نہیں ہیں کہ معانی جسمیت پر دلالت کرتے ہیں اور جو لوگ خاص متبع ہیں وہ اپنے آپ کو ہرگز حنبلی نہیں کہتے کہلاتے اُنکا لقب محدث اور خطاب اہل سنت ہے ابو الفدا نے لکھا ہے کہ سنہ ۳۲۳ میں حنابلہ نے بغداد میں لوگوں پر بہت سختی کی سوداگروں اور علما پر خاک ڈالتے اور شراب دیکھتے تو گرا دیتے گانے والوں کو مارتے اور اُنکے سازوں کو توڑ ڈالتے اور لوگوں پر خرید و فروخت اور چلنے پھرنے میں اعتراض کرتے کوتوال نے یہ حال دیکھکر اُن کو منع کیا اور حکم دیا کہ تم میں سے کوئی امام ہو کر نماز نہ پڑھاوے جب تک بسم اللہ الرحمن الرحیم پکار کر نہ کہے لیکن اُنھوں نے تعمیل نہ کی پھر راضی باللہ خلیفہ نے حنابلہ کو ایک فرمان اعتقاد تشبیہ سے ممانعت اور زجر کے لیے لکھا اُس میں بیان کیا کہ تم یہ اعتقاد کرتے ہو کہ تمھارے بُرے بُرے چہرے رب العالمین کی صورت پر ہیں اور تمھاری ہیئت خدا تعالیٰ کی ہیئت پر ہے اور تم کہتے ہو کہ اُسکے بال گھونگر والے ہیں اور اُسکے آسمان پر چڑھنے اور دنیا پر اترنے کے تم قائل ہو میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم ان باتوں کو نہ چھوڑو گے تو تم کو قتل کر دونگا اور تمھارے گھروں اور محلوں کو برباد کر دونگا۔ اور سنہ ۳۲۳ میں حنبلیوں

اور شافعیون کے درمیان بغداد مین بڑا فتنہ برپا ہوا۔

اصحاب حدیث واہل رائے

شہرستانی نے ملل ونحل مین کہا ہے کہ اصحاب حدیث اہل حجاز ہین اور وہ یہ لوگ ہین یاران مالک بن انس - یاران محمد بن ادریس شافعی - یاران سفیان ثوری - یاران احمد بن حنبل - یاران داؤد بن علی اصفہانی - اِن کو اہلِ حدیث اس وجہ سے کہتے ہین کہ انکا سارا اہتمام حدیث حاصل کرنے اور نقل کرنے کی جانب تھا اور تمام احکام کی بنیاد نصوص پر رکھتے تھے جب تک اثر وخبر مل سکتی تھی قیاس جلی وخفی کی طرف رجوع نہین کرتے تھے۔

اور اصحاب رائے اہل عراق ہین اور وہ امام ابو حنیفہؒ کے یار ہین - محدث ابن قتیبہ نے کتاب المعارف مین اہل الرائے کی سرخی سے ایک باب باندھا ہے اور عنوان کے نیچے یہ نام لکھے ہین - ابن ابی لیلی - ابو حنیفہ - ربیعۃ الرائے - زفر - اوزاعی - سفیان ثوری - مالک بن انس - ابو یوسف قاضی - محمد بن حسن - ابن ابی قتیبہ نے ۲۷۶ھ مین وفات پائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تیسری صدی تک مذکورہ بالا لوگ اہل الرائے کے لقب سے مشہور تھے اور اس لقب کے ساتھ اول اول جن کو امتیاز حاصل ہے وہ ربیعۃ الرائے ہین جو امام مالک کے استاد اور شیخ الحدیث تھے رائے کا لفظ اُن کے نام کا جزو بن گیا ہے اور تاریخ و اسماء الرجال کی کتابون مین ہمیشہ اُنکا نام ربیعۃ الرائے لکھا جاتا ہے - اصل یہ ہے کہ جو لوگ علم حدیث کے درس وتدریس مین مشغول تھے اُن مین دو فرقے قائم ہو گئے ایک وہ جن کا کام صرف حدیثون اور روایتون کا جمع کرنا تھا وہ حدیث سے صرف اس حیث الروایت بحث کرتے تھے یہانتک کہ اُنکو ناسخ ومنسوخ سے بھی سروکار نہ تھا دوسرا فرقہ حدیثون کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لحاظ سے دیکھتا تھا اور اگر کوئی نص صریح نہین ملتی تھی تو قیاس سے کام لیتا تھا اگرچہ یہ دونون حیثیتین دونون فریق مین کسی قدر مشترک تھین لیکن وصف غالب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز تھا پہلا فرقہ اہل الروایت اور اہل الحدیث اور دوسرا فرقہ مجتہد اور اہل الرائے کے نام سے پکارا جاتا تھا - امام مالک سفیان ثوری اور اوزاعی اس پہلے

اہل الرائے کہلائے کہ وہ محدث ہونے کے ساتھ مجتہد مستقل اور بانی مذہب تھے لیکن چونکہ اِن لوگوں میں بھی معلومات حدیث اور وسعت اجتہاد کے لحاظ سے اختلاف مراتب تھا اس لیے اضافی طور پر کبھی اِس فریقین میں سے ایک کو اہل الرائے اور دوسرے کو اہل حدیث کہتے مثلاً امام مالک کی بہ نسبت امام ابوحنیفہؒ پر مجتہد اور اہل الرائے کا لقب زیادہ موزون تھا اور چونکہ عام محدثین کے برخلاف روایات میں درایت سے بھی کام لیتے تھے اِس لیے اُن کی نسبت اِس لقب کو زیادہ شہرت ہوئی امام احمد سے لوگوں نے پوچھا کہ تم امام ابوحنیفہ پر کیوں اعتراض کرتے ہو انھوں نے جواب دیا رائے کی وجہ سے پھر کہا گیا مالک صاحب رائے نہیں فرمایا ہاں مگر ابوحنیفہ اِس باب میں اُن سے زیادہ ہیں پھر کہا گیا تم مالک کی نسبت بقدر اُن کے حصے کے کیوں نہیں کلام کرتے احمد چپ ہو رہے۔

عقائد ماتریدیہ کی تفصیل

اسباب علم

جو علم یعنی یقین دلیل میں غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے اُسے کسبی اور استدلالی و نظری کہتے ہیں اور جو بغیر غور و تامل کے حاصل ہو جائے وہ ضروری و بدیہی ہے۔ اور اسباب علم بلحاظ جریان عادت الٰہی ظاہر میں تین ہیں اول حواس خمسۂ ظاہریہ کہ سمع۔ بصر۔ شم ذوق اور لمس ہیں سمع کانوں سے سننے کی قوت کا نام ہے اور بصر آنکھ سے دیکھنے کی قوت کو کہتے ہیں اور شم ناک سے سونگھنے کی قوت ہے اور ذوق زبان سے چکھنے کی قوت ہے اور لمس بدن سے چھو کے دریافت کرنے کی قوت ہے گو کبھی بعض موقعوں پر کسی مانع کے سبب سے حس غلطی کرتی ہے جیسا کہ بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے اور صفراوی شیرین کو تلخ جانتا ہے مگر یہ نادر ہے والنادر کالمعدوم پس غالباً عدم موانع کی صورت میں حس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اسلیے حس کو مفید علم یقینی و قطعی جانتے ہیں اور چونکہ حواس باطنیہ کے وجود کے دلائل علمائے اصول اسلامیہ کے نزدیک کامل نہیں اِس لیے اُنکے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ دوم عقل گو عقل بھی کبھی بہ متابعت وہم و خیال کے یا بسبب لحاظ نہ کرنے شرائط برہان کے خطا کرتی ہے لیکن چونکہ شرائط ملحوظ رہنے کی صورت میں یقین حاصل ہوتا ہے اِس لیے عقل بھی مفید علم یقینی و قطعی ہے

سوم خبر ہے کہ حق تعالیٰ نے واسطے حاصل ہونے سامع کے مانی الضمیر متکلم پر اُس کو وضع کیا ہے لیکن احتمال کذب متکلم کبھی قصداً اور کبھی خطاءً بسبب قصور فہم اور مغالطے وغیرہ کے البتہ مانع حصول علم یقینی ہوتا ہے اس لیے خبر مطلق اسباب علم یقینی سے نہیں بلکہ ظنیات سے ہے البتہ جس خبر میں احتمال کذب باقی نہ ہو اس سے یقین حاصل ہوتا ہے اور خبر صادق دو قسم پر ہے (۱) خبر متواتر جو ایسی جماعت سے حاصل ہوئی ہو کہ عقل کے نزدیک اُنکا اتفاق کذب پر بالبداہت ممتنع ہو اور اس جماعت نے اسی طور سے جماعت اول سے یقین حاصل کیا ہو و ہکذا یہاں تک کہ وہ خبر کسی ایک حس پر منتہی ہو (۲) خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ استدلال کے بعد تصدیق ہوا کرتی پس چونکہ نبوت اور عصمت دلیل سے ثابت ہوئی احتمال کذب کا عمداً اور خطاءً مسدود ہوا اور اخبار احاد میں قطعیت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ہے نہ خبر رسول ہونے کی جہت سے اور خبر مشہور سے بسبب احتمال کذب کے علم الیقین حاصل نہیں ہوتا اسباب علم میں سے اعلیٰ و اقویٰ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس میں کسی طرح خطا کا احتمال بسبب صفت عصمت جناب اقدس کے نہیں ہے جو واجب سے ممکن تک اول وہلہ سے ابتک اس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اس کے بعد حس ہے کہ خطا کا احتمال اگرچہ اس میں نہیں ہے لیکن اشیائے محسوسہ خصوصاً اُن کے ظاہر پر مقصور ہے یہاں سے رتبہ خبر متواتر کا ہے کہ اس کی بنا اور منتہا بھی حس پر ہے لیس الخبر کالمعاینہ پھر عقل ہے اس لیے کہ اُن کا اختلاف عقلا میں بہت ہوتا ہے۔

الہام اولیا چونکہ مختص بہ خواص ہے اور متکلمین اسباب علم عام سے بحث کرتے ہیں اور نیز اسکے ساتھ کوئی ایسی علامت موجود ہوتی ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ من عند اللہ ہے اور حجت ہونے کے قابل اور مطابق واقع کے ہے اور نیز الہام میں مزاحمت وہم و خیال اور مکروہات نفسانی و شیطانی مانع حصول علم یقینی ہے گو اس شخص کو جس کو الہام ہوا ہے اُس پر پورا اعتماد ہو جائے مگر بغیر قرائن خارجیہ کے نفس الہام ظنیت کے رتبے سے نہیں نکلتا اس لیے اسباب علم میں سے نہیں شمار کیا جاتا

عالم کا ثبوت و حدوث

عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ عالم کی چیزوں کی حقیقت ثابت ہے اور علم اس مسئلہ کا یقینی ہے مغالطہ وہم و خیال نہیں یعنی پانی پانی ہے اور آگ آگ ہے نہ یہ کہ اگر پانی کو شکل آگ کے سمجھے

تو آگ ہوجاے اور آگ کو شل پانی کے بجھنے تو پانی ہوجاے جیسا کہ عقیدہ سوفسطائیون کا ہے۔ اور عالم یعنی جو کچھ سواے ذات وصفات خدا کے ہے حادث ہے عدم سے وجود مین آیا ہے قدیم نہین کیونکہ اُس مین دو تفریقین ہین اعیان واعراض۔ **اعیان** اُن ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی مین دوسری چیز کی ہستی کے تابع نہون ان کی دو قسمین ہین (۱) غیر مرکب جسے جوہر اور جوہر فرد اور جزو لا یتجزی بھی کہتے ہین کیونکہ اسکی تقسیم نہین ہوسکتی (۲) مرکب اجزاے لا یتجزی سے جسے جسم کہتے اس مین طول وعرض وعمق تینون استداد ہوتے ہین جن مین تقسیم ہوسکتا ہے **اعراض** اُن ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی وقیام مین اجسام کے محتاج ہون جیسے رنگ کپڑے کے اور مزہ سیب کے اور بو پھول کی اور سردی پانی کی اور گرمی آگ کی اور افعال اختیاری حیوان کے بغیر موجود نہین ہوسکتے اور تمام اعراض حادث ہین بعض کا حادث ہونا مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے مثلاً نور کے بعد ظلمت پیدا ہوجاتی ہے یا سفیدی جاکر سیاہی آجاتی ہے یا کسی بدن مین سردی آنے سے گرمی دور ہوجاتی ہے اور یہ ثابت ہوچکا ہے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کبھی فنا نہین ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض قدیم نہین ہین اور یہی مدعا ہے اور اعیان بھی سب حادث ہین کیونکہ عین یا تو جسم ہے یا جوہر فرد پس ہر جسم وجوہر کو حرکت وسکون عارض ہے کس لیے کہ اُن کے واسطے مکان یا حیز یعنی ٹھیرنے کی جگہ تو ضرور ہے پس اگر اس آن سے پہلے بھی اس حیز یا مکان مین تھے تو ساکن ہین ورنہ متحرک اور حرکت وسکون بسبب عرض ہونے کے حادث ہین پس یہ جسم یا جوہر کہ جن کو یہ حرکت اور سکون عارض ہے حادث ہین ورنہ لازم آئیگا کہ حوادثات ازل مین پائے جائین اور قدیم کہلائین اور یہ محال ہے پس جب اعیان اور کل اعراض کا حادث ہونا ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بھی ثابت ہوگیا کیونکہ کل عالم انھین دو مین منحصر ہے۔

خالق عالم

عالم کا عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالیٰ ہے جو موجود ہے کیونکہ اُسنے عالم کو پیدا کیا اور وجود عطا کیا پس جو ایسا ہوگا وہ موجود ہوگا **واجب الوجود** ہے یعنے خود بخود ہے کہ اُسکو بنایا ہے اسکو کسی نے نہین بنایا نہ ہونا اُسکا ممتنع ہے کیونکہ اگر ممکن الوجود ہو تو صانع کی طرف محتاج ہوگا اور احتیاج عالم کے پیدا کرنے والے کے لیے منافی ہے **یکتا** ہے اسلیے

کہ اگر آسمان و زمین مین بہت سے معبود ہوتے تو انتظام بگڑ جاتا کیونکہ اگر دو ہوتے تو دونون قدرت والے ہوتے یا ایک عاجز ہوتا تو جو عاجز ہوتا وہ خدائی کے لائق نہوتا اور دونون قدرت والے نہین ہو سکتے کیونکہ آپس مین مخالفت کسی کے مارنے اور زندہ کرنے مین مثلاً ممکن ہے پس دونون مین سے ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑتا اگرچہ بالفعل آپس مین اتفاق ہو **قدیم** ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ واجب الوجود ہے پس محال ہے کہ قدیم نہو **علیم** ہے کہ ہر جزی و کلی کو ازل سے ابتک جانتا ہے کیونکہ افعال اسکے استوار و مستحکم ہین پس فاعل ایسے افعال کا عالم ہے اور ہر جز و کل پر علم کا نہ ہونا عقل سے اعل ہی ہے **قدرت** رکھتا ہے کیونکہ تمام مقدورات کو اسکی ذات مقدس کی طرف برابر نسبت ہے پس بعض کے ساتھ اس کی قدرت کا متعلق ہونا اور بعض کے ساتھ نہونا ترجیح بلا مرجح ہے اور یہ محال ہے **زندہ** ہے اُسکے لیے علم و قدرت اور ارادہ ثابت ہے اور یہ بدون حیات کے ممکن نہین اور یہان مراد حیات سے بقا اور وجود ایسی حالت کے ساتھ ہے کہ اشیا کو ادراک کر سکے اور ان پر قدرت حاصل ہو نہ وہ معنے مراد ہین جو حیات سے عرف مین سمجھے جاتے ہین یعنی قوت حس و قوت تغذیہ اور وہ قوت جو اعتدال نوعی کے تابع ہوتی ہے اور اس کے طفیل تمام قوائے حیوانی حاصل رہتے ہین **مختار** ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے فعل اور ترک فعل اس کے اختیار مین ہے کیونکہ عالم پہلے نہ تھا پھر دوسرے زمانے مین اسکو ایجاد کیا پس زمانہ سابق مین عالم کو ایجاد نکرنا اور زمانہ لاحق مین ایجاد کرنا دلیل اس امر کی ہے کہ حق تعالی مختار ہے۔ بے زبان کے **گویا** بے کانون کے **شنوا** بے آنکھون کے **بینا** ہے کیونکہ گونگا اور بہرا اور اندھا ہونا ناقص لائق خدائی کے نہین اور سننے اور دیکھنے کی صفات اسکے لیے علیحدہ ثابت ہین مسموعات اور مبصرات کے جاننے کا نام سمع و بصر نہین ہے

کلام الٰہی

اللہ کا کلام حروف اور آواز سے مبرا ہے کیونکہ یہ دونون حادث ہین اور حق تعالی قدیم ہے اور یہ بات محال ہے کہ ذات قدیم محل حوادث ہو بلکہ کلام الٰہی ایک معنے ہے جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے **کلام نفسی** کہتے ہین اور جو کلام اس کلام نفسی پر دلالت کرتا ہے وہ **کلام لفظی** ہے اور کلام لفظی حروف اور اصوات سے مرکب ہوتا ہے اور کلام نفسی غیر مخلوق ہے کہ یہ صفت

ازل سے ابتک اسکو حاصل ہے اسکے سبب سے جس سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے سو یہ کلام الٰہی اس سبب سے ہے کہ اس کی صفت ہے اور اسکے ساتھ قائم ہے اور یہ الفاظ اور عبارات قرآن کی جو کلام لفظی ہے اُن کو کلام الٰہی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سوا خدا کے کسی اور کی تالیف و تصنیف نہیں ہے بلکہ ان کو خاص اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام نفسی کے سمجھنے کے لئے نہایت فصیح و بلیغ زبان عربی میں کہ جسکا مثل بنانا طاقت بشری سے باہر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اور قرآن کا اطلاق کلام نفسی اور کلام لفظی دونوں پر ہوتا ہے اور غیر مخلوق قرآن نفسی ہے نہ لفظی۔ اور خدا ے تعالیٰ کے کلام میں تین مضمون ہیں امر و نہی و خبر اور اللہ کے کلام میں کذب محال ہے کیونکہ کذب صفت نقصانی ہے اور اللہ پر نقصان ثابت ہونا محال ہے دوسرے خدا کے کلام کا کذب ضرور ہے کہ قدیم ہوگا اس لیے کہ ذات واجب کے ساتھ حادث کا قائم ہونا محال ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا صدق کے ساتھ کبھی موصوف نہو سکے کیونکہ کذب اُسکے صفت ہونے کی وجہ سے قدیم مان لیا ہے اور یہ غلط ہے اسلیے کہ جو کوئی کسی چیز کو اصلی حالت کے ساتھ جانتا ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اس کو اسی طرح بیان نہ کرے تیسرے تمام انبیا نے خبر دی ہے کہ اللہ کی ذات کذب سے بری ہے

صفات ثبوتی

صفات ثبوتی وہ ہیں جو خدا ے تعالیٰ کی ذات پاک میں پائی جاتی ہیں جنکی تفصیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ صاحب ارادہ ہے اور ارادہ حادث نہیں ہے قدیم ہے اور ارادۂ الٰہی متعلق ہوتا ہے ہر موجود سے خواہ وہ عین ہو یا عرض خیر ہو یا شر کفر ہو یا اسلام طاعت ہو یا معصیت ارادہ اور امر الٰہی دو متغائر چیزیں ہیں اور ہر ایک دوسرے سے منفک ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم نہیں کرتا اور کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم بھی کرتا ہے اور کبھی فاارادہ کرتا ہے و حکم کرتا ہے پس حکم خدا ے تعالیٰ مستلزم ارادے کو نہیں اور نہ نہی مستلزم عدم ارادہ کو ہے بلکہ حکم کیا ہے کافر تمام کو واسطے اسلام اور طاعت کے اور نہی فرمائی ہے کفر و معصیت سے اور ارادہ کرتا ہے اسلام مؤمن کا اور کفر کافر کا اور بغیر ارادۂ الٰہی کے کوئی چیز موجود نہیں ہو سکتی اسلیے کہ قدرت ایجاد کی بہ نسبت ہر ممکن کے برابر ہے اختلاف اوقات سے مختلف نہیں ہوتی ارادہ وہ ہے کہ تخصیص کرتا ہے موجودات کی ایک وقت معین اور کیت معین اور کیفیت معین وغیرہ کے ساتھ اور جس چیز کا کہ حق تعالیٰ

ہے

ارادہ کرتا ہے بے شک واقع ہوتی ہے تخلف مراد کی سے محال ہے کہ مستلزم عجز کو ہے اور جس
چیز کے قدم و قوع کو اللہ تعالی جانتا ہے تعلق ارادے کا اُس کے ساتھ محال ہے ورنہ عجز یا جہل
لازم ہو اور جائز ہے کہ حکم کرے واسطے اظہار عصیان یا کسی دوسری حکمت کے واسطے پس اگر خدا چاہے
کہ کسی شخص کو ہدایت فرمائے تو کسی کی قدرت نہین کہ اسکو گمراہ کر سکے ورنہ کوئی دوسرا
خدا پر غالب آ سکیگا اور اگر خدا چاہے کہ کسی کو گمراہ کرے تو کسی کی مجال نہین کہ اسکو ہدایت
کرے اور سب کمال کی صفتین اسکی ذات مین موجود ہین اور نقصان و زوال کی چیزون سے اُسکی
ذات پاک منزہ ہے اور صفات اُسکی قدیم و باقی ہین جیسی کہ اسکی ذات قدیم ہے اور باقی ہے اور کوئی
چیز حادث اسکی ذات مین قائم نہین ہوتی کیونکہ قدیم محل حوادث نہین ہوتا اور یہ سب صفات
اُس مین یون نہین ہین جیسے انسان اور حیوان مین پائی جاتی ہین کیونکہ انکی صفات اعضا
و جوارح و حواس و روح و دل سے متعلق ہین اور اللہ تعالی ان چیزون سے بری ہے اور
باایندہمہ سب صفات کامل طور پر اس مین موجود ہین اور ان صفات کے قدم سے ان کے
متعلقات کا قدم لازم نہین آتا کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ صفت قدیم ہو اور اُسکا تعلق حادث اور
ان صفات کے تعلقات مین تغیر آنے سے صفات مین تغیر نہین آتا اور اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً
علم معلوم سے متعلق ہوگا تو اس صفت کے تعلق مین تغیر آئیگا کیونکہ معلوم کے وجود سے پہلے کسی سے
متعلق نہ تھا اسی طرح صفت خالقیت کا تعلق بھی مخلوقات کے تغیر سے متغیر ہوگا اور یہ سب صفات
قائم ہین ذات الٰہی کے ساتھ اور قدیم ہین مگر نہ عین ذات الٰہی ہین اور نہ اُسکے مغایر یعنی منفصل
ہین اس صورت مین قدم غیر اور تعدد قدما کی قباحت نکل گئی اور ایک صفت خدا کی دوسری
صفت کی نہ عین ہے اور نہ غیر ہے اور صفات خدا تعالی کی متماثل و متجانس و متضاد نہین
ہین اس لیے کہ یہ سب محدثات کی نشانیان ہین اور اللہ تعالی کی صفات محدث نہین ہین اور
حق تعالی کی صفات دو قسم پر ہین ایک قسم صفات ذات دوسری قسم صفات فعل **صفات**
ذات صفات حقیقی اور کمالی ہین اُسکی ذات مقدس سے انکا انفکاک محال ہے اور
صفات کمال آٹھ ہین۔ حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ تکوین۔ اور
صفات فعل صفات ذات کے آثار ہین فی الحقیقۃ ان کے ساتھ متصف ہونا کمال نہین

بلکہ اسپر قابو رکھنا کمال ہے مثلاً پیدا کرنا حقیقت میں کمال نہیں بلکہ اسپر قدرت حاصل ہونا کہ جس زمانے میں اسکی ضرورت ہو وقوع میں آسکے یہ کمال ہے پس یہ ممکن نہیں کہ حق تعالیٰ ایک زمانے میں تو پیدا کر سکتا ہو اور دوسرے زمانے میں پیدا نکر سکتا ہو یہی حال قوت اور مشیت اور فعل اور تخلیق وغیرہ صفات فعل کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں ترتیب نہیں ہے کہ ایک سے دوسری پہلے پیدا ہوئی ہو جیسے بندوں میں پہلے زندگی آئی پیچھے علم پھر قدرت آئی کیونکہ اس میں حدوث لازم آتا ہے۔

صفات سلبی

صفات سلبی وہ ہیں جن سے خدائے تعالیٰ کی ذات پاک اور منزہ ہے چنانچہ پروردگار عالم نہ جسم ہے یعنی طول و عرض و عمق نہیں رکھتا اور نہ جوہر (یعنی جزو لایتجزی) ہے جس سے جسم بنتا ہے اور نہ عرض ہے کہ قائم بالغیر ہو جیسے رنگ وغیرہ اور نہ صورت رکھتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو ممکن اور محتاج صانع کی طرف ہوگا اور یہ محال ہے اور نہ مرکب ہے یعنی اس کی ذات کے واسطے اجزائے ترکیبی ہیں کہ کئی چیزوں سے ملکر بنی ہو نہ اجزائے تحلیلی کہ اسکی ذات نصف وربع وغیرہ ہو سکے کیونکہ اگر مرکب ہو تو محتاج ہوگا اجزا کی طرف اور محتاج ممکن ہوتا ہے۔ نہ رنگین ہے نہ اس میں کوئی مزہ ہے۔ نہ کسی قسم کی بو ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفات ہیں اور وہ ذات جسمیت سے منزہ ہے اُس کیلیے انکا ثابت کرنا محال ہے اور نہ وہ محدود ہے کہ اُس کو گن سکیں کہ کے ہیں اس لیے کہ وہ ایک ہے اور ایک عدد میں

داخل نہیں اور نہ محدود ہے کہ حد و نہایت رکھتا ہو اس لیے کہ حد اور غایت اُس چیز کی ہوتی ہے
جسکا حصر اور انتہا ہو سکے جیسے نقطہ خط کی حد ہے اور خط سطح کی اور سطح جسم کی۔ پس اللہ تعالیٰ کی کوئی
شکل نہیں اور نہ کسی طرف ہے یعنی نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ آگے ہے نہ پیچھے نہ داہنے ہے نہ بائیں اور نہ کسی
مکان میں ہے کیونکہ اگر کسی مکان میں ہو تو ضرور محتاج ہوگا اور ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے
اور نہ عرض پس مکان میں نہوگا اور نہ کسی زمانے میں ہے یعنی زمانہ شامل و محیط اُسکا نہیں
کیونکہ جب زمانہ نہ تھا تب بھی وہ موجود تھا اور اب کہ زمانہ ہے اب بھی وہ موجود ہے مثلاً یہ نہیں
کہہ سکتے کہ خدا لاکھ برس کا یا ہزار برس کا ہوا۔ اور ذات و صفات میں کوئی اُسکا مثل و مانند نہیں
نہ کوئی اُسکا شریک ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت اور پیدایش و تدبیر میں اور نہ کوئی اُسکا
مخالف ہے ہم جنس یا غیر جنس سے اور نہ کوئی اُسکے کاموں میں معین و مددگار ہے اور جائز نہیں ہے
کہ حق تعالیٰ حلول کرے اپنے غیر میں کیونکہ غیر میں در آنا صفات جسم سے ہے اور نہ اپنے غیر کے ساتھ
متحد ہو سکتا ہے **اتحاد** کے معنے یہ ہیں کہ دو شے ایک ہو جائیں بغیر زیادتی اور کمی کے اور یہ محال ہے
اور اللہ تعالیٰ متصف بالمحال نہیں ہوتا نہ کیفیات نفسانی جیسے بھوک رنج و راحت وغیرہ کے ساتھ
متصف ہے اور نہ لذات عقلی کے ساتھ اُسکا متصف ہونا جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے
کہ نافرمانی کفار سے چاہیے کہ متألم بھی ہو اور بدا نہ اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں اس لیے کہ محال ہے کہ ظاہر
ہووے اللہ پر وہ چیز کہ پہلے سے اس پر ظاہر نہ تھی جس طرح کہ آدمی میں تبدیل رائے ہوتی ہے کیونکہ
اس سے اللہ تعالیٰ کا جہل ثابت ہوتا ہے۔

جبر و قدر وغیرہ

خالق و مکون جمیع موجودات یعنی جواہر و اعراض اور اُن کے افعال و حرکات و سکنات کا حق تعالیٰ ہے
ممکن نہیں کہ کوئی اور کسی چیز کو پیدا کر سکے یا کسی چیز کے پیدا کرنے میں کوئی اور حق تعالیٰ کا شریک ہو یا اُسنے کسی
چیز کا پیدا کرنا اپنی مخلوقات میں سے کسی کے تفویض کیا ہو پس خیر و شر اور حسن و قبح سب قضا و قدر سے ہے

انسان کو چاہیے کہ کوشش کرے منافع کے حصول اور مضار کے دفع کرنے مین بقدر امکان کے پھر باوجود اسکے لائق ہے یہ کہ یقین کرے اس بات کا کہ اسکی طرف وہی پہونچتا ہے جو کچھ اللہ نے مقدر کیا ہے اور بندون کے کامون کا پیدا کرنے والا وہی ہے اسلیے کہ خالق سب چیزونکا وہی ہے اور افعال واعمال بھی بندون کے سب چیزون مین داخل ہین بندے اپنے افعال کے کاسب ہین خالق نہین اور نہ شریک خلق ہین **کسب** کے یہ معنے ہین کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ مصمم کرتا ہے تو خداے تعالی اسمین فعل پیدا کر دیتا ہے کسب کی وجہ سے کاسب کو استقلال حاصل نہین ہوتا اور خلق کی وجہ سے خالق مستقل ہوتا ہے پس کفر وایمان وطاعت وعصیان ونیکی وبدی بندونکی اللہ کے ارادے اور مشیت اور حکم وتقدیر سے صادر ہوتی ہے لیکن خداے تعالی کفر ومعصیت سے راضی نہین اور نیکی سے راضی ہے خواہش کرنی اور پیدا کرنا اور ہے اور راضی ہونا اور رضا وہ ہے کہ حکم دے کہ کرو اور اکثر ہوتا ہے کہ حکم دیتا ہے اور نہین چاہتا ہے کہ واقع ہو بسبب کسی حکمت کے کہ اسکو سواے حق تعالی کے دوسرا نہین جانتا مگر باوجود اس بات کے کہ سب ارادہ وتقدیر الٰہی سے ہے بندون کو بھی اعمال مین اختیار دیا گیا ہے کہ بندے اپنے کام اپنے ارادے واختیار سے کرتے ہین نہ جبر واضطرار سے کہ اسی کے سبب ثواب پاتے ہین اور اسی پر عذاب ہوتا ہے بندے کے افعال اختیاریہ اللہ تعالی کے مقدور ہین اختراع کی وجہ سے اور بندے کے مقدور ہین تعلق کے سبب سے کہ اسکو اکتساب کہتے ہین اللہ تعالی کی قدرت مؤثرہ ہے اور بندے کی قدرت کاسبہ اور غیر مؤثرہ پس افعال اختیاریہ جب بندے کے اپنی قدرت کی طرف منسوب ہوتے ہین تو کسب کہتے ہین اور جب اللہ تعالی کی ذات پاک سے نسبت کیے جاتے ہین تو خلق کہتے ہین پس بندے کے مکسوبات اللہ تعالی کے مخلوق ہون گے اللہ تعالی بندے کے افعال اختیاریہ کو اس کے ارادے کے موافق پیدا کرتا ہے اگر وہ نیک کام کرنے کا قصد کرتا ہے تو فعل خیر کی قدرت واستطاعت اس مین موجود کر دیتا ہے اور اگر برے کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے کرنے کی قدرت اس مین پیدا کر دیتا ہے۔ بندہ آپ ہی فعل خیر کی قدرت کو ضائع کر دیتا ہے اس لیے ذم اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے غرض کہ بندہ کاسب ہے اور کسبی قدرت رکھتا ہے اسی کا معتقد ہونا چاہیے کہ خلق خداے ہے اور عمل بندے سے فرق اتنا ہے کہ عمل نیک اللہ کی رضا ہے اور بدکام اللہ کی رضا اور خوشنودی کے خلاف ہے اسکی مثال یون سمجھنا چاہیے

مثلاً ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ تو بازار کو جا اور فلان چیز لے تجھے اختیار ہے کہ زبردستی چھین لا یا دام دیکر خرید لا اگر دام دیکر لائے گا تو ہم خوش ہونگے اور جو زبردستی چھین لائیگا تو ہم ناخوش ہونگے اس صورت مین اگر اُسنے خلاف مرضی اپنے مالک کے کام کیا تو قطعاً سزا پانے کا سزاوار ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے بندون کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ وہ اس اختیار سے اچھے اور بُرے دونون طرح کے کام کا قصد کر سکتے ہین اور یہ بھی کہدیا ہے کہ اچھے کامون سے ہم راضی ہین اور بدکام ہماری نارضامندی کا باعث ہین اب بندہ جیسا کام کریگا ویسا اُسکا بدلہ پائے گا اور یہین عدل وانصاف ہے حقیقت کار امر متوسط ہے درمیان جبر وقدر کے دلیل اس مدعا کی شریعت ہے مگر جو معتقدات مین بحث کرتے ہین اور اُنکو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہین جبتک کوئی بات معقول نہ ٹھیرے تصدیق نہین کرتے وہ اس امر متوسط کے ادراک مین حیران ہین۔

اللہ پر کوئی چیز واجب نہین۔ اور اللہ کے کامون مین کوئی غرض نہین۔ اور اشیا کا حسن وقبح

اللہ پر کوئی شے واجب نہین ہے نہ لطف و قہر نہ ثواب و عذاب ہر چیز کا بدلہ دینا اور روزی پہونچانا اُس کا احسان ہے ہمارا استحقاق اُسپر کچھ نہین ہے اگر وہ عوض نہ دے اور روزی نہ پہونچائے تو اُسپر قباحت لازم نہین کیونکہ ساری مخلوقات اُسکی مملوک ہے اور مملوک کا مالک پر کیا استحقاق ہوتا ہے کہ اُسکے حق مین بہتری اور لطف و مہربانی اور رعایت مصلحت مالک پر واجب ہو ورنہ کسی کافر مفلس کو پیدا نکرتا کیونکہ اُسکو دنیا وآخرت مین خسارہ ہے دوسرے اُسکا کسی بندے پر احسان وامتنان ثابت نہوتا کیونکہ اگر اُسنے کسی کو دین و دنیا کی نعمتین دین تو اُس چیز کو کیا جو اُسپر واجب تھی تیسرے ابوجہل لعین اور نبی علیہ السّلام پر اللہ کا احسان برابر ہوتا تو کچھ نیا وہ شکر گذاری حضرت پر واجب نہوتی اُسنے دونون کے لیے جو بہتر تھا وہ کیا اپنے واجب سے فارغ الذمہ ہوا اور اللہ کے کامون مین کچھ غرض نہین کیونکہ غرض والا محتاج ہوتا ہے اور باوجود اسکے اُسکا ہر ایک کام لاکھون حکمتون سے بھرا ہے کہ کوئی اُسکو دریافت نہین کرسکتا اور اُسکے فوائد و منافع خاص و عام کے لیے ہین نہ اُس کی

ذات مقدس کے واسطے کیونکہ اُسکو کسی چیز کی احتیاج نہین اور ہر چیز مین بُرائی بھلائی عقل کی طرف سے ہے جیسے کہ صانع عالم اور اُسکی توحید اور صفات کمالی کی معرفت عقلی ہے شرع پر موقوف نہین ورنہ دور لازم آئیگا باوجود یکہ ثبوت شرع موقوف ہے اسی طرح اشیا مین بھلائی بُرائی شرعی نہین اس طرح کہ شرع نے جسکو اچھا کہا وہ اچھا اور جسکو بُرا کہا وہ بُرا ہے اگر عکس کرتی تو عکس ہوتا مگر حسن وقبح اس بات کو نہین چاہتا کہ اُس مین حکم الٰہی بھی بندے کے لیے صادر ہو ہان وہ لائق اور مستحق اس بات کے ہوتا ہے کہ اس مین حکم الٰہی نازل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے ترجیح بلا مرجح جائز نہین رکھتا کہ اچھی چیز کو بُرا اور بُری کو اچھا قرار دے بلکہ جو واقعی اچھی ہوتی ہے اُسکی نسبت حکم وجوب کا دیتا ہے اور جو بُری ہوتی ہے اُسے حرام کرتا ہے سوا حاکم اللہ ہے اور شرع کھولنے والی ہے پس جب تک اللہ تعالیٰ رسولون کو بھیجکر اور اپنا کلام نازل کرکے حکم نہ دے تب تک کوئی حکم حسن وقبح اور امر ونہی کا نہوگا یہی وجہ ہے کہ زمانہ فترت کے لوگ ترک احکام الٰہی کی سزا مین معذب نہونگے اور اِسی وجہ سے پہونچنا دعوت کا تعلق تکلیف مین شرط ہے یعنی آدمی تعمیل احکام کے ساتھ بعد پہونچنے دعوت کے مکلف ہوگا پس کافر کو جب تک دعوت نہ پہونچے اُس وقت تک نہ وہ ایمان کے ساتھ مکلف ہے اور نہ بسبب کفر آخرت مین مواخذہ دار ہے **فترت** ایسے زمانے کو کہتے ہین جو دو انبیا کے درمیان ہو اور آثار واحکام شریعت نبی سابق کے کمعمل ہوگئے ہون اور اہل فترت وہ لوگ ہین جو قبل نسخ دین عیسوی کے متمسک تھے اور رسول منتظر کے مومن ومصدق تھے اور سلمان فارسی سے مروی ہے کہ فترت حضرت عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس ہین اخرجہ البخاری

استطاعت

استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے اور استطاعت کے دو معنی ہین ایک قدرت حقیقی کو کہتے ہین جو فعل کے موجود کر دینے کے لیے کافی ہوتی ہے دوسرے اسباب وآلات واعضا کی صحت وسلامتی کا نام ہے اور تکلیف شرعی کا مدار پہلی قسم کی استطاعت پر ہے اِسی لیے بچہ اور مجنون ایمان کے ساتھ مکلف نہین اور گونگا اقرار زبانی کے ساتھ مکلف نہین اور مریض کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کے واسطے مکلف نہین کیونکہ ایسے لوگون کے اعضا صحیح وسالم نہین اسلیے استطاعت

ون مین مفقود ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو فقہ اکبر مین کہا ہے کہ کسی پر اللہ تعالیٰ نے کفر وایمان کا جبر نہین کیا ہے اسکا بھی مطلب یہی ہے کہ انسان کے واسطے تکلیف کا مدار استطاعت کے معنی دوم پر ہے نہ معنی اول پر پس جن لوگون نے یہ کہا کہ وہ مرجیہ یا جبریہ تھے یہ اُن پر سراسر بہتان ہے اور جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو اللہ اسکے ساتھ تکلیف نہین دیتا

مقتول کی اجل - رزق حرام

مقتول اپنی اجل سے وقت پر مرتا ہے اللہ جتنی عمر اپنی تقدیر ازلی کے ذریعہ سے اسکے لیے مقرر کر دیتا ہے اور جو وقت اسکی موت کا علم الٰہی مین ہے اُسی وقت پر اسکو موت آتی ہے اسکی موت اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اسلیے اُسمین کسی طرح تغیر تقدیم و تاخیر کے ساتھ قاتل کی وجہ سے پیدا نہین ہو سکتا اور قاتل پر قصاص عائد ہونا اور اسکو عذاب الٰہی پہونچنا یہ امر شرعی ہے شرع نے رفع تنازع اور انسداد فساد اور انتظام کے لیے یہ سزائین مقرر کر رکھی ہین بندہ اگرچہ فعل قتل کا خالق نہین مگر کاسب تو ضرور ہے جب وہ ایسے نامشروع فعل کے کسب کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ موافق عادت کے اسکے فعل کے بعد مقتول کی موت پیدا کر دیتا ہے اور موت مردے کے ساتھ قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے بندے کو اسکے پیدا کرنے مین دخل نہین ہے اور موت کا وقت ایک ہے متعدد نہین جو موت علم الٰہی مین ہر شخص کے مرنے کے واسطے معین ہے جس طور سے مقرر اور مقدر کی گئی ہے اُسی وقت پر آتی ہے تقدیم و تاخیر نہین ہوتی اگر اس مین کچھ بھی تغیر و تبدل ہو تو علم الٰہی مین نقصان پایا جاے۔ اور حرام بھی رزق ہوتا ہے اور ہر ایک جاندار اپنی روزی پوری کرلیتا ہے حلال ہو یا حرام کوئی شخص غیر آدمی کی روزی جو اللہ نے اسکے لیے ازل مین اپنے علم اور قسمت ازلی کے ذریعہ سے مقدر کر رکھی ہے نہین کھا سکتا کیونکہ تقدیر الٰہی کے خلاف ہونا ممتنع ہے۔

دیدار الٰہی

رویت حق تعالیٰ کی ممکن ہے لیکن دخول جنت سے اول واقع نہوگی دخول جنت کے بعد

مسلمان البتہ حق تعالیٰ کی رویت سے مشرف ہونگے اور رویت کے دو طریق ہین ایک یہ کہ ایسی
اچھی طرح انکشاف ہوجاے کہ عقل کے ذریعہ سے اتنا یقین پیدا نہین ہوسکتا پس گویا کہ یہی
نظر کے ساتھ دیکھنا ہے مگر یہ بات ہے کہ ایسا دیکھنا بغیر برابری اور مقابلے اور جہت اور رنگ اور
شکل کے ہوتا ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قسم کی صورت پکڑ کر مسلمانون کو اپنا
دیدار دکھاے جیسا کہ احادیث صحیحہ مین صورتون کا دیکھنا آیا ہے اس صورت مین اللہ تعالیٰ کو
اپنی آنکھ سے رنگ اور شکل اور مواجہ کے ساتھ دیکھین گے جیسا کہ خواب مین رویت واقع ہوتی ہے
مگر جنت مین رویت الٰہی ایسی بالمشافہ ہوگی کہ دنیا مین خواب کے اندر کبھی ایسی نہین ہوئی یہی دو طریق
معلوم ہین اور ان پر ہمارا یقین ہے اور اگر اللہ اور رسول کا رویت سے کچھ اور مطلب ہے تو ہمارا
ایمان اسپر بھی ہے اگرچہ ہم واقف نہین کہ وہ خاص کیا بات ہے[له] اور حق یہ ہے کہ رویت کے لیے
جو شرائط مثلاً کیف وجہت ومکان وصورت ومقابلہ وقرب وبعد مسافت وغیرہ قرار دی گئی ہین یہ شرائط
عادی ہین تمام اقسام حواس مین حواس کے لیے جو چند باتین بطور عادت کے مقرر ہوگئی ہین تو ہم
انکو شرائط ولوازم مان لیا ہے اور یہ جان لیا ہے کہ حواس کا کام بغیر ان کے نہین چل سکتا در حقیقت
بجز وجود رائی ومرئی کے کوئی اور شرط نہین ہے اگر یہ شرطین رویت کے لیے لازمی ٹھہون تو چاہیے
کہ رویت الٰہی سے نسبت ممکنات کے بھی انکار کرین کیونکہ حق تعالیٰ جانتے سے منزہ ہے اور اتصال شعاع
اور مسافت متوسط کا درمیان رائی ومرئی کے متصور نہین یہ شرائط تو اجسام رنگین اور اعراض اجسام
کے لیے ہین نہ اس ذات کے لیے جو ان سے بالکل مجرد ہو اور قرآن مین جو آیا ہے لا تدرکہ الابصار
یعنی پا سکو نہین پا سکتین آنکھین اس سے رویت کی نفی لازم نہین آتی کیونکہ ادراک کہتے ہین شے کی
حقیقت کے جان لینے کو اور آیت مین اسکی نفی کی گئی ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ کسی شے کی رویت
حاصل ہو اور اسکی حقیقت پر اطلاع نہو سکے جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہین اور اسکی حقیقت کا ادراک
نہین کرتے یا ادراک اسے کہتے ہین کہ مرئی کو اسکی تمام حدود سمیت پورا پورا دیکھ لینا یعنی اسکا احاطہ
کر لینا اور عدم احاطہ سے عدم رویت لازم نہین آتی جیسا کہ علم کا احاطہ نکر لینے سے علم کا عدم لازم نہین آتا
جائز ہے کہ رویت ہو مگر احاطے کے ساتھ نہو جس کی آیت مین نفی کی گئی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو جو
سوال رویت کے جواب مین خدا نے کہا لن ترانی یعنی تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا یہ انکار اس غرض سے ہے

[له] [illegible]

کہ عادت الٰہی یون جاری نہین ہوئی ہے نہ اِس وجہ سے کہ رویت ناممکن الوقوع ہے اور غرض اِس خطاب سے یہ ہے کہ دنیا مین اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طاقت اِن آلات حسیہ سے کہ فنا پذیر ہین نہ لا سکے گا نہ یہ کہ آخرت مین بھی نہ دیکھ سکے گا۔ بلکہ قصئہ سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام نسبت رویت الٰہی کے ہمارے لیے حجت ہے جواز رویت کی اِس لیے کہ انبیا علیہم السلام سے حق جاننے والا زیادہ کون ہے اگر رویت محال ہوتی تو سوال حضرت موسیٰ کا مشعر غفلت تھا مسئلہ دینی سے اور ایسی غفلت انبیا علیہم السلام سے محال ہے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام رویت الٰہی کو محال جانکر سوال کرتے تو سفاہت لازم آتی اور سفاہت سے انبیا منزہ ہین اور اللہ تعالیٰ نے جو پہاڑ کے ٹھیرے رہنے پر اپنے دیدار کو معلق کیا تو معلوم ہوا کہ دیدار الٰہی جائز ہے اسلیے کہ ٹھیرا رہنا پہاڑ کا جائز ہے اور معلق اور مرتبط جائز کے جائز ہے۔

فرشتے

اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہین رات دن اللہ کی بندگی مین مصروف رہتے ہین کبھی فرمان الٰہی کے بجالانے مین سستی و کاہلی نہین کرتے صاحب پر و بازو ہین حقیقت اُنکے پر و بازو کی خدا ہی جانتا ہے سب گناہان صغیرہ و کبیرہ سے بری ہین کوئی اُن مین مرد و عورت نہین چار فرشتے اُن مین سے اعلیٰ درجے کے ہین ایک جبرئیل علیہ السلام جو پیغمبرون پر وحی لاتے ہین دوسرے میکائیل علیہ السلام جو مخلوقات کو روزی پہونچاتے ہین تیسرے اسرافیل علیہ السلام جو قیامت مین صور پھونکین گے چوتھے عزرائیل علیہ السلام ہین جو روح کو قبض کرتے ہین۔

کتب آسمانی

اللہ تعالیٰ کی کتابین ہین جو اپنے پیغمبرون پر اُتارین اور شمار اُنکا کسی دلیل قطعی سے نہین معلوم ہوا مشہور چار کتابین ہین جو پیغمبرون پر نازل ہوئین وہ یہ ہین توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اِن مین سے قرآن شریف پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جتنی کتابین اسکے سوا نازل ہوئین وہ سب منسوخ العمل ہین یعنی اور کتابون مین جو احکام قرآن شریف کے احکام کے مخالف اور متناقض ہین اُنپر عمل کرنا درست نہین اور نسخ مین بہت سی مصلحتین ہوتی ہین کیونکہ احکام

صلحتون کے تابع ہوتے ہین اور یہ موافق اوقات کے بدلتے رہتے ہین اس وقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین اہل کتاب اپنی کتب سماویہ کے مجموعے کو بائبل کہتے ہین جو لفظ یونانی یعنی کتاب ہے پھر اسکے دو حصے ہین (۱) عہد عتیق یعنی پرانی کتابین جس مین توریت زبور وغیرہ انتیس کتابونکا مجموعہ ہے کبھی ان تمام صحیفون کے مجموعے کو مجازاً توریت کہتے ہین اکثر یہود اور عیسائی سب مانتے ہین لیکن عیسائیون نے اس مجموعے مین نو کتابین اور داخل کی ہین جنکے تسلیم وعدم تسلیم مین انکے متقدمین ومتاخرین مین بڑا اختلاف ہے یہود ان نو کتابون کو نہ سمجھے رکھتے ہین (۲) عہد جدید اس مجموعے مین یہ کتابین ہین اول انجیل متی جس مین حضرت عیسٰی کے بعد متی حواری نے مسیح کی پیدایش سے لیکر موت تک کے حالات کو تاریخ کے طور پر زبان عبرانی مین جمع کیا ہے دوم انجیل مرقس اس مین بھی مرقس نے ابتداء سے لیکر اخیر تک حضرت مسیح کی سرگذشت یعنی شناخت وہان رومہ مین بیان کی ہے سوم انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہے جسکو لوقا نے زبان رومہ مین تالیف کیا ہے چہارم انجیل یوحنا اس مین یوحنا حواری نے حضرت مسیح کا حال ابتداء سے انتہا تک رومہ مین لکھا ہے ان چارون تاریخون کو کہ جن کے زمانہ تالیف مین بڑا اختلاف ہے عیسائی اناجیل اربعہ کہتے ہین اور یہ توریت و اناجیل اربعہ اصل توریت و انجیل منزل علی موسیٰ وعیسیٰ جن کا ذکر قرآن شریف مین اکثر جگہ آیا ہے نہین وہ گم ہوگئی ہین بلکہ حسب اقرار علماے اہل کتاب تاریخ اور روزنامچے ہین کہ جن مین بہت عرصے بعد انبیا اور حضرت مسیح کے احوال کو ابتداء سے انتہا تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے نقل کیا ہے اصل کتابین عبرانی و سریانی زبان مین ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہے ان کے ترجمے یونانی اور لاطینی و عربی وغیرہ مین ہوگئے ہین اور عہد جدید مین اناجیل کے ساتھ عیسائیون نے اور بھی بہت سے رسالے اور خطوط حواریون اور غیر حواریون کے ملاکر اپنی کتب مقدس مین شمار کیا ہے اور سب کو واجب التسلیم قرار دیا ہے۔

معاد

ہونا کراماً کاتبین کا جو دو فرشتے ہین دونون شانون پر نیک وبد کام کے تحریر کرنے کے لیے حق ہے اور مسلط ہونا ملک الموت کا وقت قبض ارواح کے حق ہے۔ اور عذاب قبر کا کافرون

اور بدکاروں کے واسطے اور نعیم عابدوں اور مطیعوں کے لیے حق ہے اور منکر و نکیر کا سوال حق ہے وہ دو فرشتے ہیں مہیب صورت نیلی نیلی آنکھوں والے قبر میں مردے کے پاس آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ پروردگار تیرا کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اگر جواب موافق سوال کے دیا تو ناز و نعمت میں رہے اور مثل عروس خواب ناز میں استراحت کرے اور قبر اسکی ایک چمن چمن ہائے جنت سے منصور ہو اگر عمدہ جواب سے برات نہوئی تو محنت و عذاب دیکھے اور قبر اسکے حق میں ایک غار غاروں دوزخ سے ہو قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت میں واسطہ ہے اور اسے عالم مثال کہتے ہیں اور یہ عالم کہیں آسمان و زمین پر کسی خاص جگہ نہیں بلکہ اس عالم حس کا دوسرا پہلو وہ ہے۔ قبر سے مراد یہاں مدفن نہیں تاکہ یہ کیفیت شامل اُن لوگوں کی نسبت بھی ہو جو دریا میں ڈوب گئے ہیں یا آگ میں جل کر مرگئے ہیں یا کسی جانور نے اُن کو کھا لیا ہے اور عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے مطلع ہونا اُس کی کیفیت پر ضرور نہیں اور بعد مرنے کے قبروں سے مردوں کا زندہ ہو کر اُٹھنا حق ہے عاقل و مجنون و صبی و جن و شیاطین و طیور و حشرات کل اُٹھینگے ظاہر ہے کہ جس نے اول عدم صرف اور نابود محض سے پیدا کیا اور کتم عدم سے وجود میں لایا وہ بار دگر بھی پیدا کرنے پر قادر ہے سباع و بہائم وغیرہ سے باہم دگر قصاص ہوگا اور نابود کئے جائینگے اور جن و انس و شیاطین ہمیشہ دوزخ یا بہشت میں رہینگے اور عملوں کا تولا جانا حق ہے تاکہ مقدار نیکی و بدی کی بندوں کو معلوم ہو اور خدائے علیم تو جانتا ہی ہے مگر یاد رہے کہ اعمال کا وزن نہیں ہوگا بلکہ اعمال ناموں کا وزن ہوگا یعنی جن کاغذوں میں بندوں کے اعمال لکھے ہونگے وہ وزن ہو کر اُن کی کمیت معلوم کی جاوے گی کیونکہ اعمال اعراض ہیں اور ہلکا بھاری ہونا جواہر کی شان سے ہے مؤمن کو لازم ہے کہ ایمان تو ترازو کے ہونے اور اعمال کے تلنے پر لاوے مگر دریافت حقیقت اور ادراک کیفیت کی جانب متوجہ نہو کہ کہاں قائم ہوگی اور اعمال کیونکر وزن کئے جائینگے یا اعمال نامے وزن کئے جائینگے تو اُن میں اوراق کی کمی بیشی اور لمبے چوڑے اور ہلکے بھاری اور خط کے خفی و جلی ہونے اور سیاہی کی جسمیت اور عبارت کے

[illegible]

[illegible]

طول و قصر کی کیا کیفیت ہے اور نامۂ اعمال مسلمانوں کے داہنے ہاتھ میں سامنے سے اور کافرون کے پیٹھ کے پیچھے سے بائین ہاتھ مین ملنا حق ہے اور حساب لینا بندون سے ایک ایک ذرہ نیکی و بدی کا حق ہے اور گواہی اعضا کی حق ہے اور حوض کوثر حق ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قیامت کے دن ہوگا اور اسکا پانی دودھ سے سفید تر اور اسکی بو مشک سے خوش تر ہوگی اور اس مین تارون سے زیادہ اور روشن تر کوزے ہین جو کوئی اسکا پانی ایک دفعہ پیے گا پھر کبھی پیاسا نہو گا۔ اور پل صراط حق ہے کہ حق تعالی روز قیامت کو ایک پل دوزخ کی پشت پر بال سے باریک تر اور تلوار کی بار سے تیز تر رکھے گا اور اسپر سے سبکو گذرنا ہوگا بعض ہوا کی صورت بعض آب رواں کی مانند بعض تیز گھوڑے کی چال سے بعض پیادہ چلنے والے کی رفتار سے بعض چیونٹی کی روش سے اس پل کو طے کرین گے اور یہ سب تفاوت بقدر کمی بیشی اعمال حسنہ کے ہر شخص کے گذرنے مین ہوگا جنکے نیک اعمال زیادہ ہین اتنا ہی طے کرنا پل کا آسان ہے بعض یہ بھی نہ سمجھینگے کہ پل تھا یا نہ تھا اور بعض مجروح ہونگے اور بعض کٹ کر دوزخ مین گر پڑینگے۔

شفاعت جنت و دوزخ

شفاعت پیغمبروں اور علما و صلحا کی گناہگارون کے واسطے حق ہے مگر بعد اذن حق تعالی کے اور جہان شفاعت کا منع آیا ہے وہان وہی شفاعت مراد ہے جو رب العالمین کے اذن اور رضا کے بغیر ہو اور جنت و دوزخ حق ہین اور دونون پیدا ہو چکی ہین اب بھی موجود ہین آدم و حوا کا قصہ دلیل قاطع ہے اسپر فنا نہونگی ہمیشہ رہینگی البتہ بقدر آن واحد کے اس قول کے صادق آنے کے لیے کل شی ھالک الا وجہہ صور فنا کے وقت فنا ہو جاینگی۔ اور تعیین مکان بہشت دوزخ کی اندروے نقل کے ثابت نہین ہے اور چونکہ آدمیون کے نزدیک آسمان و زمین سے کوئی چیز بڑی نہین ہے اسلیے تمثیل کے طور پر کہا عرضہا السموات والارض یعنی عرضہا کعرض السموات والارض یعنی چوڑائی بہشت کی مثل چوڑائی آسمان و زمین کے ہے اور اس آیت سے یہ مراد نہین ہے کہ جو عرض بہشت کا ہے وہی بعینہ آسمان و زمین کا ہے کیونکہ اس صورت مین تداخل اجسام لازم آتا

اور وہ ممتنع ہے اور جہاں شارع نے سونا چاندی یا موتی وغیرہ کی چیزیں جنت کے لیے بیان فرمائی ہیں سو وہ اِن معدنیات کی قسم سے نہیں ہیں اور سمجھانا منظور تھا اِس عالم کے لوگوں کو پس جنت میں جو چیزیں یہاں کے سونے یا چاندی یا موتی کے مشابہ کسی وصف میں تھیں اُنکے سمجھانے کے واسطے اُن کو سونے چاندی یا موتی سے تعبیر کیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ سونا چاندی وغیرہ معدنیات یا عناصر کی چیزیں ابدالآباد تک قیام پذیر نہیں ہوسکتیں بہشتی طرح طرح کی نعمتوں سے خوش و خرم رہیں گے اور دوزخی انواع اقسام عذاب سے معذب ہوا کرینگے۔

شرائط قیامت

قیامت کی سب خبریں اور آخرت کے احوال جنکی مخبر صادق نے خبر دی ہے حق ہیں جیسے آفتاب کا مغرب سے نکلنا کہ توبہ کے دروازے بند ہوجانے کا دن ہے اور دجال اور دابۃ الارض کا ظہور کرنا اور یاجوج ماجوج کا خروج کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسلمانوں کی مدد کے لیے آسمان سے اُترنا اور زمین خسف کا واقع ہونا ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں اور آسمانوں کا پھٹ جانا اور کاغذ کی طرح لپٹ جانا اور تاروں کا گر پڑنا اور اسرافیل کا صور پھونکنا ایکبار واسطے فنا کے اور دوبارہ واسطے زندہ ہونے کے اور باقی نہ رہنا سوا واحد قہار کے یہ سب باتیں واقع ہونے والی ہیں۔

ایمان

ایمان حق تعالیٰ پر فرض ہے اور ادراک فرضیت کے لیے عقل کافی ہے اور شرع اسکی مؤید و موفق ہے اور ایمان تصدیق قلبی اور انقیاد و اقرار زبانی کو کہتے ہیں تصدیق بغیر انقیاد و اقرار کے مفید نہیں یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو کچھ کہ وہ خدا کے پاس سے لائے ہیں اُسکو دل سے سچ جاننا اور مان لینا اور اُن کی پیغمبری کو دل سے قبول کرنا اور زبان سے اسکا اقرار کرنا اور اُسکی گواہی دینا ایمان کہلاتا ہے اور اعمال ماہیت ایمان کا جز نہیں بلکہ منجملہ کمالات ایمان سے ہیں اِسی واسطے اُنکا تارک دائرۂ ایمان سے خارج نہیں ہوتا اور نیز اعمال میں کیفاً اور کماً دونوں طرح کی کمی بیشی پیدا ہوتی ہے جیسے فرض کو ادا کرنا صلوٰۃ

اور اطمینان اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ افضل ہے کیفیت مین نفل سے بلکہ اُس فرض
سے بھی بدرجہا افضل ہے جو ناقص طور پر ادا ہوا اور دو فرض ادا کرنا افضل ہے تعداد کی رو سے
ایک فرض کے ادا کرنے سے اسی طرح تمام فرض ادا اس کے ساتھ ساری سنتین اور نفل ادا
کرنا صرف فرض سے ہر طرح بہتر ہے اور ایمان مین کمی و زیادتی نہین ہوتی اس لیے کہ اگر
تصدیق نہین ہے تو مؤمن نہین ہے اور تصدیق عبارت ہے علم الیقین سے اُس مین گھٹنے
بڑھنے کی گنجائش نہین نہ یہ کہ جو شخص اعمال کا زیادہ پابند ہے وہ زیادہ مؤمن ہے جو گنہگار ہے
وہ کم مؤمن ہے کیونکہ جب اعمال جزو ایمان نہین تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان مین کمی بیشی
نہین ہو سکتی اور یہ بھی ایک معمولی سی سمجھ کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے
جو دل سے متعلق ہے اور اعمال اعضا کے کام ہین اس لیے نہ اُن دونون سے کوئی حقیقت
مرکب ہو سکتی ہے نہ اِن مین سے ایک دوسرے کا جز ہو سکتا ہے اور متعلق ایمان مین کچھ تفاوت
نہین یعنی معتقدات کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہین ایمان کے لیے جن مسائل پر اعتقاد رکھنا
ضروری ہے وہ سب کے لیے یکسان ہین صحابہ اور تمام مسلمان اس لحاظ سے برابر ہین کہ وہ دونون
ایک ہی چیز یعنی توحید و نبوت کا اعتقاد رکھتے ہین - اور ایمان و اسلام ایک چیز ہے دونون
مین تغائر نہین اور اسلام و ایمان کے ایک ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہین
ہو سکتا دونون مین تلازم ہے جب ایک کسی پر صادق آئیگا تو دوسرا بھی بالضرور صادق آئیگا
یہ نہین ہو سکتا کہ کسی کی نسبت کہا جائے وہ مؤمن ہے اور مسلمان نہو یا یہ کہا جائے کہ وہ مسلمان ہے
اور حقیقت مین وہ مؤمن نہو - اور ایمان درمیان بیم و امید کے ہے اور وقت سکرات موت کے
جب آخرت کے احوال نظر آتے ہون اُس وقت کا ایمان لانا مقبول نہین کیونکہ ایمان بالغیب
چاہیے اور یہ ایمان بالغیب نہین اور یہ کہنا نہ چاہیے کہ مین مؤمن ہون اگر اللہ نے چاہا کیونکہ
اس کہنے سے ایمان مین شک پایا جاتا ہے اور شک یقین مین روا نہین اگرچہ یہ کلمہ تبرک
اور تادب کے واسطے اور جہان کام خدائے تعالی کی طرف حوالہ کرنا ہوتا ہے وہان بھی استعمال
کرتے ہین مگر ایمان کے ساتھ تبرکاً بھی اِسکا استعمال درست نہین اِس لیے کہ موہم شک ہے
ایمان پانچ قسم پر ہے (۱) ایمان مطبوع وہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) ایمان معصوم وہ انبیا کا ایمان ہے

(۳) ایمان مقبول وہ مومنون کا ایمان ہے (۴) ایمان موقوف وہ بدعتیون کا ایمان ہے (۵) ایمان مردود وہ منافقون کا ایمان ہے اور گناہ کبیرہ کرنا بندۂ مومن کو اصل ایمان سے نہین نکالتا ہے یعنی گناہ کبیرہ مومن کو کافر نہین بناتا بلکہ فاسق اور عاصی بناتا ہے اِس لیے کہ تصدیق باقی ہے اور گناہ کبیرہ کرنیوالے مومن ہمیشہ دوزخ مین نرہینگے اگر بےتوبہ مرے ہون اور جب تک خداے تعالی چاہیگا بقدر مکافات اُن گناہون کے اُنکو دوزخ مین رکھکر پاک و صاف کرکے پھر اُنکو بہشت مین داخل کریگا اپنے فضل و کرم سے یا جناب شفیع المذنبین کی شفاعت سے ۔ اور مرتکب کبیرہ کی بخشش مشیت الٰہی پر ہے چاہے کرے یا نہ کرے اور عذاب کرے اسلیے ہے وہ کبیرہ کو بے توبہ بطریق خرق عادت کے بخشدے اور صغیرہ پر عذاب کرے مگر حق تعالی کفر و شرک کو نہین بخشتا ہے اور یہ بات شرعًا و عقلًا دونون طرح ثابت ہے اور اللہ تعالی اپنے وعدے کے بموجب مومن مطیع کو ایمان و طاعت پر یقینًا ثواب دیگا اور وعدے سے قطع نظر ثواب دینا مطیع کو یا عذاب کرنا عاصی کا حق تعالی پر واجب نہین ہے ۔ اگر کسی نے ایک کبیرہ سے توبہ کی اور دوسرے کبیرہ پر اصرار کیا تو توبہ اسکی مقبول ہے اور جس نے جمیع کبائر سے توبہ کی اُسکو صغائر سے بھی توبہ کرنا ضرور ہے ورنہ احتمال عذاب باقی ہے ۔ اور عفو کرنا حق تعالی کا لوگون کے حقوق کو بطور خرق عادت کے جائز ہے ۔

نبوت

واسطہ ہونا انبیا کا درمیان ممکنات اور واجب الوجود کے ضرور تھا کیونکہ ہدایت واجب الوجود کی نسبت ممکنات کے کہ باہم متغائر ہین بلا واسطہ ہوتا ہے اور جو واسطہ دونون کا برزخ ہو وہ انبیا علیہ السلام ہین پس اللہ تعالی نے اصلاح معاش و معاد کے لیے محض از راہ تفضل جنس بشر سے انبیا و رسل کو واسطے پیغمبری کے بھیجا کہ آدمیون کو معرفت الٰہی سے کہ عقل اُسکے معلوم کرنے سے عاجز ہے آگاہ و مطلع کرین اور احکام الٰہی سے یعنی واجب و مندوب اور حرام و مکروہ و مباحات کے ظاہر کرین اور سب پیغمبرون کی معجزون کے ساتھ تائید کی اور معجزے دلیل ہین اُنکی نبوت کے حق ہونے پر ۔ اور معجزہ امر خارق عادت

کو کہتے ہین کہ اُس سے اظہار صدق دعوئی نبوت مقصود ہوتا ہے کیونکہ مخالف کو خدا ے تعالیٰ کی طرف سے ایسے امر بتانے کی قدرت نہین ہوتی بلکہ وہ عاجز ہوتا ہے اور طریقہ ہدایت کا از طرف خداے عزوجل ہمیشہ ایسا ہی جاری رہا کہ ہر پیغمبر اور نبی اللہ کے زمانے مین جس علم اور عمل کی وجہ سے قوم کو ضلالت ہوئی تھی وہی معجزہ اُس نبی کو خاصکر عطا ہوا جیسے حضرت موسیٰ کو ابطال سحر کا معجزہ خواہ حضرت عیسیٰ کو شفاے امراض لاعلاج مثل برص حقیقی اور کور مادرزاد کا اور ہمارے نبی کو فصاحت و بلاغت ۔ اور بواسطہ خبر متواتر ثبوت معجزات کے ہمارے حق مین اور بواسطہ حس صحابہ کرام کے حق مین عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بیشک رسول خدا ہین جو خدا کی طرف سے پیغام امر و نہی اور وعد و وعید کا لائے ہین اور سب سے بڑا معجزہ اُن کا قرآن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی کیا تھا قرآن کی عبارت اتنی اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ ہے کہ کوئی شخص فصحاے عرب سے باوجود عد باندھنے اور دشمنون کی کثرت کے بھی کسی چھوٹی سی چھوٹی سورت کی مثل نہین بنا سکا حالانکہ وہ لوگ فصاحت و بلاغت مین آنحضرتؐ سے کسی طرح کم نہ تھے کیونکہ جان کے آپ پر شیدا ے تھے دین کے وہ بھی بلکہ مجتمع ہوکر بھی اُسکی مثل نہ بنا سکے باوجودیکہ اُنکو عار دلا کر کہا جاتا تھا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کے مانند تم بھی بنا لاؤ اگر تم سچے ہو مقابلہ حروف سے مقاتلہ سیوف اُن کے نزدیک آسان تھا۔ اور عدد انبیا و رسل کا دلیل قطعی سے ثابت نہین ہے پس ایمان لانے مین رسل اور انبیا پر عدد کا لحاظ نکرنا چاہیے کہ کفر بہ نسبت بعض پیغمبرون کے اور اقرار نبوت بہ نسبت بعض کے کہ پیغمبر نہین ہین لازم نہو پس عدد سے درگذر کرکے انبیا مین سے وہ جن کا ذکر قرآن مین وارد ہوا یا متواتر حدیث سے ثابت ہوا بصراحت اُن کی نبوت کا اقرار کرنا چاہیے اور جنکا ذکر متواترات مین نہین ہے اُنکی نبوت سے نہ اقرار کرنا چاہیے نہ انکار اول انبیا مین آدم علیہ السلام ہین اور آخر سب کے حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آنحضرتؐ خاتم پیغمبران ہین بعد حضرتؐ کے کوئی پیغمبر نہ آیا اور نہ آپ کا شریک انکا نبوت مین اُن کے زمانے مین کوئی نہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ نازل ہونگے وہ بعنوان رسالت نازل نہونگے بلکہ دین محمدی کے تابع ہونگے اور آپ اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہین جب اُن کو یہود نے قتل کرنا چاہا تو خدا نے انکے مشابہ ایک اور آدمی کو کردیا اور اُن کو آسمان پر اُٹھا لیا چنانچہ اللہ فرماتا ہے

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ یعنی یہود کا قول ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہ پیغمبر اللہ کا تھا مار ڈالا اور حال یہ ہے کہ نہ اسکو مارا ہے نہ سولی پر چڑھایا ہے لیکن وہی صورت بنگئی ان کے آگے اور بعض کہتے ہیں کہ شُبِّہَ لَہُمْ سے یہ مراد نہیں کہ کسی اور شخص کی صورت حضرت عیسیٰ کی سی صورت ہو گئی مطلب یہ ہے کہ شبہہ ڈالا گیا انکے لیے وہ شبہہ یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان پر چڑھا لیے گئے تو سرداران یہود نے ایک غیر آدمی کو عوام کی دھوکا دہی کی غرض سے سولی دیدی اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ نزدیک قیامت کے قریب زمین پر اتریںگے اور دجال کو قتل کرینگے اسکے بعد خدا انکو موت دیگا۔

عصمت انبیا و تفضیل انبیا

عصمت شرط نبوت ہے اور مطاع ہونا انکا لوازم نبوت سے ہے اور ظاہر ہے کہ بشر میں سے جو شخص ان صفات سے متصف ہوگا اس شخص سے جس میں یہ صفات نہوں افضل ہوگا لہذا انبیا و رسل افضل خلائق ہیں اور خدا کے نزدیک محبوب ترین خلائق ہیں اور سوائے نبی کے کوئی کسی وقت میں ادنی درجہ پیغمبر کو نہیں پہونچ سکتا پس تمام بنی نوع انسان سے کوئی شخص انبیا کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا۔ البتہ انبیا آپس میں فاضل و مفضول ہیں یعنی بعضوں کا مرتبہ

[illegible] انبیا میں [illegible] ہے بعض کے نزدیک عصمت [illegible] بلکہ [illegible] بعض کے نزدیک [illegible] اور [illegible] سے معصوم [illegible] عصمت [illegible] اور یا [illegible] بعد نبوت [illegible]

[illegible] کرسکتے ہیں اور بعض [illegible] ایک کو دوسرے پر فضیلت [illegible] اور نہ احکام شرعی کے اجتہاد میں خطا واقع ہو۔ اور حفظ [illegible] وہ خطا صادر ہونے سکتی ہے مگر صدور [illegible] دلیل عقلی [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] انبیا کی [illegible] صغیرہ [illegible] اور حفظ اولیا کی لیکن اولیا [illegible] ہیں [illegible] معصوم [illegible] ہیں گروہ [illegible] اور رسول [illegible] عصمت [illegible] اور [illegible]

بعضون سے زیادہ ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ کون پیغمبران پیغمبرون مین بڑے رتبے والا ہے اور کون مرتبے مین کم ہے البتہ ہمارے پیغمبر سب انبیا علیہم السّلام سے افضل ہین نبوت اُن کی ثابت ہوئی ہے اور خود اُنھون نے اپنی فضیلت کی خبر دی ہے اور برخلاف اور انبیا و مرسلین کے وہ سب خلق کی طرف بھیجے گئے ہین اُن کی دعوت تمام عالم کے بنی آدم اور جنون کو عام ہے مگر بعثت اولیٰ عرب کے انس وجن کی طرف ہے اور اُن کے ذریعے سے دوسرے لوگون تک رسالت پہونچی اِس لیے کتاب آپ پر عربی زبان مین مذاق اہلِ عرب کے موافق نازل ہوئی تاکہ اُنکے ذریعہ سے اِس کلام پاک کے دقائق اور معانی اور احکام سلسلہ بسلسلہ اور ممالک مین پہونچ جاوین اگر ہر قوم کے لغت کی رعایت رکھی جاتی تو اختلاف اور تحریف اور کمی بیشی اس مدتک اس کتاب مین ہوجاتی کہ اصل مطلب کا سمجھنا دشوار ہوجاتا اور جبکہ ایسی کتاب نازل ہوتی وہ بھی ہر قوم کے لغات و معانی بلکہ مخارج حروف و لہجہ نہین جانتے تھے پس کلام مجہول اللفظ والمعنی کو کس طرح اُن ارمون تک پہونچا سکتے اور وحی مین رویت فرشتے کی شرط نہین ہے اور وحی نبی کا خاصہ ہے اور سب پیغمبر احکام پہونچانے مین سچے ہین اور جو کچھ کرتے ہین خدا کی طرف سے کرتے ہین اور سب انبیا پیغمبری پانے سے آگے بھی اور پیغمبری پانے کے پیچھے بھی اصلی اور طبعی کفر اور گمراہی سے پاک اور محفوظ ہین اور کبائر بھی انبیا سے بعد نبوت عمداً صادر نہین ہوتے اور سہواً گناہ کبیرہ سے بھی معصوم مطلق ہین کیونکہ ہم لوگ اُنکی اقتدا کے ساتھ مامور ہین جو کہ اُن سے قول و فعل صادر ہو پس اُن سے کیونکر وہ چیز واقع ہوگی جو ناشایستہ ہو اور ہم اُنکی اقتدا کے ساتھ حکم کیے جائین اور جو صغیرہ ایسے ہین کہ اُن سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور رذیلہ پن پایا جاتا ہے وہ انبیا سے نہ عمداً سرزد ہوتے ہین اور نہ سہواً ہر طرح معصوم ہین البتہ جو صغیرہ ایسے نہین ہین وہ انبیا سے ممکن الوقوع ہین مگر اپنی خطا پر رہتے نہین ہین بلکہ اُنکو غیب سے تنبیہ ہوجاتی ہے ہان اتنا ضرور ہے کہ جو سہو و نسیان اُن اقوال مین جو خبر سے اور احکام الٰہی اور شرائع کے پہونچانے سے تعلق رکھتے ہین جائز نہین کیونکہ واقع کے خلاف خبر دینا کذب ہے اور کذب سے انبیا کی عصمت واجب ہے اس لیے کہ کذب کی وجہ سے اُنکی خبرون سے وثوق اُٹھ جائیگا مگر جس بات کا کہ حق تعالیٰ نسخ چاہتا ہے اُسکو فراموش کرا دیتا ہے اور یہ جائز ہے کہ انبیا کسی کار مباح کا قصد کرین اور وہ اتفاقی طور پر معصیت ہوجائے۔ اور انبیا کی اس لغزش کو

نزلگت کے ہیں اور جن جن انبیا سے زلات سرزد ہوئے ہیں سب معاف کردئے گئے ہیں اور نیز انبیا منزہ ہیں اصل فطرت میں اخلاق رذیلہ سے مثل عجب اور حسد اور حقد اور جبن اور مکر وغیرہ کے اس لیے کہ رذائل اخلاق معاصی قلب ہیں جو معاصی اعضا سے بدتر ہیں۔ اصل فطرت انبیا علیہم السلام کی ایسے مادۂ فاضلہ اور جوہر علیا سے واقع ہوئی ہے کہ صدور ایسے معاصی نہ ۔ پر عام مکلفین کی نسبت وجود اور وہ ناممکن ہے اور عطا ہونا ایسے مادۂ فاضلہ اور جوہر علیا کا امر وہبی ہے اصل فطرت میں نہ کسبی اور نہ کوئی نوع بشر سے بحالت اکتساب ترقی کرتے ہوئے مدارج کمال میں ان کے رتبے کو پہونچتا۔

معراج

معراج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں مع روح اور جسد مقدس کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان تک پھر جہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے چاہا حق ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک جانا قرآن سے ثابت ہے انکار اسکا کفر ہے اور اطباق سموات سے گذرنے میں احادیث صحیح مرتبۂ مشہور وارد ہیں انکار اسکا گمراہی و فسق ہے اور آگے اس سے جانا اور عجائبات طرح طرح کے مشاہدہ کرنا احادیث آحاد سے ثابت ہے انکار اس کا موجب محرومی ثواب اور درجات اخروی ہے اور معراج آسمانوں کے اوپر مخصوص ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیجانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں کے اوپر ان کے حکم توفی میں تھا۔

اہل بیت تفضیل صحابہ

اہل بیت سے مقصود حضرت کی اولاد اور بیبیاں ہیں اور امام حسنؓ و حسینؓ بھی اہل بیت میں سے ہیں اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی کو معاشرت و ملازمت رہی ہے اس لیے وہ بھی ان میں سے ہیں اور حضرت کے اصحاب سب امت سے بہتر اور افضل ہیں اور خلفائے اربعہ سب اصحاب سے افضل ہیں اور ان کی افضلیت بترتیب خلافت ہے یعنی پہلے ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذی النورین پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین افضل ہیں اور فضیلت کے

یہان معنے عند اللہ زیادتی ثواب کے لیے جاتے ہین اور کسی دوسری وجہ کی تفضیل مثلاً کثرت علم و شرف نسب و شجاعت و مروت وغیرہ جنکو عرف مین فضیلت سمجھتے ہین یہان مقصود نہین پس جس کو کثرت ثواب کی وجہ سے تفضیل حاصل ہو اس کے لیے یہ بات منقصت کا موجب نہین ہے کہ غیر شخص اس سے کسی دوسری قسم کی صفت عرفی مین زیادہ ہو مثلاً کوئی صحابی کثرت روایت مین حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ ہو تو اس فضل جزئی سے اُن کے فضل کلی مین نقصان نہین آتا کیونکہ من جمیع الوجوہ ایک صحابی کی تفضیل دوسرے صحابی پر محال ہے اسلیے کہ تفضیل حضرت علی کی جہاد سیفی اور سنانی اور فن قضا اور ہاشمیت خصوصاً زوجیت بتول مین صدیق اکبرؓ پر قطعی ہے پس مراد تفضیل سے یہی ہے کہ جس کو نبی کے ساتھ زیادہ مشابہت تھی ریاست امت کے معاملے اور دین کی محافظت اور فتنہ و فساد کے مٹانے اور احکام شریعت کے جاری کرنے اور ملکون مین اسلام پھیلانے اور حدود و تعزیرات قائم کرنے مین کہ یہ باتین ثواب کی ہین وہ افضل ہے اور خلفاے اربعہ کے بعد باقی عشرہ مبشرہ یعنی طلحہ و زبیر و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و عبیدہ بن جراح صحابہ مین افضل ہین بعد عشرہ مبشرہ کے اُن صحابہ کو فضیلت حاصل ہے جو جنگ بدر مین شریک ہوے اور بعد ان کے اُن صحابہ کو فضیلت ہے جو جنگ احد مین شریک ہوے اور بعد اہل احد کے اہل بیعت رضوان کو فضیلت ہے اور عشرہ مبشرہ اور بی بی فاطمہ اور خدیجہ اور عایشہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم جنتی ہین اور اسلام مین انکا مرتبہ اعلیٰ ہے اور بی بی فاطمہؓ سردار ہین سب بہشت کی عورتون کی اور حسنؓ و حسینؓ سردار ہین جوانان اہل بہشت کے اور ابوطالب حالت کفر پر مرا ہے اور جناب رسالت مآب کے اہل بیت گناہون کے صدور سے محفوظ تھے معصوم نہ تھے عصمت انبیا سے خصوصیت رکھتی ہے اور ان بزرگون کا حال دوسرے مجتہدین کا سا ہے کہ اپنے اجتہادات مین مصیب بھی ہوتے ہین اور مخطی بھی اور جس طرح انبیا سے زلات سرزد ہوے ہین ان سے بھی سرزد ہوے ہین اور وہ یہ ہے کہ ایسے امور اُن سے بھول چوک کر واقع ہو جاتے ہین جو انکے مراتب کے خلاف ہین نظیر اسکی یہ ہے کہ جب حضرت صدیق نے حضرت فاطمہؓ زہرا کی مرضی کے موافق باغ فدک تقسیم نہ کیا تو وہ اُنسے ناخوش ہو گئین اور حضرت ابوبکرؓ سے ترک کلام کر دیا اور برابر ترک کلام کیے رہین یہانتک کہ اُنکی وفات ہو گئی یہ لغزش بی بی صاحبہ کی طرف سے واقع ہوئی جس مین کسی قسم کا گناہ نہین ہے لیکن

خلافت

خلافت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس برس تک رہی بعد اسکے بادشاہت اور سرداری ہو گئی حضرت ابوبکرؓ کی مدت خلافت دو برس اور چار مہینے اور حضرت عمرؓ کی دس برس اور چھ مہینے اور حضرت عثمانؓ کی بارہ برس چند روز کم اور حضرت علیؓ کی چار برس اور نو مہینے ہے اس حساب سے خلافت چارون خلفا کی انتیس برس اور سات مہینے مین تمام ہوتی ہے اور پانچ مہینے جو باقی رہے اُن مین حضرت امام حسن خلیفہ رہے پس یہ بھی خلفا مین سے ہوے اور یہ خلافت راشدہ ہے کہ نبوت کے طور پر ہے اور رسول علیہ السلام کی نیابت ہے جب خلافت راشدہ کا زمانہ گذر چکا اور حکومت وملامت کا دور شروع ہو گیا تو حضرت امام حسنؓ نے معاویہ سے جو برسر نزاع تھے صلح کر لی اور خلافت سے کنارہ کش ہو گئے پس یہ صلح امام حسن کی مقبول تھی اور معاویہ اسلام کے پہلے بادشاہ تھے۔ اور امام حسینؓ کا خروج خلافت راشدہ کے دعوے کے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ رعایا کو یزید کے پنجۂ ظلم سے بچانے کے لیے گئے تھے تاکہ اسکا تسلط جمنے نہ پائے کیونکہ ابھی تک اُسکا پورا پورا تسلط نہین ہونے پایا تھا اور اہل مکہ و مدینہ و کوفہ نے بھی اُس سے برضا ورغبت بیعت نہ کی تھی اور حدیث مین جو آیا ہے کہ بادشاہ ظالم سے تعرض نکرنا چاہیے یہ اُس صورت مین ہے کہ اُسکی سلطنت بلا مزاحمت و منازعت جم چکی ہو۔ اور خلفاے راشدین کے بعد سلاطین اسلام پر لفظ خلفا کا استعمال مجاز آہے اور خلفاے اربعہ کی خلافت کا ثبوت نہایت بدیہی ہے جبکہ مفہوم خلیفہ کا اور اُس کی شرطین ذہن مین تصور کرین اور چارون خلیفہ کی سوانح عمری اور احوال تاریخی پر نظر ڈالین تو عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ اُن مین خلافت کی شرطین ثابت ہین اگر خلافت کے ثبوت کا خفا اِن مین کچھ ہے تو وہ دوسرے معانی کی وجہ سے ہے جو مفہوم خلافت مین مان لیے گئے ہین جیسے شیعہ عصمت اور وحی باطنی امام مین ہونا شرط کرتے ہین ورنہ یہ مسلمان بھی تھے عاقل بھی تھے بالغ بھی تھے آزاد بھی تھے مرد بھی تھے اعضا

له [illegible]

بھی اِن کے دوست تھے قریش بھی تھے مجتہد بھی تھے ہور اُنھون نے کافرون سے جہاد بھی کئے بلاد روم و عجم کو انھون نے تسخیر کیا ہے اور خلافت کے لیے اِسی قدر کافی ہے اور جس قدر مخالفین نے اُن پر افترا کیا ہے اور عیب لگائے ہین اُس کا مرجع امر مختلف فیہ ہے جسے سواے اُن کے اور مسلمان صحیح نہین جانتے ہین۔

صحابہ پر طعن نکرنا چاہیے

اگرچہ بڑے بڑے صحابہ عمدًا گناہون کے صدور سے محفوظ تھے مگر یہ نہ تھا کہ تمام صحابہ مین سے کوئی بھی قابل طعن نہو اس لیے کہ بعض صحابہ سے شراب خوری ثابت ہوئی ہے اور جناب سرور کائنات نے اُنپر حد جاری کی ہے اور مِسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت سے بی بی عائشہ تہمت زنا ثابت ہو اور اُنپر حد جاری کی گئی اور ماعز اسلمی نے زنا کیا اور سنگسار کئے گئے مگر اتنا ضرور ہے کہ بوجہ صحبت خیر البشر کے اُن کی خطائین قابل گرفت نہین دیکھو اللہ پاک نے حضرت آدمؑ کے حق مین کہا ہے وَعَصٰی آدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی یعنی آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوگیا اور حضرت یونسؑ کی شان مین کہا وَھُوَ مُلِیْمٌ یعنی وہ ملامت مین پڑا ہوا تھا باوجود اِسکے حضرت آدمؑ کو گناہگار اور گمراہ کہنا کفر ہے اور حضرت یونسؑ کے حق مین لفظ مُلِیْم اِستعمال کرنا ناجائز اِس وجہ سے اُنھون کو مناسب ہے کہ صحابہ کے حق مین کلمۂ خیر کے سوا کچھ نکہین اگر کچھ برخلاف خیر و خوبی کے منقول ہے اُس سے چشم پوشی کرین کیونکہ صحابہ و محبین رسول کے بُرا کہنے مین اگر دلائل قطعی کی مخالفت ہے تو کفر ہے جیسے بی بی عائشہ پر زنا کی تہمت کرنا اس لیے کہ خداے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین اِس عیب سے اُن کی بریت بیان کردی ہے اور اگر ادلۂ قطعی کا خلاف نہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے پس کسی صحابی پر لعنت نکرنا چاہیے نہایت کار کسی صحابی کا خلیفۂ برحق سے بغاوت اور اُسپر خروج ہوگا تو اِرتکاب کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ قابل لعن نہین قرابت داران رسولؐ نے اپنے دشمنون کی تکفیر کب کی جماعدون کو کرنا چاہیے اور نفرت جو اُنکو مخالفین سے تھی یہ بوجہ نزاع اور جنگ و جدل کے پیدا ہوگئی تھی مگر ایمان و اسلام مین اُن کے کسی طرح کا کلام نہ تھا اللہ تعالیٰ نے لعنت کے فضول کام سے اپنے بندون کو معاف رکھا ہے اِسلیے کہ اگر کوئی عمر بھر ابلیس پر لعنت نکرے تو اُس سے قیامت کو سوال نہ ہوگا کہ تو نے لعنت کیون نہین کی اور لعنت کرنے کی صورت مین یہ سوال کا [illegible]

اور کسی کا قتل یا بت پرستی گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں تو بہ سے کفر بھی مغفور ہے تو گناہ کبیرہ بدرجہ اولیٰ معاف ہو سکتا ہے دیکھو وحشی نے حمزہ عم رسول علیہ السلام کو قتل کیا اور جب وہ مسلمان ہو گیا تو وہ مستحق لعنت نہ رہا گناہ معاف ہو گیا پس گناہگار مسلمان کو برا کہنے سے زبان روکنا چاہیے کیا عجب کہ اللہ نے اُسے توفیق توبہ دی اور حسن خاتمہ نصیب کیا ہو۔

تکفیر اہل قبلہ

اہلِ قبلہ کو جو مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور قرآن و حدیث کے ساتھ تمسک کرتے ہیں اور شہادتین کی تصدیق و اقرار کرتے ہیں کافر کہنا نہ چاہیے جب تک کہ کوئی قول و فعل کفر کا اُن سے صریحاً نہ پایا جائے جیسے معاد کا یا خدائے تعالیٰ کے وجود کا یا نبی کا یا اور ضروریات دین کا انکار کرنا اور کفر کا التزام کفر ہے اُسکا لزوم کفر نہیں۔ اگر مدلول نص کو مدلول نص اعتقاد کر کے بے تاویل انکار کرے اور کہے کہ ہر چند نص وارد ہے مگر میں اس بات کو قبول نہیں کرتا یہ کفر کا التزام ہے اور اگر نص کو تاویل کر کے اگرچہ وہ تاویل حقیقت میں صحیح نہ ہو مدلول ظاہر کو نہ مانے تو یہ لزوم کفر ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جب کسی حکم منصوص کا جو نص قطعی ثابت ہے تاویل باطل کے ساتھ انکار کرتے ہیں تو کفر لازم نہیں آتا سو یہی حال شیعہ کا ہے کہ وہ دین محمدی کو حق جانکر ایمان لائے ہیں اور انھوں نے اُس اجماع سے جو خلفائے ثلثہ کی خلافت پر ہوا ہے اجماع سمجھ کر انکار نہیں کیا ہے بلکہ ایک شبہ اُن کے دل میں پیدا ہو گیا ہے جس سے اجماع کے منکر ہیں اور وہ شبہ یہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے بسبب تقیہ کے خلفائے ثلثہ سے بیعت کی تھی اور حقیقت میں اُن کے خلیفہ برحق ہونے کے معتقد نہ تھے پس وہ اصل اجماع منعقد نہیں ہوا تھا اگرچہ یہ شبہ باطل ہے مگر اُن کے عندیے میں تو صحیح ہے اس لیے تکفیر سے روکنا ہے پس اِس طرح کی بنا نص و حدیث اِنکی تاویل سے صادر ہوئی ہیں اور یہاں سے عدم تکفیر خوارج کا بھی ہر ظاہر ہوتا ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا ہے یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ یعنی دین سے ایسے نکل جائینگے جیسے تیر شکار میں سے اِس سے مقصود نکل جانا امام برحق کی اطاعت سے ہے اور حقیقت میں اسلام سے نکل جانا مراد نہیں اور جمہور اصحاب اور خود ثنا

شیخین کو بُرا کہنا کفر نہیں فسق ہے اس لیے کہ مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور صحابہ اور دوسرے مسلمان اس حکم میں برابر ہیں بالفرض اگر کوئی مسلمان خلفاے راشدین میں سے کسی کو قتل کر ڈالے تو بھی وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ بُرا کہنا قتل سے کمتر ہے ہاں معاصی کا حلال جاننا کفر ہے جس طرح ترک صلوۃ کفر نہیں بلکہ ترک کو حلال جاننا کفر ہے۔ تکفیر شیعہ ہمارے ائمہ متقدمین کی راے نہیں ہوا از راہ متاخرین میں پھیل گئی ہے بامر تشنیع اور قول حق ہو مرجح ہے یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہیں وہ کافر ہیں شرکت ان کے ساتھ خلل شرکت اسلام کے جائز نہیں اور جو ایسے نہوں گو صحابہ کو بُرا کہتے ہوں وہ فاسق ہیں کافر نہیں اور یہ جو امام ابو حنیفہ و امام شافعی سے مروی ہے کہ شیعہ کے پیچھے نماز ناجائز ہے سو یہ بات انکے کفر کی وجہ سے نہیں بلکہ اہل سنت کو ان کی اقتدا سے روکا ہے کیونکہ انکی بدعت نے شدود پکڑا اور ان کے ایمان میں شبہہ پیدا ہوا پس اہل سنت کو حکم دیا کہ ان کے پیچھے نماز خراب ہوگی

کرامات اولیا

کرامات اولیاء اللہ کی حق ہے اور کرامت ایسے فعل خارق عادت کو کہتے ہیں جو نہ دعوے نبوت کے ساتھ مقرون ہو نہ کفار کے مقابلے میں واقع ہو اور جس شخص سے کرامت صادر ہو وہ اللہ تعالی کی ذات و صفات کا عارف ہو بقدر طاقت بشری اور نشانی اسکی یہ ہے کہ زہد اور تقوی اختیار کرے اور یاد حق میں ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقت و سنت نبوی کے کوئی کام نکرے اعتماد اسکا خدا پر ہو ما سوی اللہ سے بالکل قطع تعلق کیا ہو اور عشق و محبت نے اُسکے ظاہر و باطن میں سرایت کیا ہو بالجملہ ولی کے واسطے طاعت پر مواظبت شرط ہے اسی مواظبت کو عرف میں استقامت کہتے ہیں پس اگر دین پر مستقیم نہوگا اور اس سے کوئی خرق عادت صادر ہو تو وہ کرامت نہیں بلکہ استدراج اور مکر اللہ ہے اور حق تعالی جب چاہتا ہے ولی سے کوئی بات کرامت کی کروا دیتا ہے ہر وقت اُس سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی اور یہی معنے ہیں خرق عادت کے اگر ہر وقت اُس سے کرامت ہوا کرتی تو عادت ہو جاتی خرق عادت نام نرہتا اور خرق عادت کی بہت سی قسمیں ہیں جیسے کسی پوشیدہ بات کا ظاہر کرنا اور ظاہر کا پوشیدہ کر دینا اور دعا کا قبول ہو جانا اور مسافت بعیدہ کا تھوڑے سے عرصہ میں طے کر لینا اور غائب چیزوں پر مطلع ہونا اور ان کی خبر بیان کرنا

اور ایک وقت میں مختلف مقاموں میں ظاہر ہونا اور حیوانات و نباتات و جمادات کا کلام سننا اور کھانے پینے کی چیزوں کا حاجت کے وقت بلا سبب بہم پہونچا دینا اور پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا اور ایسی طاقت کا ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر ہو۔ اور کرامات اولیا انکے نبی کے واسطے معجزہ شمار کی جاتی ہیں کیونکہ پیرو لوگوں سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اس نبی کی صداقت کے لیے دلیل ہیں۔

ولی نبی کے رتبے کو نہیں پہنچتا

کوئی ولی نبی کے مرتبے کو اللہ تعالیٰ سے قرب و درا سکے نزدیک فضل و کرامت میں نہیں پہنچتا کیونکہ ولی کے لیے پیغمبر پر ایمان لانا فرض ہے اور ولی مامون العاقبۃ نہیں اور پیغمبر خوف خاتمہ سے بری ہے اور معصوم ہے اور ولی کا نفس بالذات معصوم نہیں البتہ محافظت کرنے سے بڑے کاموں سے بچتا رہتا ہے اور پیغمبر کے پاس وحی آتی ہے فرشتوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور لوگوں کے پاس پیغام پہونچانے کے لیے مامور ہے بخلاف ولی کے بلکہ اس پر تو دلیل کی بھی ضرورت نہیں اس لیے کہ اولیا کو مرتبۂ ولایت اللہ کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے اور انبیا کی اطاعت بھی عین اللہ کی اطاعت ہے چنانچہ قرآن میں خود اللہ فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

تکالیف شرعی عاقل و بالغ سے ساقط نہیں ہوتیں

کوئی آدمی اس مرتبے کو نہیں پہنچتا کہ احکام دینی اور تکالیف شرعی اس سے ساقط ہو جائیں بشرطیکہ عاقل و بالغ ہو خواہ کوئی نبی یا ولی ہو یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بے عذر شرعی احکام شرعی معاف نہیں جس طرح اور سب پر فرض و واجب ہیں اسی طرح ولی و نبی پر بھی کیونکہ جس قدر خطابات تکلیف شرعی میں وارد ہیں سب عام ہیں کسی کی اسمیں خصوصیت نہیں۔

نصوص شرعی ظاہر پر محمول ہیں

آیات قرآن و احادیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے کیونکہ سب ظاہر قرآن و حدیث کے ساتھ مکلف ہیں مگر جس کا کہ ظاہر سے پھیرنا ہتوا تر ثابت ہوا ہو اسکی تاویل چاہیے اسکے سوا جائز نہیں

شیعۂ باطنیہ کہتے ہین کہ کتاب وسنت مین وضو اور تیمم اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کی نسبت جو کچھ وارد ہوا ہے وہ ظاہر پر محمول نہین سب کے اور ہی معنے ہین اور جو معنے لغت سے مفہوم ہوتے ہین وہ شارع کی مراد نہین مثلاً حج سے مراد امام کے پاس پہنچنا ہے اور روزے سے مذہب کا مخفی رکھنا اور نماز سے مراد امام کی فرمان برداری وغیرہ وغیرہ مصلح الہدایت مین لکھا ہے کہ صوفیہ کے ساتھ جھوٹی مشابہت رکھنے والی ایک جماعت ہے جو باطنیہ اور مباحیہ کہلاتے ہین یہ کہتے ہین احکام شرعی کی پابندی عوام کے لیے ہے جو شریعت کی ظاہری باتون کے سوا کچھ نہین سمجھتے باریکیون اور حقائق ودقائق سے نابلد ہین۔ خواص اور اہل طریقت کی سمجھ عالی ہے انکے لیے رسوم ظاہری کی قید ضرور نہین اسی لیے انھون نے کہا ہے کہ قرآن وا حادیث کے معانی یہ نہین ہین جو الفاظ کی ظاہر دلالت سے سمجھے جاتے ہین بلکہ قرآن کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اولیاء اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے یہ معنی نہین کہ نماز پڑھو بلکہ نماز مناجات ہے اللہ تعالیٰ سے حضور قلبی کے ساتھ اور یہ قیام وقعود محض بیکار ہے اور روزے کی اصل یہ ہے کہ نفس کو اسکی خواہشون کے پورا کرنے سے روکے اور زکوٰۃ کی اصل یہ ہے کہ مال کی محبت یک قلم دل سے نکال ڈالے اور حج کی اصل سیر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور مناسک کی اصل سیر ہے اللہ مین اور اُس مین خیال جمانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ملحدانہ باتین اصل شرع کی ہادم ہین بلکہ ان سے در اصل نبی علیہ السلام کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور مدار شرع کا احکام ظاہری اور تکالیف خارجی پر ہے اگر باطنی طریقون اور تلقین کا اعتبار کیا جائے تو یہ سب باتین بیکار ہوئی جاتی ہین سب کا دارومدار شیون قلبی پر آکر ٹھہرتا ہے اور اس سے شریعت کا باطل کرنا ہے دوسرے جب قرآن کے معانی اللہ اور رسول اور اولیاء اللہ اور علماے فرقۂ باطنیہ کے سوا اور کوئی نہین سمجھتا تو پھر تمام خلق کے لیے قرآن کا بھیجنا لغو اور بیکار ٹھہرتا ہے حالانکہ قرآن کے نزول سے مقصود ہدایت ہے ہان جو حقائق اور دقائق قرآن محققین ارباب سلوک سمجھتے ہین حق ہین لیکن وہ ظاہری معنے کا انکار نہین کرتے بلکہ انکو مانکر پھر اور دقائق نکالتے ہین کہ ظاہری مرادات سے منطبق ہوتے ہین اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مین رکھا ہے کیونکہ قرآن کے لیے ظہر اور بطن احادیث صحاح سے ثابت ہے۔

تناسخ

مروسے کو دنیا میں قیامت سے پہلے رجوع نہیں ہے اور تناسخ ارواح کا یعنی یہ اعتقاد کہ انسان
جیسا عمل کرتا ہے اسکو جزا و سزا اسی دنیا میں اس طرح دیجاتی ہے کہ روح ایک جسم عنصری سے متعلق ہوتی ہے اور
پھر بعد انقطاع اس تعلق کے دوسرے جسم عنصری سے جو پہلے سے مغائر ہوتا ہے متعلق ہوتی ہے باطل ہے کیونکہ

[illegible]

(۱) مجرم کو سزا دیتے ہیں تو اُس کو اول جرم کی اطلاع دینا ضرور ہے کہ فلان جرم فلان وقت میں تو نے کیا تھا اُس کے عوض یہ سزا دیجاتی ہے لیکن کوئی انسان اس بات کا علم نہیں رکھتا ہے کہ مجھکو یہ تکلیف لاحق ہے فلان جرم کی وجہ سے جو اس جسم کے حاصل کرنے سے پیشتر کسی اور جسم سے تعلق رکھنے کی حالت میں سرزد ہوا تھا پھر ایسی بے خبر سزا سے کیا فائدہ ہے (۲) اگر تناسخ سے تمدیل ابدان ہو کر انسان اپنے اعمال کی سزا پاتا ہے تو بتلایئے شروع ہستی میں انسان نے کونسا عمل کیا جس کی وجہ سے جسم انسانی حاصل ہوا اور گائے گھوڑے اونٹ اور ہاتھی نے کونسا عمل کیا جس سے ابتدا میں یہ جسم ملا پس ہر ایک نوع حیوانات جدا جدا مخلوق ہے اور دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے (۳) اللہ تعالیٰ مجرمین کی زبانی کہتا ہے یَا لَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِآیَاتِ رَبِّنَا کاش ہم پھیرے جائیں اور نہ جھٹلائیں نشانیاں اپنے رب کی (ایضاً) رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اے رب ہمنے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج کہ ہم اچھے کام کریں پس اگر تناسخ ارواح واقع میں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُن کے جواب میں فرماتا کہ تم آرزو پھر جانے کی کرتے ہو تم کو تو کئی دفعہ دنیا میں لوٹا دیا ہے مگر ایسا نہیں فرمایا۔

مُردون کے لئے دعا و صدقہ

دعا دون کی دعا مُردون کے واسطے اور صدقہ دینے میں مُردون کی طرف سے مردون کو نفع ہے اور خدائے تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور حاجتون کو پورا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے سبب پیدا کیا ہے بعض اسباب ظاہر ہیں بعض چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُسکی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کردے جب چاہے کسی کی سنکے آدمی کبھی لکڑی سے مرتا ہے اور کبھی گری سے بچتا ہے اندازے کو تقدیر کہتے ہیں وہ تقدیر جن میں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اُسکو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اُسکو مبرم بولتے ہیں پس اللہ نے دعا کرنے اور صدقہ دینے کو تقدیر کے رد کرنے کا سبب بنایا ہے بلکہ یہ بھی مقدر کیا ہے کہ جب بندہ دعا کریگا اور صدقہ دیگا تو نفع پہونچے گا بلا اُسکی دفع ہوگی اور تمام اسباب عالم باوجود قضا و قدر اُسی کے ہی حکم رکھتے ہیں جیسے کہ دوا و طبیب شفا کے لیے اسی طرح مردون کے

لیے

اعمال بہشت و دوزخ میں داخل ہونے کے لیے تقدیر معلق کے تغیر سے اللہ کے علم میں تغیر نہیں ثابت ہوتا بلکہ بہ نسبت خلق کے تغیر ہوتا ہے۔

امامت

امامت ریاست عامہ ہے اہل اسلام اور ذمیوں وغیرہ کے دین و دنیا کے کاموں کی حفاظت کے لیے بطور نیابت کے رسول علیہ السلام کی طرف سے یعنی علم دین کا جاری کرنا اور ارکان اسلام کا قائم رکھنا اور نیک کاموں کے لیے حکم فرمانا اور برے کاموں سے منع کرنا اور کافروں پر جہاد کرنا اور قاضی مقرر کرنا اور شرعی سزائیں جاری رکھنا وغیرہ وغیرہ جس طرح نبی علیہ السلام کی ذات فائض البرکات سے انجام پاتے ہیں اسی طرح یہ شخص بھی جو منصب امامت کے ساتھ نامزد ہوا ہے انجام دیگا پس اگر کوئی بادشاہ نہو اور اُسکا حکم نہ مانا جائے وہ ہرگز امام نہو گا ہم کتنا ہی اُسے افضل فرض کریں اور جانیں کہ یہ فاطمی ہے اور معصوم بھی ہے اور طاعت بھی اُسکی واجب ہے اور اگر کوئی کافر بزور شمشیر ملک پر قبضہ حاصل کرے اور شرع کے احکام کو اُٹھا کے اور تمام علاقے خراج و باج لیتا رہے اور دین اسلام کے کام میں مصروف نہو وہ امام نکہلائے گا اور جو امام مصلے پر بیٹھنے والا تسبیح ہاتھ میں رکھنے والا ہمیشہ کتب علمیہ کا مطالعہ کرنے والا طلبا کو پڑھانے والا مشکل علوم میں کتابیں تصنیف کرنے والا دقائق کا حل کرنے والا اور خون ریزی اور کفار کا مال چھینے سے بچنے والا ہو اور اُسکے عہد میں بعض آدمی بعض پر ظلم کریں اور قوی ضعیف کو ستائیں اور شریفوں کو مفسدوں کے ہاتھ سے آبرو بچانی مشکل ہو تو ایسے امام کی احتیاج مسلمانوں کو نہیں کیونکہ جو کچھ امامت و سلطنت کے لئے ضروری ہے وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا اور امامت کے ثبوت کے تین طریقے ہیں نص۔ اختیار دعوت پچھلے دونوں طریقے ایسے ہیں کہ اُن کی نسبت مسلمانوں میں اختلاف ہے امامیہ ان کے ابطال پر متفق ہیں اور اہل سنت و جماعت اور معتزلہ اور خوارج اور زیدیہ کہتے ہیں کہ دعوت امامت کا طریقہ ہے[لہ]۔ جمہور کی یہ رائے ہے کہ امامت کا مسئلہ بحث حقیقتہً مسائل فقہیہ میں سے ہے اس لیے کہ امام کا مقرر کرنا دلیل سمعی سے واجب ہے پس یہ حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہے مگر گروہ ناجی اور فرقہائے اُنکا اختلاف اُنکو رد کرنے کی غرض سے علم کلام میں لے آتے ہیں لیکن اس باب میں حق وہ ہے

لہ [illegible] ۱۲

جو صاحب مسایرہ و شرح مسایرہ ابن ہمام نے اختیار کیا ہے کہ امامت کے سارے مباحث ایسے
نہیں ہین جو صرف فعل مکلف سے متعلق ہون اس واسطے کہ ان مین سے بعض اعتقادی
بھی ہین مثلاً اس بات کا اعتقاد کرنا کہ امام اول حضرت ابوبکرؓ ہین پھر حضرت عمرؓ و علیٰ ہذا کی
تفضیل علی الترتیب بھی اسی قبیل سے ہے پس اس مسئلے کے عقائد سے ہونے مین کوئی کلام
نہین مگر باوجود اسکے جمہور اسکو ظنی جانتے ہین قطعیت پر کوئی دلیل کافی قائم نہین القصہ بلحاظ
دلائل نقلی اہل سنت کا قول ہے کہ مسلمانون پر قیامت تک واجب بالکفایہ ہے امام یعنی
سلطان کا مقرر کرنا اسلیے کہ مکلفین کے کام جیسے حدود قائم کرنا اور جہاد کرنا اور احکام شرع کے
موافق فتوے دینا اور علوم دین کو پھیلانا اور ارکان اسلام کا قائم رکھنا اور کفار کو علداری
اسلام سے بھگانا اور امر معروف اور نہی منکر کرنا اور دشمنون پر چڑھائی کے لیے لشکر درست
کرنا مال غنیمت اور خمس تقسیم کرنا اور جن بچون کا ولی کوئی نہین ہے اُن کی ولایت کرنا وغیرہ
باتین سلطان سے وابستہ ہوتی ہین پس اُسکا مقرر کرنا بھی مکلفین کی راے پر واجب ہے اسلیے
کہ مقدمہ واجب اُسی پر واجب ہوتا ہے جسکے ذمے واجب ہے نہ دوسرے پر پس وجود امام
جانب خدا سے بحکم خدا واجب نہین بلکہ جانب خدا سے اُسکا تقرر بہت سے مفاسد کا موجب ہے
اسلیے کہ مخلوق کی رائین اور خواہشات نفسانی مختلف ہوتی ہین پس ایک شخص کو یا کئی
اشخاص کو تمام عالم کے انتظام کے لیے تمام زمانون مین مقرر کرنا بڑی بڑی خرابیان پیدا
کریگا طرح طرح کے جھگڑے اور فساد کھڑے ہونگے امامت کمزور ہو جائیگی دشمن غلبہ کرینگے اور
امام کو اپنی جان کے خوف سے تقیہ کرنا اور مخفی ہونا پڑیگا بلکہ جان و مال معرض ہلاکت مین
آجائینگے اور اسی وجہ سے مخلوق کے سامنے کبھی اپنی جان کو ظاہر نکریگا ان قبایح پر خیال کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا تقرر خدا کے ذمے جاننا اور اُسے الطاف الٰہی سے شمار کرنا باطل ہے
اگر امام کا مقرر کرنا لطف الٰہی ہوتا جیسے کہ نبی کا ہونا لطف ہے تو اس شرط سے ہوتا کہ امام کو تائید
غیبی ہوتی اور مخالفین پر غلبہ حاصل ہوتا اور اظہار حق کے لیے کوئی برہان اُسکے ساتھ ہوتی
اور جبکہ کوئی ایسی بات امام کے ساتھ نہین ہے تو پھر لطف الٰہی کیا ہوا اِس سے یہ ثابت ہوا
کہ امام کا مقرر کرنا مکلفین پر واجب ہے تاکہ حاجت کے وقت اپنی مصلحت کے موافق کسی کو اپنا بنائے

رئیس بنائین اور امام کے لیئے نو شرطین ہین (۱) مسلمان ہو (۲) مرد ہو کیونکہ اکثر مہمات امارت بدون عقل کامل اور شجاعت وافر کے دشوار ہین اور یہ عورات مین معدوم ہے (۳) غلام نہو (۴) عاقل ہو (۵) بالغ ہو کیونکہ غیر ایکا اپنے نفس پر بھی ولایت نہین ہو سکتی پھر ولایت عامہ کیونکر ہو سکتی ہے (۶) عادل ہو کیونکہ فاسق گواہی کے قابل نہین اور امارت عامہ کی اہلیت شہادت کی اہلیت سے بالاتر ہے اور عدالت صفت قلبی اور ملکہ نفسانی ایسا ہے جسکی وجہ سے آدمی متقی پرہیزگار بامروت ہو جاتا ہے اور اُس سے التزام کے ساتھ تقوی اور مروت کے کام صادر ہوتے ہین اور گناہ کبیرہ کرنے سے فوراً عدالت جاتی رہتی ہے گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی قادح عدالت ہے اور مروت سے یہ مراد ہے کہ اخلاق اور عادات اپنے زمانے کے امثال اور اقران کے یا اُن سے اچھے اختیار کرے یا اُس شہر کے آدمیون کے سے اختیار کرے جہان رہتا ہے پس جو کام اُسکے امثال و اقران پر باعث مضحکہ ہون سب خلاف مروت اور قادح عدالت ہین۔ (۷) قوم کا قریش ہو (۸) ناقص الاعضا یعنی گونگا بہرا اور اندھا نہو اس لیے کہ امام پر واجب ہے حکم دینا اس طرح کہ اُسکے مطالب مین شبہہ نہ پڑے اور مدعی اور مدعا علیہ اور مقر اور مقر لہ اور شاہد و مشہود کی شناخت اور اُنکا کلام سُننا اُسکے واسطے ضروری ہے اور واجب ہے اُسپر مقرر کرنا اپنی طرف سے نائبون اور قاضیون کا شہرون مین اور لشکرون کو جہاد مین حکم دینا اور یہ سب باتین سلامتی اعضا کے بدون ممکن نہین (۹) مجتہد ہو اور مجتہد ہونے سے صرف اس قدر مراد ہے کہ جن چیزون کی احتیاج ہے اُنکا عالم ہو

کیونکہ ضروری چیزون کا جاننا امام کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ تمام کاروبار اور احکام کے اجرا کا مدار سلطان پر ہے اور جبکہ اُسکو اتنا علم نہوگا جس بعلہ سے حق و باطل مین تمیز کر سکے تو لا محالہ تمام معاملات کو خبط کر دیگا خاصکر جبکہ خود احکام شرعی کو جاری کریگا اور بنفس خود اُن کامون کو انجام دیتا ہو تب بھی اِس قدر واقفیت ضروری ہے کہ علما مین سے کوئی عالم متقی پرہیزگار صاحب عدالت احکام شرعی کے جاری کرنے کے لیئے مقرر کرے اگر خود اتنا تمیز نرکھتا ہو تو کسی اچھے عالم سے اپنے عالم کے حال کو دریافت کرلے۔ فتاوی ابراہیم شاہی مین مذکور ہے کہ بعض کے نزدیک امام کا مطاع ہونا شرط ہے اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ شرط نہین اسلیئے کہ امام کی اطاعت سب پر فرض ہے جو کوئی اُسکی اطاعت نکریگا وہ گنہگار ہے رعایا کی نافرمانی امامت کو نقصان نہین پہونچا سکتی ہے پھر اگر غلبہ حاصل نہو تو یہ نافرمانی رعایا کے تمرد مین شمار ہوگی لیکن یہ عدالت اور قرشیت مشروط ہین حالت اختیاری مین پس دیدہ و دانستہ فاسق کو یا غیر قرشی کو اگر امام کرین تو البتہ گنہگار ہون امامت اُسکی منعقد ہو جائیگی اور پھر اُسپر خروج جائز نہوگا اگر تسلط کرکے فاسق یا غیر قرشی بادشاہ بن جائیگا تو وہ خود گنہگار ہوگا لوگون پر اطاعت اُسکی فرض ہوگی اور خروج اُسپر حرام ہوگا اور شرط ہونا اسلام کا ساقط نہین ہوتا ہے اسلیئے کہ لفظ اولوالامر منکم غیر مسلم کو شامل نہین اور شرط ہونا ذکورت اور حریت اور سلامتی اعضا اور اجتہاد کا بغرض عدالت کے ہے پس اگر عورت یا غلام یا ناقص الاعضا یا غیر مجتہد مسلط ہو جاوے تو اطاعت اُسکی واجب ہوگی پس ظاہر ہوا کہ اسلام کے سوا امامت مین کوئی اور بات جیسا کہ ہاشمی یا اولاد علی ہونا یا افضل زمانہ ہونا یا معصوم ہونا شرط نہین جو قیدین شیعہ نے لگائی ہین اور امام فسق و ظلم سے معزول نہین ہوتا بلکہ مستحق عزل ہو جاتا ہے پس اس سبب سے مسلمانون کو چاہیے کہ اُس امام کو برطرف کرین ہان اُسکو حتی المقدور اُس گناہ سے باز رکھین اور اُسکے نیک بخت ہونے کی دعا کرین کیونکہ برطرف کرنے مین فتنہ عظیم کا ڈر ہے۔

متفرقات

آنحضرتؐ کی امت سب امتون سے بہتر ہے اور اُن کی شریعت سب شریعتون کی جامع ہے اور اُنکا دین سب دینون کا ناسخ ہے اور نسخ احکام آنحضرتؐ کے بعد شرعًا جائز نہین۔ اور نیک کام کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے اور شرط اسکی یہ ہے کہ فساد پیدا ہونے کا خوف نہو اور قبول کرلینکی

توقع ہو۔ اور انبیا افضل ہین تمام ملائکہ سے اور اولیا و زہاد کو فضیلت ہے عوام ملائکہ پر سوا سے
اُن ملائکہ کے جو رسول ہین اسلیے کہ حق تعالی نے جنت انسان کے لیے پیدا کی ہے اور
پیدا کرنا حق تعالی کا فرمانا حضرت آدم کو بہشت آدم علیہ السّلام سے اور توحید پر اُن سے میثاق لینا
حق ہے اور میثاق لینا پیغمبرون سے واسطے تبلیغ کے اور نیز واسطے تصدیق بعض کے بعض سے
حق ہے اور لوح و قلم اور جو کچھ اُس مین مسطور ہے حق ہے اور مجتہد کبھی خطا بھی کرتا ہے اور اُس
خطا مین معذور ہے اور حق و صواب پر بھی ہوتا ہو اور اعتقاد کرنا چاہیے مسح موزہ کا حضر و سفر مین
مسافر کو تین شبانہ روز حلال جاننا گناہ کا صغیرہ ہو یا کبیرہ اور اُسکا سبک جاننا کفر ہے اور شریعت
کے ساتھ تمسخر کرنا اور اسکی اہانت کرنا کفر ہے اور کفر کے کلمے سے ہزل کرنا کفر ہے اگرچہ اُسپر اعتقاد نہو
کیونکہ ہزل موجب سبک جاننے کا ہے اور جب گناہ کا سبک جاننا کفر ٹھیرا تو سبک جاننا کفر کا بطریق
اولی کفر ہے اور خدا کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے اور خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا کفر ہے
اور نبیذ جسے ہندی مین بوزہ کہتے ہین بشرطیکہ لہو لعب کے لیے نہ استعمال کی جائے حرام نہین ہے۔
اور نبیذ یہ ہے کہ خرمے یا کھجور کو تنہا یا مویز کے ساتھ یا جو۔ شہد۔ گیہون۔ جوار۔ باجرہ وغیرہ غلے کو
پانی مین تر کرکے رکھدیتے ہین یہانتک کہ اُس مین تھوڑی سی تیزی آجائے اور اگر اتنا
رہنے دین کہ جوش کھا کر مسکر و بکیف ہوجائے تو حرام ہے یعنی بدلیل قطعی و یقینی اُسکا ترک فرض ہے

مذاہب ثلثہ کے بعض اختلافی عقائد میں تطبیق

اب خیال کرو کہ اعتقاد میں خلاف پیدا ہو جانے کی وجہ سے ابتدا میں اشعریہ و ماتریدیہ و حنبلیہ میں باہم کسی قدر تباین و تنافر تھا ہر ایک دوسرے کے عقیدے میں قدح کرتا تھا لیکن انجام کو وہ اختلاف راجع طرف توفیق و تطبیق کے ہو گیا فتاوی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے علماے اہل سنت وجماعت کو دو چیزیں عطا کی ہیں ایک ذہن رسا کہ بسبب اسکے بات کی کنہ کو پہونچ جاتے ہیں اور الفاظ پر نہیں اٹکتے دوسرے انصاف اور قلت حسد کہ اسکی وجہ سے ہر ایک کے کلام کو بھلائی پر حمل کرتے ہیں اور حتی المقدور تضلیل و تکفیر کسی کی نہیں کرتے مثلا (۱) ماتریدیہ صفت تکوین کے قائل ہیں اور اسے صفت حقیقی قدیم جانتے ہیں اور اشعریہ صفت تکوین کو اعتباری کہتے ہیں صفت حقیقی نہیں مانتے اور خیال کرتے ہیں کہ تعلقات قدرت و ارادہ سے یہ صفت حادث ہوتی ہے جس طرح تمام صفات کے تعلقات حادث ہیں اسی طرح یہ بھی حادث ہے پس علماے اشعریہ علماے ماتریدیہ کے کلام کو جو صفت تکوین کے قدم کے قائل ہیں اس صفت کے مبدا پر حمل کرتے ہیں یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ جن صفات سے تکوین حادث ہوتی ہے اور وہ قدرت و ارادہ ہے وہ قدیم ہیں اور اس وجہ سے تکفیر و تضلیل نہیں کرتے (۲) اسی طرح اشاعرہ اور ماتریدیہ کہتے ہیں کہ کلام الہی غیر مخلوق ہے اور مراد اس سے کلام نفسی ہے نہ الفاظ اسلیے کہ الفاظ جو کہ بناء اصوات غیر قارہ ہیں انکا حدوث بدیہی ہے اور بدیہی بات کا انکار مناسب نہیں اور حنابلہ کہتے ہیں کہ الفاظ اگرچہ بناء اصوات غیر قارہ ہیں لیکن قدیم القرار ہونا وجود تعقلی میں ہے اور یہاں بھی الفاظ کا وجود دوسرا ہے کہ وہ سامعین کی قوت متخیلہ میں ہے اور یہ وجود بطریق تجدد امثال کے لیے استمرار رکھتا ہے مثلا شیخ سعدی کی گلستان کو باعتبار اسی وجود کے کہہ سکتے ہیں کہ مدت ۶۰۰ برس سے موجود ہے یعنی انھیں الفاظ کے ساتھ کہ منت مر خداے را عز و جل الخ ہیں پہلے سعدی کے متخیلہ میں وجود حاصل کیا پھر دوسرے

[illegible]

[illegible]

سامعین کے متعلق میں موجود یا اسی طرح ہمارے وقت تک انکو وجود حاصل ہوتا رہا پس کلام لفظی الٰہی کا علم الٰہی میں کلام نفسی قدیم نام ہے پھر حنابلہ کہتے ہیں کہ کسی طرح بدیہی کا انکار لازم نہیں آتا بلکہ اس عموم نص کو کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے ظاہر سے پھیرنا اور کلام نفسی پہ محمول کرنا فہم و فراست سے بعید ہے مگر اشعریہ اور ماتریدیہ نے جان لیا کہ حنابلہ کا کلام سرسری طور پر ہے اسلیے انکی تکفیر و تضلیل نکی (۳) اشعریہ کہتے ہیں کہ افعال میں حسن و قبح باعتبار اس معنے کے نہیں ہے کہ افعال کی ذات کو حسن و قبح واجب ہے ورنہ شرع میں نسخ جائز نہوتا اس لیئے کہ جو چیز بالذات یا ذاتی ہوتی ہے اُس میں اختلاف اور تخلف نہیں پیدا ہوتا اور ماتریدیہ کہتے ہیں کہ افعال کے لیے ورود شرع سے پیشتر کوئی حکم وجوب یا حرمت کا نہیں بلکہ شرع نے وجوب و حرمت کو افعال میں بیان کیا ہے مگر نفس فعل میں ایک چیز ہوتی ہے کہ وہ وجوب کو چاہتی ہے جیسے نماز کہ اس میں معبود کی مناجات ہے اور فعل ہی میں ایک ایسی چیز ہوتی ہے جو اُس فعل کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے جیسے زنا کہ اسکی وجہ سے انساب میں خلط واقع ہوتا ہے اور یہ بات زنا کی حرمت کو چاہتی ہے اور شارع حکیم ہے اُسکا کوئی حکم مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں کوئی حکم اُسکا فضول اور عبث نہیں جس چیز میں اُسنے جو بات دیکھی اسی کے مطابق اُسنے حکم دیا جو چیز حرمت کو چاہتی تھی اُس فعل کو اُسنے حرام کیا اور جو قابل وجوب تھی اُسے واجب کیا ہاں بعض افعال کا حسن و قبح ہماری فکر ناقص میں نہیں آسکتا اور ہماری ناقص قوتوں سے مدرک نہیں ہوسکتا اسلیے اشاعرہ نے حسن و قبح ذاتی کا انکار کیا تاکہ عوام ناقص قوتوں پر بھروسا کرکے جادۂ ایمان سے بھٹک نجائیں پس اشعریہ تکفیر و تضلیل نہیں کرتے (۴) اسی طرح اشاعرہ صفات حق تعالیٰ کو ذات حق تعالیٰ پر زائد مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قدماے مستقلہ یعنی ذوات متعددہ کا ثابت کرنا کفر ہے اور ایک ذات کی قدامت ثابت کرکے اُس ذات قدیمہ کی صفات کو بالتبع قدیم ماننا کفر نہیں پس وہ ذات تو بالاستقلال قدیم ہوئی اور اُسکی صفات بالتبع قدیم ٹھہریں اور علماے ماتریدیہ نے قدماے متعددہ اور توصیفات متعددہ سے احتراز کرکے کہا کہ صفات الٰہی ذات الٰہی کی نہ عین ہیں نہ غیر اسلیے کہ اگر عین کہتے ہیں تو صفات کی نفی لازم آتی ہے جو مذہب فلاسفہ اور امامیہ اور معتزلہ کا ہے اور اگر زائد مانتے ہیں تو مخالفین کی طرف سے

طعن وتشنیع کی بوچھار متعدد قدما کے ثابت کرنے پر ہوتی اس لیے عینیت اور غیریت دونوں کی نفی کی اور اشاعرہ نے سمجھا کہ غیریت مستقلہ کی نفی مراد ہے جیسا کہ مسلک ہمارا ہے اور ان صفات کا انکار مد نظر نہیں اور اسی وجہ سے عینیت کی نفی کی ہے حالانکہ عینیت کی نفی ذہنی حقیقت کی نفی ہے اور کسی چیز سے اسکی حقیقت کو نفی کرنا سراسر سفسطہ ہے (۵) اسی طرح علمائے ماتریدیہ کہتے ہیں کہ نیک کبھی بد ہو جاتا ہے اور بد کبھی نیک بن جاتا ہے اور علمائے اشعریہ کی رائے یہ ہے کہ نیک وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں نیک ہو گیا اور بد وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بد ہو گیا یعنی نیکی اور بدی یہ دونوں انسان کے نصیب میں پیدائش سے پہلے ہی مقرر ہو جاتی ہیں دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے اعتراض پر غور کر کے تکفیر و تضلیل سے زبان کو روکا اسلیے کہ ایک فریق نے انجام پر نظر کی اور دوسرے نے وسط کا بھی لحاظ کیا اور تبدیل سعادت و شقاوت کے قائل ہوئے غرضکہ ماتریدیہ اور اشاعرہ میں خلاف لفظی ہے نہ معنوی ہر ایک کی منشا جدا ہے (۶) یہی حال ہے انکے اختلاف کا ایمان میں کہ جمہور محدثین شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل تینوں کو قرار دیتے ہیں اور عمل کو ایمان کا کامل کرنے والا سمجھتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک ایمان فقط تصدیق کا نام ہے اور اقرار تصدیق کا ظاہر کرنے والا ہے اسی وجہ سے وہ فریق اپنے ایمان پر بھروسا نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں انا مومن ان شاء اللہ اور حنفیہ کو اپنے ایمان پر جزم ہے اسی لئے کہتے ہیں انا مومن حقا اسلیے کہ کمال ایمان میں کہ وہ عمل سے ہے شبہہ ہے کہ ہے یا نہیں اور نفس ایمان میں کہ صرف تصدیق ہے کسی طرح کا شبہہ نہیں (۷) اسی طرح امام احمد حنبل اور ان کے ساتھ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ایمان مخلوق نہیں بلکہ علمائے بخارا نے تو کہا ہے کہ جو مخلوق کہے وہ کافر ہے اسلیے کہ اس سے کلام الٰہی کا مخلوق ہونا لازم آتا ہے اور محاسبی اور ابن کلاب اور عبد العزیز اور امام ابو حنیفہ اور علمائے سمرقند یعنی ماتریدیہ کہتے ہیں کہ وہ مخلوق ہے کیونکہ ایمان دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار ہے اور یہ بندوں کے فعل ہیں اور بندے کے سارے افعال مخلوق ہیں تو ایمان بھی مخلوق ہوا اشعری نے حنابلہ کے قول کی یوں توجیہ کی ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان غیر مخلوق ہے تو مراد ان کی وہ ایمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے کیونکہ مومن اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے اور اللہ کا ایمان یہ ہے جو اسکی

اپنے کلام قدیم کے ساتھ ازل میں اپنی وحدانیت کی تصدیق کی تھی اور اسکی خبر دی تھی
چنانچہ اللہ کا یہ قول اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا میں ہی ہوں
اللہ کوئی معبود نہیں سوا میرے اور یہاں یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کی تصدیق حادث ہے
اسلیے کہ اللہ مخلوق نہیں جسکے ساتھ حادث قائم ہو سکے اور جو کہتے ہیں کہ ایمان مخلوق ہے
اُن کی مراد بندوں کا ایمان ہے ابن ابی الشریف کہتے ہیں کہ اس میں خلاف کرنا فضول ہے
اسلیے کہ جس ایمان کے ساتھ تکلیف دی گئی وہ بندوں کا فعل ہے اور اُسکے مخلوق ہونے میں
کلام نہیں اور جس ایمان پر اسم الٰہی دلالت کرتا ہے اُسکے قدیم ہونے میں اہل سُنّت کو
شبہہ نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے جو قدیم ہیں[۱]۔
ایک عالم نے ماتریدیہ واشاعرہ کے خلافیات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں چالیس فرق دونوں
کے اور چالیس ایسے مسئلے ذکر کیے ہیں جن میں اِن دونوں مذہب کے علما میں خلاف ہے
چونکہ اِس محل کے مناسب ہے اِس لیے میں بھی بطور انتخاب کے اُن مسائل کو دکھاتا ہوں

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی رائے	علماے اشعریہ کی رائے
۱ وجود اور ذات باری کا عین حیثیت ہے یا غیریت ہے۔	ذات باری اپنے وجود کی عین ہے اور عینیت سے مراد یہ ہے کہ وجود قائم بذاتہ ہے یعنی کسی غیر سے منتزع نہیں ہے۔	وجود مقتضاے ذات ہے یعنی ذات باری تعالیٰ وجود کی مقتضی ہے اس صورت میں غیریت ہوگی۔
۲ وجوب عدمی ہے یا نہیں۔	وجوب ذات الٰہی پر زائد نہیں ہے اور نہ عدمی ہے اور نہ اعتباری۔	اعتباری ہے تو عدمی ہوا۔
۳ وجود زائد ہے ذات سے یا نہیں۔	وجود واجب الوجود کی ذات پر زائد نہیں۔	زائد ہے۔
۴ کیا بقا وجود مستمر ہے یا زائد ہے۔	وجود مستمر ہے صفات پر زائد نہیں۔	صفت وجودی ہے ذات پر زائد ہے تو مستمرہ ٹھہرا۔

[۱] مجموعہ رسائل ابن کمال ۱۲

علماے اشعریہ کی راے	علماے ماتریدیہ کی راے	مسئلہ خلافی
ایک صفت مؤثرہ ہے جب حادثات سے متعلق ہوتی ہے تو انھیں اثر کرتی ہے۔	قدرت اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے جو اسکے ارادے کے موافق متعلق ہوتی ہے یعنی جس سے آثار و تکوین کا صدور ہوتا ہے۔	صفت قدرت کی تفسیر
محبت ارادے کے معنے میں ہے اور اسی طرح رضا یعنی تینوں ایک چیز ہیں۔	صفت ارادہ میں محبت نہیں ہے اور ارادہ مستلزم رضا کو نہیں۔	کیا صفت ارادہ اور محبت و رضا ایک ہیں یا نہیں
ہر موجود سے یہ دونوں صفتیں متعلق ہوتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ازل میں اپنی ذات اور تمام صفات وجودیہ کو سنتا اور دیکھتا تھا اسی طرح ہمیشہ اپنی ساری صفات وجودیہ کو اور تمام کائنات کو دیکھتا اور سنتا رہیگا خواہ وہ اصوات کے قبیل سے ہوں یا غیر اصوات کے۔	صفت سمع اس چیز سے متعلق ہوتی ہے جو مسموع ہو سکے اور بصر بھی اسی سے متعلق ہوتی ہے جسکا دیکھنا صحیح ہوا اور ان دونوں کا تعلق موجودات سے ہوتا ہے۔	صفت سمع و بصر
اللہ کا کلام امر واحد ہے اور کیفیت وحدت میں اختلاف کیا ہے کچھ اشاعرہ یہ کہتے ہیں کہ یہ وحدت شخصی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وحدت نوعی ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ نوع واحد میں متحقق ہوتا ہے اور وہ خبر ہے۔	قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ سے شروع ہوا ہے بغیر کیفیت کے یعنی نہ آواز ہے نہ حروف۔	صفت کلام
مسموع ہونا جائز ہے موسیٰ علیہ السلام نے کلام نفسی ہی سنا تھا۔	نہیں سنا جا سکتا۔	کلام نفسی سننے کے قابل ہے یا نہیں

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
صفت تکوین صفت حقیقی ہے یا اعتباری	تکوین صفت حقیقی ہے۔	تکوین اللہ کی صفت حقیقی نہین اعتباری چیز ہے۔
اشیا کی پیدایش کیا اللہ کے قول کُن سے متعلق ہوتی ہے یا نہین۔	وجود اشیا کا کُن سے متعلق نہین بلکہ وجود ان کا فقط تکوین سے متعلق ہوتا ہے اور لفظ کُن سے بھانا سرعت ایجاد مقصود ہے۔	وجود اشیا کا اللہ کے کلام ازلی سے متعلق ہے اور کلمۂ کُن اُسپر دلالت کرتا ہے۔
اسم عین مسمی ہے یا نہین	اسم عین مسمی ہے خارج مین نہ مفہوم مین پس اسماے الٰہی قدیم ہین۔	کبھی اسم عین مسمی ہوتا ہے جیسے اللہ اس لیے کہ وہ علم ہے ذات الٰہی کا بغیر اسکے کہ اُس مین کسی معنے کا اعتبار کیا جاے اور کبھی اس مسمے کا غیر ہوتا ہے جیسے خالق اور رازق کہ یہ ایسے اسما ہین کہ دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ اسکو غیر کی طرف نسبت ہے اور ظاہر ہے کہ

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
		یہ نسبت ذات سے غیر ہے اور کبھی اسم ایسا ہوتا ہے کہ نہ وہ مسمی کا عین ہوتا ہے نہ غیر ہوتا ہے جیسے قدیر و علیم کہ ایسی صفات پر دلالت کرتے ہیں جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں اور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ صفات حقیقیہ جو ذات الٰہی کے ساتھ قائم ہیں نہ ذات کی عین ہیں نہ غیر پس یہی حال ہوگا اُس ذات کا جس کے ساتھ ان صفات کا بھی لحاظ کیا جائے غرضکہ ثابت ہوا کہ اسم خارج میں مسمی کا غیر ہے نہ مفہوم میں
بیان قضا و قدر	قضا عبارت ہے اس فعل سے جس میں مضبوطی زیادہ ہو پس قضا صفات فعلیہ میں سے ہوگی اور تقدیر کہتے ہیں مخلوق کا اندازہ کرنے کو اس طور سے کہ مرتب ہو اس اندازے پر حسن و قبح اور نفع و ضرر و ثواب و عذاب و زمانی و مکانی ہونا اُس مخلوق کا اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے کہ قضا سے مراد اللہ کا حکم اجمالی ہے اور قدر سے مراد حکم تفصیلی اور بظاہر ایسا	قضا عبارت ہے اللہ تعالیٰ کے ارادہ ازلی سے جو اشیا سے متعلق ہوتا ہے جس طور پر کہ وہ ہیں اور وہ ارادہ مقتضی ہے نظام موجودات کا ترتیب خاص پر اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صفات ذات میں سے ہے اور قدر تعلق ہے اس ارادے کا یعنی اشیا کے ساتھ ان کا خاص اوقات میں اور مراد اس سے یہ ہے کہ قدرت اشیا کے ایجاد کرنے کو کہتے ہیں اُنکی ذات و احوال کا ایک اندازہ معین کرکے۔

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
	معلوم ہوتا ہے کہ قضا سے مراد قول کن ہے اور قدر سے مراد معین کرنا شے کا اُس علم کے مطابق جو اللہ کو اسکی پیدائش کے بارے میں حاصل ہے۔	
متشابہات	پاؤں ہاتھ منہ وغیرہ جو ایسی صفات اللہ کی نسبت ثابت ہیں حق ہیں لیکن اصل اُن کی معلوم ہے اور وصف مجہول ہے اور وصف پر مطلع نہ ہو سکنے کی وجہ سے اصل کا باطل کرنا جائز نہیں۔	یہ الفاظ مجازات ہیں معانی ظاہری سے
بیان توفیق۔	توفیق آسان کرنا اور مدد دینا ہے۔	طاعت پر قدرت کا پیدا کرنا ہے۔
تکلیف مالا یطاق	جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو عقل یہ جائز نہیں رکھتی کہ انسان اُسکے ساتھ مکلف ہو سکتا ہے۔	اشاعرہ جواز عقلی کے قائل ہیں بعض کہتے ہیں کہ اشعری نے تکلیف مالا یطاق کے جائز ہونے کی تصریح نہیں کی ہے کیونکہ یہ ظاہر البطلان ہے بلکہ اُنکے دو قول سے تکلیف مالا یطاق کا جائز ہونا لازم آگیا ہے۔[۱]
افعال باری میں حکمت کا لزوم	اللہ تعالیٰ کے افعال پر حکمت کا مترتب ہونا لازم ہے اور لزوم سے یہ مراد ہے کہ حکمت کا انفکاک افعال سے جائز نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اسکے کام حکمت سے خالی نہیں اُسکے کاموں میں حکمت کا ہونا کچھ اُسپر واجب نہیں۔	اللہ تعالیٰ کے افعال میں حکمت بطور جواز کے ہے لزوم کے طور پر نہیں یعنی حکمت کا اُن میں موجود ہونا ضروری اور لازمی بات نہیں جائز ہے کہ اُنمیں حکمت نہ ہو اور کچھ ہو۔

۱۔ [illegible]

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
حکمت صفت ازلی اللہ تعالیٰ کی ہے یا نہیں۔	حکمت کے معنے علم اور احکام عمل کا مضبوط کرنا ہے اور حکمت اس معنے میں اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے۔	حکمت بمعنی مذکور اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی نہیں۔
تخلف وعید کا صفت الٰہی میں جائز ہے یا نہیں	تخلف وعید کا ممنوع ہے۔	عذاب عدل ہے اللہ کو اختیار ہے کہ وہ عاصی کو عذاب دے اور وہ مجاز ہے اسکا کہ معاف کر دے اسلیے کہ وعید میں تخلف ہونا نقصان میں شمار ہوتا
اللہ تعالیٰ قبیح کام نہیں کرتا اور اگر کرے تو کیا قبح کے ساتھ اسکا کام موصوف ہو سکتا ہے	اللہ قبیح کام نہیں کرتا اگر ایسا کرے گا تو قبیح ہوگا عقل اس بات کو جائز نہیں رکھتی کہ اللہ مؤمن کو ہمیشہ دوزخ میں ڈالے رکھے اور کافر کو جنت میں بھیجدے۔	اللہ تعالیٰ کے افعال قبح کے ساتھ موصوف نہیں ہو سکتے اگرچہ وہ قبیح کام کرے مگر اسکا کام قبیح نہیں کہلائے گا یہانتک کہ اگر وہ انبیا کو دوزخ میں ڈالدے اور کفار کو جنت میں بھیجدے تو یہ فعل بھی اسکا قبیح نہوگا۔
کفار کی بخشش عقلاً جائز ہے یا نہیں	کفار کو بخشنا عقلاً ناجائز ہے۔	عند العقل جائز ہے۔
حسن و قبح عقلی ہے یا شرعی۔	اشیا میں حسن و قبح شرع سے نہیں ہوتا بلکہ یہ باتیں اُن میں فی نفسہ موجود ہوتی ہیں نہ عقل اُن کو ادراک کر لیتی ہے ہاں شرع ان کو ظاہر کر دیتی ہے۔	عقل اشیا کے حسن و قبح کو نہیں ادراک کر سکتی قبیح اس فعل کو کہتے ہیں جس کو شرع نے ممنوع کر دیا ہو اور حسن وہ ہے جس کی نسبت شرع میں اجازت وارد ہو پس اشیا کے حسن و قبح کا مدار شرع پر ہے فلاصہ کیا اشیا میں نہ

بیچھے

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
		فی نفسہ برائی ہے نہ بھلائی جو شرع نے اُن کو بُرا بھلا کر دیا ہے۔ قبل ورود شرع کے کوئی چیز نہ بُری ہوتی ہے نہ بھلی اگر شرع ایسا کرتی کہ جن چیزوں کو اب اُس نے ہمارے واسطے اچھا ثابت کیا ہے انھین بُرا قرار دیتی تو قضیہ بالعکس ہو جاتا کہ بُری چیزیں اچھی اور اچھی بُری ہو جاتیں۔
اللہ پر ایمان لانا واجب بالعقل ہے یا نہیں۔	اگر اللہ انبیا کو نہ مبعوث کرتا تب بھی عقلون کے ذریعے سے اللہ کے وجود اور وجوب اور حیات و قدرت وغیرہ کی معرفت واجب ہوتی اور اِس بات کی کہ وہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔	انبیا کی بعثت سے قبل نہ ایمان واجب ہے نہ کفر حرام ہے پس اشاعرہ کے نزدیک ایمان عقل سے واجب نہین ہوتا اور نہ کفر کی حرمت عقل سے ثابت ہوتی ہے سارے احکام جو ایمان سے متعلق ہین وہ سمع سے حاصل ہوتے ہین
حقیقت ایمان	ایمان اقرار اور تصدیق ہے یعنی اقرار اجراے احکام اسلام کے لیے تصدیق کے ساتھ شرط ہے اور بقول اُسکا رکن ہے اور حقیقت ایمان مین داخل ہے لیکن ایسا جز ہے کہ عرضیت و تبعیت بھی کسی قدر رکھتا ہے پس حالت اختیاری اُن جزئیت کا پہلو معتبر ہوتا ہے اسی لیے اگر اقرار کی	جو گویائی پر قادر ہو اُسی کے ایمان کے لیے اقرار شرط ہے ماہیت ایمان سے اقرار خارج ہے۔ ماہیت اُسکی صرف تصدیق ہے۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
	قدرت ہو تو تارک اقرار اللہ کے نزدیک مومن ہوگا اور حالت اضطراری میں ہر حیثیت و تبعیت کے پہلو پر لحاظ کیا جاتا ہے چنانچہ اگر موحد زبانی اقرار پر قادر نہو تو وہ مومن ہے۔	
ایمان کم و بیش ہوتا ہے یا نہیں۔	کم و بیش نہیں ہو سکتا۔	کم و بیش ہوتا ہے۔
ایمان مقلد جائز ہے یا نہیں۔	جس نے ارکان دین مثلاً توحید اور نبوت اور صلوٰۃ وغیرہ کا بطور تقلید کے اعتقاد کیا تو اُسکا ایمان صحیح ہے۔	عقائد دین میں تقلید کافی نہیں صحت ایمان کے لیے یہ شرط ہے کہ ہر مسئلے کو دلیل عقلی سے جانتا ہو مگر زبان سے بیان کرتا اور دشمن سے مجادلہ کر سکنا فرض نہیں۔ شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ ایمان مقلد معتبر نہیں اور اُسپر احکام دنیا و آخرت میں مترتب نہیں ہو سکتے۔
دلائل نقلیہ سے یقین حاصل ہوتا ہے یا نہیں	بعض دلائل نقلیہ سے جزم و یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔	دلائل نقلیہ سے جزم و یقین حاصل نہیں ہوتا بلکہ ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔
ایمان مخلوق ہے یا نہیں۔	ایمان مخلوق ہے۔	ایمان غیر مخلوق ہے۔
ایمان و اسلام ایک چیز ہیں یا نہیں	دونوں ایک ہیں۔	دونوں ایک چیز نہیں۔

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
ایمان کا اعتبار خاتمہ پر ہے یا نہیں	جس شخص کے ساتھ اس وقت ایمان قائم ہے وہ مؤمن ہے اگرچہ آخر عمر میں کافر ہو جائے اور جس کے ساتھ اس وقت کفر قائم ہے وہ فی الحال کافر ہے اگرچہ آخر عمر میں مؤمن ہو جائے۔	جو ایمان پر مرا وہ ہمیشہ مؤمن ہے اگرچہ فی الحال کافر تھا اور جو کفر پر مرا تو وہ ہمیشہ کافر ہے اگرچہ فی الحال مؤمن تھا۔
سعادت و شقاوت بدلتی ہے یا نہیں	سعید کبھی شقی اور شقی کبھی سعید ہو جاتا ہے۔	ایسا نہیں ہوتا۔
ایمان کے ساتھ کلمہ انشاء اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں	جائز نہیں۔	جائز ہے۔
انبیا و رسل مرنے کے بعد حقیقت میں انبیا ہیں یا انبیا کے حکم میں ہیں۔	انتقال کے بعد بھی حقیقت میں انبیا ہیں۔	رسالت و نبوت کے حکم میں ہوتے ہیں حقیقت میں منصب اُن کا باقی نہیں رہتا۔
مرد ہونا نبوت کے لیے شرط ہے یا نہیں	نبی ہونے کے لیے مرد ہونا شرط ہے عورت نبی نہیں ہو سکتی۔	مرد ہونا شرط نہیں بلکہ عورت کی نبوت صحیح ہے۔
عوام انسان یعنی متقی لوگ عوام ملائک سے افضل ہیں یا نہیں۔	انسانوں میں سے رسول جتنے ہیں وہ افضل ہیں اُن ملائکہ سے جو رسول ہیں اور رسل ملائکہ افضل ہیں باقی تمام آدمیوں سے اور عام آدمی یعنی پرہیزگار افضل ہیں عوام ملائکہ سے نہ خواص ملائکہ سے۔	رسل بشر افضل ہیں تمام ملائکہ سے اور تمام ملائکہ افضل ہیں تمام آدمیوں سے سوائے انبیا کے سو عوام آدمیوں سے عوام ملائکہ افضل ہیں۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
قدرت حقیقی مین ضدین کی صلاحیت ہے یا نہین۔	قدرت واحد ضدین کی صلاحیت رکھتی ہے۔	ایک قدرت مین ضدین کی صلاحیت نہین بلکہ ہر ایک ضد کے لیے ایک علٰحدہ قدرت ہوتی ہے۔
بندے کی قدرت مین تاثیر ہے یا نہین۔	اصل فعل اللہ کی قدرت اور تکوین سے ہے اور اُس مین طاعت یا معصیت بندے کی قدرت کی وجہ سے آجاتی ہے تفصیل اِس کی یہ ہے کہ جو قدرت اللہ نے بندے مین پیدا کی ہے جب بندہ اُسکو کسی کام کے قصد مصمم کی طرف پھیرتا ہے تو قصد مذکور مین قدرت کو تاثیر حاصل ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُس وقت مین اُس کام کو جس کا قصد کیا ہے موافق عادت کے پیدا کر دیتا ہے جب کہ کوئی مانع موجود نہین ہوتا کیونکہ ایسی حالت مین اللہ تعالیٰ سے فعل کا صدور واجب ہوجاتا ہے۔	بندے کی قدرت کو اصلاً فعل مین تاثیر نہین بندے کے تمام افعال اللہ کی قدرت سے وقوع مین آتے ہین پس اِن کے نزدیک جب اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ بندہ فعل صادر کرے تو اول ایک صفت پیدا کر دیتا ہے جس کو بندہ قدرت خیال کرتا ہے پھر اللہ بندے کو فعل کی طرف متوجہ کرتا ہے جب بندہ اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ فعل کو ایجاد کر دیتا ہے پس فعل کی نسبت بندے کی طرف یعنی یہ کہنا کہ بندے سے فعل صادر ہوا ایسی ہے جیسے لکھنے کی نسبت قلم کی طرف اِس صورت مین بندے کی قدرت کو فعل مین کسی قسم کی مداخلت حاصل نہین۔

علماے اشعریہ کی راے	علماے ماتریدیہ کی راے	مسئلہ خلافی
معدوم محض ہے۔	ایقاع معدوم محض نہیں بلکہ وہ نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور ایسی صورت کو حال کہتے ہیں۔	ایقاع حال ہے یا معدوم محض ہے
لوٹ آتے ہیں۔	جو مومن مرتد ہو جائے تو اسکے دوبارہ مومن ہونے کے بعد اعمال ضائع شدہ عود نہیں کرتے۔	مومن کے اعمال حالت ایمان کے اسکے مرتد ہونے کے بعد حبط ہو کر اکارت ہو جاتے ہیں وہ بعد توبہ کے پھر عود کر آتے ہیں یا نہیں
عذاب کفر کے علاوہ اسکو ترک عبادت کا عذاب بھی دیا جائیگا۔	کافر کو اسکے کفر کا عذاب دیا جائیگا عبادت کے ترک کرنے کا عذاب نہیں دیا جائیگا۔	کفار کو واجبات کے ترک کرنے کی وجہ سے بھی عذاب دیا جائیگا یا نہیں

تنبیہ: جاننا چاہیے کہ فروع میں قریب چار سو مسائل کے باہم مذاہب اربعہ کے اختلاف بتاتے ہیں سو وہ اختلاف بھی کچھ ایسا نہیں ہے جس سے تبدیع و تضلیل کسی کی ہو بلکہ اسکی بنیاد تدقیق و تعمیق پر ہے جب اس دقت و تعمق سے قطع نظر کر ڈالیں اور جزئیات مجتہد فیہا میں غور و خوض نکریں تو اکثر مسائل میں کوئی نزاع باقی نہیں رہتا ہے بلکہ وہ نزاع شبیہ بنزاع لفظی ٹھہرتا ہے شعرانی مصری نے کتاب میزان میں اس اختلاف کو تشدید و تخفیف پر اتارا ہے اور ترازو کے دونوں پلوں کو توجیہ و تاویل مناسب سے برابر کر دکھایا ہے پس حق انھیں چار مذاہب میں اعتقاد کے درمیان دائر ہے

[illegible]

[illegible]

ضمیمہ فرقہاے ظاہریہ و کُلّابیہ وغیرہ کے بیان مین

فرقہ ظاہریہ: اس فرقہ کے پیشوا داؤد بن علی بن خلف ہین جو داؤد ظاہری کہلاتے ہین اُن کو اہل علم نے کوہ علم کہا ہے اور ابن حزم ابن تیمیہ ابن قیم۔ محمد فیروز آبادی اور شوکانی کو بھی فرقۂ ظاہریہ کے اراکین مین سے شمار کیا ہے۔ داؤد اسحاق اور ابو ثور کے شاگرد تھے امام شافعی کو نہایت مانتے تھے دو کتابین بھی اُن کے فضائل مین تالیف کی ہین ریاست علم کی بغداد مین اُن پر ختم ہوگئی اور اُن کی اصل اصفہان سے ہے کوفے مین پیدا ہوئے تھے بغداد مین نشو ونما پائی تھی وہین فوت ہوئے اسحاق بن راہویہ کی باتون پر بہت رد کرتے تھے فرقۂ ظاہریہ کا یہ نام اسلیے مقرر ہوا ہے کہ یہ لوگ قرآن و احادیث کے ظاہر احکام پر عمل کرتے ہین جو کچھ ظاہر مین ان سے سمجھا جاتا ہے اُسی کو مانتے ہین تاویل کے بالکل منکر ہین۔ داؤد شریعت مین قیاس کو ناجائز بتاتے ہین اور جب قیاس کرنے کی طرف مضطر ہوئے اور با خذ ضرورت اسکی پڑی تو اسکا نام دلیل رکھا۔ اِن کے بہت سے مسائل کا ائمہ اربعہ نے اختلاف کیا ہے مثلاً داؤد کا قول ہے کہ سونے چاندی کے برتن سے صرف پینا منع ہے اور اِن مین کھانا رکھکر کھانا یا اور کام مین اُن کو لانا جائز ہے اسلیے کہ بخاری و مسلم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلَّذِی یَشْرَبُ فِی اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِی بَطْنِہٖ نَارَ جَہَنَّمَ جو شخص چاندی کے برتن سے کوئی چیز پیتا ہے تو اُسکے پیٹ مین دوزخ کی آگ پلائی جائیگی اور ابن عمر سے دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءِ ذَہَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ اَوْ اِنَاءٍ فِیْہِ شَیْءٌ مِنْ ذٰلِکَ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَہَنَّمَ جو شخص کہ سونے یا چاندی کے برتن سے پیوے یا اُس برتن سے پیوے جس مین کچھ سونا یا چاندی لگی ہو تو اُسکو دوزخ کی آگ پلائی جائیگی امام داؤد ظاہری ۲۰۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے اور ۲۷۰ھ ہجری مین انتقال کیا۔

فرقۂ ظاہریہ کے نزدیک اجماع کی اہلیت صحابہ سے مخصوص ہے۔

فرقۂ کُلّابیہ: اُن لوگون کو کہتے ہین جو عبد اللہ بن سعید کے متبع ہین۔ انکی کنیت ابو محمد اور عرف ابن کُلّاب (بضم کاف و تشدید لام) تھا غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ انکا مذہب یہ ہے

کہ صفات باری تعالیٰ نہ قدیم ہیں نہ حادث اور اس کی صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات ہیں اور قرآن میں جو آیا ہے الرحمٰن علی العرش استویٰ یہاں استویٰ سے مراد ہے کہ غلبہ حاصل ہوا اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے عرش پہ ہے حالانکہ اس کے لیے کوئی جگہ نہیں اور قرآن کے لیے حروف نہیں اور کتاب میسر میں حسن بن فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہے کہ فرقہ کلابیہ بھی اہل سنت میں داخل ہے ان میں اور ماتریدیہ میں اصول کے اندر تین چار مسئلوں کا خلاف ہے ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ سعید کبھی شقی ہو جاتا ہے اور شقی کبھی سعید۔ کلابیہ اور اشعریہ کی اس مسئلے میں رائے متحد ہے اور وہ یہ ہے کہ سعادت و شقاوت نہیں بدلتی ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کلابیہ کے نزدیک کہ اسم اللہ جل شانہ کا عین ہے اور نہ غیر ہے اور یہ ماتریدیہ کے مذہب مشہور کے خلاف ہے ہاں ماتریدیہ صفات الٰہی کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ذات الٰہی کی نہ عین ہیں نہ غیر طبقات شافعیہ میں بیان کیا ہے کہ ابن کلاب اعلیٰ درجے کے متکلمین میں سے تھے اور ان کا شمار اہل سنت میں ہے ابو الحسن اشعری ایک تو ان کے طریق پر چلے اور دوسرے حارث محاسبی کے۔

حارث محاسبی

ابو عبد اللہ حارث بن اسد محاسبی نے امام شافعی کی صحبت پائی تھی اور تصوف و حدیث اور کلام میں مسلمانوں کے امام تھے اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اول اول عقائد سلف کی تائید دلائل کلامیہ اور براہین فلسفیہ سے کی انہیں کی طرف اکثر متکلمین صفاتیہ منسوب ہیں ان کا شمار شافعیہ کے طبقہ اولیٰ میں ہے بغداد میں ۲۴۳ ہجری میں راہی ملک عدم ہوئے نفحات الانس میں مذکور ہے کہ حارث محاسبی نے چالیس برس تک اس سختی کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات دو زانو بیٹھے رہے کہ کسی چیز سے تکیہ نہ لگایا۔ شیخ ابو الحسن اشعری نے جب مذہب اعتزال کو چھوڑا تو ان کے اور ابن کلاب کے قوانین پر مسائل صفات و قدرت میں کلام کیا اور علم عقائد و کلام میں انہی کی رائے کی اقتدا کی

فرقہائے غیر اہل سنت و جماعت

معتزلہ - شیعہ - خوارج - مرجیہ - نجاریہ - جبریہ - قدریہ - مشبہہ

پھران میں سے بعض کا ترکب بعض سے ہو کر بہر فرقے سے کئی فریق ہو گئے ہیں۔مگران کی ترتیب میں کوئی ایسا طریق مقرر نہیں ہے جو کسی قانون منصوص یا قاعدۂ معین کے مطابق ہو بلکہ دو چار تصنیفین بھی ایسی نہیں ملتیں جو ان فرقوں کے بیان میں ایک روش پر متفق ہوں سب نے ذکر مذاہب میں ایک طرح کی پابندی نہیں کی ہے جس طرح جس مذہب کو پایا ہے بلا کسی قانون اور اصول کے لکھ ڈالا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب میں کسی ایک مسئلے کی وجہ سے متمیز ہے تو اُسے صاحب مذہب نہیں کہہ سکتے کیونکہ ایسے شخص کو بھی علیحدہ صاحب مذہب مانا جائیگا تو مذاہب دائرۂ حصر و شمار سے باہر ہو جائینگے مثلاً کوئی شخص احکام جواہر میں کسی ایک مسئلے کے ساتھ منفرد ہے تو وہ صاحبان مذاہب کی گنتی میں نہیں آسکتا پس اب ضرور ہے کہ کوئی ضابطہ واسطے مسائل اصول و قواعد کے مقرر ہونا چاہیے تاکہ وہ اختلاف اُن مسائل کا مذہب ٹھیرے صاحب ملل و نحل نے اپنی رائے سے حصر اس ضابطے کا چار قواعد میں کیا ہے۔یہ قواعد بڑے اصول ہیں۔

پہلا قاعدہ مسئلہ صفات و توحید صفات ہے اس میں کئی چیزیں شامل ہیں (۱) مسائل صفات قدیم الٰہی جن کا ایک جماعت نے اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ کے لیے ایسی صفات ثابت ہیں اور دوسری جماعت نے انکے ثبوت سے انکار کیا ہے (۲) بیان صفات ذات و صفات فعل (۳) اللہ پر کیا چیز واجب ہے اور کیا چیز اُس پر جائز نہیں اور کون چیز اُس پر محال ہے اِس مسئلہ میں اہل سنت و مجسمہ و کرامیہ و معتزلہ کے درمیان اختلاف ہے۔

دوسرا قاعدہ مسئلہ قدر و عدل ہے اسمیں مسائل قضا و قدر و جبر و اختیار و ارادہ و خیر و شر اور مقدور و معلوم داخل ہیں کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ چیزیں ثابت ہیں اور دوسری جماعت کے نزدیک ثابت نہیں اِس مسئلہ میں قدریہ و نجاریہ و جبریہ و اہل سنت کے درمیان خلاف ہے۔

تیسرا قاعدہ مسئلہ وعد و وعید اور اسما و احکام ہے یہ مشتمل ہے مسائل ایمان اور توبہ اور وعید اور ارجا اور تکفیر و تضلیل پر کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ باتیں ثابت ہیں اور دوسری جماعت کے نزدیک ثابت نہیں اس میں مرجیہ اور وعیدیہ یعنی خوارج اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہل سنت میں خلاف ہے۔

چوتھا قاعدہ مسئلہ سمع (نقل) و عقل و رسالت و امامت ہے یہ قاعدہ مشتمل ہے کئی مسائل پر جیسے حسن و قبح اور صلح و لطف (یعنی جو چیز بندے کے لیے اچھی ہے وہ اللہ پر واجب ہے یا نہیں)

اور عصمت نبوت اور جیسے امامت کے شرائط اور امامت کا ایک جماعت کے نزدیک منصوص ہونا اور دوسری جماعت کا نص سے انکار کرنا اور اِس بات کا قائل ہونا کہ امامت کا انعقاد اجماع سے ہوتا ہے اور امامت کے منتقل ہونے کی کیفیت اُن لوگون کے نزدیک جو نص کے قائل ہین اور امامت کے ثابت ہونے کی کیفیت اُن کے نزدیک جو اجماع کے مقر ہین ان مسائل کا خلاف شیعہ اور خارج اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہل سنت مین ہے۔

غرض کہ اصحاب مذاہب کی ترتیب بیان کرنے کے دو طریق ہین **ایک** یہ کہ مذہب کو اصل مقرر کر کے ہر مسئلے مین مذہب ایک فرقے کا بیان کرتے ہین **دوسرے** یہ کہ اصحاب مذاہب کے اصول ٹھہرا کر ہر ہر مسئلے مین اُن کے مذاہب کو ذکر کرتے ہین اس پچھلے طریقے سے اقسام کا ضبط اچھی طرح ہوتا ہے۔

معتزلہ

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حسن بصری کو یہ خبر پہونچی کہ مسلمانون مین ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی ہے کہ جو کہتی ہے کہ مرتکب کبیرہ نہ بالکل مؤمن ہے اور نہ بالکل کافر ہے بلکہ وہ ایک منزل مین ہے درمیان منزل ایمان و کفر کے تو انھون نے کہا هٰؤُلَاءِ اعْتَزَلُوا یعنی یہ لوگ کنارہ کش ہوگئے ہین اجماع اسلام سے تب وہ فرقہ معتزلہ کہلانے لگا کیونکہ علماے سلف نے اس کلیہ پر اتفاق کرلیا ہے کہ مکلف یا مؤمن ہے یا کافر پس قول بالواسطہ سراسر اجماع کے مخالف ہے اور بعض نے یون لکھا ہے کہ جب واصل نے اپنے استاد حسن کے ساتھ علانیہ ایک مسئلہ مین مخالفت کی تو حسن نے اُس سے کہا اِعْتَزِلْ عَنَّا ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہ نام بعد حسن کے نکلا ہے اس طرح پر کہ جب حسن مرگئے اور اُن کی جگہ قتادہ بیٹھے تو عمرو بن عبید اور اسکے اصحاب نے ان سے کنارہ کشی کی قتادہ نے اُن لوگون کا نام معتزلہ رکھدیا اور اِس تمام گروہ کا رئیس اور پیشوا واصل ہے اس شخص نے احادیث و اخبار کو حسن بصری سے سیکھا تھا اور قواعد اعتزال کو عبداللہ بن محمد حنفیہ سے حاصل کیا تھا اسکی نشست اکثر اِس بازار مین ہوا کرتی تھی جہان عورتین سوت بیچنے کو لاتی تھین تاکہ پارسا عورتون کو پہچان کر کچھ انکو صدقہ خیرات دیا کرے اسلیے اسکا لقب غزال ہوگیا کیونکہ غزّال ز کے تشدید کے ساتھ سوت بیچنے والے کو کہتے ہین ورنہ خود وہ

سوت پیچھے دالنتا تھا اُس شخص کی گردن بہت لمبی تھی یہانتک کہ عمرو بن عبید نے اِس بات کا عیب اُس مین نکالا اور کہا من هذه عنقه لاخیر عنده یعنی جس کی گردن اتنی لمبی ہوا سکے پاس کوئی بھلائی نہوگی لیکن جب واصل لائق فائق نکلا تو عمرو نے کہا میری فراست چوک گئی یعنی میری اٹکل مین خطا ہوئی۔ واصل کی زبان سے حرف راے مہملہ صحیح نہ نکلتا تھا مگر نہایت فصیح و بلیغ تھا اسی وجہ سے اپنی بات جیسے مین حرف را کو غین سے بدل دیتا تھا زبان پر آنے نہ دیتا اُسکا ایک لمبا رسالہ ہے جس مین اُسنے حرف را کو ذکر نہین کیا۔ اور یہ بات بہت کم ہے کہ کوئی شخص معتزلی ہو اور شیعہ نہو سوا ایسے لوگ بہت تھوڑے ہین اسی واسطے عامۂ معتزلہ افضلیت جناب امیر کے شیخین پر قائل ہین اور تحقیق یہ ہے کہ قدماے معتزلہ کے نزدیک تمام اصحاب رسول اللہ مین افضل ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ متاخرین معتزلہ حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل ہین اور معتزلہ نے اپنا لقب اصحاب عدل و توحید مقرر کیا ہے انکا عدل یہ ہے کہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر مطیع کو ثواب و عاصی کو عذاب پہونچانا واجب ہے اور توحید ان کی یہ ہے کہ صفات الوہیت کی نفی کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ بے شک عالم بھی ہے اور قادر بھی ہے اور بصیر بھی ہے وغیرہ وغیرہ مگر صفت علم اور قدرت اور بصارت وغیرہ اُسکو حاصل نہین ہے مطلب ان لوگون کا یہ ہے کہ صفات اُسکی ذات اسکی سے جدا نہین ہین بلکہ تمام ایک ذات ہے اور ایک ہی مفہوم کیونکہ اگر صفات باری تعالیٰ کو اُسکی ذات کا عین نہ مانا جائیگا تو بہت سے قدما وجود ثابت ہو جائینگے اور یہ کفر ہے جس طرح علماے سنت و جماعت کہتے ہین کہ صفات اُسکی ذات حق تعالیٰ کی عین نہین عالم ہے ایک علم کے ذریعے سے اور قادر ہے قدرت کے ذریعے سے اور مرید ہے ارادے کے وسیلے سے اور سمیع ہے سمع کے توسط سے اور بصیر ہے بصر کے وجہ سے اور حی ہے حیات کے سبب سے اور تکوین ہے تکوین کے ذریعے سے اور دلیل انکی یہ ہے کہ اگر مثلاً علم اور قدرت دونون عین ذات ہوتے تو علم اور قدرت دونو ایک ہی چیز ہو جاتے علم نفس قدرت ہوتا اور قدرت عین علم اور دونون سے جو کچھ مفہوم ہوتا وہ ایک ہی چیز ہوتی اور اسی پر باقی صفات کو خیال کر لینا چاہیے معتزلہ مین سے بعض علما ابوالحسین کے قبیل گذرے ہین وہ اہل سنت کی تکفیر اسوجہ سے کرتے ہین کہ یہ لوگ اللہ کے لیے صفات ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اعمال عباد کا خالق اللہ ہے مگر [illegible] جاتی ہین

اور علماے معتزلہ کے نزدیک صفات ذات اور صفات فعل مین اس طرح فرق ہے کہ جن اوصاف الٰہی مین اثبات ونفی جاری ہو سکتی ہے وہ تو صفات فعل ہین جیسے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فلان کے بیٹا پیدا کیا یا اُسکے بیٹا پیدا نکیا یا زید کو رزق بخشا اور عمرو کو رزق نہ بخشا پیدا کرنا اور رزق بخشنا صفات فعل ہین اور جن مین نفی جاری نہوسکے صفات ذات ہین جیسے علم اور قدرت کہ یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ عالم یا قادر نہین ہے اور اُن کے نزدیک کلام اور ارادہ بھی صفات فعل مین داخل ہین اور ابو الحسین اور جاحظ اور علاف اور ابو القاسم بلخی اور محمود خوارزمی وغیرہ کی یہ راے ہے کہ ارادۂ الٰہی صرف یہ ہے کہ وہ کامون کے نفعون کو جان لیتا ہے اور اُسکا ارادہ علم مین منحصر ہے اور بعض معتزلہ کہتے ہین کہ ارادہ اور امر الٰہی دونون متحد ہین اور بعضون کے نزدیک ارادے کو امر لازم ہے۔ اور ابو الحسین بصری کی راے یہ ہے کہ علم الٰہی معلومات کے تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی مین حادث ہوتے ہین۔ اور تمام معتزلہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اور احکام معلل ہین مخلوق کی مصلحتون کی رعایت کے ساتھ کوئی کام اللہ کا ایسا نہین جو غرض سے خالی ہو اور غرض اُن مین بندون کی بہتری اور بھلائی ہے اگر وہ غرض سے خالی ہون تو بیکار ہونا لازم آتا ہے اور یہ محال ہے کہ حکیم کے کام عبث ہون۔ اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مرکب ہے حروف اور آوازے سے اور حادث ہے قدیم نہین ہے اسی واسطے اُسکی ذات پاک کے ساتھ قائم ہونا تجویز نہین کرتے بلکہ کہتے ہین جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اُسے کبھی لوح محفوظ مین پیدا کر دیتا ہے اور کبھی جبرئیل مین اور کبھی نبی مین اور اُنکے ہان کلام نفسی اور لفظی کی تفریق نہین اسی لیے قرآن کو مخلوق کہتے ہین اور اُنکا یہ مذہب ٹھہر گیا ہے کہ قرآن مجید خدا کا ایک جدید کلام ہے جو رسول اللہ کی نبوت کے ساتھ وجود مین آیا معتزلہ کہتے ہین کہ اُن لوگون پر کفر کا الزام کیون نہین قائم کرتے جو قرآن کو غیر مخلوق قرار دیتے ہین کیونکہ وہ دو ابدی وجود کے قائل ہین یہ امر ایسی بڑی گرمجوشی سے ظاہر کیا گیا کہ اُسکے سبب سے بہت سی فتنین بعض خلفاے عباسیہ کے ہاتھ سے اُس شخص پر آئین جس نے اُسکو غیر مخلوق قرار دیا چنانچہ مامون نے ۲۱۸ھ مین اسحاق بن ابراہیم حاکم بغداد کو حکم لکھا کہ تم قاضیون اور عالمون کو جمع کرکے اُنکے سامنے یہ مسئلہ پیش کرو کہ قرآن حادث و پیدا ہے پس جو شخص اُسکا اقرار کرے اُسے چھوڑ دو اور جو انکار

کرے اُسکے حال سے مجھے آگاہ کرو اُسنے بموجب حکم کے بغداد کے علما کو جمع کیا جنمین قاضی القضاۃ بشر بن ولید کندی اور احمد بن حنبل اور قتیبہ اور علی بن جعد وغیرہ تھے اور اِن کو اسحاق نے مامون کے حکم سے اطلاع دی اور اِن سے اِس باب مین اِن کے عقیدے کا حال استفسار کیا سب سے اول بشر بن ولید سے کہا کہ تم قرآن کو کیا سمجھتے ہو جواب دیا کہ وہ خدا کا کلام ہے **اسحاق** مین تم سے یہ نہین دریافت کرتا یہ بتاؤ کہ وہ مخلوق ہے یا نہین **بشر** اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے **اسحاق** کیا قرآن بھی شے مین داخل ہے **بشر** ہان **اسحاق** تو کیا قرآن مخلوق ہے **بشر** وہ خالق نہین **اسحاق** مین تم سے یہ نہین پوچھتا- یہ بتاؤ کہ قرآن مخلوق ہے **بشر** مین نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا- اسحاق نے منشی کو حکم دیا اُسنے بشر بن ولید کا تمام بیان لکھ لیا بعد اِسکے اسحاق نے دوسرے علما سے پوچھا تو اُنھون نے بھی وہی جواب دیا جو بشر نے دیا تھا پھر اسحاق نے امام احمد حنبل سے دریافت کیا کہ اِس باب مین آپ کا کیا قول ہے اُنھون نے فرمایا وہ کلام خدا ہے **اسحاق** کیا وہ مخلوق ہے **احمد بن حنبل** اِس سے زیادہ کہ وہ کلام خدا ہے مین کچھ نہین کہہ سکتا- بعد ازان اسحاق نے قتیبہ اور عبد اللہ بن محمد اور عبد اللہ المنعم بن ادریس (وہب بن منبہ کے نواسے) اور اُن کے گروہ سے پوچھا سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ قرآن مجعول ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ اور قرآن محدث ہے اور دلیل اِسپر اللہ کا یہ قول ہے وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ اور مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ یہ دونون آیتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ ذکر یعنی قرآن محدث ہے اسحاق نے اِن سے دریافت کیا کہ جو شے مجعول ہے وہ مخلوق ہے اُنھون نے جواب دیا ہان ایسا ہی ہے اسحاق نے کہا پس قرآن بھی مخلوق ہے؟ اُنھون نے جواب دیا ہم قرآن کو مخلوق نہین کہہ سکتے لیکن وہ مجعول ہے- اسحاق نے ہر شخص کا بیان لکھوا کر مامون کے پاس بھیجدیا اُسپر مامون نے حکم دیا کہ قاضی القضاۃ اور ابراہیم بن مہدی کو دوبارہ اپنے پاس بلا کر اُن سے دریافت کرو اگر وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کرلین تو بہتر ہے ورنہ اُنکو قتل کر ڈالو سوا اِن کے دوسرے علما کو پابزنجیر میرے پاس بھیجدو

اسحاق نے دوبارہ علما کو جمع کرکے مامون کا یہ حکم سنایا بشر اور ابراہیم اور دوسرے علما نے خلق قرآن کا اقرار کرکے اپنی جانین بچالین مگر یہ چار آدمی احمد بن حنبل - قواریری - سجادہ اور محمد بن نوح خلق قرآن کے قائل نہوئے اسحاق نے اُن کے پیرون مین بیڑیان پہناکر پھر دریافت کیا کہ قرآن مخلوق ہے اِس وقت دوسرے سجادہ اور قواریری نے تو اقرار کرکے شکنجۂ عذاب سے نجات پائی اور رہا کردیئے گئے مگر احمد بن حنبل اور محمد بن نوح کو اپنے قول پر اصرار رہا اسلیے یہ دونون مامون کے پاس پابجولان بھیجدیئے گئے معتصم اور واثق مامون کے جانشینون نے اُسکی پیروی کی اور جو لوگ اِس راے کے خلاف تھے اُن کے تازیانے لگوائے اور قید کیا بلکہ قتل بھی کرایا آخر کار جب متوکل واثق کا جانشین ہوا تو اُسنے بہ تنسیخ احکامات سابق اِن تکلیفون کا خاتمہ کردیا اور جو لوگ اِس وجہ سے مقید تھے اُن کو رہا کیا اور اِس بارے مین اُنکو اُنکے عقیدے پر چھوڑا۔ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماے صفات و افعال توقیفی ہین یعنی اُس ذات پاک پر کسی نام کا اطلاق حقیقۃً اور مجازاً بغیر اذن شارع کے درست نہین معتزلہ کے نزدیک رضامندی اور ناراضی اللہ تعالیٰ کی صفات نہین ہوسکتی ہین کیونکہ اللہ باحوال متغیر نہین ہوتے پس جہان اُسنے اپنی رضا اور غصہ کا ذکر کیا ہے وہان مراد ان سے جنت اور دوزخ ہے اور اہل سنت کی راے یہ ہے کہ رضامندی اور ناراضی اصلی معانی مین خدا کی صفات ہین جنت و دوزخ ان سے مراد نہین۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام مین کذب محال ہے اور اسکی دو وجہین ہین ایک یہ کہ کذب قبیح ہے اور عقل سلیم گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قبیح کام نہین کرتا دوسرے یہ کہ کذب مصلحت عام کے خلاف ہے کیونکہ جب لوگون کو یہ معلوم ہوجا ئیگا کہ اِس کلام مین جھوٹ بھی ہے تو وہ اعتبار نہ کرینگے اور جو کچھ عذاب و ثواب کا بیان اور آخرت کا حال اُس کلام مین ہوگا سب کو نہین مانینگے اور جو چیز کہ تمام عالم کے واسطے اصلح ہے وہ اللہ پر واجب ہے پس واجب کا چھوڑنا اُسکی ذات پاک سے بعید ہے دیدار الٰہی کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ رویت کے لیے شرائط درکار ہین حاسے کا سالم ہونا اور مرئی کا جسم مادہ کثیف و رنگین ہونا نظر کے سامنے آجانے سے اُسکی رویت کا ممکن ہونا جیسا کہ مرئی مین مسافت کا متوسط ہونا نہ نہایت دور ہو نہ بہت نزدیک اور مقابلہ کے دونون مین ہونا اور حجاب درمیان مین نہونا اور کہتے ہین رویت بدون مکان و بعلو ہیئت

یعنی بغیران شرائط مذکورۂ بالا کے محال ہے ۔ اشیا مین حسن وقبح انکے نزدیک عقلی ہے جیسا کہ رائے ماتریدیہ کی ہے مگر فرق یہ ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک حسن وقبح عقلی اس بات کو نہین چاہتا کہ بندے کے لیے اس مین حکم الٰہی صادر ہو اور معتزلہ کہتے ہین کہ حسن وقبح عقلی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم کا موجب ہے اسلیے کہ اُسکے سوا کوئی اور حاکم نہین ہے اگر بالفرض نہ شرع ہوتی نہ رسول مبعوث ہوتے اور اللہ تعالیٰ افعال پیدا کرتا تب بھی یہ احکام اسی طرح واجب ہوتے جس طرح شرع نے اب واجب کیے ہین مگر جن لوگون نے یہ لکھا ہے کہ معتزلہ کے نزدیک حاکم عقل ہے نہ خدائے تعالیٰ یہ بیان اُنکا صحیح نہین معتزلہ مسلمان تھے اور کوئی مسلمان ایسی بات کہنے کی جرأت نہین کرسکتا بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ عقل بعض احکام الٰہی کے پہچاننے کا آلہ ہے برابر ہے کہ اُنکی نسبت شرع وارد ہو یا نہو اور یہی اکابر حنفیہ سے بھی منقول ہے شرح مسلم الثبوت مین بحر العلوم نے اسی طرح لکھا ہے اور بعض نے متاخرین حنفیہ اور معتزلہ کے مذہب کے فرق کو اس عبارت مین بیان کیا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک عقل ایک آلہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بذریعہ شرع کے کہ وہ کھولنے والی ہے فعل کے حسن وقبح پر اطلاع دیتا ہے ایجاب عقل کا کام نہین بلکہ یہ کام اللہ کا ہے اور معتزلہ کے نزدیک عقل واجب کرنے والی ہے پس جب عقل نے حسن وقبح کو دریافت کر لیا تو مقتضائے حسن وقبح اللہ تعالیٰ اور بندون پر واجب ہوگیا اور جو چیز عقل مین نہین آسکتی وہ واجب نہین اسی وجہ سے معتزلہ عقائد کے متعلق ہر اُس چیز کو نہین مانتے جو عقل سے مدرک نہو سکے مثلاً رویت الٰہی اور عذاب قبر اور میزان اور صراط وغیرہ کے منکر ہین - اور معتزلہ کا قول ہے کہ بندہ اپنے افعال اختیاریہ کا خالق ہے اور بعض افعال اُس سے بطریق مباشرت کے پیدا ہوتے ہین اور بعض بطریق تولید کے معنی تولید کے یہ ہین کہ فاعل کے ایک فعل سے دوسرا فعل واجب ہوجائے جیسے انگلی کا ہلنا واجب کردیتا ہے چھلے کے ہلنے کو اگرچہ اس دوسرے کام کا بندہ اصلاً قصد نہین کرتا مگر موجد اُسکا بھی وہی ہوتا ہے ہان اس قدر ہے کہ ایک اور فعل کا توسط ضرور ہوتا ہے اور چونکہ انکے نزدیک بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اِسلیے جزاء اُن افعال کی حقیقۃً خدا پر حق بندونکا ہے - اور امر خیر اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے اور کفر وعصیان بندے سے باختیار خود ہوتے ہین خدا کے ارادے اور مشیت کو اس مین دخل نہین بلکہ وہ ہر مخلوق سے ارادہ اسلام وطاعت کا کرتا ہے چنانچہ حکم کرتا ہے اسلام وطاعت کا

اور گناہ و کفر سے ممانعت کرتا ہے تو انکی نسبت ارادہ بھی نہین کرتا اور اکثر معتزلہ کہتے ہین کہ استطاعت یعنی قدرت فعل سے قبل ہوتی ہے یہی راے ماتریدیہ کی ہے اور بعض معتزلہ مثل نجار اور محمد بن عیسیٰ اور ابو عیسیٰ وَرّاق وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ قدرت فعل کے ساتھ ہوتی ہے جو راے اشاعرہ کی ہے اور معتزلہ کہتے ہین کہ تکلیف عدم کے ساتھ بھی متعلق ہوتی ہے اور کہتے ہین کہ مقتول کی موت قاتل کے قتل سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح مسموم کی موت زہر دینے والے کے فعل سے پس یہ موت بندے کے افعال مین سے ہے خدا کا فعل نہین اگر قاتل اُسے قتل نکرتا یا زہر دینے والا زہر نہ دیتا تو جو وقت اُسکی موت کا خداے تعالیٰ نے مقدر کیا تھا اُسوقت تک جیتا قاتل نے تقدیر الٰہی کو بدل ڈالا اسی لیے اُسکا یہ فعل شرعًا و عقلًا ممنوع ہوتا ہے اور کعبی کے نزدیک مقتول کے لیے دو اجل ہین ایک قتل دوسرے موت اگر وہ قاتل کے ہاتھ سے مارا نہ جاتا تو اپنے وعدے تک یعنی موت کے وقت تک جیتا اگرچہ عمومًا معتزلہ اسکے قائل ہین کہ مقتول اپنے وعدے پر جو خدا نے اسکے لیے مقرر کر دیا ہے نہین مرتا ہے فرق دونون رایون مین یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک تو قتل و موت دونون پر لفظ موت کا اطلاق درست ہے اور کعبی کہتا ہے کہ قتل کو موت نکہنا چاہیے موت وہی ہے جو اپنے وعدے پر مرے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہے اور بندے کے فعل کا نام قتل۔ اور انکے نزدیک تکلیف مالا یطاق کے ساتھ بندے کا مکلف ہونا عقل بھی تجویز نہین کرتی اور معتزلہ کہتے ہین کہ حرام رزق نہین کیونکہ رزق وہ مملوک ہے جسکو مالک کھاے اور شارع نے اُس مین تصرف کرنیکا حکم بھی دیدیا ہو اس صورت مین شراب اور سور جو کسی مسلمان کے مملوک ہون رزق نہین ہو سکتے اِسلیے کہ شارع نے ان مین تصرف کرنے کی اجازت نہین دی ہے اِس سے یہ لازم آتا ہے کہ جس شخص نے عمر بھر حرام چیز کھائی تو اُسنے رزق الٰہی نہین کھایا وہ اپنے طور پر جیتا پاتا رہا حالانکہ ہر جاندار کو اللہ ہی رزق پہونچاتا ہے اور ہدایت و ضلالت انسان بطریق مباشرت کے پیدا کرتا ہے اور پھر کامیابی اُسکی اِس مباشرت سے بطور تولید کے پیدا ہوتی ہے خداے تعالیٰ کے پیدا کرنے کو ان مین دخل نہین اور نہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اُن سے تعلق ہے اور اصلح ولطف اور ثواب و عذاب اور آلام کا عوض یہ پانچ چیزین حق تعالیٰ پر واجب ہین ورنہ بخل لازم آتا ہے اسلیے کہ جب اُسکے اختیار مین یہ ساری باتین ہین اور اُن کے واسطے کوئی مانع بھی

نہین ہے تو پھر اُنکا ترک کرنا مُخل کیونکر نہوگا اور یہ عیب ہے جس سے ذات باری منزہ ہے اور کفار
وفساق کو ہمیشہ دوزخ مین رکھنا اور کبھی عذاب سے نجات نہ دینا ہی اُنکے واسطے آخرت مین
اصلح ہے اور اُن کے اعمال کو باطل کرنا اور نہ پرسنت فرمانا یہ دنیا مین اُن کے لیے اصلح ہے اور
کہتے ہین عرش سے مراد ملک ہے اور کرسی سے علم اس آیت مین وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
کرسی کو علم کے معنے مین کہتے ہین یعنی علم الٰہی مین آسمان اور زمین کی سمائی ہے یہی مذہب شیعہ کی ہے
اور تمام معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ اگر معدوم کی ذات وحقیقت باطل ہوجائے تو اُسکا اعادہ
محال ہے اور اہل سنت کے نزدیک اعادے کی صحت اسپر موقوف نہین کہ عدم مین ذات باقی
رہے اور معتزلہ کی یہ بھی راے ہے کہ اعادہ جواہر کا صحیح ہے اور اُن اعراض کا اعادہ جو باقی نہین
رہتے ممنوع ہے اور جو اعراض باقی رہتے ہین اور وہ متولدات مین سے نہین ہین تو اُنکا اعادہ
بالاتفاق صحیح ہے اور متولدات کے اندانے مین خلاف ہے اور قبر کے عذاب وثواب اور سوال
منکر ونکیر کے منکر ہین مگر صالحی کہتا ہے کہ تعذیب وتنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور ابو علی
جبائی وغیرہ بعض معتزلہ منکر ونکیر نام رکھنا ناپسند کرتے ہین ۔ علامات قیامت کے منکر ہین
یاجوج وماجوج اور دجال کے خروج کے قائل نہین۔ بعضے معتزلہ کہتے ہین کہ میزان کا ہونا
جائز ہے مگر ثبوت کے قائل نہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ بات محال ہے اور کہتے ہین کہ قرآن مین
جو وزن اور میزان کا ذکر ہے اُسکا یہ مطلب ہے کہ پورا پورا انصاف کیا جائیگا ذرا فرق نہوگا
اس بیان سے درا صل ترازو مراد نہین کیونکہ اعمال اعراض ہین اُنکا تُلنا ممکن نہین کیونکہ
ہلکا بھاری ہونا جواہر کی شان ہے اور خدا ے تعالیٰ اِن سب کا عالم بھی ہے پھر تولنے کا کیا فائدہ
اور نیکی بدی کے صحیفے ہاتھون مین دینا بھی عبث ہے اور کراماً کاتبین کے بھی منکر ہین اسلیے کہ بندہ
جو کچھ کرتا ہے اﷲ اُس سے بخوبی واقف ہے اور محافظین کی وہان ضرورت ہوتی ہے جہان
علم حاصل نہو سکے پس کراماً کاتبین اس صورت مین ہوتے کہ اﷲ تعالیٰ جاہل ہوتا اور جو بندے
کرتے اُسکا علم اُسے نہوتا اور حوض کوثر ثابت نہین کرتے اور ابو الہذیل اور بشر بن معتمر پل صراط
کے جواز کے قائل ہین مگر اُسکے وقوع کے منکر ہین اور اکثر معتزلہ بالکل منکر ہین جواز کے بھی قائل
نہین اور جبائی کے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بارے مین متردد ہے ۔ اور دوزخ

وجنت اب موجود نہین ہین قیامت کو موجود ہونگے اور جب اللہ تعالیٰ نفخۂ اولیٰ کا حکم دیگا تو سارے آسمان وزمین اور جنت ودوزخ اور ارواح فنا ہو جائینگی پھر قیامت کے دن اللہ دوبارہ اُنھین پیدا کریگا۔ اور یہ کہتے ہین کہ ایمان کی حقیقت مین تصدیق کے ساتھ اعمال بھی داخل ہین اسلیے ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ مؤمن نہین ایمان سے خارج ہے مگر ایسے شخص کو کافر اسواسطے نہین جانتے کہ صحابہ اور قضاۃ مرتکب کبیرہ پر زنا اور شرب خمر وغیرہ مین حد جاری کیا کرتے تھے اور اپنے ملک سے بدر نہین کرتے تھے اور نہ قتل کراتے تھے اور اُنکی لاشون کو مسلمانون کے مقابر مین دفن ہونے دیتے تھے حالانکہ کافر کے ساتھ ایسے معاملات بالاجماع ناجائز ہین اور اسی کا نام اُنھون نے منزلۃ بین المنزلتین رکھا ہے منزلتین کفر و ایمان ہوئے اور درمیانی منزل فسق ہے پس ایسا شخص فاسق ہے اور شرک کا بخشنا شرعاً وعقلاً ممتنع کہتے ہین جیسا کہ ماتریدیہ کا مذہب ہے اور گناہ کبیرہ بھی بغیر توبہ کے اُن کے نزدیک نہین بخشے جائینگے اور یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مین ذنوب کو توبہ کے ساتھ مقید کرتے ہین اور بعض معتزلہ کی رائے یہ ہے کہ جب بندہ کبائر سے اجتناب کرتا ہے تو اُسکے لیے عذاب ہونا جائز نہین بلکہ وہ واجب العفو ہے بعض شفاعت کے منکر ہین اور بعض حق غیر صاحب کبیرہ مین شفاعت جائز رکھتے ہین ان کے نزدیک تین قسم کے لوگون کی شفاعت ہوگی (۱) جو کبائر سے بچتے ہین اور صغائر کا ارتکاب کرتے ہین تو انکے صغائر کی معافی کے لیے انبیا و ملائکہ کی شفاعت ہوگی
(۲) جو کبیرہ کرکے توبہ کرلیتے ہین تو ایسون کی توبہ قبول ہونے کے لیے انبیا وملائکہ کی شفاعت ہوگی
(۳) جو کبائر وصغائر سے بچتے ہین اُن کی شفاعت زیادتی ثواب کے لیے انبیا واولیا کی طرف سے ہوگی
غرض عذاب کبائر سے نجات پانے کے لیے شفاعت نہوگی اور اگر مرتکب کبیرہ توبہ کیے بغیر مرجائے گا تو ہمیشہ دوزخ مین رہیگا انھون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ جب مسلمان متقی مرتا ہے یا گناہگار توبہ کرکے مرتا ہے تو مستحق ثواب کا ہوتا ہے اور جب بغیر توبہ کے گناہ کبیرہ سے جسکا اُسنے ارتکاب کیا ہے مرگیا تو وہ ہمیشہ عذاب کا مستحق ہوتا ہے لیکن اس کا عذاب کفار کے عذاب سے خفیف ہوتا ہے اسکو وعدہ و وعید کہتے ہین وہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون پر امتناناً بذریعہ انبیا علیہم السلام کے احکام بھیجے ہین تاکہ احکام کا نہ ماننا اُن کی ہلاکت پر

شہادت ہو اور اُن کی راے یہ ہے کہ ایمان باطن سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام ظاہر سے چنانچہ اِن کے نزدیک فاسق مسلم ہے نہ مؤمن۔ شرح عقائد النسفی مصنفۂ علامۂ تکساری مین ہے کہ عامۂ معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ارکان دین یعنی توحید و نبوت و نماز و روزہ وغیرہ کا اعتقاد بطور تقلید کے رکھے تو ایسا شخص نہ مؤمن ہے نہ کافر اور ابو ہاشم کے نزدیک کافر ہے پس اسکی راے یہ ہے کہ جب دلیل عقلی سے اعتقاد ثبوت کو پہونچے اُس وقت مؤمن تسلیم کرنا چاہیے اور معتزلہ میثاق لینے کے منکر ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے کسی سے کلام نہین کیا نہ آدمؑ سے نہ نوحؑ سے نہ ابراہیمؑ سے نہ موسیٰؑ سے نہ عیسیٰؑ سے نہ محمدؐ سے نہ جبرئیلؑ سے نہ میکائیل سے نہ اسرافیلؑ سے علیہم السّلام اور نہ حاملان عرش سے اور نہ انکی طرف دیکھے گا جیسا کہ شیطان اور یہود و نصاریٰ سے بات نہین کرتا ہے[۱]۔ اور معتزلہ کہتے ہین کہ عقل نہین تجویز کرتی کہ انبیا سے عمداً کبائر سرزد ہوون اور انبیا مین سے کسی ایک کی فضیلت کے دوسرے پر قائل نہین سب کو برابر جانتے ہین اور کرامات[۲] اولیا کا انکار کیا ہے اِس وجہ سے کہ اولیا سے خرق عادت کے وقوع مین معجزے کے ساتھ اشتباہ ہوگا پھر اس صورت مین نبی اور غیر نبی مین تمیز کرنا مشکل ہے مگر ابو الحسین بصری معتزلی اور اُس کا شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا کے قائل ہین۔ اور معراج کے منکر ہین کہتے ہین کہ اُسکا ثبوت خبر آحاد سے ہے اور خبر واحد عمل کو واجب کرتی ہے نہ اعتقاد کو مگر بیت المقدس تک جانے کے منکر نہین[۳] اور معتزلہ انبیا مین باہمی تفضیل کے قائل نہین سب کو برابر اور ہم رتبہ جانتے ہین پس آنحضرت کی فضیلت انبیا پر نہین مانتے اور اُن کے نزدیک مجتہد کی راے مین کبھی غلطی نہین ہوتی جیسا کہ عامۂ متکلمین اشاعرہ کی راے ہے۔ اور انکا عموماً یہ قول ہے کہ ملائکہ علوی افضل ہین انبیا سے۔

اور امامت مین یہ لوگ آپس مین اختلاف کرتے ہین بعض کہتے ہین نصاً ہے بعض کہتے ہین اختیاراً ہے اور اُنکے نزدیک امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے بعض کے نزدیک یہ وجوب دلیل عقلی سے ثابت ہے اور عامۂ معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ دلیل شرعی سے ثابت ہے اور امام کا معصوم ہونا واجب نہین اور نہ اُسکا قرشی ہونا مشروط ہے اور ان کے نزدیک عبادت کا ثواب سوا فاعل کے غیر کو نہین پہونچتا خواہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ مرکب ہو مال اور بدن سے کیونکہ قضا و قدر نہین بدل سکتے پس دعا لغو ہے کچھ اُس سے فائدہ نہین ہوسکتا جس بات کی

دعا کی جاتی ہے اگر وہ مقدر کے مطابق ہے تو اُسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہوگی تو اسکا موجود ہونا ناممکن ہے اسی سبب سے ان کے مردے استغفار اور صدقات سے کہ نجات کا بڑا وسیلہ ہین محروم رہتے ہین اور سارے معتزلہ سوائے کعبی اور ابوالہذیل اور ابوالحسین بصری کے یہ کہتے ہین کہ معدوم بھی ایک شے ہے اور عالم واقع مین ثابت ہے مگر اسی قدر ہے کہ اُسکو وجود نہین ملا ہے اگر وجود مل جائے تو وہ موجود ہو جائے اس مرتبے کو انکی اصطلاح مین ثبوت اور تقرر کا مرتبہ کہتے ہین اور دلیل اُنکی یہ ہے کہ ممکن اپنے وجود کے قبل یا تو واجب ہوگا یا ممتنع اور یا ان دونون سے دونون مین وجود کے وقت انقلاب لازم آتا ہے پس یہ غلط ہے تو یہی رہا کہ ممکن اپنے وجود سے بیشتر بھی ممکن ہوگا اور امکان ایک ایسی صفت ہے جس کے لیے موصوف کا ہونا ضرور ہے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ ثابت ہے یا موجود ہے اگر موجود ہوگا تو پھر وجود اُسکو حاصل ہونا تحصیل حاصل ہے اسلیے یہ باطل ہے پس باقی یہ رہا کہ وہ ثابت ہوگا یہی مدعا ہے یعنی ممکن اپنے عدم کے وقت مین ثابت ہے اور موجود نہین ہے اور منشا اس قول کا یہ ہے کہ ان لوگون کے نزدیک وجود مین اور ماہیت مین فرق ہے کبھی ماہیت ہوتی ہے اور اسکو وجود عارض نہین ہوتا یہی مرتبہ تقرر کا ہے اسی کو معدوم ثابت کہتے ہین مگر موجود نہین کہہ سکتے موجود جب کہین گے کہ اسکو وجود مل جائے اور اس قسم کے معدوم مین ممکن کی قید اسواسطے لگا دیتے ہین کہ جو معدوم ایسا ہو بلکہ ممتنع ہو اُسکو تقرر کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا وہ بالاتفاق کچھ چیز نہین اور صوفیہ بھی اعیان ثابتہ کے عالم کی پیدایش سے قبل قائل ہین - اور اشاعرہ و ماتریدیہ و حنابلہ کہتے ہین کہ معدوم کچھ بھی نہین ممتنع ہو یا ممکن کیونکہ ان کے نزدیک وجود اور نفس حقیقت یا ماہیت مین ذرا فرق نہین ہے جب وجود نہوگا تو ماہیت بھی نہوگی اور یہ بات نامعقول ہے کہ ایک چیز سے عالم عدم مین وجود منفک ہو اور پھر اُسکو کسی قسم کا ثبوت ہو اگر اُسکو عالم عدم مین تقرر حاصل ہوگا تو وہ ایک ہی وقت مین موجود بھی ہوگی اور معدوم بھی ہوگی اور یہ بالکل خلاف قیاس ہے اسلیے کہ وجود کے کوئی اور معنے ہی نہین سوائے ثبوت اور تحقق اور تقرر کے معدوم بھی کہنا اور اسکے واسطے ثبوت بھی ڈھونڈھنا جو بلا شبہہ حرکات و سکنات کو چاہتا ہے بالکل سفسطہ ہے اور معدوم ثابت کے ابطال کی بڑی ضرورت اسلیے ہے کہ اہل سنت اس بات کے مقر ہین کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہین اور معدومات کے ثبوت کی

صورت میں یہ جائز ہو جائیگا کہ بعض معدومات ثابت سے تو قدرت کو تعلق حاصل ہووے اور بعض کے ساتھ کسی خصوصیت کی وجہ سے نہو بلکہ علی العموم معدومات ثابت مقدوریت کے دائرے سے نکل جائینگے اِسلیے کہ جس کو عدم میں ثبوت حاصل ہوگا وہ ازلی ہوگی پس قدرت الٰہی اُنکی ذات کے ساتھ کس طرح متعلق ہوسکتی ہے پھر اگر قدرت کا تعلق ان سے مانا جائیگا تو اسی قدر کہ وجود اسنے عطا کیا پس خدائے تعالیٰ ممکنات کا خالق اصلی اور موجد نہیں بن سکتا اور نہ اُسکو کسی چیز کی ایجاد پر قدرت ہوسکتی ہے اور یہ کفر صریح ہے۔ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ ان چار حالتوں میں اہل قبلہ کا خون مباح وحلال ہے (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے (۲) کوئی بدعت اُس سے حادث ہو (۳) سلطان سے بغاوت کرے (۴) فرائض کو ترک کرے اور ترک کو حلال جانے معتزلہ اہلِ سنت کے ساتھ پانچ باتوں میں بحث رکھتے ہیں (۱) مسئلہ صفات (۲) مسئلہ رویت (۳) مسئلہ وعد و وعید (۴) مسئلہ ایجاد افعال (۵) مسئلہ مشیت۔

ابن حزم نے ملل ونحل میں کہا ہے کہ معتزلہ کا عمدہ کلام وعد اور وعید اور قدر میں ہے پس جو کوئی یہ کہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور قدر کو ثابت کرے یعنے یہ کہے کہ بندے کے سارے افعال اللہ کی قضا وقدر سے ہیں اور آخرت میں اللہ کے دیدار ہونے کا اقرار کرتا ہو اور جو صفات الٰہی قرآن وحدیث میں مذکور ہے اُنھیں ثابت کرے اور صاحب کبیرہ کو دائرۂ ایمان سے خارج نکرے وہ معتزلی نہیں اگرچہ تمام عقائد میں معتزلہ کے ساتھ موافقت رکھتا ہو۔ یہ بیان مجمعًا معتزلہ کے عقائد کا ہے۔ بعض بعض باتوں میں ان میں آپس میں اختلاف ہے۔ ابو ہذیل علاف نے دس مسئلوں میں اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور ابراہیم بن سیار نظام نے تیرہ مسئلوں میں معتزلہ کے ساتھ مخالفت کی ہے اور بشر بن معتمر نے چھ مسئلوں میں اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور معمر بن عباد سلمی نے چار مسئلوں میں اپنے اصحاب سے مخالفت کی ہے اور ابو موسیٰ مزدار نے تین مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ہشام بن عمرو فوطی نے سات مسئلوں میں اپنے اصحاب سے مخالفت کی ہے اور عمرو بن بحر جاحظ نے پانچ مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ثمامہ بن اشرس نمیری نے چھ مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے۔

ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط اور اُسکے متبع معتزلۂ بغداد کہلاتے ہیں اور محمد بن عبد الوہاب جبائی اور

اُسکا بیٹا ابو ہاشم اور اُنکے متبع معتزلہ بصرہ مشہور ہین۔ دس مسئلون کے اندر معتزلہ بغداد و بصرہ مین اختلاف عظیم اور جبائی اور اُسکے بیٹے مین مسئلہ حال اور مسئلہ صلاح واصلح مین اختلاف ہے۔ اور احمد بن حائط نے اپنے استاد نظام کے مذہب پر تین باتین زیادہ کی ہین (۱) تناسخ کا قول (۲) آیات و اخبار جس قدر رویت الٰہی کے باب مین وارد ہین اُنھین رویت عقل فعال پر حمل کیا (۳) قیامت کو مسیح محاسب ہونگے اسلیے معتزلہ بہت سے فرقے ہو گئے ہین ان مین سے ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ اکثر معتزلہ فقہیات مین مقلد مذہب حنفی کے تھے جب اُنپر الزام عائد ہوتا تھا کہ فقہ مین روایت و درایت تو امام صاحب کی تسلیم کرتے ہو پھر اُنکے عقائد جو اُنکی کتاب فقہ اکبر مین مصرح ہین کیون نہین مانتے تب انھون نے یہ حیلہ اختراع کیا کہ امام صاحب نے کوئی کتاب تصنیف نہین فرمائی ہے اور فقہ اکبر محمد بن یوسف معروف بہ ابی حنیفہ بخاری کی تصنیف ہے [1]

اول واصلیہ یہ ابی حذیفہ واصل بن عطا کے متبع ہین اِس فرقے کو کبھی حسن بصری کی طرف منسوب کرکے حسنیہ بھی کہتے ہین واصل کا اعتزال چار قواعد پر چکر کھاتا ہے ایک نفی صفات الٰہی دوسرے قول بقدر تیسرے مرتکب کبیرہ درمیان منزل کفر و ایمان کے ہے چوتھے مرتکب کبیرہ ہمیشہ دوزخ مین پڑا رہیگا۔ ایک قول اُسکا یہ بھی ہے کہ اصحاب جمل و صفین اور قاتلان حضرت عثمان اور خاذلان حضرت عثمان مین سے ایک گروہ غیر معین مخطی ہے پس حضرت علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم مین جنگ جمل کے بعد سے اہلیت شہادت کی نہین رہی تھی ان کا قول متروک ہے حضرت عثمان کا حال مرتکب کبیرہ کا سا ہونا جائز بتاتا تھا اور واصل حضرت علی کو حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا تھا اگرچہ شیخین کی امامت کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ انعقاد امامت کا آدمیون کے اختلاف اور فتنے کے زمانے مین نہین ہوتا ہے امت جس وقت کہ مجتمع ہوکر ظلم و فساد ترک کرے تب کہین وہ محتاج سیاست کرنے والے امام کی ہوتی ہے پھر جبکہ نافرمان و فاجر ہوکر اپنے والی کو قتل کر ڈالے تو پھر

[1] علامہ ابو الیسر ...
ابراہیم ... فقہ اکبر
من ابائه وما نقل من بعض سفلة
المعتزلة وجهلة المعتزلة من ان لا ...
ابا حنيفة ليس له كتاب وان هذا الكتاب ...
محمد بن يوسف المعروف بابي حنيفة ...
البخاري فهو غلط صريح وتشطط فضيح ...
اختلفوه من جهة ان هذا الكتاب ...
ابطال قواعدهم واعمال عقائدهم ...
اسمہ دان لے کتب ... امام صاحب ...
وان قلت ليس لابي ... كتابا بمصنف ...

امامت کسی کے لیے منعقد نہین ہوتی ہے اِسی بنیاد پر کہتا تھا کہ امامت علی مرتضیٰ کی منعقد نہین ہوئی اول اول واصل ہی نے احکام شرعیہ کی تقسیم کی اور کہا کہ حق کے ثبوت کے چار طریقے ہین قرآن ناطق حدیث متفق علیہ اجماع امت وعقل وحجت یعنی قیاس واصل نے اور بھی چند مسائل اور اصطلاحین قائم کین مثلاً یہ کہ عموم وخصوص دو جداگانہ مفہوم ہین۔ نسخ صرف امر ونواہی مین ہوسکتا ہے اخبار وواقعات مین نسخ کا احتمال نہین[1] ان مسائل کے لحاظ سے اصول فقہ مین اولیت کا فخر واصل کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے لیکن یہ اُسی قسم کی اولیت ہوگی جس طرح نحو کے دو تین قاعدون کے بیان کرنے سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فن نحو کے موجد ہین اور واصل ہی نے علم کلام مین اول تصنیف کی تھی[2] یہ شخص ۸۰ھ ہجری مین مدینے مین پیدا ہوا تھا اور ۱۳۱ھ ہجری مین مرگیا۔

دوم عَمرُیہ یہ عمرو بن عبید کے اصحاب ہین جو واصل بن عطا کا شاگرد تھا اسکا مذہب بھی مثل واصلیہ کے ہے اور واصل کی طرح یہ بھی کہتا ہے کہ فتنہ وفساد کے زمانے مین امامت منعقد نہین ہوتی اِسی وجہ سے حضرت علی کی امامت کے منعقد ہونے کا قائل نہ تھا مگر اِس مسئلے مین منفرد ہوا کہ اصحاب جمل وصفین اور جو حضرت عثمان کے جھگڑے مین شریک رہے وہ تمام فاسق ہین اور مسائل قدر مین قدریہ کے مطابق ہے بلکہ بہت بڑھا ہوا ہے یہ شخص یزید ناقص بن ولید بن عبد الملک بن مروان کے داعیون مین سے تھا بنی امیہ کی حکومت کے زمانہ مین اس یزید نے اپنے چچازاد بھائی ولید کو خلافت سے دور کرنے کے لیے بہت کچھ سازشین کین اور اُسکو بدنام کرکے ایک گونہ اپنے مقصد کے حاصل کرنے مین کامیابی حاصل کرلی اور داعیون کی کوشش سے عوام کا میلان طبع یزید کی طرف یوماً فیوماً بڑھتا گیا یزید درپردہ لوگون سے بیعت لینے لگا اور اپنے داعی اطراف وجوانب بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجتا رہا اور آخرکار جمادی الاخری ۱۲۶ھ ہجری مین ولید کو قتل کرکے خود خلیفہ ہوگیا پھر جب ۱۳۶ھ ہجری مین ابو جعفر منصور عباسی خلیفہ ہوا تو اُسکی امامت کا قائل ہوگیا۔ سمعانی نے کتاب انساب مین کہا ہے کہ جب یہ اختلاف ہوا کہ خوارج تو مرتکب کبیرہ کو

کافر کہنے لگے اور ایک جماعت نے کہا اگرچہ انھون نے فسق کیا مگر مؤمن ہین تو واصل نے دونون گروہ سے اختلاف کیا اور کہا مرتکب کبیرہ نہ مؤمن ہے نہ کافر تو حسن نے اپنی مجلس سے اُسے بند کر دیا اور واصل نے بھی انھین چھوڑ دیا اور عمرو بن عبید واصل کی صحبت مین شریک ہو گیا اِس لیے دونون اور اُن کے متبع معتزلہ کہلانے لگے۔

سوم ہذیلیہ ابو ہذیل حمدان بن ہذیل علاف شیخ المعتزلہ کے پیرو ہین بعض نے ابو ہذیل کا نام محمد لکھا ہے اس نے عثمان بن خالد طویل شاگرد واصل بن عطا سے علم حاصل کیا تھا اور استطاعت کو ایک عرض منجملہ اعراض کے بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ استطاعت صحت و سلامتی کا نام نہین ہے اور کہتا تھا کہ افعال دل اور افعال اعضا مین فرق ہے اور اُسکا زعم یہ تھا کہ بندے کے افعال بغیر اُسکی قدرت کے سرزد نہین ہو سکتے اور استطاعت حالت فعل مین قدرت کے ساتھ ہوا کرتی ہے اور افعال اعضا کو بندے کی قدرت کے بدون بھی جائز بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ فعل اعضا سے قدرت مقدم ہوتی ہے اور کعبی نے ابو ہذیل سے نقل کیا ہے کہ اُسکا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اُسکی مراد سے غیر ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ ارادہ اُسکا شے کا پیدا کرنا ہے اور شے کے پیدا کرنے مین اور نفس شے مین فرق ہے اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو جو سمیع اور بصیر کہتے ہین اُسکے یہ معنے ہین کہ وہ زمانۂ آئندہ مین سنیگا اور زمانۂ آئندہ مین دیکھے گا اسی طرح لفظ غفور اور رحیم اور محسن اور خالق اور رازق اور آمر اور ناہی وغیرہ کے معانی بیان کرتا تھا کہتا تھا کہ ساری طاعات کیا فرائض اور کیا نوافل ایمان ہین اور کہتا تھا کہ باری تعالیٰ عالم بہ علم ہے اُسکا علم بھی اُسکی ذات ہے اور قادر بہ قدرت ہے اُسکی قدرت بھی اُسکی ذات ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ عقیدہ اُسنے اقوال فلاسفہ سے اخذ کیا تھا جن کا قول یہ ہے کہ ذات باری تمام جہتون سے واحد ہے اور کسی طرح کثرت کو اسمین راہ نہین اور صفات الٰہی سوائے ذات الٰہی کے کوئی دوسری چیز نہین جو اسکے ساتھ قائم ہون جتنی صفات اُسکی ثابت ہون وہ یا تو سلوب ہین یا لوازم ہین سلوب اُن چیزون کو کہتے ہین کہ نسبت سلب کے بغیر باری تعالیٰ کی صفت نہین ہو سکتین جیسے جسم اور جوہر اور عرض جب سلب کو اُنسے لگاؤ ہو جاتا ہے اور اُسکی علامت یعنی حرف نفی لے آتے ہین تو اُس وقت یہ اللہ تعالیٰ کی صفت واقع ہو سکتی ہین مثلاً اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے اور لوازم سے مراد یہ ہے کہ واجب الوجود کا وجود مین ماہیت سے اور اُسکی وحدت حقیقی ہے فرق تھا

ابو ہذیل اور فلاسفہ میں یہ ہے کہ فلاسفہ تمام صفات کی نفی کرتے ہیں اور ابو ہذیل ایسی صفات ثابت کرتا ہے جو اسکی ذات کی عین ہیں یا ایسی ذات ثابت کرتا ہے جو صفات کی عین ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں بناتا ایک ہی کہتا ہے اور ابو ہذیل نے اللہ تعالیٰ کو ایک ایسے ارادۂ حادث کا مرید ٹھہرایا تھا جس کے لیے کوئی محل نہیں ہے اور اپنے زعم میں اللہ تعالیٰ کو اس ارادے کے ساتھ متصف جانتا تھا اور یہ قول پہلے اُسی نے نکالا ہے پھر جو قائل اس بات کا ہوا اس کو اس عقیدہ مخصوص میں ابو ہذیل کا متبع سمجھنا چاہیے اور کہا کہ بعض کلام الٰہی کے لیے محل نہیں ہے جیسے قول کُن اور بعض کے واسطے محل ہے جیسے امر و نہی اور خبر وجہ اسکی یہ ہے کہ جب ایجاد ممکنات لفظ کُن سے ہوئی ہے تو اسکے واسطے محل کہاں سے نکلے گا پس اُسکے عقیدے کی رو سے امر تکوین اور امر تکلیف میں فرق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی معدوم کو یہ حکم دینا کہ موجود ہو جا جدا ہے اور بندوں کو کسی کام کے کرنے کا حکم دینا یا کسی کام کے کرنے سے منع فرمانا یہ علیحدہ ہے پہلی مثال امر تکوین کی اور دوسری امر تکلیف کی اور حاصل کلام یہ ہے کہ ابو ہذیل کے نزدیک کلام الٰہی عرض ہے اور پھر اسکی دو قسمیں ہیں (۱) بعض عرض بے محل کے بھی قائم ہوسکتا ہے (۲) بعض عرض ایسا ہے کہ وہ محل کے ساتھ قائم ہوتا ہے پہلی صورت کی مثال لفظ کُن (بمعنی ہو) ہے کہ وہ کسی موجود ممکن کے ساتھ قائم نہیں ہوتا اس واسطے کہ سارے ممکنات کا حدوث اِسی کلمے کی بدولت ہوا ہے اور یہ اپنے وجود میں کل مخلوقات سے مقدم ہوگا اور دوسری قسم کی مثال امر و نہی ہیں کہ مکلفین کے ساتھ قائم ہوتے ہیں کہ یہی اُسکے محل ہیں اور ابو ہذیل نے کہا ہے کہ اللہ کے مقدورات منتہی ہیں اب وہ کسی شے کے حادث کرنے پر اور نہ کسی شے کے فنا کرنے پر نہ کسی کے مارنے پر نہ کسی کے جلانے پر قدرت رکھتا ہے اہل جنت و دوزخ کی حرکات منقطع ہو کر سکون دائمی ہو جائیگا اور اس سکون میں لذت اہل جنت کے واسطے اور آلام اہل دوزخ کے لیے جمع ہو جائینگے۔ چونکہ یہ مذہب جہم بن صفوان کا بھی ہے کہ جنت و دوزخ فنا ہو جائینگی

اسلیے معتزلہ ابوہذیل کو جہمی الآخرۃ کہا کرتے تھے۔ اور ابوہذیل کہتا تھا کہ مرد مقتول اگر قتل کیا جاتا تو بھی اُسی وقت پر مرجاتا۔ علم نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے اور غائب بات پر حجت قائم نہیں ہوتی مگر جبکہ بیس شخص خبر دین ابوہذیل مین اور ہشام بن حکم مین احکام تشبیہ کی بابت مناظرات ہوئے تھے تنبیہ علاف نے عدل۔ توحید۔ وعد۔ وعید اور منزلت بین المنزلتین کا نام اصول خمسہ رکھا تھا اسکے نزدیک اللہ کی معرفت قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

چہارم نظامیہ یہ ابراہیم بن سیار نظام کے متبع ہین نسیم الریاض مین لکھا ہے کہ نظام نون کے فتح اور ظاے معجمہ کی تشدید سے ابراہیم کا نام ہے جس کے باپ کا نام بعض سیار (سین مہملہ سے) بتاتے ہین بعض شیار (شین معجمہ سے) اور بعض شیبان (شین معجمہ و یاے تحتانی اور اسکے بعد باے موحدہ اور الف و نون) اور اسکا سلسلہ نسب یون ہے نظام ابن شیبان ابو اسحاق غلام آزاد بنی حارث بن قیس بن ثعلبہ۔ نظام معتصم عباسی کے عہد مین تھا اس نے فلسفے مین نظر کی تھی اور فلاسفہ کی بہت سی باتون کو معتزلہ کے کلام مین ملا دیا تھا۔ چند مسائل مین متفرد ہوا اور جسنے اول اہل قبلہ کی تکفیر کی ہے وہ یہی نظام ہے اسکے اِس قول سے کہ عالم کے تمام جاندار ایک جنس سے ہین یہ بات لازم آتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال ابلیس کے افعال کے مثل ہون اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی سیرت حجاج کی طرح ہو اسلیے کہ اتحاد جنس مستلزم ہے اتحاد آثار کو اور یہ دونون قول باطل ہین۔ اور کہتا تھا اللہ کو برائیون پر قدرت نہین ہے اُسکی قدرت کے سلب ہوجانے کے بعد یہ واقع ہوتی ہین آخرت میں اہل جنت و دوزخ کے واسطے ثواب و عذاب مین کمی بیشی کردینا اُسکی قدرت مین نہیں ہے اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی بڑی تنزیہ برائیون سے یہی تھی کہ انپر اُسکو قادر نہ سمجھنا چاہیے اور اللہ کے ارادے کی اِس طرح تفصیل کی تھی کہ اُسکا ارادہ اپنے کامون کے لیے یہ ہے کہ وہ انکو اپنے علم کے موافق پیدا کرتا ہے اور بندون کے افعال کے لیے ارادہ یہ ہے کہ وہ اُنکو اُنکے کامون کے کرنے کے لیے حکم دیا کرتا ہے بندون کے سارے افعال حرکات ہین روح ہی انسان ہے رہا بدن سو فقط وہ ایک آلہ ہے اور روح ایک جسم لطیف ہے بدن مین اِس طرح ساری ہے جیسے گلاب گل مین اور تیل تل مین اور گھی دودھ مین اور جو کام قدرت سے باہر ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اُسی کا فعل ہے تحفہ خمس بازدہ مین مقابلہ ثانی کی پہلی فصل مین مذکور ہے کہ جب نظام معتزلی متکلم کو

ابطال جزولایتجزیٰ کے دلائل معلوم ہوئے اورکوئی شبہ اُنپر وارد نکرسکا تو اُن دلائل کو اُسے ماننا پڑا اور اس بات کا اقرار کیا کہ جسم اِس بات کے قابل ہے کہ جتنا چاہین اُسکی تقسیم کرسکین کہین کسی حد پر اُسکی تقسیم رُک نہین سکتی مگر اُسنے اسمین تفریق نکی جو شے بین بالفعل موجود ہوتا ہے اور جو بالقوہ موجود ہوتا ہے اسلیے یہ خیال کرلیا کہ جیکہ جسم مین انقسامات نامتناہی ممکن ہین تو وہ اُس مین بالفعل حاصل ہین کیونکہ جو انقسام ممکن ہوتا ہے بالفعل ہوتا ہے اور یہی راے سارے متکلمین کی ہے کہ تقسیم اُن اجزا کی ہوتی ہے جو بالفعل موجود ہون پس نظام کے نزدیک جسم ایسے اجزا سے بنا ہے جو بالفعل غیر متناہی ہین اور اِس راے پر یہ لازم آیا کہ جسم مین اجزاے لایتجزی نامتناہی ہین باوجودیکہ نظام نے بظاہر متکلمین سے جو ہیولے کے منکر ہین اِس راے مین اختلاف کیا تھا کہ جسم مفرد اجزاے لایتجزیٰ سے بنا ہے۔ اور محقق طوسی کی شرح اشارات کے نمط اول مین جو جوہریت اجسام کے بیان مین ہے مذکور ہے کہ نظام کے اِس قول سے کہ جسم بے انتہا بار تقسیم ہوسکتا ہے دو مقدمے پیدا ہوتے ہین (۱) جسم مین اشیاے غیر منقسم موجود ہین (۲) جو چیز ایسی ہو کہ جسم مین موجود ہو اور منقسم نہو وہ قسمت قبول نہین کرتی نتیجہ اِن دونون مقدمون سے یہ نکلا کہ جسم قابل ہے ایسی چیزون کو جو قسمت قبول نہین کرتین اور یہی جزولایتجزی کا مطلب ہے۔ فرق اُن متکلمون مین جو اجزاے لایتجزی کے مقر ہین اور نظام مین اِس قدر ہے کہ اُن کے نزدیک جسم اجزاے لایتجزیٰ متناہی سے مرکب ہے اور اُس کی راے کے موافق غیر متناہی سے اور وہ لوگ صریحًا اِس بات کے قائل ہین کہ جسم اجزاے لایتجزیٰ سے بنا ہے اور نظام نے اِسکا اقرار تو نہین کیا ہے مگر اُسکے قول سے جسم کا اجزاے لایتجزیٰ سے مولف ہونا لازم آتا ہے صدرا کی فصل ابطال جزو لایتجزیٰ مین مذکور ہے کہ جب ان لوگون نے جن کے نزدیک اجزاے لایتجزیٰ متناہی ہین اصحاب نظام پر جو مناظرے بین یہ اعتراض کیا کہ تمھارے قول سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی محدود مسافت کو غیر متناہی زمانے کے بغیر قطع نکرسکین حرکت کے وقت جسم کے ہر جزو کے لیے ضرور ہے کہ وہ اپنے حیز سے نکل کر دوسرے حیز مین داخل ہو اور جب جسم کا ایک جزا یک حیز کو چھوڑ کر دوسرے حیز مین جائے تو دوسرا جزا اُس حیز مین آئے اسی طرح تمام اجزا اپنے اپنے حیز کو بدلین اور جب جسم مین اجزاے غیر متناہی ہوے تو مسافت بھی غیر متناہی زمانے مین قطع ہوسکے گی اصحاب نظام نے

اس اعتراض کے جواب میں کہا کہ متحرک طفرہ کرتا ہے۔ طفرہ اسے کہتے ہیں کہ متحرک ایک جزو مسافت سے دوسرے جزو مسافت کو اس طرح طے کرے کہ ان دونوں جزوں کے درمیان میں بہت سے اجزائے متناہی بھی طے ہو جائیں۔ اور نظام ظاہر کو اعراض مجتمعہ سے مؤلف بتاتا تھا اور کبھی کہتا تھا کہ رنگ اور مزہ اور بو وغیرہ سارے اعراض اجسام ہیں۔ امام فخر الدین رازی جلد اول تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۲ میں کہتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ نظام کے نزدیک آواز جسم ہے یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ نظام اذکیاء الناس سے تھا اور اسکی شان سے بعید ہے کہ وہ آواز کی نسبت کہے کہ وہ جسم ہے چونکہ اُسنے کہا ہے کہ آواز کے پیدا ہونیکا سبب ہوا کا تموج ہے جہّال نے یہ خیال کر لیا کہ نظام کی مراد یہ ہے کہ آواز ہمین ہوا ہے اور نظام یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ نے ساری موجودات کو یکبارگی اسی حالت پر پیدا کیا ہے جسپر وہ موجود ہے تقدیم و تاخیر ان میں نہیں ہوئی ہے کہ آدم علیہ السلام اپنی اولاد سے پہلے پیدا ہوئے ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ اللہ نے بعض موجودات کو بعض میں چھپا رکھا تھا تقدم و تاخر کون و ظہور میں واقع ہوا ہے کہتا تھا کہ علم مثل جہل مرکب کے ہے

اما یا ان مثل کفر کے قرآن کا اعجاز فقط اس راہ سے ہے کہ غیب کی خبر دی ہے زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے معاملات کو بیان کیا ہے اور نظم قرآن معجز نہیں ہے اللہ نے نہیں چاہا کہ عرب اُسکے جواب کا اہتمام کر سکیں ورنہ اُن لوگوں کے امکان میں تھا کہ اسکی عبارت سے اچھی عبارت تیار کر لیتے نظام کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب کو یہ قدرت حاصل تھی کہ وہ مثل قرآن کے عبارت تیار کر لیتے اور ویسا کلام کہہ سکتے جب حضرت سرور عالم رسول ہو کر آئے تو اللہ پاک نے اُن سے یہ قدرت سلب کر لی تھی اجماع اور قیاس کے حجت ہونے کا منکر تھا متواتر کو محتمل الکذب جانتا تھا قدر میں بڑا غالی تھا کہتا تھا اللہ کو بندے کے افعال اختیاری میں کوئی ما خلت نہیں ہے وہ آپ مختار ہے اور تشیع کی طرف مائل تھا صحابہ میں طعن کرتا تھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اکذب الناس بتاتا تھا کہتا تھا کہ حضرت فاطمہ دختر رسول پر مار پڑی وہ میراث عترت سے منع کی گئیں اور اُسکا قول یہ تھا کہ امام کے لیے نص واجب ہے اور نبی کی طرف سے حضرت علی کے حق میں نص ثابت ہے مگر حضرت عمر نے اُسے چھپایا۔ اللہ کی معرفت کو قبل ورود شرع کے واجب ٹھہراتا تھا اور نکاح کنیزان دار الحرب کو حرام کہتا تھا۔ نماز تراویح کو ناجائز بتاتا تھا۔ میقات سے حج سے منع کرتا تھا۔ معجزہ شق القمر کی تکذیب کرتا تھا دیت جن کو عمل جانتا تھا یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اُس قدر مال کی چوری سے جسکی مقدار پر زکوۃ واجب نہو تی ہو فاسق

نہین ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص ایک سو ننانوے درم چاندی یا انیس مثقال سونا یا چار اونٹ یا ۳۹ عدد بھیڑ بکری یا ۲۹ عدد گائے بھینس چرائے تو فاسق نہوگا اور اُسکے نزدیک طلاق کنایہ سے واقع نہین ہوتی اگرچہ جی مین نیت طلاق ہی کی کیون نہو اور لیٹنے سے اگر سو گیا تو وضو نہین ٹوٹتا جب تک حدث نہو نماز فائت کو قضا لازم نہین بتاتا تھا۔ محمد بن شبیب۔ ابو شمر یونس بن عمران فضل حدبی۔ اور احمد بن حابط اُسکے اصحاب تھے۔

پنجم اسواریہ ابو علی عمرو بن قائد اسواری کے متبع ہین یہ سب باتون مین نظامیہ کے موافق ہوگئے ہین مگر ایک اس بات مین مختلف ہین کہ جس امر کو اللہ جانتا ہے کہ نہ کریگا اُسکے کرنے پر قدرت نہین رکھتا ہے اور انسان اُسکے کرنے پر قادر ہے۔

ششم اسکافیہ ابو جعفر محمد بن عبد اللہ اسکافی کے پیرو ہین وہ بھی سارے عقائد مین نظام کے موافق تھا مگر اس بات کا قائل تھا کہ اللہ کو ظلم عقلا پر قدرت نہین ہے ظلم اطفال و مجانین پر قدرت ہے۔

ہفتم جعفریہ یہ متبع ہین جعفر بن مبشر اور جعفر بن حرب بن میسرہ کے یہ بھی نظامیہ کے موافق ہین اور اس بات کے قائل ہین کہ اس امت کے فساق مین ایسے لوگ بھی ہین جو یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بھی بدتر ہین شراب پینے والے سے حد کو ساقط بتاتے تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ گناہان صغیرہ فاعل کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے موجب ہین اور ایک حبہ کا چور بھی فاسق ہے ایمان اُسکا جاتا رہتا ہے اگر کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ کسی عورت کے پاس پیغام بھیج کر اس سے نکاح کرنا چاہے پھر وہ عورت اُسکے پاس آئے اور یہ اُس سے صحبت کرے بغیر نکاح کے تو اسپر کچھ حد نہین آتی ہے یہ صحبت اس عورت کے ساتھ نکاح ٹھہریگی۔

ہشتم بشریہ بشر بن معتمر کے متبع ہین اسکا قول یہ تھا کہ جسم مین اعراض طعم اور رنگ اور بو اور سمع و بصر وغیرہ کے ادراکات جائز ہے کہ بطور تولد کے غیر کے فعل سے حاصل ہون جس طرح سے

کہ ان اعراض کے اسباب غیر کے فعل سے واقع ہوتے ہیں اور تولید کا قول معتزلہ میں اسی سے پھیلا ہے اور قدرت و استطاعت سلامتی بدن و اعضا کی طرف معروف ہے اور اس میں افراد کرتا تھا اور فلاسفہ طبیعین کی طرف میل رکھتا تھا اور کہتا تھا اللہ تعالیٰ تعذیب اطفال پر قادر ہے لیکن جب ایسا کریگا تو ظالم ہوگا پس اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ عیب اٹھانے کے لیے اسکی یہ راے ہے کہ جب وہ کسی بچے کو عذاب دے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بچہ عاقل بالغ ہو کر عذاب کا مستحق ہوگا غرض اسکے نزدیک اللہ ظلم پر قادر ہے مگر جب وہ ظلم کرے تو یوں تاویل کرکے اُسے عادل ماننا چاہیے اور اللہ کا ارادہ منجملہ اُس کے افعال کے ہے پھر یہ ارادہ دو طرح پر ہے ایک صفت فعل دوسرے صفت ذات اور لطف مخزون کا قائل تھا مگر کہتا تھا اللہ نے اس لطف کو اسلیے نہیں پیدا کیا کہ اللہ پر پھر ثواب دینا واجب ہوجاتا اور پہلی توبہ متوقف ہے دوسری توبہ پر اور توبہ نفع نہیں کرتی مگر جبکہ پھر وہ کام نہ کرے اگر پھر وہی کام کیا تو پہلی توبہ نافع نہیں ہوتی ہے۔

فہم مزداریہ یہ متبع ہیں ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح معروف بمزدار تلمیذ بشر بن معتمر کے یہ شخص زاہد تھا اسکو راہب المعتزلہ کہتے تھے چند مسائل میں متفرد تھا جیسے یہ کہ اللہ ظلم و کذب پر قادر ہے اس سے کچھ اس کی ربوبیت میں بٹہ نہیں لگتا ہے جب ایسا کریگا تو ظالم اور کاذب قرار پائیگا یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ قرآن پر قدرت ہو سکتی ہے قرآن کی فصاحت و بلاغت لوگوں کو عاجز نہیں کرتی ہے بلکہ وہ اس سے بہتر کلام لا سکتے ہیں اور قرآن کے مخلوق ہونے کے باب میں اسکو بڑا اصرار تھا اور جو قرآن کو قدیم کہتے انہیں کافر جانتا تھا یہی قول اسکا اصل معتزلہ ہے مسئلہ خلق قرآن میں اس کے زمانے میں بہت سے تشدد و سلطنت پر جاری ہوئے اس لیے کہ وہ قائل قدم قرآن کے تھے کہتا تھا کہ جو کوئی یہ کہتا اللہ کو آنکھوں سے بلاکیف کہتا ہے وہ کافر ہے اور یہ اسی طرح جو شخص سلطان سے ملابست رکھتا ہے یا خلق اعمال کا مقر ہے وہ بھی کافر ہے نہ اسکو کسی مسلمان کی وراثت پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی اور مسلمان اسکا وارث قرار پا سکتا [illegible] کہ ایک فعل دو فاعلوں سے بطور تولید کے صادر ہونا بطور [illegible]

وہم ہشامیہ یہ متبع ہشام بن عمرو فوطی کے ہیں شفا سے قاضی عیاض کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ لفظ فوطی میں فا اور اسکے بعد واو ساکن ہے بعض نسخے والے کے نوٹ سے لکھا ہے اور واو کے بعد طا کے بعد یا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فا کی حرکت پا سے موحدہ مضموم اور اسکے بعد واو ساکن اور واو کے بعد طا کے بعد

یا سے نسبت ہے بعض کتابوں میں غوطی نہیں نقطعہ دار سے لکھا ہے یہ شخص قدر میں بڑا مبالغہ رکھتا تھا کسی فعل کو بھی اللہ کی طرف منسوب نہیں کرتا تھا یہانتک کہ اس بات کا بھی منکر تھا کہ اللہ نے مومنوں کے دلوں میں الفت دی ہے اور وہ مومنوں کے واسطے ایمان کو دوست رکھتا ہے اور اسنے کافروں کو گمراہ کیا ہے اور جو آیات قرآن پاک کی اس باب میں آئی ہیں ان کا مخالف تھا حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہنے سے منع کرتا تھا اسلیے کہ وکیل کا رتبہ موکل سے کم ہوتا ہے حالانکہ وکیل اسماے الٰہی میں حفیظ کے معنے میں ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ یعنی تو ان کا نگہبان نہیں ہے اور اس بات کا بھی قائل تھا کہ اعراض اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا خالق ہے اور نہ ان سے رسول کی رسالت پر دلالت ہوسکتی ہے بلکہ اجسام دلالت کرتے ہیں اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ مردے کا زندہ کردینا اور عصا کا سانپ بن جانا دلیل صدق دعویٰ نبوت کی نہیں ہوسکتی اس بات کا منکر تھا کہ دریا موسیٰ علیہ السلام کے واسطے پھٹ گیا اور انکا عصا سانپ بن گیا یا حضرت عیسیٰؑ نے مردوں کو زندہ کیا ہو یا چاند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شق ہوگیا ہو اس طرح کے بہت سے امور متواتر کا منکر تھا جیسے محصور ہونا حضرت عثمانؓ کا اور مقتول ہونا اُن کا غلبے سے کہتا تھا کچھ لوگ اس کے ناقل ہیں سو یہ وہ لوگ ہیں جو عمال کے شاکی تھے وہ گھس پڑے اور انھوں نے حضرت عثمانؓ کو مار ڈالا معلوم نہیں کہ قاتل کون تھا ایک قول اسکا یہ بھی تھا کہ طلحہ و زبیر و حضرت علی بن ابی طالب جنگ جمل میں کچھ لڑنے کو نہیں نکلے تھے بلکہ مشورے کے لیے باہر آئے تھے مگر دونوں فریق کے جانبداروں نے ایک دوسرے پر حملہ کردیا اسکا بھی قائل تھا کہ شیطان انسان میں داخل نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ تو باہر سے وسوسہ ڈالتا ہے اس وسوسہ کو اللہ ابن آدم کے دل تک پہونچا دیتا ہے اور اسکا یہ قول تھا کہ قرآن حرام و حلال پر دلالت نہیں کرتا اور کہتا تھا کہ اگر ایک آدمی نے اچھی طرح سے وضو کرکے نماز پڑھنا شروع کی بہ نیت قرب خدا کے اور عزم کیا کہ نماز تمام کرے پھر رکوع و سجدہ کیا لاابالعدوان سب ارکان میں مخلص رہا مگر اللہ کو معلوم ہے کہ وہ اس نماز کو آخر میں قطع کردیگا تو پہلی نماز اسکی معصیت ہوئی اور انعقاد امامت کا آدمیوں میں اختلاف اور فتنے کے زمانے میں نہیں ہوتا ہے اور امامت جس وقت کہ مجتمع ہوکر ظلم و فساد ترک کرے تب کہیں وہ محتاج سیاست کرنے والے امام کی ہوتی ہے پھر جبکہ نافرمان و فاجر ہوکر اپنے والی کو قتل کرڈالے

تو پھر عقد امامت کا کسی کے لیے نہیں ہوتا ہے اسی بنا پر کہتا تھا کہ امامت علی مرتضیٰ کی منعقد نہیں ہوئی اسلیے کہ وہ بیعت وقت فتنے کے بعد شہادت حضرت عثمان کے وقوع میں آئی تھی اور کہتا تھا کہ جنت ودوزخ مخلوق موجود نہیں ہیں کیونکہ اُن کے بالفعل موجود ہونے میں کوئی فائدہ نہیں اور جنت میں ازالہ بکارت کا بھی منکر تھا یہ بھی کہتا تھا کہ تافع وضار تاقشہ کا نام نہیں ہے اور وہ لوگ قشہ نے کافر کو پیدا کیا ہے۔

یازدہم حابطیہ بانٹے موہدہ کے ساتھ احمد بن حابط کے متبع ہیں اسنے ابراہیم بن سیار نظام کی صحبت پائی تھی اسکا قول ہے کہ خلق کے دو معبود ہیں ایک خالق و معبود قدیم ہے دوسرا مخلوق عیسیٰ بن مریم ہیں مسیح کو ابن اللہ اعتقاد کرتا تھا کہتا تھا کہ آخرت میں حساب و کتاب خلق کا مسیح کرینگے اس آیت قرآن کا یہی مطلب ہے ہَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں کہ اللہ اُنکے پاس ابر کے سائبانوں میں آئے اور کہتا تھا یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھکر فرمایا اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ یعنی تحقیق تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے جیسے کہ اس چاند کو دیکھتے ہو مراد اس سے عیسیٰ ہیں اور اسکا یہ اعتقاد تھا کہ چوپایوں اور پرندوں اور حشرات میں یہاں تک کہ مچھر اور پسو اور مکھی میں بھی انبیا ہوتے ہیں بدلیل اس آیت کے وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ ہو چکا ہو و قوله تعالیٰ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم یعنی نہیں کوئی چلنے والا زمین پر اور نہیں کوئی پرندہ کہ اپنے بازوؤں سے اُڑے مگر ایک ایک امت ہے تمھاری طرح اور بدلیل حدیث کہ عبداللہ بن مغفل سے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِّنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے ایک امت ہیں امتوں میں سے تو تحقیق میں اُن سب کے قتل کرنے کے لیے حکم دیتا اور تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا اللہ کی روح نے ائمہ میں تناسخ کیا ہے ایک یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ نے ابتداءً ساری خلق جنت میں پیدا کی تھی جو کوئی جنت سے باہر نکلا وہ اپنی معصیت کے سبب سے نکلا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بسبب تعدد نکاح کے طعن کرتا تھا کہتا تھا ابو ذر غفاری حضرت سے زیادہ زاہد و عابد تھے۔

دوازدہم حدثیہ ۔ پیرو فضل حدثی شاگرد نظام کے ہین ملل ونحل شہرستانی مین حدثی تا سے مثلثہ سے لکھا ہے اور شرح مواقف مین باے موحدہ کے ساتھ مندرج ہی انکا مذہب بھی حابطیہ کا سا ہے تناسخ کے معتقد ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اس جہان کے علاوہ ایک اور جہان مین ابتدا ءً حیوانات کو عاقل و بالغ پیدا کیا تھا اور بہت کچھ نعمت عطا کی تھی اور علوم بھی بخشے تھے پھر ان کا امتحان منظور ہوا اور حکم ہوا کہ ہماری عطیات کا شکریہ ادا کرین بعض نے تعمیل کی اور بعض نے نکی جنہون نے تعمیل کی تھی انھین جنت مین بھیجا اور جنہون نے نافرمانی کی تھی انھین جہنم مین ڈالا اور بعض ایسے بھی تھے کہ انھون نے بعض احکام الٰہی کی تعمیل کی تھی اور بعض احکام کی تعمیل نکی تھی انھین دنیا مین بھیجدیا اور یہ اجسام ان کو مختلف رنگ کے دئے گئے اور طرح طرح کے رنج و خوشی اور نفع و ضرر مین انکو ان کے گناہون کے بموجب مبتلا کیا گیا جن لوگون کے گناہ کم اور طاعت زیادہ تھی انکو عمدہ صورت عطا ہوئی اور انپر مصیبت کم ڈالی گئی اور جنکی عبادت کم تھی اور گناہ زیادہ انکو بُری صورت دی اور سخت مصائب مین گرفتار کئے گئے اور جب تک حیوان پورے پورے گناہون سے سبکدوش نہین ہوجاتا برابر دنیا مین اس کی صورتین بدلتی رہتی ہین ۔

سیزدہم صالحیہ ۔ پیرو صالحی کے ہین وہ کہتا تھا جائز ہے کہ مردے کو علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر حاصل ہو اسکا یہ بھی قول تھا کہ جوہر بغیر اعراض کے بھی پایا جاسکتا ہے اور اسکا اعتقاد تھا کہ تعذیب و تنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور یہی راے بعض علماے کرامیہ کی ہے ملہ

چہاردہم معمریہ ۔ معمر بن عباد سلمی کے اصحاب ہین معمر مین دونون میم مفتوح اور عین مہملہ ساکن ہے جعفر کے وزن پر ہے تبصرے مین لکھا ہے معمر یہ معمر بن عباد صیمری کی طرف منسوب ہین اور لفظ صیمری بصاد مہملہ مفتوح اور یاے تحتانی ساکن اور میم مفتوح اور راے مہملہ صیمر کی طرف منسوب ہے جو ایک گانون یا شہر کا نام ہے بعض نسخون مین ضاد معجمہ سے لکھا ہے اس صورت مین ضیمر کی طرف منسوب ہے جو ایک قبیلے کا نام ہے تلمسانی نے اسی طرح تحقیق کیا ہے ۔ معمریہ کہتے ہین انسان حی عالم قادر مختار ہے اور نہ متحرک ہے نہ ساکن نہ طویل نہ عریض نہ متلون نہ وہ دیکھتا ہے نہ چھوتا ہے نہ حلول کرتا ہے کسی جگہ مین نہ اسکو کوئی جگہ حاوی ہوتی ہے اور وہ مدبر بدن ہے کچھ بدن مین حلول کرنے والا نہین ہے بلکہ انسان ایک شے سوا اس جسد کے ہے غرض کہ انھون نے انسان کو

توصیف وصف الٰہیت کے ساتھ کی ہے کیونکہ یہی وصف ان کے نزدیک مدبر عالم کا بھی تھا اور انکا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ نے سوائے اجسام کے اور کچھ پیدا نہیں کیا ہے اور اعراض متولد ہیں انہیں اجسام سے یا تو بالطبع جیسے آگ سے احراق اور سورج سے حرارت پیدا ہوتی ہے یا بالاختیار جیسے حیوان سے رنگ اور اعراض ہر نوع کے غیر متناہی ہوتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ معمر کے نزدیک اعراض کا خالق اللہ نہیں بلکہ یہ سب طبائع اجسام سے پیدا ہوتے طبائع اجسام ان آثار کی مقتضی ہیں اور کہتا ہے کہ قرآن اجسام کا فعل ہے نہ اللہ کا کیونکہ یہ مرکب ہے حروف اور آواز سے اور حروف و آواز جسم میں پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ کا ارادہ واسطے کسی شے کے غیر خدا و غیر مخلوق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس کا علم نہیں ہے ورنہ عالم و معلوم میں اتحاد لازم آئے گا جو ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم نہیں ہے اِسلیے کہ لفظ قدیم اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ قدیم ہے اور اللہ کا زمانی ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ زمانے سے بری ہے نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ معمر کا قول ہے کہ قرآن اللہ پر دلالت نہیں کرتا اور نہ رسول کی رسالت پر حجت ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں کسی قسم کا معجزہ نہیں ہے اور قرآن سے ثواب و عذاب اور کسی چیز کی حلت و حرمت ثابت ہو سکتی ہے یہ کہتا تھا کہ اللہ کے لیے کلام نہیں اور نہ امر و نہی ہے اور نہ قرآن میں اُسکا کوئی حکم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں کوئی دلیل ایسی نہ تھی جس سے اُنکے دعوے رسالت کی تصدیق ہو سکتی اور مخلوقات کا وجود اللہ تعالیٰ کے ہونے پر دلیل نہیں مخلوقات اللہ تعالیٰ پر دلالت نہیں کرتی۔

پانزدہم ثمامیہ یہ متبع ہیں ثمامہ بن اشرس بن معن نمیری کے لفظ ثمامہ میں ثائے مثلثہ مضموم ہے یہ شخص نہایت لطیفہ گو تھا اسکے نوادر مشہور ہیں رشید اور مامون کے عہد میں تھا اکثر دربار میں پہونچتا تھا اور معمر بن عباد سلمی کا ہم عصر اور اسکے اعتقاد میں اس سے قریب تھا مگر بعض مسائل میں منفرد ہوا مثلاً کہتا تھا کہ سارے علوم ضروری ہیں جو کوئی معرفت الٰہی کی طرف مضطر نہیں ہے وہ معرفت کے لیے مامور بھی نہیں ہے بلکہ مانند بہائم وغیرہ کے ہے اسکے اعتقاد میں یہود و نصاریٰ و زنادقہ قیامت کے دن مثل بہائم کے مٹی ہو جائینگے اُنکو نہ ثواب ہوگا نہ انپر کچھ عذاب ہوگا اسلیے کہ وہ مامور نہیں ہیں کیونکہ معرفت کی طرف مضطر نہیں ہوئے ہیں ایک اعتقاد یہ تھا کہ سارے افعال متولد ہیں مگر کوئی اُنکا فاعل نہیں ہے اور استطاعت یہی اعضا کی صحت و سلامتی ہے حسن و قبح عقل کی طرف

ہوتا ہے اسی لیے معرفت خدا کی قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

شانزدہم خیاطیہ ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط کی طرف منسوب ہیں جو بغیر صوفی کے اصحاب سے تھا پھر ابو مخلد کے پاس رہا انکو یہ اعتقاد تھا کہ معدوم شے ہے اور وہ عدم میں ایک جسم ہے اگر اسکے حدوث میں جسم ہوا اور عرض ہے اگر اسکے حدوث میں عرض ہوا انکے نزدیک بندہ اپنے افعال پر آپ قدرت رکھتا ہے اس امر میں خدا کی معاونت کا محتاج نہیں ارادہ الٰہی خود افعال الٰہی کے لیے خالق ہے اور افعال عباد کے لیے امر ہے یہ لوگ کہتے تھے خدا کو سمیع یا بصیر جو کہتے ہیں اسکے یہ معنے ہیں کہ خدا مسموعات اور مبصرات کا عالم ہے اور جو کہتے ہیں خدا اپنی ذات کو یا کسی غیر کو دیکھتا ہے اسکے بھی یہی معنے ہیں کہ وہ انھیں جانتا ہے۔

ہفدہم جاحظیہ ابو عمران عمرو بن بحر بن محبوب بصری معروف بہ جاحظ کے اصحاب ہیں تاریخ ابو الفداء واقعات ۲۵۵ھ ہجری میں جاحظ کی کنیت یہی لکھی ہے اور یافعی نے واقعات ۲۵۵ھ میں اسکی کنیت ابو عثمان بیان کی ہے اور نزہت الالباب میں بھی ابو عثمان عمرو جاحظ مذکور ہے اور مقالات میں بھی ابو عثمان ہے یہ شخص بڑا عالم اور نہایت فصیح و بلیغ تھا نظام معتزلی کا شاگرد تھا اور خود بھی ائمہ معتزلہ میں سے ہے اور معمر بن عباد سلمی کا ہم عصر تھا اور رائے و اعتقاد میں دونوں قریب قریب تھے اسنے کتب فلاسفہ کی بہت کچھ سیر کی تھی کہتا تھا سارے معارف ضروری ہیں کوئی شے انمیں سے افعال عباد نہیں ہے بلکہ یہ سب طبیعی ہیں بندے کا کسب سوا ارادے کے اور کچھ نہیں ہے اور آدمی ہمیشہ دوزخ میں نہ رہینگے بلکہ طبیعت نار ہو جائینگے اللہ کسی کو داخل نار نہ کریگا خود آگ ان کو اپنی طرف کھینچ لیگی اور یہ قرآن منزل اجساد کے قبیل سے ہے اور یہ کہتا ہے کہ کبھی مرد ہو جائے کبھی عورت [1] اور اللہ ارادہ معاصی کا نہیں کرتا ہے اور اللہ دیکھتا ہے اور اپنے کاموں میں اللہ کے ارادے کے یہ معنی ہیں کہ وہ غلطی نہیں کرتا ہے اور اسکے حق میں سہو کا ہونا صحیح نہیں ہے اور غیر کے فعل کے لیے اسکا ارادہ یہ ہے کہ نفس اسکی طرف میل کرتا ہے اور جواہر اجسام کا معدوم ہونا محال ہے اجزاء و اعراض بدلتے رہتے ہیں جواہر اپنی حالت پر باقی رہتے ہیں مثلاً جب انسان منی سے بنتا ہے اور بیٹا باپ کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے تو جس جوہر میں منی اور نطفے کی ہیئت تھی وہ ہیئت اس سے دور ہو کر ہیئت حیوانی یا انسانی اس میں پیدا ہوتی ہے اور جن باتوں پر اعتقاد رکھنا مکلف پر واجب ہے جیسے

[1] نواب صدیق حسن خاں [illegible] کہا ہے یہ سہو ہے ۱۲ منہ

اثبات صانع عالم اور اُسکی صفات کا ثبوت اور نبوات کا ثبوت اس قسم کی باتون کا علم ضروری ہے
باقی سب نظری ہے جاحظ بے حد مسخرہ بھی تھا اور لطیفہ گو تھا خلفاے بغداد کی مصاحبت مین رہا تھا
علی محمد بن عبد الملک معروف بہ ابن زیات وزیر متوکل کے پاس رہا کرتا تھا جب ابن زیات
متوکل کے حکم سے مارا گیا تو جاحظ بھی قید ہوا پھر رہا ہو گیا اسکی تصانیف سے بہت سی کتابین ہین
جیسے کتاب البیان و کتاب التبیین اس مین نظم و نثر کو جمع کیا ہے اور کتاب الحیوان اور کتاب الغلمان
اور ایک کتاب اسلامی فرقون کے ذکر مین لیکن افسوس ہے کہ یہ اول درجہ کا بدشکل تھا اور
اسکی آنکھین باہر کو نکلی ہوئی تھین جس کو دیکھکر لڑکے سہم جاتے تھے آخر عمر مین مفلوج ہو گیا تھا
۹۰ سال کی عمر مین بمقام بصرہ ۲۵۵ھ ہجری مین فوت ہوا ایام مرض مین اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا ؎
اترجوان تکون وانت شیخ ۔ کما قد کنت ایام الشباب ۔ جیسا تو عالم شباب مین تھا کیا پیری
مین بھی ویسا ہی ہونے کی امید رکھتا ہے ۔ لقد کذبتک نفسک لیس ثوب ۔ خلیق کالجدید من الثیاب ۔
تیرے نفس نے اب تجھکو فریب دیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پرانا کپڑا نئے کے برابر نہین ہوتا ۔
تیرھوان فرقہ کعبیہ یہ شیخ ہین ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن محمود بلخی معروف بہ کعبی کے جسنے علم خیاط
سے حاصل کیا تھا اسکا مذہب بعینہ اسکا مذہب تھا یہ شخص چند مسائل مین معتزلہ بغداد سے ممتاز
بنا تھا کہتا تھا کہ اللہ کا فعل اُس کے ارادے کے بغیر واقع ہوتا ہے پس جب یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ
اپنے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو اُس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ اُنکا خالق ہے اور مصلحت
جان لیتا ہے اور جس وقت یون کہتے ہین کہ وہ غیرون کے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو مطلب اسکا
یہ ہوتا ہے کہ وہ غیرون کے افعال کا حکم کرنے والا ہے اور قائل اس بات کا تھا کہ اللہ تعالیٰ نہ اپنی
ذات کو دیکھتا ہے نہ غیر کو بلکہ اسکے سمیع و بصیر علم ہی کی طرف راجع ہین یعنی مراد اس سے یہ ہوتی ہے
کہ وہ جانتا ہے کہتا تھا کہ قتل موت نہین موت وہی ہے جو اپنے وجود سے ہو مطلب یہ ہے کہ اللہ
کے فعل کا نام موت ہے اور بندے کے فعل کا نام قتل غالباً یہ مسلک کعبی نے قرآن کی اس آیت سے
حاصل کیا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ محمد تو ایک رسول ہے اُس سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے پھر کیا اگر وہ
مر گیا یا مارا گیا تو تم اُلٹے پاؤن پھر جاؤ گے ۔ موت اور قتل مین جو حکم تردید واقع ہوئی ہے

اور تردید دو متغائر مین واقع ہوتی ہے تو اس سبب سے کبھی نے یہ خیال کیا کہ موت کا اطلاق اُس اجل پر
نکرنا چاہیے جو قتل کے ذریعے سے حاصل ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد قتل کو بطریق تردید ذکر
کرنے سے خصوصیت کا ارادہ کیا ہے یعنی اگر محمد مرجائے یا مارا جائے تو تم کیا مرتد ہوجاؤ گے رسول زندہ
رہے یا نرہے دین اللہ کا ہے اُسپر قائم رہو۔

نوز دہم جُبائیہ یہ گروہ محمد بن عبد الوہاب جبائی کی طرف منسوب ہے جو ۳۰۳ھ؁ ہجری مین بلدہ
جبا مین پیدا ہوا تھا خوزستان مین جبا ایک شہر کا نام تھا جبائی کی کنیت ابو علی ہے اسکا نسب
حضرت عثمان کے غلام حمران سے جا ملتا ہے جبائی نے علم کلام ابو یوسف یعقوب بن عبد اللہ الشحام
البصری سے جو بصرے مین رئیس معتزلہ تھا پڑھا تھا یہ شخص متاخرین معتزلہ سے تھا اور شیخ ابو الحسن اشعری
کا استاد تھا مذہب اعتزال مین اسکے متعدد مشہور ہین جیسے کہتا تھا کہ اللہ کے نام توقیفی ہین کہ سوا ان
نامون کے جنکی شرع نے اجازت دی اور نام اپنی طرف سے وضع کرکے اس ذات پاک پر اطلاق کرنا
درست ہے مگر یہ کہتا تھا کہ اللہ کا نام مطیع العبد ہے جبکہ اللہ وہ کام کرے جسکا ارادہ بندے نے اس سے
کیا ہے اور اللہ عورتون کا حمل دکھاتا ہے ان مین بچہ پیدا کرتا ہے اسلیے کہ حمل مادر مین نکلنے کے قرار
پکڑنے کی علت وہی ہے اللہ کا کلام مرکب ہے حروف و اصوات سے کہ وہ اُسے کسی جسم مین پیدا
کردیتا ہے اور ایسے کلام کا فاعل وہی ہے جسنے اُسے پیدا کیا نہ وہ جسم جس مین قائم ہو اور حلول کرے
اور کلام اُسکا عرض ہے بہت سے مکانون مین اور ایک مکان مین بعد دوسرے مکان کے پایا
جاتا ہے بغیر اس کے کہ مکان اول سے منعدم ہوجائے پھر وہ دوسرے مکان مین حاصل ہوتا ہے
اور جبائی نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے پڑھنے کے وقت ایک کلام اپنے نفس کے لیے محل
قراءت مین پیدا کردیتا ہے اور امامت کے معاملے مین اہل سنت کے ساتھ موافق ہے کہتا تھا
امامت اختیار پر ہے اور فضیلت حضرت علیؓ مین حضرت ابو بکرؓ پر اور فضیلت حضرت ابو بکرؓ مین حضرت
علیؓ پر متوقف تھا ہم یون کہتا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ و عثمانؓ سے بہتر ہین کہتا تھا اگر یہ حدیث
صحیح ہے کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم طیر فقال اللہم ائتنی باحب خلقک الیک
یاکل معی ھذا الطیر فجاء علی فاکل معہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرند بھنا ہوا
پکا ہوا رکھا تھا اس وقت آپ نے دعا کی کہ خداوندا میرے پاس اسکو جو تیرے نزدیک تمام

له زنعی مین اول فاتحہ بعد اسکے باری تعالیٰ کا نام

مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا ہو کر میرے ساتھ وہ اس پرند کو کھائے اُسوقت حضرت علی
آئے اور آنحضرت کے ساتھ اُسے کھایا تو حضرت علی افضل ہیں اور عقیدہ اُسکا یہ تھا کہ اللہ کا دیدار
قیامت کو نہوگا اور بندہ اپنے فعل کا آپ خالق ہے خیر و شر طاعت و عصیان سب اسی کے اختیار سے
صادر ہوتا ہے اور مرتکب کبیرہ نہ مؤمن ہے نہ کافر ہے بلکہ فاسق ہے اسکے نزدیک مرتکب کبیرہ اگر بلا توبہ
مرجائیگا تو ہمیشہ دوزخ میں پڑا رہیگا اور یہ شخص کرامات اولیا کا منکر تھا اور اس بات کا قائل تھا کہ تمام
انبیا معصوم ہیں اور کہتا تھا کہ خدا پر مکلف کی عقل کا درست کرنا اور اسباب تکلیف کا بہم پہونچانا واجب ہے
کیونکہ اسکے نزدیک اللہ پر واجب ہے مکلف پر لطف کرنا اور جو چیز اسکے حق میں مفید ہو اُسکا پورا کرنا
اور کہتا تھا اللہ تعالیٰ کی خود ذات عالم ہے علم کی کوئی صفت اسکے لیئے نہیں کہ اُسکی ذات کے
ساتھ قائم ہو اور نہ کوئی ایسی حالت ہے جس سے اُسکو عالمیت حاصل ہوئی ہو اور اس کے معنے
کہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے یہ ہیں کہ اللہ زندہ ہے کسی قسم کا نقصان اُس میں نہیں اور اللہ تعالیٰ میں
سننے اور دیکھنے کی صفتیں مسموع اور مبصر کے حدوث کے وقت حادث ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ
حادث ہے اور اللہ موجود تو ہے مگر کسی محل میں نہیں ہے بذات خود قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے
کے سوا تمام ارادہ کرنے والا ہے اور یہی اُسکا وصف ہے اور کہتا تھا استطاعت فعل سے قبل حاصل ہوتی ہے
اور وہ قدرت ہے صحت و سلامتی بدن و اعضا سے جدا اور استطاعت سلامتی بدن و اعضا کا نام نہیں
جیسا کہ بعض معتزلہ کی رائے ہے اور اللہ کا پہچاننا اور اُسکی نعمتوں کی شکرگذاری اور نیک و بد کا
جاننا واجبات عقلی سے ہے کہ عقل خود ان باتوں کو ادراک کر سکتی ہے شرع کے ارشاد کی محتاج نہیں
عقل کو رسول باطن جانتا ہے اور عقل کو شریعت باطنی خیال کرتا ہے جبائی شریعت عقلی اور
شریعت نبوی ثابت کرتا ہے اور جبائی مقتول کی اجل کے باب میں ان دو قولوں میں کہ وہ اپنی
اجل مقرری پر مارا جاتا ہے یا بے وقت مارا جاتا ہے کہ اگر ابھی نہ مارا جاتا تو اور زندہ رہتا متوقف ہے
کہتا ہے کہ ان میں سے کوئی قول قابل یقین نہیں کیونکہ دونوں باتوں کا احتمال ہے اس لیے کہ
جس طرح مقتول کے حق میں حیات کا احتمال ہے اسی طرح ممات کا بھی احتمال ہے اور کہتا ہے
شریعت نبوی وہ کام ہیں کہ عقل اُن کے بھیدوں کو نہیں جان سکتی جیسے عبادتوں کے وقت اور
علت و حرمت اشیاء مقرری کی اور فرائض کا واجب ہونا اور مندوبات کا مستحب ہونا اور عقل

یا استقلال ادراک کرتی ہے کہ مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب ہونا ضرور ہے لیکن عاصی کا ہمیشہ دوزخ میں پڑا رہنا قصداً شرع شریف سے کہ عقل ظاہر ہے قبول کرنا چاہیے اور کہتا تھا اللہ پر واجب ہے گناہگار کو عذاب دینا اور مطیع کو ثواب پہونچانا اسکے نزدیک ایمان ایک مدح کا نام ہے جس میں اچھے اوصاف جمع ہوتے ہیں پس جس میں وہ جمع ہوں وہ مؤمن ہے اور کہتا تھا کہ ایمان نام ہے جملہ طاعات مفروضہ کا اور نفل اس سے خارج ہیں اور اُن فرشتوں کا جو قبر میں مردے سے سوال کرتے ہیں منکر ونکیر نام رکھنا ناپسند کرتا ہے اور اس کے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پل صراط کے بارے میں متردد ہے کیونکہ ثابت بھی کرتا ہے اور انکار بھی کرتا ہے۔

شیخ ابوالحسن اشعری نے ایک بار جبائی سے پوچھا کہ تین بھائی تھے اُن میں سے ایک مؤمن صالح ہو کر مرا اور ایک کافر ہو کر مرا تیسرے نے لڑکپن میں وفات پائی اُنکا کیا حال ہوا ابو علی نے کہا مؤمن صالح کو جنت اور کافر کو دوزخ ملی اور تیسرے کو نہ عذاب ہے نہ ثواب اشعری نے کہا اگر تیسرا بھائی اللہ سے کہے مجھے بڑا کر کے مؤمن صالح بنا کے کیوں نہ موت دی کہ میں جنت میں جاتا آرام پاتا کیونکہ اسکے حق میں تو یہی خوب تھا جبائی نے جواب دیا کہ اللہ اُسکو یوں جواب دیگا کہ اگر تو بڑا ہوتا گناہ کرتا جہنم میں دُکھ بھرتا تیرے حق میں یہی خوب تھا کہ تجھے لڑکپن میں موت دی اشعری نے پھر کہا اگر کافر یوں کہے کہ مجھے مومن صالح کر کے کیوں نہ مارا کہ جنت میں جاتا یا لڑکپن میں مرتا تھا کہ دوزخ سے بچتا اسکے حق میں نہ بہتر نہ تھا کہ جہنم میں جائے تو اللہ اسکو کیا جواب دیگا جبائی نے کہا تو دیوانہ ہے اشعری نے کہا نہیں یہ کہو کہ شیخ کا گدھا اس گھاٹی پہ چڑھ نہیں سکتا جبائی چپ رہ گیا اس مناظرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا اپنی رحمت سے مخصوص فرمایا اور جس کو چاہا عذاب کا مورد قرار دیا افعال اُسکی کسی غرض کے ساتھ معلل نہیں ہیں جبائی کا انتقال سنہ ۳۰۳ ہجری میں ہوا تھا۔

بہشمیہ یہ متبع ابوہاشم عبدالسلام بن ابی علی جبائی کے ہیں جو بصرے میں سنہ ۲۴۷ میں پیدا ہوا چہارشنبہ ۱۸ شعبان ۳۲۱ھ میں فوت ہوا علم ادب میں باپ سے بڑھا ہوا تھا اور یہ شخص تمام مقالات میں اپنے باپ کا متبع ہے دونوں باپ بیٹوں نے مسائل کلامیہ میں تمام معتزلہ سے بہت سے مسائل میں مخالفت کر کے نئی تحقیقات کی ہیں مگر کئی مسئلوں میں باپ سے

منفرد تھا چنانچہ استحقاق ذم وعذاب کا بغیر گناہ کے قائل تھا اور یہ کہ آدمی کوئی گناہ نہ کرے اور اُسکو عذاب دیا جائے یہ جو کہتو رہے سے صفات واجب ذات واجب کے مغائر ہین جیسے سمع وبصر متکلمین کا ان مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ مراد ان سے علم ہے یعنی سمع وبصر سے یہ مراد ہے کہ مسموعات ومبصرات کا عالم ہے اور بعض کہتے ہین کہ سمع وبصر سے مراد یہ ہے کہ زندہ ہے بلا آفت کے ابو ہاشم ایسی صفات کی تصحیح کے لیے احوال کا قائل ہوا تا کہ ان اعتراضون سے محفوظ رہے جو اشاعرہ پر وارد کیے گئے ہین پس کہتا تھا کہ سمع سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب ایسے حال کا ہے کہ وہ حال فی نفسہٖ نہ موجود ہے نہ معدوم نہ مجہول نہ معلوم نہ قدیم نہ حادث اور ایسے حال سے اثر سمع ظاہر ہوتا ہے اسی طرح اللہ کا علم ایک حالت ہے اور اللہ کے عالم ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ ذی حالت ہے اور وہ حالت صفت معلوم ہے اسکی ذات سے علیحدہ موجود ہے مگر ذات سے علیحدہ ہو کر معلوم نہین ہو سکتی اُس حالت سے اثر علم ظاہر ہوتا ہے پس انہون نے اللہ کے لیے ایسے احوال ثابت کیے جو نہ معلوم ہین نہ مجہول اور نہ موجود ہین نہ معدوم نہ قدیم ہین نہ حادث یہ احوال علیحدہ نہین جانے جاتے بلکہ ذات کے ساتھ جانے جاتے ہین اور دلیل اسپر یہ بیان کی ہے کہ عقل بالبداہت فرق کر سکتی ہے کسی چیز کے مطلق جاننے مین اور کسی صفت کے ساتھ جاننے مین جیسے جب کسی ذات کو جانتے ہین تو اسکا عالم ہونا نہین جانتے اور جوہر کو جانتے ہین اسکے متحیز ہونے کو یا اس بات کو کہ عرض اسکے ساتھ قائم ہوتا ہے نہین جانتے انسان موجودات کے ایک چیز مین شریک ہونے کو اور دوسری چیز مین شریک نہونے کو بخوبی جانتا ہے مگر ابو علی اور دوسرے منکرین احوال اسکے اس قول کو رد کرتے ہین ابن تیمیہ نے یہ شعر ایک مقام پر لکھا ہے ؎

مما یقال ولا حقیقة عندہ معقولة تقرب الی الافہام ٭ الحال عند البہشمی والکسب عند الاشعری وطفرۃ النظام

یعنی ابو ہاشم جو حال کا قائل ہے اور اشعری کا کسب اور نظام طفرے کا یہ تینون باتین بے حقیقت ہین اس قابل نہین کہ عقلاً انکو تسلیم کرین اور ابو ہاشم کے نزدیک سمع اور بصر اللہ کی دو حالتین ہین سوا علم کے کیونکہ مفہوم اور اثر جدا جدا ہے۔ ابن اور اسکے بعض اصحاب یہ کہتے ہین کہ اللہ کے سمیع وبصیر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مسموعات ومبصرات کا مدرک ہے اور چونکہ مسئلہ علم قبل الایجاد مین اہل کلام نے اختلاف کیا ہے اس طرح کہ شے معدوم کیسے معلوم ہو سکتی ہے اسلیے علم قبل الایجاد کا انکار کیا ہے

اور بعضے ارتسام صور کے قائل ہوئے ہیں اور بعضون نے رب النوع ثابت کیے ہین ابوہاشم نے
معدومات کا ثبوت مانا ہے اور کہا کہ اشیا اپنی پیدائش سے قبل ایک قسم کا ثبوت اپنے عالم مین رکھتی ہین
کہ نہ موجود ہین نہ معدوم اور اس ثبوت کی وجہ سے واجب تعالیٰ کا معلوم واقع ہوتی ہین اور
اور کہتا ہے کہ اللہ کے لیے یہ لائق ہے کہ ایمان کی تکلیف مشکل وجوہ پر بغیر لطف کے دے بخلاف
جبائی کے کہ اسکے نزدیک وجہ یہ ہے کہ جس کو اللہ کی معرفت حاصل ہوئی اور وہ اللہ پر اسکے لطف کے
ساتھ ایمان لایا تو اسکو ثواب کم ملیگا اسلیے کہ اسکی مشقت کم ہے اور اگر بغیر لطف الٰہی کے ایمان
لایا تو اسکا ثواب زیادہ ہے کیونکہ اسکی مشقت زیادہ ہے اور ابوہاشم کہتا ہے کہ اللہ پر کوئی چیز دنیا مین
بندون کے لیے واجب نہین جبتک انکو شرع اور عقل کے ساتھ تکلیف نہ فرمائے اور جب انکو اتنی
سمجھ دیدی کہ وہ واجب کے کرنے کو اور قبائح سے بچنے کو جاننے لگین اور ان مین برے کام کرنے کی
خواہش اور اچھے کام کی نفرت پیدا کردے اور اخلاق ذمیمہ ان مین ڈالدے تو اس وقت اللہ پر
واجب ہے کہ ان کو قدرت و استطاعت دے اور برے کامون سے بچنے اور اچھے کامون کے کرنے
کے لیے آلات بہم پہونچادے اور اللہ پر اس چیز کا ان کو عطا کرنا واجب ہے جو مامورات کی طرف
لیجاتی ہو اور منہیات سے بچاتی ہو اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ توبہ کسی فعل قبیح اور گناہ کبیرہ سے باوجود
اصرار کے دوسرے ایسے فعل قبیح پر صحیح نہین ہوتی جس کو وہ جانتا ہے یا قبیح اعتقاد کرتا ہے اگرچہ
حسن ہی کیون نہو اور اس قول سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر کافر کفر سے گناہ پر اصرار ہو تو اسکا اسلام
مقبول نہین اور کہتا تھا کہ جس آدمی کو فعل قبیح کے کرنے کی قدرت باقی نہ ہے اور پھر اس سے توبہ
کرے تو وہ توبہ اسکی صحیح نہین ہوتی مثلاً دروغگو گونگا ہوجائے تو پھر اسکی توبہ صحیح نہین ہے اسی طرح
توبہ زانی کی بھی بعد ضعف و عجز کے زنا سے صحیح نہین ہوتی اور کہتا تھا انبیا سے عمداً صغیرہ گناہ ہونا
ممکن ہے اور کہتا تھا کہ کلام اللہ عبارت ہے اصوات مقطوعہ اور حروف منظومہ سے اور چونکہ اصوات
و حروف حادث ہین اور ذات واجب محل حوادث نہین تو خدا کے متکلم ہونے سے یہ مراد ہے کہ خدا نے
اجسام مین کلام ایجاد فرمایا ہے نہ یہ کہ کلام اسکی ذات سے قائم ہے اسکے اعتقاد مین زنگی اور ترک
اور ہندو اس بات کی قدرت رکھتے ہین کہ ایسا قرآن لاسکین اور ایک علم سے دو چیزین بالتفصیل
نہین معلوم ہوسکتین اور اسکے اعتقاد مین طہارت واجب نہ تھی اگرچہ بندے کو حکم ہے کہ وہ

نماز کے وقت ظاہر ہو کتنا تھا غصب کئے ہوئے پانی سے طہارت کفایت کرتی ہے مگر نماز غصب کی ہوئی زمین میں جائز نہیں۔

بست و یکم حماریہ یہ متبع ہیں ایک قوم معتزلہ کے عسکر مکرم سے انکا مذہب یہ ہے کہ مسخ انسان کا فرمستدکر ہوتا ہے اور نظر نے واجب کو واجب کیا ہے نظر کا کوئی فاعل نہیں ہے اسی طرح جماع بچے کا موجب ہوتا ہے بچے کے پیدا کرنے والے ہیں شک کرتے تھے کہتے تھے انسان انواع حیوانات کا بطریق تعفین کے خالق ہے یہ لوگ یہ بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ کا بندے کو حیات و قدرت کے پیدا کرنے پر قادر کر دینا جائز ہے لہ

بست و دوم ابو الحسینیہ یہ ابو الحسین بصری کے متبع ہیں یہ شخص معتزلہ میں اعلی درجے کا عالم تھا مذہب معتزلہ کی اسنے خوب تنقیح کی تھی اصولیین میں اس سے بہتر محقق کم گذرے ہیں یہ اسنے صفت الٰہی میں تمام معتزلہ اور اہل سنت سے اختلاف کیا ہے معتزلہ اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو اس بات کو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب علم و قدرت ہو اور ابو الحسین کا مذہب یہ ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی صفت مستقل نہیں۔
اس ذات مقدس کو جو حی کہتے ہیں تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ صاحب قدرت و ارادہ ہے فرق دونوں مذہبوں میں یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک حیات ایک صفت مستقل ہے ذات پاک سے علیحدہ جسکا اقتضا یہ ہے کہ ذات باری صاحب علم و قدرت ہے اور ابو الحسین کے نزدیک صرف ذات باری ہے جو اپنے لیے علم و قدرت کے ممتنع نہونے کو مستلزم ہے یہی مذہب حکما و فلاسفہ کا تھا اسکے ابو الحسین اور بھی اکثر مسئلوں میں معتزلہ سے خلاف رکھتا ہے جیسے کرامات اولیا کا قائل ہے اور اسکے نزدیک علم الٰہی معلومات کے تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی میں حادث ہوتے رہتے ہیں اور اسکے نزدیک ارادہ الٰہی بھی کوئی علیحدہ صفت نہیں اسکا ارادہ یہی ہے کہ وہ جانتا ہے غرضکہ اللہ کا ارادہ اسکے علم میں منحصر ہے اور اسکا قول ہے کہ وجوب امامت کا طریق شرع اور عقل دونوں ہیں برخلاف جمہور معتزلہ کے کہ انکے نزدیک وجوب امامت کا طریق شرع ہے ابو القاسم بلخی بھی اس مسئلے میں ابو الحسین کا ہم رائے ہے یہ تذکرہ نفائس الفنون میں لکھا ہے کہ قاضی عبد الجبار کے متبع قضویہ کہلاتے ہیں طبقات شافعیہ کے جلد ۲ ص میں بیان کیا ہے کہ قاضی عبد الجبار

بن احمد بن عبدالجبار بن احمد بن خلیل قاضی ابوالحسن ہمدانی قاضی ملک رے شافعی المذہب تھے
مگر مذہب اعتزال کے شیخ مانے گئے ہین اور مذہب اعتزال کی مدد میں ان کی بہت سی تصنیفات
ہین ذیقعدہ ۴۱۵ھ مین انتقال کیا۔

معتزلہ کے اور بھی بہت سے نام ہین ایک **ثنویہ** یہ نام اس لیے ہوا کہ یہ اس بات کے قائل ہین
کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر بندے کی طرف سے دوسرا نام **واردیہ** یہ نام اسلیے ہوا کہ انکا قول ہے
کہ مؤمنین دوزخ مین نجائین گے فقط انکا ورود دوزخ پر ہوگا اور جو شخص دوزخ مین گیا وہ پھر
اس سے باہر نہ نکلیگا تیسرا **حرقیہ** ان کا قول یہ ہے کہ کفار جلائے نہین جاتے مگر ایک بار چوتھا
مفنیہ یہ قائل ہین فناے جنت و دوزخ کے پانچوان **واقفیہ** یہ قائل ہین توقف کرنے کے
قرآن شریف کے مخلوق ہونے مین چھٹا **لفظیہ** یہ قائل ہین اس بات کے کہ لفظ قرآن مخلوق
نہین ہے ساتوان **ملتزقہ** یہ قائل ہین اس بات کے کہ اللہ ہر جگہ مین ہے آٹھوان **قبریہ** یہ منکر
ہین عذاب قبر کے نوان نام **کیسانیہ** ہے دسوان **ناکثیہ** ہے گیارھوان **احمدیہ** ہے بارھوان
واسطیہ تیرھوان **وہمیہ** چودھوان **تبریہ** ہے [له]

تنبیہ

ابن راوندی احمد بن یحیی بن اسحاق راوندی کو عام مصنفین معتزلہ مین شمار کرتے ہین مگر ابن خلکان
نے کہا ہے کہ ابن راوندی کی ایک کتاب فضیحۃ المعتزلہ بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ معتزلی نہین ہے
لیکن اس مین شک نہین کہ وہ معتزلہ سے بھی بدتر اور گمراہ تر ہے اس کے عقیدے مین بالکل
الحاد بھرا ہوا تھا اسکا نام احمد ہے اور ابن راوندی عرف تھا اس شخص نے کفر و الحاد مین کئی
کتابین تصنیف کی ہین منجملہ انکے کتاب زمرہ مین معارضہ قرآن کے بارے مین کہتا ہے کہ مین نے
اکتم بن صیفی کے کلام مین وہ چیز دیکھی ہے جو اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ سے بدرجہا عمدہ ہے اور کہتا تھا
کہ انبیا نے طلسمات کے ذریعہ سے خلق کی طبیعتون کو کھینچ لیا تھا جیسا کہ مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے
اور ایک کتاب نصاریٰ اور یہود کے لیے دین اسلام کے ساتھ مناقضہ کرنے کو بنا دی تھی
اور یہود سے کہا تھا کہ تم کہو کہ موسیٰ بن عمران کہہ گئے ہین کہ مین خاتم الانبیا ہون بعد میرے
کوئی نبی نہوگا اور اسی نے ایک کتاب مسمیٰ بہ فرند مین کہتا ہے کہ مسلمان اپنے نبی کی نبوت پر

[له] [illegible]

قرآن کو حجت بتاتے ہیں جس کے ساتھ نبی نے تحدی کی تھی پس اہل عرب سے جواب نہ ہو سکا مگر مسلمانوں سے یہ کہا جائے اگر کوئی شخص فلاسفۂ قدیم کی نبوت کا مدعی دعویٰ کرے اور جیسا کہ تم قرآن کو حجت قرار دیتے ہو وہ بھی اُنکے کسی کلام کو یا کتاب کو حجت بتائے مثلاً کہے کہ اقلیدس کے صدق نبوت پر یہ دلیل ہے کہ اُسنے دعویٰ کیا کہ کوئی انسان میری کتاب کی طرح نہیں بنا سکتا ہے تو کیا اس سے نبوت اُسکی ثابت ہو سکتی ہے اور ابن راوندی نے کہا ہے کہ قرآن میں ہے إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا بے شک شیطان کا فریب ضعیف ہے حالانکہ اُسنے ایسا مکر و فریب کیا کہ آدمؑ کو جنت سے نکلوا دیا اور اُسکے ایسے بہت سے مقالات ہیں جن سے بعضے اعتراض کیا اور علما نے سب کا جواب دیا ہے اور وجہ فساد اور شک کی عمدہ طور پر بتائی ہے ابن راوندی کے نزدیک ایمان نام ہے تصدیق قلب کا اور اسکے نزدیک استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے اور کہتا تھا کہ کسی پیغمبر کے قتل کروا لنے یا اُسکے طمانچہ مار دینے سے انسان اسلیئے کافر ہو جاتا ہے کہ اُسنے پیغمبرؐ کی تکذیب کی اور اُس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اُسکو قتل کیا یا طمانچہ مارا۔

ابن راوندی نے ۳۶ برس کی عمر پائی ۲۴۵ سنہ یا ۲۵۰ سنہ ہجری میں مرا۔

فرقۂ شیعہ

قبل اس کے کہ شیعہ کے حالات بیان ہوں بطور تمہید کے یہ کہتا ہوں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ دن علیل رہکر ۶۳ برس کی عمر میں دو شنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا تو خلافت کی نزاع پیدا ہوئی اور انصار نے یہ ٹھہرایا کہ ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین میں ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ کرنے پر آمادہ ہو گئے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے وہاں پہونچکر کہا کہ پیغمبرؐ خدا کا حکم ہے کہ امام قریش چاہیے تب سب انصار نے قبول کیا اور کہا کہ تم کسے خلیفہ کرو گے حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں انہیں سے بیعت کرتے ہیں تم بھی قبول کرو اور اول بشیرؓ بن سعد انصاری نے پھر حضرت عمرؓ نے پھر ابو عبیدہ بن جراح نے پھر اوس نے بیعت کی پھر بعد اُنکے بیعت کرنے والے چاروں طرف سے ابوبکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہو گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اور فوری طور پر صدیق اکبرؓ پر اتفاق عام ہو گیا یہ معاملہ سقیفۂ بنی ساعدہ میں ہوا تھا جب وہ مسجد میں آئے تو لوگ ہر طرف سے

۱؎ دیکھو کشف الغمہ عن جمیع الامہ مؤلفہ قطب شعرانی ۱۲ ۲؎ دیکھو محاضرات الابرار ۱۲ ۳؎ ستہوفہ بعض چیوہ ۱۲

دو ڈر کر آئے اور رغبت سے بیعت کرنے لگے لیکن بنی ہاشم دیر تک اپنے ادعا پر جمے رہے اور اُن کو اپنی ناکامی پر تعجب وافسوس دونون ہوا اور حضرت علیؓ۔ عباسؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ مقدادؓ بن عمرؓ۔ عتبہؓ بن ابی لہب خالدؓ بن سعید بن العاص۔ سلمانؓ فارسی۔ ابوذرؓ غفاری۔ عمارؓ بن یاسر۔ براءؓ بن عازب۔ اور ابیؓ بن کعب نے اول بیعت نکی حضرت علیؓ بیعت کے وقت سقیفے مین موجود نہ تھے جناب پیغمبر خدا کی تجہیز وتکفین کا سامان کر رہے تھے پھر ان سب لوگون نے بیعت کر لی اور حضرت علیؓ نے چھ مہینے کے بعد بیعت کی بعض کہتے ہین کہ تیسرے دن یا اُسی دن یا دوسرے دن یا چالیس دن کے بعد بیعت کی اور صحیح یہ ہے کہ دوبار بیعت کی ایکبار تیسرے دن اور دوبارہ چھ مہینے کے بعد اور ضرورت بیعت ثانی کی یہ ہوئی کہ جب فدک وغیرہ کے باب مین باہم حجت واقع ہوئی اور لوگون کو ثابت ہوا کہ ان مین ملال ہے تو اُن کے اس زعم کے دفع کرنے کے لیئے ثانیاً بیعت کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد شاید بنوہاشم کے دعوے نئے سرے پیش آتے لیکن حضرت ابوبکر نے وفات کے وقت حضرت عمرؓ کی خلافت پر باضابطہ تنصیص کی اس لیئے بنوہاشم کو موقع نہ ملا حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کے قریب چھ شخصون کو جنکی حاکمانہ لیاقتین اُن کے نزدیک ایسی مساویانہ درجہ رکھتی تھین کہ وہ کسی کے حق مین ترجیح کا فیصلہ نہین کر سکے حضرت علیؓ۔ عثمانؓ۔ زبیرؓ۔ طلحہؓ۔ سعدؓ۔ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اُن انتخاب شدہ لوگون مین تھے گو حضرت عباس نے حضرت علی کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی خلافت کو بحث واتفاق کے ہاتھ مین نہ دین بلکہ بغیر کسی کی اعانت کے آپ اپنے استحقاق کا

فیصلہ کرلیں لیکن جناب امیر کی بے غرضی اور فیاض دلی نے اِس اختلاف انگیز تحریک کے قبول کرنے کی اجازت نہ دی۔ عبد الرحمن بن عوف اِس نزاع کے طے کرنے کے لیے مقرر ہوئے اُنھوں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں تمھاری بیعت کرتا ہوں کتاب خدا اور سنت رسولؐ اور طریقۂ حضرت ابُوبکرؓ و عُمرؓ پر حضرت علیؓ نے جواب میں کہا کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اور میرے اجتہاد رائے پر عبد الرحمن نے اُنکو چھوڑ کر حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہی بات کہی حضرت عثمان نے قبول کر لیا[۱] پھر سب صحابہ نے ان سے بیعت کر لی حضرت علی نے صَبْرٌ جَمِیْلٌ کہا اور تن بہ تقدیر راضی ہو گئے حضرت عثمانؓ خاندان بنو امیہ سے تھے اور اُن کی خلافت ایک نئے تاریخی سلسلے کا دیباچہ تھی حضرت ابُوبکرؓ و عُمرؓ نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لیے اُن کے عہد تک بنو امیہ و ہاشم یہ دونوں خاندان خلافت میں کچھ حصہ نہیں رکھتے تھے حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنی امیہ کے ہاتھ میں دیدیئے معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اس عہد میں اُنکا اقتدار اِس حد تک پہونچ گیا کہ وہ ملک شام کے فرمان روا مستقل سمجھے جاتے تھے حضرت عثمانؓ کی خلافت قریبًا بارہ[۲] برس رہی اور اگرچہ اخیر میں اِسی خاندانی رعایت پر لوگ اُن سے ناراض ہو گئے اور جمعہ کے دن ۱۶ ذیحجہ ۳۵ سنہ ہجری کو بلوائیوں کے ہاتھ سے اُن کی شہادت تک نوبت پہونچی اور شنبہ کی رات میں بقیع میں دفن ہوئے حضرت علی سے طلحہ۔ زبیر۔ سعید بن زید۔ عمار بن یاسر۔ اسامہ بن زید۔ سہل بن حنیف۔ ابوایوب انصاری۔ محمد بن سلمہ۔ زید بن ثابت اور خزیمہ بن ثابت وغیرہ صحابہ نے بیعت کر لی۔ زہری کہتے ہیں کہ یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ عبد اللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص نے حضرت علی کی تو بیعت نکی اور یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی اور جن لوگوں نے حضرت علی سے بیعت نکی شام کو چلے گئے وہ عثمانیہ کہلانے لگے طلحہ اور زبیر بھی بیعت کر لینے کے بعد شب کے وقت مدینے سے نکل کر مکے کو چلے گئے اور حضرت عائشہ اُن دنوں مدینے میں نہ تھیں مکے سے حج کر کے واپس آ رہی تھیں اُن کو حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہونچی تو وہیں انجام کار دیکھنے کے واسطے ٹھہر گئیں اور طلحہ و زبیر کے کہنے سے مکے کو لوٹ گئیں اور مروان بھی حضرت عثمان کا جامہ خون آلود لیکر مکے کو چلا گیا حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے وقت کے ملکی عہدہ داروں کو معزول کرنا شروع کر دیا سہل بن حنیف کو معاویہ کی

[۱] دیکھو شرح مقاصد ۱۲
[۲] دیکھو تذکرۃ الخواص الامۃ فی احوال الائمۃ مؤلفہ ابن جوزی ۱۲

عوض دمشق کا گورنر مقرر کیا وہ وہان مخالف ہوگئے اور بوجہ رشتہ داری حضرت عثمانؓ کے انکے خون کا دعویٰ کرنے لگے اور حضرت علیؓ کو کہلا بھیجا کہ تم قاتلان حضرت عثمانؓ کو میرے سپرد کردو اور وہ اسمین مصلحت نہین سمجھتے تھے اور ایک دن وہ کہنے لگے قتلہ اللہ وانا معہ یعنی حضرت عثمانؓ کو خدا نے قتل کیا اور مین اُسکے ساتھ ہون اور اُس وقت اِس قول کو بڑی ضرورت تھی اگر جناب امیر بطور ایہام کے ایسا نہ کہدیتے تو حضرت عثمانؓ کے قاتل بلوا کر بیٹھے اور فساد مچا دیتے اور سازش سے سارا لشکر بگڑ جاتا بلکہ جناب امیر بھی شہید ہوجاتے تو کچھ تعجب نہ تھا مگر دشمنون نے اُن کے اس قول کو اپنی دلیل بنا لیا۔ طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہؓ اور حضرت عثمانؓ کے وقت کے وہ حکام جنکو جناب امیر نے معزول کردیا تھا یہ سب متفق ہوکر جناب امیر کی مخالفت کے لیے بندوبست کرنے لگے اور بصرے کی جانب بڑھے جب موضع حوب مین پہونچے تو کتے بھونکنے لگے بی بی عائشہؓ اُسوقت پشیمان ہوئین اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک عورت حضرت علیؓ سے بغیر حق کے جنگ کریگی اور جب حوب مین پہونچیگی تو کتے شور کرنے لگین گے خیال رکھوائے عائشہ کہ وہ تم ہی نہو پھر بی بی صاحبہ نے چاہا کہ لوٹ جائین زبیر نے روکا اور کہا کہ شاید تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ اس فساد کو دفع کردے آخر بی بی صاحبہ کو لے گئے اور بصرے پر قبضہ کرلیا اور سہل بن حنیف کو جو وہان پر حضرت علیؓ کی طرف سے منتظم تھے نکالدیا حضرت علیؓ نے امام حسنؓ اور عمار بن یاسر کو کوفہ کو بھیجا یہ وہان سے نو ہزار جنگجو آدمیون کی جماعت فراہم کرکے لائے اگرچہ بی بی صاحبہ وطلحہ وزبیر حضرت علی کی جان کے دشمن نہ تھے صرف حضرت عثمانؓ کے قاتلون سے قصاص چاہتے تھے مگر چونکہ اِس قدر جمعیت کا خلیفہ کے مقابلے مین کھڑا ہونا خلافت کی بدرمجی کا باعث تھا اِس لیے جناب امیر نے بی بی صاحبہ وغیرہ کا کچھ پاس نہ کیا اور ستّسنہ مین اُن سے جنگ کے لیے بصرے کو روانہ ہوئے مقام خلجابر جو بصرے سے دو فرسخ پر ہے جمعرات کے دن ۲۰ جمادی الاخریٰ کو طرفین مین جنگ شروع ہوئی زبیر ابن عوام جن کے قاتل کے حق مین پیغمبر خدا نے دوزخی ہونے کا حکم کیا تھا تھوڑی دیر لشکر حضرت علیؓ سے لڑے شارح صحیح بخاری ابن عبدالبر سے روایت کرتا ہے کہ اِسی اُثنا مین حضرت علیؓ نے اُنکو کہلا دی

اور یاد دلایا کہ پیغمبر علیہ السلام نے تم سے کہا تھا کہ علیؓ کو دوست رکھتے ہو تم نے جواب دیا تھا ہاں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک دن ایسا آئیگا کہ تم علی پر خروج کروگے اور ظالم ہوگے جب انھیں یہ بات یاد آئی تو لڑائی سے کدی اور مدینے کی طرف کوچ کر دیا عمر بن جرموز مجاشعی نے رستے مین موقع پاکر انکو مار ڈالا اور جناب امیر کو آکر بشارت دی کہ لو مین نے زبیر کا کام تمام کردیا جناب علی نے کہا کہ تجھکو مین اسکی عوض مین دوزخ کی بشارت دیتا ہون اُس نے عرض کیا کہ بڑی خرابی کی بات ہے کہ تم سے لڑنے والا بھی دوزخی اور جو تمھاری طرف سے لڑے وہ بھی دوزخی ٹھہرے اور تلوار شکم مین مار کر خودکشی کرلی اور مروان بن حکم کو چونکہ طلحہ کے ساتھ کینہ تھا اسلیے اُس نے طلحہ کے تیر مار دیا کہ ان کی جان یون گئی اس جنگ کو جنگ جَمل کہتے ہین کیونکہ اُس دن بی بی عائشہ اس شتر پر جسکا عسکر نام تھا سوار تھین اُسکو ایک شخص نے حضرت علی کے حکم سے مار ڈالا حضرت علی نے بی بی عائشہ کے پاس پہنچکر فرمایا غفر اللہ لک بی بی صاحبہ نے جواب دیا و لک پھر حضرت علی نے انکو تعظیم و تکریم کے ساتھ مدینے کو روانہ کر دیا اور بصرے کی افسری عبداللہ بن عباس کے حوالے کرکے خود کوفے کو تشریف لے گئے بی بی صاحبہ پھر عمر بھر متاسف رہین اور جنگ جمل کو یاد کرتیں تو اتنا روتین کہ دوپٹہ آنسوؤن سے تر ہوجاتا تھا اِس لیے کہ خروج مین جلدی کی تامل نکیا اور پہلے سے تحقیق نہ فرمایا۔ شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ اِن لوگون کو ناکثین کہتے ہین نکث لغت مین عہد توڑنے اور پھر جانے کے معنے مین ہے اور اِن لوگون نے بھی جناب امیرؓ کے عہد اور بیعت کو توڑا تھا اور بصرے کی طرف چلے گئے تھے ناکثین کے سرغنہ طلحہ اور زبیر تھے۔ خلافت حضرت عثمانؓ کی وسیع مدت مین بنی امیہ کا خاندان ملکی و مالی دونون حیثیت سے طاقتور ہوگیا تھا جسکا اثر تھا کہ حضرت علی کی اطاعت معاویہ نے نہ کی ہمسری کا دعویٰ کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل اور مذہبی تقدس مین انکو حضرت علیؓ سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کے ساتھ جناب امیرؓ کے حریف رہے اور تمام شامیون نے انکی رفاقت کی ان سب کو قاسطین کہتے ہین لغت مین قسط کے معنے جور و ظلم ہین شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ قاسطین معاویہ اور ان کے ساتھی ہین جنھون نے حضرت علی سے مخالفت کی اور طریق حق کو کہ حضرت علی کی بیعت تھی چھوڑ دیا غرض کہ جناب امیرؓ اور قاسطین کی جنگ کا جو اخیر فیصلہ ہوا وہ بھی گویا

قاسطین ہی کے حق مین ہوا **خوارج** نے علی مرتضیٰ کی بیعت خلافت سے انکار کیا آپ نے اُن سے اپنے حق کا دعویٰ کیا انھون نے نہ مانا یہ لوگ **مارقین** بھی کہلاتے ہین مارقین کی وجہ تسمیہ خوارج مین معلوم ہوگی۔ جناب امیرؑ کے طرفدارون اور مخلصون کا کہ صحابہ و تابعین تھے اور اُن کی صحبت مین رہتے تھے اور اُن کی خلافت کے معین تھے اور اُنکی طرف سے جان بازیان کرتے تھے لقب **شیعہ** مقرر ہوا انھین سے **شیعہ اولیٰ** اور **شیعہ مخلصین** عبارت ہے اِن سب کا عقیدہ یہ تھا کہ جناب امیرؑ اپنے عہد مین امام برحق ہین بعد شہادت حضرت عثمان کے یہ اُنھین کا منصب ہے تمام مسلمانون پر اُن کی اطاعت فرض ہے اور اپنے وقت کے سارے آدمیون سے افضل ہین اور معاویہ اور اُن کے لشکر کو باغی اور خطا وار جانتے تھے مگر طلحہ اور زبیر کو یہ لوگ بُرا نہین جانتے تھے اس لیے کہ انھون نے جو نزاع جناب امیرؑ کے ساتھ کیا تو اِس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اُنکو مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ قاتلان حضرت عثمانؓ نے جب اُن کو بھی دھمکایا تو یہ خوف جان کی وجہ سے مدینہ سے چلے گئے اور اُن سے قصاص لینے مین جلدی کرتے تھے اُن کو خطاے اجتہادی واقع ہوئی اِس لیے کہ ایک شبہہ کے ساتھ متمسک تھے اگرچہ طرف ثانی کی دلیل ارجح تھی اور وہ شبہہ اِس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ جانتے تھے کہ قصاص ذوالنورین حق ہے اور حضرت علیؓ اُسکے لینے پر قادر ہین مگر نہین لیتے بلکہ منع کرتے ہین پس قاتلان حضرت عثمانؓ کی طلب مین جلدی کی اور اتنا تامل نہین کیا کہ حضرت علیؓ کی مرضی معلوم ہوجاتی اِس وجہ سے مخالفت اُنکی طرف سے وقوع مین آئی ورنہ وہ تمام اہل عصر سے جناب امیرؑ کو افضل مانتے تھے اور اُن کے اوصاف بیان کرتے تھے اور آخر کار انھون نے جناب امیرؑ سے مصالحت کرکے اُنکی اطاعت کرلی اسی واسطے یہ لوگ گمراہ قرار نہین دئے گئے جناب امیرؑ اُنکو اچھا جانتے تھے بلکہ بقول بعض اس مخالفت کو اُنکی خطاے اجتہادی پر حمل کرتے تھے۔

اور یہ شیعہ جناب امیرؑ کی اُن باتون کو جو انھون نے خلفا اور صحابہ کی مدح و صفت اور فضائل مین بیان کی ہین جیسے کہ جناب امیر معاویہ کے ایک خط کے جواب مین شیخین کے حق مین فرماتے ہین

لعمری ان مکانھما من الاسلام لعظیم وان المصائب بھما لجرح فی الاسلام شدید رحمہما اللہ وجزاھما باحسن ما عملا (ترجمہ) قسم اپنی جان کی منصب اِن دونون کا اسلام مین بڑا ہے اور واقعہ وفات ان دونون کا البتہ زخم سخت ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے اور جزاے خیر دے اُن کو بعوض بہترین کامون کے کہ اُن دونون نے کیئے ظاہر ہی پر محمول کرتے تقیہ اور ریاکاری پر مبنی نہین سمجھتے اور جو کچھ شرع محمدی کے احکام صحابہ کے ذریعہ سے انکو ثابت ہوئے اُسے قبول کیا اور عمل در آمد رکھا اِن لوگون نے ابن سبا وغیرہ کی باتون کو نہین مانا اور سارے صحابہ کا ادب کرتے رہے البتہ دو تین برس کے بعد بعض لوگ ابن سبا کے تھوڑے سے وسوسون مین آگئے اور جناب امیرؓ کو تمام اصحاب پر تفضیل دینے لگے مگر اِن **شیعۂ تفضلیہ** نے سوائے تفضیل جناب امیرؓ کے اور ساری باتون مین شیعۂ مخلصین کے ساتھ اتفاق رکھا اور اقوال صحابہ کی پیروی کرتے رہے اور جو کچھ صحابہ کے ذریعہ سے سنت رسول اللہ مروی ہوئی اُسکے معتقد و عامل رہے اِن کا مذہب یہ تھا کہ جناب امیرؓ بعد اُن کی اولاد احق بالخلافت ہین جب تک یہ بزرگ کسی اور کو یہ منصب اپنی خوشی سے نہ دین وہ اُسکا مستحق نہین ہوسکتا چنانچہ خلفاے ثلثہ کو یہ خلیفہ مانتے تھے اور اُن کی خلافت کو درست جانتے تھے اسلیئے کہ جناب امیرؓ نے اُنھین اپنی خوشی سے خلیفہ کردیا تھا اور جب یہ خود خلافت اختیار کرین تو دوسرے کو خلافت نہ لینا چاہیے اور جناب امیرؓ بعد رسول اللہؐ کے افضل الناس ہین اور یہ لوگ صحابہ کو بُرا نہین کہتے تھے نہ ظالم وغاصب بتاتے تھے بلکہ خیر و خوبی کے ساتھ یاد کرتے تھے اِن مین سے یہ اشخاص مشاہیر ہین ابوالاسود ظالم دُئلی واضع علم نحو اور ابوسعید یحییٰ بن یعمر عدوانی کہ علم قراءت و تفسیر و نحو و لغات عرب کا بڑا ماہر تھا اور سالم بن حفصہ جو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے حدیث کی روایت کرتا ہے اور عبدالرزاق محدث اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف با بن سکیت مؤلف کتاب اصلاح المنطق۔ مگر جب ابن سبا کی بدعت بہت پھیل چکی تو اسکی تلقین کے اثر سے دو قسم کے لوگ بہت پیدا ہو گئے ایک **شیعۂ تبرائیہ** جنھین **شیعۂ سبئیہ** بھی کہتے ہین یہ لوگ سارے صحابہ کو ظالم وغاصب بلکہ کافر و منافق بتانے لگے اور بی بی عائشہ اور طلحہ اور زبیر کی لڑائی و تنازع جناب امیرؓ کے ساتھ انکے مذہب ورد و قدغن کا مؤید ہوگیا اور چونکہ یہ تمام جھگڑے حضرت عثمانؓ کے قتل کی وجہ سے واقع ہوئے تھے اِس لیئے

انپر بھی لعن وطعن کرنے لگے اور حضرت عثمان رضی کی خلافت کی بنیاد شیخین کی خلافت پر تھی اور منتخب کرنے والے انکے عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ صحابہ تھے سب کو یہ لوگ بُرا کہنے لگے یہ لوگ گویا ابن سبا کے متوسط قسم کے شاگرد و تعلیم یافتہ تھے۔ دوسرے **شیعہ غلاۃ** یہ ابن سبا کے شاگرد رشید اور اسکے خاص اصحاب تھے اسکی تعلیم کی بدولت جناب امیرؑ کی الوہیت کے قائل ہو گئے اور جب بعض نیک لوگون نے انکو الزام دیئے کہ جناب امیرؑ مین بشریت کے آثار موجود ہین تو اس لیئے بعض غلاۃ الوہیت کے قول کو چھوڑ کر اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب امیرؑ مین حلول کیا ہے جب جناب امیرؑ کو یہ خبر پہونچی تو انکار فرمایا اور ایک جماعت غلاۃ شیعہ کو آگ مین جلا دیا ابن سبا سے سارے اصناف غلاۃ شیعہ پیدا ہوئے ہین اور جبکہ تبرائیہ وغلاۃ وزیدیہ واسماعیلیہ وغیرہ نے اپنا لقب شیعہ اختیار کر لیا اور جب حضرت علی رضی بن ابی طالب ور بعض حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی و بی بی عائشہ رضی مین مع دیگر صحابہ کے بڑا غلو و مبالغہ کیا اور عمل و اعتقاد مین طرح طرح کے فسادات و بدعات پھیلا دیئے تو شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ نے اپنا لقب **اہل سنت وجماعت** رکھ لیا اسی واسطے اگلے وقتون کی کتب تاریخ مین ان لوگون کے حق مین بھی شیعہ کا لفظ استعمال ہوا ہے تاریخ واقدی و استیعاب مین اس طرح کی باتین بہت ہین اور شیعہ تبرائیہ وغیرہ بھی شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ کو شیعہ حضرت علی رضی سے نہین شمار کرتے اس لیئے کہ ان کے نزدیک محبت حضرت علی رضی کی منحصر ہے صحابہ وازواج رسول ؐ کے بُرا کہنے مین اور ان کے نزدیک ایمان و اسلام مین فرق ہے اسی لیئے اپنی جانون کو مومن کہا کرتے ہین اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہین کہتے ہین مومن وہ ہے جو شرائع کو اسکے حقائق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو اور مسلمان وہ ہے جو شرائع کو بغیر علم تاویل و تفسیر کے جانے اور معتزلہ بھی کہتے ہین کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے [۱]

تمام شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امامت عقل سے ثابت ہے اور امامت نص ہے اور ائمہ معصوم ہین غلطی اور سہو و خطا سے مگر زیدیہ کو اس مین خلاف ہے اور امامت مفضول کی فاضل کے ہوتے ناجائز ہے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کر دی تھی کہ حضرت علی رضی میرے بعد امام ہین اور سبائیہ کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حجۃ الوداع سے پھرے تو غدیر خم کے مقام پر کہ ایک جگہ تھے اور مدینے کے درمیان مین ہے سب صحابہ کو جمع کر کے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بارخدایا مین جس شخص کا مولا ہون اُسکا علی مولا ہے اے خدا او خدا دوست رکھ اُسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن اُسکو جو علی سے دشمنی رکھے اور اس ارشاد کی ضرورت اِس لیے ہوئی کہ حضرت جب اس مقام پر پہونچے تو یہ آیت نازل ہوئی يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنے اے رسول پہونچا اس چیز کو جو تیرے رب کی طرف سے اُتری اور اگر تو نے یہ نکیا تو کچھ بھی نہ پہونچایا اور تجھکو اللہ لوگون سے بچا ئیگا پھر جب آنحضرت اِس خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي یعنی آج کامل کر چکا دین تمھارا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر چکا پس آیت اول جناب امیرؑ کی شان مین نازل ہوئی جسکے مطابق آنحضرت نے اُنکی مولائیت کی بشارت دی اور نعمت کا تمام کرنا وہی جناب امیرؑ کی مولائیت کا اظہار ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ وہ افضل ہین اور خلافت کے لیے سب سے زیادہ حقدار ہین اور مولا کے معنے اس جگہ اولی بالامامت ہین اور یہ نص صریح ہے اُنکی خلافت پر صحابہ حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرتے وقت واقعۂ غدیر کو یاد رکھتے تھے اور یہ نص اُنپر کو بی منکشف تھی لیکن اُنھون نے اسکی تعمیل نکی اور بوجہ ظلم وعناد اور مکابرے کے امر حق سے چشم پوشی کی اور امیر المؤمنین علیؑ نے جو اُسوقت اسکے ساتھ استدلال نکیا اور خلافت کے مدعی نہوئے تو یہ بسبب تقیہ کے تھا اور صحابہ حضرت علی سے بیعت نکرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے اور تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہین سوائے چند کے اور یہ کہتے ہین کہ امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ مین کہدے کہ مین امام نہین ہون اور اجماع کے منکر ہین انکے نزدیک اجسام قیامت سے پہلے بھی دنیا مین لوٹ آتے ہین مگر بعض غلاۃ حشر اجساد اور حساب کے منکر ہین اور ان کے نزدیک امام کو دنیا اور دین کی سب باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے یہان تک کہ وہ سنگریزون اور درختون کے پتون کو بھی جانتا ہے اور ائمہ سے مثل انبیا کے معجزات صادر ہوتے ہین اور اکثر اُن مین سے یہ کہتے ہین کہ جسنے حضرت علیؑ سے جنگ کی وہ کافر ہے اِن کے نزدیک جماعت مسنون نہین اور مسح موزون پر جائز نہین اور بی بی فاطمہؓ بی بی عائشہؓ سے افضل ہین اور بعض کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام مین بغیر صادقون کے نبوت کی

قدرت نہ تھی اور کہتے ہین لفظ واحد سے تین طلاقین واقع نہین ہو سکتین اور نماز تراویح کی مسنونیت کے منکر ہین اور اُن کے نزدیک نماز مین سیدھا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنا مسنون نہین اور افطار مین جلدی کرنا ناجائز ہے اور نماز مغرب غروب آفتاب کے بعد اُس وقت تک نہ پڑھنا چاہیے جب تک کواکب نہ چمک جائین مگر اسماعیلیہ کے نزدیک افطار اور نماز مغرب مین جلدی کرنا واجب ہے اور تمام شیعہ کرامات اولیا کے منکر ہین اور اپنے ائمہ کی کرامات کو معجزات کے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔ شرح مسلم الثبوت مین بحرالعلوم لکھتے ہین کہ اِنکا اعتقاد یہ ہے کہ گناہ بندے کی قدرت سے صادر ہوتے ہین اور حسنات اللہ کی قدرت سے اِس لیے کہ بُرائی کا پیدا کرنا قبیح ہے پس ان کے نزدیک دو خالق ہین ایک خالق خیر دوسرا خالق شر۔ شیعہ کے بعض فرقے **رجعت** کے قائل ہین اور اِس کی دو قسمین ہین (۱) رجعت بعد موت کے ہوتی ہے پس بعض فرقونکا قول ہے کہ اُنکا امام بعد موت کے دُنیا مین پھر آئیگا (۲) رجعت بعد غیبت کے ہوتی ہے چنانچہ بعض فرقے اِس کے قائل ہین کہ امام مرا نہین غائب ہوگیا ہے پھر آکر زمین کو عدل سے بھر دیگا بعض فرقے بعض امامون کی موت مین توقف کرتے ہین۔ غرضکہ شیعہ مین باہم بھی بڑا اختلاف ہے اور اِس اختلاف کی وجہ سے بہت سے فرقے بنگئے ہین کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کی تکفیر کرتا ہے اصول ان مین سے پانچ فرقے ہین **غلاۃ**۔ کیسانیہ۔ اسماعیلیہ۔ زیدیہ اور امامیہ۔ اور شیعہ کے ہر فرقے مین **داعی** لوگ ہوتے ہین کہ اُس مذہب کی طرف اشخاص کو علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے ذریعہ سے بلاتے ہین انکو اصطلاح مین **دُعاۃ** کہتے ہین جو داعی کی جمع ہے انھین دعاۃ کے نام سے فرقے منسوب ہوتے ہین

غلاۃ

اگرچہ کیسانیہ و اسماعیلیہ و امامیہ مین سے بھی بہت سے فرقے غلو رکھتے ہین مگر ہم یہان غُلَاۃ سے اُن فرقون سے مُراد رکھتے ہین جن مین یہ اعتقاد مشترک ہے کہ انبیا و ائمہ خدا ہین یا خدا نے انبیا اور ائمہ مین حلول کیا ہے یا اُن سے متحد ہوگیا ہے تحفۂ اثنا عشری مین لکھا ہے کہ تعین امام کے باب مین بعض ان مین سے کیسانیہ مین اور بعض امامیہ اور زیدیہ کے فرقون مین سے کوئی ایسا نہین سُنا گیا جو ان غُلَاۃ کی طرح زید شہید

اور انکی اولاد کی الوہیت یا ان میں حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہوا اور کشف الغمۃ عن افتراق الامہ میں ذکر کیا ہے کہ غلاۃ کا قول یہ ہے کہ نص نبوی کے مطابق حضرت علی امام ہیں پھر امام حسنؓ بعد ان کے امام حسینؓ پھر بعد امام حسینؓ کے حکم شوریٰ ہے بعض نے کہا ہے کہ نص نہیں آئی مگر امامت حضرت علیؓ پر فقط اور ان کے نزدیک امام کا مقرر کرنا اللہ کو واجب ہے اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے اغذیہ وادویہ اور رسوم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات ومصائب سے بچانے کے لیے ہے ابوبکر باقلانی شاگرد ابوالحسن اشعری نے ملل ونحل میں کہا ہے لاخلاف بین الائمہ فی تکفیر غلاۃ الروافض وھم الذین زعموا ان اللہ قد حل فی الانبیاء ثم فی الائمۃ یعنی ائمہ میں اتفاق ہے اِس بات پر کہ غلاۃ روافض کافر ہیں اور وہ وہ ہیں کہ یہ زعم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا میں حلول کیا ہے پھر ائمہ میں حلول کیا ہے بحار الانوار کی دسویں جلد میں علل الشرائع سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے غلاۃ اور مفوضہ پر لعنت کی ہے اور شیخ ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ قمی اثنا عشری کہتے ہیں کہ غلاۃ اور مفوضہ کافر ہیں یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور قرسا اور آتش پرست اور قدریہ اور حروریہ اور جبریہ اور سب اہلِ بدعت مذاہب باطلہ سے بدتر ہیں ابوہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں نے جناب امام رضاؑ سے پوچھا کہ غالی کیسے ہیں فرمایا کہ کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں جو شخص ان سے مجالست اور ہم نشینی اور مخالطت کریگا یا اِن کے ساتھ کھائیگا یا پیئے گا یا انکے ساتھ مناکحت یعنی باہم دگر نکاح کرے گا یا کسی طرح کی اِن سے رعایت کریگا یا بہ نسبت انکے صلہ عمل میں لائیگا یا اُن کو امانت دار قرار دیگا یا اُن کی امانت اپنے پاس رکھیگا یا اُن کے کلام اور بات کی تصدیق کریگا یا اُن کی اعانت کریگا اگرچہ کلمے کے ساتھ ہو یا بعض کلمے کے ساتھ تو وہ شخص ولایت ودوستی خدائے عزوجل اور ولایت ودوستی رسول خدا اور اُس جناب کے اہلِ بیت سے باہر ہو جائے گا۔ اور غلاۃ کئی فرقے ہیں۔

پہلا سبائیہ یہ متبع ابن عبداللہ بن وہب بن سبا معروف با بن السوداء کے

یہ شخص یہودی تھا حجاز سے اہل اسلام کے شہرون مین جایا کرتا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ مسلمانون کو گمراہ کردے جب یہ بات نہ بنی اور یہ کام نہ کرسکا تو بظاہر اسلام لاکر اسلام اور مسلمانون کے ساتھ مکروفریب سے پیش آیا ۳۳ھ ہجری مین بصرے گیا وہان پہونچکر کچھ مسائل لوگون سے کہنے لگا لیکن صراحت نکرتا تھا ایک جماعت اُسکی طرف مائل ہوگئی اور اُس کی باتون مین آنے لگی۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ نے اُسکو بصرے سے نکلوادیا وہان سے کوفے مین آیا پھر کوفے سے چلکر مصر پہونچا وہان آکر ٹھہرا لوگون مین بیٹھکر یہ بات کہی بڑا تعجب ہے اُس شخص سے جو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا مین آئینگے اور اسکی تکذیب کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئینگے رجعت کے بارے مین لوگون سے بات چیت کرتا رہا یہانتک کہ کچھ لوگون نے اس بات کو قبول کیا اور یہ بدعت ۳۳ھ ہجری سے پھیلنے لگی پس مذہب رجعت کا وہی موجد ہے بعد اس کے اُس نے یہ بات کہی کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت حضرت علیؓ کی وصیت کرگئے ہین کہ وہ بعد حضرت کے اُنکے وصی ہین اور نص نبوی کے مطابق خلیفہ امت ہین اور سُن رکھو کہ حضرت عثمانؓ نے خلافت ناحق لیلی اب تم لوگ کھڑے ہوکر اپنے امرا پر طعن کرو اور اظہار امر معروف ونہی منکر کرکے لوگون کو اپنی طرف مائل کرلو پھر اُسنے اپنی طرف سے داعی جا بجا بھیجے اور جہان جہان کے لوگ اُسکی طرف مائل تھے اُسنے خط وکتابت جاری کی اُن لوگون نے مخفی دعوت کرنا خلق کا اُسکی رائے کی طرف شروع کیا اور ایک عام ناراضی حضرت عثمانؓ کے عمال اور اُنکی خلافت کی طرف سے لوگون مین پھیل گئی اور ساری زمین اسلام ابن سبا کی رائے وعقیدے سے بھرگئی چارون طرف علانیہ طعن وتشنیع کا بازار گرم ہوگیا روزانہ اسکی متواتر خبرین مدینے مین پہونچنے لگین مدینے مین بھی لوگون مین سرگوشیان شروع ہوگئین امیرالمومنین عثمانؓ اور اُن کے عمال پر زبان طعن دراز ہوگئی صحابہ کرام سے زید بن ثابت۔ ابواسید ساعدی۔ کعب بن مالک۔ اور حسان بن ثابت لوگون کو طعن وتشنیع سے روکتے تھے لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ اِس وقت اہل مدینہ مجتمع ہوکر امیرالمومنین عثمانؓ کے

پاس آئے اور واقعات سے ان کو مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا حضرت عثمان رض نے کہا تم لوگ مسلمانون کے رئیس و ارباب رائے ہو اسمین تمھاری کیا رائے ہے صحابہ نے کہا چند معتبر و معتمد آدمیون کو اسلامی ممالک کی طرف خبر لانے کے لیے روانہ کرو چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف اور اسامہ بن زید بصرے کی طرف اور عبداللہ بن عمر شام کی طرف اور ان کے علاوہ اور لوگ بھی مختلف ممالک اسلام کی طرف روانہ کیے گئے ان لوگون نے واپس ہوکر بیان کیا کہ ہمنے نہ تو عمال و والیان ملک کی کوئی برائی دیکھی اور نہ عوام و خواص کو ان کی شکایت کرتے ہوے پایا لیکن عمار بن یاسر نے جو مصر کی جانب روانہ کیے گئے تھے واپسی مین تاخیر کی اور ان کو ابن سبا اور اس کے ہمراہیون خالد بن ملجم۔ سودان بن حمران سکونی۔ کنانہ بن بشر نے اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہم صفیر بنا لیا۔ منحرفین و مخالفین حضرت عثمان رض دربارۂ نقض بیعت حضرت عثمان رض خط و کتابت کرنے لگے اور بذریعۂ خط یہ طے کر لیا کہ ایک مقررہ یوم پر مدینے مین جمع ہو نا چاہیے چنانچہ ملک مصر سے ایک ہزار یا سات سو یا پانسو آدمی اور ایک ایک جماعت بصرہ و کوفہ سے بہ تعداد مذکورہ مدینے مین آئی اور حضرت عثمان رض کو معزول کرنے کا ارادہ کیا اور فساد برپا کرکے حضرت عثمان رض کے مکان کو گھیر لیا اور چالیس یا پچاس دن تک اُنکو محصور رکھا پھر حضرت علی رض حضرت عثمان رض کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ مروان کو عہدۂ منشی گری سے موقوف کیجیے اور عبداللہ بن ابی سرح کو حکومت مصر سے معزول کیجیے حضرت حضرت عثمان نے قبول کیا حضرت علی رض نے لوگون کو سمجھا کر ہٹا دیا اور بات رفت و گذشت ہو گئی اور محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا حاکم مقرر کر کے اُدھر بھیجا راستے مین انکو ایک خط مہری حضرت عثمان رض کا عبداللہ کے نام ملا جس مین یہ مضمون تھا کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو کچھ کہین اُسکی تعمیل مت کرنا اور کسی حیلے سے اُنکو مار ڈالنا محمد اس خط کو لیکر مدینے کو لوٹ آئے اور حضرت عثمان رض سے اسکا حال پوچھا اُنھون نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مہر اگرچہ میری ہے اور میرے ہی منشی کا خط ہے مگر مین نے یہ خط نہین لکھوایا تو ان لوگون نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کر دو یہ بات حضرت عثمان نے نامنظور کی اس لئے

لوگون کے دل اُنکی جانب سے پھر گئے اور حضرت عثمانؓ کو محصور کر لیا تاریخ اعثم کوفی مین لکھا ہو
کہ محاصرین نے حضرت عثمانؓ پر تنگی کی اور ہر جانب سے اُنکے مکان مین گھس پڑے
محمد بن ابوبکر نے دوڑ کر حضرت عثمان کی داڑھی پکڑ لی اور اُن کی گردن مین زخم پہونچایا
جس سے خون جاری ہوگیا پھر کنانہ بن بشر آیا اور ایک وار عمود کا حضرت عثمانؓ کے
سر پر کیا اور سیدان بن حمران مرادی نے ایک تلوار اُن کے سر پر ماری حضرت عثمانؓ
پیچھے کو گر پڑے پھر اور لوگون نے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ابن خلدون نے لکھا ہو
کہ عمیر بن ضابی نے حضرت عثمان کے چند ٹھوکرین ماری تھین جس سے چند پسلیان ٹوٹ
گئی تھین اور ٹھوکرین لگانے کے وقت یہ کہتا جاتا تھا تم نے میرے باپ کو قید کیا تھا
جو بیچارہ حالت قید ہی مین مرگیا اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ عمرو بن الحمق نے
آپ کے سینے پر نو نیزے مار کر کہا ان مین سے تین نیزے تو مین نے اللہ تعالیٰ کے واسطے
مارے ہین اور چھ اس وجہ سے مارے ہین کہ میرے دل مین اس کی طرف سے غبار تھا۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن سبا نے دوبدو علی مرتضیٰ سے یہ بات کہی تھی انت الالہ یعنی تم خدا ہو
اور انھین خدا اعتقاد کرتا تھا حضرت ممدوح نے اُسے مداین کی طرف نکلوا دیا۔ اور کہتا تھا
کہ حضرت علی بعد موت کے پھر دنیا مین آئین گے وہ قتل حضرت علی کا معتقد نہ تھا اُن کو زندہ
بتاتا تھا کہتا تھا کہ شیطان حضرت علی کی صورت پر ہوگیا تھا اُسے ابن ملجم نے مارا ہے
اور کہتا تھا وہ بادل مین آتے ہین رعد اُن کی آواز ہے برق اُن کا چابک ہے وہ ضرور
زمین پر اُتر کر اُسکو عدل سے بھر دینگے جس طرح کہ ظلم سے بھر گئی ہے۔
اور سبائیہ جب رعد کی آواز سُنتے تو کہتے السلام علیک یا امیر المؤمنینؑ - ارشاد یہ
شرح اعتقادیہ مین مذکور ہے کہ عبداللہ بن سبا کہتا تھا کہ امیر المؤمنین خدا ہین اور مین
اُن کی طرف سے پیغمبر ہون جناب امیر نے یہ سُنکر اُسکو بلوایا اور اُس سے پوچھا کہ تو کیا
کہتا ہے اُس نے کہا کہ میرے دل مین یہ بات آئی ہے اور خیال مین گذرا ہے کہ تم خدا ہو
اور مین تمھارا پیغمبر ہون آپ نے فرمایا کہ وائے تجھ پر شیطان تجھ سے استہزا اور سخریہ اور ٹھٹھہ
کرتا ہے تو توبہ کر اپنے اس اعتقاد باطل اور خیال فاسد سے اُس نے آپ کا فرمانا نہ مانا اور

توبہ سے انکار کیا آپ نے اُسکو قید کیا پھر بھی وہ توبہ کرنے پر راضی نہوا اور اس اعتقاد باطل سے نہ پھرا آخر آپ نے اُسکو قید خانے سے باہر نکالکر آگ مین جلا دیا اور ایک بیٹا اُسکا عبیداللہ بن سبا تھا وہ بھی فاسدۃ العقیدہ تھا مگر اپنے باپ سے ایک درجہ کم تھا کہ وہ جناب امیر کے خدا ہونے کا قائل نہ تھا مگر تفویض کا قائل ہوا تھا چنانچہ مفوضہ مین اُس کا بیان آتا ہے اور اسی کتاب مین دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ جناب امیر نے جب عبداللہ کے اصحاب کو پکڑا تو وہ مدائن کو بھاگ گیا جناب امیرؓ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودین اور اُس مین آگ روشن کرین اور اصحاب عبداللہ کو اُسمین ڈالدین غرض کہ جب اُنکو اُس آگ مین ڈالا تو اُنھون نے کہا کہ ہمارا یقین اور زیادہ ہوا کہ تو ہی خدا ہے اسلیے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خدا بندون کے ساتھ آگ کے عذاب کرے گا اب کہ تو ہمکو آگ سے عذاب کرتا ہے پس ہمین یقین ہوا کہ تو ہی خدا ہے آخر وہ سب جل گئے مگر اپنے اعتقاد سے نہ پھرے

دوسرا کاملیہ یہ فرقہ ابو کامل کی طرف منسوب ہے یہ شخص سب صحابہ کو کافر بتاتا تھا اسپر کہ انھون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی اور خود حضرت علی کو کافر کہتا تھا اسپر کہ صحابہ سے نہ لڑے یہ تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ امامت نور الٰہی ہے کہ ایک شخص سے دوسرے شخص مین منتقل ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نور ایک آدمی مین امامت ہو اور دوسرے مین نبوت ہو جائے اور کہتا تھا کہ روح الٰہی نے اول آدم مین بعد اُسکے درجہ بدرجہ تمام انبیا و ائمہ مین حلول کیا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ اُس کے نزدیک کافر کا بھی امام ہونا اور اُس مین روح الٰہی کا حلول کرنا جائز ہے اسلیے کہ حضرت علی مرتضی کی تکفیر کرتا ہے اور پھر اُن مین روح الٰہی کے حلول کا اور اُنکی امامت کا قائل ہے شفاے قاضی عیاض مین لفظ کاملیہ کی جگہہ کمیلیہ لکھا ہے شارح کہتا ہے کہ کمیلیہ منسوب ہین کمیل کی طرف جو کامل کا مصغر ہے اِس صورت مین کمیلیہ کاف کے ضمہ سے ہوگا بعض کہتے ہین کہ اِس لفظ مین کاف مفتوح ہے اس صورت مین قبیل کے وزن پر کامل کے معنے مین ہے۔

تیسرا مغیریہ یہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہین جو خالد بن عبداللہ قسری گورنر

عراق کا غلام تھا اسنے خالد پر کوفے میں بیس آدمی لیکر خروج کیا اُن کو گھیر لیا وہ ممبر پر تھے انھون نے کہا مجھے پانی پلا دو اس سبب سے وہ بدل دئے گئے نواب صدیق حسن خان نے اسی طرح لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ خالد کو ہشام بن عبدالملک نے سنہ ۱۲۰ھ مین ابوالمغنی وحیان نبطی کے کہنے سننے سے معزول کرکے یوسف بن عمر ثقفی کو اُن کی جگہ مقرر کیا تھا یہ دونون ہشام بن عبدالملک کی املاک کے جو عراق مین تھی متولی تھے ابن خلدون وغیرہ نے اسی طرح لکھا ہے اور معارف مین ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ خالد نے مغیرہ کو واسط مین قتل کرکے قنطرۃ العاشر پر سولی دی تھی اُسکے شنائع مین سے ایک قول یہ ہے کہ معبود کے اعضا حروف ہجا کی صورت پر ہین اور الف صورت قدمین ہے اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ایک مرد ہے نور کا اُسکے سر پر ایک تاج ہے نور کا اور اُسکا دل حکمت کا منبع ہے وہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ہر مکان مین ہے کوئی مکان اُس سے خالی نہین ہے اور اللہ نے جب جہان پیدا کرنا چاہا تو اعمال عباد کو اپنی دو انگلیون سے لکھا پھر اُن کے معاصی سے غضب مین آیا تو اُس سے اللہ کو پسینا چھوٹا اُس پسینے سے دو دریا مجتمع ہوگئے ایک شیرین ایک تلخ پس خداے تعالی نے دریاے شیرین مین دیکھا تو عکس اسکا اُس مین پڑا خداے تعالی نے تھوڑا سا عکس اُس دریا مین سے نکال کر اُس سے چاند اور سورج بنائے اور باقی کو فنا کردیا اس واسطے کہ کوئی شریک اسکا باقی نرہے پھر دریاے شیرین سے مؤمن پیدا کیے دریاے تلخ سے کافر بنائے اور اس آیت کی عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا تفسیر یون کرتا تھا کہ ہم نے پیش کی امانت آسمان و زمین اور پہاڑون کے سامنے اور وہ امانت حضرت علیؓ کی امامت تھی کہ تم مین سے کون ایسا ہے کہ اُسکو لینا چاہتا ہے تو کسی نے اِس امانت کو قبول نہ کیا تاکہ یہ حق حضرت علیؓ کا حضرت علیؓ ہی کو پہونچ جائے مگر انسانون مین سے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کے مشورے سے اِسکو اختیار کرلیا جبکہ حضرت عمرؓ نے یہ اقرار کرلیا کہ کار امامت مین حضرت اَبُوبکر کو مدد دیتا رہونگا اور حضرت عمرؓ نے یہ ذمہ داری اِس شرط پر اختیار کی کہ حضرت اَبُوبکر اپنے بعد مجھے خلافت دیدین اور

یہ کہتا تھا کہ آیت کَمَثَلِ الشَّیْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی شیطان کی مثل ہے جس وقت اُسنے آدمی کو کہا تو کفر کر جب اُسنے کفر کیا تو کہا تحقیق مین تجھ سے بیزار ہون مین اللہ سے ڈرتا ہون جو سارے جہان کا رب ہے حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے اُسکے نزدیک مھدی زکریا بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہین اور وہ زندہ ہین کوہ حاجر مین مقیم ہین جب حکم ربی ہوگا تو اُس سے برآمد ہونگے اور محمد بن علی کے بعد یہ شخص اپنے لیے امامت کا طالب ہوا تھا اور دعویٰ نبوت کا رکھتا تھا اُسکے زعم مین اُسکا معجزہ یہ تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے اور مردون کو زندہ کرتا ہے اور جب مغیرہ مارا گیا تو اُسکے بعض مرید کہنے لگے کہ وہی امام منتظر ہے۔ منہج المقال مین آیا ہے کہ امام ابو عبداللہ فرماتے تھے کہ اِس آیت مین هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ یعنی مین تمکو بتاؤن شیطان کس پر اُترتے ہین اُترتے ہین ہر جھوٹے گنہگار پر شیاطین سے مراد یہ سات شخص ہین مغیرہ بن سعید اور بنان اور صائد نہدی اور حرث شامی اور عبداللہ بن حرث اور حمزہ بن عمارہ زبیری اور ابو الخطاب اور نامۂ دانشوران مین ابن قبہ کے حالات مین مذکور ہے کہ فرقۂ مغیریہ کا قول ہے کہ امامت حسن بن حسن کو وصیت سے پہونچی تھی اُنکے نزدیک امامت منحصر ہے حسن بن علی اور اُن کی اولاد مین اور یہ فرقہ اُنکے غیر مین امامت تجویز نہین کرتا۔

چوتھا بنانیہ یہ متبع ہین بنان بن سمعان تمیمی نہدی یمنی کے اور بعض بنان کو اسماعیل کا بیٹا بتاتے ہین سلفظ بنان کے حروف مین اختلاف ہے میر سید شریف نے تعریفات مین باے موحدہ کے بعد نون لکھا ہے اور منتہی المقال و منہج المقال مین آیا ہے بنان مین باے موحدہ مضموم ہے اور اُس کے بعد نون ہے اور نون کے بعد الف اور اُسکے بعد نون ہے اور ابو زید بلخی کی تاریخ مین ہے کہ یہ نام بیان ہے باے موحدہ کے بعد یاے تحتانی کے ساتھ اور نسیم الریاض شرح شفاے قاضی عیاض مین شہاب الدین احمد خفاجی کہتے ہین کہ فرقۂ بیانیہ منسوب ہے بیان کی طرف اس لفظ مین باے موحدہ

مفتوح اور یاے تحتانی اور الف اور نون ہے اور بعضوں نے بنان باے موحدہ اور دونون کے ساتھ بتایا ہے بنان کے باپ کا نام اسماعیل نہدی تھا۔ یہ شخص بجاے حلول کے اتحاد کا قائل تھا یعنی اسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ حضرت علی کے ساتھ متحد ہوگیا ہے پھر بعد حضرت علی کے محمد بن حنفیہ کے ساتھ پھر انکے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد کے ساتھ پھر بعد ابو ہاشم کے بنان بن سمعان کے ساتھ یعنی خود اسکی ذات کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ انسان کی صورت پر ہے اور سب کچھ اسکا ہلاک اور فنا ہو جاے گا مگر منھ فنا نہوگا اور دلیل اسپر یہ آیت لاتا تھا کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کتاب کشی مین سعد بن عبد اللہ کے ذریعہ سے روایت آئی ہے کہ امام صادق نے بنان پر لعنت کی ہے جیسا کہ اخبار مین مذکور ہے اور کشی مین یہ بھی روایت ہے کہ ابو الحسن رضا نے کہا ہے کہ بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اسے دوزخ کی آگ مین ڈالا اور محمد بن بشیر ابو الحسن موسیٰ کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اس کو بھی آتش دوزخ کے ساتھ سزا دی اور تاریخ ابو زید بلخی مین مذکور ہے کہ بیانیہ بیان کی نبوت کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مین جو وارد ہے هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ یعنی یہ بیان ہے لوگون کے لیے اس سے مراد یہی ہمارا پیشوا ہے اور چونکہ یہ شخص تناسخ اور رجعت کا قائل تھا اس لیے خالد بن عبد اللہ قسری نے قتل کر دیا۔ منہج المقال مین لکھا ہے کہ ہشام بن حکم کہتے ہین مین نے ابو عبد اللہ سے عرض کیا کہ بنان اِس آیت کی وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ زمین کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ زمین کے اللہ سے اعظم ہے اور باشندگان زمین آسمان کے اللہ کو جانتے ہین اُسکی تعظیم کرتے ہین ابو عبد اللہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم کہ زمین اور آسمان دونون کا وہ ایک ہی اللہ ہے اُس کا کوئی شریک نہین بنان جھوٹا ہے اللہ اُس پر لعنت کرے۔

پانچوان جناحیہ۔ یہ متبع ہین عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابو طالب کے وہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور ایک عقیدہ اُنکا یہ بھی تھا کہ

روح الٰہی انبیا میں دائر سائر ہے پھر حضرت علیؓ میں پھر امام حسنؓ و امام حسینؓ و محمد بن حنفیہ اولاد حضرت علیؓ میں دائر ہوئی پھر عبداللہ کے اندر آئی اِس لیے انھوں نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اللہ ہے اور علم اُس کے دل میں یوں اگتا ہے جیسے زمین سے پھول زمین کا اور امامت بھی اسی ترتیب سے ظہور میں آئی ہے کیونکہ نبوت اور امامت کے معنے جناحیہ کے نزدیک یہی تھے کہ روح الٰہی بدن انسانی میں حلول کرے اِس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ شراب و مردار و نکاح محارم و زنا حلال ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن میں جو مردار اور خون اور سور کے گوشت کی تحریم آئی ہے یہ کنایہ ہے ایک قوم سے جن کا بغض لازم ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و معاویہؓ اور جس قدر فرائض مامور بہا قرآن میں آئے ہیں وہ کنایہ ہے اُن لوگوں سے جنکی دوستی لازم ہے جیسے حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ اور اُن کی اولاد یہ قیامت کے منکر ہیں۔ بہرصورت عبداللہ بن معاویہ نے ۱۲۷ھ میں مروان حمار کی شروع حکمرانی میں کوفے میں خروج کیا تھا کوفے کے سارے زیدیہ نے اُنکا ساتھ دیا تھا مگر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز حاکم عراق سے سخت جنگ کے بعد شکست کھاکر مدائن کو چلے گئے اور تمام اطراف سے شیعہ انکے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور اُن کی قوت بہت بڑھ گئی اور ایک زبردست لشکر کے ساتھ فتوحات شروع کیں اور بڑے بڑے شہر جیسے حلوان ہمدان۔ قومس رے جبال اصفہان فتح کر لیے ۱۲۸ھ ہجری میں فارس پر چڑھائی کی اور اُسے بھی مسخر کر لیا اور اصطخر میں اپنا ہیڈکوارٹر قائم کیا اور اپنی طرف سے جابجا حکام روانہ کیے اور مال کثیر حاصل کیا بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کے بڑے بڑے سردار جیسے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور ابوجعفر منصور اور علی بن عبداللہ بن عباس و عیسیٰ بن عبداللہ بن عباس اُن کے شریک ہوگئے عامر بن ضبارہ اور معن بن زائدہ نے گھیر کر ایسی شکستیں دیں کہ سارا لشکر پریشان ہوگیا اور عبداللہ بن معاویہ خود مع اپنے دو بھائی حسن اور یزید اور خاص خاص آدمیوں کے ہرات کی طرف بھاگ گئے جہاں پر ابونصر مالک بن ہیثم خزاعی ابومسلم کی طرف سے حاکم تھا

اُسنے ابو مسلم کے حکم سے عبداللہ کو مروا ڈالا اور حسن و یزید بیٹا بنا ے معاویہ کو چھوڑ دیا فرقۂ جناحیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ عبداللہ ملک اصفہان مین کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہین عنقریب نکلنے والے ہین۔

چھٹا منصوریہ۔ یہ ابو منصور عجلی کے متبع ہین یہ شخص ابتدا مین امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہ السلام کا معتقد تھا جب اُنھون نے اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا تو اُسنے یہ دعوی کیا کہ بعد امام محمد باقر کے امامت اُسکی طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ بعد انتقال اِس امامت کے آسمان پر گیا اور معبود نے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے بیٹا ہو نچا دے میری طرف سے یہ آیت وَاِنْ یَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ یعنی اگر کسی چیز کا ٹکڑا آسمان سے گرتا دیکھین تو کہین یہ گاڑھی بدلی ہے اُسکے زعم مین کسف ساقط من السماء سے مراد اُس کی ذات تھی اور امامت کے دعوے سے قبل کہتا تھا کہ کسف مذکور سے مراد حضرت علیؓ بن ابی طالب ہین اور اِس بات کا قائل تھا کہ رسول قیامت تک مبعوث ہوتے رہین گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہین ہوئی ہے اور ایک عقیدہ یہ تھا کہ جنت سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دوستی واجب ہے اور وہ امام ہے جیسے حضرت علی بن ابی طالب اور اُن کی اولاد اور دوزخ سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دشمنی واجب ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و معاویہؓ اسی طرح کہتا تھا کہ قرآن مین فرائض سے حضرت علیؓ اور اُن کی اولاد مراد ہے اور محرمات سے حضرت ابوبکرؓ وغیرہ مقصود ہین اور اِس تاویل سے مطلب اُسکا یہ تھا کہ جو کوئی امام تک پہونچ جاتا ہے اُس سے ساری تکالیف شرعیہ اُٹھ جاتی ہین بے قید ہو جاتا ہے منصوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص ایسے چالیس آدمیون کو قتل کر ڈالے جو عقائد دینیہ مین ہم سے خلاف ہین تو وہ جنت مین داخل ہو اور یہ لوگ آدمیون کے مال حلال جانتے ہین اور کہتے ہین کہ جبرئیلؑ نے پیغام رسانی رب العالمین مین خطا کی ہے

ساتوان خطابیہ۔ یہ لوگ ابوالخطاب کے متبع ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ

ابوالخطاب کو محمد بن مقلاص اور محمد بن ابو زینب کہتے ہیں اور طحطاوی کے حاشیہ در مختار
میں ہے کہ خطابیہ منسوب ہیں ابوالخطاب محمد بن وہب اجدع یا محمد بن ابی زینب اسدی
اجدع کی طرف ابوالخطاب نے کوفہ میں خروج کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے لڑا
وہ امام جعفر صادق کی اطاعت کی طرف دعوت کی اور یہ دعویٰ کیا کہ علی مرتضیٰ خدائے اکبر
ہیں اور جعفر صادق خدائے اصغر انتہیٰ کلامہ۔ اور عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل
ونحل میں اس طرح لکھا ہے کہ ابوالخطاب اسدی نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ کے منتسبین میں مشہور کر کے لوگوں کا اعتقاد حضرت امام کے اور اپنے ساتھ
خوب مستحکم کیا اور یہ بات ذہنوں میں جمائی کہ حضرات ائمہ جنکی طرف سے میں داعی ہوں
پہلے امام زمان ہوتے ہیں پھر الٰہ ہو جاتے ہیں الوہیت ایک نور ہے جو نبوت کے
پردے میں نہان ہوتا ہے جس طرح نبوت ایک روشنی ہے جسکی چمک امامت کے لباس
میں ہوتی ہے اسنے بتدریج اپنی تعلیمات میں یہ بات بھی شامل کر لی تھی کہ امام جعفر صادق
اس زمانے کے الٰہ ہیں یہ نہ سمجھو کہ جس صورت کو تم دیکھتے ہو وہی جعفر ہیں وہ تو ایک
لباس ہے جو اس عالم میں اترنے کے وقت خدا نے پہن لیا ہے حضرت امام جعفر صادق
کو جب اسکی خرافات وکفریات پر اسکی اطلاع ہوئی تو اسکو اپنے ہاں سے ذلت کے ساتھ
نکال دیا اور اسپر لعنت کر کے اِن تمام اقوال سے اپنی برارت ظاہر کی چونکہ اُس کو
امام سے حاصل کوئی تعلق نہ تھا اسکی غرض صرف یہ تھی کہ وہ بھی مقتدا مان لیا جائے
اسوجہ سے اسوقت اسنے امامت کا دعویٰ کیا وہ سفیہ بھی تھا حتیٰ کہ خلیفہ منصور عباسی
کے عہد میں مارا گیا اسکے تابع بچاس فرقے ہیں سب کا اسپر اتفاق ہے کہ ائمہ جیسے
حضرت علی اور اُن کی اولاد یہ سب نبیا ہیں اور ہر امت کے لیے دو رسول ہونا ضرور ہیں
ایک ناطق دوسرا صامت سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ناطق تھے اور حضرت علی نبی صامت
ہیں اور امام جعفر صادق بن محمد باقر نبی تھے پھر انتقال نبوت کا ابوالخطاب کی طرف
ہو گیا بلکہ خطابیہ کو یہانتک غلو ہے کہ ان سب کے نزدیک ائمہ اللہ ہیں اور
امام حسنؓ وحسینؓ ابناء اللہ ہیں اور امام جعفر صادق بھی اللہ ہیں اور وہ یقین

جنھین لوگ دیکھتے ہین بلکہ وہ جب اس عالم کی طرف نزول کرتے ہین تو یہ انسانی صورت اختیار کر لیتے ہین مگر ابوالخطاب جعفر صادق اور حضرت علی سے افضل ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ اُن سب کامون کو جو قیامت تک ہونے والے ہین جانتے ہین اور خطابیہ کہتے ہین کہ اہلبیت نور ہے نبوت اور امامت سے اور عالم ان انوار سے کبھی خالی نہین رہتا اور انکا زعم یہ ہے کہ امام جعفر صادق بن محمد باقر نے اُن کے پاس ایک کھال امانت رکھی ہے جس کو جفر کہتے ہین اُس مین ہر شے محتاج الیہ کا علم غیب اور قرآن کی تفسیر ہے اُن کے اعتقاد مین اس آیت مین اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَۃً یعنی اللہ تم کو فرماتا ہے کہ ایک گاے ذبح کرو بقرہ سے مراد ام المؤمنین عائشہ ہین اور خمر (شراب) و میسر سے مراد حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہین اور جبت و طاغوت سے مراد معاویہ بن ابی سفیان و عمرو بن العاص ہین منتہی المقال مین کشی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ ابوالخطاب علی بن امام حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اُسے دوزخ مین ڈالا خطابیہ ہر مومن کی گواہی پر کہ حلف کرے سچا جانتے ہین اور کہتے ہین کہ مومن کبھی جھوٹا حلف نہین کرتا اور بعضون نے لکھا ہے کہ خطابیہ کے نزدیک جھوٹی گواہی اپنے موافقین کے واسطے دینا جائز ہے اسی واسطے کتب فقہ مین لکھا ہے کہ خطابیہ کی گواہی نامقبول ہے۔ ابوالخطاب کو کوفے مین سولی دیے جانے کے بعد اُس کے اصحاب کئی فرقے ہوگئے ایک فریق نے معمر بن خیثم (خاے معجمہ اور اُسکے بعد یاے مثناۃ تحتانی اور اُسکے بعد ثاے مثلثہ) کی اتباع اختیار کی اور دوسرے نے بزیع بن یونس کی یہ شخص جولاہہ تھا اور تیسرے نے عمرو بن بنان عجلی کی اور بعض نے مفضل صیرفی کی اور بعض نے سری بزیع کی۔

معمریہ کے زعم مین ابوالخطاب کے بعد معمر نبی ہے جو خاتم الانبیا ہے اور انکا عقیدہ

یہ ہے کہ دنیا فنا نہوگی جنت یہی بہتری بھلائی دنیا کی ہے جو انسان کو پہونچتی ہے اور دوزخ اسکی ضد ہے اِن کے نزدیک شراب پینا زنا کرنا اور تمام بُرے کام حلال و مباح ہین اِن کا مذہب ترک نماز ہے یہ قائل ہین تناسخ کے کہتے ہین لوگ مرتے نہین ہین بلکہ اُن کی روحین اُن کے غیر مین چلی جاتی ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ سعید بن خیثم اور اُسکا بھائی معمر دعاۃ زیدیہ مین سے ہین۔

بزیغیہ اِس لفظ مین اختلاف ہے نسیم الریاض مین مذکور ہے کہ بُرہان حلبی نے کہا ہے کہ لفظ بزیغ مین باے موحدہ مفتوح اور زاے معجمہ مکسور اور یاے مثناۃ تحتانی ساکن اور آخر مین غین معجمہ ہے بزیغ ایک شخص کا نام ہے اسکی طرف بزیغیہ منسوب ہین اور بعض کہتے ہین کہ لفظ بزیغ مین غین معجمہ کی جگہ عین مہملہ ہے اور بعضون نے اور طرح سے بتایا ہے بزیغیہ کا یہ قول ہے کہ امام جعفر بن محمد خدا ہین اور جنکو یہ لوگ دیکھتے ہین یہ وہ نہین ہین لوگون کو اُن کی شبیہ معلوم ہوتی ہے اور دوسرے ائمہ خدا نہین مگر وحی اُنکی طرف ہوتی ہے اور معراج اور ملائکہ تک پہونچنا سب کے لیے حاصل تھا بلکہ اُن کے عقیدے مین ہر مومن کو وحی آتی ہے کہتے ہین اصحاب بزیغ مین ایسے لوگ بھی ہین جو جبرئیل و میکائیل سے بہتر ہین اِن کو زعم ہے کہ بزیغ کے معتقد مرتے نہین بلکہ اُن کو عالم ملکوت پر پہونچا دیا جاتا ہے اور تعلیقہ مین لکھا ہے کہ بزیغیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اپنے مردون کو صبح و شام دیکھتے ہین اور یہ بھی اُسی مین مذکور ہے کہ بزیغیہ کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جعفر صادق مین حلول کیا ہے اور وہ اللہ ہے اکمل مین منتہی المقال مین بزیغ کے ذکر مین ایک روایت نقل کی ہے کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا ہے کہ حرث شامی اور بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتے تھے پھر مغیرہ بن سعید اور بزیغ اور سری اور ابو الخطاب اور معمر اور بشار اشعری اور حمزہ بن عمارہ زبیری اور صائد نہدی کا ذکر کیا اور اُنپر لعنت کی

مفضلیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب امیر کو حق تعالیٰ کے ساتھ وہ نسبت ہے جو مسیح علیہ السلام کو خداے تعالیٰ کے ساتھ نسبت ہے یعنی لاہوت ناسوت کے ساتھ ملکر ایک چیز ہوگئی اور یہ حالت منقطع نہین ہوتی بلکہ جسکو عالم لاہوت کے ساتھ اتحاد حاصل ہوگیا وہ نبی ہے اور اگر

له بعض نسخون مین معمر کی جگه عمیر بن بیان العجلی ہے ۱۲

مفضلیہ

ارشاد خلق اور ہدایت گمراہان کو اختیار کر لیا تو رسول ہے اِسی وجہ سے اُن لوگون مین بہت سے آدمی نبوت اور رسالت کے مدعی گذرے ہین اور مفضلیہ کہتے تھے کہ امام جعفر بن محمد خدا ہین اسپر جعفر نے اُن کو مطرود و ملعون کر دیا۔

فائدہ مرتبۂ ذات الٰہی کو عالم لاہوت کہتے ہین اور مرتبۂ صفات الٰہی کو جبروت کہتے ہین اور مرتبۂ اسماے الٰہی کو ملکوت کہا کرتے ہین اور ناسوت نام ہے عالمِ اجسام کا یعنی دنیا اور اِس جہان کا۔

سریغیہ (بفتح سین مہلہ وکسر راے مہلہ وغین معجمہ) اِن کا عقیدہ بھی مفضلیہ کی طرح ہے مگر فرق اِس قدر ہے کہ یہ پانچ شخصون کی نسبت قائل ہین کہ لاہوت نے ناسوت مین حلول کیا ہے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے عباس بن عبد المطلب تیسرے حضرت علی بن ابی طالب چوتھے جعفر بن ابی طالب پانچوین عقیل بن ابی طالب۔

آٹھوان غرابیہ غراب غین معجمہ کے پیش سے زبان عربی مین کوّے کو کہتے ہین اِن لوگون کا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت مین بہت مشابہت ہے جو ایک کوے کو دوسرے کوے سے مشابہت ہوتی ہے اُس سے بھی زیادہ یہ دونون باہم مشابہ ہین اِسی وجہ سے جبریل چوک گئے اللہ نے اُنکو علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا تھا وہ امتیاز نکر سکے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے پس یہ لوگ اپنی اصطلاح مین جبریل کو صاحب الریش کہتے ہین اور اُنپر لعنت کرتے ہین شمس تبریز کے نام سے ایک دیوان اشعار فارسی کا مشہور ہے جو مطبع نولکشور مین ایک ہزار سے زیادہ صفحو نپر چھپا ہے ہر صفحہ مین ۲۵ سطرین ہین اور ہر صفحہ مین عرض مین چار چار مصرع درج ہین جس مین ایک غزل ردیف دال مین لکھی ہے اس غزل مین ایک شعر اس فرقے کے مذہب کے مطابق ہے اور وہ شعر یہ ہے

در سبیل محمد شد مقصود علی بود دیگر
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
آن رہبر و آن راہ کہ مقصود علی بود

آن روح مصفا کہ خداوند [illegible] آن
ہم موعد و ہم عہد و موعود علی بود
جبریل امین راز بر حضرت [illegible]

جبریل کہ آمد ز بر خالق بیچون
بنوخت ہر چند آیت و مقصود علی بود
را ہے کہ بیان کرد خداوند [illegible] محمد
مقصود بشر آمد و مقصود علی بود

گویند ملک ساجد مسجود بُد آدم	ازمن بشنو ساجد و مسجود علی بود

نوان ذبابیہ ان کا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہین اور حضرت علی خدا اور کہتے ہین ان دونون نبی اور خدا مین بہت مشابہت تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے اس طرح مشابہ تھے جیسے مکھی سے مکھی مشابہ ہوتی ہے عربی مین ذباب ذال معجمہ کے پیش سے مکھی کو کہا کرتے ہین اسی واسطے یہ لوگ ذبابیہ کہلاتے ہین یہ بھی حقیقت مین غرابیہ کی ایک شاخ ہے کہ اُس عقیدے سے اِس عقیدے کی جانب متوجہ ہوگئے

دسوان ذمیہ (بفتح ذال معجمہ) انکا عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اللہ ہین اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرتے تھے اس گمان پر کہ حضرت علی نے ان کو اسلیے بھیجا تھا کہ حضرت علی کے مددگار و ہمراہ کار رہین اور لوگون کو حضرت علی کی طرف بلائین لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگون کو اپنی طرف بلانے لگے اور حضرت علی کو اس طرح پر راضی کر دیا کہ اپنی بیٹی اُن کو بیاہ دی اور یہ کئی فرقے ہوگئے ہین ان مین ایک **علیایہ** ہین جو علیا بن ذراع الدوسی یا اسدی کے متبع ہین وہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل تھا اور حضرت علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل جانتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ بیعت کی تھی اور اُن کی متابعت اختیار کر لی تھی بعض علیایہ یہ بھی کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی دونون خدا تھے۔ لیکن یہ بھی دو فریق ہوگئے بعض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو الوہیت مین مقدم رکھتے ہین اور بعض حضرت علی کو ان دونون گروہونکا نام اثنینیہ ہے کیونکہ یہ آن حضرت کی مذمت نہین کرتے جس طرح ذمیہ کرتے ہین بلکہ حضرت علی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی مین شریک جانتے ہین اور بعض ان مین سے پنجتن یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین کو الٰہ مانتے ہین۔ یہ بھی انکا قول ہے کہ پانچون ایک شے ہین اِن سب مین یکسان روح اُتری ہے ایک کو دوسرے پر کچھ فضیلت نہین انکا نام خمسیہ اور مخمسہ ہے یہ لوگ بی بی فاطمہ کو بصیغہ فاطم کہا کرتے تھے علامت تانیث سے احتراز رکھتے تھے ان کے شاعر کا قول ہے

تولیت بعد اللہ فی الدین خمستہ	نبیا وسبطیہ وشیخا وفاطما

اور تعلیقہ مین لکھا ہے کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سلمان - ابوذر - مقداد - عمار - اور عمرو بن امیہ ضمری اللہ کی طرف سے مصالح عالم کے مؤکل ہین اور توضیح المقال فی علم الرجال مین فرقۂ علیائیہ کا نام علیاویہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ رئیس انکا بشار شعیری ہے اور اختیار سے نقل کیا ہے کہ علیاویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ رب ہین جو خاندان علوی ہاشمی مین پیدا ہوئے اور ظاہر ہو کہا کہ مین اللہ کا بندہ ہون اور اُسکی طرف سے اُسکا دوست ہون اور اللہ کا رسول ہون محمد بطریق مین اور بشار نے اصحاب ابوالخطاب کے ساتھ ان چار شخصون مین موافقت کی ہے حضرت علی بی بی فاطمہ امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہم اور اشخاص ثلثہ یعنی بی بی فاطمہ و امام حسن و امام حسین کے معنے تلبیط ہین یعنی حقیقت اُنکی ایک ہی ہے چار لباس و عنوان مین ظہور کیا ہے اور وہ حقیقت صرف وجود حضرت علی ہے اسلیے کہ حضرت علی ہی ان سب اشخاص مین صاحب امامت ہین اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مخصوص وجود نہین ہے بلکہ وہ حضرت علی کے بندے ہین اور حضرت علی رب ہین انھون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پانچوان مانا ہے جیسا کہ فرقہ مخمسہ نے سلمان کو پانچوان قرار دیا ہے اور اُن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول گردانا ہے اور علیاویہ نے اُن لوگون کے ساتھ اباحت اور تعطیل و تناسخ مین موافقت کی ہے اور علیاویہ کا نام مخمسہ نے علیائیہ رکھا ہے اس وجہ سے کہ گمان یہ ہے کہ جب بشار شعیری نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ربوبیت سے انکار کیا اور حضرت علی کو رب قرار دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کا بندہ مانا اور سلمان کی رسالت کا انکار کیا تو وہ مسخ ہوکر ایک پرند بن گیا جسے علیا کہتے ہین اور وہ دریا مین رہتا ہے پس جو اُسکے متبع ہین اُنھین علیائیہ کہنے لگے اور منتہی المقال مین لکھا ہے کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رب ہین اور توضیح المقال مین یہ بھی نقل کیا ہے کہ خطابیہ اور علیاویہ اور مخمسہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص یہ دعوے کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مین سے ہون وہ مبطل ہے اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ایسے ہی لوگون کے حق مین اللہ نے یہود و نصاری کا

لفظ اس آیت میں فرمایا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یعنی یہود و نصاریٰ کہتے ہین کہ ہم اللہ کے بیٹے ہین اور اُسکے پیارے تو کہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمھارے گناہون پر بلکہ تم بھی ایک انسان ہو اُس کی پیدائش مین کیونکہ خطابیہ و مخمسہ کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ہین اور علیاویہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ جو خدا سے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے اور یہ لوگ یعنی آل ہونے کا دعوے کرنے والے بشر ہین تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کی آل و اولاد کیسے بن سکتے ہین اس لیے جو ایسا دعویٰ کرتے ہین وہ کاذب ہین یہود و نصاریٰ کی طرح جو اس بات کے مدعی ہین کہ ہم خدا کی اولاد ہین۔

گیارھوان اموّیہ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جناب امیر آنحضرت کی نبوت و رسالت مین شریک تھے۔

بارھوان غمامیہ ان کا نام ربیعیہ بھی ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مکان اصلی آسمان ہے اور وہ موسم بہار مین پردۂ ابر کے اندر ہو کر واسطے سیر گلزار اور باغ و بہار کے زمین کی طرف نزول کرتا ہے اور دنیا کا طواف کرتا ہے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے پھل پھول میوہ غلہ اور سبزہ یہ سب اثر بہار اُسی کی وجہ سے ہوتا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے لیے جہت کوئی نہین کبھی اوپر کبھی سے تلے پھرتا رہتا ہے اس فرقے کا ظہور ۳۱۸ھ ہجری مین ہوا تھا۔

تیرھوان رزامیہ تعریفات ابو نصر مکی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ مین رے مہملہ کے بعد زاے معجمہ ہے یہ فرقہ رزام بن سابق کی طرف منسوب ہے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ امامت بعد حضرت علی بن ابی طالب کے محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل ہوئی پھر ان کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کی طرف پھر علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف ابو ہاشم کی وصیت سے آئی پھر اُن کے پسر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف آئی محمد نے اُسکی وصیت اپنے پسر ابو العباس کو کی جو سفاح کے لقب سے

مشہور تھا اور مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابوالعاص بن امیہ پر جس کو مروان حمار کہتے ہیں اور خلفاے بنی امیہ میں سے اخیر خلیفہ تھا فتح پاکر بادشاہ ہوا اور چار برس سے کچھ زیادہ سلطنت کر کے مرگیا اُسکے بعد بھائی اُسکا ابوجعفر منصور جو بسبب بخل کے دوانیقی مشہور تھا سفاح کی وصیت سے امام ہوا اور رزامیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ابومسلم مروزی میں جو عباسیہ کی طرف سے داعی تھا اللہ تعالیٰ نے حلول کیا ہے اسی وجہ سے ان کا غلاۃ میں شمار ہوتا ہے اور باوجودیکہ ابوجعفر نے ابومسلم کو دغا سے قتل کیا تھا مگر رزامیہ کا یہ زعم ہے کہ وہ مارا نہیں گیا ہے اور یہ لوگ محرمات کو حلال جانتے تھے اور فرائض کو چھوڑ دیا تھا۔

چودھواں عزاقریہ یا شلمغانیہ یہ محمد بن علی شلمغانی کے متبع ہیں جس کی کنیت ابوجعفر اور عرف ابن ابوالعزاقر (عین مہملہ وزاے معجمہ وقاف وراے مہملہ سے) ہے یاقوت حموی نے ابن ابی عون کے ترجمے میں لکھا ہے کہ ابن ابی العزاقر واسط کے علاقے میں سے ایک گاؤں میں جسکا نام شلمغان (شین وغین معجمتین کے ساتھ) ہے رہتا تھا اسکے اصحاب اس کی الوہیت کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کی روح نے اول آدم علیہ السلام میں حلول کیا بعد آدم علیہ السلام کے شیث علیہ السلام میں اور شیث علیہ السلام کے بعد اور انبیا وائمہ میں یہانتک کہ حسن بن علی عسکری میں حلول کیا اِسکی تصنیف سے ایک کتاب ہے اُسکا نام حاسہ سادسہ رکھا ہے اُس میں زنا وغیرہ کو مباح کر دیا ہے انتہی یہ شخص حسین بن منصور حلاج اور ابوطاہر قرمطی کا معاصر تھا ابتدا میں شیعۂ امامیہ کے فقہاے اکابر میں شمار پاتا تھا اور امامیہ مذہب رکھتا تھا اور مذہب امامیہ کے اصول کے موافق کتابیں تصنیف کرتا تھا مگر شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے ساتھ جس کو امامیہ **باب** کہتے ہیں کیونکہ امام محمد بن حسن عسکری کی طرف سے اُنکی غیبت صغریٰ کے زمانے میں وکیل تھا اس کو حسد پیدا ہوگیا اور

۲ حرف آخر راے مہملہ کی جگہ دال مہملہ بتاتے ہیں اور یاے تحتانی بھی ہے بعض کہتے ہیں ضبن معجمہ اور راے مہملہ اور الف اور قاف اور با اور دال سے ہے ۱۲ منہ

[illegible]

امام مختفی کی طرف سے خود سفارت کا دعویٰ کیا بلکہ پھر ایک نیا مذہب تشیع مین جسکی بنیاد
نہایت غلو اور تناسخ اور حلول حق تعالیٰ پر تھی پیدا کر لیا بنی بسطام اسکی بہت تعظیم و
تکریم کرتے تھے مجلسی نے کتاب بحار الانوار کی تیرھوین جلد مین لکھا ہے کہ ابن ابو العزاقر
کا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص اللہ کے دوست سے ضد رکھے اور اُس سے مقابلہ کرتا رہے
وہ نہایت عمدہ اور بہتر ہے اِس لیے کہ ولی کو اپنے فضائل کا ظاہر کرنا بغیر اِس کے
ممکن نہین کہ کوئی اُسکا مخالف اُسپر طعن کرے جب لوگ اُس ولی کی نسبت اعتراض
سنتے ہین تو اُسکے حالات کی جستجو کرتے ہین اِس صورت مین ولی کے فضائل اور کمالات
کے ظاہر ہونے کا یہی مخالفت ذریعہ ہوتی ہے اِس لیے ضد ولی سے افضل ہے اِس
طریقے کو آدم اول سے آدم ہفتم تک جاری کرتا تھا اِس لیے کہ سات آدم اور سات عالم
کا قائل تھا اور اِسی بنا پر حضرت موسیٰؑ سے فرعون کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے حضرت ابوبکر کو اور حضرت علیؑ سے معاویہؓ کو افضل بتاتا تھا اور ضد کی بابت عزاقریہ
مین اختلاف ہے ایک گروہ اِن مین سے یہ کہتا ہے کہ ضد کو ولی مقرر کرتا ہے اور ولی ہی
اُسکو اپنے ساتھ معارضہ کرنے کی قدرت دیتا ہے چنانچہ حضرت علیؑ نے اپنی خوشی سے
حضرت ابوبکر کو مقرر کیا تھا اور بعض عزاقریہ کہتے ہین کہ ضد قدیم ہے ہر وقت ولی کے
ساتھ رہتا ہے محمد بن علی شلمغانی کا قول تھا کہ حق ایک ہی ہے وہ کبھی سفید لباس مین
ظہور کرتا ہے کبھی قرمزی مین اور کبھی نیلے مین ابن اثیر جزری نے کتاب کامل مین بیان
کیا ہے کہ ابن ابی عزاقر اپنی ذات کو الٰہ اور رب الارباب قرار دیتا تھا اور عقیدہ اُسکا
یہ تھا کہ وہ اول ہے قدیم ہے ظاہر ہے باطن ہے رازق ہے تام ہے اور تام سے مراد یہ ہے
کہ ہر معنے کے ساتھ اُسکی طرف اشارہ ہو سکتا ہی اور کہتا تھا خدا ہر چیز مین اُسکی استعداد اور
تحمل کے موافق حلول فرماتا ہے اور ضد کو ایجاد کیا تاکہ وہ اپنے مقابل پر دلالت کرے
اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدم ابو البشر کو پیدا کر کے پھر ابلیس کو پیدا کیا اور اُس مین
حلول کیا اور یہ دونون باہم ضد ہین اور ضد شے کی اُسکی نظیر اور شبیہ کی بہ نسبت
زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور خدائے تعالیٰ جب جسد ناسوتی مین حلول کرتا ہے تو اُس

جسد سے معجزہ اور قدرت ظہور مین آتی ہے اور معجزہ وقدرت اس بات پر دلالت
کرتے ہین کہ اِس جسد کو خدا کے ساتھ عینیت اور اتحاد حاصل ہے اور جب آدم علیہ السلام
غائب ہو گئے تو لاہوت نے پانچ تن ناسوتی مین ظہور کیا اِن پانچ تنون مین سے
ایک غائب ہو جاتا تو دوسرا اُسکی جگہ ظہور کرتا اور ان پانچ تن ناسوتی کے مقابلے
مین پانچ ابلیس ہین جن مین اللہ تعالیٰ نے ظہور فرمایا ہے بعد اسکے لاہوتیت
حضرت ادریسؑ مین اور حضرت ادریسؑ کے ابلیس مین جمع ہوئی اور اِن کے بعد
منتشر ہو گئی جیسا کہ حضرت آدمؑ کے بعد متفرق ہو گئی تھی پھر نوحؑ مین اور اُن کے
ابلیس مین جمع ہوئی اور اِنکی غیبت کے بعد متفرق ہو گئی بعد اسکے ہودؑ مین اور اُنکے
ابلیس مین جمع ہوئی پھر اِن دونون کے بعد حضرت صالحؑ اور اُن کے ابلیس مین
جنھون نے اُن کے ناقے کی کونچین کاٹی تھین جمع ہوئی ان کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور
ان کے ابلیس مین کہ نمرود ہے جمع ہوئی اور اِن کے غائب ہونے کے بعد متفرق
ہو کر حضرت ہارونؑ اور اِن کے ابلیس مین کہ فرعون ہے جمع ہوئی اِن کی غیبت کے
بعد حضرت سلیمانؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی اور اُن کے غائب ہونے کے
بعد حضرت عیسیٰؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد اُن کے
حواریون اور حواریون کے ابلیسون مین جمع ہوئی اور اُن کی غیبت کے بعد حضرت
علیؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی۔ کہتا تھا کہ اللہ ایک نام ہے جو مفہوم کلی پر
دلالت کرتا ہے اور وہ مفہوم کلی یہ ہے کہ جسکی طرف لوگون کو احتیاج ہے وہ اللہ ہے
پس ہر ایک فاضل اپنے مفضولون کا اور ہر ایک مطاع اپنے مطیعون کا اللہ ہونے
کے لائق ہے اسی لیے ابن ابی العزاقر کے متبعون مین سے ہر ایک اپنے آپ کو بمقابلہ
اُس شخص کے جو اس سے کم مرتبہ ہوتا اللہ جانتا اور کہتا مین فلان کا رب ہون اور
فلان رب فلان کا ہے اور فلان میرا رب ہے یہان تک کہ ربوبیت کو ابن ابی العزاقر تک
منتہی کرتے اور اُسکو رب الارباب جانتے اور کہتے ربوبیت ابن ابی العزاقر پر ختم ہو گئی
اُس کے آگے کوئی رب نہین وہ کسی کا مربوب نہین اور کہتے کہ امام حسنؑ حسینؑ جعفرؑ علیؑ کے

فرزند نہین ہین اس لیے کہ جس کے وجود مین ربوبیت جمع ہوئی پھر وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت مصطفےٰ کو خائن بتاتے ہین اسلیے کہ ہارون نے حضرت موسیٰؑ کو اور علیؑ نے حضرت محمدؐ کو لوگون کی طرف بھیجا کہ ہماری شریعت کی طرف بلاؤ ان دونون نے ان کے ساتھ خیانت کی اور آدمیون کو اپنی شریعت کی طرف بلایا اور کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے حضرت محمدؐ کو اصحاب کہف کے برسون کے برابر کہ ساڑھے تیرہ سو سال ہین مہلت دی ہی جب یہ مدت پوری ہوجانے گی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منتقل ہوجاے گی اور ملائکہ وہ ہین جو اپنے نفس کے مالک ہون اور حق کو پہچانتے ہون اور بہشت فرقہ عزاقریہ کو پہچاننے اور اُن کے مذہب کو اختیار کرنے سے مراد ہے اور دوزخ یہ ہے کہ ان کو نہ جانتا ہو اور اُنکے مذہب کو نہ اختیار کرے اور کہتے ہین کہ نماز روزہ وغیرہ عبادت کی ضرورت نہین اور بدون عقد کے نکاح کرنا جائز ہے اور کہتے ہین کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش کی طرف جو نہایت سرکش اور متکبر تھے مبعوث ہوے تھے اس لیے اُن کے تکبر ڈھانے اور تعلی توڑنے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم اُن کو دیا اب حکمت کا استغنا یہ ہے کہ آدمیون پر عورتون کی فروج مباح کرکے اُن کا امتحان کرنا چاہیے پس آدمیون کو روا ہے کہ اپنے عزیزون اور دوستون اور بیٹونکی عورتون سے مباشرت کرین مگر شرط یہ ہے کہ دونون کا مذہب ایک ہو اور کہتے ہین کہ اگر شخص فاضل اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ وطی کرے تو یہ بات اُسکے لیے جائز ہے تاکہ وہ اپنے نور کا وجود اُس مفضول مین داخل کرے اور اگر وہ مفضول اُس فاضل کو وطی نہ کرنے دیگا تو وہ مفضول دوسرے دورے مین کہ بعد اس دور کے آنے والا ہے عورت کی صورت مین بدل جاے گا اسلیے کہ اُنکے مذہب کا مبنی تناسخ پر ہے۔ تاریخ الفی مین لکھا ہے کہ ابو جعفر شلمغانی ۳۲۰ھ ہجری مین بغداد مین آیا یہ دعویٰ خدائی کا کرتا تھا اپنے متعقدون سے کہا کرتا تھا کہ مین مردون کو زندہ کرتا ہون بغداد کے ہزارہا آدمی اُس کی باتون کو قبول کرکے اُسکے مطیع ہو گئے اور بہت سے بڑے بڑے آدمی بھی اُسکے مذہب مین داخل ہوگئے جیسے حسین بن قاسم بن عبداللہ بن سلیمان بن وہب کہ ایک وقت مین مقتدر باللہ خلیفہ عباسی کا وزیر بھی رہا ہی

اور ابو جعفر اور ابو علی فرزندان بسطام اور ابراہیم بن ابی عون اور ابن شبیب زیات اور احمد بن محمد عبدوس اور یہ سب اسکی ربوبیت کے قائل تھے جب ابن شلمغانی اور اُس کے متبعون کے الحاد کو زیادہ زور ہوا تو ابن مقلہ وزیر نے عہد خلیفہ مقتدر مین اُس کو اور اُسکے اصحاب خاص کو تلاش کیا مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے یہانتک کہ شوال ۳۲۲ھ ہجری مین ابن شلمغانی ظاہر ہوا یہ عہد خلیفہ راضی کا تھا وزیر ابن مقلہ نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسکی خانہ تلاشی لی گئی تو بہت سے خط اُسکے متبعون کے ایسے نکلے جن مین ابن شلمغانی کے حق مین وہ مضمون اور الفاظ تھے جنکا اطلاق شرعاً بشر پر جائز نہین ان خطون مین ایک خط حسین بن قاسم کا بھی تھا وزیر نے ایک مجلس مین علما کو جمع کر کے وہ خط پیش کئے اور اُن کی شناخت کی گئی ابن شلمغانی نے بھی اعتراف کیا کہ ہان یہ خط میرے نام کے ہین مگر اپنے مذہب سے انکار کیا کہا مین مسلمان ہون جو کچھ باتین لوگ میرے حق مین مشہور کرتے ہین افترائے محض ہے اُسکے ساتھ ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو بھی گرفتار کر کے خلیفہ کے حضور مین تینون پیش کئے گئے ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو حکم ہوا کہ ابن شلمغانی کو طمانچے مارین دونون نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا مگر جب اُن پر بہت تاکید کی گئی تو ابن عبدوس نے ہاتھ بڑھا کر ابن شلمغانی کے سر پر زور سے ایک طمانچہ مارا اور ابن ابی عون نے جب ہاتھ اُسکی داڑھی اور سر پر ڈالا تو اُسکا ہاتھ کانپنے لگا پس اُسنے ابن شلمغانی کے سر اور مُنہ پر بوسہ دیا اور اُسکو مخاطب کر کے کہنے لگا الٰہی وسیدی ورزاقی خلیفہ راضی باللہ نے ابن شلمغانی سے کہا کہ تو دعوی خدائی سے انکار کرتا ہے اگر یہ بات سچ تھی تو ابن ابی عون نے تجھ سے یہ بات کیون کہی ابن شلمغانی نے جواب دیا کہ قرآن مین آیا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی اللہ پاک ایک بندے کے گناہ سے دوسرے پر مواخذہ نہین کرتا مین نے کبھی یہ بات نہین کہی تھی کہ مین خدا ہون ابن عبدوس نے خلیفہ سے عرض کیا کہ ابن شلمغانی الوہیت کا مدعی نہین بلکہ اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ مین باب ہون امام منتظر کی طرف سے اور ابن روح کا قائم مقام ہون پھر فقہا وقضاۃ نے ایک طول طویل بحث کے بعد فتوی دیا کہ ابن ابی عون اور ابن

شلمغانی کا خون مباح ہے اس لیے سہ شنبہ ۲ ذیقعدہ ۳۲۳ھ ہجری کو ابن ابی عون اور ابن شلمغانی کی خلیفہ کے حکم سے گردن مار کر آگ مین جلوا دئے گئے اور علی نے کتاب خلاصہ مین کہا ہے کہ ابن شلمغانی ۳۲۳ھ ہجری مین مارا گیا ہے یہ دونون اعلی درجے کے فاضل اور صاحب تصنیفات ہین۔

پندرھوان اسحاقیہ جلد دوم نامۂ دانشوران حالات ابونعیم اصفہانی مین لکھا ہے کہ فرقۂ اسحاقیہ حقیقت مین عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے جو جعفر طیار کی اولاد مین سے ہے شرح ابن ابی الحدید مین مرقوم ہے کہ مذہب اسحاقیہ کو جس شخص نے اختراع کیا اُسکا نام اسحاق تھا اور وہ عبداللہ بن معاویہ کے اصحاب مین سے تھا اُسکا قول تھا کہ تمام اشیا مباح ہین انسان کو کسی چیز پر تکلیف نہین دی گئی ہے علی علیہ السلام منصب نبوت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہین لیکن نہ اس وجہ پر جیسے آدمی جانتے ہین۔ مؤید الافاضل مین ذکر کیا ہو کہ اسحاقیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین پیغمبر سے کبھی خالی نہین رہتی نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہین ہوئی اور صواعق محرقہ مین بیان کیا ہے کہ اسحاقیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی ائمہ کے ساتھ متحد ہو گیا ہے مگر ان مین باہم اس بات مین اختلاف ہے کہ حضرت علیؑ کے بعد اللہ تعالی کس سے متحد ہوا ہے۔

سولھوان نصیریہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ نصیر کے اصحاب ہین اور تعلیقہ مین مذکور ہے کہ یہ محمد بن نصیر فہری کے متبع ہین انکا قول یہ ہے کہ اللہ علی بن محمد عسکری ہین اور محمد بن نصیر علی بن محمد کی طرف سے نبی ہے محارم کو حلال کر دیا تھا اور جن عورات سے ساتھ نکاح ناجائز ہے اُنکے ساتھ نکاح جائز کر دیا تھا اور کشی مین مذکور ہے کہ نصیریہ ایک فرقہ ہے جو محمد بن نصیر فہری نمیری کی نبوت کا قائل ہے اور غضائری مین ہے کہ اس شخص کی طرف فرقہ نصیریہ منسوب ہے اور خلاصہ مین بھی ہے کہ اس شخص سے فرقہ نصیریہ کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف یہ لوگ منسوب ہین۔ اور منتہی المقال و توضیح المقال مین لکھا ہے کہ فی الحال شیعہ کے عوام اور اکثر خواص خصوصًا شعرا کے نزدیک یہ بات

مشہور ہی کہ جو شخص حضرت علی کی ربوبیت کا قائل ہو وہ نصیری ہی اور کتب اہل سنت مین بھی یہی مذکور ہی کہ نصیریہ کا اعتقاد یہ ہی کہ اللہ تعالی حضرت علی کے ساتھ متحد ہو گیا ہی یا انمین حلول کیا ہی اور کہتے ہین کہ حضرت علی اور انکی اولاد چونکہ سب سے افضل ہین اور ہر زمانہ مین ساتھ ایسی تائیدات کے کہ جو اسرار باطنی سے تعلق رکھتی ہین اسلئے اللہ تعالی پر ضرور ہوا کہ وہ انکی صورتون مین ظہور کرے اونکی زبان سے بات کہے پس یہ لوگ انکو خدا اعتقاد کرتے ہین اور دلیل اپنے قول پر یہ لاتے ہین کہ نبی نے تو مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت علی نے منافقین کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ظاہر حال پر حکم کرتے تھے اور اللہ تعالی باطن کو دیکھتا ہے عجائب الدہر مین لکھا ہی کہ مملکت حلبیہ مین ایک پہاڑ ہے اسکا نام سماق ہی اسمین فرقہ نصیریہ کثرت سے آباد ہے معاد کے باب مین انکا عقیدہ یہ ہی کہ گناہگار آدمی کو کبھی مسخ کے ذریعہ سے عذاب ہوتا ہی اس طرح گناہ کی سزا دیجاتی ہی کہ یا ایک بندر یا سوئر وغیرہ کی شکل پر ہو جاتا ہی اور انکا قول یہ ہی کہ نیک آدمی جسقدر عمدہ اعمال کرتا ہی اسی قدر اسکی روح انسانی صورتین بدلتی ہی اور یہ صورتین روح کے لئے بمنزلہ قمیص کے ہین نیک آدمی کی روح طرح طرح سے ترقی کرتی ہی جب ستر قمیص بدل چکتی ہی تو آخیر مین فرشتون مین منتقل ہو جاتی ہی اور بد آدمی کی روح شقاوت کے گڑھون مین گرتے ہوے اور اجسام کو بدلتے ہوے اسفل السافلین مین پہونچ جاتی ہی اور یہ بھی ستر قمیص بدلتی ہی کہ ہر ایک قمیص مین اسکی شقاوت بڑھتی ہی جاتی ہے مثلاً ایک جسم مین جو شقی تھی دوسرے مین اشقی ہوتی ہی اور اپنے اعمال بد کی تکلیفین برداشت کرتے ہوے اونٹ گھوڑے گدھے خچر بیل بکری کتے سور گوہ وغیرہ حیوانات کے اجسام مین داخل ہو جاتی ہی اور رحمت الٰہی کے نزول سے مایوس ہو جاتی ہی اور جہنمی طرح طرح عذابون کے قابل قرار پاتی ہی اور اسکو عذاب اس طرح ملتے ہین کہ حلال ہوتی ہی شکار ہوتی ہی زنجیر سے بندھتی ہی سواری مین جوتی جاتی ہی قوت نطق اور گویائی سے محروم ہوتی ہی اللہ تعالی کی جناب سے محجوب ہو جاتی ہی اور آسمان کے دروازے اس سے بند ہو جاتے ہین نہ اسکی کوئی بات مقبول ہوتی ہی نہ اسکا کوئی شکوہ مسموع ہوتا ہی اور ایسی روح نہ کبھی جنت مین داخل ہوسکتی ہی نہ جنت کی ہوا اس تک پہونچ سکتی ہے اور نہ اسکے لئے کبھی آسمان کے دروازے کھلتے ہین اور ان اجسام حیوانی مین داخل ہونے کے عذاب اسکو یہان تک حاصل ہوتے ہین کہ بڑے سے بڑے حیوان کے جسم مین داخل ہو کر حقیر سے حقیر جسم حیوانی مین تنزل کرتی ہے

سرکے کیڑے مین داخل ہوتی ہی قرآن مین جو آیا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ یعنی جنھون نے ہماری آیتین جھٹلائین اور اُن سے تکبر کیا انکے لیے آسمان کے دروازے نہین کھلین گے اور نہ جنت مین داخل ہونگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین داخل ہووے اور ہم اسی طرح گنہگارونکو بدلا دیتے ہین اِس آیت مین اِسی مقصد کی طرف اِشارہ ہی کیونکہ جب روح اونٹ کے جسم مین داخل ہوگی اور تنزل کرتے ہوئے ایسے کیڑے کے جسم مین آئیگی جو سر کے مین پڑتے ہین تو اِس عرصے مین کتنی تبدیلیان اُسکے اجسام مین واقع ہونگی اور یہ پچھلا جسم اُسکا بمقابلے پہلے جسم کے کتنا حقیر ہوگا اور وہ روح جو اونٹ کے جسم مین تھی ایسے جسم مین ہوگی جو سوئی کے ناکے مین داخل ہونے کے قابل ہی بعد اِسکے روح نباتات کے اجسام مین داخل ہوتی ہی اور یہان جلنے کٹنے چرنے وغیرہ ذریعون سے عذاب پہونچتا ہی بعد اسکے معدنیات مین داخل ہوتی ہی اور طرح طرح کے عذاب پاتی ہی پگھلائی بھی جاتی ہی گرم بھی کی جاتی ہے ہتوڑے سے بھی کوٹی جاتی ہے اُسمین سوراخ بھی کیے جاتے ہین اور معدنیات مین سے کبھی نہین نکلنے پاتی ہمیشہ انہین عذابون مین گرفتار رہتی ہی۔ اور یہ لوگ حلول کے بھی معتقد ہین اِنکے نزدیک مقصود اصلی اور غایت کلی یہ صورت مرئیہ ہی ہی مطلب انکا یہ ہی کہ مادہ اور صورت کے سوا کوئی اور چیز نہین ظاہر وجود خلق ہی اور باطن وجود خالق ہی اور یہ وجود ہر موجود مین ظاہر ہوا ہی اور موجودات مین ترقی کرتا ہوا صورت انسانی مین چڑھتا ہے اور نوع انسانی مین ترقی کرکے صورت خاص و اعلیٰ مین ترقی کرتا ہی مثلاً حضرت آدمؑ شیثؑ نوحؑ ابراہیمؑ ہارونؑ یوسفؑ موسیٰؑ مسیحؑ اور علیؓ بن ابی طالب کی صورتون مین ظاہر ہوتا ہی اور ہر صورت کا معنیٰ ایک ہی ہوتا ہی پس صورت کے مظاہر نبوت و امامت ہین اور اُسکا باطن غیب ہی جو دریافت نہین ہوسکتا بلکہ خالق مختار ہی اور اُسکے لیے دروازہ ہی جسمین کسی عالم اور عاقل کے علم و عقل کو بغیر اس دروازے کے رسائی نہین اگر کوئی چاہے کہ اِس سے واقف ہوجائے تو اُسکے لیے اِس دروازے مین داخل ہونا ضرور ہی اور نہ اِس صورت باطن کو کسیکی نظر بے پردہ دیکھ سکتی ہی وہ غیب اگر نظر آتا ہی تو پردے کی آڑ مین نظر آتا ہی اور ان کے

نزدیک مراد اس پردے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اُس باطن سے مراد حضرت علی ہین اور دروازہ اُسکا سلمان فارسی ہین۔ نصیریہ کا کلمہ یہ ہے اللہم صل علیہ لشہادۃ ان لا الہ الا مولانا علی ولا حجاب الا السید محمد ولا باب الا السید سلمان فی کل عصر و کل زمان[له]

نصیری شیعون کو علی اللّٰھیان بھی کہتے ہین۔ تاریخ سرجان مالکم مین لکھا ہی کہ شیعہ اثنا عشری سے علی اللّٰہیون کو عداوت ہی اور وہ بھی علی اللّٰہیون کو دشمن جانتے ہین اور علی اللّٰہیون کی تعداد بہت کم ہے اور اپنے قواعد و رسوم کو مخفی رکھتے ہین مرزا اسد اللہ خان غالب کہتے ہین[۹]

غالب ندیم دوست سے آتی ہی بوے دوست	مشغول حق ہین بندگیِ بوتراب مین

یعنی علی علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ہمنشین ہین اور دوست کے ہمنشین سے دوست کی بو آتی ہی پس جو لوگ بوتراب کی بندگی مین ہین وہ در حقیقت مشغول حق ہین ایسے ہی اشعار سے غالب کی نسبت کہا گیا ہی کہ وہ علی اللّٰہی تھے یعنی نصیری مذہب رکھتے تھے اور فارسی کے مندرجہ ذیل شعر مین تو غالب نے اپنا عقیدہ صاف ظاہر کر دیا ہی[۹]

غالب نام آورم نام و نشانم مپرس	ہم علی اللّٰہیم و ہم علی اللّٰہیم

غالب کے دیوان اردو کی شرح مین اسی طرح لکھا ہے یہ شعر بھی انھین کا ہے[۹]

منصور فرقہ علی اللّٰہیان منم	آوازۂ انا اسد اللہ برافگنم

آبحیات مین لکھا ہی کہ اہل راز اور غالب کی تصنیفات سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اُنکا مذہب شیعہ تھا اور لطف یہ تھا کہ ظہور اسکا جوش محبت مین تھا نہ کہ تبرا و تکرار مین چنانچہ اکثر لوگ انھین نصیری کہتے اور وہ سنکر خوش ہوتے تھے۔ دبستان المذاہب مین لکھا ہی کہ علی اللّٰہیون عقیدہ یہ ہی کہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی طاقت اور استعداد علوی و سفلی مین نہ تھی اسلئے اُسنے چاہا کہ مرتبہ صرفیت اور اطلاق کو چھوڑ دے تاکہ بندے اُسکی پرستش کریں اور اسکو پہچاننے لگین پس اللہ ہر زمن مین جسم حِسی سے ملا اور نوع انسانی کے اندر ظہور کیا اور انبیا مین حلول فرماتا رہا یہانتک کہ اُسکا ظہور حضرت علی اور انکی اولاد مین ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسنے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا مگر حق تعالیٰ نے جو دیکھا کہ اُن سے کار رسالت نہین چل سکتا تو مدد دینے کے لئے خود جسم قبول کیا یہی وجہ کہ جب نبیؐ نے کعبہ مین بت شکنی کی تو اُس وقت حضرت علیؑ کو اپنے دوش پر چڑھایا[۲]

غرض ز بت شکنیہا جز این نبود نبی را	کہ دوش خود بکفِ پاے مرتضیٰ برساند

[له] منقول از [illegible] ۱۲

ایک علی اللہی جسکا نام احمد تھا بیان کرتا تھا کہ یہ قرآن عمل کے قابل نہین اسلئے کہ جو مصحف علی اللہ نے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا یہ وہ نہین بلکہ یہ تو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ رضی اللہ عنہم کی
تصنیف ہی اور شمس الدین علی اللہی کہتا تھا کہ ہی تو یہ وہی قرآن جو علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا
لیکن چونکہ جمع اسکو حضرت عثمانؓ نے کیا ہی اسلئے پڑھنے کے قابل نہین اور بعضے علی اللہی حضرت علیؓ کی
نظم و نثر کو مصحف مین داخل کرتے ہین بلکہ اُسکو مصحف پر ترجیح دیتے ہین اسلئے کہ یہ کلام اللہ
سے بے واسطہ مخلوق کو پہونچا ہے اور مصحف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے مخلوق کو ملا ہے

سترھوان علویہ یہ علی اللہیون مین سے ہین اور اپنے آپکو علی اللہ کی نسل سے جانتے ہین اور
علی اللہیون کے ساتھ عقائد مین شریک ہین فرق دونون فرقون مین یہ ہی کہ علویہ کہتے ہین کہ جو
مصحف اب مشہور ہی وہ علی اللہ کا کلام نہین اسلئے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اُس مین
تحریف کی ہی اور آخرکار حضرت عثمانؓ نے سب کو دور کر دیا چونکہ یہ فصیح آدمی تھے دوسرا مصحف
اُسکے مقابلے مین بنالیا اور اصلی قرآن کو جلا دیا اور یہ فرقہ جہان مصحف پاتا ہی اُسے جلا دیتا ہی اور
انکا عقیدہ یہ ہی کہ علی اللہ نے اس جسد عنصری کے بعد اپنے جسم کو آفتاب سے ملا دیا ہی اسواسطے وہ
آفتاب ہی اور پہلے بھی آفتاب تھا اور تھوڑے دنون تک جسم عنصری مین رہا تھا اور یہی وجہ ہی کہ
آفتاب علی اللہ کے حکم سے لوٹ آیا تھا اسلئے کہ وہ عین آفتاب ہی اسی سبب سے یہ فرقہ آفتاب کو
علی اللہ کہتا ہی اور آفتاب کو پکارتا ہی اور اُس سے دعا کرتا ہی اور انکے نزدیک آفتاب انکی دعا
قبول کرتا ہی اور انکی مدد کرتا ہی انکے نزدیک جانورکا مارنا جائز نہین اور گوشت کھانے کے قابل
نہین اور کہتے ہین کہ علی اللہ نے گوشت کے کھانیکی ممانعت کر دی ہی اور مصحف مین جو بعضے حیوانات کی نسبت
مارنے اور انکا گوشت کھانیکا حکم ہی اس سے مراد خلفاے ثلٰثہ اور انکے تابعین ہین اور کہتے ہین تمام محرمات سے
بھی تینون مراد ہین اور کہتے ہین کہ آدم کے قصے مین ابلیس اور سانپ اور طاؤس بھی انھین تینون سے
عبارت ہی اور شداد اور نمرود اور فرعون بھی انھین تینون سے عبارت ہی اور بت توڑنا اور بت کی پرستش کرنا
انھین تینون سے مراد ہی اور یہ فرقہ تناسخ کا قائل ہی اور کہتے ہین کہ جب علی اللہ اگلے زمانون مین انبیا کی صورت
مین ظہور کرتا تھا تو یہ اصحاب ثلٰثہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ) اُنکے دشمنون کی صورت پر
ظہور کرتے تھے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہیگا اور انکے نزدیک علی اللہ کی مہر کی پرستش کرنا چاہیے اسلئے

فرقۂ علویہ نے اپنا نام اہلِ حق رکھا ہے۔ یورپ کے بعض مصنفین لکھتے ہین کہ اہلِ حق کا عقیدہ یہ ہی کہ حضرت محمدؐ ہی صرف ایک ایسے پیغمبر ہین جو بارگاہ ایزدی مین انسان کی شفاعت کر سکتے ہین صرف خدا ہی حقیقی عالم و عادل ہی۔ حضرت علی کا کشف و الہام ہی وہ ابتدائی و آخری کلام ہے جو خدا نے انسان کے ساتھ کیا یہ فرقہ مذہب اسلام کے پانچ ارکان مثلاً نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ حج۔ حتی کہ اظہار ایمان یعنی کلمۂ توحید کو بھی فرض نہین سمجھتا اہلِ حق کہتے ہین کہ روحانیت کے حساب سے حضرت عیسیٰؑ کو وہی مرتبہ حاصل ہی جو حضرت علیؑ کو حاصل ہی یہ فرقہ حقیقتہً حضرت علیؑ کو خدا کا اوتار سمجھتا ہے۔ یہ فرقہ سلطان قسطنطنیہ کی خلافت کو تسلیم نہین کرتا انکے مذہبی عقیدے مین ایک عجیب خصوصیت یہ ہی کہ وہ صوبہ کی تعلیم یافتہ اشخاص کی جماعت کے سامنے اپنا حقیقی مذہب ظاہر کرنے کے مجاز نہین لیکن ناخواندہ جماعت کے سامنے وہ اپنے حقیقی مذہب سے انکار کرنے کے لئے آزاد ہین۔ مزید برآن یہ لوگ اپنا مذہب ترک کئے بغیر دوسرا مذہب اختیار کر سکتے ہین۔ جہاد کے متعلق انکا عقیدہ یہ ہی کہ یہ محض انسانون اور انکے جذبات قبیحہ کے مابین روحانی سعی و جہاد کا نام ہے۔ اہلِ حق کے مذہب کے مطابق عورت اور مرد کو مکمل مساوات حاصل ہے برقع اوڑھنا یا بے نقاب پھرنا عورت کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن شادی کرنا اسی مذہب کا قانون ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے روزہ انکے نزدیک فرض نہین تاہم یہ لوگ عشرۂ محرم مین ایک عجیب فاقہ کشی کرتے ہین اِن دنون مین وہ تین دن مین صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے ہین اور جب ایسا نہو سکے تو چوبیس یا بارہ گھنٹون مین صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے ہین۔ بعض اوقات انھین قزلباش بھی کہتے ہین۔ اِنکے پاس کوئی الہامی کتاب نہین چند درجن دوسری کتابین ہین جن مین حضرت علیؑ کی سوانح حیات درج ہین اِس فرقے کی ترقی اِس امر واقع سے معلوم کی جا سکتی ہے کہ ایشیائے کوچک اور شیراز مین یکسان طور پر اسکے برگزیدہ افراد کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہی ایران اور عراق عرب مین اِس عقیدے کے پیروونکی تعداد بیس تیس لاکھ کے قریب ہو تقریباً پچاس ہزار اہلِ حق حلب کے شمال مین آباد ہین اس فرقے کے افراد ادرنہ۔ سمرنا اور سالونیکا مین بھی پائے جاتے ہین

وہ کہتے ہین کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ نے حضرت موسیٰؑ کی شخصیت کے ذریعہ دنیا والونکو ارشاد فرمایا کہ اگر تم پاک زندگی بسر کرتے ہو تو تمھین اِس امر واقع کی مطلق پروا نہین کرنی چاہیئے کہ تمھارا نام مختلف ہے تمھاری فطرت تمھارا گوشت اور ہڈیان نہین بلکہ وہ اعمال صالحہ ہین جو فنا نہین ہو سکتے ۔ علاوہ موت پر بالکل یقین نہین رکھتے وہ کہتے ہین کہ زندگی مین متواتر انقلاب ہوتا رہتا ہی انکا عقیدہ اصول تناسخ کے متوازی ہے اگرچہ اسکے بالکل مطابق نہین بہشت و دوزخ کے متعلق انکا عقیدہ ہی کہ دوزخ کسی محدود مقام کا نام نہین اور بہشت اِسی دنیا مین ہی وہ عبادت کو رکن مذہب نہین سمجھتے وہ رسمی وضو و غسل وغیرہ پر یقین نہین رکھتے وہ مسجدین تعمیر نہین کرتے اور نہ وہان جاتے ہین ۔ وہ حضرت ابراہیم ۔ حضرت موسیٰؑ ۔ حضرت داؤدؑ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے پانچون صحائف کا مطالعہ اور احترام کرتے ہین بہر نوع وہ اپنے خفیہ اصول راز مین رکھتے ہین جنکا سلسلہ پشت بہ پشت چلا آتا ہی ۔

اٹھارھوان مقنعیہ صواعق محرقہ اور تحفۂ اثنا عشریہ مین مذکور ہی کہ یہ فرقہ حکم بن ہاشم کی طرف منسوب ہی جسکا لقب مُقَنَّع تھا مقنعیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ امام حسینؑ کے بعد وہ خدا ہوا اور خدا چار بتاتے تھے چوتھا خدا مقنع کو کہتے ہین مقنع اگرچہ اسماعیلی تھا مگر اِس وجہ سے کہ اُلوہیت کا دعویٰ کیا غلاۃ مین شمار پایا اور بعض رزامیہ بھی مقنع کی اُلوہیت کے قائل ہو گئے تھے مقنع اگر اُلوہیت کا مدعی نہوتا تو اُسکا شمار اسماعیلیہ مین ہوتا کیونکہ فی الحقیقت یہ اسماعیلی تھا اور برملا مذہب تشیع کا اظہار کرتا تھا تاریخ الخمیس مین لکھا ہی کہ اُسکا نام عطا تھا اور ابن خلدون نے کہا ہی کہ اُسے حکیم اور ہاشم کہا کرتے تھے اور طبریؒ نے حکیم المقنع لکھا ہی اور کہا ہی کہ مرو کے علاقے مین سے ایک قریہ کا رہنے والا تھا اور برہان قاطع مین لکھا ہی کہ اسے حکیم بن عطا کہتے تھے اور نگارستان مین لکھا ہی کہ حکیم بن ہاشم ابو مسلم کی کچہری مین تحریر کے کام پر متعین تھا اسنے سنہ ۱۶۱ ہجری مین خلیفہ مہدی بغدادی کے عہد مین ظہور کیا تھا جیسا کہ طبری اور ابن خلدون اور ابن خلکان اور مؤلف تاریخ الخمیس وغیرہ نے تصریح کی ہی اور بعض کتب مین جو لکھا ہی کہ سنہ [illegible] ہجری مین ظہور کیا یہ غلطی ہی ۔ یہ آدمی نہایت عقیل اور فیلسوف وقت تھا اور ہر صنعت سے واقف تھا خاصکر علم بلاغت و فن شعبدہ و حیل و طلسمات و سحر و نیرنجات اور اکثر علوم فلاسفہ مین یدطولیٰ رکھتا تھا اور عجیب و غریب چیزین ایجاد کرتا تھا

یہانتک کہ اُسنے کوہ سیام (بروزن نظام) کے عقب مین ایک کنوان تیار کرایا۔ اور سیام شہر کش (بفتح کاف وسکون شین معجمہ) کے بہگنے مین جو شہر سبز کے نام سے مشہور ہی ایک گاؤن ہی اور کش شہر نخشب کے پاس واقع ہی جسے اہل عرب معرب کر کے نسف کہا کرتے ہین اور سمرقند اور تاشقند کے درمیان مین ہی مگر سمرقند سے کسی قدر قریب ہی اُس کنوین کے اندر ایک چاند پارے اور اور چیزون سے بنایا تھا یہ چاند مغرب کے وقت اُس کنوین سے نکلتا اور کوہ کے پیچھے سے طلوع کرتا اور آسمان پر روشن رہتا اور دو چاند آسمان پر نظر آتے تھے اور اُسکی روشنی پندرہ میل تک پہونچتی تھی طلوع فجر سے قبل غائب ہو جاتا تھا دو مہینے تک برابر یہ چاند اسیطرح طلوع و غروب کرتا رہا آثار البلاد مین لکھا ہے کہ لوگ دور دور سے شہر نخشب مین اُسکے دیکھنے کو آتے تھے اور دیکھکر تعجب کرتے تھے اور عوام جادو سمجھنے لگے تھے حالانکہ بطریق ہندسہ اور انعکاس شعاع قمر کے یہ عمل کیا تھا اس لئے کہ لوگون نے اُس کنوین کی تہ مین ایک بڑا طاس پارے سے بھرا ہوا پایا شیخ نظامی نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہی ؎ نہ ماہ آئنہ سیماب اودہ چو ماہ نخشب از سیماب زاودہ ۔ تاریخ الخمیس مین لکھا ہی کہ مقنع شعبدون کے زور سے لوگون کو بہت عجیب و غریب چیزین دکھایا کرتا تھا نبوت کا مدعی تھا اور اپنی ذات کو خدا قرار دیتا تھا اور تناسخ کا قائل تھا کہتا تھا کہ خدائے تعالی نے آدم کو پیدا کر کے اُنکی صورت مین حلول کیا اسلئے ملائکہ نے اُنکو سجدہ کیا پھر نوح کو پیدا کر کے اُنکی صورت مین حلول کیا پھر حلول کرتے کرتے یہانتک نوبت پہونچی کہ ابو مسلم خراسانی کی صورت مین حلول کیا پھر میری صورت مین حلول کیا اور ابو مسلم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیتا تھا ہزارون ترکمان اس دعوے مین اُسکی تصدیق کرنے لگے اور اُسکی عبادت کرتے تھے اور وہ نہایت بدشکل اور ہکلا تھا اور لڑائی مین کسی موقع پر اُس کی آنکھ مین تیر لگنے سے کانا بھی ہو گیا تھا اسلئے زیادہ بدصورت تھا اس عیب کے چھپانے کے لئے اُسنے اپنے لئے ایک مُنھ سونے کا تیار کرایا تھا اپنے مُنھ پر اُسے لگائے رہتا تھا اسلئے مقنع مشہور ہو گیا ابو الفدا نے مقنع کے حالات مین بیان کیا ہی وکان لا یسفر عن وجہ بل اتخذ لہ وجہا من ذہب فتقنع بہ و لذالک قیل لہ المقنع یعنی مقنع اپنا مُنھ نہین کھولتا تھا بلکہ اُسنے ایک مُنھ سونے کا بنوایا تھا جس سے اپنے کو چھپائے رہتا تھا اسی لئے اُسے مقنع کہنے لگے تھے مقنع مین میم مضموم اور کاف مفتوح اور نون مشدد مفتوح ہی۔ تاریخ کامل مین لکھا ہی کہ مقنع تناسخ کا قائل تھا اور اُسکے معتقد اُسکو

سمجھا کرتے تھے جس طرف کہ ہوتے لوہ اپنی جنگ و حرب میں کہتے کہ ای ہاشم ہماری مدد کرو علامہ ابن خلدون نے
بھی اِس بیان کے بعد لکھا ہے کہ خراسان میں اُسنے ظہور کیا تھا اور بخارا و سغد میں ایک گروہ نے
جنکو مبیضہ کہتے تھے مقنع کی طرفداری اور شورش کی اور اُنکی مدد کفار ترک کرنے لگے اور اُس
طرف کے مسلمانوں پر تاخت و تاراج شروع کر دی ابو نعمان اور جنید اور لیث بن نصر بن سیار نے اِن
لوگوں سے جنگ کی لیث کا بھائی محمد اور ایک بھتیجا تمیم نامی کام آئے مہدی بن محمد بن منصور خلیفہ
بغداد نے جبریل بن یحییٰ اور اُسکے بھائی یزید کو فوج دیکر مبیضہ سے جنگ کے لئے بھیجا چار مہینے
تک طرفین میں لڑائی رہی آخرکار مبیضہ کو شکست ہوئی اُنکی طرف سے سات سو آدمی مارے گئے جو
تھوڑے سے باقی رہگئے تھے وہ مقنع سے مل گئے جبریل بھی انکا تعاقب کئے ہوئے چلا گیا پھر مہدی نے
مقنع کی تباہی کے لئے سعید حرشی کی ماتحتی میں ایک بھاری لشکر بھیجا مقنع بڑی خونریزی کے
بعد سیام کے قلعہ میں متحصن ہوگیا عساکر اسلامیہ آلات حصار شکن لیکے قلعہ کی طرف بڑھے مقنع کے
ہمراہیوں نے گھبراکر خفیہ طور سے امان طلب کی سعید حرشی نے امان دیدی تیس ہزار آدمی قلعہ کا
دروازہ کھول کے نکل آئے مقنع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ آور باقی رہگئے۔ صواعق محرقہ میں
مقنع کی ہلاکت کی ایک دلآویز حکایت لکھی ہے کہ جب مقنع محاصرے سے تنگ آگیا تو بہت سی
آگ جلوائی اور اپنے معتقدوں کو خوب سی شراب پلوائی جب وہ نشے میں مدہوش ہوگئے تو سب کو مارکر
آگ میں جلا دیا اور اُنکو سب کی برباد کر دی پھر آپ ایک برتن میں تیزاب بھر کر اُس میں
بیٹھ گیا تیزاب کی تاثیر سے وہ بھی پانی ہوگیا محاصرین کو ابھی تک یہ خیال تھا کہ سب محصورین
قلعہ میں موجود ہیں ایک عورت اِس قلعہ میں بیماری کی وجہ سے ایک کونے میں پڑی
ہوئی تھی وہ بچ رہی تھی جب اُسے افاقہ ہوا تو قلعہ میں تنہائی کی وجہ سے گھبرائی اور دیوار پر
چڑھکر پکارا کہ قلعہ میں سوا میرے کوئی نہیں ہے لوگ اوپر چڑھ گئے اور کواڑ کھولدیے لشکر
داخل ہوا دیکھا تو واقعی قلعہ کو خالی پایا مقنع کے بعض معتقد جو پہلے ہی لڑائیوں میں
اُس سے علیحدہ ہوگئے تھے تاسف کرنے لگے کہ فی الحقیقت وہ خدا تھا ہم ساتھ نہوے ورنہ اُسکے
ساتھ آسمان پر چڑھ جاتے وہ عورت اگرچہ مرض میں بیہوش تھی مگر کبھی کبھی آوازِ غُل
سُنکر کچھ کچھ حالات سے مطلع ہو جاتی تھی اُسنے یہ ساری کیفیت بیان کی تاریخ کامل

مین بھی اِس حکایت کو بیان کیا ہے اور اُس مین اِس طرح ہے جب مقنع کو یقین
ہوگیا کہ مین اب غنیم کے ہاتھ سے نہین بچ سکتا تو انہی سب عورتون اور بچون کو
جمع کر کے زہر پلادیا اور آپ بھی پی لیا اور اپنے معتقدون سے یہ بات کہی
کہ مجھے جلا دیجیو تاکہ میری لاش دشمن کے ہاتھ مین نہ پہونچے اور بعض کہتے ہین
کہ قلعہ مین جس قدر چارپائے اور کپڑے وغیرہ تھے اُن کو جلادیا پھر ساتھیون سے
کہا کہ جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ میرے ساتھ آسمان پر چڑھ جائے وہ اس
آگ مین میرے ساتھ کود پڑے سب نے تعمیل کی اور جلکر خاک ہوگئے جب لشکر
قلعہ مین داخل ہوا تو کچھ نہ پایا جس قدر اُسکے معتقد باقی رہگئے تھے وہ اِس بات
سے زیادہ فتنے مین پڑے اُسکے اصحاب ملک ماوراءالنہر مین مبیضہ کہلاتے ہین
مگر اپنے اعتقاد کو چھپاتے ہین عرصۂ دراز تک مبیضۂ ماوراالنہر کہتے رہے کہ مقنع
آسمان پر چڑھ گیا ہے زمانۂ آئندہ مین وہان سے اُترے گا بعض کہتے ہین کہ اُسنے
اپنے ہمراہیون کو زہر دیدیا تھا اور آپ بھی زہر کھا لیا تھا لشکر نے قلعہ مین گھس کر
اُسکا سر کاٹ لیا اور حلب مین مہدی کے پاس بھیجدیا مقنع یحیٰی بن زید شہید کے
قتل کا منکر تھا جن کا حال فرزندیہ کے ضمن مین اِسی کتاب مین آتا ہے کہتا تھا
کہ یحیٰی روپوش ہوگئے ہین اپنے دشمنون کو قتل کرینگے اور نگارستان مین جو لکھا ہے
کہ وہ برقعہ مُنھ پر ڈالے رہتا تھا اسلیئے برقعی مشہور ہوگیا یہ بات پایۂ تحقیق کو
نہین پہونچی صناجۃ الطرب مین لکھا ہے جب طالبین نے عباسیون پر خروج
کیا تو اپنے پھریرون کا رنگ سفید رکھا اِسی وجہ سے اُنکو مُبَیِّضَہ کہنے لگے یہی
رنگ عبیدی اور قرامطہ مین قائم رہا۔ مورخین فارسی و اُردو مبیضہ کا ترجمہ
سفید جامگان و سفید پوشان لکھتے ہین منتہی الارب مین لکھا ہے کہ
مبیضہ میم کے ضم اور بائے موحدہ کے فتحہ اور یائے مثناۃ تحتانی کی تشدید و کسرہ
اور ضاد نقطہ دار کے فتحہ سے ایک گروہ ہے ثنویہ مین سے جو مقنع کے اصحاب ہین
چونکہ یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اسلیئے مبیضہ کہلانے لگے اور اِسی کتاب مین بیان

کیا ہے کہ **ثنویہ** ثاے مثلثہ اور نون کے فتحون اور واو کے کسرے کے ساتھ ایک گروہ ہے جو دو خدا بتاتا ہے۔ **فائدہ جلیلہ** آثار البلاد مین لکھا ہے کہ یہ چاند ابن مقنع نے ایجاد کیا تھا اور صاحب غیاث اللغات نے کہا ہے کہ اُس چاند کو مجازاً مقنع کی طرف منسوب کرکے ماہ مقنع کہتے ہین حالانکہ اُسکو مقنع کے بیٹے نے بنایا تھا انتہی یہ بیان غلط ہے روضۃ الصفاے محمد خاوندشاہ اور روضۃ الصفاے ناصری مین جہان خلیفہ مہدی عباسی کے حالات لکھے ہین وہان اِس حکیم مقنع کا بھی مفصل بیان تحریر کیا ہے اِن دونون کتابون مین ہادی بن مہدی کے حالات مین لکھا ہے کہ اِس کے عہد مین ایک جماعت زنادقہ کی ظاہر ہوئی اِن مین سے ایک شخص کا نام عبداللہ بن مقنع تھا یہ شخص فصاحت و بلاغت مین بے نظیر تھا اسنے کلیلہ و دمنہ کو فارسی سے عربی مین ترجمہ کیا تھا صالح بن عبداللہ بن داؤد کہ ابوالعباس سفاح کا چچازاد بھائی ہے اور عبداللہ ہاشمی وغیرہ امرا بھی اسی روش اور طریق پر تھے اور ان مسلمانون پر جو نماز و روزہ اور حج ادا کرتے تھے استہزا کرتے ایک روز اِن سب نے یہ مشورہ کیا کہ مسلمانون کا دار و مدار قرآن پر ہے اگر ہم کوئی کتاب اسکے مقابل بنائین گے تو قرآن کو وقعت نہ رہیگی اور ہمارا کام چل جائے گا سب نے اسپر اتفاق کیا کہ ابن مقنع یہ کام انجام دے اور سب نے یہ قرار دیا کہ یہ آیت کہ نہایت فصیح و بلیغ ہے یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَيَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ الی آخرہ چلے ابن مقنع اِس کے مقابل کلام کہے اگر اُس سے یہ کام ہوسکا تو امید ہے کہ وہ قرآن کے جواب سے عہدہ برآ ہوجائے گا تمام سامان آسائش کا ابن مقنع کے لیے تیار کرکے ایک مکان مین اُسے بٹھا دیا ابن مقنع نے چھ ماہ تک برابر محنت کی اور مسودون کا انبار ہوگیا مگر چند لفظ ایسے نہ بنا سکا جو اِس آیت سے مشابہت رکھتے یارو نے کہا جب اتنی مدت مین ایک آیت کا جواب نہ ہوسکا تو پورے قرآن کا کیسے جواب ہوسکے گا اور اس ارادے سے باز آئے ہادی کو جب انکا حال معلوم ہوا تو سب کو مروا ڈالا۔

انیسوان راوندیہ یہ فرقہ منسوب ہے عبداللہ یا حرب بن عبداللہ راوندی کی طرف جو خلفاے عباسیہ کا ایک نقیب اور داعی تھا مرآۃ الجنان مین لکھا ہے کہ راوند ایک گانون ہے کاسان کے ضلع مین جو سین مہملہ سے ہے اور یہ کاسان اصفہان کے اطراف مین واقع ہے اور جو شہر کاشان شین معجمہ سے ہے وہ قم کے علاقے مین ہے اور راوند نیشاپور کے متصل بھی ایک مقام کا نام ہے روضۃ الصفاے ناصری کی جلد ششم مین اِس فرقہ کا نام روندیہ بغیر الف کے لکھا ہے اور اِن کے داعی کا نام عبداللہ رونده بتایا ہے اور بیان کیا ہے کہ اِس عبداللہ کے مزاج مین سہولت تھی اور یہ برخلاف ابو مسلم خراسانی کے کشت وخون نہین کرتا تھا اِس لیے راوندیہ نے عبداللہ سے کہا کہ اس شخص کی کوئی فکر کرنا چاہیے تاکہ مخلوق کو اس کے پنجۂ ظلم سے نجات حاصل ہو عبداللہ نے ابو مسلم کو ایک روز سمجھایا کہ آپ کو یہ خونریزی زیبا نہین پہلے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کیجیے جب وہ نہ مانین تو پھر جو دل مین آئے کیجیے ابو مسلم نے کہا کہ جو ہم نے سوچ رکھی ہے اُسکا سرانجام بغیر قتل عام کے دشوار ہے عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ کی یہی راے ہے تو میرے بھی بہت سے متبع ہین آپ اُن سے بھی کام لیجیے ابو مسلم نے کہا کہ اُن کے نام لکھکر میرے پاس بھیجدو عبداللہ نے اِس خیال سے کہ ابو مسلم ان لوگون کو عمدہ عمدہ منصب دیگا اُنکی اسم نویسی کی فرد ابو مسلم کے پاس بھیجدی ابو مسلم نے عبداللہ سے کہا کہ تم اِن سب کو میرے پاس لے آؤ عبداللہ نے سب کو حاضر کیا ابو مسلم نے کہا ہر ایک گروہ علیحدہ علیحدہ ٹھہرا دیا جائے جب سب کا انتظام ہو گیا تو عبداللہ کو قتل کرا دیا اور پھر اُسکے متبعون کے گروہ علیحدہ علیحدہ بلواتا اور قتل کراتا ان مین سے جو باقی بچے وہ ابو مسلم کی پرستش کرنے لگے اور کہنے لگے یہ خدا ہے روزی رسان یہی ہے ابو مسلم نے اپنی نسبت اُن کا یہ عقیدہ سنکر پھر بہت سے راوندیہ کو تلاش کرا کے قتل کرا یا۔ راوندیہ تناسخ کے قائل تھے چنانچہ تاریخ ابوالفدا و کامل مین لکھا ہے کہ عقیدہ اُنکا یہ ہے کہ آدمؑ کی روح عثمان بن نہیک مین داخل ہوئی تھی اور روضۃ الصفاے ناصری مین لکھا ہے کہ ان کا

عقیدہ یہ تھا کہ منصور کی روح عثمان بن نہیک کی روح سے متعلق ہو گئی ہے اور کہتے تھے کہ رب ہمارا جو کھانے پینے کو پہونچاتا ہے ابو جعفر منصور ہے جو خلفا ے عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا جبکہ یہ بات اُنھون نے ظاہر کی اور منصور کو اِسکا حال معلوم ہوا تو منصور نے اِن کے دو سو سردار پکڑ کر قید کر دیے اور حکم دیا کہ اِس جماعت کے آدمی باہم نہ ملین اور ایک مقام پر نہ رہین یہ لوگ منصور سے ناراض ہو گئے اور ایک خالی تابوت اُٹھا کر بہت سے راوندیہ اُسکے ساتھ چلے جب جیلخانے کے قریب پہونچے تو اُسکو زمین پر ڈالکر اندر گھُس گئے اور اپنے سردارون کو چھوڑ الیا اور شہر کے دروازے بند کر دیے تاکہ سپاہ شہر مین داخل نہو سکے اور منصور کے قتل کے ارادے سے اُسکے قصر کی طرف چلے یہ چھ سو آدمی تھے منصور سے لڑے مگر آخرکار شکست پائی اور مارے گئے یہ واقعہ سنہ ۱۴۱ھ مین واقع ہوا تھا اور منصور کا دار الخلافت اُس وقت تک شہر ہاشمیہ تھا جو نواح کوفہ مین اُسکے بھائی نے آباد کیا تھا۔

بیسوان مسلمیہ مقریزی نے شیعۂ غالیہ کے ضمن مین یہ فرقہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ فرقہ راوندیہ مین سے ہے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علیؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ و محمد بن حنفیہ مین آئی پھر ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ مین آئی پھر اُن سے منتقل ہو کر علی بن عبداللہ بن عباس مین بطور وصیت کے آئی پھر ابو العباس سفاح مین پھر ابو سلمہ صاحب دولت بنی عباس مین حکایت ہے کہ ضلع ماوراء النہر مین ایک شخص نے اہل مرو سے جو آنکھ سے کانا تھا اور اُسکو ہاشم کہتے تھے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ کی روح ابو سلمہ مین منتقل ہو کر آئی پھر ابو سلمہ سے اسکے اندر منتقل ہو گئی ہے یہ دعوت اُس یک چشم کی اُس علاقے مین پھیل گئی تھی اپنے اصحاب سے پردہ کرتا تھا اور اپنے لیے اُسنے ایک مُنھ سونے کا بنایا تھا اسلیے مُقَنَّع کہلانے لگا اُسکے یارون نے چاہا کہ اُسکو دیکھین اُن سے وعدہ کیا کہ مین اپنے کو تمھین دکھاؤنگا اگر تم جل نہ جاؤ اور اپنے سامنے ایک آتشی شیشہ جلانے والا رکھا جسپر سورج کی دھوپ پڑتی تھی جب بعض معتقد اُسکے پاس آئے جل گئے باقی لوٹ گئے اور فتنے مین پڑ گئے اور معتقد ہو گئے

کہ وہ خدا ہے اُسکو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اپنی جنگ و حرب میں اُسکو اللہ کہکر پکارتے تھے (انتہی ترجمۃ کلامہ) یاد رکھو کہ صائغ زرگر یعنے سونے کے کام کرنے والے کو کہتے ہیں تو مصیغ وہ شخص ہوگا جو سونے کو استعمال کرتا ہو کیونکہ لفظی معنی اسکے سونے سے بنا ہوا ہیں میرا خیال یہ ہے کہ لفظ مصیغ لفظ مقنع کی تحریف ہے یہ ہاشم وہی شخص ہے جسنے ماہ نخشب تیار کیا تھا کیونکہ یہ حالات اُسی کے حالات سے ملتے ہوئے ہیں اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے حالات تفصیل وار کیسانیہ کے فرقوں میں سے ہاشمیہ میں بیان ہونگے۔ نواب محمد صدیق حسن خان باوجودیکہ تقلید کو دین و مذہب میں بُرا جانتے تھے مگر تصنیف و تالیف میں بالکل پرائے کلام کو اپنی کتابوں میں بھر دیتے ہیں اور یہ تقلید سے بدتر ہے اور پھر پرائے مطالب ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ اس کی عبارت کو بھی اپنی عبارت بنا لیتے ہیں چنانچہ الخطط والآثار میں جس قدر فرقہاے اسلام کو بیان کیا ہے یہ سب بیان نواب صاحب نے کتاب مذکور سے علیحدہ کرکے اُسکا نام خبیئۃ الاکوان رکھدیا ہے اور اسکے ترجمہ کا نام کشف الغمہ عن افتراق الامہ۔ اگر نواب صاحب اس تقلید میں کسی قدر بھی تحقیق سے کام لیتے تو اُن کو ضرور کتب تواریخ سے اِس بات کا پتہ چلتا کہ یہ مصیغ وہی مقنع ہے جس کے حالات کتب تواریخ میں مذکور ہیں اور ابو سلمہ ایک سردار کا نام ہے جو سفاح کے اشارے اور ابو مسلم کی رائے سے مرار بن انس کے ہاتھ سے مارا گیا تھا یہ شخص وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا اور ابو مسلم خراسانی امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا ابو مسلم کو منصور عباسی نے مروا ڈالا تھا۔

اکیسواں حلاجیہ شیخ ابن بابویہ اپنے رسالۂ اعتقادیہ میں کہتے ہیں کہ غلاۃ میں ایک فرقہ حلاجیہ بھی ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ بندوں پر بسبب عبادت کے تجلی فرماتا ہے پھر باوجود اسکے دین انکا ترک نماز و روزہ و جملہ فرائض ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدائے تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ بندوں میں حلول کرتا ہے اور انکا یہ بھی زعم ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ولی جبکہ مخلص

کامل ہوا ور اپنے دین کو بچانے تو وہ انبیا سے افضل ہے اور اس رسالے کی شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسین بن منصور حلاج کے ملبعون سے جدا ہین جن کا شمار صوفیان اہل سنت مین ہے۔

فرقۂ کیسانیہ

واضح ہو کہ کیسانیہ منسوب ہین کیسان کی طرف کہ حسب تحقیق صاحب صحاح وقاموس وغیرہ اہل لغت نام ہے مختار بن عبید ثقفی کا جو واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا تھا منتہی المقال فی احوال الرجال مین کئی کتابون سے نقل کیا ہے کہ اصبغ بن بنانہ سے مروی ہے کہ ایک بار مین نے مختار کو حضرت علیؑ کی گود مین بیٹھے دیکھا اور آپ اسکے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر فرماتے تھے یا کیس یا کیس اور تعلیقہ مین بھی اسی طرح ہے اور کیس جید کے وزن پر زیرک کے معنے مین ہے اور کشی نے مختار کے ذکر مین کہا ہے کہ اُسکا لقب کیسان اس لیے مقرر ہوا کہ اُسکے ایک افسر ابو عمر کا یہ نام تھا پھر مختار کو بھی اس افسر کی وجہ سے کیسان کہنے لگے مگر ارباب تواریخ کی یہ راے ہے کہ کیسان حضرت علی بن ابی طالب کا غلام تھا۔ ملل ونحل شہرستانی مین بھی ایسا ہی لکھا ہو اور تحفۂ اثنا عشریہ مین ذکر کیا ہے کہ سبط اکبر حسن مجتبی کے ایک غلام کا نام کیسان تھا اُسی نے مختار کو حضرت امام حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کو آمادہ کیا تھا اس لیے مختار بھی کیسان مشہور ہو گیا۔

کیسان حضرت علی کی وفات کے بعد محمد بن حنفیہ کی رفاقت مین رہا اور علوم غریبہ اُن سے حاصل کیے غنیۃ الطالبین مین بیان ہے کہ کیسانیہ ان چار شخصون کی امامت کے قائل ہین حضرت علیؑ امام حسنؑ امام حسینؑ محمد بن حنفیہ مگر اس فن کی کتب سے عموماً فرقہاے کیسانیہ کے خیالات ترتیب ائمہ کے بارے مین ایسے نہین ثابت ہوے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ کیسانیہ کے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب ہے اور الخطط والآثار مین آیا ہے کہ کیسانیہ بدر کے جواز کے اللہ پر قائل ہین اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی بعض مرادین واقع نہین ہوسکتین اور شیطان اور کافرون کی

واقع ہو جاتی ہین طرفہ یہ ہے کہ کیسانیہ جن لوگون کو امام بتاتے تھے وہ اس ہوسے سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہم پر افترا کرتے ہین کیسانیہ اسکے جواب مین کہتے تھے کہ یہ انکار ہمارے ائمہ کا بوجہ خوف جان کے ہے دشمنون کے ڈر سے تقیہ کرتے ہین کیونکہ ابھی مروانیہ مدینے کے حاکم ہین اُن کی طرف سے اندیشہ ایذا کا ہے بعد اسکے مذہب تشیع مین تقیہ کی راے نے بہت رواج پالیا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ کیسانیہ کو حرماقیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہین اس وجہ سے کہ ابو مسلم کا لقب حرماق تھا جو ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا داعی تھا چونکہ بعض کیسانیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ ابو ہاشم بن محمد بن حنیفہ کے بعد اُنکی وصیت سے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو امامت پہونچی بعد ازان ان کے بیٹے ابراہیم امام کو اس لیے ابراہیم کے ایک داعی کی طرف منسوب کرکے حرماقیہ کہنے لگے۔

کئی فرقے ہین ان مین قدر مشترک محمد بن حنیفہ کی امامت کا قائل ہونا ہے۔ یہ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے ابن حنیفہ اس وجہ سے کہلاتے ہین کہ اُن کی ماں ایک عورت مسمّٰہ خولہ بنت جعفر نام قوم بنی حنیفہ سے تھی ابن خلدون مغربی نے لکھا ہے کہ جب امام حسن نے مصلحتاً زمام حکومت معاویہ کے سپرد کر دی تو شیعہ نے اسوقت امام حسین کو بلایا انھون نے آنے سے انکار تو شیعہ محمد بن حنیفہ کے پاس گئے اور در پردہ اُنکے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا محمد بن حنفیہ نے ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک شخص کو مقرر کیا جو در پردہ ان کی خلافت کی لوگون کو ترغیب دیتا تھا ایک مدت تک شیعہ اسی حالت پر رہے اور معاویہ اس کی روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو بنظر سیاست ملکی شہر بدر کر دیتے تھے اور جب کوئی اُسکا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اسکا قلع و قمع بھی کر دیتے تھے لیکن ساتھ ہی اسکے معاویہ اہل بیت کے راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور اُن دعوے تقدم و استحقاق سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان مین سے بھی کوئی شخص اُن کے منھ نہ آتا تھا۔

نصف رجب سنہ ۶۰ھ مین معاویہ انتقال کر گئے بعد انکے چودھوین ربیع الاول سنہ ۶۱ھ کو

ان کے بیٹے یزید کا انتقال ہوا اسکے مرتے ہی بلا جد و جہد اہل حجاز و یمن و عراق وخراسان نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کر لی صرف ملک شام و مصر والے ان کی بیعت سے باہر تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہا تھا مگر انھون نے انکار کر دیا عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو آپ کے پاس بھیجا اسنے سختی کی درشتی سے پیش آیا لیکن محمد بن حنفیہ برابر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے مجبور ہو کر چھوڑ دیا مگر جب ہوا خواہان علی بن ابی طالب نے کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دینی شروع کی تو عبداللہ بن زبیر نے اِس خوف سے کہ مبادا محمد بن حنفیہ کے بیعت نکرنے سے لوگ برہم نہو جائین بجبر بیعت لینے کا قصد کیا اور اِس غرض کے حاصل کرنے کے لیے مقام زمزم مین اُن کو قید کر دیا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اگر اِس عرصے مین بیعت نکر لوگے تو قتل کر ڈالے جاؤ گے انھون نے مختار کو یہ واقعات لکھ بھیجے جو کوفے مین محمد بن حنفیہ کی امامت کا داعی تھا اور اہل کوفہ نے اُسکی اطاعت کر لی تھی مختار نے اِس خط کو لوگون کے روبرو پڑھا سب کے آنسو بھر آئے اِن مین سے چند امرا کو تین سو سوارون کے ساتھ مکے کی طرف روانہ کیا جنھون نے زمزم پہونچ کر محبس کا دروازہ توڑ کر محمد بن حنفیہ کو نکالا صرف دو دن مدت مقررہ کے باقی رہ گئے تھے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی انھون نے فرمایا مین حرم مین جنگ کرنا جائز نہین سمجھتا بعد اس کے بقیہ لشکر آ گیا اس سے ابن زبیر خائف ہو گئے محمد بن حنفیہ نکل کر شعب علی مین چلے گئے رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کے قدم حکومت کے زینے پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے پھر بیعت کرنے کو کہا آپ نے خائف ہو کر اِس واقعے سے عبدالملک بن مروان کو مطلع کیا اُسنے لکھ بھیجا کہ آپ شام چلے آئیے جب تک لوگون کا کسی پر اجتماع نہو اسوقت تک نہایت عزت و احترام سے میرے پاس رہیے مین آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤنگا چنانچہ وہ مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوے راستے مین عبدالملک کی بدعہدی سے ڈر کر

ایلہ مین قیام کر دیا تھوڑے دنون مین جب ان کے معتقدین کا دائرہ وسیع ہو گیا تو عبدالملک نے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا یہ ایلہ سے مکے کی طرف لوٹے اور شعب ابی طالب مین پہونچکر مقیم ہو گئے پھر عبداللہ بن زبیر نے یہان سے نکالا تو طائف کی طرف چلے گئے اور عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۶۹ سال کی عمر پائی ۸۱ھ ہجری مین انتقال کیا۔ فرقہاے کیسانیہ کی تفصیل یون ہے

ایک کیسانیہ جو منسوب ہین کیسان مذکور کی طرف یہ شخص حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد بہت سے مسلمانون کو موافق کر کے واسطے بدلہ لینے امام حسینؑ کے کھڑا ہوا تھا مگر دشمنون پر کامیاب نہوا آخر کار مارا گیا یہ کیسان اور اس کے معتقد امام حسن علیہ السّلام کی امامت کے منکر تھے انکا یہ عقیدہ تھا کہ امام بعد جناب امیر کے محمد بن حنفیہ ہین اس لیے کہ جناب امیر نے جنگ جمل و صفین مین نشان انھین کے ہاتھ مین دیا تھا اور امام حسینؑ نے صلح کے باب مین بھائی کی پیروی کی تو وہ بھی امامت کے لائق اسکے نزدیک نرہے تھے اس فرقے کا ظہور ۶۶ھ ہجری مین ہوا تھا۔

دوسرے مختاریہ یہ لوگ مختار بن ابو عبید بن مسعود ثقفی کے متبع ہین جس کو بعد قتل کیسان کے اسکے پیرو ون نے رئیس بنایا تھا یزید کے مرنے سے چھ مہینے کے بعد نصف رمضان کو یہ شخص وارد کوفہ ہوا اور لوگون کو خون حسینؑ کے معاوضہ لینے پر ابھارنے لگا لوگون نے کہا کہ ہمنے محض اسی کام کے انجام دینے کو سلیمان بن صرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور وہ بالفعل اسکو مصلحت نہین سمجھتا ہے مختار نے کہا کہ سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے وہ لڑائی جھگڑے سے جی چُراتا ہے مجھے مہدی محمد بن حنفیہ نے اپنا وزیر وامین مقرر کر کے بھیجا ہے تم لوگ اُسکی میرے ہاتھ پر بیعت کرو اور خون حسین مظلوم کا معاوضہ اُن کے قاتلون سے لو ایک گروہ کثیر ہوا خواہان امیرالمؤمنین علی کا اسکی طرف مائل ہو گیا عبداللہ بن یزید انصاری نے جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفے کا گورنر تھا مختار کو گرفتار کر کے قید کر دیا بعد اسکے عبداللہ بن عمر کی سفارش سے باین شرط رہا کیا گیا

کہ آئندہ وہ بغاوت نکرے گا اور نہ ان لوگون کے خلاف خروج کرے گا اور اگر
ان شرائط کی پابندی نہ کرے تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ مین اسکو کرنی ہوگی جب
یہ رہا ہوا تو پھر ہوا خواہان حسینؓ بن علی اس کے پاس آنے جانے لگے پھر چند لوگ
کوفے سے محمد بن حنفیہ کے پاس مختار کا حال دریافت کرنے کو گئے آپ نے فرمایا
ہان مین نے خون حسینؓ کا معاوضہ لینے پر مامور کیا ہے جب یہ لوگ واپس ہوکر کوفے
مین آئے اور لوگون سے محمد بن حنفیہ کا بیان کہا تو مختار کی طرف لوگون کا رجحان
بڑھ گیا سنہ ۶۶ھ مین مختار نے خون حسینؓ کا معاوضہ لینے کی منادی کرادی اور قصر امارت
کوفہ پر قبضہ کر لیا صبح ہوئی لوگ مسجد مین جمع ہوئے مختار نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور
لوگون کو محمد بن حنفیہ کی بیعت کی طرف بلایا شرفاے کوفہ نے کتاب وسنت اور
اہل بیت کی ہمدردی پر بیعت کی۔ بعد اسکے مختار نے اطراف وجوانب پر فوج کشی
کرنے کے لیے چند لوا بنائے اور سردارون کو مرحمت کرکے روانہ کیا عبیداللہ بن
زیاد موصل مین تھا اُس کی فوجون سے اور مختار کے لشکر سے جنگ ہونے لگی اور
شامی ہزیمت پانے لگے پھر بعض وجوہ سے شرفاے کوفہ مختار کی مخالفت پر تل گئے
جن کے سرگروہ شبث بن ربعی۔ محمد بن اشعث عبدالرحمن بن سعد بن قیس۔ شمر بن
ذی الجوشن۔ کعب بن ابی کعب خثعمی۔ عبدالرحمن بن مخنف ازدی وغیرہ تھے
اور سب مسلح ہوکے مختار کے پاس گئے کہ ہمنے تجھکو معزول کیا کیونکہ محمد بن حنفیہ نے تجھکو مامور نہین کیا ہے مختار
ابراہیم بن اشتر کو بلوا کر انپر حملہ کرایا خونریز لڑائی کے بعد انکو شکست ہوئی ان کے ہمراہی نہایت ابتری سے
بھاگ کھڑے ہوئے پانسو آدمی ایک ساتھ گرفتار کرکے لائے گئے ان مین سے نصف آدمیون کو جو شہادت
حسینؓ بن علیؓ مین شریک تھے قتل کرڈالا اور باقی کو رہا کر دیا شمر بن ذی الجوشن کی مختار کے ایک شخص سے
لڑائی ہوئی سات سو سپاہی کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا جسمین اکثر اہل یمن تھے اور شمر کو قتل کرکے
لاش کتون کے آگے ڈلوادی اس واقعہ کے بعد شرفاے کوفہ خوف زدہ ہوکر بصرے کی جانب نکل کھڑے
ہوئے اور مختار قاتلین حسینؓ بن علیؓ کو چن چن کر قتل کرنے لگا عبیداللہ بن اسد جہنی مالک بن بشیر کندی حمل
بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کراکے قتل کیا بعد ازان زیاد بن مالک ضبعی عمران بن خالد قشیری عبدالرحمن

بن ابی حشکارہ بجلی۔ عبداللہ بن قیس خولانی جنھوں نے واقعہ کربلا میں حسینؑ بن علیؑ کا اسباب لوٹا تھا پا بزنجیر حاضر کیے گئے مختار نے اِن سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا پھر عبداللہ یا عبدالرحمن بن طلحہ۔ عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشی کا چچازاد بھائی) پیش کئے گئے اور اُسی وقت قتل کر ڈالے گئے۔ اور عثمان بن خالد جہنی۔ ابو اسماء بشر بن سمیط قابسی (جنھوں نے عبدالرحمن بن عقیل کو شہید کیا اور اُن کا اسباب لیا تھا) قتل کر کے آگ میں جلا دیے گئے۔ خولی بن یزید اصبحی جسنے امام علیہ السلام کا سر اُتارا تھا خوف جان سے چھپ گیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے لوگ پہونچ گئے اور اُسکا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے مختار نے اُس کو جلوا دیا۔ اِن لوگوں کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر ہوا اگرچہ اسنے عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار سے امن حاصل کر لیا تھا لیکن ابو عمرہ حسب حکم مختار اُسکا سر کاٹ لایا اتفاق یہ کہ مختار کے پاس اُسوقت اس کا بیٹا حفص بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا تم اسکو پہچانتے ہو جواب دیا ہاں لیکن اسکے بعد زندگی کا مزہ نہیں ہے مختار نے اسکے بھی قتل کا حکم دیکر کہا وہ (یعنی عمرو بن سعد) بعوض خون حسینؑ تھا اور یہ (یعنی حفص بن عمرو) علی اصغر بن حسینؑ کے خون کا بدلہ ہے اور اِن دونوں کے سر محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجدیے اور یہ لکھا کہ قاتلین حسینؑ بن علیؑ میں سے جن لوگوں پر میرا قابو چل گیا تھا اُن کو تو میں نے قتل کر ڈالا ہے اور باقی لوگوں کی گرفتاری اور قتل کی فکر میں ہوں عمرو بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے امام حسینؑ پر تیر چلایا تھا۔ اور عباس کا اسباب لیا تھا عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر سفارش کی لیکن ابن کامل نے اس سے پیشتر بخیال سفارش عدی بن حاتم اُسکو قتل کر ڈالا تھا۔ پھر مرہ بن منقذ بن عبدالقیس قاتل علی اصغر بن حسینؑ کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا لوگوں نے پہونچکر اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا مرہ گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ کر چلا گیا لیکن اِس خلفشار میں ایک ہاتھ اسکا بیکار ہو گیا۔

پھر زید بن لقاد جبانی کی گرفتاری جاری ہوئی چارون طرف سے سپاہیون نے گھیر لیا چونکہ اسنے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا ابن کامل نے کہا اسپر تیر برساؤ سپاہیون نے تیر مارتے مارتے گرا دیا اور زندہ گرفتار کر کے جلادیا سنان بن انس نخعی جس نے حسین ؑ بن علی ؑ کو تبلدکر زمین پر گرایا تھا اور بقول بعض تن شریف سے سر مبارک بھی اسی نے جدا کر کے خولی کے حوالے کیا تھا بصرہ بھاگ گیا مختار نے اسکا گھر منہدم کرا دیا بعدہ عمرو بن صبح صدائی کے گرفتار کر لانے پر سپاہیون کو متعین کیا مشکین بندھی ہوئی پیش کیا گیا مختار نے حکم دیا اسکو برچھی سے مار ڈالو محمد بن اشعث قادسیہ کے قریب ایک قریہ مین تھا اسکی گرفتاری کا حکم دیا محمد بن اشعث یہ سنکر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا مختار نے اسکے مکان کو گروا دیا اور بقیہ لوگون کی گرفتاری کا حکم دیا جو شریک واقعہ کربلا اور قتل امام حسین ؑ سے متہم تھے یہ لوگ اِس خبر سے مطلع ہو کر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے اُن کے مکانات منہدم کرا دیے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسین ؓ سے قصاص لینے کا خیال اِس وجہ پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری ایک مرتبہ محمد بن حنفیہ کی خدمت مین حاضر ہوئے محمد بن حنفیہ نے بر سبیل تذکرہ فرمایا مختار کا یہ خیال ہے اور وہ اِس امر کا مدعی ہے کہ وہ ہمارا ہوا خواہ ہے حالانکہ اُس کے پاس قاتلین حسین ؓ کرسیون پر بیٹھے ہوئے گپ مارا کرتے ہین مختار کے کان تک یہ خبر پہونچی تو اُسنے قاتلین حسین ؓ کی قتل کی قسم کھالی اور اسی وقت سے اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر قتل کرانے لگا۔

جس وقت مختار کو آخر سنہ ۶۶ھ مین مہم کوفہ سے فراغت حاصل ہوگئی تو اُس نے ابراہیم بن اشتر کو جنگ عبید اللہ بن زیاد کے لیے روانہ کیا اور اپنے نامی نامی مصاحبین اور نامور نامور شہسوارون جنگ آورون کو مع اُس کرسی کے اسکے ہمراہ کر دیا جس سے وہ مدد طلب کرتا تھا یہ ایک کرسی سونے سے منڈھی ہوئی تھی اپنے گروہ والون سے اسنے کہہ رکھا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل مین تابوت سکینہ تھا ویسا ہی تم مین یہ کرسی ہے

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کرسی امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب کی تھی جسکو مختار نے طفیل بن جدہ بن ہبیرہ سے لیا تھا جو ام ہانی بنت ابی طالب یعنی ہمشیرہ علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا بعض کہتے ہین کہ یہ کرسی طفیل ایک روغن فروش کی دوکان سے اٹھا لایا تھا امیرالمؤمنین کی نہ تھی ابراہیم بن اشتر کوفے سے روانہ ہوکر عراق کو چھوڑتا ہوا سرزمین موصل مین پہونچا جسپر ابن زیاد نے اس سے پیشتر قبضہ کر لیا تھا لڑائی ہوئی میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابن زیاد کی فوج شکست کھا گئی ابن زیاد مارا گیا سر کاٹ کر نعش کو جلا دیا گیا اس واقعہ مین شرحبیل بن ذی الکلاع حمیری بھی مارا گیا جو سوداران شام کا سپہ سالار تھا۔ مفتاح النجا مین لکھا ہے کہ واقعہ مختار مین ملک شام کے ستر ہزار آدمی کام آئے مختار نے تین ہزار آدمیون کا ایک لشکر بظاہر ابن زبیر کی اعانت کے نام سے مدینے کی طرف روانہ کیا مگر ابن زبیر کے خیالات مختار کی طرف سے بدل گئے تھے اس لیے اس فوج کو راستے مین برباد کرا دیا اس واقعہ سے مختار کو ابن حنفیہ اور ابن زبیر کے لڑا دینے کا موقع مل گیا فوراً ایک شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا یہ مضمون تھا مین نے ایک لشکر آپ کی فرمانبرداری اور دشمنان اہل بیت کے ذلیل کرنے کو روانہ کیا تھا ابن زبیر نے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیے ہین اگر آپ اجازت دیجیے تو مین ایک لشکر مدینے کی طرف روانہ کرون مگر ملکہ آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیجدیجیے تاکہ لوگون کو یہ معلوم ہو جائے کہ مین آپکا مطیع ہون محمد بن حنفیہ نے جواباً لکھا مین تمھارا قصد تمھاری حق شناسی کو جانتا ہون میرے نزدیک محبوب ترین امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے پس تم حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانون کی خونریزی سے محترز رہو اگر میرا قصد لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس لوگ بہت جلد مجتمع ہو جاتے میرے معین و مددگار بکثرت ہین لیکن مین نے ان کو معزول کر رکھا ہے اور مین صبر و شکر کر رہا ہون تا آنکہ اللہ جل شانہ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیرالحاکمین ہے۔

شرفائے کوفہ جنھون نے مختار کے خوف سے جلا وطنی اختیار کر لی تھی رفتہ رفتہ مصعب برادر

ملہ مفتاح النجا کے خاتمہ میں جسکا نام مولف نے نزل الابرار فی فضائل الائمۃ الاطہار رکھا ہے مذکور ہے وتمزق فی تلک الواقعۃ اکثر [illegible] سنہ [illegible] ھ

عبداللہ بن زبیر والی بصرہ سے آملے جو امام حسینؓ کے داماد اور بی بی سکینہ دختر امام شہید
کے شوہر تھے شبث بن ربعی واغوثاہ واغوثاہ چلاتا ہوا بعدہ محمد بن اشعث آیا اور
مختار پر حملہ کرنے کی تحریک کی مصعب نے مہلب بن ابی صفرہ کو جو عبداللہ بن زبیر کی
طرف سے فارس کا گورنر تھا بلا بھیجا وہ ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال
واسباب لیکر بصرہ مین داخل ہوا مختار کو مصعب کی چڑھائی کی خبر لگی تو اُس نے اپنے
ہمراہیون کو لڑائی کی ترغیب دیکر ایک چھوٹا سا لشکر احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا
مقام مذار مین فریقین نے صف آرائی کی مہلب نے ایسے سخت سخت حملے کیے کہ مختار
کی سپاہ وسوارون کو شکست فاش ہوئی مصعب نے جلاد کو حکم دیدیا کہ جس قدر لوگ
قید کیے جائین قتل کرڈالے جائین محمد بن اشعث نے سواران اہل کوفہ کو لیکر منہزم
گروہ کا تعاقب کیا جس کو پایا قتل کرڈالا مصعب نے ندیا لی کے بعد کوفہ کا رخ کیا جب
مختار کو اسکی اطلاع ہوئی کہ ابن شمیط کو سخت ہزیمت ہوئی اور اُسکے تقریباً کل ہمراہی
معرکۂ جنگ مین کام آگئے اور یہ کہ مصعب برابر بڑھتے چلے آتے ہین تو وہ بقصد مقابلہ
کوفے سے نکلا مختار نے حروراء مین قیام کردیا اِس عرصے مین مہلب بھی آپہونچے اور
لڑائی شروع ہوئی تمام رات لڑائی ہوتی رہی چارون طرف ایک شور قیامت برپا تھا
صبح ہونے سے تھوڑا پہلے مختار کے ہمراہی آنکھین بچا بچا کر علیحدہ ہونے لگے مختار یہ
رنگ دیکھکر قصر امارت مین جا چھپا مصعب نے قصر امارت کا محاصرہ کرکے رسد وغلہ بند کردیا
اور یہانتک انتظام کیا کہ مختار اور اُسکے ہمراہیون کا شدت تشنگی سے حال ابتر ہوچلا
پانی مین شہد ملاکر پینے لگے جب اِس سے بھی سیری نہ ہوئی تو مختار نے اپنے ہمراہیون سے
امن حاصل کرنے کو کہا کسی نے کچھ خیال نہ کیا تب مختار نے بالون مین تیل ڈالا عطر
لگایا اور تقریباً بیس آدمیون کو جن مین سائب بن مالک اشعری بھی تھا لیکر قصر امارت
سے نکل کھڑا ہوا سائب ملامت کرنے لگا مختار نے کہا تف ہو تجھپر اے احمق مین نے
دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کرلیا اور نجدہ نے یمامہ پر اور ابن مروان نے شام پر
اور مین بھی انھین لوگون کی طرح تھا لیکن مین جبکہ عرب اس سے غافل ہوگیا تھا

اہلِ بیت کے خون کا بدلہ لینے کا طالب ہوگیا اگر تیری یہ نیت نہ ہو تو اپنے بازو پر اڑا سائب یہ سنکر خاموش ہوگیا اور مختار آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی بالآخر طرفہ وطراف پسران عبداللہ بن دجاجہ حنیفی کے ہاتھ اسکی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ مختار کے مارے جانے کے بعد اہلِ قصر نے مصعب کے پاس پیام بھیجا اور مصعب کے کہنے سے دروازہ کھولدیا مہلب نے اِن کے قتل کرنے سے منع کیا مگر خرفاے کوفہ نے اس سے اختلاف کیا پس مصعب نے باتفاق راے اِن لوگون کے سب کو قتل کرا دیا بعد اِس کے مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبید ثقفی کی ہتیلیان کاٹ کر دروازۂ مسجد پر لٹکا دی گئین جن کو حجاج نے اپنے زمانۂ حکومت مین اُتروایا۔

جلد دوم عقد الفرید مطبوعۂ مصر کے صفحۂ ۳۱۹ مین مرقوم ہے کہ مختار جس وقت قاتلین حسینؑ اور خرفا کو نیست ونابود کر چکا تو اسنے اور سلحاے امت کے استیصال کی فکر کی لوگون پر اِسکا قصد اور خبث نفس ظاہر ہوگیا اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جبرئیلؑ مین وحی لیکر آتے ہین اور طبقات دول اسلام مین ذہبی کہتے ہین کہ مختار کہتا تھا مجھے علم غیب ہے اور اللہ پاک کے لیے دو ہاتھ ثابت کرتا تھا اور نزل الابرار مین لکھا ہے کہ مختار کہتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ مین حلول کیا ہے [له]۔

ترمذی نے عبداللہ بن عمرؓ سے جو روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہی فی ثقیف کذاب و مبیر یعنی قوم بنی ثقیف مین ایک جھوٹا اور ایک مفسد پیدا ہوگا اِسی طرح ابو نوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے مسلم نے جو روایت کی ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو سولی دی تو اسما اُن کی والدہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے ہم سے بیان کیا تھا ان فی ثقیف کذابا و مبیرا سو علما کذاب کو اِسی مختار پر اور مبیر کو حجاج بن یوسف پر حمل کرتے ہین۔ مختار اگرچہ صاحب علم وفضل تھا مگر صحابی نہ تھا ہان اسکا باپ جلیل القدر صحابیون مین سے تھا اور اول اول مختار اہلِ بیت سے نہایت دشمنی رکھتا تھا یہانتک کہ اُن کی عداوت مین مشہور تھا اور بعد از شہادت امام حسینؑ اظہار محبت کیا اور یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تھا چنانچہ ملل ونحل مین شہرستانی

[له] نزل الابرار کی عبارت ہے [illegible]

کہتا ہے کہ مختار پہلے خارجی تھا پھر زبیری بنا پھر شیعی اور کیسانی ہوگیا قصۂ مختصر مختار اور اُس کے متبعین جناب امیر کے بعد بلا فاصلہ محمد بن حنفیہ کو امام اور مہدی جانتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ مختاریہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی امامت کے بھی مقر تھے اور کہتے تھے کہ امام حسینؓ کے بعد کار امامت محمد بن حنفیہ سے متعلق ہوگیا ہے مختاریہ وہی لوگ تھے جنھیں کیسانیہ کہتے تھے مختار نے اُنکا نام مختاریہ مقرر کردیا تھا جبکہ مختار مارا گیا اور لوگ اُس کے افعال واقوال پر نکتہ چینی کرنے لگے تو مختاریہ نے دو بارہ اپنے کو کیسانیہ مشہور کردیا۔

جب محمد بن حنفیہ نے انتقال کیا تو کیسانیہ امامت میں مختلف ہوگئے بعض نے کہا ابو ہاشم عبد اللہ ابن محمد بن حنفیہ کی طرف امامت منتقل ہوگئی۔ تاریخ فرشتہ میں جہانکشا سے نقل کیا کہ کیسانیہ کی رائے وعقیدہ یہ ہے کہ اسمٰعیل بن جعفر صادق اپنے باپ کے بعد زندہ تھے اور وہ اپنے باپ کے بعد امام تھے نہ موسیٰ کاظم اور اسمٰعیل کے بعد اُن کے بیٹے محمد کو امامت پہونچی اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں کچھ کیسانیہ اسماعیلیہ بھی ہوگئے تھے۔

تیسرے کریبیہ ابو کریب ضریر کے اصحاب ہیں یہ لوگ حضرت علی مرتضیٰ کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام جانتے ہیں اسلیے کہ اُنھوں نے نشان لشکر بصرہ میں انکو دیا تھا اِس امر کو محمد بن حنفیہ کی امامت پر نص مانتے ہیں اور اِنکا زعم یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ زندہ ہیں مرے نہیں مدینے کے پاس کوہ رضوی کے ایک درے میں اپنے چالیس اصحاب کے ساتھ مخفی ہیں اور اُنکے پاس دو چشمے قدرت سے شہد و پانی کے جاری ہوگئے ہیں امام منتظر و مہدی موعود وہی ہیں جب وہ ظہور کرینگے تو سارا عالم عدل سے بھر جائے گا کثیر شاعر کہ اُنکا ایک شیعہ ہے کہتا ہے۔

الا ان الائمة من قریش	ولاة الامر اربعة سواء
یعنی خبردار ہو کہ امام قریش میں سے چاہیے	اور حاکم دین اسلام کے چار ہیں پورے پورے
فسبطٌ سبط ایمان و بر	وسبط غیّبته کربلاء
پس اُن میں سے ایک حضرت حسنؓ ہیں جو کامل دین و نیکی کے فرزند تھے	اور دوسرے حضرت حسینؓ ہیں جنکو کربلا نے غائب کیا ہے

وسبط لا یذوق الموت حتی	یقود الخیل یقدمہ اللواء
اور تیسرے محمد بن حنفیہ ہیں جو نہیں مرینگے یہانتک کہ	سردار ہونگے لشکر کے انکے آگے آگے جھنڈا ہوگا
یغیب فلا یریٰ فیھم زمانا	برضوی عندہ عسل وماء
غائب ہو جائینگے پس نہیں دیکھے جائینگے لوگوں میں ایک زمانہ تک	کوہ رضوی میں انکے پاس شہد اور پانی کے چشمے ہونگے

بعض کہتے ہین کہ یہ شعر اسمٰعیل بن محمد حمیری کے ہین جسکا لقب سید ہے کہ وہ پہلے کیسانی تھا پھر اس عقیدے کو ترک کرکے دین جعفر مین آگیا اور ایک قصیدہ اپنی توبہ اور انابت کے باب مین لکھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎

تجعفرت باسم اللہ واللہ اکبر	وایقنت ان اللہ یعفو ویغفر

اور یہ لوگ اکثر جمعہ کی راتون کو اس پہاڑ مین جمع ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔

شیعون مین سے پہلے جو شخص صاحب الزمان کے مخفی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ یہی ابو کریب ہے کہ کہتا تھا امام دشمنون کے خوف سے چھپ گئے ہین پھر ایک مدت کے بعد ظاہر ہونگے اور زمین کو عدل سے بھر دینگے اور یہ بات پھر شیعون مین خوب رائج ہو گئی اور جو امام جن شیعون کی مرضی کے موافق تھا وہ اسی کو صاحب الزمان جانکر دشمنون کے خوف سے اُسکے غائب ہو جانے کے قائل ہو گئے۔

چوتھے اسحاقیہ یہ لوگ اسحاق بن عمر کی طرف منسوب ہین یہ محمد بن حنفیہ کی موت کے قائل ہین اور انکا عقیدہ یہ تھا کہ امامت نے محمد بن حنفیہ کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کی طرف انتقال کیا ابو ہاشم کے بعد اُنکی اولاد مین امامت کو منتقل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرتا گیا تھا مستفاد از تحفۂ اثنا عشری۔

پانچوین ہاشمیہ شہرستانی نے ملل ونحل مین کہا ہے کہ جو لوگ محمد بن حنفیہ کے بعد امامت کو اُن کے بیٹے ابو ہاشم مین مانتے ہین اُنکا نام ہاشمیہ ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ ابو ہاشم عبداللہ کو محمد بن حنفیہ سے اسرار علوم پہونچے تھے اور اُنکو نفسون بر آفاق کے مطابق کرنے کے طریقے اور تنزیل کی تاویل اور ظاہر کو باطن سے ملانے کے

حالات معلوم ہوئے تھے ان کے نزدیک ہر ظاہر کے لئے باطن ہے اور ہر شخص کے لئے روح ہے اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے اور جو مثال اِس عالم مین موجود ہے اُسکے لئے اُس عالم مین حقیقت موجود ہے اور جسقدر حکمتین اور اسرار آفاق مین منتشر ہین وہ سب ایک شخص انسانی مین موجود ہین اور وہ وہ علم ہے جو علی علیہ السّلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بتلایا تھا اور اُنھون نے وہ اسرار اپنے بیٹے ابو ہاشم کو سکھائے اور جس شخص مین یہ تمام مجتمع ہوں وہ امام برحق ہے اور بعد انتقال ابو ہاشم کے ہاشمیہ مین اختلاف پیدا ہوکر پانچ فرقے ہوگئے **ایک** فرقہ کہتا ہے کہ ابو ہاشم جب ملک شام مین سلیمان بن عبد الملک کے پاس گئے اور اُسنے اُنکو دودھ مین زہر دلوایا اور یہ قریب المرگ ہوگئے تو حمیمہ (بضم حاے حطی) کو کہ ارض شراط (بہ شین معجمہ ضلع بلقا ملک شام مین ایک مقام کا نام ہے محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس چلے گئے امامت کے لیے اُن کے حق مین وصیت کی تھی اور اس گھرانے مین امامت ابو العباس سفاح تک جاری رہی یہ لوگ کہتے ہین کہ خاندان عباس خلافت کے لئے اور سب سے زیادہ مستحق ہے کیونکہ نسب مین رسول علیہ السّلام کے ساتھ اتصال رکھتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عباس رضی اللہ عنہ وراثت کے لئے اولے تھے **دوسرے** فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم کے بعد امامت اُنکے بھتیجے حسن بن علی بن محمد بن حنفیہ کو پہونچی **تیسرے** فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم نے اپنے بھائی علی بن محمد بن حنفیہ کے لیے وصیت کی تھی انکی راے یہ ہے کہ امامت محمد بن حنفیہ کے گھرانے سے غیر لوگون کی طرف نہین آئی **چوتھے** فرقے نے یہ کہا کہ ابو ہاشم نے عبد اللہ بن حرب کندی کے لیے امامت کی وصیت کی تھی اور امامت بنی ہاشم سے نکلکر عبد اللہ کو پہونچی **پانچوین** وہ لوگ ہین جنھون نے عبد اللہ بن حرب کندی مین بد دیانتی اور کذب و خباثت پاکر اُس سے قطع تعلق کیا اور کہنے لگے کہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب امام ہین۔ اصحاب عبد اللہ بن معاویہ اور اصحاب محمد بن علی کے درمیان معاملہ امامت مین

بڑا اختلاف ہے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے کہ ابو ہاشم نے ہمارے مقتدا کے حق مین وصیت کی تھی اب ہم دونون عبداللہ اور محمد بن علی کے فرقون کے حالات علٰحدہ علٰحدہ بیان کرتے ہین۔

چوتھے حربیہ جو کندیہ کے لقب سے بھی ملقب ہین یہ لوگ عبداللہ بن حرب کندی کے پیرو ہین جو ہاشمیہ مین سے ایک سرگروہ تھا اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے بعد عبداللہ بن حرب کو امام جانتے ہین کہتے ہین کہ اُسکی امامت کے لیے ابو ہاشم نے وصیت کردی تھی اور ابو ہاشم کی روح نے عبداللہ مین حلول کیا ہے یہ عبداللہ صاحب علم و دیانت نہ تھا اس کا یہ مذہب ہے کہ روحین ایک شخص سے دوسرے شخص مین تناسخ کرتی ہین اور روح کو ثواب و عذاب اِسی تناسخ اور تبدیل ابدان کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی روح نے مجھ مین حلول کیا ہے اور الوہیت اور نبوت کا مدعی تھا اور کہتا تھا مجھے علم غیب ہے اُس کے شیعہ اُس کی عبادت کرتے تھے اور قیامت کا انکار کرتے تھے کہتے تھے کہ تناسخ دنیا مین ہوتا ہے اور ثواب و عذاب انھین اشخاص مین ہوتا رہتا ہے اور قرآن مین جو آیا ہے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اُنپر گناہ نہین جو پہلے کھا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر ڈرے اور ایمان لائے پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والون کو اس آیت مین عبداللہ یون تاویل کرتا تھا کہ جو شخص امام تک پہونچ گیا اور اُسے پہچان لیا اُس سے تمام شرعی احکام اور حرج ساقط ہوجاتے ہین جو کچھ چاہے کھائے اُسپر کوئی گناہ نہین وہ کامل ہے اور مقصد اعلیٰ کو پہونچ گیا ہے

شہرستانی کہتا ہے کہ اس گمراہی سے مذہب خرمیہ اور مزدکیہ عراق مین پیدا ہوا
جب عبداللہ نے خراسان مین انتقال کیا تو اُسکے بعض اصحاب کہنے لگے وہ ابھی نہین
مرا ہے زندہ ہے رجوع کرے گا اور کچھ لوگ کہنے لگے کہ مرگیا اُسکی روح نے اسحاق
بن زید بن حارث انصاری مین حلول کیا ہے یہ لوگ حارثیہ کہلاتے تھے
حارثیہ کہتے ہین کہ آرام سے زندگی بسر کرنا چاہیئے کسی پر کوئی تکلیف نہین اُنھون نے
تمام محرمات کو مباح قرار دیدیا ہے۔

ساتوین طیاریہ غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ طیاریہ عبداللہ بن معاویہ بن
عبداللہ بن جعفر طیار کی طرف منسوب ہین شفاء قاضی عیاض مین اس کی جگہ
طیارہ بھی لکھا ہے انکا عقیدہ یہ تھا کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ نے عبداللہ بن معاویہ

بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کے لیے امامت کی وصیت کر دی تھی
اسلیے بعد ابو ہاشم کے عبداللہ امام ہین ان عبداللہ کی بیعت خلافت کوفے مین
کی گئی تھی لیکن عبداللہ بن عمر بن عبد العزیز کے غالب ہوجانے سے مدا ین
چلے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے اکثر اہل کوفہ وغیرہ شیعان علی بھی چلے آئے تھے
پس انھون نے جبال کا رخ کیا اور اُسپر قبضہ حاصل کر کے حلوان قومس اصفہان
وورسے پر بھی قابض اور متصرف ہو گئے اور اصفہان مین قیام کر دیا۔ جب یزید بن
عمر بن ہبیرہ والی عراق ہو کے آیا تو اُسنے عبداللہ بن معاویہ کو ہزیمت دی عبداللہ
بن معاویہ نے خراسان مین جا کے دم لیا۔ منجملہ اُن لوگون کے جو عبداللہ بن
معاویہ کے ہمراہیون مین سے گرفتار کیے گئے تھے عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن
عباس بھی تھے حرث بن قطن ہلالی کی سفارش سے وہ رہا ہو گئے رہائی کے
بعد اُنھون نے عبداللہ بن معاویہ کے معائب بیان کیے اور اُن کے ہمراہیون کو
خلاف وضع فطرت افعال کرنے سے متہم کیا آخر کار عبداللہ بن معاویہ نے بامید
امداد ابو مسلم خراسان کا راستہ اختیار کیا جسکے حکم سے ابو نصر مالک بن ہثیم خزاعی
والی ہرات نے اُن کو مار ڈالا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو باوجودیکہ ابو مسلم
لوگون کو حمایت آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتا تھا ابو نصر
مالک نے عبداللہ بن معاویہ سے نسب دریافت کیا تھا تو اُنھون نے جتایا مالک نے
کہا عبداللہ وجعفر کو تو مین جانتا ہون لیکن معاویہ کو مین نہین جانتا کہ اُن
بزرگون مین سے کسی کا نام رہا ہو عبداللہ بن معاویہ نے جواب دیا میرے دادا
عبداللہ بن جعفر جن دنون شام مین معاویہ کے پاس تھے میرے باپ پیدا ہوے
معاویہ نے ایک لاکھ درم اِس تقریب سعید مین بھیجدے مگر شرط یہ کی کہ مولود کو
میرے نام سے موسوم کرو مالک بولا چونکہ تم لوگون نے اسماے خبیثہ کو نہایت ذلیل
و کم قیمت بر خرید کیا ہے لہذا تمھارا کوئی حق ہمپر نہین۔

آٹھوین حشانیہ کتاب دوم ناسخ التواریخ کی جلد سوم کے صفحہ ۲۰۷ مین لکھا ہے

کہ جماعت کیسانیہ مین سے ایک فرقہ کو حسانیہ کہتے ہین یہ حسان سراج کے اصحاب ہین ان کا قول یہ ہے کہ امام چار ہین امیرالمؤمنین علی اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ امام ہین اور چوتھے محمد بن حنفیہ ہین۔

نوین عباسیہ یہ لوگ کہتے ہین کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ کے بعد امامت حضرت علی بن ابی طالب کے گھرانے سے نکل گئی اور اولاد عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہوگئی اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہین کہ جبکہ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس سے شام سے آتے ہوے حمیمہ (مضافات بلقار) مین محمد بن عبداللہ بن عباس کے پاس ٹھہرے اور رہین جان بحق تسلیم کی تو بوقت وفات خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے چونکہ اس سے پیشتر ابو ہاشم نے شیعون کو جو عراق اور خراسان مین تھے اس امر سے مطلع کردیا تھا کہ عنقریب امامت وخلافت محمد بن علی کی اولاد مین منتقل ہونے والی ہے اس وجہ سے ابو ہاشم کی وفات کے بعد انکے ہوا خواہون نے محمد بن علی کی خدمت مین حاضر ہو کے خفیہ طور سے اُن کی بیعت کر لی اور اُنھون نے بھی عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز مین اپنے دعاۃ کو اطراف وجوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیجدیا از انجملہ میسرہ عراق کی جانب محمد بن خنیس۔ ابو عکرمہ السراج (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار (ابراہیم بن سلمہ کا ماموں) خراسان کی جانب بھیجے گئے چنانچہ یہ لوگ خراسان پہونچ کے در پردہ لوگون کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے اس خراسان نے عام طور سے بطیب خاطر ان کی دعوت قبول کر لی بعد چند دنون کے محمد بن خنیس وغیرہ ان لوگون کے خطوط لیکر میسرہ کے پاس آئے جنھون نے ان کی دعوت قبول کی تھی اور میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس بھیجدیا اس کے بعد ابو محمد صادق نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لیے بارہ نقیب منتخب کئے دعاۃ بنی عباس نقبا کہلاتے ہین جنکے یہ اسما تھے سلیمان بن کثیر خزاعی۔ لاہز بن قریظ تمیمی۔ قحطبہ بن شبیب طائی۔

موسیٰ بن کعب تمیمی۔ خالد بن ابراہیم۔ قاسم بن مجاشع تمیمی۔ ابوالنجم عمران بن اسمٰعیل (ابومعیط کا آزاد غلام) مالک بن ہیثم خزاعی۔ طلحہ بن زریق خزاعی۔ ابوحمزہ بن عمر بن اعین (خزاعہ کا آزاد غلام) ابوعلی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کا آزاد غلام) عیسیٰ بن اعین۔ اور اِن کے بعد ستر آدمیوں کو دعوت دینے کے لئے انتخاب کیا محمد بن علی نے ایک ہدایت آموز خط ان لوگوں کو لکھ کے مرحمت کیا تاکہ اسکے مطابق لوگوں کو دعوت دیں اور عمل درآمد کریں ایک مدت تک یہی معمول رہا بعد ازاں سنہ ۱۰۲ ہجری زمانۂ گورنری سعید خذینہ وعہد خلافت یزید بن عبدالملک مین میسرہ نے اپنے ایلچیون کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا اتفاق سے یہ راز طشت از بام ہوگیا سعید خذینہ نے میسرہ کے ایلچیون کو گرفتار کرالیا عندالاستفسار ایلچیون نے اپنے کو سوداگر ظاہر کیا ربیعہ اور یمن کے چند لوگون نے انکی ضامنی کرلی رہا کردئے گئے سنہ ۱۰۴ مین محمد بن علی کا بیٹا عبداللہ سفاح پیدا ہوا اسی زمانے مین ابو محمد صادق دعاۃ خراسان کے ایک گروہ کو لئے ہوئے محمد بن علی سے ملنے کو آگیا محمد بن علی نے عبداللہ سفاح کو باہر نکال کے ابومحمد صادق وغیرہ کو دکھلا کے کہا کہ اسکے ہاتھ پاؤن چومون یہی تمھارا سردار ہوگا اِسی کے ہاتھ سے یہ کام انجام پذیر ہوگا اِسوقت عبداللہ سفاح کی عمر پندرہ دن کی تھی۔ پھر اِس دعوت مین بکیر بن ماہان بھی سندھ سے آکے شریک ہوگیا یہ جنید کے ساتھ سندھ مین تھا جب جنید معزول کیا گیا تو بکیر کوفے مین چلا آیا ابوعکرمہ ابومحمد صادق محمد بن خنیس اور عمار عبادی (ولید ازرق کے ماموں) سے ملاقات ہوئی اِن لوگون نے بنو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا بکیر نے بطیب خاطر منظور کرلیا یہ واقعہ اواخر سنہ ۱۰۵ھ کا ہے بعد اسکے سنہ ۱۰۷ زمانہ گورنری اسد قسری وعہد خلافت ہشام مین بکیر نے ابوعکرمہ ابومحمد صادق محمد بن خنیس عمار عبادی اور زیاد کو مع چند دیگر شیعون کے خراسان کی طرف خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے کو روانہ کیا کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہونچا دی اسد نے جن جن کو ان مین سے پایا ان کے ہاتھ کٹوا کے صلیب دیدی عمار بھاگ کے بکیر کے پاس چلا آیا بعض کا بیان ہے

کر پہلا جو شخص محمد بن علی کی جانب سے وارد خراسان ہوا وہ ابو محمد زیاد (ہمدان کا آزاد غلام) تھا اسکو سنہ ۱۰۹ھ زمانۂ گورنری اسد عہد خلافت ہشام مین محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ یمن مین قیام کرنا مضر سے بہ نرمی و ملاطفت پیش آنا اور غالب نیشاپوری سے جو کہ بنو فاطمہ کا ہوا خواہ ہے احتراز کرنا پس زیاد نے سردی کا موسم مرو مین بسر کیا شیعان علی اُسکے پاس آتے جاتے رہے اتفاق سے اسد کو اسکی اطلاع ہو گئی فورًا زیاد کو گرفتار کرا کے مع اور دس آدمیون کے جو کہ کوفے کے رہنے والے تھے قتل کر ڈالا۔ اسکے بعد خراسان مین کوفے کا ایک شخص کثیر نامی آیا اور ابو نجم کے مکان پر مقیم ہوا دو یا تین برس تک دعوت دیتا رہا اسد بن عبداللہ نے سنہ ۱۱۷ھ اپنے دوبارہ گورنری کے زمانے مین سلیمان بن کثیر۔ مالک بن ہیثم موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کو گرفتار کرا کے تین تین سو کوڑے پٹوا کے قید کر دیا سنہ ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن زید کو ہوا خواہان بنو عباس کا سردار بنا کے خراسان کی جانب روانہ کیا مرو مین پہونچ کے اسنے اپنے کو خراش کے نام سے موسوم کیا جب لوگ اسکے مطیع ہو چلے تو خرمیہ کی تعلیم دینے لگا۔ عورتون کو مباح کر دیا صوم و صلوٰۃ اور حج کی تاویل کر کے کہنے لگا کہ صوم کے معنے یہ ہین کہ ذکر امام کا روزہ رکھو اور اُسکا نام کبھی بھولکر بھی زبان پر نہ لاؤ اور صلوٰۃ کے معنے یہ ہین کہ اُم سکے۔ لیے دعا کرو حج یہ ہے کہ اُسکی طرف قصد کرو خراش ایک نصرانی کوفے مین تھا مالک بن ہیثم اور حریش بن سلیم نے اس کی باتون پر عمل کیا۔ اسد کو اسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے عمار بن زید یعنی صنوعی خراش کو گرفتار کرا کے صلیب دیدی محمد بن علی تک یہ خبر پہونچی تو اُنھون نے اہل خراسان سے خط و کتابت بند کر دی اس لیے کہ اِن لوگون نے خراش کی تقلید کر لی تھی سنہ ۱۲۰ھ مین اہلِ خراسان کی طرف سے سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور عفو تقصیر کرانے کی غرض سے محمد بن علی کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے ایک خط اہلِ خراسان کے نام لکھکر اُس کے حوالے کیا جسمین سوا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اور کچھ نہ تھا اہلِ خراسان یہ دیکھ کے سخت رنجیدہ ہوئے

اور انھون نے یہ سمجھ لیا کہ خراش کے کرتوتون کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہوگئے ابن سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو ایک خط دیکے روانہ کیا جس مین خراش کی مذمت اور برائیان تھین اہل خراسان نے باور نکیا بکیر مجبور ہو کے محمد بن علی کے پاس چلا آیا تب اُنھون نے چند عصا مرحمت فرما کے دوبارہ بھیجا بعض پر لوہا بعض پر تانبا لگا ہوا تھا بکیر نے سبھون کو مجتمع کر کے ہر ایک کو ایک عصا دیا ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اس سے یقین ہوگیا اپنے کیے پر پشیمان ہوئے توبہ کی سنہ ۱۲۴ھ کا جون ہی دور شروع ہوا محمد بن علی داعی اجل کو لبیک کہہ کے راہی ملک جاودانی ہوے مرتے وقت اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا جانشین بنا گئے اور دعاۃ کو اُن کی تقلید کی وصیت کر گئے اسی وجہ سے ہوا خواہان دولت عباسیہ انکو امام کہا کرتے تھے بکیر بن ماہان محمد بن علی کی خبر موت اور امام ابراہیم کی ہدایتین ودعا لے کے خراسان کی طرف روانہ ہوا مرو مین پہونچ کے قیام کر دیا شیعان علی ونقبا مجتمع کر کے امام ابراہیم کی ہدایتین سنائین سبھون نے بسروچشم قبول ومنظور کیا اور جو کچھ ان لوگون کے پاس زر نقد جمع ہوگیا تھا سب کا سب بکیر کے حوالے کر دیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت مین لا کے پیش کر دیا ان واقعات کے بعد اسی سنہ ۱۲۴ھ مین ابراہیم امام نے اپنی طرف سے اُن لوگون کے پاس جو خراسان مین دعوت دیتے تھے ابومسلم کو سند ولایت عنایت کر کے روانہ کیا تاکہ لوگون مین اُن کے احکام قائم رکھے اور اُن کی ہدایات کو جاری کرے ۔

خلفاے عباسیہ کی سلطنت کا بانی یہی ابومسلم ہے اسی کی بدولت عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تھی مروان حمار کے عہد مین قوت پکڑ گئی اور اس شخص نے تمام ملک مین سازشون کا جال پھیلا دیا اور مروانی حکومت کی جڑ ہلا دی امام ابراہیم نے ابومسلم کے پاس دو رایت بھیجے جن مین سے ایک کا نام الظل تھا اور دوسرے کا نام السحاب تھا لڑائی مین یہ اپنے ہم خیالون کو سیاہ کپڑے پہناتے تھے اور علمون کے پھریرے سیاہ رکھتے تھے پھر بنی عباس نے

اپنے علم کے پھریرے کا رنگ سیاہ رکھا اسی وجہ سے انکو مسودہ کہنے لگے تھے اِس لفظ مین میم مضموم اور سین مہملہ مفتوح اور واو مشدد مکسور اور دال مفتوح ہے انتہا یہ تھی کہ ان علمون کو اپنے ممبرون پر بھی نصب کرتے تھے اور عباسیون نے سیاہ لباس پہننا اختیار کیا اور یہ رسم ابو جعفر منصور عباسیون کے دوسرے خلیفہ کے وقت سے جاری ہوا تھا ایک بار ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر خزاعی کو قریہ سفیدنج مین عید الفطر کا دن آ گیا سلیمان نے نماز پڑھائی لشکرگاہ مین ممبر تھا اُسپر چڑھ کے خطبہ دیا خطبے کے پہلے نماز بلا اذان و اقامت پڑھی اور پہلی رکعت مین چھ تکبیرین کہین دوسری مین پانچ برعکس اسکے کہ بنی امیہ کرتے تھے کہ انکا دستور تھا کہ خطبہ نماز کے قبل پڑھتے اور نماز کو اذان و اقامت کے ساتھ ادا کرتے تھے پہلی رکعت مین چار تکبیرین کہتے تھے اور دوسری مین تین اور یہ کل وہ امور تھے کہ امام ابراہیم اور اُن کے باپ نے اسکی ہدایت کی تھی۔ ایک بار امام ابراہیم کا ایک خط جو ابو مسلم کے خط کے جواب مین تھا مروان کے اہلکارون کے ہاتھ پڑ گیا لکھا تھا موقع اور قابو ملنے سے اگر تمنے نصر و کرمانی کا خاتمہ نکر دیا تو سخت نالائقی کی بات ہے اور دیکھو خبردار خراسان پر متصرف ہونے کے بعد خراسان مین کسی عربی زبان بولنے والے کو باقی نرکھنا مروان اِس خط کو پڑھ کے سخت برہم ہوا اور اپنے عامل کو جو بلقا مین تھا لکھ بھیجا کہ حمیمہ جا کے ابراہیم بن محمد کو پابزنجیر میرے پاس بھیجدو چنانچہ عامل بلقا نے ایسا ہی کیا اور مروان نے ابراہیم کو حران مین قید کر دیا چنانچہ انکا وہین انتقال بھی ہوا امام ابراہیم نے خود ہی اپنی موت کی خبر اپنے اہل بیت کو دی تھی اور اِن لوگون کو کوفے چلے جانے کی ہدایت اور اپنے بھائی **ابو العباس سفاح** کے لیے جسکا نام عبداللہ ہے امامت کی وصیت کی تھی پس ابو العباس مع اہل بیت اور بھائیون اور برادرزادون اور بچون وغیرہ کے ماہ صفر مین کوفہ کو چلا گیا ابو سلمہ خلال وزیر آل محمد اور شیعان علی کوفے کے باہر حمام اعین تک استقبال کو آئے ابو سلمہ نے ان لوگون کو ولید بن سعد بنو ہاشم کے آزاد غلام کے مکان پر ٹھہرایا اور کل سپہ سالاران

وشیعان علی سے اس رازکو چالیس راتون تک مخفی رکھا ابوسلمہ نے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے اس امر کی کوشش کی تھی کہ زمام خلافت آل ابی طالب کے سپرد کی جاے لیکن شیعون مین سے ابوجہم نے مخالفت کرکے سمجھایا کہ ابھی اسکا وقت نہین ہے عجلت مکروہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو جمعہ کے دن لشکریان وہواخواہان دولت عباسیہ مسلح ہوکے خالی سواریان لیے ہوے ابوالعباس کی خدمت مین حاضر ہوے اور اُن کو مع اہل بیت کے سوار کراکے دارالامارت مین لے گئے پھر ابوالعباس دارلامارت سے نکل کے مسجد مین آیا اور خطبہ دیا نماز با جماعت پڑھی حاضرین نے بطیب خاطر بیعت کی بیعت لینے کے بعد دوبارہ ممبر کے اوپر کے زینے پر چڑھ گیا اور خطبہ دیا جس مین اپنے کو مستحق خلافت اور وارث ہونا بیان کیا تھا اور لوگون کے وظائف بڑھادے ابوالعباس تپ واعضا شکنی مین مبتلا تھا تکلیف سے بیٹھ گیا اُسکا چچا داؤد اُٹھا اور ممبر کے اوپر کے زینہ پر چڑھ کے بنوامیہ کی مذمت بیان کرتے ہوئے لوگون کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم کی اتباع کی ہدایت کی اور یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ اُنکا دارالامارت ہے جہانسے وہ لوگ کبھی عُلیحدہ نہونگے اور یہ کہ اس ممبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ سوائے امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب اور امیرالمؤمنین عبداللہ بن محمد کے نہین چڑھا اس فقرے کے کہتے وقت سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا اور یہ خلافت وحکومت ہمارے ہی خاندان مین رہیگی یہانتک کہ ہم اسکو عیسیٰ بن مریم کے سپرد کردینگے حالانکہ جب سفاح نے بنی امیہ سے لڑائی شروع کی تھی اور اُنکا ملک لینے کا ارادہ کیا تھا تو اُس وقت اُسکے ظاہر حال سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ اہل بیت پر جو جو ظلم بنی امیہ نے کئے ہین اُنکا بدلہ لینا چاہتا ہے اور پھر سلطنت علویین کو دلوانے کا قصد رکھتا ہے رات کے وقت ابوالعباس دارالامارت سے نکل کے ابوسلمہ کے لشکر مین گیا اور اُسکے ساتھ اُسکے خیمے مین مقیم ہوا مگر دونون کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ کوفہ مین بیعت عامہ لینے کے بعد سفاح نے کوفہ اور سرزمین کوفہ کی نیابت اپنے چچا داؤد کو دی اور

امدادی فوجین بلاد مختلف کی طرف روانہ کین ۱۳۲ھ مین مروان بن محمد مارا گیا اس
مروان کو مروان حمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ مواقع جنگ پر نہایت برداشت
وتحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اسکے مخالفین اسکو جعدی کے لقب سے یاد
کیا کرتے تھے کیونکہ اسنے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور وہ خلق قرآن کا
قائل اور زندقہ کی طرف مائل تھا اسکو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا تھا
بنو عباس نے کامیابی حاصل کرکے بنو امیہ کے قتل پر کمرین باندھ لین بچے بچے کو
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگے ایکبار عبد اللہ بن علی مع اسی یا نوے نفوس
بنی امیہ کے نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دسترخوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا
اتفاقاً شبل بن عبد اللہ (بنو ہاشم کا آزاد غلام) آگیا بنو امیہ کو اس عزت واحترام سے
دیکھ کے فی البدیہہ یہ شعر پڑھے جن مین ہاشمیون کا بدلہ بنو امیہ سے لینے کی ترغیب دی گئی
تھی ان اشعار کے سننے سے عبد اللہ بن علی کی آنکھین غصے سے سرخ ہوگئین خادمون
کو حکم دیا کہ ان جان باختہ بدبختون کو مار مار کر فرش کردو خادمون نے ایسا ہی کیا اور
جب وہ سب بدحواس ہوکے زمین پر لمبے لمبے لیٹ گئے تو انکے اوپر دسترخوان
بچھاکے دوبارہ کھانا چنا گیا عبد اللہ بن علی مع اپنے اور ہمراہیون کے کھانا کھانے لگا
اور ان زخمیون کے کراہنے کی آواز برابر آرہی تھی یہانتک کہ مرگئے بعض نے کہا ہے
کہ یہ واقعہ سفاح کے سامنے گذرا ہے اس واقعہ کے بعد بنی امیہ کے ایک ایک گروہ قتل
کرکے لاشون کو راستون مین پھکوا دیا جسکو مدتون کتے کھاتے رہے بنی امیہ کی
قبرین کھدوائی گئین جن مین راکھ کے مشابہ چیز کے سوا کچھ نہ نکلا معاویہ بن ابی سفیان
کی قبر مین ایک موہوم خط سا نکلا عبد الملک کی قبر سے ایک کھوپڑی برآمد ہوئی اور
کسی کسی قبر مین بعض بعض اعضا بھی ملے مگر ہشام بن عبد الملک کا لاشہ جیون کا تیون
نکلا صرف ناک کی اونچائی جاتی رہی تھی نعش پر کوڑے لگوا کے صلیب پر چڑھایا اور
پھر اسکو جلا کے راکھ کو ہوا مین اڑا دیا۔ اس عام خونریزی سے بنو امیہ کا کوئی متنفس
جانبر نہوا سوائے شیرخوار بچون اور ان لوگون کے جو اندلس کی طرف بھاگ گئے تھے

ان واقعات کے بعد بنو امیہ کے بعض ہواخواہون اور سپہ سالارون نے سفاح پر خروج کیا اور انھون نے سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی رایات دھریرے نصب کیے جو شعار عباسیہ کے خلاف تھا اسلیے ان کو کتب تاریخ عربی مین مبیضہ اور کتب فارسی مین سفید جامگان اور کتب اردو مین سفید پوشان کے لقب سے یاد کرتے ہین۔ غرضکہ ذی الحجہ ۱۳۶ھ مین اپنی حکومت سے چار برس آٹھ مہینے کے بعد ابو العباس سفاح انتقال کر گیا اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی ابو جعفر منصور دوانقی کی خلافت کے لئے وصیت کی تھی فرقہ عباسیہ صرف منصور عباسی ہی تک اس خاندان مین امامت کا قائل ہے مگر جتنے علوی فرقے تھے وہ اس بات کا انکار ہی کرتے رہے کہ خلافت کا حق کسی طرح بنی عباس یا کسی اور کو نہین پہونچ سکتا انکا یہ قول تھا کہ ہرگز ابو ہاشم محمد بن حنفیہ تک خلافت نہین پہونچی نہ تو وصیت کے ذریعہ سے نہ کسی اور طریقے سے جس زمانے مین کہ سفاح نے اپنے خلیفہ ہونے پر عوام الناس سے بیعت لی اسوقت تک اسلامی لشکر کو یہی خیال تھا کہ یہ مسند عظیم علویون ہی کا حق ہے اور وہ مرتبۂ غلو جو نصیریون کو ہے اس سے اجتناب کرتے تھے اس سبب سے جہان سفاح نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کی جڑون کو مضبوط کرون اور اپنی شوکت شاہانہ کو قوی کرون تاکہ کسی طرح میرے بعد امام مہدی تک یہ حق سلطنت میری اولاد کے سوا کسی اور کو نہ ملے وہان اُسکے بھائی ابو جعفر منصور نے خلیفہ بنتے ہی یہ ارادہ کر لیا کہ جہانتک ہوسکے علویون کو تباہ و ذلیل کرون تاکہ ایسا نہو کہ میری سلطنت مین مزاحمت کرین۔

فرقۂ اسماعیلیہ

انکا اعتقاد ہے کہ امام بعد وفات جعفر صادق کے اُن کے پسر کلان حضرت اسماعیل ہین جو اسماعیل الاعرج کر کے معروف ہین اسواسطے کہ امام جعفر نے اُن کی امامت کے لیے کہدیا تھا کہ ان ھذا الامر فی الاکبر ما لم یکن بہ عاھۃ اور سب اولاد امام جعفر مین وہ نجیب بھی ہین اسلیے کہ اُن کی مان جنکا نام فاطمہ ہے حسن بن حسن بن علی

بن ابی طالب کی بیٹی ہین تاریخ فرشتہ مین خواجہ عطاء اللہ ملک جوینی کی جہانکشا سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کو ولی عہد بنایا تھا جب اُنھون نے شراب پی لی تو اُن کو معزول کر کے حضرت موسی کاظم کو ولی عہد بنایا لیکن روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت اسماعیل جنکی کنیت ابو محمد ہی امام جعفر کے سامنے عریعن مین کہ مدینے مین ایک وادی ہے جہان اہل مدینہ کے اونٹ چرتے ہین[1] مرگئے تھے اور وہان سے اُن کی لاش مدینے مین لائی گئی اور سنہ ۱۳۳ ہجری مین بقیع القرقد[2] مین جو مدینے کا ایک قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے اور والد اُن کے بیس برس تک زندہ رہے[3] کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین مذکور ہے کہ اسماعیل امام جعفر صادق کی ساری اولاد مین بڑے تھے اور اُن کے ساتھ امام موصوف کو بیحد محبت تھی اسلیئے اکثر شیعہ کو یہ خیال تھا کہ بعد باپ کے یہی امام ہونگے کیونکہ سب اولاد مین یہ بڑے بھی تھے اور باپ کو انسے محبت بھی زیادہ تھی اور ان کی تکریم بھی کرتے تھے مگر جب وہ اپنے باپ کی حیات مین مقام عریعن مین انتقال کر کے بقیع مین مدفون ہوگئے تو ان شیعہ نے اُن کی امامت کے خیال کو دل سے دفع کر دیا مگر بعض ایسے شیعہ جن کو امام جعفر صادق سے کچھ خصوصیت نہ تھی اور نہ اُنکے راوی تھے بلکہ دور دراز مقامات پر رہا کرتے تھے اُن کو یہی گمان رہا کہ اسماعیل ابھی زندہ ہین۔ جب امام جعفر نے انتقال کیا تو شیعہ کے تین گروہ ہوگئے ایک گروہ نے امام موسیٰ کاظم کی امامت کو مان لیا دوسرے نے جان لیا کہ حضرت اسمعیل زندہ نہین ضرور مر گئے ہین مگر اُن کے فرزند محمد امام ہین اسلیے کہ امامت اُن کے باپ مین تھی اور بیٹا بمقابلے بھائی کے زیادہ حقدار ہے تیسرا گروہ حضرت اسماعیل کی حیات کا مقر رہا پس یہ پچھلے دونون فرقے اسماعیلیہ کہلاتے ہین اور پہلا فرقہ امامیہ مین شمار ہا تاہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امامت اسماعیل کی اولاد مین

قیامت تک نبی رہیگی یہ اسماعیلیہ بھی امام کے بعد موت کے دنیا مین لوٹ آنے کے قائل ہین۔ الکا قول ہے کہ ایک جزو الٰہی نے ائمہ مین حلول کیا ہے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بعد ائمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہین جس طرح آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق تھے یہی عقیدہ فاطمیین کا بلاد مصر مین تھا اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر و مختار نہین ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اسکے بے اختیار موجود ہو جاتی ہے جیسے سورج کے شعاع بے اختیار نکلنے لگتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ صاحب ارادہ ہے بلکہ جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے وہ اسکی ذات کو لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب کو روشنی اور اسماعیلیہ کے نزدیک ائمہ مین عصمت کا ہونا شرط ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے[۱] اور اسماعیلیہ کے نزدیک امام مقرر کرنا اللہ پر واجب ہی اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور وہ اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی شناخت کرائے اور جو باتین اللہ کے حق مین جائز و واجب ہین اور جو اسکے حق مین محال ہین سب کی پہچان بتائے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرمائے کیونکہ ان کے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی معرفت نا ممکن ہے۔ اسماعیلیہ کو بابکیہ بھی کہا کرتے ہین اس وجہ سے کہ بابک نام ایک عجمی آدمی تھا اُسنے جب زمانۂ معتصم باللہ بن ہارون الرشید مین ۲۰۱ھ ہجری مین آذربائجان مین خروج کیا تھا اور اہل اصفہان و ہمدان نے اُسکی متابعت کر لی تھی تو اس فرقے کے بھی بہت سے آدمی اُسکے شریک و معاون ہو گئے تھے اور اُسکو بابک خرم دین کہتے تھے اس لیے کہ اُسنے اس دین کو اختراع کیا تھا تناسخ اور اباحت کا قائل تھا اور اُسکے اصحاب کو خرّمیہ بولتے تھے خرم کے معنے فرح کے ہین اس کا مذہب یہ تھا کہ آدمی اپنی مان بہن بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا مجاز ہے اسی لیے اسنے اپنے دین کا نام خرّم دین یعنی دین فرخ رکھا تھا اور چونکہ محرمات کو حلال کر دیا تھا اسلیے اس کے فرقے کو خرمیہ (حائے حطی کے کسرے اور رائے مہملہ کے شکون سے)

[۱] [illegible]

[illegible]

بھی کہتے ہین۔ بعض نسخون مین اِس لفظ کی جگہ خرمیہ جیم کے فتحہ اور راے مہملہ کے سکون سے آیا ہے۔ خرمیہ مذہب تناسخ کے معتقد تھے کہتے تھے ارواح حیوان سے غیر حیوان کی طرف منتقل ہوتی ہین بابک جاویدان بن سہل رئیس بذ کی صحبت مین رہتا تھا اُسکے انتقال کے بعد بابک نے یہ دعوی کیا کہ جاویدان کی روح مجھ مین داخل ہوئی ہے اور خرمیہ باطنیہ کا بھی ایک لقب ہے[۱] خلیفہ نے حیدر بن کاؤس معروف بہ افشین کو اُس سے جنگ کے لیے مامور کیا جسکی کوشش سے بابک مغلوب ہوکر ۲۲۳ھ مین مارا گیا[۲]۔ اور اسماعیلیہ کا لقب محمرہ بھی ہے اور اِس لقب کی وجہ یا تو یہ ہے کہ اُنھون نے بابک کی صحبت مین سرخ لباس پہننا اختیار کیا تھا یا جو مسلمان اُنسے مخالف تھے مذہب و اعتقاد مین اُنھین حمیرا کہا کرتے تھے[۳]۔ اسماعیلیہ تعلیمیہ بھی کہلاتے ہین وجہ اِسکی یہ ہے کہ اُن کے نزدیک کسی شخص کو اللہ کی معرفت بغیر تعلیم امام کے حاصل نہین ہوسکتی ہر ایک شخص امام کی تعلیم سے اللہ کو پہچانتا ہے[۴] نسیم الریاض شرح شفاے قاضی عیاض مین آیا ہے کہ اسماعیلیہ معطلہ مین سے ہین اور معطلہ وہ لوگ ہین جو الوہیت اور رسالت اور احکام کے منکر ہین اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہین جن مین قدر مشترک یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے حضرت اسماعیل امام ہین۔

ایک مبارکیہ یہ منسوب ہین مبارک کی طرف اور وہ محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا غلام تھا اور خوشنویسی اور نقش و نگار اور دستکاری مین سرآمد روزگار تھا بعد انتقال اسماعیل اور محمد بن اسماعیل کے اُسنے کوفے مین جاکر شیعہ کو مذہب اسماعیلیہ کی ترغیب دی اور اپنے پیرو دن کا نام مبارکیہ رکھا ان کے نزدیک بعد اسماعیل کے محمد بن اسماعیل امام ہین اور محمد کو یہ لوگ خاتم الائمہ جانتے ہین اور کہتے ہین وہی قائم منتظر اور مہدی موعود ہین اِس فرقے کا ظہور [illegible] ہجری مین ہوا

اور بعض اس فرقے کو قرامطہ بھی کہتے ہین اس لئے کہ مبارک کا لقب قرمط تھا اور تحقیق اسکی ہین آگے چلکر بیان کرونگا۔

دوسرا میمونیہ یہ لوگ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی کے تبع ہین مرآت جہان نما بن محمد شفیع کا بیان ہے کہ امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی امام جعفر صادق اور اُن کے بیٹے اسماعیل کی خدمت مین رہتا تھا اسماعیل کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے محمد کے پاس رہنے لگا محمد کے ساتھ مصر کو بھی گیا محمد نے انتقال کیا تو کوئی بیٹا نہ چھوڑا مگر اُن کی کنیز کو حمل تھا ابن میمون نے اُس کنیز کو مار ڈالا ابن میمون کی کنیز بھی حمل سے تھی جب اُسکے بیٹا پیدا ہوا تو یہ مشہور کر دیا کہ یہ محمد کا بیٹا ہے اور بعد محمد کے یہی امام ہے صواعق محرقہ مین مذکور ہے کہ ابن میمون فنون شعبدہ وسحر وطلسمات خوب جانتا تھا محمد بن اسماعیل کے غلام مبارک کی صحبت مین مدتون رہا تھا جب مبارک اسکی صلاح سے کوفے مین جاکر داعی مذہب اسماعیلیہ کا ہوا تو ابن میمون کوہستان عراق مین پھر شہر بصرہ مین گیا اور وہان کے لوگون کو بزور طلسمات ونیرنجات اپنا معتقد کرکے میمونیہ اُنکا نام رکھا اور اپنے نائب جا بجا روانہ کیے اسکا عقیدہ یہ تھا کہ قرآن وحدیث کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا وسزا کا بھی منکر تھا اور یا سی نے اول طریقہ باطنی نکالا کہتا تھا کہ نصوص قرآن وحدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے نہ اُن کے ظواہر پر اسی واسطے اس فرقے کو باطنیہ بھی کہا کرتے ہین جب اسنے عراق کے کوہستانیون کو معتقد کر لیا تو خلف نامی ایک شخص کو اپنا نائب کرکے خراسان اور قم اور کاشان اور طبرستان کی طرف بھیجا تھا خلف نے وہان کے لوگون کو مذہب میمونیہ کی طرف دعوت کی اور کہا کہ اہل بیت کا یہی مذہب ہے مسلمانون نے اپنی طرف سے مذہب تراش لئے ہین تکلفات اور تشریعات کی تنگی مین پھنس گئے ہین لذتون اور مزون سے محروم ہو رہے ہین اسنے نیشاپور کے بعض مواضع مین سکونت اختیار کر لی جب رؤسائے اہل سنت کو خلف کی باتون کی خبر پہونچی تو اُسکے قتل کی فکر کی وہ چھپکے ری کی طرف

چلاگیا اور وہان کے لوگون کو اس مذہب مین لانے لگا خلف کے انتقال کے بعد احمد نام اسکا بیٹا باپ کا جانشین ہوا اس نے غیاث نامی ایک شخص کو جو نہایت فصیح وبلیغ اور شاعر اور چالاک تھا اپنا نائب بنایا اور عراق کی طرف بھیجا اس شخص نے پہلے پہل ایک کتاب اصول مذہب باطنیہ مین تصنیف کرکے اُس کا نام بیان رکھا غیاث نے اس کتاب مین وضو نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ احکام کے معانی نہایت دلکش عبارتون مین بطور باطنیہ کے بیان کرکے اُنپر لغت سے شواہد قائم کئے ہین اس کتاب مین کہتا ہے کہ شارع کی یہی مراد ہے اور جو کچھ عوام نے سمجھا ہے بالکل غلط ہے اسکے وقت مین مذہب باطنیہ کو بڑی رونق ہوگئی تھی آدمیون کو یہ نئی روش جس مین کمال بیباکی تھی بہت پسند آئی ہزارون جاہل اسکے معتقد ہوگئے اور دور دور دراز ملکون سے اس کے پاس لوگ آکر جمع ہوگئے یہ واقعہ سنہ ۲۷۸ ہجری کا ہے اس وقت تشیع مین فلسفہ اور الحاد مل گیا۔

غیاث اسی کارروائی مین تھا کہ کسی نے اُسکو خبر دی کر رؤسا اہل سُنت نے تیرے قتل کے لیے فکر کی ہے یہ سنکر غیاث مرو شاہجہان کو بھاگ گیا اور وہان چھپ کر اپنے کام مین مشغول رہا مدت کے بعد پھر رے کا قصد کیا اور اہل سنت کے خوف سے دوبارہ وہان سے بھاگ نکلا اور راستے مین مرگیا عبداللہ بن میمون قداح یہ خبر سنکر از حد اندوہگین ہوا اور اسی غم مین مرگیا۔

تیسرا خلفیہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ یہ فرقہ خلف کا متبع ہے ان کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ قرآن اور احادیث مین نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ کا ذکر ہے یہ سب چیزین معانی لغوی پر محمول ہین یعنی جو کچھ ان کے معانی لغت سے سمجھے جاتے ہین وہی شارع کی مراد ہین کوئی اور معانی ان سے مراد نہین مگر قیامت اور بہشت و دوزخ کے منکر ہین۔

چوتھا قرامطہ غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ یہ کہتے ہین محمد بن اسمٰعیل بن جعفر موافق وصیت اپنے باپ کے امام ہین اور محمد نہین مرے ہین وہی مہدی ہین اور زندہ ہین

زندہ

تاریخ ابوالفدا مین لکھا ہے کہ رئیس اور پیشوا اس فرقے کا جس نے انکی دعوت اپنے مذہب کی طرف کی تھی کوفے کے علاقے مین ایک مقام پر بیمار ہوگیا وہا نکا ایک آدمی اُسے اپنے مکان پر لیگیا جسے بسبب سرخی چشم کے کرمیتہ کہا کرتے تھے کہ گنواروں کی زبان مین یہ لفظ سرخی چشم کے معنے مین ہے جب شیخ قرامطہ کو آرام ہوا تو یہ بھی اُسی شخص کے نام کے ساتھ مشہور ہوگیا پھر مخفف و معرب کرکے قرمط کہنے لگے اور علامہ ابن خلدون نے کہا ہے کہ فرقہ قرامطہ کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے کہ ایک شخص کوفے کے ضلع مین سنہ ۲۷۸ھ ہجری مین ظاہر ہوا جو نہایت زہد و ورع مین مشہور تھا اُسے قرمطہ کہا کرتے تھے ہمیشہ سے کہ وہ ایک بیل پر سوار ہوتا تھا جس بیل کے مالک کو کرمیتہ کہتے تھے پس قرمطا اسی لفظ کرمیتہ کا معرب ہے اور بعض کہتے ہین کہ فرقہ قرامطہ کے سرغنہ کا نام حمدان اشعث اور لقب قرمط ہے اور حمدان کو قرمطا اسلیے کہتے ہین کہ کوتاہ پا تھا چلنے مین قریب قریب قدم رکھتا تھا تاج اللغات مین لکھا ہے کہ قرمطیط زنجبیل کے وزن پر اُس شخص کو کہتے ہین جو قریب قریب قدم رکھے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ فرقہ قرمطیہ جس شخص کی طرف منسوب ہے اُسکا نام حمدان بن قرمط ہے اور بعض کہتے ہین کہ قرمط ایک جگہ کا نام ہے واسط کے علاقے مین جہان حمدان رہا کرتا تھا نسیم الریاض مین مذکور ہے کہ قرامطہ کا پیشوا احمد بن قرمط ہے جو واسط کے علاقے کے ایک گاؤن کا رہنے والا تھا اسکی آنکھین اور بشرہ نہایت سرخ تھا اِس لیے گرمیتہ کاف فارسی سے مشہور ہوگیا جسکے معنے فارسی مین سرخی کے ہین پس اسی لفظ گرمیتہ مین تخفیف و تعریب ہوکر قرمط ہوگیا بعض کہتے ہین کہ یہ لفظ عربی الاصل ہے قرمطا البعیر کلام عرب ہے جب اونٹ قریب قریب قدم رکھتا ہے تو کہتے ہین قرمطا البعیر اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ چونکہ قرامطہ کا ایک رئیس ابتداے ظہور اِس مذہب مین اپنے خط کو متقرمط یعنی گنجان اور باریک لکھا کرتا تھا اِس لیے اُس گروہ کو قرامطہ کہنے لگے تاج اللغات مین مذکور ہے کہ قرمطت خطی طور پر اور گنجان لکھنے کو کہتے ہین صاحب نہایہ نے کہا ہی کہ حضرت علی کا قول کہ فرّج ما بین السطور و قرمط بین الحروف یعنی بین السطور مین

کشادگی رکھو اور حروف کو گانٹھ کر دو آور دو لکھو اس شخص نے اپنے متبعین کا نام قرامطہ رکھا تھا اور یہ لقب اُسکے ماننے والون پر اتنا غالب ورائج ہو گیا کہ پھر کوئی مبارکیہ کو قرامطہ نہین کہتا تھا صرف اُسی کے پیرودن کو قرامطہ کہا کرتے تھے والا قرامطہ لقب سارے مبارکیہ کا ہے اِسلیے کہ مبارک کا بھی یہ لقب بتاتے ہین۔ اور قرمط لوگون کو اِس بات کی دعوت کرتا تھا کہ اہلِ بیت مین امام منتظر یعنی مہدی موجود ہین تم اُن کی اطاعت کرو جاس نے اُسکی متابعت کرلی ہیصم نے کہ کوفے کا حاکم تھا قرمطہ کو پکڑ کر قید کر دیا تھا مگر کسی ترکیب سے قید خانے سے نکل گیا اور لوگون پر ظاہر کیا کہ مجھے قید جد نہین روک سکتی ہے اور کہتا تھا مین وہی ہون جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور ایک تحریر لایا تھا جس کی نقلین قرامطہ نے بڑی عقیدت کے ساتھ لی تھین جس مین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد یہ مضمون تھا کہتا ہے فرج بن عثمان اور وہ رہنے والا قریۂ نصرانہ کا ہے کہ وہ داعی ہے مسیح کا اور وہ مسیح عیسیٰ ہے اور وہی عیسیٰ کلمہ ہے اور وہی مہدی ہے اور وہ مسیح احمد بن محمد بن حنفیہ ہے اور وہی جبرئیل ہے اور تحقیق مسیح انسان کی صورت بن گیا اور کہا تحقیق تو ہی بلانے والا ہے تو ہی حجت ہے اور تو ہی ناقہ ہے اور تو ہی دابہ ہے اور تو ہی یحییٰ بن زکریا ہے اور تو ہی روح القدس ہے اور اُسکو بتایا کہ نماز چار رکعت ہین دو رکعت طلوع شمس کے قبل اور دو رکعت غروب آفتاب کے قبل اور اذان ہر نماز مین یون دینا چاہیے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان ادم رسول اللہ اشہد ان نوحا رسول اللہ اشہد ان ابراہیم رسول اللہ اشہد ان عیسیٰ رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان احمد بن محمد بن الحنفیہ رسول اللہ اور قبلہ بیت المقدس کی طرف ہے اور جمعہ دوشنبے کا دن ہے اس دن کوئی کام نکرنا چاہیے اور ہر ایک رکعت مین استفتاح پڑھنا چاہیے جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے بعد اُسکے رکوع مین جانا چاہیے اور وہ صورت یہ ہے الحمد للہ بکلمتہ وتعالیٰ باسمہ المنجد لاولیائہ باولیائہ قل ان الاہلۃ مواقیت

سبح

للناس ظاہرہا لیعلم عدد السنین والحساب الشہور والایام وباطنہا لاولیائی الذین عرفوا عبادی سبیلی واتقونی یااولی الالباب وانا الذی لا اسئل عما افعل وانا العلیم الحلیم وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن صبر علی بلائی ومحنتی واختیاری ادخلتہ فی جنتی وادخلتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی ادخلتہ مہانا فی عذابی واتممت اجلی واظہرت امری علی السنۃ رسلی وانا الذی لم یعل جبار الا وضعتہ ولا عزیز الا ذللتہ وبئس الذی اصر علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ مومنین اولئک ہم الکافرون یعنی تمام تعریفین اللہ کے لیے ثابت ہین ساتھ کلمے اس کے کے اور برتر ہے ساتھ تمام اپنے کے اور قوت دینے والا ہے اپنے دوستون کو ساتھ دوستون اپنے کے کہ ہلال وقت ٹھہرے ہین واسطے لوگون کے ظاہر ہین ان سے معلوم ہوتی ہے تعداد برسون اور حساب اور مہینون اور دنون کی اور باطن ہلالون کا میرے دوستون کے لیے ہے ایسے دوست جنھون نے میرے بندون کو میری راہ بتلائی ہے اور ڈرو تم مجھ سے اے صاحبان عقل اور مین وہ ہون کہ نہین سوال کیا جاؤنگا اس چیز سے جو مین کرونگا اور مین عالم ہون بردبار ہون اور مین وہ ہون کہ مبتلا کرتا ہون اپنے بندون کو اور امتحان کرتا ہون اپنی مخلوق کا جو صبر کریگا میری بلا اور میری محبت اور میرے اختیار پر داخل کرونگا اُسے مین جنت مین اور ہمیشہ رکھونگا اسکو اپنی نعمت مین اور جسنے میرے حکم سے سرتابی کی اور میرے رسولون کو جھٹلایا مین اُسکو ہمیشہ اپنے عذاب مین ذلیل رکھونگا اور اپنی اجل کو مین نے تمام کردیا ہے اور مین نے اپنے امر کو رسولون کی زبان سے ظاہر کردیا ہے اور مین وہ ہون کہ نہین تعلی کریگا کوئی سرکش مگر پست کردونگا مین اُسے اور نہ کوئی زبردست مگر ذلیل کردونگا اُسے اور وہ آدمی بُرا ہے جو اپنے کام پر اصرار کرے اور اپنی جہالت پر جما رہے اور یہ بات کہے کہ ہم اس کام پر ٹھہرے رہین گے۔

اِس تحریر مین جس فرج کا ذکر ہے یہ فرج قرمطہ کا داعی ہے تاریخ ابوالفدا، مین

اس کے باپ کا نام عثمان لکھا ہے اور ابن خلدون نے یحیی کا بیٹا بتایا ہے فسخ کو
قرامطہ ذکرویہ بن مہرویہ کہا کرتے تھے سنہ ۲۹۴ھ ہجری مین لشکر بغداد کے ہاتھ سے
مارا گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اسنے اپنی جماعت کے ساتھ عراق کے راستے مین
حاجیون کو پکڑ کر قتل کرایا ان کا مال واسباب لوٹ لیا مکتفی خلیفہ بغداد نے قرامطہ
کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجا جسنے اُنکو مار کر بھگا دیا ذکرویہ زخمی ہوا اور سات دن کے
بعد مر گیا اُسکا سر بغداد مین تشہیر کرایا گیا۔ قرمط نے اپنا نام قائم بالحق رکھا تھا۔ بعض
آدمیون کا خیال یہ ہے کہ قرمط فرقہ ازارقہ کی راے کو جو خوارج کا ایک گروہ ہے پسند
کرتا تھا بہرصورت اول اول قرمط نے جنگل کے رہنے والون کو جو بے علم و بے عقل
نیم وحشی تھے اپنے مذہب کی طرف بلانا شروع کیا وہ لوگ اُسکی متابعت مین آگئے
بعد پھر اُسکے پیرودن کی جماعت بڑھنے لگی اسکے پیرو اپنے قول کو علم باطن کہتے ہین
شرائع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین ظاہر سے اپنے امور مزعومہ کی طرف پھیرتے ہین آیات قرآن
کو ماول بتاتے ہین اور یہ لوگ حرام چیزون کو مباح جانتے ہین ابوالفدا نے لکھا ہے کہ فسخ
قرامطہ کی شرائع مین سے یہ بات تھی کہ نبیذ کو حرام اور شراب کو حلال بتاتا تھا اور جنابت
یعنی ناپاکی کے بعد غسل کرنا اُسکے نزدیک ضروری نہ تھا صرف وضو کر لینا کافی سمجھتا تھا اور
اسنے حلال کیا تھا گوشت نیش والے درندے کا جو شکار کرتا ہوا اپنے نیش سے اور ان طائر پنجہ گیر
چنگل والے کا جو شکار کرتے ہون اپنے چنگل یعنی ناخون سے جو فی الحقیقت حرام ہین اور
پارسیون کے دو دنون مین اسنے روزہ رکھنا تجویز کیا تھا ایک نوروز کے دن دوسرے
مہرگان کے دن کہ وہ نام ہے ماہ مہر کی سولھوین تاریخ کا نسیم الریاض سے ثابت ہوتا ہے
کہ قرامطہ کو اباحیہ بھی کہتے ہین سنہ ۲۹۰ھ ہجری مین قرامطہ کی شوکت ایسی بڑھ گئی کہ
اُنھون نے دمشق کو گھیر لیا مگر اطراف کے لشکر نے جمع ہو کر اُنکے سردار و پیشوا یحیی نامی کو
قتل کر ڈالا جب یہ مارا گیا تو اسکا بھائی حسین جانشین ہوا جب اسکی قوت بحد کمال پہنچ گئی تو اہل
دمشق نے کچھ مال اُسکو دیکر صلح کر لی پھر اسنے حمص پر چڑھائی کی اور اُسپر غالب آیا
اور اپنا خطبہ ممبرون پر پڑھوایا اور اُسکا لقب امیر المؤمنین مہدی مقرر ہوا اور اپنے

چچا کے بیٹے کو اُسنے اپنا ولی عہد مقرر کر کے اسکا لقب مُدثر رکھا اور کہا کہ یہ وہی مدثر ہے جسکا ذکر قرآن مین ہی پھر حماۃ اور معرہ وغیرہ پر یورش کی اور وہان اتنا قتل عام کرایا کہ عورتون اور بچون کو بھی نہین چھوڑا پھر سلیمہ گیا اور بے جنگ و جدل قبضے مین لاکر رعایا کو مع مکتب کے لڑکون کے جلا دیا جب اسکی حکومت بہت قوی ہوگئی تو مکتفی خلیفۂ بغداد نے تیاری کر کے اسکے استیصال کے لیے خود بغداد سے حرکت کی اور آپ تو رقہ مین ٹھہر گیا قرامطہ کے پیچھے لشکر کو بھیجا ۲۴ محرم ۲۹۱ھ ہجری کو قرمطیون اور بغدادیون سے حماۃ سے دس۱۰ کوس کے فاصلے پر جنگ ہوئی قرامطہ کو شکست ہوئی حسین اور اُسکا چچازاد بھائی مدثر خلیفہ کے حضور مین گرفتار ہوکر آیے خلیفہ نے دونون کی گردن مروادی اور حسین کا سر تشہیر کرایا۔ اسکے بعد ذکرویہ بن مہرویہ نے قرامطہ کی سرغنائی کی ۳ سال کے بعد ۲۹۴ھ مین مکتفی کے ہاتھ سے اس کی تمام شوکت برباد ہوکر خود بھی مارا گیا۔ صناجۃ الطرب مین لکھا ہے کہ قرامطہ نے اپنے پھریرون کا رنگ سفید رکھا تھا۔ نزہۃ الجلیس مین لکھا ہے کہ ۲۹۳ھ ہجری کو صنعاء یمن مین ایک قرمطی داخل ہوا اُسکا نام علی بن فضل تھا یہ شخص یمنی تھا نسب اُسکا خنفری تھا کہ خنفر بن سباء الاصغر کی اولاد مین سے تھا اس زمانے مین صنعاء یمن کا حاکم مکتفی بن معتضد عباسی کی طرف سے اسد بن ابی یعفر تھا یہ قرمطی نہایت بدمذہب تھا اسکو نبوت کا دعوی تھا اُس کی مجلس مین ایک شخص پکار کر کہتا اشهد ان علی بن الفضل رسول الله اسنے اپنے اصحاب کے لیے شراب پینا اور بیٹیون کے ساتھ نکاح کرنا مباح کر دیا تھا اور جب اپنے کسی معتقد کو تحریر کرتا تو عنوان تحریر کا یون ہوتا من باسط الارض وداحیها ومزلزل الجبال ومرسیها علی بن الفضل الی عبده فلان یعنی یہ تحریر ہے زمین کے پھیلانے والے اور ہانکنے والے اور پہاڑون کے ہلانے والے اور ٹھہرانے والے علی پسر فضل کی جانب سے فلان بندے کے نام اسنے اپنے مذہب مین تمام حرام چیزون کو حلال کر دیا تھا بعض اشراف بغداد نے اسکی ہلاکت کی فکر کی اور ۳۰۳ھ مین زہر دیکر مار ڈالا۔

تاریخ فرشتہ مین سلطان علاءالدین کے حالات مین لکھا ہے کہ اُس کے عہد مین دہلی مین آدمیون کا ایک گروہ جمع ہوا جو اباحیہ تھے اُن کی عادت تھی کہ سال مین ایک مرتبہ رات کو سب یکجگہ جمع ہوتے اپنی مان بہنون بیٹیون اور کل محرمات کو جمع کرتے اور جس کا جی چاہتا وہ اُس عورت سے مباشرت کرتا سلطان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُن کو پکڑوا کر آرے سے چروا ڈالا اور ان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔

تاریخ الخلفا مین سیوطی نے اور طبقات دول اسلام مین ذہبی نے سنہ ۳۰۹ھ کے حالات مین لکھا ہے کہ خلیفہ مقتدر عباسی کے عہد مین حسین بن منصور حلاج کو اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کیا پھر اُسے لٹکا کر منادی کرائی گئی کہ یہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے اور قید کر دیا یہانتک کہ ۳۰۹ھ ہجری مین قتل کروا ڈالا اور لوگون مین یہ بات مشہور ہوئی کہ یہ الوہیت کا مدعی تھا اور حلول کا قائل تھا وفیات الاعیان مین ابن خلکان نے حلاج کے حال مین لکھا ہے کہ ماہ ذیقعدہ ۳۰۹ھ مین وزیر نے حلاج کے قتل کا حکم دیا تو جیلخانے سے اُسے نکال کر باب الطاق کے پاس لے گئے اور وہان ہزارون آدمی جمع ہو گئے جلاد نے اُسکے ہزار کوڑے لگائے پھر دونون ہاتھ پاؤن کاٹے پھر سر کاٹا اور بدن کو جلا دیا اور راکھ کو دجلے مین ڈلوا دیا اور سر کو بغداد مین پل پر لٹکا دیا اُسکے معتقد خیال کرتے تھے کہ وہ دنیا مین چالیس دن کے بعد رجوع کرے گا جب اتفاق سے دجلے مین پانی بڑھ گیا تو یہ لوگ سمجھنے لگے کہ یہ حلاج کی راکھ کا اثر ہے اور بعض معتقد کہتے تھے کہ حلاج نہین مارا گیا بلکہ اسکی شبیہ اُسکے دشمنون کے سامنے پیدا ہو گئی تھی اس کے بعد کہا ہو کہ امام الحرمین جوینی نے کتاب الشامل فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ ان تین شخصون نے باہم صلاح اور وصیت کی تھی کہ سلطنت کو لوٹ دو اور ممالک مین فساد پھیلا دو اور تمام آدمیون کی تالیف قلوب کر کے اُن کو مرتد کر دو اور ہر ایک نے یہ چاہا تھا کہ ہر ایک ملک مین یہ خرابیان پھیلائے اُن مین سے جنابی نے ممالک احسا مین

اور مقنع نے ممالک ترک مین اور حلاج نے علاقہ بغداد مین مکر و ارتداد کا جال بچھا دیا تھا اس لیے حلاج مروا ڈالا گیا ابن خلکان کہتا ہے کہ اس روایت کی صحت مین کلام ہے اِس لیے کہ یہ تینون ایک وقت مین جمع نہ تھے اگرچہ جنابی کا اور حلاج کا ایک عہد تھا اِس لیے اُن کا جمع ہونا ممکن ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ یہ دونون جمع ہوئے اور باہم ملے بھی یا نہین۔ اور مراد جنابی سے ابو طاہر سلیمان بن ابو سعید حسن بن بہرام قرمطی رئیس قرامطہ ہے کتب تواریخ وغیرہ مین لکھا ہے کہ حلاج ساحر تھا اور سحر مین نہایت مہارت اور کمال رکھتا تھا اور عبداللہ بن ہلال کوفی کا شاگرد تھا اور وہ ابو خالد کابلی کا شاگرد تھا اور وہ فدقانی یمامہ کا شاگرد تھا اور فدقانی وہ شخص تھا جس نے سجاح بنت حارث بن سوید تمیمہ سے جادو سیکھا تھا یہ عورت کاہنہ تھی اور خاندان بنی جنبر سے تھی جو قبیلۂ بنی تمیم کی ایک شاخ ہے حضرت ابوبکر کے عہد مین اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا چنانچہ قبیلۂ بنی تمیم اور قبیلۂ تغلب اور قبیلۂ بنی ربیعہ کے لوگ اس کے مرید ہو گئے تھے۔ حلاج زہد و تصوف ظاہر کرتا تھا کرامت دکھلاتا تھا گرمی کا میوہ سردی کے موسم مین سردی کا گرمی کے موسم مین لوگون کیواسطے موجود کرتا لوگ جو کچھ گھرون مین کھاتے اور کرتے اور جو کچھ اُن کے دلون مین ہوتا یہ بتا دیتا تھا اور اپنا ہاتھ ہوا مین پھیلا کر غیب سے درہم پیدا کر دیتا جن پر یہ لکھا ہوتا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور اُن کا نام دراہم قدرت رکھا تھا لوگون کے خیالات اُسکی نسبت مختلف ہو گئے تھے بعض کہتے تھے اُس مین جزو الٰہی نے حلول کیا ہے بعض اُسے ولی جانتے تھے بعض کہتے تھے کہ وہ شعبدہ باز ساحر کاہن جھوٹا ہے حلاج برس روز تک مکے مین حجر اسود کے پاس رہا کبھی سایے مین نہین گیا دن بھر روزہ رکھتا شام کو پانی سے افطار کر کے تین نوالے روکھی روٹی کے کھاتا اسکے سوا کچھ نہ کھاتا بغداد مین آیا تو حامد وزیر مقتدر عباسی سے لوگون نے بیان کیا کہ حلاج خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے مین مُردے کو زندہ کرتا ہون اور جن میری خدمت کرتے ہین اور جس چیز کے لیے مین کہتا ہون وہ اُسے میرے

پاس سے آتے ہین اور مین معجزات انبیا دکھلاتا ہون بہت سے لوگ اسکے تابع ہوگئے اور اسکو خدا جاننے لگے اور ایک شخص نے بنی ہاشم مین سے دعوی کیا کہ حلاج خدا ہے اور مین اسکا نبی ہون وزیر نے ان لوگون کو بلاکر دریافت کیا تو سب نے اقرار کیا کہ ہان ہم حلاج کو خدا جانتے ہین اور ہمین یقین ہے کہ وہ مردے کو زندہ کرتا ہے اور جب حلاج کو بلاکر پوچھا تو وہ مکر گیا اور کہا کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہین اور مجھپر تہمت کرتے ہین مین دعوی خدائی کا نہین کرتا اور نہ پیغمبری کا دعوی کرتا ہون مین بندہ خدا کا ہون اور نماز و روزہ اور خیرات کرتا رہتا ہون وزیر نے قاضی ابو عمر و اور ابو جعفر اور فقہا کی ایک جماعت کو حاضر کیا اور اسکے قتل کے بارے مین فتوی چاہا سبنے کہا کہ جب تک ہمارے نزدیک اسکا دعوی کرنا خدائی کا ثابت اور متحقق نہوگا ہم اس کے قتل کا حکم نہ دینگے ایک شخص نے جو بصرے کا رہنے والا تھا کہا کہ مین حلاج کے صاحبوں کو پہچانتا ہون کہ جو شہرون مین پھیلے ہوے ہین اور خلائق کو حلاج کی الوہیت کی طرف دعوت کرتے ہین اور یہ بصری بھی اصحاب حلاج سے تھا مگر جبکہ اسکو معلوم ہوا کہ یہ ساحر ہے تو اسکو چھوڑ کر ابو علی ہارون بن عبد العزیز کاتب انباری کے پاس آکر بیان کیا کہ حلاج نے اپنے کیش و مذہب کے موافق ایک کتاب لکھی ہے اور اس زمانے مین حلاج سرائے سلطانی مین نصر حاجب کے پاس قید تھا اور حلاج کے دو غلام تھے ایک حسین بن منصور اور دوسرا احمد بن فارسی اور ایک خوبصورت لڑکی حلاج کے کسی مصاحب کی ایک مدت سے سرائے سلطانی مین حلاج کے پاس آمد و رفت رکھتی تھی اس لڑکی کو وزیر کے پاس بلائے ابو القاسم زنجی کہتا ہے کہ مین اس وقت وزیر کی خدمت مین حاضر تھا اور ابو علی احمد بن نصر بجلی حاضر تھا وہ لڑکی کمال فصیح اور خوش گو تھی وزیر نے اس سے حال پوچھا لڑکی نے کہا مجھے میرا باپ حلاج کے پاس لیگیا تھا حلاج نے بہت سی چیزین مجھے دین اور کہا مین نے تجھکو اپنے بیٹے سلیمان کو کہ مجھے وہ سب فرزندون سے زیادہ عزیز ہے دیا مگر شوہر و زن کے درمیان اسوقت کوئی بات آئے کہ جب تو اس روز روزہ رکھے اور پچھلے دن مین کوٹھے پر جاکر خاکستر اور نمک مین

بیٹھے اور پھر اُس سے تو روزہ کھولے اور بعد اُسکے میرے پاس آکر جو کچھ تو کہیگی مین تیری بات سنونگا اور اُس لڑکی نے یہ بھی کہا کہ ایک روز مین کوٹھے سے اُتر رہی تھی اور حلاج کی بیٹی میرے ساتھ تھی اور حلاج ہم سب سے پہلے کوٹھے سے نیچے اُترا تھا اور مجھے وہ دیکھتا تھا حلاج کی بیٹی نے مجھ سے کہا کہ تو میرے باپ کو سجدہ کر مین نے کہا کہ کیونکر دوسرے خدا کو سجدہ کرون حلاج نے کہا کہ وہ خدا آسمان کا ہے اور مین خدا زمین کا ہون اور مجھے آگے بلا کر اپنی جیب سے ایک ڈبہ مشک کا نکالکر دیا اور کہا کہ عورتون کو خوشبو کی طرف اکثر احتیاج ہوتی ہے اسکو لے اور اپنے کام مین لا اور پھر کہا کہ بوریے کا کونہ اُٹھا اور جو کچھ اُسکے نیچے ہو اُسکو لے لے مین نے بوریے کا کونہ اُٹھایا دیکھا تو تازہ سکے کی اشرفیون سے تمام گھر بھرا ہوا ہے یہ دیکھ کر مین مبہوت سی رہگئی۔ وزیر نے اُسکے اصحاب کو طلب کیا عبداللہ سمری اور محمد بن علی قنائی ایک خواص حلاج کے گھر مین چھپے ہوے تھے اُس گھر مین سے ایک کتاب نکالکر لائے سونے سے لکھی ہوئی اور پارچۂ دیبا مین لپٹی ہوئی تھی اور اُس مین اُسکے اصحاب کے نام بھی لکھے ہوئے تھے ایک اُن مین سے ابن کیش تھا کہ وہ حلاج کا شاگرد تھا غرض کہ وزیر نے اصحاب حلاج کو تلاش کر کے کہا کہ یہ دو شخص حلاج کے داعی ہین کہ خراسان مین خلق کو حلاج کی طرف دعوت کرتے ہین اور حلاج کی کتاب مین کئی خط تھے کہ اِن دو شخصون نے حلاج کو لکھے تھے اور اُنکے جواب مین حلاج کے خطوط بھی تھے جن مین حلاج نے اُن کو لکھا تھا کہ اِس طرح دعوت میری طرف لوگون کو کرنی چاہیے اور ہر شخص سے موافق اُسکی عقل کے کلام کرنا چاہیے اور جواب اُنکا ایسے رمز و کنایات مین لکھا تھا کہ بغیر اُس شخص کے جس نے لکھا اور جسکو لکھا اور کوئی نہین سمجھ سکتا تھا ابوالقاسم زنجی کہتا ہے کہ ایک روز مین اپنے باپ کے ساتھ وزیر کے پاس گیا وزیر اُٹھکر اُس طرف جدھر حلاج تھا گیا ہم بھی اُس طرف گئے اور ہارون بن عمر بھی حاضر تھا اور میرے باپ سے بات کرنے مین مشغول تھا کہ ایک غلام نے اُسکو اشارے سے بلایا ہارون اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور تھوڑی دیر کے بعد لوٹتا اور اُسکا چہرہ خوفناک رنگ سے زرد ہوگیا تھا میرے باپ نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا

کہ خبر تو ہے اُسنے کہا کہ یہ غلام جسنے مجھے اشارے سے بلایا تھا حلاج پر محافظ ہے اور ہر روز
اُسے کھانا پہونچایا کرتا ہے وہ کہتا ہے مین جو اس وقت اُسکے واسطے کھانا لیکر گیا تو دیکھا
کہ سارا گھر زمین سے چھت تک اُسکے بدن سے بھرا ہوا ہے اور اتنی جگہ باقی نہین کہ مین
کھانا اُسکے واسطے اُس گھر مین رکھون اور وہ غلام اس قدر ڈرا ہے کہ بخار چڑھ آیا ہے
وزیر نے اُس غلام کو بلایا اور پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا وزیر نے کہا کہ تو حلاج کے
سحر سے ڈر گیا - وزیر کو حلاج کے قتل پر بڑا اصرار تھا اس لیے اُس سے وزیر نے بہت
بحث کی مگر کوئی بات اُسکے منہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کے خلاف سمجھی جاتی
آخر کار اُس کتاب مین کئی ورق پائے جن مین مرقوم تھا جب مسلمان حج کا ارادہ
کرے اور وہ اُس سے بن نہ پڑے تو اپنے مکان مین سے ایک کوٹھری پاک صاف
منتخب کرلے اُسمین کوئی شخص نہ گھسے جب حج کے دن آئین تو یہ شخص اُس کا طواف
کرے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہین وہ یہ بھی کرے پھر تیس یتیم اُس کوٹھری مین جمع کرکے
اچھا کھانا جو اُس سے ہو سکے اُنکو کھلائے اور کپڑے پہنائے اور ہر ایک کو سات درم
دیدے یہ فعل بمنزلے اُس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی ابو عمرو
کو سنوائی قاضی نے حلاج سے دریافت کیا کہ یہ تو نے کہا سے لکھا ہے اُسنے جواب دیا
حسن بصری کی کتاب اخلاص سے قاضی کے منہ سے نکل گیا کہ اے حلال الدم[له] مین نے
وہ کتاب مکہ مین پڑھی ہے اُس مین یہ کہان ہے وزیر نے قاضی کا یہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار کرکے
اُسکا خون مباح ہونے کا فتویٰ لکھا لیا جب حلاج کو خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتویٰ
لیا گیا ہے تو بولا میرا خون تمکو حلال نہین میرا دین اسلام ہے اور مذہب سنت ہے
اور میری اس باب مین کتابین ہین جو دین میرے خون سے درگذر و اور خدا سے ڈرو مگر وزیر
نے حلاج کی ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر اُسی طرح عذاب کے ساتھ قتل کرایا۔
سید محمد بن جعفر مکی حسنی کہ چراغ دہلی کے خلیفہ ہین اور بحر المعانی اور بحر الانساب اُنکی
تصنیفات سے ہین لکھتے ہین کہ ابن عربی صاحب فصوص کہتے ہین کہ حسین منصور
حلاج کو تجلی ذات حاصل تھی اور افراد کا مقام رکھتا تھا لیکن مین کہتا ہون کہ اُسکو

[له] حلال الدم وہ جسکا مار ڈالنا حلال: مباح ہو ۱۲

ہے

تجلی ذات ہوتی تو ہرگز انا الحق نہ کہتا اور ایسا لفظ زبان پر نہ لاتا اسلیئے کہ تجلی ذات مین محویت ہوتی ہے اور محو کو کیا معلوم کہ مین کون ہون اور کیا ہون بعد اسکے کہا مین کیا کرون کہ ابن عربی آج زندہ نہین ورنہ مین یہ اُن سے کہتا اور ضرور اپنی بات کی داد پاتا شیخ فریدالدین عطار کہتے ہین کہ مجھے اِس سے تعجب ہے کہ درخت موسیٰ سے توانی انا اللہ کی آواز آئے اور درخت درمیان مین نہو پھر کیونکر روا نہین رکھتے کہ منصور سے انا الحق کی آواز آئے اور منصور درمیان مین نہو مولانا جلال الدین رومی نے اپنی وفات کے وقت مریدون سے کہا کہ میرے مرنے سے غمگین نہونا کہ منصور کے نور نے ڈیڑھ سو برس کے بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح پر تجلی کی تھی اور اُنکا مرشد ہو گیا لواقح الانوار فی طبقات الاخیار معروف بہ طبقات کبریٰ شعرانی مین حضرت غوث اعظم کے حالات مین مذکور ہے کان رضی اللہ عنہ یقول عثر الحسین الحلاج عثرۃ فلم یکن فی زمنہ من یاخذ بیدہ یعنی حضرت غوث اعظم فرمایا کرتے تھے کہ حسین حلاج کو ایک قسم کی لغزش ہو گئی تھی کوئی ایسا شخص اُس زمانے مین نہ تھا جو حلاج کو سنبھال لیتا مجدد الف ثانی نے عوارف لدنیہ مین کہا ہے غلبۂ حال سے پہلے کفر اور اسلام مین تمیز نکرنا جس طرح اہل شریعت کے نزدیک کفر ہے اہل حقیقت کے نزدیک بھی کفر ہے اگر کوئی اختلاط ہے تو غلبۂ حال کی صورت مین ہے اہل شریعت ایسے مغلوب الحال کو جو کفر و اسلام مین تمیز نکرتا ہو کافر جانتے ہین اور اہل حقیقت کے نزدیک وہ کافر نہین یہی وجہ ہے کہ فقہا منصور حلاج کو کافر جانتے ہین اور اہل حقیقت تکفیر نہین کرتے تاہم یہ بھی اُسے ناقص جانتے ہین کاملین مین سے نہین گنتے اور مسلمان حقیقی نہین سمجھتے منصور کا یہ شعر اس مطلب پر گواہ ہے

کفرت بدین اللہ والکفر واجب	لدی وعند المسلمین قبیح

یعنی مین نے دین الٰہی کے ساتھ کفر کیا اور کفر میرے نزدیک واجب ہے اور مسلمانون کے نزدیک مذموم ہے حلاج کے حق مین ایک فرمان لعنت صاحب الزمان محمد بن حسن عسکری کی طرف سے کتب امامیہ مین نقل کرتے ہین مولوی جامی نے نفحات الانس مین

اور لواقع الانوار مین قطب شعرانی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے حسین کو رد کیا ہے کہتے ہین کہ اسکو تصوف سے کوئی لگاؤ نہین بعض مشائخ نے اُسکو قبول کیا ہے چنانچہ ابو العباس بن عطا اور ابو عبد اللہ خفیف اور ابو القاسم نصرآبادی اور شبلی اور ابو العباس شریح اُسکے ماننے والون مین سے ہین اور یہ اُسکے قتل پر راضی نہین اور خواجہ جنید اور ابو القاسم قشیری بھی اُسکی صحت حال کے معترف ہین اور قشیری نے اپنے رسالے مین اُس کے تزکیے کی طرف اشارہ کیا ہے اور اُس کا عقیدہ اہل سنت کے مطابق بتایا ہے کشف المحجوب مین آیا ہے کہ حسین کو صوفیہ متاخرین نے قبول کیا ہے اور بعض صوفیہ متقدمین نے جو اسکو مہجور کیا ہے تو یہ اُسکی بیدینی کی وجہ سے نہین معاملے کا مہجور اصلی مہجور نہین ہوتا۔ شیخ ابو سعید ابو الخیر اور شیخ ابو القاسم گرگانی اور شیخ ابو علی فارمدی اور شیخ یوسف ہمدانی اُس کے حال مین متوقف ہین کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ حسین کی اُن باتون سے کیا مراد ہے اور شیخ الاسلام نے کہا ہے مین حسین بن منصور کو دو وجہ سے قبول نہین کرتا (۱) مشائخ سلف نے اُسے قبول نہین کیا (۲) اُسکے قبول کرنے مین دین اور شرع کی رعایت ملحوظ ہے مگر مین رد بھی نہین کرتا اور جو اُسے قبول کرتا ہو اُسے پسند کرتا ہون شیخ فرید الدین عطار تذکرۃ الاولیا مین کہتے ہین کہ حسین کو ساحر یا حلولی جاننا تحقیق کے خلاف ہے وہ پکا موحد تھا حسین منصور حلاج ساحر ایک اور شخص تھا جسنے یہ تمنا اُسکی تقلید کر کے ظہور کیا تھا اور وہ مارا گیا اس کا مذہب حلول تھا اور یہ منصور ولی کامل تھا شہر بیضا ملک فارس کا باشندہ تھا خواجہ عمر بن عثمان مکی کا مرید تھا خواجہ جنید اور خواجہ سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہ کے ساتھ مدتون صحبت رکھی تھی۔

پانچوان شمیطیہ یہ لوگ یحییٰ بن ابی الشمیط احمسی کی طرف منسوب ہین جو مختار کے لشکر کا ایک سردار تھا اسکو لشکر بصرہ پر امیر کر دیا تھا وہ مصعب بن زبیر سے جنگ کرتا رہا اور مقام مدار مین مارا گیا اسکے نزدیک جعفر صادق کے بعد امامت اُن کے پانچون بیٹون کو پہونچی کہ اول اسماعیل امام ہوے پھر محمد پھر موسیٰ کاظم

پھر عبداللہ افطح پھر اسحاق اور محمد بن اسماعیل کی امامت کا منکر تو نہ تھا مگر یہ کہتا تھا وہ مرگئے ہین اور پھر دنیا مین نہین آئین گے اس فن کی بعض کتابون مین اسی طرح لکھا ہے لیکن بالاتفاق کتب تواریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بصرے پر مختار کا تسلط نہین ہوا تھا بلکہ وہ عبداللہ بن زبیر کے قبض و تصرف مین تھا جنھون نے اوائل سنہ ۶۷ھ یا اواخر سنہ ۶۶ھ مین حرث بن ربیعہ کو حکومت بصرے سے معزول کر کے اپنے بھائی مصعب کو سند گورنری مرحمت کی تھی اور انھون نے شرفاے کوفہ کی تحریک سے مختار پر چڑھائی کی مختار نے ایک چھوٹا سا لشکر مع ان سوارون کے جو ابراہیم بن اشتر کے ہمراہ تھے ابن شمیط کے ساتھ مصعب کے مقابلے کو روانہ کیا مقام مدار مین طرفین نے صف آرائی کی مصعب کی فوج نے ابن شمیط کو سخت ہزیمت دی اور اسکے تقریباً کل ہمراہی جنگ مین کام آگئے۔

چھٹا برقعیہ یہ پیرو ہین محمد بن علی برقعی کے جنھنے سنہ ۲۵۵ ہجری مین اہواز مین خروج کیا تھا اور اپنے آپ کو علویہ کی طرف منسوب کر کے امامت کا دعوے کیا اور علوی عین اور لام کے فتحون سے حضرت علی کی اُس اولاد کو کہتے ہین جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی بی بی سے ہو حالانکہ یہ علوی نہ تھا بلکہ اس کی ماں کے ساتھ ایک علوی نے نکاح کر لیا تھا اور اپنی ماں کے ساتھ یہ بھی اُس علوی کے ہان آیا تھا اور یہین پرورش پائی تھی بصرہ اور اہواز کے بعض علاقون پر غالب آگیا اور ہزارون آدمیون کو اپنی بیعت مین لے لیا اور آخر کار معتمد خلیفۂ عباسی کے لشکر سے سنہ ۲۷۰ھ مین شکست کھا کر قید ہوا اور بغداد مین اُسکو معتمد نے سولی پر چڑھایا اور تمام شیعون کے فرقون مین اول جس نے تقیہ ترک کیا وہ یہی محمد بن علی برقعی ہے کہ برملا مذہب تشیع کو ظاہر کرنے لگا اور برقعی اور معتمد اور ترملی کے درمیان مین خط و کتابت بھی اپنے عقائد کے پھیلانے اور اہل سنت و جماعت کا مذہب مٹانے مین رہا کرتی تھی اسکے ماننے والے معاد اور احکام شرائع کے منکر ہین اور نصوص کی تاویل کرتے ہین اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی صاف انکار کرتے

اور اُنپر لعنت کرنے کو واجب جانتے ہین۔

ساتوان جنابیہ یہ لوگ ابو سعید بن حسن بن بہرام جنابی کے متبع ہین اس شخص نے معتضد عباسی کے عہد مین خروج کیا اور بحرین کے تمام علاقے مین اپنے اس مذہب کو رفتہ رفتہ پھیلا دیا کہ حضرات اور فشر اور معاویہ کی ساری باتین جھوٹے تھے ہین اور احکام شرع پر عمل کرنا نہ چاہیے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے چنانچہ تیسری صدی مین ابو سعید جنابی موسم حج مین مکے مین بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آیا اور تین ہزار حاجیون کو قتل کیا جب ۳۰۱ھ ہجری مین اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے حمام مین مارا گیا تو اُسکا بیٹا ابو طاہر سلیمان اُسکا قائم مقام ہوا اور ہجر اور احسا اور قطیف اور تمام ملک بحرین پر قابض و متصرف ہو گیا اور ۳۱۲ھ مین کوفہ پر چڑھائی کی اور معتضد عباسی کی سپاہ کو پسپا کر کے اُسے لوٹ لیا اور دریاے فرات کی طرف بہت سے شہر غارت کیے اور کام اُسکا بڑھتا رہا اور اُسنے مذہب باطنیہ کو رواج عظیم دیا اور ۳۱۷ھ مین موسم حج مین مکہ معظمہ مین بہت سی جمعیت کے ساتھ آیا امیر مکہ ابن محلب اور اُس کے ساتھیون کو قتل کیا اور مسجد الحرام مین گھوڑے پر سوار ہوکر داخل ہوا اور شراب کا پیالہ ہاتھ مین تھا جسے وہان پیا اور اپنے گھوڑے کو سیٹی دی تو اُسنے مسجد مین پیشاب کر دیا اور حاجیون کو بڑی بے دردی سے قتل کرا کر چاہ زمزم مین ڈلوا دیا اور باقی کو مسجد حرام مین دفن کرا یا اور خانہ کعبہ کا غلاف اُتروا کر اپنے یارون پر تقسیم کر دیا اور دروازہ کعبہ کو اُکھڑوا ڈالا اور میزاب کو بھی اُکھیڑنے کے لیے ایک آدمی کو چڑھایا کہ وہ گر کر مر گیا اور حجر اسود کو اُکھڑوا کر مقام ہجر کو لے گیا جو اُسکا دار الحکومت تھا اور وہان سنڈاسون مین ڈلوا دیا اور پھر اٹھوا کر رکھ لیا اور بائیس برس تک حجر اسود اُسکے پاس رہا یہانتک کہ ۳۳۹ھ مین خلیفہ عباسی مطیع للہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر بن معتضد نے تیس ہزار دینار کو اُس سے خرید کے بدستور خانہ کعبہ مین رکھوا دیا اور مطلب ان کا حجر اسود کے اُکھیڑنے سے یہ تھا کہ آدمی بد اعتقاد ہو جائین اور پھر کبھی یہان طواف کو نہ آئین ابو طاہر

قرمطی نے یہانتک زور پکڑ لیا تھا کہ سنہ ۳۲۲ھ مین تمام بحرین اور یمامہ کا مالک ہو گیا اور تقیہ کو بالکل ترک کر دیا اور ان مین سے چھ شخصون نے ابو سعید کے عہد سے سنہ ۳۷۵ھ تک حکمرانی کی۔

جنبیہ

یاد رہے کہ سیموفیہ - خلفیہ - تیمیلیہ - برقعیہ اور جنابیہ - اِن پانچون فرقون کا شمار قرامطہ مین ہے اور تمام فرقون کو باطنیہ بھی کہتے ہین اِس لیے کہ ان کا زعم یہ ہے کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے اور مراد باطن قرآن ہے اور اسی پر عمل کرتے ہین اور ان کے زعم مین ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہین ہے بلکہ ہر ایک کار شرعی کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر مثلاً روزے کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو مخفی رکھے اور حج کا باطن امام کے پاس پہونچنا ہے اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے اسی لیے امام مالک بن انس نے کہا ہے کہ فرقۂ باطنیہ کی توبہ مقبول نہین اس لیے کہ شاید ان کی توبہ کا بھی باطن ہو اور باطنیہ تمام باتون کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اُس ظاہر کا مصداق ہے اور وہ ظاہر اُس باطن کا مظہر ہے اور کوئی ظاہر نہین جس کا باطن نہو ورنہ وہ فی الحقیقت کچھ بھی نہین اور کوئی باطن نہین جسکا ظاہر نہین ورنہ وہ خیالی ہے اللہ نے عالم ظاہر و باطن پیدا کئے ہین عالمِ باطن عالمِ ارواح و نفوس و عقول ہین اور عالم ظاہر عالمِ اجسام علوی و سفلی و اعراض ہین امام عالم باطن کا حاکم ہوتا ہے کسی کو بغیر اُسکی تعلیم کے عالم بالا تک رسائی نہین اور نبی عالم ظاہر اور شریعت کا حاکم ہوتا ہے جس کی طرف لوگ محتاج ہوتے ہین اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہین ہوتا اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہین اور ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل بولتے ہین اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہین ہوتا اسی طرح امام سے یا اُس کی دعوت سے خالی نہین ہوتا اور دعوت کبھی مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہو اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام مخفی ہو جس طرح نبی کو معجزۂ قولی و فعلی سے جانتے ہین اسی طرح امام کو دعوت اور دعوے سے جانتے ہین اور اللہ کو بغیر امام کے نہین

پہچان سکتے اور امام کا ہر زمانے مین موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جس طرح کوئی
وقت روشنی روز یا تاریکی شب سے خالی نہین ہوتا اور سا اصول اعتقاد مین ہمارے
باطنیہ مخالف نہین البتہ بعض فروع مین باہم مخالفت کرتے ہین اور باطنیہ خاص
اِس باب مین کہ نصوص قرآن وحدیث ظاہر پر محمول نہین منصوریہ اور خطابیہ کے
نوفصیحین ہین جنکا ذکر غلاۃ شیعہ مین ہو چکا ارشاد مین ابوالمعالی نے کہا ہے کہ
باطنیہ کی راے یہ ہے کہ صفات مین سے کسی صفت کے ساتھ خدا اور مخلوق کو
مشترک جاننا اشتباہ کا موجب ہے اس لیے باری تعالیٰ کو صفت وجود کے ساتھ بھی
موصوف کرنا چاہیے یعنی موجود نہ ماننا چاہیے بلکہ یون سمجھنا چاہیے کہ وہ معدوم نہین ہے
اور نہ اسکو عالم اور قادر اور حی کہنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ وہ عاجز نہین جاہل
نہین میت نہین - اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین اسماعیلیہ کے باطنیہ کہلائے
جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ امام باطن یعنی امام مستور کے قائل ہین مگر صرف یہی
وجہ نہین اس لیے کہ ایسے تو امام باطن کے قائل شیعہ کے بہت سے فرقے ہین پھر خاص
انہی کے باطنیہ مشہور ہونے کی کیا وجہ ہے انکی وجہ تسمیہ مین صحیح قول وہی ہے جو مشہور ہی
بعض کتب مین لکھا ہے کہ فرقۂ باطنیہ حکیم بندقلیس یونانی کے فلسفے کا ماہر تھا اس حکیم کا
فلسفہ بعض ایسے نکات اور رموز پر شامل ہے کہ انپر کسی کو بہت کم عبور ہو سکتا ہے
قرطبہ اندلس کا نامور عالم محمد بن عبداللہ بن مرہ جبلی باطنی بندقلیس کے فلسفے سے
اُنس رکھتا تھا اور اُس کا درس دینے مین خوب مشاق تھا فرقۂ باطنیہ کا فلسفہ اسی
بندقلیس کے فلسفے سے ماخوذ ہے بندقلیس پہلا شخص ہے جس نے یہ بات کہی کہ خدا تعالیٰ
کے تمام اسماے صفات کے معانی ہر پھر کر ایک ہی مرکز یعنی اسم ذات واجب تعالیٰ
ہی طرف راجع ہوتے ہین مثلاً خداے پاک کو عالم کہا اور قادر کہنے کا یہ مطلب نہین
کہ اسکی ذات بے مثال ان معانی سے ہر ایک کے ساتھ الگ الگ متاثر ہوئی ہے
بلکہ وہ ذات پاک حقیقی واحد ہے جو بخلاف تمام دیگر موجودات کے کسی طرح بھی
کثرت کو قبول نہین کرتی دنیا کی تمام واحد اور مفرد چیزین خود اپنے معانی کے اعتبار سے

یا اپنے اجزا اور نظائر کے لحاظ سے کثرت اور تعداد کو قبول کر سکتی ہین لیکن ذات باری اس نقص سے بری اور منزہ ہے۔

آٹھوان مہدویہ یہ لوگ اِس بات کے قائل ہین کہ عبداللہ جنھون نے اپنا لقب مہدی رکھا تھا امام ہین اور یہ مہدی اپنے آپ کو حضرت اسماعیل بن حضرت جعفر صادق کی اولاد سے بتاتے تھے اور اپنے تابعین کا مہدویہ نام مقرر کیا تھا اور امامت کا دعوے کرتے تھے اِسی لیے انکا خاندان اسماعیلیہ بھی کہلاتا ہے فرقۂ مہدویہ کا یہ عقیدہ تھا یہ عبداللہ مہدی موعود ہین اور دلیل اس بات پہ پیغمبر علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کرتے تھے علے راس ثلثمأة تطلع الشمس من مغربہا یعنی تیسری صدی کے سر پر آفتاب مغرب سے طلوع کریگا اور کہتے تھے کہ اِس حدیث مین آفتاب سے مراد عبداللہ مہدی ہین اور مغرب سے مراد ملک مغرب ہے تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ ایک شیعہ کا قول ہے کہ مہدی مغربی کی ولادت ۲۶۰ھ ہجری مین ہوئی تھی اور محمد بن حسن عسکری بقول اثنا عشریہ سر من راے عرف سامرہ مین ۲۵۵ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے پس اِس حدیث کی صحت کی تقدیر پر لفظ شمس سے محمد بن حسن عسکری مراد ہین۔ یافعی کی روایت کے مطابق مہدی نے ۲۹۹ھ ہجری مین بلاد افریقہ مین خروج کیا تھا اور تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ ائمۂ مہدویہ کی سلطنت کی ابتدا افریقہ مین ۲۹۶ھ ہجری سے ہوئی ہے اِن مین سے پہلے جس شخص نے ملک گیری کی وہ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن میمون بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے اور بعض کتابون مین انکا سلسلہ یون ملایا ہے عبداللہ بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بعض کہتے ہین کہ ابو محمد عبداللہ مہدی بیٹے تھے محمد کے جنھین حبیب کہتے ہین اور حبیب کا نسب نامہ یون ہے محمد حبیب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق اور بعض نے یون لکھا ہے عبداللہ مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے

کہ مہدی مغربی کی نسبت امام جعفر صادق تک روایت مشہورہ کے مطابق اس طرح ہی
عبداللہ بن رضا بن تقی قاسم بن وفی احمد بن رضا محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق
بعض مورخ ایسے بھی ہین جنھون نے مہدی کا نام عبداللہ کی جگہ محمد لکھا ہے اور سلسلہ
نسب یون بتایا ہے (۱) بقول عیون التواریخ مولفۂ ابو طالب علی بغدادی
مہدی محمد بن رضا عبداللہ بن تقی قاسم بن ولی احمد بن وصی محمد بن اسماعیل بن
جعفر صادق۔ اور حمداللہ مستوفی نے بھی تاریخ گزیدہ مین یون ہی لکھا ہے مگر لفظ
ولی احمد کی جگہ وفی احمد واقع ہے (۲) بقول مرآت عالم ابوالقاسم محمد بن عبداللہ
بن قاسم بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق۔ اور جمہرۃ النسب مین لکھا ہے
کہ مہدی نے ایک بار یہ دعوی کیا تھا کہ مین حسن بعض بن جعفر بن محمد بن اسماعیل
بن امام جعفر صادق کا بھائی ہون اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسماعیل
بن جعفر صادق کا بیٹا ہون حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہین۔

علما کو ان کی نسب کی صحت مین بڑا اختلاف ہے جو لوگ ان کی امامت کے معتقد ہین
وہ کہتے ہین کہ نسب ان کا صحیح ہے اور وہ بلاشبہہ سید علوی فاطمی ہین اور بہت سے
علماے علوی بھی کہ نسب نامون کے بڑے واقف کار تھے اس بات کی تصدیق کرتے
ہین اور شریف رضی نے بھی ان کی سیادت کی نہایت شد و مد سے تصدیق کی ہے
مگر بعض علما کہتے ہین کہ یہ نسب نامہ بالکل غلط ہے اس لیے کہ اسماعیل بن جعفر اپنے
باپ کے سامنے مدینے مین مر گئے اور اسماعیل کے بیٹے محمد حضرت جعفر صادق کے
ہمراہ بغداد مین آئے اور وہان لاولد فوت ہوئے عمدۃ الطالب مین لکھا ہے کہ محمد بن
اسماعیل بن جعفر صادق اپنے چچا موسی کاظم کے ساتھ رہتے تھے اور موسی کاظم سے
در پردہ مخالفت رکھتے تھے جب ہارون الرشید حجاز مین آیا تو انھون نے اپنے

جماکی اُس سے چغلی کھائی رشید نے موسیٰ کاظم کو قید کر دیا جہان اُنکا انتقال ہوا محمد بن اسماعیل رشید کے ہمراہ عراق کو چلے گئے بغداد مین انتقال کیا موسیٰ کاظم نے اُنکے حق مین بددعا کی تھی محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد دو فرزند باقی رہے تھے اسماعیل ثانی اور جعفر شاعر اسی جعفر شاعر کی اولاد سے خلفاے مصر ہین مگر عباسیون نے اُن کے نسب کے بطلان پر بڑا زور دیا تھا اور اُن کے اعتقادات فاسدہ نے اِسکو اور قوت دیدی۔ تاریخ فرشتہ مین بعض تواریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ محمد بن اسماعیل اپنے دادا جعفر صادق کے عہد مین رے کی طرف گئے تھے محمد آباد رے اُنکی طرف منسوب ہے اُنکی اولاد زیادہ ہوئی قندھار۔ خراسان۔ اور سندھ کی طرف جاکر آباد ہوگئے۔ ملک مغرب کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہین کہ مہدی عبد اللہ بن سالم بصری کی اولاد سے ہین اور اُنکا باپ بصرے مین نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور عراق کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہین کہ وہ یہودی کی نسل سے ہین اور اُن کا نام عبد اللہ نہین بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹے تھے احمد بن عبد اللہ قداح بن میمون بن دیصان کے دیصانیہ[1] اسی دیصان کی طرف منسوب ہے اور بعضون نے عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ قداح بیان کیا ہے اور بعضون نے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبد اللہ قداح یہ حسین جب مقام سلمیہ علاقہ حمص مین گئے تو ایک یہودن کے حسن وجمال کا ذکر اُن کے سامنے ہوا اور شوہر اُسکا جو لہار تھا مرچکا تھا حسین نے اُس سے نکاح کر لیا اُس عورت کے ایک لڑکا پہلے شوہر لہار سے تھا حسین اُس لڑکے کو بہت چاہنے لگے اور اُسکی تعلیم مین بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تھے تو اُسی کے واسطے وصیت کی اور اُسے دعوت کے اسرار سکھائے اور سارا مال اور کل علامات اُسے دیدین پھر اُسنے بڑی ترقی پکڑی اور عبد اللہ مہدی کے نام سے شہرت حاصل کی۔ المعرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیڈن کے صفحہ ۱۰۷ مین مذکور ہے کہ قاسم بن طبا طبا علوی کہتے ہین کہ قسم ہے خداے پاک کی کہ عبد اللہ ہم مین سے نہین ربیع الثانی ۳۶۰ھ ہجری مین قادر باللہ خلیفہ بغداد کے حکم سے

[1] دیصانیہ بکسر دال مہملہ وسکون یائے مثناۃ تحتانی وصاد مہملہ کے بعد اُسکے الف اور نون کے بعد یائے نسبت ۱۲

ایک محضر لکھا گیا جسپر علویین اور قضاۃ اور جماعت فضلا اور ابو عبداللہ بن نعمان فقیہ شیعہ کا نام لکھا گیا اِس محضر کا مضمون یہ تھا کہ یہ وہ محضر ہے جسپر گواہان حاشیہ نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ معد بن اسماعیل بن عبدالرحمن بن سعید منسوب ہے دیصان کی طرف جو فرقۂ دیصانیہ کا سرغنہ ہے اور یہ بدمذہب یعنی منصور بن نزار جسکا لقب حاکم ہے معد کا پوتا ہے اور معد اسماعیل کا بیٹا ہے اور وہ عبدالرحمن بن سعید کا اور یہ لوگ خارج از نسب ہین ان کو اولاد علی بن ابی طالب کے نسب مین کچھ دخل نہین ہے یہ لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہین کہ ہم علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہین اور یہ بدمذہب لوگ مع اپنے بزرگون کے جو انسے پہلے گذرے ہین کافر اور فاسق اور ملحد اور زندیق اور غیر مسلم تھے ہمیشہ اسلام سے انکار کرتے رہے ہین ان لوگون نے زنا کو مباح کر دیا شراب نوشی جائز بنا دی انبیا کو گالیان دیتے ہین اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہین (انتہیٰ) اور مقاتل نے اُن کے سلسلۂ نسب کی نسبت کہا ہے کہ وہ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بصری ہین اور نجم الجمان مین ابن قطان نے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر بن علی کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھ جو قرملی یا یہودی تھا اُس کی آشنائی ہو گئی اُس عورت نے بہت سا مال اُس مرد کو دیا اور اپنے مالک کو مار ڈالا اُس مرد سے اُس کنیز کے ایک بیٹا پیدا ہوا جو ان عبداللہ مہدی کا دادا ہے اور حلی نے خلاصہ مین لکھا ہے کہ عبداللہ قداح بن میمون بن اسود بنی مخزوم کا آزاد غلام تھا اور تیر بنایا کرتا تھا اسلیے قداح کہلاتا ہے اُس کا باپ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہے اور وہ خود بھی حضرت جعفر صادق سے راوی ہے اور کتاب نجاشی مین مذکور ہے کہ اُسکی تصنیف سے دو کتابین ہین ایک مین حضرت پیغمبر کی بعثت کے اخبار مذکور ہین دوسری مین صفت جنت و دوزخ کا حال لکھا ہے اور انساب سمعانی مین آیا ہے کہ میمون جعفر صادق کا غلام تھا اور عبداللہ اُسکا بیٹا محمد بن اسمٰعیل بن جعفر کے ساتھ مکتب مین رہتا تھا جب محمد نے وفات پائی تو حضرت اسماعیل کی خدمت مین رہنے لگا اور جب اسماعیل نے بھی

وفات پائی تو اُسنے دعوی کیا کہ مین اسماعیل کا بیٹا ہون حالانکہ وہ میمون کا بیٹا تھا مورخین عبداللہ قداح ابن میمون کے باب مین بڑی قیل وقال کرتے ہین تاریخ فرشتہ مین مذکور ہے کہ سیادت علویہ مصر کی مورخین اور نسابین کے اعتبار سے مشکوک ہے مگر حضرت رسالت پناہ نے عالم رویا مین برہان نظام شاہ سے کہا تھا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ تجھسے کہتا ہے اُسپر عمل کر ایسی خواب اِس حدیث کے بموجب (من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی یعنی جس شخص نے مجھکو خواب مین دیکھا تو تحقیق اُسنے مجھی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت مین نہین بن سکتا (ایضاً من رانی فقد رای الحق یعنی جس نے مجھکو دیکھا تو تحقیق حق دیکھا یعنی اس کا خواب سچا ہے اُسنے مجھی کو دیکھا ہے نہ غیر میرے کو) شیطانی نہین ہوسکتی اس سے یقین ہے کہ سادات اسماعیلیہ صحیح النسب ہین کیونکہ یہ شاہ طاہر عبداللہ مہدی کی اولاد سے ہے اوائل دولت اسماعیلیہ مین شاہ طاہر کے آباو اجداد مین سے ایک عالم وفاضل شخص ترک دنیا کرکے درویشی کے زمرے مین آگیا تھا اور مذہب اثنا عشری اختیار کر لیا تھا اور اپنے دادا اسماعیل کی امامت کا منکر تھا مگر تمام حالات لکھنے کے بعد تاریخ فرشتہ کا مولف کہتا ہے کہ یہ خواب کا قصہ بالکل بے بنیاد ہے شیعون نے اپنے مذہب کے جاری اور رائج کرنے کے لئے گھڑ لیا ہوگا جیسا کہ اُن کی عادت ہے تاریخ ابوالفدا مین مرقوم ہے کہ میمون بن دیصان نے میزان نام ایک کتاب زندیقون کی تائید مین لکھی ہے اور لوگون کے سامنے یہ ظاہر کیا کرتا کہ مین آل نبی کا شیعہ ہون میمون کے بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عبداللہ رکھا اور چونکہ عبداللہ آنکھین بنایا کرتا تھا اس لیے اُسے قداح کہتے تھے میمون نے عبداللہ قداح کو پختہ کار کر دیا اور دعوت کے طریقے سکھا دیے اور وہ اسرار بتا دیے جو آل نبی کے ساتھ نسب ملانے مین کارآمد تھے پھر عبداللہ اصفہان کی طرف سے اہواز اور بصرہ اور سلمیہ مین آیا لوگونکو تشیع اور اہل بیت کی طرف بلانے لگا اُسکے انتقال کے بعد احمد یا محمد نام اُسکا بیٹا قائم مقام ہوا اور اُسنے رستم بن حسین بن حوشب بن زادان نجار کوفی کو یمن کی طرف بھیجا کہ وہ لوگون کو اُس کے مذہب کی طرف دعوت کرے اور پھر ایک شخص ابو عبداللہ شیعی جس کا نام

[illegible]

حسین بن احمد بن محمد بن زکریا ہے کوفے کی طرف کا رہنے والا ؟ اُسے ملکیا ابن حوشب نے اسکو بت سا مال واسباب وبکر رعایاے مغرب کو مذہب مہدویہ کی طرف دعوت کے لیے بھیجا اگرچہ ابھی تک اس مذہب کا نام مہدویہ نہین ہوا تھا مگر در اصل بنیاد اِس مذہب کی اِسی وقت سے سمجھنا چاہیے اسلیے کہ جب محمد نے سلیہ مین انتقال کیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کے واسطے خلافت ونیابت کی وصیت کردی اور دعاة کا حال دیا بتا دیا تو عبداللہ نے اپنا لقب مہدی باللہ رکھا اِسی لیے اُن کی اولاد بنو مہدی کہلاتی ہی جب مکتفی باللہ خلیفہ عباسی کو اُن کا حال معلوم ہوا تو اپنے حضور مین طلب کیا ابو محمد عبداللہ مہدی اور اُن کے بیٹے ابوالقاسم جنھون نے بعد عبداللہ کے اپنا لقب قائم بامر اللہ رکھا تھا دونون سوداگرون کے بھیس مین مصر ہوتے ہوئے افریقہ مین طرابلس الغرب کی طرف بھاگ گئے زیادة اللہ زمان رہاے افریقہ کو جو آخری بادشاہ بنی اغلب کا تھا اُن کی تلاش تھی جا بجا حاکمان ضلع کو اُن کی گرفتاری کے لیے حکم بھیجدئے تھے مہدی سجلماسہ مین جاکر ٹھہرے یسع بن مدرار یہان کا حاکم تھا مہدی نے یہان یہ ظاہر کیا کہ مین ایک سوداگر ہون اور تجارت کی غرض سے یہان آیا ہوا ہون اس عرصے مین یسع کے نام زیادة اللہ کا خط پہونچا کہ یہ وہی شخص ہے جسکی طرف ابو عبداللہ شیعی دعوت کرتا تھا یسع نے مہدی کو قید کرلیا مگر ابو عبداللہ شیعی نے افریقہ مین ایسے ہاتھ پانون پھیلائے کہ زیادة اللہ کی قوت بربادی کے قریب پہونچ گئی اور ابو عبداللہ شیعی وہان قابض ہوگیا اور ابو عبداللہ شیعی ماہ رمضان ۲۹۶ھ ہجری مین رقادہ سے سجلماسہ کو گیا جب اُس کے قریب پہونچا تو یسع نے اُسکا مقابلہ کیا مگر اپنے آپ کو کمزور پاکر شب مین مقابلے سے بھاگ گیا ابو عبداللہ شیعی نے سجلماسہ مین داخل ہوکر مہدی اور اُن کے بیٹے کو قیدخانے سے نکالا اور دونون کو سوار کراکے پھلا اور قبائل کے تمام سردار اُن کے آگے چلتے تھے ابو عبداللہ مہدی کی طرف اشارہ کرکے کہتا تھا کہ تمھارے مولا یہ ہین مہدی شدت خوشی سے روتے تھے یہانتک کہ اُس خاص خیمے مین جو اُن کے لیے کھڑا کیا گیا تھا پہونچے

اور یہان یسع حاکم سجلماسہ کو اپنے سامنے بلاکر قتل کیا مہدی چالیس دن سجلماسہ مین ٹھہر کر افریقہ کو گئے ۲۹۷ھ مین رقادہ پہونچے وہان دفترون کو ترتیب دیا اور مال جمع کیا اور شہرون مین حاکم اپنی طرف سے روانہ کیے ۳۰۰ھ مین مہدی سارے افریقہ کے شہرون کے مالک ہوگئے اور خلفاے عباسیہ کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا صناجۃ الطرب مین لکھا ہے کہ مہدی اور اُن کے جانشینون نے اپنے پھریرون کا رنگ سفید رکھا تھا۔

جس طرح مہدی کی نسبت مین امام جعفر صادق کی طرف مختلف روایتین ہین اسی طرح ان کے اپنے نام اور ان کے بیٹے قائم کے نام مین بھی اختلاف ہے تاریخ ابوالفدا اور جنات الفردوس مین مہدی کا نام صاف عبید اللہ اور کنیت ابو محمد مندرج ہے اور اُن کے بیٹے قائم کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم لکھی ہے اور لفظ عُبید عین کے ضم اور باے موحدہ کے فتح سے بہ تصغیر ہے اور عبد اللہ بھی کتابون مین لکھا ہے اور اس صورت مین لفظ عبد مُکبّر ہے نہ مُصغّر اور بوہرون کے ورد وظائف اور دعاؤن کے کلمات مین صاف عبد اللہ ہے مگر نہ عبید اللہ جو مصغر ہے۔ مرآت عالم روضۃ الصفا حبیب السیر اور تاریخ گزیدہ مین مہدی کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تحریر کی ہے اور ان کے بیٹے قائم بامر اللہ کا نام احمد بیان کیا ہے اور پھر یون کہا ہے کہ اسماعیلیہ مین سے جس نے اول ظہور کیا اور صاحب ملک وحکومت ہوا وہ ابوالقاسم محمد بن عبد اللہ ہین اُن کو مہدی کہتے تھے ۳۲۲ھ ہجری مین مہدیہ مین انھون نے انتقال کیا اُن کے بعد جانشین اُن کے القائم بامر اللہ احمد ہوے جو اُن کے بیٹے تھے مگر یہ اقوال صحت سے عاری ہین۔

مختصر یہ کہ جبکہ مہدی کی بادشاہت جم گئی تو تمام معاملات سلطنت کو بذات خود انجام دینے لگے ابو عبد اللہ شیعی اور اُسکے بھائی ابوالعباس کو بیدخل کر دیا چونکہ ترک عادت بلا سے سخت ہے یہ امر اُنکو ناگوار ہوا ابوالعباس اپنے بھائی کو ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تو نے بادشاہت اپنے ہاتھ سے نکال کر غیر کو سونپ دی ابو عبد اللہ شیعی بھائی کو

سمجھاتا تھا کہ ایسی بات مُنہ سے مت نکال یہانتک کہ مہدی کو خبر لگی کہ وہ سرداران
قبائل سے یہ کہتا ہے کہ یہ مہدی وہ مہدی نہین ہے جس کی طرف ہمنے تمھین بُلایا تھا
مہدی نے دونون کو اپنے پاس بلاکر ۲۹۸؁ ہجری مین اور بھوٹے ۲۹۹؁ ہجری مین
قتل کر ڈالا۔ ۳۰۳؁ ہجری مین مہدی نے افریقہ مین کنارۂ دریا پر ایک شہر آباد کرکے
اسکا نام مہدیہ[1] رکھا اور اُسکو اپنا دار السلطنت بنایا خلفاے مصر کے مورث اعلیٰ یہی ہین
بلاد افریقہ مین ان خلفا کی حکومت نے بڑی قوت پکڑی مذہب اسماعیلیہ کو برملا
جاری کرنے لگے اُن کے داعی زمین مصر کی طرف پھیل گئے ایک خلق کثیر نے اُن کی
دعوت قبول کی پھر معزلدین اللہ ابو تمیم معد بن اسماعیل منصور بن قائم محمد بن مہدی
عبد اللہ ۳۵۸؁ ہجری مین ابو حسین جوہر اپنے والد کے غلام کی کوشش سے بعد وفات
کافور اخشیدی والی مصر کے مصر کے مالک بن بیٹھے جہان جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور
اپنا لشکر شام کی طرف روانہ کیا تمام ملک افریقہ ومصر وبلاد شام مین بھی یہ مذہب
پھیل گیا مگر ۳۶۲؁ ہجری سے انکا قبضہ افریقہ سے اُٹھ گیا وہان جو ان کی طرف سے
حاکم تھے وہ خود مختار ہو گئے مصر ان کے قبضے مین رہا معز نے ۳۶۱؁ ہجری مین دار الحکومت
افریقہ سے مصر مین بدلا تھا۔ اِن کی سلطنت کو **دولت عبیدیہ** اور **عبیدی** اور
عبیدیئین کہا کرتے ہین اور **دولت اسماعیلیہ** بھی انھین سے عبارت ہے
اور اُنکے طرفداران کے خاندان کو **علوی فاطمی** جانتے ہین۔ سیوطی نے رسالۂ
زینبیہ مین لکھا ہے کہ صدر اول مین لفظ **شریف** کا اطلاق ہر ایک اُس آدمی پر
ہوتا تھا جو اہل بیت سے تھا خواہ حسنی ہوتا یا حسینی یا علوی یا محمد بن حنفیہ کی اولاد سے
یا حضرت علی کے دوسرے بیٹون کی اولاد سے یا جعفری یا عقیلی یا عباسی جبکہ فاطمیین
کا مصر پر قبضہ ہوا تو اُنھون نے فقط اولاد امام حسن وحسین پر استعمال اس لفظ کا مقصور
کر دیا انتہیٰ ملخصًا اور حافظ ابن حجر نے کتاب القاب مین لکھا ہے کہ بغداد مین ہر
عباسی اور مصر مین ہر علوی لفظ شریف کے ساتھ ملقب تھا تاریخ ابو الفدا مین
مرقوم ہے کہ قاضی ابو بکر باقلانی کہتے ہین کہ عبد اللہ الملقب بہ مہدی باطنیہ کا عقیدہ

[1] جام جم مین مہدیہ کا ذکر مملکت تونس مین صفحہ ۵۲۵ پر باب ۱۱۲ مین کیا ہے ۱۲ منہ

رکھتے تھے دین اسلام کی بربادی کے بڑے درپے تھے علما کو قتل کراتے تھے تاکہ اُن کی مخالفت پر لوگون کو وعظ ونصیحت نکرین اور اُن کی اولاد بھی اسی عادت کی نکلی زناکاری اور مے نوشی کو مباح کر دیا تھا اور بیان المعرب مین لکھا ہے کہ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہین کہ عبداللہ مہدی قرامطہ مین سے ہین اور یہ مذہب اور نسب اُن کے لئے ابوعبداللہ شیعی نے اختراع کیا ہے مہدی موصوف ہمیشہ اصحاب وازواج رسالت مآب کی ہجو کیا کرتے تھے سوائے حضرت علی اور مقداد بن اسود اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری کے اور کہتے تھے کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد یہ تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے سوائے اُن پانچ صحابیون کے۔ اور فقہا کو حکم دیدیا تھا کہ سوا اُس مذہب کے جو انکا جاری کیا ہوا تھا دوسرے مذہب پر فتویٰ ندین اُن کا مذہب یہ تھا کہ بیٹی پوری میراث کی وارث ہو جاتی ہے اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط ہو جاتی ہے۔ تاریخ فرشتہ مین تاریخ جہان کشا کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسماعیلیہ کے دو پیشوا تھے ایک کو میمون قداح کہتے تھے اور دوسرے کو عبداللہ بن میمون یہ عبداللہ کوفہ اور عراق کو گئے اور اُن کا بیٹا ہمراہ تھا اور وہان کے لوگون کے سامنے ظاہر کیا کہ مین امام کا داعی ہون اور امام جلدی ظاہر ہوا چاہتے ہین اور ایک شخص کو جسکا نام ابوالقاسم تھا یمن مین دعوت کے لئے بھیجا اہل یمن نے دعوت قبول کی اور ایک شخص کو جو ابوعبداللہ شیعی کر کے مشہور تھا مغرب کو بھیجا پیچھے سے آپ بھی مع بیٹے کے مغرب کو گئے ابوعبداللہ نے استقبال کیا عبداللہ نے مغرب مین جاکر یہ دعویٰ کیا کہ مین امام ہون اور کبھی مصلحت کے طور پر یہ بھی کہدیتے تھے کہ امام کے ظہور کا وقت قریب ہے اور اپنے آپ کو اسماعیل بن جعفر کی اولاد قرار دیتے تھے اور اپنا خطاب مہدی مقرر کیا تھا۔ عبیدیین سے پیشتر اسماعیلیہ کے پاس سوائے کتاب البیان باطنیہ مؤلفہ غیاث کے اور کوئی کتاب نہ تھی جب مہدویہ نے مصر اور افریقہ پر تسلط حاصل کیا تو ان کے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور داعی پیدا ہوئے جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی اور علی بن نعمان اور محمد بن نعمان اور عبدالعزیز

اور محمد بن مسیب اور مقلد بن مسیب العقیلی اور ابو الفتوح رجوان اور محمد بن عمار کتابی الملقب
بہ امام الدین وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی اور علی
بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن
محمد نے ۴۲۹ھ ہجری سے یمن مین ایسا قدم جمایا اور مسمی نجاح رئیس تہامہ کو زہر
دلوا کر ۴۵۳ھ سے دو برس کے عرصے مین یعنی ۴۵۵ھ تک ساری قلمرو یمن کا بتدریج
مالک ہو گیا اور اہل یمن کو مذہب صعدویہ مین کر لیا یمن مین قوم بنی یام اور قوم بنی
ہمدان اسماعیلی المذہب ہین علی بن محمد صلیحی ابتدا میں سنی المذہب تھا عامر بن عبد اللہ
رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہو گیا تھا یہ اور اسکا بیٹا احمد بن علی بن محمد صلیحی
دونون یمن کے سکون بھی تھے اور بعد انکے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے ہین جیسے
صالح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارہ یمنی صاحب تاریخ یمن بھی
باطن مین شافعی تھا اور ظاہر مین صعدویہ کا داعی حسین بن عبد اللہ بن حسن بن علی
بن سینا کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہین اور احمد بن عبد اللہ مصنف رسائل
اخوان الصفا کا بھی یہی مذہب تھا اور فوائد المجموعہ مین لکھا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا
واضع زید بن رفاعہ ہے اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی بتایا ہے سات برس تک
مستنصر کے پاس مصر مین رہا تھا ہر سال یہان سے حج کو جاتا اور پھر مصر کو لوٹ آتا آخر
مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا اور وہان پر لوگو نکو مذہب اسماعیلیہ کی طرف
ہدایت کرنے لگا جو لوگ یہ کہتے ہین کہ وہ اسماعیلیہ الموتیہ کی صحبت مین رہا تھا اور
اُسنے ایک ندامت نامہ شائع کیا تھا کہ مین اسماعیلیہ الموتیہ کی صحبت مین رہنے پر مجبور
تھا عمداً مین نے اُنکی صحبت نہین اختیار کی تھی یہ بات بالکل غلط ہے ناصر خسرو کو
اسماعیلیہ الموتیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا نہ اُن کے پاس وہ کبھی رہا صعدویہ مین سے
بعض کا قول یہ ہے کہ امام حکومت و ولایت کے وقت گناہون سے معصوم ہوتا ہے
نہ قبل اُسکے اور بعض کہتے ہین کہ قبل اس سے بھی معصوم ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ امام کا
حکم ایماندار مرد و عورت پر لازم الاتباع ہے اگرچہ مرضی کے خلاف ہو پس اگر امام کسی

[illegible] ۱۱ صفر سنہ ۴۵۵ھ [illegible] ۱۲

عورت کا عقد کسی مرد کے ساتھ کردے تو یہ عقد دونوں پر لازم ہوجاتا ہے اور فسخ نہیں کرسکتی اسی طرح اور تمام معاملات بیع و اجارہ میں امام کا حکم نافذ ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام کو خدائے تعالیٰ کے ساتھ مانند حضرت موسیٰ کے ہم کلام ہونا چاہیے اور حاکم بامراللہ عبیدی کو اس باب میں بڑے بڑے دعوے تھے اور اکثر کوہ طور پر جاتے اور لوگوں پر ظاہر کرتے کہ مجھ سے خدا نے کلام کیا ہے اور مہدویہ کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضرور ہے جیسا کہ شیعہ اثنا عشری کا زعم ہے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ لفظ علی جو برابر اوپر کا ترجمہ ہے درود میں آل پر داخل کرنا یعنی یوں کہنا حرام ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد بلکہ یوں کہنا چاہیے اللھم صل علی محمد وآل محمد اور اس حرمت کے استدلال میں یہ حدیث موضوع بیان کرتے ہیں من فصل بینی وبین آلی بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جس نے مجھ میں اور میری آل میں لفظ علی کے ساتھ فاصلہ دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہے اور کہتے ہیں کہ ایک مرد کو اٹھارہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرلینا جائز ہے اور تمسک اس آیت کے ساتھ کرتے ہیں فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تم کو عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار پس ان کے نزدیک سب اعداد کا مجموعہ یعنی اٹھارہ عورتوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا جائز ہے اور امامان مہدویہ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف قلوب رعایا کے لیے بظاہر احکام شرع کی پابندی کرتے تھے اور در پردہ اپنے عقائد کے جاری کرنے میں برابر مصروف تھے اور اپنے ہیچ دوستوں کو بطور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے ان کے عہد میں تمام مصر میں رواج مذہب اسماعیلیہ کا ہوگیا تھا قاضی مفتی شیعہ ہوتے تھے جو کوئی ان کے خلاف کرتا اسکو سزا دیتے یہاں تک کہ سوا اس عقیدے کے کوئی عقیدہ اس زمین میں باقی نہ رہا اگرچہ مذہب شیعہ پیشتر سے بھی زمین مصر میں معروف تھا یزید بن ابی حبیب نے کہا ہے نشأت بمصر وھی علویۃ فقلبتھا عثمانیۃ یعنے جب میں نے مصر میں ہوش سنبھالا تو وہاں

شیعہ مذہب تھا مین نے اُسکو عثمانی مذہب یعنی حنفی کر ڈالا۔

ناصر خسرو اپنے سفرنامے مین عہد مستنصر کا حال لکھتا ہے کہ مین شام سے قیروان تک گیا تمام شہرون اور گانؤن مین جو جو مسجدین تھین سب کا خرچ وکیل سلطان کے ذمے تھا چراغ کا تیل بچھائی۔بوریا۔کمبل۔مؤذن اور فراش وغیرہ کی تنخواہ یہ سب چیزین وہی بہم پہونچاتا تھا ایک بار والی شام نے لکھا کہ روغن زیتون کم ہے اگر حکم ہو تو مساجد مین مولی اور شلجم کے بیجون کا تیل دیا جاے سلطان کی طرف سے اُسکو جواب ملا کہ تم فرمانبردار ہو نہ وزیر دفتر جو چیز خانۂ خدا سے تعلق رکھتی ہے اُسمین تغیر وتبدل جائز نہین۔ قاضی القضاۃ دو ہزار دینار مغربی پاتا تھا اور اسی طرح دوسرے قاضیون کی بھی تنخواہین تھین تاکہ لوگون سے رشوت کی طمع نکرین ماہ رجب مین تمام مساجد مین حکم سلطانی سُنایا جاتا تھا کہ اے مسلمانو! موسم حج قریب آگیا ہے سلطان کی طرف سے جو سامان اور فوج اور باربرداری ودرپیچ مقرر ہے وہ بدستور دیا جائیگا اور رمضان مین بھی یہی منادی کی جاتی اول ذی قعدہ سے آدمی شہر سے نکلنا شروع ہوتے اور ایک مقام معین مین ٹھہرتے نصف ذی قعدہ مین قافلے کا کوچ ہوجاتا تمام لشکر کا خرچ ایک ہزار دینار روزانہ ہوتا تھا اور تنخواہ نوکرون کی اس سے علاوہ ہوتی ساٹھ ہزار کے قریب دینار صرف مین آجاتے تھے اور جو اہل مکہ اور اعیان مکہ کے لیے انعام واکرام اور وظیفہ بھیجا جاتا وہ اسکے علاوہ ہوتا اور سال مین دوبار جامۂ کعبہ بھیجا جاتا تھا۔

مہدویہ کے نزدیک امامت کے ثبوت کا طریق نص ہے مہدویہ جس طرح عبداللہ مہدی کے اسلاف کو امام جعفر صادق تک امام منصوص جانتے ہین اس لیے کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کی امامت کے لیے فرمادیتا تھا اسی طرح مہدی کے بعد اُن کے جانشینون کو امام منصوص مانتے ہین مستنصر تک تمام مہدویہ ائمہ کے باب مین متفق ہے اُنکے بعد بعض فرقے مین امام کے متعلق اختلاف ہوگیا اور پھر آگے چلکر آمر کے بعد سے دوبارہ اختلاف پیدا ہوگیا جسکی تفصیل آگے چل کر معلوم ہوگی۔ ائمۂ مہدویہ کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) عبداللہ مہدی باللہ افریقہ مین اِن کی حکومت کی ابتدا ۲۹۶ھ سے سمجھی جاتی ہے کیونکہ زیادۃ اللہ ماہ رمضان سنہ مذکور سے افریقہ سے

بھاگا تھا۔ ۲۶ برس حکومت کر کے باسٹھ برس کی عمر میں سنہ ۳۲۲ھ میں انتقال کیا مہدیہ میں مدفون ہوئے جو اب مملکت ٹونس میں واقع ہے۔ سنہ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

(۲) **ابوالقاسم محمد الملقب قائم بامر اللہ بن مہدی** باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوئے اِن کے وقت میں ابو یزید خارجی نے خروج کیا تھا تو اسماعیلیہ اُسے دجّال کہا کرتے تھے تاریخ گزیدہ میں مذکور ہے کہ مہدیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دجال ابو یزید سے کنایہ ہے اور ایک حدیث اِس مضمون کی روایت کرتے ہیں کہ دجال مہدی یا قائم پر خروج کرے گا قائم کو ابو یزید نے مہدیہ میں محصور کر لیا حالت محاصرہ میں بیمار ہوئے اور وہیں شوال سنہ ۳۳۴ھ میں مرے بارہ سال حکومت کی۔

(۳) **ابو طاہر اسماعیل الملقب منصور بقوۃ اللہ بن قائم** یہ بڑے شجاع تھے تخت پر بیٹھ کر انھوں نے ابو یزید کو شکست دی سنہ ۳۳۶ھ میں اُسے گرفتار کر کے کھال نکلوا کر اس میں بھُس بھروا دیا انھوں نے شوال کی آخری تاریخ کو سنہ ۳۴۱ھ میں ۷ سال حکومت کر کے ۳۹ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

(۴) **ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ بن منصور** سلطنت نے ان کے زمانے میں عروج پکڑا مغربی مصر کو انھوں نے اپنا دار الخلافت قرار دیا اور پھر برابر سلاطین اسماعیلیہ کا یہی دار الحکومت رہا ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۳۶۵ھ ہجری روز جمعہ کو راہی ملک آخرت ہوئے ۲۳ سال ۵ ماہ حکومت کی ۴۵ سال عمر پائی۔

(۵) **ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ بن معز** شام سے اندلس تک تمام ممالک غربی پر اِنکا قبضہ تھا رمضان سنہ ۳۸۶ھ ہجری میں مر گئے ۴۲ سال عمر پائی ۲۱ سال امامت کی

(۶) **ابو علی منصور الملقب حاکم بامر اللہ بن عزیز** یہ بڑے متشرع بادشاہ تھے انھوں نے عورتوں کے پردے میں سختی کی مسکرات کی خرید فروخت بند کرا دی

ان کے وقت میں انتظام شہر بھی اچھا تھا قاہرہ میں مسجد ازہر انہیں کی بنوائی ہوئی ہے
لیکن بعض مورخ ان کو فرعون ثانی لکھتے ہیں اور ان کی سختیوں کو حدود شرعی
سے متجاوز بتاتے ہیں انھوں نے حکم دیا تھا کہ کوئی یہودی اور نصرانی گھوڑے پر
سوار نہو گدھے اور خچر پر سوار ہو مگر لوہے کی رکاب استعمال نکرے اور ہمیشہ چند گھونگرو
گلے میں رکھے اور حمام میں جائے تو پانوں میں گھونگرو رکھے تا کہ مسلمانوں سے امتیاز رہے ان کو
معلوم ہوا کہ ان کی بہن کی سپہ سالار کے ساتھ آشنائی ہے اسلیے دونوں کو سزا دینا چاہا
سپہ سالار نے انکے ارادے سے مطلع ہو کر کچھ آدمی گھات میں لگا دیئے جنھوں نے ۴۱۱ھ
میں مار ڈالا ۳۶ سال کی عمر پائی ۲۵ سال حکومت کی۔

(۷) ابو الحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ بن حاکم یہ بڑے نیک نام تھے انکی نیک نامی شکر عمائد خراسان حج کرکے لوٹے تو مصر ہوتے آئے۔ اور وہان سے خلعت لائے محمود غزنوی کو اس کی خبر لگ گئی انھون نے فوراً خلیفہ بغداد قادر باللہ کو مطلع کیا حجاج ابھی مصر سے لوٹ کر بغداد ہی مین ٹھہرے تھے کہ خلیفہ نے اُن سے باز پرس کی اور خلعت کے کپڑے جلائے گئے ظاہر نے بے سالار اور اپنی پھوپھی کو مروا ڈالا تھا انکا انتقال شوال ۴۲۷ھ مین ہوا ۳۳ سال کی عمر پائی۔ ۱۶ سال حکومت کی۔

(۸) ابو تمیم معد الملقب مستنصر باللہ بن ظاہر ابو الفدا نے بیان کیا ہے کہ مستنصر کے عہد مین انکی والدہ حکمرانی مین اُنپر غالب تھین آخرکار ناصر الدولہ نے زور باندھ کر مستنصر کی والدہ کو قید کر دیا اور حکمرانی کے عوض اُنکو پچاس ہزار دینار دیئے اور مستنصر کو اُن کی اولاد اور بی بی سے علٰحدہ کرکے نظربند کر لیا اور اُنکی یہانتک تحقیر و تذلیل کی کہ اُن کی شان و شوکت مین بٹہ لگ گیا مستنصر کی یہ نوبت پہونچی کہ ایک مسند پر بیٹھے رہتے تھے اور اسکے سوا کچھ اُن کے پاس نہ تھا آخر الامر ناصر الدولہ کو دوسرے امرا نے مار ڈالا اور ۴۶۶ھ مین فوج کے ایک سردار نے جسکا نام بدر جمالی ہے از سرِ نو مستنصر کا اقتدار جمایا اور تمام سلطنت کی نیابت بدر کرنے لگا ۴۸۷ھ مین بدر نے انتقال کیا تو اُسکا بیٹا افضل نائب سلطنت ہوا مستنصر ایسے صابر و شاکر تھے کہ اُنپر بڑی بڑی مصیبتین اور سختیان پڑین تمام مال و اسباب اور خزانہ اُنکا خرچ مین آگیا سوائے ایک مسند کے جسپر وہ بیٹھے رہتے تھے اُن کے پاس کچھ باقی نہ رہا لیکن اُنھون نے صبر کو ہاتھ سے نہ دیا مستنصر نے ۴۸۷ھ ہجری مین رحلت کی ۶۷ سال کی عمر پائی ساٹھ سال امامت و خلافت کی تاریخ گزیدہ مین مسطور ہے کہ مستنصر بے سبب قیمتی جواہرات کو ہاون مین پسوا کر پانی مین بہا دیتے تھے سپاہ کی تنخواہ وقت پر نہین دیتے تھے یہانتک کہ ایک بار تنگ آکر سپاہ نے اُنپر بلوا کر دیا اور اُن کو پکڑ کر چڑھی ہوئی تنخواہ وصول کی مگر ناصر خسرو اپنے سفرنامے مین اُن کی فیاضی کی بڑی تعریف کرتا ہے

اور کہتا ہے کہ رعایا کو سلطان پر بڑا اعتماد ہے کوئی شخص چلغوز اور سرکاری نوکر سے نہین ڈرتا سلطان نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ کسی کے مال پر لالچ کرتا ہے۔

(۹) ابو القاسم احمد الملقب مستعلی باللہ بن مستنصر ۴۹۵ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا سات سال دو ماہ امامت کی اجل طبعی سے مرے تھے مگر روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ نزار کے ایک طرفدار نے مار ڈالا ۲۸ سال کی عمر پائی۔

(۱۰)۔ ابو علی منصور الملقب آمر باحکام اللہ بن مستعلی ان کے وقت مین شمالی عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے ان شمالی عیسائیون کو مسلمان مورخ اہل فرنگ لکھتے ہین ان کے وقت مین حسن صباح اور نزاریہ کو شام مین بہت قوت حاصل ہو گئی اور کچھ ملک علویون کا اُس خاندان کے قبضے مین آگیا ان کے کوئی بیٹا[۱] نہ تھا اس لیے اپنے چچا کے بیٹے عبد المجید حافظ بن ابی القاسم بن مستنصر کو ولی عہد کیا ۴ ذیقعدہ ۵۲۴ھ ہجری کو ایک فدائی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۲۹ برس ۵ ماہ ۱۵ دن حکومت کی حافظ ابرو کے نزدیک کچھ کم ۴۳ سال کی عمر پائی اور تاریخ گزیدہ سے ۴۰ سال کی عمر ثابت ہے بوہرون مین یہ روایت چلی آتی ہے کہ آمر کا صلبی بیٹا، جینے کی عمر کا اس وقت مین موجود تھا جسکا نام ابو القاسم طیب تھا اور یمین کی امامت کے لیے آمر نے نص کی اُنکو امراے دولت لیکر قاہرہ سے چلے گئے اور مستور ہو گئے[۲]۔ اسی لیے بوہرے آمر کے بھائی کی امامت کو تسلیم نہین کرتے۔

(۱۱) ابو میمون عبد المجید الملقب حافظ الدین اللہ بن امیر ابو القاسم بن مستنصر عرصہ دراز تک حافظ کی بیعت نکی گئی اس خیال سے کہ آمر کے محل مین شاید کسی عورت کو حمل ہو بطور نیابت کے کام کرتے رہے ان کی وزارت ابو علی احمد بن فضل بن بدر جمالی کے ہاتھ مین تھی اور وہ حافظ پر بیحد غالب تھا یہانتک کہ ۵۲۶ھ مین علانیہ باغی ہو گیا اور حافظ کو قید کر کے اپنا خطبہ جاری کیا اور اذان مین سے حی علی خیر العمل کا لفظ موقوف کرا دیا یہ بات شیعہ پر شاق گذری غلامون کی ایک جماعت نے اُس کو قتل کر کے تمام سامان اُسکا لوٹ لیا اور حافظ کو قید خانے سے نکالا اور اُس وقت اُنکی بیعت

[۱] دیکھو روضۃ الصفا حصہ ۴ مصری ۱۲ [۲] دیکھو ابو الفدا ۱۲ [۳] منقول از زبدۃ الحی صفحہ ۱۱

کی گئی ابو الفدا نے اسی طرح لکھا ہے مگر حبیب السیر و روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ ابو علی فدائیون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور بعد اُسکے حافظ کے دوسرے وزیر کو بھی فدائیون نے مار ڈالا اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا جمادی الاخری ۵۴۴ھ ہجری مین یہ خلیفہ فوت ہوا ۷۷ سال کی عمر پائی اور ۲۰ سال خلافت و امامت کی۔

(۱۲) ابو منصور اسماعیل ثانی الملقب ظافر باللہ بن حافظ

اِن کو اپنے وزیر عباس بن تمیم کے بیٹے نصر کے ساتھ تعشق پیدا ہو گیا ایک لحظہ اُسکو جدا نکرتے تھے اور اُسکو ایک آباد قریہ عطا کیا ظرفاے مصر کی زبانون پر یہ بات جاری ہوئی کہ نصر کا مہر تو اِس سے بھی زائد ہے وزیر کو اِس مطعونی سے غیرت آئی اور اپنے گھر دعوت کے بہانے سے بلا کر مروا ڈالا یہ واقعہ ۵۴۹ھ ہجری کا ہے کچھ کم پانچ سال سلطنت کی ۱۲ سال کی عمر پائی۔

(۱۳) ابو القاسم عیسی الملقب فائز بنصر اللہ بن ظافر اہل فرنگ سے

اِن کے وقت مین بھی لڑائی رہی بلاد غربی پر اہلِ فرنگ کا جو قبضہ ہو چکا تھا وہ مستحکم ہوا اور کچھ حصہ فائز نے اُن سے واپس بھی لے لیا صفر ۵۵۵ھ ہجری مین وفات پائی پانچ سال حکومت کی اور تھوڑے چھ سال اور چند ماہ حکومت کی ۲۱ سال کی عمر پائی۔

(۱۴) ابو محمد عبد اللہ الملقب عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ

انھون نے اپنے وزیر شاور کے ہاتھ سے تنگ آکر اتابک نور الدین سلطان موصل و دمشق سے مدد چاہی سلطان نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ روانہ کی وزیر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی شیرکوہ نے لشکر مصر و فرنگ دونون کو شکست دی اور مصر کو فتح کرکے دو مہینہ اور پانچ دن کی حکومت کے بعد فوت ہو گیا پھر اُسکا بھتیجا صلاح الدین حاکم مصر ہوا اور جمعہ کے دن ۲ محرم ۵۶۷ھ کو عاضد کے انتقال کے بعد خلفاے بغداد کے نام کا خطبہ پڑھا یہ پورا حال جامع التواریخ مؤلفہ رشید الدین فضل مین دیکھنا چاہیے۔

دول اسلامیہ میں لکھا ہے کہ ابتدا اسماعیلیہ کی مصر میں ۲۹۶ھ یا ۲۹۷ھ ہجری سے
ہوئی اور خاتمہ اُن کی دولت کا ۵۶۷ھ میں ہوا مدت حکومت دو سو ستر سال ہے اور ائمہ
اسماعیلیہ کی تعداد ۱۴ ہے اور جامع التواریخ کے ایک مقام سے بھی یہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ خاتمہ دولت اسماعیلیہ کا ۵۶۷ھ میں ہوا اور لطائف اخبار الدول میں قاضی
محمد عبد المصطفیٰ نے کہا ہے کہ انکی سلطنت کی مدت میں مصر میں ۲۶۸ سال ۵ ماہ ہے
سلطان صلاح الدین اور قاضی صدر الدین مارانی مذہب اشاعرہ پر تھے اِن دونوں نے
ابتدائے خدمت سلطان نور الدین سے دمشق میں اِسی طریقے پر نشو و نما پایا تھا بلکہ صلاح الدین
نے بچپن میں عقیدہ مولفہ قطب الدین مسعود نیشاپوری کو حفظ کر لیا تھا اور اپنے چھوٹے
بچوں کو یاد کرا دیا تھا اِس وجہ سے وہ اسی عقائد اشعری پر جمے ہوے تھے جب یہ مصر کے
بادشاہ ہوے تو سارے لوگوں کو التزام عقائد اشاعرہ پر آمادہ کیا اور تغیر مذہب اسماعیلیہ
وجہدویہ و ازالہ تشیع میں کوشش کرنی شروع کی اور مصر میں واسطے فقہاے شافعیہ
و مالکیہ کے کئی عالی شان مدرسے[1] تیار کرائے اور سارے قضاۃ شیعہ کو مصر سے نکالدیا
اور صدر الدین عبد الملک بن درباس مارانی شافعی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تب سے
اقلیم مصر میں جو کوئی قاضی مقرر ہوتا وہ شافعی المذہب ہوتا لوگ کھُلم کھُلا مذہب شافعی و مالکی پر
چلنے لگے اور مذہب شیعۂ اسماعیلیہ و امامیہ چھپ گیا یہانتک کہ ذہن مصر سے بالکل جاتا رہا
حسنیہ عاضد فائز کے بیٹے نہ تھے جیسا کہ صاحب تحفۂ اثنا عشری نے جانا ہے بلکہ
عاضد یوسف کے بیٹے ہیں اور یوسف بیٹے ہیں عبد المجید حافظ لدین اللہ کے اور اِس
خاندان میں سواے حافظ اور عاضد کے کوئی اور ایسا آدمی خلیفہ نہیں ہوا جسکا باپ
خلیفہ نہو اور امیر یوسف خلیفہ نہ تھے جیسا کہ تاریخ ابو الفدا اور تاریخ الخلفا مولفہ
سیوطی وغیرہ میں لکھا ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ میں حافظ کو
احمد مستعلی کا بیٹا بتایا ہے اور حبیب السیر میں مستنصر کا بیٹا کہا ہے بعض کتابوں میں
اُن کے باپ کا نام ابو القاسم محمد بن مستنصر لکھا ہے اور ابو الفدا نے بھی انھیں ابو القاسم
بن مستنصر کا بیٹا بتایا ہے اور تاریخ گزیدہ میں کہا ہے کہ وہ عبد المجید بن مستنصر کے

[1] شاید مصر میں صلاح الدین نے پہلا مدرسہ شافعیہ نامی [illegible] ہجری میں قائم کیا دیکھو روضتین جلد اول صفحہ ۱۹۱

بیٹے ہین مستنصر کے تین بیٹے تھے نزار احمد عبدالمجید اور حبیب السیر ہین لکھا ہے کہ
امر کے بعد خود عبدالمجید بن مستنصر تخت خلافت پر بیٹھ کر حافظ کہلائے۔
تحفہ ہین اِن خلفا کے نامون کی نسبت کئی غلطیان واقع ہوئی ہین اور مجالس المؤمنین
ہین غلطی سے ابوتمیم معد مستنصر کو قاہر کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ اِن خلفا ہین قاہر کسی کا لقب
نہ تھا اور معد مستنصر کے بیٹے ہین علی بن منصور کے اور علی کا لقب ظاہر لاعزاز دین اللہ ہے
اور اس باب ہین روضۃ الصفا حبیب السیر تاریخ گزیدہ اور عیون التواریخ وغیرہ مین
اگرچہ یہ بڑی بھاری غلطی ہوئی ہے کہ خود مہدی کا نام محمد بتایا ہے اور ابوالقاسم اُنکی کنیت
لکھی ہے مگر مرآت عالم کے مؤلف نے انتہاے غلطی یہ کی ہے کہ کہا ہے کہ ابوالقاسم محمد
منصور نے اپنا لقب مہدی مقرر کیا تھا اور جنکو اسماعیلیہ مہدی آخرالزمان جانتے ہین
اور مہدویہ کے بانی وہی تھے جب اُنھون نے ۳۲۲ھ مین رحلت کی تو اُن کی جگہ
اُنکا بیٹا القائم بامر اللہ نزار مسندنشین ہوا حالانکہ نزار مہدی سے پانچوین پشت مین ہین
اور اُن کا لقب عزیز باللہ تھا مہدی تو عبداللہ کا لقب ہے اور قائم اُن کے بیٹے
محمد کا اور جمہرۃ النسب ہین جو عبداللہ کے ساتھ قائم کا لفظ استعمال کیا ہے وہ بھی
اسی قبیل سے ہے اور تاریخ فرشتہ مین مستنصر اور علی ظاہر کے درمیان ایک نام محمد
لکھا ہے اور وہ زائد معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوسری کتب سے ثابت نہین۔

مہدویہ کا امامت مین اختلاف

مستنصر کے بعد سے مہدویہ مین اختلاف واقع ہوگیا اور دو فرقے بن گئے وجہ اسکی یہ ہے کہ
مستنصر نے اولاً اپنے بڑے بیٹے المصطفےٰ لدین اللہ نزار کی امامت کے لیے اپنے بعد نص کی پھر
اُن سے ناراض ہوکر چھوٹے بیٹے ابوالقاسم احمد الملقب مستعلی باللہ کی امامت کے لیے
نص کردی سو ایک جماعت نے نص ثانی کو نص اول کا ناسخ قرار دیا اور مستعلی کو امام
بحق جانا چنانچہ ان لوگون کو مستعلویہ کہتے ہین اور ایک جماعت مستنصر کی نص اول کے
بموجب نزار کو امام جاننے لگی اور کہنے لگی کہ نص ثانی لغو ہے اسلیے کہ نص اول اپنا کام

پورا کر چکی تھی اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ حضرت جعفر صادق کے بعد ان کی نص کے بموجب اسماعیل امام ہوئے نہ موسی کاظم تو یہان بھی نزار کی نسبت حق وصیت باطل نہین ہو سکتا اس فرقے کو نزاریہ کہتے ہین یہ لوگ نزار کی دعوت دینے لگے حسن صباح اسی مذہب کا سرگرم داعی تھا اور شیخ نزاری قہستانی بھی مذہب نزاریہ کا پابند تھا اسی لیے نزاری تخلص کرتا ہے اور مرآت عالم مین جو لکھا ہے کہ نزاری قہستانی حسن صباح کا عرف تھا یہ غلط ہے تحفۂ اثنا عشریہ مین نزار کو مستنصر کا بھائی بتایا ہے - اور دبستان المذاہب - تاریخ فرشتہ - حبیب السیر - اور مرآت عالم اور روضۃ الصفا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستنصر کے بیٹے تھے اور مجالس سیفیہ سے بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ اُس مین لکھا ہے کہ مستنصر باللہ نے دنیا سے رحلت کی ان کے پسر اکبر نزار پہلے ولی عہد تھے اِسکے بعد وہ خارج ہوئے اور اُن کے چھوٹے بھائی مستعلی ولیعہد ہوئے مستنصر کی وفات کے بعد مستعلی نے تخت قاہرہ معزیہ پر جلوس فرمایا اور نزار نے علٰحدہ نشان حکومت قائم کیا دونون بھائیون مین جنگ عظیم ہوئی فدائیان قلعۂ الموت ایران سب نزار کے طرفدار تھے اور اہل یمن سب مستعلی کے طرفدار تم کلام یاد رکھو کہ جب احمد مستعلی مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو نزار اسکندریہ کو بھاگ گئے وہان مستنصر کا ایک غلام حاکم تھا اُس نے تعظیم و تکریم کر کے سریر فرمان روائی پر بٹھا دیا مستعلی نے ایک بھاری فوج اسکندریہ کو بھیجی جسنے پہونچکر غلام کو مار ڈالا اور نزار کو قاہرہ مین پکڑ لائے مستعلی نے اُن کو قید کر دیا قید ہی مین انتقال ہوا - نزاریہ کا نام صباحیہ اور حمیریہ بھی ہے اور یہ نسبت ہے حسن بن محمد صباح حمیری اسماعیلی کی طرف اور یہ سارے مہدویہ مین سے اکثر تھے اسلیے انکو ملاحدہ بھی کہتے ہین اور حقیقت مین اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہین بلکہ ابن خلدون نے تو لکھا ہے کہ سارے اسماعیلیہ ملاحدہ کہلاتے ہین کیونکہ اُن کے مقالے مین الحاد بھرا ہوا ہے مگر اس مین شک نہین کہ مہدویہ بظاہر ہر ایک حکم شرع کی پابندی کرتے تھے اور اُنھون نے ظاہر مین بھی رعایت شرع کی اٹھا دی تھی نزاریہ کو بھی

نزاریہ

باطنیہ کہتے ہین اِس حسن کی نسبت ارباب تواریخ مین یہ بات مشہور ہے کہ اسکا نسب محمد بن صباح حمیری سے ملتا ہے مگر خواجہ نظام الملک نے اپنے وصایا مین اس افواہ کی تردید کی ہے اور کہا کہ جب حسن نیشاپور مین طالبعلمی کو آیا تو لوگون سے بیان کیا کرتا تھا کہ مین نسل عرب سے ہون خاندان صباح حمیری سے میرا باپ یمن سے کوفے مین کوفے سے قم مین قم سے رے مین آرہا تھا مگر اہل خراسان خصوصا اہل طوس کہتے ہین کہ یہ قول اُسکا صحیح نہین ہے اسکے اسلاف اِس ملک کے کسان تھے خواجہ نے اپنے وصایا مین حسن کی عیاری اور غداری کی طول طویل داستان لکھی ہے اور اس امر مین اسکے سخت شاکی ہین اور اسکے باپ کا نام علی لکھتے ہین اور اسکے بھی عقیدۂ فاسد اور خباثت طینت کو بیان کرتے ہین یہ علی رے کا باشندہ تھا ابو مسلم حاکم رے ایک دیندار شخص تھا اسلیے علی سے نفرت رکھتا تھا علی ہمیشہ ابو مسلم کے سامنے اپنے عقیدے کی صفائی ظاہر کرتا اور قسمین کھاتا اِس زمانے مین نیشاپور مین امام موفق جنکی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی طلبا کو درس دیا کرتے تھے اور اُن کے درس کی یہ برکت تھی کہ اُن کے پڑھنے والے طالب علم غالبا کسی مرتبے کو پہونچ جاتے تھے حسن کے باپ نے کہ اسماعیلی المذہب تھا مسلمانون کی اپنی طرف سے اس بدظنی کے دفعیہ کے لئے حسن کو نیشاپور لیجا کر امام موفق کے حلقۂ درس مین داخل کیا حسن اور خواجہ نظام الملک طوسی اور حکیم عمر خیام تینون ہم درس تھے اور آپس مین یہ معاہدہ ہوگیا کہ ہم مین سے جو شخص مرتبۂ امارت کو پہونچے اُس کی دولت تینون مین علی السویہ مشترک ہے خواجہ نظام الملک جب الپ ارسلان کے وزیر اعظم مقرر ہوگئے تو عمر خیام اُن سے ملے خواجہ نے اُنکا معقول بندوبست کر دیا عمر خیام نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور علوم کے پھیلانے مین مشغول ہوگئے خواجہ نے حسن کے ساتھ الپ ارسلان کے عہد مین تو کوئی سلوک نہ کیا سلطان ملک شاہ سے حسن کو ملا دیا لیکن خواجہ حسن سے کھٹکتے رہے حسن نے سلطان کے مزاج مین بہت دخل پیدا کر لیا سلطان نے ایک روز خواجہ سے کہا کہ بھلا کتنے دنون مین تمام ممالک کے جمع خرچ کا حساب مشرح و مرتب کر لوگے خواجہ نے کہا

کہ دو برس مین سلطان نے کہا کہ یہ مدت بہت زیادہ ہے حسن نے سلطان سے وعدہ کیا
کہ اس خدمت کو فدوی چالیس دن مین انجام دے سکتا ہے چنانچہ وہ اس کام پر
مامور ہوا اور سارا حساب طے کر کے پیش کرنے کے لیے لے گیا حسن کے نوکر کے پاس
یہ دفتر تھا اور وہ دربار سے باہر لئے کھڑا تھا خواجہ نے وہ کاغذات اُس سے
دیکھنے کے نام سے لیکر زمین پر ڈالدیے تمام پریشان ہوگئے نوکر نے اُن کو جمع کر کے
رکھ لیا اور حسن سے یہ بات نکہی حسن جب وہ کاغذات سلطان کو ملاحظہ کرانے لگا تو
اُنکو بالکل ابتر پایا حسن سے جب سلطان نے سوال کئے تو ہان ہون کرنے لگا سلطان
نے ملول ہو کر فرمایا کہ تعلل کا کیا سبب ہے نظام الملک نے عرض کیا کہ اہلکار لوگ
جس کام مین دو برس کی مہلت چاہتے ہون اُسکو ایک ناواقف چالیس دن مین
کیسے پورا کر سکتا ہے مین نے تو سابق مین حضور سے عرض کر دیا تھا کہ اس شخص کی طبیعت
مین کجروی اور مزاج مین طیش ہے اعتماد کے قابل نہین سلطان حسن سے ناخوش ہوگیا
حسن چھپکر رودبار کو چلا گیا پھر یہان سے اصفہان پہونچا یہان بھی زیادہ نہ ٹھہرا
اور مصر کو چلا گیا مستنصر اسماعیلی یہان امامت کرتے تھے اُنھون نے حسن کی بہت خاطر
کی مگر ڈیڑھ برس سے زیادہ حسن اُن کے پاس نہ ٹھہر سکا اسلئے کہ حسن نزار کا
طرفدار تھا اور مستعلی کی امامت کے لئے جو مستنصر نے نص کی تھی اسکا مخالف تھا اور
یہ بات سپہ سالار اور افواج مصری اور تمام اعیان دربار کے خلاف تھی حسن کو مصر
بھی چھوڑنا پڑا اور یہان سے حلب کو حلب سے بغداد کو بغداد سے خوزستان کو
خوزستان سے اصفہان کو گیا اور اسی طرح ولایت عراق اور آذربائجان مین پھرنے لگا
اور لوگون کو طریقہ اسماعیلیہ اور امامت نزار کی طرف دعوت کرنے لگا اور چند روز
دمشق مین رہنے کے بعد اُسنے قہستان مین جاکر دعوت اسماعیلیہ کا سلسلہ جاری کیا
اور بہت سے آدمی خفیہ طور پر اسکی اطاعت کرنے لگے۔ روضۃ الصفا مین لکھا ہے
کہ اسماعیلیہ حسن کو سیدنا کہتے ہین اور حسن نے رودبار پہونچنے سے پیشتر کچھ
اپنے آدمی الموت کو بھیجے تاکہ وہان کی رعایا کو مذہب نزار کی طرف دعوت کرین

حسین قاینی ایک داعی کی کوشش سے رعایائے الموت اس مذہب میں داخل ہو گئی سلطان جلال الدین ملک شاہ کی طرف سے یہاں کا حکمران مہدی علوی تھا جو بظاہر اسماعیلیہ کی طرفداری کرتا تھا اور باطن میں ان کے مخالف تھا جب مہدی نے دیکھا کہ اسماعیلیہ نے یہانتک قوت پیدا کر لی ہے کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی تو ایک دن شب کے وقت فریب سے سارے اسماعیلیہ کو قلعہ سے نکال دیا اور کہا یہ قلعہ سلطان کا ہے غیر کا اس میں کیا کام اسماعیلیہ میں اور مہدی میں بہت سی گفتگو ہوئی جس کا آخری یہ نتیجہ نکلا کہ مہدی نے سب کو قلعہ میں واپس بلا لیا اب اسماعیلیہ اس سے ہوشیار رہنے لگے بلکہ ایک شب اچانک مہدی کی غفلت میں حسن کو قلعہ پر بلا لیا - یہ واقعہ ماہ رجب ۴۸۳ھ ہجری کا ہے حسن نے مہدی کے ساتھ بڑی چال یہ کی کہ اس سے کہا کہ میں یہاں اتنی زمین اپنی سکونت اور عبادت کے لئے لینا چاہتا ہوں تین ہزار دینار کو میرے ہاتھ چرسہ بھر زمین فروخت کر دو مہدی راضی ہو گیا حسن نے اس چرسے کے باریک تسمے کٹوا کر تمام قلعہ کے آس پاس کھنچوا دئے اور اس قیمت کے ادا کرنے کے لیے ایک رقعہ حاکم گردکوہ کے نام جسے رئیس مظفر کہتے تھے اور مخفی طور پر وہ حسن کی دعوت قبول کر چکا تھا لکھ دیا اور قلعہ میں سے مہدی کو نکال دیا مہدی نے کچھ عرصے کے بعد رئیس مظفر کو وہ رقعہ دیکر دینار وصول کر لئے حارث خان اصفہانی بہجۃ العالم میں کہتا ہے رودبار قزوین کے شمال میں چھ فرسخ کے فاصلے پر ہے اس میں پچاس قلعہ موجود ہیں جن میں سے بہتر قلعہ الموت ہے یہ قلعہ اسماعیلیہ کا دار الملک تھا اور اقلیم چہارم میں داخل ہے بسنہ ۴۸۳ھ میں حسن کے قبضے میں آیا ہے اس قلعہ کی وجہ تسمیہ برہان قاطع میں یہ لکھی ہے الموت الف اور لام کے فتحہ سے جبروت کے وزن پر مشہور قلعہ کا نام ہے جو قزوین اور گیلان کے درمیان میں واقع ہے اس قلعہ کو نہایت بلند ہونے کی وجہ سے آلہ آموت کہا کرتے تھے جسکے لفظی معنے عقاب کا گھونسلا ہے اس لئے کہ الہ (الف کے فتحہ لام کے ضمہ کے ظہور سے) عقاب کو کہتے ہیں اور آموت (لاہوت کے وزن پر) گھونسلے کے معنے میں ہے عقاب اونچے مقامات پر گھونسلا رکھتا ہے

بلندی کی وجہ سے اس قلعہ کا نام بھی اَلَہ آموت مقرر کیا گیا تھا جو کثرت استعمال سے الموت ہو گیا اس نام کے حروف سے عدد بحساب جمل لیکر جمع کیے جائین تو حسن بن صباح کے اُس قلعہ مین داخل ہونے کی تاریخ نکلتی ہے۔ فردوس بریں مین عبدالحلیم صاحب شرر نے اس قلعہ کا نام التمونت لکھا ہے اور یہ صحیح نہین ۴۸۳ھ تک قہستان اور رودبار کے سارے قلعے حسن کے قبضہ مین آگئے اور مذہب نزاریہ کو بڑی رونق حاصل ہوئی اور حسن نے اس مذہب مین بہت سی کتابین تصنیف کین انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد دوم کے صفحہ ۲۳۰ مین مرقوم ہے کہ حسن نے سنہ ۱۰۹۰ء مین دھوکے سے قلعہ الموت پر جو شمالی ایران مین ہے قبضہ کر کے مع اپنے مقلدون کے وہان چلا گیا اور یہان اس کے پیروون کو حشاشین کا لقب ملا اور حسن شیخ الجبل[1] بھی کہلانے لگا جسکا ترجمہ پہاڑ کا بزرگ ہے یہان سے ثابت ہوا کہ تمدن عرب مین صفحہ ۴۰۴ پر جو ایک نوٹ مین لکھا ہے حشیشین قرامطیون (قرامطہ) کے ایک گروہ کا نام تھا جنکو حسن نیشاپوری نے سنہ ۱۰۹۰ء مین جمع کیا اور انھون نے اپنا قلعہ لبنان مین بنایا تھا جسکی وجہ سے حسن کو شیخ الجبل کہتے تھے انتہی یہ صحیح نہین اسلیے کہ کسی کتاب تاریخ سے حسن کو لبنان کے قلعہ کی وجہ سے شیخ الجبل کہنا ثابت نہین ہوتا حسن کا لبنان مین جانا ثابت ہے منتہی الارب مین لکھا ہے لبنان[2] ختمان کے وزن پر ایک پہاڑ کا نام ہے جو شام مین واقع ہے اور حسن نے ایران مین فتوحات حاصل کی تھین اگرچہ اُس کے متبع شام تک پھیل گئے اور لبنان مین اپنے قلعے بنائے تھے چنانچہ ابن جبیر نے اپنے

رحلہ مین اسکا ذکر دمشق کے سفر مین حلب۔ انطاکیہ۔ لاذقیہ۔ تھنے اور معرے مقامات کے پاس کیا ہے اور کہا ہے کہ تھنے سے بلاد معرے چھ میل ہے اس کے دوسری طرف جبل لبنان واقع ہے جبل لبنان کے دامن مین اسماعیلیہ کے قلعے ہین یہ مرتدون کا ایک گروہ ہے شیطان نے اُن کی گمراہی کے واسطے سنان نامی ایک شخص کو اُن پر مسلط کر دیا تھا یہ لوگ اُسکو پوجتے تھے اور اُس پر اپنی جانین نثار کرتے تھے اگر وہ حکم دیتا کہ پہاڑ پر سے گر پڑو تو کوئی دریغ نکرتا انتہی مگر حسن شیخ الجبل قلعہ لبنان کی وجہ سے نکہلایا بلکہ یہ لقب اُسکا قلعہ الموت کی وجہ سے ہوا ہے جہان وہ رہا کرتا تھا اور الموت ایران خصوصا عراق عجم مین واقع ہے۔ انسائکلو پیڈیا بٹانیکا کی جلد دوم مین ہے کہ حسن سے دوسرے درجے پر داعی الکبار تھے جو اُن تین ضلعون پر حکومت کرتے تھے جن پر حسن کا قبضہ تھا اور اُن کے ماتحت عام داعی تھے جو پورے طور پر خفیہ اصولون سے واقف تھے اور اُن کو پھیلاتے تھے اور چوتھے درجے پر رفیق تھے اور یہ رفیق ترقی پاکر داعی کے رتبے کو پہونچ جاتے تھے اور ان کے بعد پانچوان درجہ فدائیون کا تھا یہ سب جوان آدمی ہوتے تھے اور انھین مین سے کسی کے قتل کرنے یا کسی اور سخت ضرورت کے لیے منتخب کیے جاتے تھے جب حسن کو کسی کام کی ضرورت ہوتی تو فدائیون کو حشیش بلائی جاتی جو کہ بھنگ کے پتون سے بنتی تھی اسی وجہ سے انھین حشاشین کہنے لگے اور بہت ہی تھوڑے سے تغیر سے یہ لفظ اَسَاسِن ہو گیا اور یورپ کی کل زبانون مین موجود ہی اساسن کے معنے یورپ کی زبان مین اُس قاتل کے ہین جو گھات سے مار ڈالے جس وقت کہ فدائی اس بیہوشی کی حالت مین شیخ کے نہایت خوبصورت باغ مین چھوڑ دئے جاتے تھے تو اُن کو یقین دلایا جاتا تھا کہ یہ جنت کا باغ شیخ کی وجہ سے

اسماعیلیۃ کما تقدم القول بہا اعظم حصونہم الموت فیہ کان یسکن کبیرہم ۱۲ منہ ۵۳ بھنگ کو حشیش بھی کہتے ہین ۱۲

ایک مقام ہے ... حصون الملاحدۃ ...
نخبۃ الدہر کی فصل ...
لبنان ...
اسلام واودعت ...
... عجائبہ ...
رحلہ ابن جبیر مطبوعہ ...

مل سکتا ہے اور اُن کو اُسکے احکام کی تعمیل کی ترغیب دلائی جاتی تھی چھٹے درجے
کے لوگ لاسک تھے جس کا ترجمہ نوآموز اور مبتدی ہے اور ساتوین درجے مین
عوام تھے اِس گروہ نے بڑی بڑی سختیان کی تھین دو صدی تک اطراف و جوانب
مین ایک تہلکہ ڈالدیا تھا بڑے بڑے آدمیون کو جو شیخ سے مخالفت رکھتے تھے
اُنھون نے مارڈالا سب سے اول نظام الملک کو مارا پھر اُسکے بیٹے کو خنجر سے مارا سلطان
ملک شاہ کا زہر سے مرنا بھی انھین کی سازش سے سمجھا جاتا ہے اور یہ فدائی ممالک مین
پھیل گئے تھے اب بھی اُن کے چھوٹے چھوٹے گروہ شام کے پہاڑون مین موجود ہین
ہامر پرگستال نے اِس فرقے کی تاریخ مین ایک کتاب لکھی ہے جو جو علما فرقۂ اسماعیلیہ
کے خلاف تھے اُن کو چن چن کر ان فدائیون نے ہر ایک طرح کی گھات سے قتل کرڈالا کسی کے شاگرد
بنکر مارڈالے کسی کو خدمتگار بنکر قتل کرڈالے اس لئے ہر ایک مذہب کے علما ڈرنے لگے
اور حسن کے خلاف مُنہ سے کوئی لفظ نہین نکالتے تھے اِن فدائیون کا یہ حال تھا کہ جب
سلطان سنجر نے قلعہ الموت کی تباہی کے لئے کئی بار سپاہ بھیجی تو حسن نے اُسکے ایک
نوکر کو جو نہایت مقرب تھا اور حسن سے حُسن عقیدت رکھتا تھا حکم دیا کہ جب سلطان
سوتا ہو تو اُسکے سرہانے ایک چھری زمین مین گاڑ دے اُسنے ایسا ہی کیا سلطان بیدار
ہوا تو اس بات سے اُس کے دل مین بڑا اندیشہ پیدا ہوا تھوڑے دنون کے بعد
حسن نے سلطان سے کہلا بھیجا کہ اگر مجکو آپ سے محبت نہوتی تو وہ چھری جو زمین سخت مین
گاڑ دی گئی تھی آپ کے سینۂ نرم مین گڑ دی جاتی سلطان نے حسن سے صلح کرلی اور
اس وجہ سے حسن کا کام زیادہ ترقی کرنے لگا حسن نے اپنے ایک بیٹے حسین نامی کو
حسین قاینی فاتح قہستان کے جرم قتل کی سزا مین مروا ڈالا اور دوسرے بیٹے کو
شراب نوشی کی علت مین مروا دیا ۸- ربیع الثانی ۵۱۸ھ ہجری مطابق ۱۱۲۴ع
کو حسن کا انتقال ہوگیا حسن مذہب نزاریہ اسماعیلیہ کا داعی تھا۔

نزاریہ نزار کے بعد اُسکے بیٹے ہادی کو امام جانتے ہین مگر مورخین کی تحقیق یہ ہے
کہ نزار نے کوئی اولاد باقی نہین چھوڑی تھی احمد مستعلی نے حکومت پائی تو نزار کو

مع اُن کے دو بیٹون کے قید کر دیا تینون نے قید ہی مین جان دی اور نزاریہ یون بات بناتے ہین کہ ابوالحسن سعیدی مستنصر علوی کے انتقال کے بعد مصر سے الموت مین حسن بن محمد صباح حمیری کے پاس آیا اُسکے ساتھ ایک لڑکا تھا نزار کی اولاد مین سے جس کے حال سے حسن بن صباح حمیری کے سوا کوئی واقف نہ تھا اِس لیے حسن نے اُس لڑکے کو نہایت تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور بعض یون کہتے ہین کہ خود حسن بن صباح حمیری مصر مین آیا اور نزار کی ایک عورت سے جو قید مین تھی ملا اُسکے پاس سے ایک صغیر السن بچے کو لے لیا اور لوگون سے بیان کیا کہ یہ نزار کا فرزند ہے اور اُس لڑکے کو شہر رے کو لے گیا اور نام اُسکا ہادی مقرر کرکے دعوت اُسکے نام سے شروع کی ہزارہا آدمی اُسکے حلقۂ اطاعت مین آگئے پھر ابن صباح نے طبرستان کے قلعے فتح کر لیے اور قلعۂ الموت پر قبضہ کرکے اُسے دارالحکومت قرار دیا اور نام اُسکا بلدۃ الاقبال رکھا اور اسنے اپنے مرض الموت مین ایک شخص کیا نامی کو خلیفہ بنا کر وصیت کردی کہ ہادی کی تعلیم و تربیت مین جو ابھی لڑکا تھا پوری کوشش کرے اور کیا نے انتقال کے وقت اپنے بیٹے محمد کو اپنا نائب مقرر کیا ایک دن جو ہادی کو شہوت کا غلبہ ہوا تو محمد ابن کیا کی عورت کو بلا کر اُس سے صحبت کی کیونکہ انکے نزدیک امام کے لیے ہر ایک حرام حلال ہے وہ عورت حاملہ ہوگئی اور ہادی کے انتقال کے بعد ایک لڑکا جنی جسکا نام حسن رکھا گیا یہ بیان اُسی عورت کا تھا جسے ہادی کے اکثر متبعون نے باور کر لیا اور کچھ لوگون کو شک پیدا ہوگیا اور یہ کہنے لگے کہ ہادی جس عورت سے ہم بستر ہوا تھا وہ اور تھی اور محمد بن کیا کی زوجہ کو بھی اُسی زمانے مین جب ہادی نے اُس عورت کے ساتھ صحبت کی تھی اپنے شوہر سے حمل رہگیا اور اتفاقاً دونون عورتون کے ایک ہی وقت مین بیٹے پیدا ہوے محمد بن کیا کی بی بی نے اپنے لڑکے سے اُس لڑکے کو جو ہادی کا نطفہ تھا بدل لیا بہر صورت بعد محمد بن کیا کے حسن نے ظاہر کیا کہ مین نزار کی اولاد سے ہون اور ہادی کا بیٹا ہون اور امامت کا دعویٰ کیا جس کو نزاریہ سنے

تسلیم کیا اور بعض نے سلسلہ نسب اسکا یون لکھا ہے حسن بن مہدی بن ہادی بن نزار بہرصورت حسن بن ہادی نہایت عاقل بلیغ حاضر جواب اور خوش محاورہ تھا بہت خطبے دیتا تھا اور لوگون مین اس بات کو تاکید سے بیان کرتا تھا کہ امام کو حق حاصل ہے کہ جو چاہے کرے اور امام تکالیف شرعیہ کو دور کر سکتا ہے اور مجھے خدا کا علم غیب سے یہ پہونچتا ہے کہ تم سے ساری تکالیف شرعی کو اٹھا دون اور تمام محرمات کو تمپر مباح کردون جو کچھ چاہو کرو بشرطیکہ باہم جنگ و جدال و کشت و خون نہ کیا کرو اور اپنے امام کی اطاعت سے انحراف نہ کرو نزاریہ اسکو امام برحق جانتے تھے اور اس کی ذات کو قیامت کہتے تھے اس لیے کہ انکا اعتقاد یہ تھا کہ اسوقت قیامت قائم ہوگی جب آدمی خدارس ہو جائین گے اور تکالیف شرعیہ اٹھ جائینگی اور قیامت سے یہی مطلب ہے حسن نے اپنی امامت کے زمانے مین خلائق کو خدا سے ملا دیا اور شریعت کے رسوم اٹھا دیے۔ کہتے ہین کہ جب یہ امام ہوا تو ۵۵۹ھ ہجری مین ساکنان الموت کو عیدگاہ مین جمع کیا اور ایک ممبر رکھوایا جس کے چارون کونون پر چار علم سرخ زرد سبز اور سفید جھنڈے گڑا دیے اور ۱۷ تاریخ رمضان سنہ مذکور کو ممبر پر بیٹھ کر فرمایا مین امام زمانہ ہون امر و نہی کی تکلیف اہل جہان سے مین نے اٹھا دین اور تمام احکام شرعی کو موقوف کر دیا اب زمانہ قیامت کے قائم ہونے کا ہے چاہیے کہ مخلوق کا باطن خدا کی طرف متوجہ ہو اور ظاہر مین جو کچھ چاہین کرین اور ممبر سے اتر کر روزہ افطار کر لیا اور تمام آدمیون کو حکم دیا کہ مثل عید کے خوشی منائین اور اس دن کا نام عید القائم رکھا اور الموتیان[1] سے علی ذکرہ السلام کہتے تھے شعرائے ملاحدہ نے اسکی مدح مین قصائد لکھے تھے اس کی مدح مین یہ ایک شعر ہے۔

برداشت غل شرع بتائید ایزدی	مخدوم روزگار علی ذکرہ السلام

اس حسن کے زمانے مین امام فخر الدین رازی رے مین رہتے تھے اور تصنیف اور وعظ و نصیحت سے مسلمانون کو فیض پہونچاتے تھے مسائل خلافی مین جب ان سے کوئی بات دریافت کی جاتی تو فرماتے خلافاً للملاحدۃ لعنہم اللہ خذلہم اللہ حسن نے ایک فدائی کو متعین کیا وہ امام کے پاس آیا اور طالبعلمون کے لباس مین رہا اور فرصت کا منتظر

رہتا

رہتا تھا ، ماہ کے بعد اتفاق سے امام رازی کو تنہا حجرے مین پالیا اندر سے دروازہ بند کر کے امام کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچ کر اُن کی چھاتی پر رکھدیا اور کہنے لگا تم کس لیے ہمیشہ ہمارے پیشواؤن پر لعن وطعن کرتے رہتے ہو امام نے اُسکو قسم دی اور بہت کچھ الحاح کی تب اُسنے کہا کہ مجھکو تمھارے قتل کا حکم نہ تھا ورنہ ہرگز نہ چھوڑتا ہمارے سید نے تمکو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہمکو عوام کی باتون کا خوف نہین تمھاری باتون کا خیال ہے کیونکہ جو بات تمھارے منھ سے نکلے گی وہ ہمیشہ باقی رہے گی اور اُس سے ہماری بدنامی قائم رہے گی آپ قلعہ مین تشریف لایئے تاکہ شرط مد متگذاری ادا کی جاسے امام نے کہا کہ میرا وہان چلنا تو ممکن نہین مگر آئندہ کبھی بُرائی کے لفظ سے یاد نہ کیا جاے گا بعد اسکے فدائی نے تین سو مثقال سونا اور دو یمانی چادرین امام کے سامنے رکھدین اور کہا کہ یہ وظیفہ تمھارا ایک سال کا ہے اور آیندہ ہر سال اسی طرح پہونچتا رہے گا اور خود حجرے سے چلا گیا کہ پھر کسی نے اُسکو وہان نہ دیکھا اِس واقعہ کے بعد سے امام جب کبھی خلافی مسئلہ بیان کرتے تو کہتے خلافاً للاسماعیلیۃ ایک شاگرد نے عرض کیا کہ اس کلمے کے اختیار کرنے کا کیا سبب ہے امام نے جواب دیا کہ وہ برہان قاطع رکھتے ہین حسن کے مارے جانے کے بعد اُسکا بیٹا **محمد** امام ہوا محمد کو اُسکا بیٹا **جلال الدین حسن** ہلاک کرا کر خود امام ہوا اور اُسنے اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ دیا مسلمان پاک ہوا یہانتک کہ اپنے اسلاف کا کتب خانہ بھی جلوا دیا اور اُنپر طعن کرنے لگا اور مذہب باطنیہ کو مٹانا شروع کر دیا اور اپنی تمام رعایا کو بھی مذہب اہل سنت پر چلنے کی تاکید کرنے لگا اور اپنے حسن اعتقاد پر خلیفہ اور اہل بغداد کو بھی اطلاع کر دی اور اپنی مان کو بہت سے تحائف اور ہدایا دیکر خانۂ کعبہ کو حج کے لیے بھیجا جلال الدین حسن کے بعد اُسکا بیٹا **علاء الدین محمد** امام ہوا تو اُسنے طریقۂ ملاحدۂ باطنیہ کو اختیار کر لیا اس علاء الدین کے عہد مین ناصر الدین عبد الرحیم بن ابو منصور حاکم قہستان نے محمد بن حسن عرف خواجہ نصیر الدین طوسی کو قہستان مین پابند کر لیا تھا خواجہ نے اخلاق ناصری اسی کے

بزرگون کے طریق پر ہوا ہادی کی ذریات مین امامت وحکومت ایک سو اکہتر برس رہی رکن الدین پورے ایک سال بھی حکومت نکرنے پایا تھا کہ ترکان تتاری یعنی چنگیز خانیون کے ہاتھ سے اسکی دولت برباد ہوئی غرضکہ ان اسماعیلیہ کا خاتمہ تاتاریون نے ایران مین اور کُردون نے شام مین ہمیشہ کے لیے ساتوین صدی مین کیا۔

نزاریہ کا مستقطیہ اور سقطیہ بھی نام ہے اِس لیے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ امام فروع کے ساتھ مکلف نہین ہے بلکہ اُسکو یہ بھی اختیار ہے کہ بعض تکالیف یا تمام تکالیف کو آدمیون سے دور کردے اور نزاریہ کی راے یہ ہے کہ امام ایکبار کسی بات کی وصیت کردے اور پھر اُسکے خلاف پر نص کرے تو نص اول ہی پر عمل کرنا چاہیے اور ثانی لغو ہے بخلاف مستعلویہ کے کہ اُن کے نزدیک نص دوم ناسخ ہے نص اول کی نزاریہ اسی لیے مستنصر کے بعد نزار کو امام منصوص جانتے ہین اور نزار کے بعد ہادی کو اور ہادی کے بعد حسن کو اور ملاحدہ امام کا معارف مین لطف ہونا مانتے ہین بخلاف اثنا عشریہ کے کہ وہ اداے واجبات عقلیہ یا حجت نقل شریعت وغیرہ مین اُسکا لطف ہونا قرار دیتے ہین اور نزاریہ کہتے ہین کہ عالم قدیم ہے اور زمانہ غیر متناہی ہے اور ارواح تناسخ کرتی ہین اور معاد جسمانی کا انکار کرتے ہین جنت و دوزخ کے بھی منکر ہین کہتے ہین کہ معاد روحانی ہے اور بہشت و دوزخ معنوی چیزین ہین اور کہتے ہین کہ ہر شخص کے لیے قیامت اُسکی موت ہی اور ملاحدہ کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہین ہوتا پس ایمان باللہ کو عقل واجب نہین کرتی اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کی برائی دریافت ہو سکتی ہے بلکہ یہ سب باتین شرع سے جانی جاتی ہین[1]۔

اسماعیلیہ کے مناصب اور دعوت کے طریق

فرقۂ اسماعیلیہ کا نام سبعیہ بھی ہے اور یہ نام اِس وجہ سے مقرر ہوا ہے کہ کہتے ہین کہ انبیا شریعت کے پہچاننے والے صرف یہ سات شخص ہین۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ۔ محمد۔ اور مہدی اور درمیان دو رسولون کے سات امام ہوتے ہین جو ایک رسول کی

شریعت کو تمام کرتے ہین اور احکام کا اجرا فرماتے ہین جب تک دوسرا رسول مبعوث ہو
پس امام اول حضرت علی امام دوم حضرت حسن امام سوم حضرت حسین امام چہارم حضرت علی
زین العابدین امام پنجم حضرت محمد باقر امام ششم حضرت جعفر صادق امام ہفتم حضرت
اسماعیل بن جعفر ہین جو درمیان محمد علیہ السلام اور مہدی کے شریعت قائم رکھتے ہین
اور شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ان کو سبعیہ اسلیے کہتے ہین کہ ان کے نزدیک سات امام ہین
ساتوین محمد بن اسماعیل ہین بعض سبعیہ ان پر توقف کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ سات
سات ائمہ کا اس طرح دوران رہتا ہے جس طرح ہفتون کا اور دونون کا شرح مواقف مین
مذکور ہے کہ اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر عصر مین واسطے ہدایت لوگون کے سات آدمیونکا
ہونا ضرور ہے اول امام کہ جانب غیب سے اُسکو علم اور احکام بے واسطہ پہونچتے ہین اور
سلسلہ علوم کی انتہی اسی کی ذات ہوتی ہے۔ دوسرا **حجت** کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے
آدمیون تک پہونچاتا ہے تیسرا **ذومصہ** یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا **داعی اکبر**
یہ مومنون کے درجات کو بڑھاتا ہے اور امام اور حجت کے نزدیک اُن مین ترقی دیتا ہے
پانچوان **داعی ماذون** یہ طالبین سے عہد و پیمان لیکر امام کی بیعت مین داخل کرتا ہے
اور لوگون کو علم و معرفت سکھاتا ہے چھٹا **مکلّب** یہ شخص اگرچہ بڑے درجے کا آدمی ہوتا ہے
لیکن اس کو دعوت کا اذن نہین ہوتا اسکا صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے
مقابلہ مین حجت اور دلیل کے ساتھ شُبہات ڈالدے اور اُسکے احتمالات کا جواب دے اور
جب وہ متحیر ہوکر طلب حق کی درخواست کرے تو یہ داعی ماذون کو بتا دیتا ہے کہ اُس
آدمی کے پاس جاؤ اُس سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہوجائے گا پھر داعی ماذون
اُس سے عہد و پیمان لیکر ذومصہ کے حوالے کردیتا ہے اگر استعداد طالب کی ذومصہ
کے مبلغ علم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہونچا دیتا ہے اِسی طرح حجت
امام کے پاس اگر موجود ہو ساتوان **مومن**۔

ملا مُدا الجواہر فی احوال البواہر مین لکھا ہے کہ کتب اسماعیلیہ کی سیر سے معلوم ہوتا ہے
کہ دعاۃ اسماعیلیہ خصوصًا دعاۃ فاطمیین نو دعوتین ارشاد کرتے ہین مگر داعی جس شخص کو مین

جس قدر شوق اور قابلیت پاتا ہے اُسی قدر دعوتین اُسکو کرتا ہے۔

دعوت اول داعی نہایت وقار سے مسند ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جس کو دعوت کرتا ہے اول اُس سے تاویل آیات اور معانی امور شریعت کی مشکل باتون کے اور تھوڑے سے علم طبیعیات وغیرہ کے مشکل مسئلون کے بھی سوالات کر کے کہتا ہے کہ اے شخص اسرار دین پوشیدہ ہے اور اکثر آدمی اُس سے منکر اور جاہل ہین اگر امت محمدی کے لوگ اِن باتون کو جان لیتے جو اللہ تعالیٰ نے ائمۂ اہلِ بیت سے مختص کی ہین تو آدمیون مین اختلاف پیدا نہوتا جب مدعو یہ بات سُنتا ہے تو داعی کے پاس جو کچھ معلومات ہوتی ہے اُسکے سننے کا مشتاق ہوتا ہے پھر داعی اُسکی رغبت پاکر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور بڑی عمدگی سے آیات قرآن اور شرائع دین کے مطالب بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ اختلاف لوگون مین آیا ہے اور گمراہی مین پڑے ہین یہ سب اِس وجہ سے ہے کہ ائمہ دین اور حافظان دین نبی سے روگردانی کی ہے اور غیرون کی اتباع کرتے ہین اور حق یہ ہے کہ ائمۂ ہدیٰ شرع رسول کے حافظ ہین اُسکی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہین معانی ظاہری وباطنی اور تاویل وتفسیر قرآن سے آگاہ ہین جب مسلمانون نے دوسرون کی اتباع کی اور اپنی عقل سے دلائل نکالنے لگے تو گمراہی مین پڑ گئے اللہ تعالیٰ نے علم دین کو پردے مین مخفی رکھا ہے تاکہ اسرار الٰہی مبتذل نہو جائین پس اللہ کے بھید سواے فرشتۂ مقرب اور نبی مرسل یا بندۂ مومن کے جسکا دل خدا نے تقوے مین امتحان کر لیا ہے کوئی نہین جان سکتا جب مدعو کا دل داعی کی باتون سے خوب مربوط ہو جاتا ہے اُسوقت داعی دوسری بات مین شروع کرتا ہے کہتا ہے رمیٔ جمار[لہ]

لہ رمی کی جمع ہے ... جمار پتھرون کو کہتے ہین اور منا مین چار ان تینون مکانون کا نام ہے جمرۂ اول کہتے ہین جو مسجد خیف کے پاس ہے اور دوسرا جمرۂ وسطی اور تیسرا جمرۃ العقبہ ابن خزیمہ مین عبداللہ بن عباس صحابی سے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ... ابراہیم خلیل نے شیطان کو سنگ ... شیطان ان تینون مقامون مین سات سات بار اور انھون نے مارا

اور شتی صفا کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزے کی قضا کا حکم ہے اور قضائے نماز کی
ممانعت ہے اور کیا سبب ہے کہ جنابت کے پیچھے غسل کا حکم ہوا ہے اور بول و براز کے
کے واسطے غسل کا حکم نہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ دن مین پیدا کیا کیا
ایک گھڑی مین پیدا کرنے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنے ہین اور کراما کاتبین کیا ہین
اور کراما کاتبین کو جو ہم نہین دیکھتے اسکا کیا سبب ہے کیا وہ ہم سے مکابرے کے
سبب سے خائف ہین اور ہم سے اِس خوف سے چھپ کر گواہ بنے ہین اور ہمارے اعمال
لکھتے رہتے ہین اور زمین کا بدل دینا قیامت کو اور عذاب جحیم کیا ہے اور یہ کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے کہ عاصی کی جس جلد نے گناہ کیا ہے وہ ایک اور جلد سے بدل دیجائیگی جو گناہ مین
شامل نہین تا کہ اُسکو عذاب دیا جاے اور اس آیت کے کیا معنی ہین وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ
فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمَانِیَةٌ اور شیطان اور اُسکی صفت کیا ہے اور وہ کہان رہتا ہے اور
یاجوج و ماجوج اور ہاروت و ماروت کیا ہین اور کہان رہتے ہین اور سات دوزخین

[illegible]

اور آٹھ بہشتیں کس وجہ سے ہیں اور کیا ہیں اور قوم لوط کا درخت اور دابۃ الارض اور رؤس الشیاطین اور شجر ملعونہ اور زمین اور زیتون کیا ہیں اور اس آیت کے کیا معنی ہیں فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس اور حروف مقطعات کے کیا معنے ہیں اور سات آسمان اور سات زمین اور سبع المثانی اور بارہ مہینے کس وجہ سے ہیں اور قرآن و سنت پر عمل کرنا تمہارے حق میں کیا کرے گا اور فرائض لازمی کے کیا معنے ہیں۔ اور اول اپنے نفس کی فکر

[illegible]

کرنا چاہیئے کہ کہان ہے اور تمھاری روح اور اُس کی صورت کس طرح کی ہے اور وہ جسم مین کس جگہ رہتی ہے اور روح کا حال کیا ہے اور انسان کیا ہے اور کیا ہی تفاوت انسان اور بہائم اور حشرات کی زندگی اور حیات مین اور کیا فائدہ ہے حشرات کے پیدا ہونے اور نباتات کے اُگنے مین اور اسکے کیا معنے ہین کہ حوا آدم کی پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنے ہین کہ انسان عالم صغیر ہے اور عالم انسان کبیر ہے اور انسان کا قامت کیون کھڑا پیدا ہوا اور حیوان کا خلاف اس کے اور کس واسطے پاؤن اور ہاتھون کی دس دس انگلیان ہوئین اور کیا وجہ ہے کہ ہر انگلی مین تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے مین دو اور چہرے مین سات سوراخ کیون مقرر ہوے اور باقی بدن مین صرف دو ہی سوراخ کیون رکھے گئے اور کیا وجہ ہے اس بات کی کہ پشت کی ہڈی مین بارہ گرہے ہین اور گردن مین سات اور کس واسطے آدمی کی گردن کی شکل میم کی سی ہے اور دونون ہاتھون کی شکل حاے حطی کی سی ہے اور شکم کی شکل میم کی سی اور پاؤن کی شکل دال کی صورت پر کیون ہے جس سے آدمی کے قامت مین ان حروف کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع ہین اور کسواسطے آدمی کی قامت الف کی طرح سیدھا ہے اور رکوع مین لام کی صورت پر ہو جاتا ہے اور سجدے مین ہا بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف کا وہ ہے جو لفظ اللہ مین موجود ہین اور کس واسطے انسان کی ہڈیان اسقدر ہین اور دانت کیون اسقدر واقع ہوئے اور اُسکے اعضاے رئیسہ اور رگون کی اتنی مقدار کیون ہے اسی طرح داعی تمام تشریح اعضا کا ذکر کرتا ہے پھر داعی کہتا ہے تم اپنے نفس پر غور و خیال کیون نہین کرتے ہو کہ ہمارا پیدا کرنے والا حکیم اور علیم ہے اور اُسکے سب کام حکمت سے لبالب ہین حالانکہ اُسنے قرآن مین جا بجا غور کرنے کے واسطے تاکید فرمائی ہے فی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون زمین مین نشانیان ہین یقین لانے والون کے لیے اور خود تمھارے اندر کیا تم نہین دیکھتے ہو دوسری جگہ فرمایا ہے سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی

یتبین لھم انہ الحق اب ہم اُن کو اپنے نمونے دنیا مین اور خود اُن کی جانون مین
دکھائینگے جب تک کہ اُنپر کھل جائے کہ یہ حق ہے اِس قسم کی آیات سراسر دلالت
کرتی ہین کہ خدا کا ارادہ ہے کہ تمکو اپنے اسرار مخفی جتلائے اگر تم متنبہ ہو جاؤ اور جہان جاؤ
تو تم سے سب حیرت زائل ہو جائے اور شبہہ و شک سمجھائے اور معارف سنیہ تمپر ظاہر ہو جائیں
کیا یہ نہین خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بے خبر ہو حالانکہ خدا نے فرمایا ہے
من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا جو کوئی اس جہان
مین اندھا رہا سو وہ پچھلے جہان مین اندھا ہے اور نہایت گمراہ یعنی ہدایت سے اندھا ہے
ویسا ہی آخرت مین بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے۔ جب داعی دیکھتا ہے
کہ مدعو کو میری باتون کی طرف بخوبی رغبت ہے تو اُس سے کہتا ہے اے شخص جلدی
مت کر خدا کا دین اعلیٰ ہے اِس سے کہ نا اہل آگاہ ہون بدون معاہدے کے آگاہ
کرنا مناسب نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ جس کو ہدایت کرتا ہے اُس سے اول
عہد و پیمان کر لیتا ہے چنانچہ قرآن مین ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقھم و
منک ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی بن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا
اور جب لیا ہمنے نبیون سے اُنکا عہد اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے
اور عیسیٰ بن مریم سے اور لیا ہم نے انسے گاڑھا عہد اور فرمایا ہے ومن المومنین رجال
صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ بعض ایمان والون مین سے وہ مرد ہین کہ سچ کر دکھایا
اُنھون نے اُس چیز کو کہ عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے اور فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا
اوفوا بالعقود اے ایمان والو پورا کرو اقرار اور فرمایا ہے ولا تنقضوا الایمان
بعد توکیدھا مت توڑو قسمون کو اُن کی مضبوطی کے بعد اسی قسم کی آیات پڑھکر کہتا
ہے کہ بیعت پر ہاتھ دو اور ہم سے عہد استوار کر لو کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑو گے اور ہمارا بھید کسی پر
افشا نہ کرو گے اور ہمارے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھو گے جب مدعو نے بیعت
کر لی تو اُس وقت داعی اُسکے مال مین سے بقدر حیثیت کچھ امام کی نذر مین مانگتا ہے
اگر مدعو دیتا ہے تو داعی کی مجلس مین بار دیگر حاضر ہو سکتا ہے اور نصیحت وغیرہ

سمجھنے کا مجاز ہوتا ہے ورنہ اُسکو بار نہین ملتا۔

دعوت دوم جبکہ مدعو سب باتین پہلی دعوت کی تسلیم کرلیتا ہے اور مال بھی نذر کردیتا ہے تو دوسری مجلس مین داعی بار دیگر کہتا ہے کہ اللہ راضی نہین ہوتا اپنی طاعت سے اور جو کچھ بندون پر مقرر کیا ہے اُسکی بجاآوری سے جب تک ائمہ حق کی متابعت نکرے جن کو اللہ تعالیٰ نے آدمیون کی ہدایت کے لیے مقرر کیا ہے اور اُنکو شریعت کا محافظ بنایا ہے پھر اُن امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہی جو اِس فرقے کی کتب مین مفصل مذکور ہین جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل مین ائمہ کی طرف سے اعتقاد راسخ ہوگیا تو تیسری دعوت ارشاد کرتا ہے۔

دعوت سوم جب تیسری دعوت کی مجلس مین مدعو حاضر ہوتا ہے تو داعی کہتا ہے کہ ائمہ حق سات ہین حضرت علی حسن حسین زین العابدین محمد باقر جعفر صادق ساتوین قائم صاحب الزمان اور جاننا رہے کہ قائم مین اختلاف ہے بعض محمد مکتوم بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کو جانتے ہین اور بعض اسماعیل بن جعفر کو جب دلائل اور توجیہات سے مدعو کے دل مین ثابت ہوجاتا ہے کہ امام سات ہین تو شیعۂ اثنا عشری سے برخلاف ہوجاتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل ہین اور داعی بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو علم باطنی اور مخفی وہ کچھ ہے کہ اُس سے زیادہ اور بہتر خدا کے پاس بھی علم نہین اور وہی تاویل تفسیر قرآن اور تاویل تاویلات کے ماہر ہین اور اُنھین کو تمام اسرار الٰہی کا علم ہے اور دعاۃ اُنکے وارث ہین اور کوئی دعاۃ کی ہمسری نہین کرسکتا اور داعی اپنے مطالب پر بڑی بڑی دلیلین لاتا ہے جو اِس فرقے کی کتب مین مذکور ہین جب داعی نے خیال کیا کہ میری تقریر نے اُسکے دل مین اثر کیا تو دعوت چہارم شروع کرتا ہے۔

دعوت چہارم اِس دعوت مین داعی بیان کرتا ہے کہ مجددین شرائع کے سات ہین اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہین اور ہر ناطق کی شرائع کے رواج دینے والے اور وصی بھی سات آدمی ہوتے ہین جنکو صامت بولتے ہین پہلے ناطق آدم ہین جنکے صامت اول شیث علیہ السلام تھے جب ان سب صامتون کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق نوح علیہ السلام

ہوئے جنھون نے ناطق اول کی شرع کو یک قلم موقوف کر دیا ان کے صامت اول سام تھے تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہین اور انکے جانشین یعنی صامت اول اسماعیل ذبیح اللہ تھے ان کے بعد ناطق چہارم موسیٰ علیہ السلام ہوئے اُن کے وصی اول ہارون علیہ السلام تھے اُن کے بعد نون پانچوین ناطق عیسیٰ علیہ السلام تھے اور اُن کے وصی اول شمعون تھے اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اُن کے وصی اول حضرت علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر اسماعیل بن جعفر آخر محمو شان صامت ہفتم ہین ساتوین ناطق صاحب الزمان محمد بن اسماعیل ہین کہ انھین پر جملہ علوم اولین وآخرین تمام ہوئے ہین اور اُن کی اطاعت ہین ہدایت ونجات منحصر ہے جب اِس ترتیب کو عمدہ عمدہ تقریرون کے ساتھ ۔ ان کی کتب ہین مذکور ہین دلنشین کر دیتا ہے تو پانچوین دعوت آغاز کرتا ہے۔

دعوت پنجم داعی اِس ہین کہتا ہے کہ امام صامت کے ساتھ بارہ آدمی مطابق عدد مہینون اور برجون کے ہوتے ہین کہ ہر ایک حجت کہلاتا ہے خدا نے انسان کے جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے اور چارون انگلیون کو جزائر کی طرح بنایا ہی ہر انگلی ہین تین تین ٹکڑے رکھے ہین جو کل بارہ ٹکڑے ہوئے اور یہ بارہ ٹکڑے انھین حجتون کی طرف اشارہ ہین اور انگوٹھا کہ کف دست کو اُس سے استحکام اور قوام ہے اس ہین دو ٹکڑے ہین سو اِسمین اشارہ ہے کہ رسول اور امام یعنی وصی جدا جدا ہین ہین اور خدا تعالیٰ نے پشت ہین جو بارہ گریان پیدا کی ہین وہ بھی انھین بارہ حجتون کی طرف اشارہ ہین اور گردن باوجودیکہ پشت سے افضل واعلیٰ ہے مگر اِس ہین سات گریان بنائی ہین سو وجہ اِسکی یہ ہے کہ اِس ہین سات ناطقون کی ذات کی طرف اشارہ منظور ہے اور انکے ائمہ جانشین کی طرف بھی یہ اشارہ ہے اور اسی اشارے کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا اور ہفتے کے دن اور کواکب سیارہ بھی سات ہین جو تمام عالم کے مدبر ہین اور اسی سبب سے چہرے ہین بھی سات سوراخ

رکھے ہین جب داعی تقریر طویل کے ساتھ اِس مطلب کو بھی مدعو کے ذہن نشین کر دیتا ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے۔

دعوت ششم اس مین آیات قرآن کی تفسیر کرتا ہے نماز اور روزہ اور زکوۃ اور خمس و حج اور جہاد اور طہارت وغیرہ امور مختلفہ شرعی کے قاعدے اور طریقے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب امور ہین کہ واسطے مصلحت اور سیاست عام کے جاری کیے گئے ہین تاکہ اس مین مشغول ہوکر آپس مین فتنہ وفساد نہ پھیلا ئین اور حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے انحراف نکرین ورنہ فی الحقیقت وضو سے مراد امام کی دوستی ہے اور تیمم سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت مین حجت سے مزوریات کا اخذ کرنا اور احتلام عبارت ہے راز کے ظاہر کر دینے سے ایسے شخص کے سامنے جو اپنا ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت کے اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی حفاظت ہے اور زنا اسرار دین کے ظاہر کرنے کو کہتے ہین اور غسل سے مقصود تجدید عہد و پیمان ہے اور زکوۃ سے مراد یہ ہے کہ امورات دینی سیکھ کر نفس کو پاک کرنا اور بعض کتابون مین یون لکھا ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے یہ مراد ہے کہ امام معصوم کی متابعت کرے اور زکوۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے مال مین سے پانچوان حصہ امام معصوم کو دے اور کعبے سے مراد پیغمبر علیہ السلام ہین اور باب سے حضرت علی اور صفا سے نبی علیہا السلام اور مروہ سے وصی اور حاجیون کے لبیک کہنے سے یہ مراد ہے کہ امام کی دعوت کو قبول کرے اور خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ ائمہ سبعہ سے دوستی رکھے اور جنت سے مراد بدن کو تکلیف سے بچانا ہے اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور تکالیف مین ڈالنا ہے وغیرہ وغیرہ جب مدعو کے دل مین یہ باتین جم جاتی ہین تو داعی فلسفے کی باتین شروع کرتا ہے اور اقوال افلاطون و ارسطو و فیثاغورس وغیرہ کو دلائل عقلی کے ساتھ سمجھاتا ہے اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہو جاتے ہیں تو ایک عرصہ دراز کے بعد ساتوین دعوت شروع کرتا ہے۔

دعوت ہفتم اِس مین کہتا ہے کہ صاحب ولایت اور ناشر شریعت کے لیے

ایک مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ جو کچھ ارشاد کرے یہ اسکو دوسرون کے خاطر نشین کردے اور ان مین ایک بجاے اصل کے ہے اور دوسرا نائب کی مثل ہوتا ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ مدبر عالم اصل ترتیب ور نظام عالم مین ایک ہی ہے اور جو کچھ مدبر عالم سے پہلے پہل بلا واسطہ وبلا سبب صادر ہوا ہے وہ بھی ایک ہے جس کو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور صادر اول بھی کہتے ہین اس وجہ سے کہ پہلی مرتبہ صادر ہوا ہے اور سب سے اول پیدا ہوا ہے چنانچہ اس مطلب کی طرف قرآن وحدیث مین بھی کئی جگہ اشارہ ہوا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون یعنی اسکا حکم یہی ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کہتا ہے ہو پس وہ ہو جاتی ہے اس آیت مین اول فی الرتبہ کی طرف اشارہ ہے اور دوم فی الرتبہ کی جانب اس آیت مین اشارہ فرمایا ہے انا کل شیئ خلقناہ بقدر یعنی ہمنے ہر چیز کو پہلے اسکا اندازہ کرکے پیدا کیا ہے اور اس حدیث مین بھی آنحضرت نے عقل کی جانب جس نے ابتداءً اللہ تعالیٰ سے صدور پایا ہے اشارہ کیا ہے ان اول ما خلق اللہ القلم

۱۲ واضح ہو کہ حدیث مین اول چیز [illegible] ان اول ما خلق اللہ القلم [illegible] ان اول ما خلق اللہ نوری [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اول پیدا کی [illegible] ان اول ما خلق اللہ العقل [illegible] اول چیز [illegible] پیدا کی وہ عقل [illegible]

[illegible]

[illegible]

تحقیق اللہ تعالیٰ نے جو چیز کہ اول پیدا کی ہے وہ قلم ہے اور اس قسم کی بہت سی باتین ہین جو ان لوگون کی کتب مین مندرج ہین اور دراصل یہ قول فلاسفہ کے کلام سے ماخوذ ہے جنکی راے یہ ہے الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد یعنی ایک سے صادر نہین ہوتا مگر ایک ہی جب یہ دعوت تمام ہوجاتی ہی تو داعی دعوت ہشتم شروع کرتا ہے۔

دعوت ہشتم اس دعوت مین داعی کہتا ہے کہ ان دونون ذاتون مین کہ ایک مدبر الوجود ہے اور دوسری اُس سے صادر ہوئی ہے اس طور کا تقدم وتاخر ہوتا ہے جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے کہ سابق (یعنی مدبر الوجود) علت ہے اور لاحق (یعنی صادر اول) معلول ہے اور مدبر الوجود نے جس ذات کو سب سے اول پیدا کیا ہے اسی سے عالم کی تمام چیزین پیدا ہوئی ہین اس طرح کہ مدبر الوجود یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی مین اول اپنے امر کے ذریعہ سے عقل کامل کو کہ جس کو عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور صادر اول بھی کہتے ہین پیدا کیا اور پھر اُسکے ذریعہ سے نفس ناقص کو جسے نفس کلیہ اور نفس اولیٰ بھی کہتے ہین پیدا کیا پھر نفس کو عقل سے کمال حاصل کرنے کا ذوق وشوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال کی جانب نفس نے حرکت کی مگر بدون آلے کے حرکت پوری نہین ہوسکتی تھی اسلئے اجرام فلکی پیدا ہوے انکو نفس نے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات کے سبب سے اربعۂ عناصر کی طبیعتین پیدا ہوئین اور اربعۂ عناصر کے ذریعہ سے مرکبات یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا ہوے اور اُن سب مرکبات مین افضل واشرف انسان ہے اسلیے کہ اِس مین انوار قدسی کے حاصل کرنے کی استعداد ہے اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی مین عقل کامل کلی اور نفس ناقص کلی موجود ہین جنھون نے کائنات کو ایجاد کیا ہے تو عالم سفلی مین بھی ایسی عقل کامل کل ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو اور اصطلاح شرع مین اسی عقل کامل سفلی کو رسول کہتے ہین اور رسول کی نیابت مین ایک نفس ناقص نجات کے طریقے بیان کرنے کے لیے ہوتا ہے جسکو اِس باب مین رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے

جو نفس کلیہ کو عقل کلی کے ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بارے مین نسبت ہوا کرتی ہے
اِس نفس ناقص کو جو رسول کا نائب ہوتا ہے امام اور رسول کا وصی کہتے ہین اور
جس طرح افلاک کو عقل اول اور نفس اولی حرکت دیتے ہین اسی طرح رسول اور
امام انسانون کے نفوس کو نجات کی طرف حرکت دیتے ہین۔ مگر ان اسماعیلیہ کے
ہان مدبر الوجود یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی نام ہے نہ نشان نہ بیان نہ صفت
اور نہ اسکو الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہین پس ان کے زعم مین خدا نہ موجود ہے
نہ معدوم نہ عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ انکا زعم یہ ہے کہ ان اوصاف
کے ثابت کرنے سے خدا کی مشارکت موجودات کے ساتھ لازم آجاے گی اور ان
اوصاف کی اُس ذات پاک سے نفی کرنے سے تعطیل لازم آتی ہے اس لیے یہ
کہتے ہین کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر اور کلمہ کن ہے اور جو کچھ حادث ہے وہ
مخلوق ہے اور اُسکی فطرت ہے بعد اسکے داعی مدعو سے کہتا ہے کہ یہ دوسرا جسے
عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اعمال ذات مین مدبر الوجود کی اتباع اختیار
کرتا ہے یہانتک کہ یہ مدبر الوجود کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اِسی طرح امام جسے صامت
اور وصی بھی کہتے ہین اپنے اعمال مین رسول کی پیروی کرکے رسول کے مرتبے کو
جسے ناطق بھی کہتے ہین پہونچ جاتا ہے اور دونون مین ذرہ بھر تفاوت نہین
رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے غرض کہ عالم کے کاروبار اسی
طریق پر جاری ہین اسکے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول کا معجزہ یہی چیزین ہین
جن سے انسانون کی سیاست کا کام متعلق ہے سوا اسکے کچھ بھی نہین اور انتظام
عالم کی غرض ہی سے نبی زمین و آسمان جواہر و اعراض کی حقیقت بیان کرتا ہے
کبھی ایسی وضاحت کے ساتھ کہ لوگ اُسے سمجھ لیتے ہین اور کبھی ایسے رمز کے ساتھ
کہ علما بھی اُسکے ادراک سے عاجز آتے ہین اور اسی تدبیر کے ساتھ رسول کی شریعت
کو انتظام حاصل رہتا ہے اور آدمی اُسے مانتے ہین۔ اور داعی کہتا ہے کہ قیامت
اور ثواب و عذاب کے معانی کچھ اور ہی ہین جو عام طور پر ہر ایک کی سمجھ مین آتا

دشوار ہین اور وہ یہ ہین کہ کواکب کے دورے ختم ہوکر دوسرے دورے شروع ہوجاتے ہین ورنہ سیارات اور ثوابت ہین کسی طرح کون و فساد نہین آسکتا انکی طبائع برباد ہونے اور فنا ہونے سے بری ہین پس قیامت کے یہ معنے کسی طرح درست نہین ہین کہ اجرام علوی فنا ہوجائینگے اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے۔

دعوت نہم یہ دعوت سب دعوات کا نتیجہ ہے جب داعی مدعو کی طرف سے مطمئن ہوجاتا ہے تو اُسے ہدایت کرتا ہے کہ فلاسفہ کی کتابین دیکھا کرا ور علوم الٓہی و طبعی کا مطالعہ کرتا رہ جب داعی سمجھ لیتا ہے کہ مدعو کو فلاسفہ کے اقوال پر خوب واقفیت حاصل ہوچکی تو اب داعی اپنے رازون کو کھولنا شروع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ مین نے اصول وحدوث سے ابتک اطلاع دی ہے یہ سب رموز اور اشارات ہین طرف معانی و مبادی اور انقلاب جواہر کے اور وحی صرف نفس کی صفائی کا نام ہے اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اُس کے دل مین آتی ہے اور اُسے بہتر معلوم ہوتی ہے وہ لوگون کو بتا دیا کرتا ہے اور اُسکا نام کلام الٓہی رکھدیتا ہے تاکہ لوگون کے دلون مین یہ قول اثر کر جاے اور اسے مان لین تاکہ سیاست اور مصلحت عام مین انتظام رہے اور جبکہ نبی کی حقیقت یہ ٹھہری تو اُسکے تمام اقوال پر عمل کرنا کیا ضرور اُسی قدر پر عمل کرنا چاہیے جو اپنی مصلحت اور حاجت کے مناسب ہو بلکہ عارف کے واسطے تو نبی کے کسی قول پر عمل در آمد اور پابندی ضرور نہین اُسکے لیے صرف معرفت ہی کافی ہے کیونکہ معرفت ہی اصل الاصول ہے اور سب کمالات کی انتہا اسی کی طرف ہے اور جو کچھ قیدین اور اعمال کی پابندیان مقرر ہین وہ لوگ اُنکے واسطے واجب ہوئی ہین جو معرفت سے آگاہ نہین ہوتے اور عارف کے حق مین یہ باتین بالکل عبث اور بارگران ہین اور اقسام معرفت سے ان لوگون کے نزدیک ایک یہ ہے کہ انبیاے ناطق صاحب شرائع واسطے سیاست عام کے مقرر ہین اور جن انبیا کے پاس حکمت خاص ہے وہ فلاسفہ کی جماعت ہے اور عالم کا وجود روحانی ہے اور جو کچھ ریاضت کتب معارف کے مطالعہ مین کی جاتی ہے یہی ناظر کو امام تک پہونچا دیتی ہے اور امام کے ظہور کے معنی یہ ہین کہ دعاۃ کے

ذریعے سے اُسکے احکام امر و نہی جاری ہوں یعنی یہی امر و نہی کا ظہور بعینہٖ امام کا ظہور ہے
قائم متقدایان اسماعیلیہ طالبین اور اپنے معتقدین کو غیر مذہب والوں کی
اہل اسلام میں سے کتب دیکھنے سے منع کرتے ہیں بلکہ جس قدر بیانات متقدمین اسماعیلیہ
نے اپنی کتب میں مندرج کئے ہیں اُن کے سیر و مطالعہ سے بھی علماے متاخرین
اسماعیلیہ روکتے ہیں اور اُن میں خوض و فکر کرنے سے منع کرتے ہیں تاکہ ذکی الطبع
ہمارے فضائح و قبائح پر مطلع نہو جاے۔

بوہرے

یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے قلائد الجواہر فی احوال البواہر میں لکھا ہے کہ جب
سلطان صلاح الدین کی کوشش سے ملک مصر سے مذہب عہدیہ اُکھڑ گیا تو اکثر وہاں
اسماعیلیہ اپنے داعی کے ساتھ ملک مصر اور مغرب سے نکلکر چندے یمن میں رہے
جو کہ وہاں شہر حراز میں قدیم سے ان کا داعی موجود تھا اسلیے ہندوستان کو چلے گئے
اب گجرات۔ دکن۔ مالوہ۔ کوکن۔ راجپوتانہ میں بوہرے کے نام سے مشہور ہیں
ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ بیوپار ہندوستانی زبان میں تجارت
کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنے تاجر ہیں اور بوہرے تجار کے معنے میں اِس لفظ کی جمع ہی
چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اسلیے بوہرے کہلاتی ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ
مرفہ حالی کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کے داعی سابق میں احمد آباد ملک گجرات اور
برہانپور ملک خاندیس اور اجین ملک مالوہ میں رہتے تھے اب کئی پشت سے
بندر سورت میں رہتے ہیں اور دس لاکھ روپیہ کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے
انھیں پہونچتا ہے امیرانہ ٹھاٹھ سے بسر کرتے ہیں قاضی نور اللہ شوستری اثنا عشری
(جو ۱۰۱۹ھ ہجری میں عہد جہانگیر میں بوجہ تصنیف کتاب مجالس المؤمنین کے درۂ خاردار
سے ستر برس کی عمر میں بادشاہ کے حکم سے اتنے پٹوائے گئے کہ آخر دم نکل گیا)
مجالس المؤمنین کی جلد اول میں کہتے ہیں کہ اِس زمانہ سے تخمیناً تین سو برس پیشتر
ایک فاضل ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوے ہیں ملا علی کی قبر کھنبایت میں ہے

انگریزی بعض کتب تواریخ مین بھی لکھا ہے کہ بوہرے اصل مین ہندو تھے اِس کی تصریح کتاب گجرات اینڈ گجراتی مؤلفۂ بہرامجی ملباری کے صفحۂ ۱۵۲ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۲ء مین ہے اور مرآت احمدی کے ترجمۂ انگریزی کے صفحۂ ۲۸۹ کے نوٹ مین مندرج ہے کہ بوہرے دراصل ہندو تھے اور کسی قدر ہندوون کے رسم ورواج وعقیدے پر ابتک وہ چلتے ہین - راس مالا کے ترجمۂ گجراتی کی جلداول کے صفحۂ ۴۹ مین لکھا ہے کہ بھاٹ لوگ کہتے ہین کہ احمد شاہ نے برہمن اور مہاجنون کو مسلمان بنایا تھا وہ بوہرے بن گئے - اور پریچنگ آف اسلام مؤلفۂ آرنلڈ کے صفحۂ ۲۲۵ مین لکھا ہے کہ محمود بیگڑہ کے عہد مین جس کی حکومت سنہ ۱۴۵۹ء سے سنہ ۱۵۱۱ء تک گجرات مین رہی ہے بوہرون کی جماعت اسلام لائی ہے اور یہ گیارھوین صدی اور چودھوین صدی مین غالبًا مسلمان ہوے ہونگے کیونکہ شمالی گجرات کے ہندو راجہ انہل واڑے والے خیبہ واعظون کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے اور غالبًا کئی نسلون مین وہان اسلام پھیلا ہوگا ایسٹ نے تاریخ ہندوستان کی پہلی جلد مین الادریسی سے ترجمہ کیا ہے کہ شہر نہروالہ (یعنی انہل واڑہ) مین بہت سے مسلمان بیوپاری آتے جاتے ہین اور وہان کا راجہ اور اُس کا نائب اِن کی عزت کرتے ہین اور وہان اِن کی پوری طرح حفاظت کی جاتی ہے الادریسی کا مؤلف ابوعبداللہ ہے جو گیارھوین صدی عیسوی مین پیدا ہوا تھا - سائکلوپیڈیا آف انڈیا کی جلداول کے صفحہ ۴۰۳ مین لکھا ہے کہ ولسن صاحب تحریر کرتے ہین کہ بوہرون کی بنیاد گجرات مین ہوئی ہے اور ایسا پایا جاتا ہے کہ وہان پر ہندؤن کو مسلمان بنالیا گیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سندھ کی طرف سے آئے ہوئے ہین -

تاریخ تحفۂ راجستان مین مولوی عبیداللہ فرحتی نے بیان کیا ہے گجرات کے بوہرہ لوگ کسی وقت ناگرون وغیرہ مین سے مسلمان بنائے گئے ہین جو تجارت کے ذریعہ سے اکثر گذر کرتے ہین اور اسماعیل بینی کے پیرو ہونے کے سبب اسماعیلی کہلاتے ہین اِس بیان مین غلطی ظاہر ہے ایک فاضل بوہرے نے جسکا نام عبدالعلی سیف الدین ہے اور سیفی تخلص ہے ایک کتاب

زبان عربی مین بنائی ہے اسکا نام مجالس سیفیہ ہے اور ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۲ھ ہجری کو
یہ کتاب تمام ہوئی ہے اُس سے بھی یہ ثابت ہے کہ بوہرے ہندو سے مسلمان ہوے
ہین اور تفصیل اسکی مجالس سیفیہ کی نوین مجلس مین اس طرح مذکور ہے کہ شیخ آدم
صفی الدین بن زکی الدین نے کہا ہے کہ مستنصر باللہ نے اپنے پاس مصر کے دو آدمی بلائے
اُن مین سے ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام احمد تھا اور اُن کو اعیان یمن کے
پاس بھیجا اور اُن کو حکم دیا کہ اِن دونون کو ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا جائے
حسب الحکم وہ دونون یمن سے چلکر ہند مین آئے اور شہر کھنبایت کے ساحل پر اُترے
یہان کا راجہ ایک راجپوت تھا جسکا نام سدھ راؤ جے سنگھ تھا تمام ملک گجرات اُسی کے
زیر نگین تھا اور دارالحکومت اُسکا شہر پٹن مین تھا۔ سدھ راؤ کے وزیر کا نام بھارمل
تھا اور وہ بھی راجپوت تھا اور عقیل و مدبر آدمی تھا تمام ملک کی عنان حکومت اُسکے
قبضۂ و اقتدار مین تھی اور بڑے استقلال سے کام چلاتا تھا سدھ راؤ جے سنگھ
نہایت متعصب تھا مسلمانون سے دلی بغض رکھتا تھا جو مسلمان اُسکے ہاتھ لگتا اُسکو
قتل کرا دیتا اسلام کا سخت دشمن تھا اور بتون کی بڑی عقیدت کے ساتھ پرستش
کرتا تھا بہرصورت شیخ عبداللہ یمن سے زبان ہندی سیکھ کر آئے تھے اور کھنبایت
کے ساحل پر اُترے اور اُنکو اپنی جان کا بہت اندیشہ تھا خوف و رجا کی حالت مین
رہے اور ساحل کے باغون مین چھپ رہے ایک روز کھیتون کی طرف اُن کا گذر ہوا
ایک آدمی مع اپنی جورو کے کام کر رہا تھا عبداللہ اُسکے پاس گئے اور پانی دریافت
کیا تاکہ پیوین جواب دیا کہ پانی تو اس کنوین مین تھا لیکن چند روز ہوے کہ ہم اُس سے

محروم ہوگئے ہین اور وہ نیچے اُتر گیا اور خشک ہوگیا ہے عبداللہ نے کہا مجھے دکھا دو وہ کنوان کہان ہے اُن دونون نے کہا کنوان یہ ہے کیا کروگے تم اس مین پھر پانی نکال لا سکتے ہو عبداللہ نے جواب دیا نہین بلکہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور جو چاہے کرے اور اسکا حکم کیا گیا پھر رد نہین ہوسکتا ہے پھر عبداللہ نے اُن دونون سے کہا کہ اگر خدائے تعالیٰ اِس وقت اِس کنوے کے پانی سے تمپر اپنا احسان کرے تو اُسوقت تم دونون میرے ہاتھ پر مسلمان ہوجاؤگے اور میرے رب پر ایمان لاؤگے دونون بولے ہان جو تم کہتے ہو اگر اللہ کردے تو ہم وہی کرینگے جو تم کہوگے پس عبداللہ کنوین مین اُترے اور اُسکی تھاہ مین ایک نیزہ جو اُن کے ہاتھ مین تھا گاڑ دیا پانی کا سوت جاری ہوگیا عبداللہ باہر نکل آئے اور پانی کنوین سے اُبلنے لگا یہانتک کہ بھر گیا اور وہ دونون عورت و مرد یہ حال دیکھکر مسلمان ہوگئے اور ایمان لائے اور عبداللہ نے جو کچھ اُن سے کہا قبول کیا مرد کا نام **کاکا اکیلا** اور عورت کا نام **کاکی اکیلی** تھا عبداللہ اِن دونون کے پاس ٹھہرے رہے دونون اُن کی خدمت و حفاظت کرتے تھے یہانتک کہ اُن سے محبت پیدا ہوگئی اور دونون سے عبداللہ نے زبان ہندی کی تکمیل و ترقی کی بعد اسکے اُن دونون سے ظاہر کیا کہ مین اسلیے بھیجا گیا ہون کہ ہند مین اسلام ظاہر کرون اور اہلِ ہند کو ایمان کی طرف دعوت کرون اور اُن سے اِس بارے مین مشورہ کیا دونون نے جواب دیا کہ یہ جو تم چاہتے ہو اُسوقت تمھین ممکن ہوگا کہ جب کوئی ایک شخص ہند کے راجاؤن اور رایون مین سے مسلمان ہوجائے اور اِس ملک مین تمھاری کوشش کا اُسوقت نفع ظاہر ہوگا جبکہ راجہ کا وزیر بھارمل قابو مین آجائے اور بھارمل بڑے بت کے پوجاریون مین سے ایک شخص کے ساتھ بہت عقیدت رکھتا ہے اور اُسکی بزرگی کا معترف ہے اور بچپن سے ہر مہینے مین ایک مرتبہ اُسکی قدمبوسی کے لیے جایا کرتا ہے اور اُسکے حکم سے سرمو اختلاف نہین کرتا بہت مانتا ہے اُسکی رائے پر چلتا ہے پس اگر تم اُس پوجاری کے پاس پہونچ جاؤ اور وہ تمھارے ہاتھ پر ایمان لے آئے تو جو کچھ تم چاہو گے اسکا ظہور ممکن ہوگا عبداللہ اس مشورے کے بموجب روانہ ہوئے

اور شہر کھنبایت مین پہونچے اور اُس مورت کے مندر تک چلے گئے جہان وہ پوجاری رہتا تھا وہ لڑکون کو پڑھاتا تھا اور گکُو (क) گھکھو (कक) کر کے حرف بتاتا تھا شیخ صاحب سنکر کہنے لگے کہ پنڈت جی ایک عجیب بات تمہاری تعلیم مین دیکھی کہ تم لکھاتے تو ایک حرف ہو اور بولتے ہو چار حروف پنڈت انکی بات سنکر متعجب ہوا اور بھید اسکا دریافت کرنے لگا اُنھون نے خلوت کا اشارہ کیا پس خلوت مین جاکر اُسکے ساتھ بات چیت کی کہ جس سے اُسکا دل اپنی طرف کھینچ لیا اور جب کہ وہ انکی طرف مائل ہو گیا اور گرد کرد اگر گفتگو کرنے لگا تو اُسکو رازہاے حقانی سے مطلع کیا اور یہ کہا کہ تم ہندی مین لکھتے ہو ایک حرف ک (क) اور پڑھتے ہو چار حرف ککو وہ تین کاف ہین اور بعد اُن کے واو پس ان مین پہلے دونون کاف ہر دو اصل روحانی کی مثال ہین اور وہ دونون ایک جنس سے ہین اور وہ عقل ہے اور تیسرا کاف اور واو ہر دو اصل جسمانی کی مثال ہین اور دونون کے درمیان مین ایک جہت سے فاصلہ ہے اور ہر ایک ہر دو اصل مین سے ایک متحرک ہے اور دوسرا ساکن اور وہ دلیل اس بات کی ہے کہ ایک دونون مین سے مفید اور دوسرا مستفید ہے اسی قسم کی باتین ہوتی ہین یہانتک کہ پنڈت عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور ایمان لایا پھر عبداللہ اُس کے پاس ٹھہرے رہے اور اُسکی تعلیم و تادیب و تہذیب مین سرگرم رہے اور سمجھاتے رہے کہ بھارمل کو اِس راہ پر لے آوے پجاری عبداللہ کی راے پر عمل کرتا رہا جب بھارمل اُسکے پاس آتا تخلیے مین باتین کرتا بتون کے نقصان اور اُن کی عبادت کے عیوب اُسکے سامنے بیان کرتا تھا جب اُسکے کلام نے اثر کیا بھارمل دین اسلام کی تعظیم و تکریم کرنے لگا وہ ہمیشہ شرف اسلام بیان کرتا تھا بھارمل وزیر اُسکی مراد اور میل جانب اسلام سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ آپ صاف صاف بیان کیجیے کہ اگر آپ نے اپنا دین قدیم ترک کیا ہے اور اُسکے سوا اور دین اختیار کیا ہے تو مین بھی آپ کے ساتھ ہون جس دین پر آپ ہین جبکہ بزرگی اُسکی آپ نے پہچانی بھارمل کے سامنے اُس پنڈت نے اپنا حال بیان کیا اور عبداللہ کا اظہار کیا یہانتک کہ بھارمل داخل اسلام ہوا اور اُس سے

عہد لیا پھر بھارمل مومن مخلص ہوگیا اور ایمان پوشیدہ رکھتا تھا اور چھپ کر نماز پڑھتا تھا اور پٹن سے کھنبایت جا تا رہتا تھا اور پنڈت کے پاس ٹھہر کر عبد اللہ سے خفیہ آداب دین اسلام اور اخلاق ایمان اور علوم ائمہ آل محمد علیہم السّلام سیکھا کرتا تھا رفتہ رفتہ اُسکے دین اسلام مین آجانے کے حال سے اسکا ایک خدمتگار واقف ہوگیا اور سدھ راؤ جے سنگھ سے یہ سارا حال بیان کر دیا راجہ نے کہا کہ اگر مین اُسکو اپنی آنکھ سے نماز پڑھتا ہوا دیکھ لون تو جیسا کہ اور لوگون کے ساتھ کیا جاتا ہے اُسکو ویسی سزا دون پھر حاسد چغل خور ایسے وقت مین راجہ کو لائے کہ بھارمل نماز پڑھ رہا تھا بھارمل نے جب یہ بات سنی کہ راجہ یہان آیا ہوا ہے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلام کیا راجہ نے کہا اے بھارمل یہ جو تم کر رہے تھے بُری بات ہے وزیر نے عرض کیا کہ یہ جو کام مین کر رہا تھا کوئی ایسی چیز نہین ہے جو میرے مخالف حضور سے عرض کیا گیا ہے بلکہ مین نے اِس وقت ایک سانپ دیکھا تھا کہ نکل کر اس صندوق تلے جو میرے پاس رکھا ہوا ہے چلا گیا پس مین کھڑا ہوا اُسے ڈھونڈھتا رہا پھر جھک کر دیکھنے لگا تو بھی نہ پایا پھر مین زمین پر سر لگا کر دیکھتا تھا کہ شاید نظر آجائے راجہ نے اس صندوق کے نیچے سانپ کو ڈھونڈھنے کا حکم دیا یکایک اُس کے نیچے سے ایک سانپ بل کھاتا ہوا نکل آیا راجہ نے بھارمل کی بات کو سچ جانا اور چغل خور جھوٹے پڑے اور بھارمل کی آبرو خدا نے بچائی اور اُس پر وثوق زیادہ ہوگیا۔

اِس مندر مین لوہے کا ایک ہاتھی سطح سے بلا کسی تعلق کے لٹک رہا تھا اور بڑے بت کے بعد اُسکی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی اور سدھ راؤ جے سنگھ ہر سال ایک مرتبہ کھنبایت مین زیارت کے لیے آکر بڑے بت کی پوجا کرتا تھا جو قربانیان ممکن ہوتی تھین چڑھاتا تھا اِس سال جبکہ راجہ کھنبایت مین آیا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح کے وقت بت کی زیارت کے لیے مندر مین جاسے عبد اللہ نے پوجاری سے کہا کہ راجہ سے جاکر کہو کہ شب کو ہاتھی نے مجھ سے خواب مین بیان کیا کہ مدت دراز سے معلق ہون بغیر سہارے کے کھڑے کھڑے اکتا گیا ہون اب مین چاہتا ہون کہ ایک بازن

زمین پر ٹیک دون یہ بات سنکر راجہ اور اُسکے ساتھی متحیر ہوئے جب رات ہوئی تو عبد اللہ اٹھ کر ہاتھی کے پاس گئے اور بغور دیکھا تو وہ ہوا مین معلق پایا گیا اور اُسکے چارون طرف ہر سطح مین سنگ مقناطیس مرصع جڑا ہوا تھا اور ہر سنگ اپنی طرف کھینچے ہوا تھا پس ایک پتھر جو ایک پاؤن کے مقابل تھا اُکھیڑ لیا ہاتھی نے ایک پاؤن زمین پر ٹیک دیا جب صبح ہوئی یہ خبر لوگون مین منتشر ہوئی اور ہجوم عام ہوا راجہ نے سنا تو حیرت وغم مین گرفتار ہوا پھر کئی روز کے بعد عبد اللہ نے پوجاری سے کہا کہ پھر جاؤ اور راجہ سے کہو کہ ہاتھی چاہتا ہے کہ دوسرا پاؤن بھی زمین پر ٹیکے اور ویسا ہی کیا جیسا پہلے کیا تھا چند روز مین چارون طرف سے پتھر اکھیڑ ڈالے یہانتک کہ وہ ہاتھی چارون پاؤن سے زمین پر آرہا اور راجہ کو نہایت غم والم اور حیرت دامنگیر ہوئی بعض آدمیون نے راجہ کو خبر دی کہ پوجاری نے اپنا دین ایک عرب مسلمان کے لیے جو چند روز سے اسکے پاس ٹھہرا ہوا ہے تبدیل کر ڈالا ہے عرب اور پنڈت دونون نے یہ کچھ کرتب کیا ہے راجہ سنکر پوجاری اور عبد اللہ پر نہایت خشمگین ہوا گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے اُسوقت عبد اللہ ظاہر ہوئے اور مندر کی سیڑھیون پر چڑھ کر بیٹھے اور کچھ آیات وادعیات حرز پڑھتے رہے جب لشکری اُنکے قریب پہونچ گئے تو پھر آگے نہ بڑھ سکے سپاہی اُن کی طرف دیکھتے تھے اور بڑھ نہ سکتے تھے بلکہ بھاگتے تھے جب یہ خبر راجہ کو پہونچی تو خود لشکر عظیم لیکر چلا جب اُنکے قریب پہونچ گیا کہ شیخ عبد اللہ اچھی طرح نظر آتے تھے تو پاؤن اُس جگہ جم گئے اور اُن مین آگ بھڑک اُٹھی راجہ نے اِس حالت سے فریاد کی اور توبہ کرکے عہد کیا کہ مین تمہارے دین مین داخل ہوتا ہون عبد اللہ نے اُسپر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اُسکے ساتھی زنجیرون سے آزاد ہوگئے اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اُن کا حال پوچھنے لگا عبد اللہ نے کہا کہ اے راجہ اگر یہ بڑا بت جسکی تم پوجا کرتے تھے میرے سامنے ذلیل ہوکر میری خدمت کرنے لگے تو تم اسلام لاکر میرے دین مین داخل ہو جاؤ گے جواب دیا جو کچھ تم کہتے ہو کر دکھاؤ گے تو ایسا کرونگا عبد اللہ نے کہا واللہ علے ما نقول وکیل (یعنی جو کچھ ہم کہتے ہین خدا اُسکا

(باقی)

مختار ہے) اور بت کی طرف دیکھ فرمایا او ملعون اُٹھ اور میرا ڈول لیکر جا تالاب سے
پانی بھر لا اور جلد لوٹ آ پس یک بیک بہ حکم خدا وہ بت کھڑا ہوا اور جواب دیا
لبیک وسعدیک اور ڈول لیکر تالاب پر گیا اور اُس مین تمام پانی جس قدر تالاب
مین تھا بھر لیا اور تالاب کو خالی چھوڑ دیا مچھلیان تڑپنے لگین اور ڈول بھر کر
عبداللہ کے پاس لاکر رکھدیا لوگون نے شور وغل مچایا کہ جاندار بغیر پانی کے فنا
ہو جائینگے اور عرض کرنے لگے کہ آدمیون اور جانورون پر لطف فرما کر بُت کو حکم دیجیے
کہ پانی پھر تالاب مین چھوڑ دے چنانچہ انھون نے حکم دیا بت نے پانی ڈالدیا اور تالاب
بھر گیا شیخ عبداللہ کی یہ کرامات دیکھکر بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے جسقدر برہمن مسلمان
ہوے اُن کے زنار ایک من سے زیادہ وزن مین تھے۔
غرضکہ اِس کارروائی کے بعد شیخ عبداللہ پٹن کو گئے اور وہان بھی بہت آدمی مسلمان
ہوے اور سدھ پور کے بھی بہت سے آدمی مسلمان ہوے بعد اسکے شیخ عبداللہ نے بھارمل
کے بیٹے **یعقوب** کو علم دین سکھایا اور موت کے وقت اُن کو اپنا جانشین کیا
یعقوب ہند کے داعی رہے پھر یعقوب نے اپنے چچا تارمل (تاے فوقانی اور رلے
موقوف سے) کے بیٹے **فخر الدین** کو باگڑ مین جو راج ڈونگر پور ملک راجپوتانہ
مین واقع ہے بھیجا اور وہان اسلام قائم ہوا اور فخر الدین کفار کے ہاتھ سے باگڑ
مین مقتول ہو کر موضع **گلیا کوٹ**[سلہ] مین مدفون ہوے اُنکی قبر بوہرون مین
زیارت گاہ عام ہے یعقوب نے داعیان یمن کے اذن سے ہندوستان مین کار
دعوت انجام دیا اور وفات کے وقت اپنے بیٹے **اسحاق** کو اپنا جانشین کیا اسحاق
نے اپنے بیٹے **علی** کو اپنا قائم مقام بنایا۔ علی بن اسحاق نے ملا آدم اور پیر حسن
اور اپنے فرزند داؤد کو علم و ادب سکھا کر ملا آدم کو احمد آباد پیر حسن کو سدھ پور بھیجا
اور داؤد کو اپنے پاس پٹن مین رکھا وفات کے وقت **پیر حسن** کو اپنا جانشین کیا اور
پیر حسن مقتول ہونے کے وقت اپنا جانشین **ملا آدم** کو کر گئے پھر ملا آدم نے اپنے بیٹے
ملا حسن کو اپنا جانشین کیا ملا حسن نے اپنے فرزند **ملا راج** کو اور ملا راج نے اپنے بیٹے

سلہ کاف فارسی مفتوح لام ساکن یاے تحتانی مفتوح الف ساکن کاف عربی مضموم واو مجہول تاسے ہندی آخر مین ۱۲

ملا جعفر کو اپنا قائم مقام بنایا۔ یہانتک داعیان گجرات داعیان یمن کے تابع ہے
ملا جعفر کے زمانے مین یمن کی دعوت عظمیٰ کا رتبہ منتقل ہوکر ہند مین داعی یوسف
پر آگیا اور داعی ملا جعفر داعی یوسف کے مطیع ہوے اور جب سے سلسلہ دعوت کا
اولاد و اخلاف بھارمل مین چلا آرہا ہے۔

ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل جلد ۲ کے صفحہ ۵۴۲ سے بوہرون کی ابتدا کے
حالات راس مالا کے ترجمہ گجراتی صفحہ ۴۱۵ مین اِس طرح نقل کیے ہین کہ یعقوب نامی
ایک آدمی اپنے گھر کے فساد کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑکر سنہ ۵۳۲ھ ہجری مطابق سنہ ۱۱۳۷ء
مین مصر سے کھنبایت کو آیا اُسکے مذہب والون مین سے ہندوستان مین پہلا قدم رکھنے والا
وہی آدمی تھا اُس وقت مین اُس مذہب کا سب سے بڑا ملا جو کئی برس سے یمن مین
رہتا تھا ظہری (ذویب) بن موسیٰ نامی تھا مصر مین خلیفہ مستنصر باللہ کا عمل تھا اور
سدھ راس سنگھ (سدھ راج جے سنگھ) ہندوستان مین پیران پٹن کا راجہ تھا۔
بہت سے ایسے ثبوت ملتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر سنہ ۴۸۷ھ ہجری مین
مر چکے تھے اور اُن کا پوتا حافظ گیارھوان خلیفہ جسنے سنہ ۵۲۴ھ ہجری سے سنہ ۵۴۴ھ ہجری تک
حکومت کی حکمران تھا اِس وقت کے بارے مین گجرات کی تواریخ کا سلسلہ گڑبڑ سے
بھرا ہوا ہے تو بھی اوپر کے وقت کے ساتھ ملتا ہوا ہے کیونکہ سدھ راج جے سنگھ کہ جن نام سے
بگڑا ہوا لفظ سدّراس بنا ہوا معلوم ہوتا ہے سنہ ۱۰۹۴ء (مطابق سنہ ۴۸۷ھ ہجری) مین
انہل واڑے (پٹن) کا راجہ تھا اس بیان کے بعد راس مالا مین اس قصے کو اِس طرح
پورا کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب کھنبایت مین آکر ایک مالی کے شامل رہا
جس کو اُسنے اپنے مذہب مین داخل کیا پھر اُسنے ایک برہمن کے لڑکے کو مسلمان کیا
سدراس راجہ اور اُسکے دو دیوان تارمل (تائے فوقانی سے) اور بھارمل دو بھائی
تھے وہ کھنبایت کے ایک مندر مین اکثر جایا کرتے تھے وہان پر ایک لوہے کا ہاتھی
سنگ مقناطیس کے زور سے لٹکا رکھا تھا یعقوب نے اُن پتھرون کو نکال ڈالا اور
برہمنون کے ساتھ بحث ہوئی جس مین بھی یعقوب جیتا سدراس اور اُسکے درباریون کو

ایسی کرامت دکھائی جس سے اُنھون نے اُسکا مذہب اختیار کر لیا اور انکی متابعت دو دیگر ہندوون نے بھی کی اور ان نومسلمون نے عربستان کے ساتھ بیوپار جاری کیا جس سے وہ بیوپاریے یعنی بوہرے کہلائے۔

اِس قصے کے صحیح نامون اور حالات مین بہت گڑبڑی پائی جاتی ہے شدہر اس سنگھ واقع مین سدراجے سنگھ ہوگا گجرات مین اس نام (سدراجے سنگھ) سے سدھراج مشہور ہے لیکن تارمل اور بھارمل یہ دونو دیوان جو لکھے ہین قیاس ایسا چاہتا ہے کہ کہیں دھول واگھیلا (بگھیل) کے دیوان دو بھائی تیج پال اور وستنت پال تھے یہ وہی دو ہون تو ہون جن کو تارمل اور بھارمل مشہور کر دیا ہے اور پھر کمار پال یا اجے پال کی باتین جو دوسری جگہہ لکھی ہوئی ہین اور جنکے مطابق راجہ نے دوسرا مذہب اختیار کر لیا تھا سدھراج جے سنگھ کی طرف منسوب کر دی ہین کیونکہ یہ بات متحقق ہے کہ سدھراج نے اپنا مذہب نہین بدلا تھا وہ ہندو مذہب پر مرا ہے۔

سدھراج جے سنگھ سولنکی راجپوت تھا اُسکے حالات کتب تواریخ مین مفصل مذکور ہین گجرات اور مالوہ اور برہانپور اسکے زیر نگین تھے قلعہ بھڑوچ اُسی نے بنایا تھا اور سدھپور بھی اُسی نے آباد کیا ہے

جامع الحکایات سے الیٹ نے تاریخ ہندوستان کی دوسری جلد مین ایک قصہ کا ترجمہ کیا ہے جس کی نسبت اسکا مؤلف محمد اوفی کہتا ہے کہ مین نے اس قصے سے بہتر دوسرا قصہ نہین سنا محمد اوفی ایک دفعہ کھنبایت مین تھا جو سمندر کے کنارے پر آباد ہے اور جس مین بہت سے سنی مسلمان رہتے تھے جو مذہب کے نہایت پابند اور سخی تھے وہان اُسنے سنا کہ شہر کھنبایت گجرات کے راجہ جے سنگھ کے قبضے مین تھا جسکا دار الحکومت نہروالہ (انہل واڑہ) تھا اور اُسکے عہد مین یہان آتش پرستون اور مسلمانون کی بڑی آبادی تھی مسلمانون کی ایک مسجد تھی اُسکے پاس ایک مینار بھی تھا جس مین کھڑے ہو کر مؤذن اذان دیتا تھا آتش پرستون نے غیر مذہب والون کو مسلمانون پر حملہ کرنے کے لیے بھکایا جنھون نے وہ مینار توڑ ڈالا اور مسجد جلا دی اور اسی مسلمان مارے گئے مسجد کے خطیب کا نام

سلہ واو مکسور اور یاے معروف اور دال کے فتحہ اور یاے ہندی اور ہاء کے فتح اور لام کے سکون سے ۱۲ سلہ واو مفتوح سین تاے فوقانی ساکن سے ۱۲

قطب علی تھا وہ بچ کر نہروالہ کو گیا اور اُسنے تمام مظالم کی فریاد کی مگر راجہ کے درباریون مین سے کسی نے اُسکے حال پر توجہ نکی اور نہ مدد دی ہر ایک درباری اپنے ہم مذہبون کے بچانے کی کوشش کرتا رہا قطب علی نے یہ سنا کہ راجہ شکار کو جانیوالا ہے وہ جنگل مین جا کر راجہ کی رہگذر پر ایک درخت کے تلے بیٹھ گیا جب راجہ اُدھر پہونچا تو قطب علی نے عرض کیا کہ آپ ہاتھی کو ٹھہرا کر میری جو شکایت ہے وہ سُن لیجیے راجہ نے ہاتھی روک لیا قطب علی نے ایک نظم جو ہندی کی شاعری مین بنائی تھی اور اُسمین یہ تمام واقعہ لکھا تھا راجہ کے ہاتھ مین دیدی راجہ نے وہ نظم پڑھکر اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ قطب علی کو اپنے ساتھ حفاظت سے رکھے اور جب مین کہون اُسکو دربار مین پیش کرے اسکے بعد راجہ لوٹا اور اپنے نائب کو بلا کر فرمایا کہ تمام ریاست کا کام تم کرتے رہنا مین تین دن کے لیے تمام کام چھوڑ کر زنانے مین رہونگا اِس عرصے مین کسی ریاستی کام سے مجھے دق نکیا جائے اور اسی شب کو راجہ ایک سانڈنی پر سوار ہو کر نہروالہ سے کھنبایت کو راہی ہوا اور چالیس فرسنگ کے فاصلے کو ایک رات دن مین طے کیا اور سوداگر کے بھیس مین شہر مین داخل ہوا بازار اور کوچون مین الگ الگ موقعون پر ٹھہر کر قطب علی کی شکایت کے متعلق حالات سنتا رہا راجہ کو خوب تحقیق ہو گیا کہ مسلمانون پر بڑا ظلم ہوا ہے اور وہ قتل کیے گئے ہین بعد اِس کے ایک برتن مین سمندر کا پانی بھر کر اور لیکر نہروالہ کو لوٹ گیا جہان پر اپنی روانگی سے تیسری رات کو پہونچ گیا۔ صبح کو اُسنے دربار کیا اور قطب علی کو بلایا فرمایا کہ تم اپنا سارا واقعہ بیان کرو اُسنے تمام و کمال حقیقت سنائی درباری گروہ کے غیر مذہبی آدمیون نے چاہا کہ اُسکو جھوٹا بنائین اور دھمکائین اسپر راجہ نے اپنے پانی والے کو حکم دیا کہ وہ پانی کا برتن حاضرین کو دیدے تاکہ وہ سب اُس مین سے پیوین ہر ایک شخص نے اُسکو پینا چاہا اور چکھ کر چھوڑ دیا اور سمجھ لیا کہ سمندر کا پانی ہے پینے کے قابل نہین اُسکے بعد راجہ نے کہا کہ چونکہ اِس معاملے مین جدا جدا مذہب والون کا ایک دوسرے سے تعلق تھا اِس لیے مین نے کسی پر بھروسا نکیا اور خود کھنبایت کو جا کر تمام حالات کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانون پر فی الواقع ظلم و جبر ہوا ہے پھر اُسنے کہا کہ میرا یہ فرض ہے کہ اپنے تمام رعایا کے حال کی نگرانی رکھون اور اُنکی

ایسی حفاظت کردن کہ وہ امن کے ساتھ رہ سکین اسکے بعد اسنے حکم دیا کہ غیر مذہب والون یعنی برہمنون اور آتش پرستون اور دوسری ذات والون مین سے دو دو معزز آدمیونکو سزا دیجاے اور ایک لاکھ بالوترے (چاندی کا سکہ) اُس مینار و مسجد کی دوبارہ تیاری کے لیے دیے اور چار پارچے کا خلعت عطا کیا اِس خلعت کے کپڑے ابتک حفاظت سے رکھے ہوے ہین اور کسی بڑے تیوہار کی تقریب مین دکھائے جاتے ہین۔ وہ مسجد و مینار کچھ روز مین پہلے تک کھڑے تھے لیکن جب مالا (مالوہ) کے لشکر نے ملک نہروالہ پر حملہ کیا اُس وقت مین وہ توڑ ڈالے گئے سید شرف تیمن (تاے فوقانی سے بروزن یمین) نے اپنے خرچ سے اُنھین پھر بنوالیا اور ایک کے بجاے چار مینار تعمیر کرا کر اُنپر سونے کے کلس چڑھواے ہین وہ اپنے مذہب کی اِس عمارت کو غیر مذہب والون کے ملک مین چھوڑ گیا اور وہ عمارت ابتک موجود ہے غرضکہ بقول محمد اوفی جے سنگھ ہندوستان کے اُس زمانے کے والیان ملک مین سب سے بڑا اور نہایت مدبر تھا وہ بڑی نرمی کے ساتھ حکومت کرتا تھا اور دوسرے سردارون کو اپنے دباؤ مین رکھتا تھا جامع الحکایات شمس الدین التمش کے وقت مین سنہ ۶۱۱ھ کے قریب بنی ہے۔

بوہرون کے ہان ائمہ کی ترتیب

بوہرے مستنصر باللہ کے بعد مستعلی باللہ کو امام برحق جانتے ہین مستعلی کے انتقال کے بعد اُنکے بیٹے آمر باحکام اللہ تخت سلطنت پر متمکن ہوے ہم۔ ربیع الثانی ۵۲۴ھ ہجری کو آمر کے ہان بیٹا پیدا ہوا جن کا نام ابوالقاسم طیب رکھا اور جس مکان مین اُنکی ولادت وقوع مین آئی تھی اُسکا نام بیت حق معمور رکھا گیا ان ائمہ کے خوارق عادات بھی مجالس سیفیہ مین مذکور ہین چنانچہ مجلس سوم مین آمر کا ایک معجزہ لکھا ہے جو ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہوگا کہا ہے کہ آمر کا وزیر افضل ابن بدر جمالی اپنے دین مین مذبذب تھا ایک شخص فن جادوگری سے ماہر افضل کے ساتھ بیٹھا تھا اور ایک جوان نیزا اُٹھانے والے کے بغیر یہ خود اُٹھا چلا آتا تھا لوگ تعجب کرتے تھے یہ خبر آمر کو پہونچی افضل کو کہکر اُسے

بلایا آمر کے سامنے بھی اسنے یہی شعبدہ دکھایا پردے پر شیر کی ایک تصویر تھی آمر نے اس تصویر کو حکم دیا مجسم خبیر سنکر ساحر کو کھا گیا افضل شرمندہ ہوا۔

۲- ذیقعدہ سنہ ۵۲۴ ہجری کو آمر قاہرہ مین سر راہ زخمی ہوئے تو اپنی جانشینی کے لیے طیب کے واسطے وصیت کی اور ابن مدین کو بلاکر طیب کو تربیت کے لیے اُن کے حوالے کیا اور کہا کہ اپنے بعد اپنے داماد ابو علی کو باب سقر بھجوا ور دھایا کرے رات مین آمر نے رحلت کی اور امرائے دولت طیب کو لیکر قاہرہ چھوڑ کر چلے گئے اور مستور ہو گئے جب یہ خبر یمن مین پہونچی تو حرۂ ملکہ اور داعی ذویب دعوت مین قائم ہوئے اور طیب بن آمر کی بیعت لیتے رہے قاہرہ مین مسند نشین خلافت عبدالمجید ہوئے جن کا لقب الحافظ لامر اللہ تھا ان کو بوہرے نہین مانتے۔

بوہرون مین وصی اور ائمہ کی ترتیب اس طرح ہے (۱) وصی حضرت علیؑ (۲) امام حسنؑ (۳) امام حسینؑ (۴) امام زین الدین علیؑ (۵) امام محمد باقرؑ (۶) امام جعفر صادقؑ (۷) امام اسماعیل (۸) امام محمد (۹) امام عبداللہ (۱۰) امام احمد (۱۱) امام حسین (۱۲) امام مہدی (۱۳) امام قائم (۱۴) امام منصور (۱۵) امام معز (۱۶) امام عزیز (۱۷) امام حاکم (۱۸) امام ظاہر (۱۹) امام مستنصر (۲۰) امام مستعلی (۲۱) امام آمر (۲۲) امام طیب یعنی بوہرے مصر میں مستعلویہ ہین اور مستعلویہ مین طیبیہ ہین۔ اور جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور و مخفی ہونے کے قائل ہین اور وہ چار یہ ہین عبداللہ احمد حسین۔ اور طیب اور عبداللہ مہدی کا سلسلۂ نسب امام جعفر صادق تک اس طرح ملاتے ہین مہدی بن حسین بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق۔

علمائے دعوت اور داعیوں کا بیان

مجالس سیفیہ مین حرۂ ملکہ کی بڑی تعریف لکھی ہے کہا ہے کہ وہ علم تنزیل و تاویل

[illegible]

وحدیث ائمہ ورسول مین متبحر تھین اور داعیان زمان اُنسے پس پردہ سے مسائل سیکھتے تھے
اور احکام حاصل کرتے تھے اور مشکلات دین مین اُنکے پاس رجوع کرتے تھے پس جس
بات کے طالب ہوتے تھے اُن کے پاس پاتے تھے اور اس اُن کو علم و زہد و ورع وعبادت
کے ساتھ سیاست و تدبیر مین بھی کمال حاصل تھا ملوک بین اُنکی بندگی کے خواہان اور
اہل یمن اُن کی اطاعت مین پویان تھے وہ اپنی حیات مین دعوت وحکومت پر اچھے
مردان صاحب فضل کی وفات کے بعد قائم رہین اور انھین کے عہد مین ستر واقع ہوا
یعنی طیب بن آمر مستور ہوے اور جب تک یہ ملکہ زندہ رہین انتظام مین کچھ خلل واقع نہین
ہوا حرۂ ملکہ نے بانوے سال اور چند ماہ کی عمر پاکر شعبان ۵۳۲ھ ہجری مین وفات پائی
اور جامع مسجد ذی جبلہ مین بائین جانب قبلے کے مسجد کی ایک منزل مین مدفون ہوئین
اُن کی قبر آج تک زیارت گاہ ہے مسجد مذکور کی دیوار جانب قبلہ مین اُنکے حکم سے تمام
اماموں کے نام علی بن ابی طالب سے اُن کے زمانے کے امام تک لکھے گئے ہین حرۂ ملکہ
کے لیے ائمہ طاہرین کے نزدیک مقام محمود اور مرتبۂ عالی تھا اور خاصکر آمر باحکام اللہ
نے اُن کو ہر طرح کے فضل سے مخصوص کیا تھا اور تمام آدمیون سے اُن کے مرتبے کو
بڑھا دیا تھا اُنھین مقام نور کا **حجاب** اور بیت حق معمور کا جسین طیب ابی القاسم
پیدا ہوے تھے **باب** مقرر کیا تھا اور آمر نے حرۂ ملکہ کو حکم دیا تھا وہ طیب ابی القاسم
کی حالت ظہور مین اور استتار کے بعد اُنکی طرف دعوت کرین اور دعوت کو اُن کی طرف
اور اُن ائمہ کی طرف جو اُن کی اولاد سے ہون برابر جاری رکھین پس حرۂ ملکہ کو جس
بات کے لیے اُن کے مولا نے حکم دیا تھا اسپر مستعد اور قائم رہین۔ ابو الفدا نے
بھی اس ملکہ کا حال لکھا ہے مزید واقفیت کے لیے اُسکو ہم نقل کرتے ہین لکھا ہے
کہ نام ان کا سیدہ اور لقب حرہ تھا ان کے باپ کا نام احمد بن جعفر بن موسیٰ
صلیحی ہے ۴۴۰ھ ہجری مین پیدا ہوئی تھین اور شہاب کی بیٹی اسما نے اُن کی پرورش
کی تھی ۴۵۸ھ مین اسما کے بیٹے احمد الملقب بہ ملک مکرم بن علی بن قاضی محمد بن علی صلیحی نے
جو صنعا مین سلطنت کرتا تھا اُن سے نکاح کیا تمام کام حرۂ موصوفہ انجام دیتی تھین

احمد مکرم نے اپنی حیات میں اُن کو تخت پر بٹھا دیا تھا حرہ ملکہ انتظام سلطنت اور تدبیر مملکت اور لڑائیوں کے بندوبست کرتی تھیں احمد مکرم کھانے پینے اور عیش وعشرت میں مشغول رہتا تھا سنہ ۴۸۴ھ میں احمد مکرم نے وفات پائی تو اُسکے چچا کا بیٹا ابو حمیر سبا بن احمد بن مظفر بن علی صلیحی والی ریاست ہوا تمام عمر ریاست کرتا رہا یہانتک کہ سنہ ۴۹۵ھ میں سبا نے انتقال کیا یہ شخص صلیحیوں کا سب سے پچھلا بادشاہ گذرا ہے اسکے عہد میں بھی سلطنت کے تمام کاروبار حرۂ ملکہ ہی کے ہاتھ میں رہے ابن سبا کے مرنے کے بعد حرۂ ملکہ کی ایام حکومت میں ابن نجیب الدولہ مصر سے آکر سنہ ۵۱۳ھ میں سلطنت پر قابض ہو گیا اور یمن کے پہاڑوں میں پڑا رہا یہانتک کہ بادشاہ مصر نے اُسکے سر پر پہونچکر سنہ ۵۲۰ھ کے بعد ابن نجیب الدولہ کو گرفتار کر لیا اور اب سلطنت ابن زریع بن عباس بن مکرم کے ہاتھ میں آگئی آل زریع کا نام آل عدن ہے اور یہ لوگ آل زیب بھی مشہور ہیں مگر اِن تمام انقلابات میں حرۂ ملکہ کا اقتدار برابر قائم رہا یہانتک کہ سنہ ۵۳۲ھ میں راہی ملک آخرت ہوئیں ان کے عہد میں ملک مفضل ابو البرکات بن ولید حمیری حاکم تعز کا کہنا سننا بہت چلتا تھا بلکہ یہ شخص اُن کے سامنے احکام جاری کرتا تھا۔

مجالس سیفیہ میں بیان کیا ہے کہ داعی عماد الدین ادریس بن حسن نے کہا ہے کہ حرۂ ملکہ نے داعی **ذویب** بن موسیٰ کو اپنا قائم مقام کر کے اور دعاۃ یمن کا اُن کو قدوہ بنا کے اور داعی **خطاب** کو اُن کا معاون کر کے دنیا سے رحلت کی پس وہ دونوں طیب بن آمر کی حیات و وفات میں اُنکی طرف دعوت کرتے رہے اور قواعد دعوت کو بلند کیا اور طیب کے نشان ظاہر کئے اور داعی ذویب دعاۃ مطلقین میں سے یمن اور مضافات و جزائر یمن میں طیب کے مخفی ہو جانے کے بعد اول ہیں اور داعی یحییٰ بن لمک نے بھی ان کے لیے رتبہ تسلیم کیا تھا۔ داعی ذویب داعی لمک کے شاگرد تھے اور داعی لمک نے المؤید فی الدین شیرازی سے علم تحصیل کیا تھا مجلس بستم میں ذکر فضائل عید غدیر کے بعد بیان کیا ہے کہ علوم دعوت کا مہد، داعی المؤید فی الدین شیرازی ہیں جو امام مستنصر باللہ کی طرف سے حجت تھے اور تفصیل اُسکی اس طرح ہی

کہ داعی علی بن محمد صلیحی کے ہاتھ سے جب اللہ نے امر ائمہ ظاہر کیا اور اُن کو بلاد یمن بن تمکین دی تو صلیحی نے داعی لمک بن مالک حمادی کو مصر میں بھیجکر اجازت طلب کی لمک مصر میں پہونچے اور اُنکو داعی موئید فی الدین کے مکان میں ٹھہرنے کی اجازت ملی سات برس تک داعی لمک داعی موئید سے علوم ائمہ کے حاصل کرتے رہے اور جب وہ یمن کی طرف واپسی کی اجازت مانگتے تھے تو قیام کے لیے حکم ہوتا تھا یہاں تک کہ داعی لمک نے ۷۰ مسائل دقیق داعی موئید سے دریافت کیے جسپر موئید نے کہا کہ انکا جواب میں نہیں دے سکتا امام دینگے اور اُن کو امام کی خدمت میں لے گئے تو ہر مسئلے کے جواب کے ساتھ خلعت ملتا گیا داعی علی بن محمد صلیحی کے انتقال کے بعد داعی لمک یمن کے داعی قلم مقرر ہوئے اور یہ بڑے عالم شخص تھے داعی لمک سے بہت سے داعیوں نے علم حاصل کیا اور یوں تو ان کے بہت سے شاگرد تھے مگر اعلیٰ درجے کے دو ہی ہوئے ایک اُن کے بیٹے داعی یحییٰ اور دوسرے داعی ذویب بن موسیٰ جب داعی ذویب کی عمر پوری ہوئی تو انھوں نے اپنے قائم مقامی کے واسطے داعی ابراہیم بن حسین کے لیے نص کی اور اُنھیں اپنی طرح امام کے لیے باب مقرر کیا اور ابراہیم نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے حاتم کے حق میں ایسا ہی کیا اسی طرح ابراہیم کے بعد دعاۃ میں سب کرتے رہے اور اپنے قائم مقام کے لئے نص کرتے رہے اسی طرح سلسلہ دعوت ایک دوسرے سے منتقل ہوتے ہوتے خلف عن سلف داعی عماد الدین ادریس بن حسن تک پہونچا یہ عالم متبحر تھے اِس وقت دعوت میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور یہ بات کہی جاتی تھی کہ دعوت ہندوستان کو منتقل ہوگی۔ پھر ہند سے تحصیل علم کے لئے چند شخص بلائے گئے یہ چار شخص کہ اہل حسب و فضل سے تھے ہند سے یمن میں بھیجے گئے (۱) داعی یوسف بن سلیمان ساکن سدھ پور (۲) داعی جلال الدین (۳) داعی داؤد بن قطب شاہ (۴) داعی داؤد بن عجب شاہ یہ تینوں شخص احمد آباد کے رہنے والے تھے۔ آخر کار داعی ادریس بن حسن نے جو یمن کے آخری داعی تھے دعوت کی نص یوسف بن سلیمان کے لیے کی اُسوقت سے دعوت یمن سے ہند کو منتقل ہوئی

یوسف اپنے زمانۂ حیات میں دعوت مین قائم رہے انھون نے اپنے بعد داعی جلال الدین کے لئے نص کی اور داعی جلال الدین نے داعی داؤد بن عجب شاہ کو اپنا جانشین بنایا اور داعی داؤد بن عجب شاہ نے داعی داؤد بن قطب شاہ کے لیے اپنی قائم مقامی کی نص کی یہ چارون شخص بڑے کامل و ماہر تھے خاصکر داعی داؤد بن قطب شاہ علماً سب سے زیادہ اور عملاً سب سے بزرگ تھے ان سے بھی علماے دعوت نے علوم حاصل کئے مثلاً (۱) داعی شیخ آدم صفی الدین (۲) داعی عبد الطیب زکی الدین بن داعی داؤد بن قطب شاہ (۳) شیخ امین الدین جی ابن جلال اور داعی عبد الطیب زکی الدین نے اُنکے بھائی داعی قطب الدین نے علم سیکھا اور قطب الدین سے داعی شجاع الدین پیر خان نے تحصیل علم کی اور داعی شجاع الدین سے اُن کے بیٹے شیخ نجم خان نے فضل وکمال کی تکمیل کی پھر اُنسے اُنکے شاگرد خان جی بھائی ابن پیر خان نے علم وادب حاصل کیا اور یہ اپنے اُستاد کی طرح فاضل متبحر اور پرہیزگار تھے اور اجل علماے دعوت سے ہین جو اُن کے بعد ہوے داعی بدر الدین نے خانجی بھائی کو خدمت دعوت کا متولی کرکے احمد آباد کو بھیجا تھا اور اُنکے پاس تحصیل علم کے لئے داعی کلیم الدین اور شیخ صفی الدین کو بھیجدیا تھا جب صفی الدین اپنے اُستاد کے پاس سے تحصیل علم کرکے واپس آئے تو اپنے آبائی وطن نگر مین علوم پڑھانے لگے اور احکام دین کے کام مین معروف ہوگئے اُنھین سے شیخ عبد القادر حکیم الدین بن ملاخان نے علم تحصیل کیا اور شیخ عبد القادر سے اُن کے بھتیجے شیخ حبیب اللہ بن آدم بھائی بن ملاخان نے علم حاصل کیا اور شیخ حبیب اللہ سے شیخ رحمت اللہ بن ملا حسن نے سیکھا۔ شیخ خان جی بھائی جب احمد آباد سے مراجعت کرکے اودیپور ملک میواڑ مین آئے تو یہان ایک مدرسہ قائم کیا اور درس علوم وعبادت مین مشغول رہے۔ شیخ لقمان جی ملا حبیب اللہ عنفوان شباب مین رام پور سے چلکر اودیپور مین آئے اور شیخ خانجی بھائی بن پیر خان جی سے تحصیل علم کرنے لگے اور شیخ لقمان جی سے

اُن کے پوتے ہبتہ اللہ بن ملا ولی محمد بن شیخ لقمان جی نے تحصیل علم کی۔
خانجی بھائی کا مزار اودیپور میواڑ مین ہے اور بوہرے بڑے ذوق وعقیدت سے
اُسکی زیارت ہمیشہ کرتے ہین ناریل لیجاتے ہین وہان توڑکر کھوپرہ تقسیم کرتے ہین
اگر کی بتیان جلاتے ہین مروے کے پتے چڑھاتے ہین ان سے بہت ہی مست خوشبو
آتی ہے۔ غرضکہ خانجی سے علمی فیض کی دو شاخین ان کے دو شاگردون کے ذریعہ سے
چلتین (۱) شیخ صفی الدین بن داعی زکی الدین (۲) شیخ لقمان جی ملا حبیب اللہ
جنکی تفصیل ہمنے سن لی شیخ عبد العلی سیف الدین مجالس سیفیہ کے مؤلف کہتے ہین
کہ یہ دونون مثل بنی متفرق جماعتون کے علوم مجھ مین جمع ہوے اور دونون شاخین
میری طرف وارد ہوئین سیفی نے ابتداے عمر مین شیخ رحمۃ اللہ سے اور بعد بلوغ
کے شیخ ہبتہ اللہ سے تکمیل علوم کی اور پھر رتبۂ دعوت پر بھی فائز ہوے وہ کہتے ہین کہ
ہمارا علمی نسب اور سلسلہ اُس کا یہ ہے کہ داعی المؤید فی الدین شیرازی سے
داعی لمک بن مالک پر اور اُنسے داعیان یمن پر ایک دوسرے سے رتبۂ
دعوت از سلف تا خلف منتقل ہوا یہانتک کہ داعی ادریس بن حسن یمنی سے
داعی یوسف بن سلیمان کو اُن سے داعی جلال الدین کو اُنسے داعی
داؤد بن عجب شاہ کو اُن سے داعی داؤد بن قطب شاہ کو اُنسے اُنکے فرزند
داعی عبد الطیب زکی الدین کو اُنسے اُنکے بھائی داعی قطب الدین
کو اُن سے داعی شجاع الدین کو اُن سے اُن کے فرزند شیخ نجم خان کو اُن سے
شیخ خانجی بھائی کو اُن سے شیخ صفی الدین کو اُن سے شیخ کلیم الدین
کو اُن سے شیخ حبیب اللہ کو اُن سے شیخ رحمت اللہ کو اُن سے داعی
سیف الدین کو علم دعوت پہونچا۔ اور شاخ دوم سیفی تک یون منتہی ہوتی ہے کہ
شیخ خانجی بھائی سے شیخ لقمان جی نے اُنسے شیخ ہبتہ اللہ نے اُن سے
داعی سیف الدین نے علم پایا۔

اُن لوگون کی علمی و تاریخی تحقیق پر افسوس ہے جو سورت والے بڑے ملاجی کو

بوہرون کا امام لکھ مارتے ہین نواب صدیق حسن خان مرحوم کو بھی داعی اور امام مین فرق
نہ معلوم ہوا اور نہ یہ امر منقح نہ ہوا کہ داعی ہین امام نہین اسی لیے انھون نے اُن کو
کشف الغمہ اور خبیئۃ الاکوان مین امام لکھا ہے فرقہ اسماعیلیہ مین امامت منحصر ہے بی بی
فاطمہ علیہا السلام کی اُس اولاد مین جو اسماعیل بن جعفر صادق کے سلسلہ نسب مین ہے
اور سورت والے ملاجی اُن کے نسب سے نہین ہین اور بوہرون کے امام آمر کے بعد
طیب ابوالقاسم مستور ہوگئے ہین اس لئے اُن کی اولاد کا بھی پتہ نہین اور بغیر اولاد طیب
ابوالقاسم کے دوسرا امام ہو نہین سکتا پس سورت والے ملاجی داعی ہین یہ خود اپنے آپ کو
اولاد اسماعیل کہتے ہین نہ امامت کا ادعا کرتے ہین مین نے ملا نجم الدین عبدالقادر مرحوم
کی مہر ایک کاغذ پر دیکھی تھی جس مین صاف داعی کا لفظ اُن کے نام کے ساتھ تھا۔
ملا نجم الدین عبدالقادر جبکہ اودیپور مین تشریف لائے تو میرے والد کے ساتھ اُنکو بہت
محبت پیدا ہوگئی اور انکے علم وفضل کی بڑی قدر ومنزلت کرتے تھے کچھ تحائف بھی
دئے تھے۔ فی الحال ملا ابو محمد طاہر سیف الدین اُن کے جانشین ہین ان کے اور ملا
نجم الدین کے درمیان تین داعی گذر چکے ہین ایک ملا برہان الدین اور دوسرے ملا حسام الدین
تیسرے عبداللہ بدرالدین۔ داعی حال کے عزیز سنہ ۱۳۲۱ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۳ء مین
اودیپور مین آئے تھے جن کا نام نعمان بھائی ہے اور نہایت خوش سیرت اخلاق مجسم
ہین مجھ سے بوجہ مشورہ طبی کے محبت پیدا ہوگئی تھی بڑی دھوم دھام سے اُنکی دعوتین
بوہرون نے کین اور ہزارون روپیا اُن کے لیے جمع کیا جو لوگ دعوت نہین کرسکے اُنکی
نسبت یہ قرار پایا کہ نعمان بھائی اُن کے مکان مین جائین اور اہل خانہ قدمبوسی کرکے
جو کچھ توفیق ہو نذر پیش کردین۔ تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہے کہ بوہرے پیادہ پا
داعی کی اردلی مین دوڑتے ہین دست بستہ اُن کے روبرو کھڑے رہتے ہین بعض دیگر
اُن کے روبرو سے نہین جاتے ہین جب تک اجازت بیٹھنے کی نہین پاتے نہین بیٹھتے ہین
ب ملا صاحب وضو کرتے ہین بوہرے کلی تک کا پانی ہاتھون ہاتھ لیکر پی جاتے ہین
اگر ملا صاحب نے مسجد یا کسی اور جانب کا پیادہ پا قصد کیا اُن کی زیر قدم کی خاک کو

بوہرون نے آنکھون کا سرمہ کیا۔

سیف الدین مؤلف مجالس سیفیہ سے منقول ہے کہ اصول علم دعوت مین چار کتابین ہین اول اوساعلیٰ اُن کی رسائل اخوان الصفا دوم کتاب راحۃ العقل سوم کتاب تاویل الدعائم چہارم المجالس المؤیدہ۔ جو شخص ان کتب کا عارف ہو اور مبلغ علما کو پہونچا ہو وہ اِس بات کا مستحق ہے کہ اُس سے مسائل حاصل کئے جائین اور اُس کے قول پر وثوق کیا جائے اور ہر ایک علم رسائل اخوان الصفا مین موجود ہے جو چاہے اُس کا التزام کرے مجھے بوہرون کے علما سے معلوم ہوا کہ رسائل اخوان الصفا کے مصنف احمد بن عبداللہ ہین۔

تنبیہ

مولانا طاہر سیف الدین داعی حال کے رسالہ ضوء نور الحق المبین سے معلوم ہوتا ہے کہ یمن کے آخری داعی کا نام مولانا محمد بن داعی حسن ہے اور اُنھون نے اپنے بعد دعوت کی نص ہندوستان کے داعی یوسف پر کی تھی اور اِس رسالے مین اُنھون نے ایک عجیب بات لکھی ہے کہتے ہین کہ مولانا محمد بن داعی حسن کے وقت مین ہندستان کے اسماعیلیہ بوہرون مین سے ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ اُسکو صاحب عصر کے ساتھ ایک جن کے ذریعہ سے اتصال ہے بعض بوہرون نے اُسکی بات مان لی نذرون اور صدقات و عطیات اور خمس کا مال اُسے دینے لگے دینے والون کا زعم یہ تھا کہ یہ شخص امام کے پاس پہونچا دیگا کیونکہ اُسنے انسے کہہ رکھا تھا کہ امام ایک جن کو اُس کے پاس بھیجا کرتے ہین داعی یوسف نے جو داعی محمد کی طرف سے منصوص تھے اپنے مولا کے حکم سے لوگون کو نصیحت کی اور سمجھایا اور کہا کہ یہ محض جھوٹا اور فریبی ہے اور دعونے اس کا بالکل بے بنیاد ہے اور فرمایا کہ اس مدعی کاذب کو چھوڑ دو سب نے اُن کی ہدایت قبول کی اور توبہ کرکے اُسکو ترک کردیا۔

داعیون کے سلسل نام

داؤدیہ بوہرے ایک فاتحہ دعاۃ مطلقین کے لیے پڑھتے ہین جس مین یہ نام ہین

(۱) ابوالقاسم (۲) ابو عبداللہ (۳) جعفر بن منصور (۴) قاضی خان بن محمد
(۵) ابو یعقوب سجستانی (۶) ابو حاتم رازی (۷) ابو یعقوب وزیر (۸) حمید
(۹) احمد حمید الدین (۱۰) ہبتہ اللہ (۱۱) ابو برکات (۱۲) بذجالی (۱۳) علی بن
محمد صلیحی (۱۴) حرۂ ملکہ (۱۵) لمک (۱۶) یحیٰی (۱۷) ذویب (۱۸) خطاب
(۱۹) ابو ابراہیم (۲۰) حاتم (۲۱) محمد بن طاہر (۲۲) علی بن حاتم (۲۳) علی بن
محمد بن ولید (۲۴) علی بن حنظلہ (۲۵) احمد بن مبارک (۲۶) حسین بن علی
(۲۷) علی بن حسین (۲۸) ادریس (۲۹) حسن (۳۰) حسین (۳۱) علی
(۳۲) محمد (۳۳) یوسف (۳۴) جلال الدین (۳۵) برہان الدین اول
(۳۶) برہان الدین دوم (۳۷) صفی الدین (۳۸) زکی الدین (۳۹)
شمس الدین (۴۰) زین الدین (۴۱) قطب الدین (۴۲) شجاع الدین
(۴۳) بدر الدین (۴۴) زکی الدین (۴۵) کلیم الدین (۴۶) نور الدین
(۴۷) بدر الدین (۴۸) وجیہ الدین (۴۹) ہبتہ اللہ (۵۰) عبد الطیب
زکی الدین (۵۱) یوسف نجم الدین (۵۲) عبد العلی سیف الدین (۵۳) محمد عز الدین
(۵۴) طیب زین الدین (۵۵) محمد بدر الدین۔

ایک دوسری فہرست بھی دعاۃ مطلقین کے نامونکی پیش کرتا ہوں جو فائدے سے خالی نہیں۔
(۱) حرۂ ملکہ بنت احمد (۲) لمک بن مالک (۳) یحیٰی بن لمک (۴) ذویب
بن موسیٰ (۵) ابراہیم بن حسین (۶) حاتم بن ابراہیم (۷) علی بن حاتم (۸)
علی بن محمد بن ولید (۹) علی بن حنظلہ (۱۰) احمد بن مبارک (۱۱) حسین بن علی
(۱۲) علی بن حسین (۱۳) علی بن حسن (۱۴) ابراہیم بن حسین (۱۵) محمد ابن حاتم
(۱۶) علی ابن ابراہیم (۱۷) عبد المطلب ابن محمد (۱۸) عباس ابن محمد (۱۹) عبد اللہ
ابن علی (۲۰) حسن ابن عبد اللہ (۲۱) علی ابن عبد اللہ (۲۲) ادریس بن حسن
(۲۳) حسن بن ادریس (۲۴) حسین بن ادریس (۲۵) علی بن حسین
(۲۶) محمد بن حسن (۲۷) یوسف بن سلیمان (۲۸) جلال الدین بن حسن

(۳۷)

(۲۹) داؤد جی ابن عجب شاہ (۳۰) داؤد جی ابن قطب شاہ (۳۱) شیخ آدم
ابن طیب شاہ (۳۲) زکی الدین بن داؤد (۳۳) علی بن حسن (۳۴) قاسم جی
بن پیر خان (۳۵) قطب الدین شہید بن داؤد جی (۳۶) پیر خان شجاع الدین
بن احمد جی (۳۷) اسماعیل جی بن ملاراج (۳۸) زکی الدین بن بدرالدین
(۳۹) موسیٰ بھائی بن کلیم الدین (۴۰) نورالدین بن موسیٰ بھائی (۴۱)
بدرالدین بن شیخ آدم (۴۲) وجیہ الدین بن حکیم الدین (۴۳) مؤید الدین
بن وجیہ الدین (۴۴) زکی الدین بن بدرالدین (۴۵) نجم الدین بن زکی الدین
(۴۶) عبد علی سیف الدین بن زکی الدین (۴۷) محمد عزّ الدین بن جیون جی
(۴۸) طیب زین الدین بن جیون جی (۴۹) محمد بدرالدین بن سیف الدین
(۵۰) عبدالقادر نجم الدین (۵۱) عبدالحسین حسام الدین (۵۲) محمد برہان الدین
(۵۳) ابوالفضل عبداللہ بدرالدین (۵۴) ابومحمد طاہر سیف الدین۔

علمی وادبی کیفیت ومذہبی رازداری

بوہرون مین بڑے بڑے ادیب زبان عربی کے ہوتے ہین نظم ونثر فصاحت وبلاغت کے ساتھ لکھتے ہین ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہین زبان فارسی وارد وغیرہ کی کتابین شغل مین نہین رکھتے علما خط وکتابت بھی آپس مین عربی زبان مین کرتے ہین اور جو بے علم ہین وہ گجراتی اور اردو مین لکھتے ہین زبان گجراتی انکے ہان کی عام مادری زبان ہے۔ بوہرون کے علما کسی سے مناظرہ نہین کرتے خاصکر مذہبی مناظرے سے بالکل بچتے ہین۔ نہ اپنے مذہب کے اصول وفقہ وحدیث وتفسیر وعقائد کی کتابین غیر مذہب والے کو دکھاتے ہین اس باب مین ان کا عہد ہے۔ اور مجھکو جو کچھ کتابین ان کے ہان کی دیکھنے کو ملین ایک بڑی تدبیر سے داؤدیہ بوہرون سے ہاتھ لگی ہین جس کا ان مین سے خاص خاص آدمیون کو اتنا قلق ہے کہ بہت سے گمنام خط مجھکو بڑے الفاظ کے لکھکر ڈاک مین

والے ایک خط مین یہ دو شعر بھی مجھکو لکھ بھیجے تھے۔

نجم الغنی	انجو غنی لعین
آ تسبّ آل اللہ یا نجم الغني	فلا نت باللہ د نی ابن الدانی
جهلا تسبّ بنی النبی محمد	فلا نت من اتباع شراب المنی

شراب منی کے معنے گانڈو ہین۔ اِس کے ترجمے مین تین شخصونکے نام لکھے ہین جن مین سے ایک امیر المؤمنین عمر ہین۔

بوہرون کا طرز معاشرت

یہ سارا فرقہ نماز و روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد کی اطاعت مین سرگرم ہے۔ کوئی داڑھی نہین منڈاتا۔ بلکہ داڑھی کو کبھی قینچی بھی نہین لگاتا۔ اور سر پر بال نہین رکھتا۔ نہ حقہ پیتا ہے۔ نہ تنباکو کھاتا ہے نہ سونگھتا ہے۔ یہ لوگ مسکرات کے قریب بھی نہین پھٹکتے۔ جس قصبے یا شہر مین بوہرے رہتے ہین وہان انکی تمام جماعت ایک محلے مین سکونت رکھتی ہے دوسرے مذہب والے کو اُس مین جگہ نہین دیتے اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علٰحدہ رکھتے ہین اور اپنی شادی و غمی مین سوا اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین دیتے۔ اپنی ہی قوم مین بیاہ شادی کرتے ہین۔ ناچ رنگ وغیرہ نہین کرتے صرف آتشبازی چھوڑتے ہین اور باجہ بجواتے ہین کسی غیر مذہب والون کی مسلمانون مین سے بیٹی نہ لیتے ہین نہ اُسے دیتے ہین۔ بوہرے باوجودیکہ ہندوون سے سخت پرہیز رکھتے ہین مگر ابتک اُن مین کچھ باتین ہندون کی باقی ہین مثلاً اُنکے ہان مستورات کے پردے کا رواج نہین۔ عورتین باہر بے حجاب پھرتی ہین۔ لہنگے پہنتی ہین یہ لوگ سود علانیہ دیتے لیتے ہین۔ اور دیوالی مین جگمگٹ کی رات کو ہندوون سے زیادہ روشنی اور سامان خوشی کا اہتمام کرتے ہین۔ اُسی شب حساب وکتاب کی نئی بہیان تبدیل کرتے ہین اور اِس مین عامل کے فائدے کی

یہ بات رکھی گئی ہے کہ ہر دوکان پر عامل جاکر نئی بہی پر تیمنا بسم اللہ لکھ دیتا ہے اور صاحب دوکان کچھ اُسکی نذر کرتا ہے۔ مگر اب اس رسم کو یکم محرم کی طرف کھینچنے لگے ہین۔ ہندی مہینون اور تاریخون کے اعتبار سے حساب وکتاب رکھتے ہین شاید اسی وجہ سے مرآت احمدی کے ترجمۂ انگریزی کے نوٹ مین مندرج ہے کہ بوہرے کسی قدر ہندوون کے رسم ورواج اور عقیدے پر ابتک چلتے ہین مگر عجیب بات یہ ہے کہ ہندوون کے یہان کے کھانے پانی سے حتی الوسع بہت بچتے ہین۔ اِس کام کے واسطے ملا لقمان جی نے انگو چالیس سکھاون مین یون نصیحت کی ہے ہندو وے نا ہتھ نی رسوئی نکھاجو مومن تھئی نے کا فرنہ تھاجو یعنی ہندو کے ہاتھ کی مٹھائی مت کھائیو۔ مومن ہوکر کافر مت بنیو۔ اگر ہندو دھوبی کپڑا دھوکر لاتا ہے توپھر اُسے پاک اور نمازکے قابل کرتے ہین۔

مردے کو دفن کرتے ہین تو قبر مین تختے نہین دیتے۔ تھوڑی سی مٹی ہاتھون سے صاف کرکے باریک نکال کے اسے اول میت کے اوپر ڈالتے ہین اوراُسے ہاتھون سے خوب دباتے ہین۔ بعد اِسکے دوسرے لوگ مٹی دیتے ہین اور دستور ہے کہ جو قبر ہوتی ہے اُسی کی مٹی دیجاتی ہے۔ دوسری جگہ کی نہین ڈالتے اسے کارِ گناہ سمجھتے ہین جب سب مٹی بھر جاتی ہے تو قبر کو ہموار کردیتے ہین اور اُسپر چھڑکاؤ کرکے پھول ڈال دیتے ہین۔ بعد اس کے تمام آدمی اُس قبر کو درمیان سے بوسہ دیتے ہین۔ اس کا نام زیارت کرنا ہے بعد اس کے میت کے وارث سے سب بغلگیر ہوتے ہین اور تعزیت کی کوئی بات زبان سے نہین کہتے۔

عاشورے کے دن کسی سنت وجماعت کو اپنی مجلس مرثیہ خوانی مین شریک نہین ہونے دیتے۔ اس کا بڑا انتظام رکھتے ہین۔ سوائے عاشورے کے اور دنون مین شریک ہونے دیتے۔

انکے ہان قومی تفرقات نہین نہ کوئی شیخ ہے۔ نہ سید ہے۔ نہ مغل ہے۔ نہ پٹھان۔ اگر کوئی سید بوہرہ بن جائے تو بنی فاطمہ ہونے کی فوقیت اُس مین نہین رہتی۔

ان مین لڑکی کا ختنہ ہوتا ہے۔ اور وہ بوڑھی عورت کرتی ہے جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ اور کربلاے معلی ہو آئی ہو اور حضرت فاطمہ زہرا کے روضے کے جالیون کو بوسہ دے چکی ہو۔ اِس ختنے کی تقریب مین مرد شامل نہین کیا جاتا۔ پانچ سال سے نو سال کے اندر ختنہ ہو جاتا ہے۔ ایک چھوٹا سا نشتر ہوتا ہے جس سے ایک گیہون کے دانے کے برابر لمبا سا شگاف جلدی سے کر دیا جاتا ہے۔ جس کو چار پانچ روز کے اندر ہی آرام ہو جاتا ہے۔

بابا فخر الدین شہید گلیا کوٹ والے اور مولانا قطب الدین داعی احمد آباد والے (جو ۲۷ جمادی الاخری سنہ ۱۰۵۶ ہجری کو احمد آباد مین عالمگیر کے حکم سے جب وہ اپنے باپ کے حکم سے گجرات کے بند وبست پر مامور تھا مقتول ہوے) اور خانجی پیر اودیپور والے اور داؤد بھائی اودیپور والے اور ملا لقمان جی اودیپور والے ان پانچ بزرگون کے نام کی چھٹیان اپنے لڑکون کے سرون پر وہ عورتین رکھتی ہین جنکے بچے نہین جیتے۔ فخر الدین شہید کے نام کی چاندی کی بیڑی پہنتے ہین اور ان کا ایسا خیال ہوتا ہے کہ روضے کے پاس جاتے ہی وہ بیڑی از خود کھل جاتی ہے۔ اسی طرح خانجی پیر اودیپور والے کے نام کی بیڑی بھی پہنتے ہین۔

جو کوئی بوہرہ مانتا ہے کہ اگر میرا یہ کام بابا فخر الدین ولی شہید یا داعی قطب الدین شہید پورا کر دینگے تو مین دس روز یا بیس روز یا چالیس روز تک زائر بنکر روضے پر رہونگا تو اُسپر اس نذر کا ایفا واجب ہو جاتا ہے۔

کہتے ہین کہ بابا فخر الدین شہید کے روضے کے آس پاس بے شمار سانپ ہین مگر وہ کسی زائر کو کاٹتے نہین۔ بوہرون مین یہ بھی دستور ہے کہ خواہ غم ہو یا خوشی اسمین مرثیہ خوانی کراتے ہین۔

ان مین عورتون کا نکاح ثانی بے تکلف جاری ہے۔ تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ اگر اِس قوم کی عورت نے زنا کرایا یا کوئی اور قصور کیا تو شوہر نے عورت کے خفیہ پانچ روپے اُسکے دوپٹے مین باندھ دیے جب عورت نے روپے دیکھے معلوم کیا

کہ شوہر نے اُسے طلاق دی۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی۔

کلمہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ صدقۂ فطر۔ لیالی مکرمہ۔ صوم مسنونہ وغیرہ

بوہروں کا کلمہ یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ مولانا علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

بوہرے وضو مثل اہلِ سنت کے کرتے ہیں اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے بعد اشہد ان مولانا علیا ولی اللہ دو بار کہتے ہیں اور حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل محمد وعلی خیر البشر وعترتہما خیر العتر دو بار کہتے ہیں اور بعد اذان کے دعا پڑھ کے باتیں کر کے چند قدم چلتے پھرتے ہیں ہاتھ کھولکر نماز پڑھتے ہیں اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتا ٹوپی مصلا جدا رکھتے ہیں نماز کے وقت ملبوس مستعمل اتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہیں مگر یہ بات مسجد میں ہوتی ہے کسی اور جگہ مستعمل کپڑوں سے بھی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

سبحانک اللھم کی جگہ پڑھتے ہیں وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین علی ملۃ ابراھیم ودین محمد وولایۃ علی وابرأ الیہ من اعداء الظالمین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہتے ہیں اور سجدے میں سبحان ربی الاعلی وتعالی تین بار کہتے ہیں اور پہلے سجدے کے بعد بیٹھکر ایکبار یوں کہتے ہیں اللھم اغفر لی وارحمنی واجبرنی وارفعنی اور دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہوتے ہیں تو یوں کہتے ہیں اللھم انی بحولک وقوتک اقوم واقعد فجر کی دو رکعتوں کے بعد چھوٹا تشہد اس طرح پڑھتے ہیں بسم اللہ وباللہ والحمد للہ والاسماء الحسنیٰ کلہا للہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صل علی محمد نبیک وتقبل شفاعتہ فی امتہ وصل علیہ وعلی

اهل بيته الطاهرين۔ اور بڑا تشہد اس طرح ہوتا ہے التحيات الطيبات الصلوات الطاهرات الزاكيات الناعمات السابغات الغاديات الرائحات لله الخ نماز تین وقت پڑھتے ہین۔ ایک بار فجر کو پڑھتے ہین۔ دوسری بار ظہر کو اور ظہر و عصر کو ملا لیتے ہین دن کے بارہ بجنے کے بعد جب آدھا گھنٹہ گذرا تو ظہر کی نماز شروع کرتے ہین اور اُسکو ختم کرکے پیش امام اور مقتدی بیٹھے رہتے ہین اور ایک بجتے ہی عصر کی نماز پڑھا دیجاتی ہے۔ غرضکہ ڈیڑھ بجے تک دونون نمازین ختم ہوجاتی ہین۔ تیسری بار مغرب کے وقت پڑھتے ہین اور مغرب و عشا کو ملا لیتے ہین اور مغرب کی نماز بہت اول وقت پڑھتے ہین اُسکو پڑھ چکنے کے بعد باویسا کرتے ہین۔ پھر بعد اِسکے عشا کی نماز پڑھ لیتے ہین ایک بوہرے سے نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ باویسا مین اول دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت مین الحمد اور قل هو الله احد پڑھتے ہین اور دوسری رکعت مین الحمد اور قل یا ایها الکافرون پڑھتے ہین۔ سلام کے بعد مولانا محمد بن طاہر کی دعا پڑھتے ہین جس مین عقول عشرہ کا بیان ہے اور اِسی لئے اُسے عقل اول کہتے ہین اِسکے بعد پنجتن کی تسبیح معمولی قاعدے کے ساتھ پڑھتے ہین اور سجدہ کرتے جاتے ہین اور مختلف تعدادون مین اُن کے نامون کے ساتھ ندا کرتے ہین۔ سب سے بعد امام طیب کے نام سے کئی بار ندا کی جاتی ہے اور کچھ پڑھکر سجدہ کیا جاتا ہے اور پھر ایک دعا بھی پڑھی جاتی ہے۔ اور ایک بڑا باویسا ہے جس مین عقل اول کی دعا پڑھکر دو رکعت پڑھتے ہین اور ہر رکعت کے بعد دعا پڑھتے ہین تو اللہ تعالیٰ مقامات ربانیہ کے وسیلے سے پڑھنے والے کے تمام گناہ بخشتا ہے۔ یہ لوگ جمعہ کی نماز نہین پڑھتے اُس دن خطبہ وغیرہ کچھ نہین ہوتا جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھتے ہین۔ مسجد مین عورتون کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہین۔ پیش امام بطور عامل و قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی مین بوہرون کے یہے مقرر ہوتا ہے اُسکی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اور زکوۃ کا روپیہ داعی کو بھیجتا ہے۔

مجالس سیفیہ کی ساتوین مجلس مین لکھا ہے کہ زکوۃ فطر ایک صاع گیہون یا ایک صاع جو یا ایک صاع چھوارے یا ایک صاع مویز ہین اگر گیہون اور جو اور چھوارے اور مویز نہ ملین تو اسکے عوض نقد دام قبل افطار کے دیوے - مجالس سیفیہ کی چوتھی مجلس مین ذکر کیا ہے کہ مقدس راتین ١٧ - ١٩ - ٢١ - ٢٣ تاریخ کی ہین اور مسنون روزے یہ ہین - ماہ شعبان اور ہر ماہ کا پنجشنبۂ اول و آخر اور ہر ماہ کا درمیانی چہارشنبہ اور صحیفۃ الصلوۃ مین ذکر کیا ہے کہ رمضان کی سترھوین - انیسوین اور اکیسوین رات افضل ہے - اور لیلۃ القدر ہزار مہینون سے افضل ہے یہ رات حضرت بی بی فاطمہ کی طرف منسوب ہے - رات بھر جگنے کا حکم ہے - انکے ہان عقیقہ کرنا واجب ہی یہانتک کہ اگر نادار ہو تو جب مقدرت حاصل ہو قضا کرے دو برس سے چھوٹی بکری کام نہین آتی اور تمام اعضا اُس کے درست ہونا چاہیین کمی زیادتی نہو بکری کی ہڈیان بغیر توڑے جدا کی جاتی ہین اور فرزند کے بالون کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کی جاتی ہے -

میثاق

بوہرے ١٨ ماہ ذیحجہ کو واقعۂ غدیر خم کی یادگار مین عید مناتے ہین - روزہ رکھتے ہین غسل کرتے ہین زوال کے وقت دو رکعت نماز کی پڑھتے ہین اور نیت مین عبارت عربی یہ کہتے ہین کہ نماز پڑھتا ہون مین اس روز مبارک شریف کی کہ عید غدیر خم کی ہی اللہ تعالی کی شکرگذاری کے لیے دو رکعتین اللہ کے لیے وغیرہ وغیرہ اِس نماز کی دونون رکعتون مین الحمد ایک بار قل ھو اللہ احد دس بار اور آیت کرسی دس بار اور انا انزلناہ دس بار پڑھتے ہین - عید غدیر خم کے دن ہر مقام پر عامل بوہرون سے میثاق لیتا ہے اور پندرہ برس سے جسکی عمر کم ہو اُس سے میثاق نہین لیا جاتا اس میثاق مین عقائد اور مذہب کی باتون پر قائم رہنے اور بری باتون سے بچنے کا اقرار لیا جاتا ہے اور ہر ایک اپنی مقدرت کے موافق عامل کو نذر دکھاتا ہے تمام زر نذر سے چہارم حصہ عامل کو ملتا ہے اور تین حصے داعی کی سرکار مین جمع ہوتے ہین -

رویت ہلال۔روزۂ رمضان۔عید اور حج

اس فرقے کی یہ خصوصیات مین سے ہے کہ ماہ رمضان مین ایک یا دو روز قبل روزہ رکھتے ہین اور جب ایک یا دو روز باقی رہتے ہین تو عید منا لیتے ہین کیونکہ ان مین رویت ہلال کا مدار اماوس یعنی بدی کی پندرھوین تاریخ پر ہے جو ہندؤنکا حساب ہے اور پورے تیس روزے رکھتے ہین اور روزہ اول وقت افطار کرتے ہین جیسا کہ حنفیہ افطار کرتے ہین اور مغرب کے فرض پڑھکر سنتون سے پہلے افطارتے ہین اور افطار مین بہت جلدی کر کے سنتین پڑھ لیتے ہین۔نماز مغرب بھی حنفیہ کی طرح اول وقت ہی پڑھتے ہین۔بوہرے عشرۂ محرم کے مراسم بھی قبل سے ادا کر لیتے ہین اور مقام عرفات مین بھی ایک دو روز قبل حج بجا لاتے ہین اور وہ اس تدبیر سے ہو جاتا ہے کہ اہل سنت کو مطلق خبر تک نہین ہوتی۔مقام عرفات مین حج سے کئی دن قبل سے حاجیون کی آمد شروع ہو جاتی ہے اور وہ کوئی چھوٹی سی جگہ نہین کہ اگر تھوڑے سے آدمی کچھ کرین تو سب کی نظرین انپر پڑین پس اپنے طور پر مراسم حج علٰحدہ اور مخفی طور پر ادا کر لیتے ہین۔

مجھ سے ایک بوہرے نے بیان کیا کہ ہم قبل سے عرفات مین پہونچ گئے اور یمن کی طرف کے اسماعیلی بھی شامل تھے۔یمن مین اسماعیلیون کی بڑی آبادی ہے۔ ہم سب اسماعیلیون نے دو، دن قبل کھڑے ہو کر مراسم حج ادا کرنے شروع کئے اور ایک ذی علم اسماعیلی ساکن یمن یہ کام کرا رہا تھا کہ بہت سے اہل سنت ہماری جماعت کو کھڑا دیکھ کر وہان آ گئے اور پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو ہمنے جواب دیا کہ ہم کچھ دعا کرتے ہین وہ اس سادے سے جواب کو سنکر ہٹ گئے پھر ہمنے مزدلفہ مین جا کر اس طرح شب گذاری کہ جو راستہ اُدھر کو ہے وہ طائف کے مسافرون کا راستہ بھی ہے طائف کے آنے والے اسی راستے سے خانۂ کعبہ کو جاتے ہین پس ہم سب مزدلفہ کو روانہ ہوئے راستہ مین جو لوگ عرفات کو آنے والے ملتے اور ہم سے دریافت کرتے کہ عرفات سے ابھی واپس کیون جاتے ہو تو ہم جواب دیتے کہ طائف سے آ رہے ہین

ملے مین ہو کر عرفات کو آئین گے اور اِس حیلے سے مزدلفہ مین رات گذار کر پھر عرفات کو لوٹ آئے اور یہ تو تمام حجاج کے شریک رہے۔

ماہ رمضان کے ہمیشہ سے روزہ ہونیکی وجہ

بوہرون کی ایک کتاب ہین لکھا ہے معلوم تھا سکہ ورس نا بارہ مہینہ چھے تہا سے چھ مہینے کامل اَنے چھ مہینہ ناقص چھے تو عقلا واجب تھیو کہ ورس نو اصل انے اساس نقصان نا دون کمال پر ہوے تیجوا سطے ورسنو پہلو مہینو محرم سے شروع تھیو تہ کامل مہینو چھے انے مہینو صفر لوتہ ناقص ایجمثل ربیع الاول کامل انے ربیع الآخر ناقص انے جمادی الاول کامل انے جمادی الآخر ناقص انے شہر رجب کامل انے شعبان ناقص انے شہر رمضان کامل انے شوال ناقص انے ذلقعدہ کامل انے ذی حجہ ناقص نبی صاحب صلوات اللہ علیہ نو فرمان چھے کہ کوئی وقت شعبان کامل نتھاے انے شہر رمضان ناقص نتھاے ہوئے نبی صاحب نو آقول و نہوے مہینے نا کمال انے نقصان اوپر دلیل چھے انے شعبان نا ناقص تھانے لیلۃ النصف نی دلیل چھے کہ شہر رجب انے شہر رمضان ما ہی لیلۃ النصف نتھی۔

مطلب اسکا یہ ہے کہ برس کے بارہ مہینے ہوتے ہین جن مین سے چھ مہینے کامل ہوتے ہین چھ مہینے ناقص ہوتے ہین پس عقل کی رو سے واجب ہوا کہ برس کی اصل اور جڑ نقصان اور کمال پر ہوئی پس برس کا پہلا مہینہ محرم سے شروع ہوا اسلیے وہ کامل مہینہ ہے اور اِس سے دوسرا مہینہ صفر کا ناقص ٹھہرا اسیطرح ربیع الاول کامل اور ربیع الثانی ناقص اور جمادی الاول کامل ور جمادی الآخر ناقص اور ماہ رجب کامل اور شعبان ناقص اور ماہ رمضان کامل اور شوال ناقص اور ذی قعدہ کامل اور ذی حجہ ناقص۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کسی وقت کامل یعنی تیس ۳۰ دن کا نہین ہوتا اور رمضان ناقص یعنی انتیس ۲۹ دن کا نہین ہوتا۔

حضور پر نور کا یہی ارشاد ان دونون مہینون کے کامل وناقص ہونے پر دلیل ہے اور شعبان کے ناقص ہونے کی دلیل لیلۃ النصف کا ہونا بھی ہے کہ یہ ماہ رجب اور رمضان مین نہین ہوتی۔ اور لیلۃ النصف سے مراد یہ ہے کہ شعبان کی چودھوین تاریخ کے بعد جو پندرہوین شب آتی ہے تو اس شب کو بوجہ اس مہینے کے ۲۹ دن کا ہونے کے نصف مہینے کے پہلے آدھے حصے کی طرف گنتے ہین اور نصف آخر کے آدھے کی طرف اِس رات عبادت کرتے ہین اور تین گھنٹے کے قریب کھڑے رہتے ہین اور اِس کا ثواب اتنا ہے جتنا بیس ۲۰ حجون کے کرنے کا ہوتا ہے تین مہینے افضل ہین رجب شعبان رمضان اِن مین رجب و شعبان بیس ۲۰ دنون کا ہونے کی وجہ سے اِن مین لیلۃ النصف کی ضرورت نہین شعبان ۲۹ دن کا ہے اِس لیے اِس مین یہ ضرورت ہے یہ مہینے کثرت عبادت کے لیے مخصوص ہین جنکو خدا نے توفیق دی ہے وہ لگاتار ان مین روزے رکھتے ہین۔ یہ ایک بوہرے کا بیان ہے حدیث مین پندرھوین شب شعبان کا نام لیلۃ النصف من شعبان آیا ہے وہ حدیث یہ ہے مامن لیلۃ بعد لیلۃ القدر افضل من لیلۃ النصف من شعبان۔

کبیسہ یعنی لوند

نسخہ صحیفۃ الصلوۃ بمبئی مین نورالدین جیوا خان اسماعیلی کے مطبع مین داعی مولانا نجم الدین عبدالقادر مرحوم کے حکم سے چھپا ہے اسمین کبیسہ کا حساب یون مندرج ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کبیسے کے بیان مین آئی ہے جسمین ابجد کا قاعدہ کام آتا ہے اور وہ یہ ہے

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	
۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	
ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ	
۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	

یہ سات حروف قرن کبیر کے ہین ز ھ ج ا و د ب

اور قرن صغیر کے تیس حروف ہین جن مین سے ہر ایک حرف برس برس روز کا شمار ہوتا ہے ھ ب ز د ا و ج ز ھ ب و ز د ا
و ج ز ھ ب ز د ا و ج ز ھ ب د ا و ۔

اور یہ حروف بارہ مہینے کے مشہور ہین ایک ایک حرف کیواسطے ایک ایک مہینہ مقرر ہے

ز	ب	ج	ھ	ف	ا
محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الآخر	جمادی الاول	جمادی الآخر
ب	د	ھ	ز	ا	ج
رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذیقعدہ	ذیحجہ

پس قرن صغیر کے حروف مین سے جس حرف پر سکون ہے اُس حرف کا سال کبیسہ کا سال ہے یعنی اُس سال کا ذیحجہ تیس دن کا ہوتا ہے ۔ اِن شعرون مین یہی بات مذکور ہے۔

ثلثون السنون الدھر تلقے لھجرۃ احمد الزاکی المغارس
فثانیۃ وخامسۃ جمیعًا وثامنۃ وعاشر الکبائس
کذلک ثلث عشر ثم ست وتسع فی القیاس لکل قائس
وحادیۃ ورابعۃ وسبع وتسع بعد عشرین الکبائس

غرض یہ ہے کہ ہر تیس برس مین گیارہ بار کبیسہ واقع ہوتا ہے اور وہ یہ ہین سال دوم پنجم ۔ ہشتم ۔ دہم ۔ سیزدہم ۔ شانزدہم ۔ نوزدہم ۔ بست ویکم ۔ بست وچہارم بست وہفتم ۔ بست ونہم ۔

کوئی شخص چاہے سنہ ۱۲۹۰ھ کے محرم کی پہلی تاریخ نکالے یا جس مہینے کی چاہے اُسکی نکالے تو اُسکا قانون اِس طرح ہے کہ اِسی قرن کبیر کا حرف زے ہے اُسکے ابجد کے حساب سے سات عدد ہوتے ہین اور قرن صغیر کا حرف واو ہے جس کے ابجد کے حساب سے چھ عدد ہوتے ہین اور محرم کا حرف زے ہے جسکے سات عدد ہوتے ہین

پس ان تمام اعداد کا مجموعہ (کہ دو جگہ سات سات ہین اور ایک جگہ چھ) بیس ہوا جس میں سے سات سات نکالے تو باقی چھ رہے اِن کو اِس طور سے گنا تو بارہ سو تیرہ کے سال کے محرم کی پہلی تاریخ جمعہ آتا ہے اِسی طرح جس مہینے کی پہلی تاریخ نکالنا چاہین اُس مہینے کے حروف لیکر جمع کرنے کے بعد سات سات نکالین اور جو باقی رہے اُسکو اِسی طور سے گنین جہانتک لگن پہونچے وہی دن مہینے کی پہلی تاریخ کا دن ہوگا۔

صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب مین جو ملک شام مین عربی زبان مین چھاپی گئی ہے لکھا ہے کہ کبیسہ کے حساب کرنے والے نساۃ لوگ ہوا کرتے ہین نساۃ نسی سے مشتق ہے یعنی مہینون کے بھلا دینے والے۔ اِس طریقے مین یہ ہوتا ہے کہ چند دن مہینون پر بہ حساب کسور بڑھا دیتے ہین جس سے تین برس مین ایک مہینہ پورا نکل آتا ہے۔ یہ طریق مصری عربون مین اب تک رائج ہے مگر اِسلام نے اِسکو لغو ٹھہرایا ہے اور فقط کسری بہ حساب رویت ہلال کے مطابق جاری رکھا ہے اسلام کے تمام فرقے اپنے عام احکام شرعیہ رویت ہلال کے لحاظ سے کرتے ہین سوا فرقۂ شیعہ (مہدویہ) کے۔ اسلامی سال محرم کے مہینے سے شروع ہوتا ہے اور عموماً ایک مہینہ تیس دن کا اور ایک مہینہ انتیس دن کا حساب کیا جاتا ہے تاکہ قمری سال تین سو چون روز اور ایک خمس اور ایک سدس کا ہو (۳۵۴ ۱/۵ ۱/۶)۔ مقریزی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اِسی کسر کی وجہ سے مسلمانون نے ذی الحجہ کے مہینے مین ایک دن کا اضافہ کر دیا ہے بشرطیکہ وہ کسر نصف دن سے زیادہ ہو اِس سبب سے اُس سال مین ذی الحجہ تیس دن کا ہو جاتا ہے اُس سال کو سال کبیسہ کہتے ہین اِس حساب سے پورے سال کے دن تین سو پچپن ہو جاتے ہین اسی طرح جمع ہوتے ہوتے ہر تیس برس مین گیارہ دن بڑھ جاتے ہین مقریزی کا مطلب تیس برس سے قمری سال مراد ہین سِان تیس برسون مین انیس برس تو بغیر کبیسہ کے ہونگے اور گیارہ برس مین کبیسہ پڑیگا وہ گیارہ برس وہی ہین جو اوپر مذکور ہوے۔

مسلمانون کا پہلا مہینہ۔ آٹھوین پندرھوین اور انیسوین مین اور قومون کے

مہینون سے موافقت رکھتا ہے لیکن اگر محرم کی پہلی یکشنبے کے روز واقع ہو تو صفر کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا اور ربیع الاول کی پہلی کو چہارشنبہ۔ ربیع الثانی کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ جمادی الاولی کی پہلی کو چہارشنبہ۔ جمادی الاخری کی پہلی کو دوشنبہ۔ رجب کی پہلی کو سہ شنبہ۔ شعبان کی پہلی کو پنجشنبہ ہوگا ماہ صیام کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ شوال کی پہلی کو یکشنبہ ہوگا۔ ذیقعدہ کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا۔ ذی الحجہ کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ اور اگر محرم کی پہلی دوشنبے کو پڑی تو صفر کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ ربیع الاول کی پہلی کو پنجشنبہ۔ اور اگر محرم کی پہلی کو ہفتہ ہوا تو صفر کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا اور ربیع الاول کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا۔ علی ہذا القیاس سمجھ لو۔

صحیفہ جو مردے کے ساتھ قبر مین رکھتے ہین

ایک صحیفہ مرنے کے بعد غسل وکفن دیکر مردے کے ہاتھ مین دیکر اُسکے ساتھ قبر مین رکھا جاتا ہے اس مین مرد کے واسطے مذکر کی ضمیر اور عورت کے واسطے مؤنث کی ضمیر پھیرنے کے سوا کوئی تفریق نہین یہ صحیفہ خصوصیت مین عقائد میت کی تصدیق کرنے کو عامل کی جانب سے جو اُس موقع پر داعی وقت کی طرف سے مقرر ہو شہادت ہی اس مین سیدنا و مولانا کے بعد داعی وقت کا نام درج کیا جاتا ہے اور ماذون سیدی کے بعد ماذون کا نام لکھا جاتا ہے اور مکاسر و سیدی کے بعد مکاسر کا نام تحریر کیا جاتا ہے۔ نقل اُس کی یہ ہے۔

اعوذ باللہ العظیم و بوجهه الکریم من الشیطان الرجیم۔ اللهم هذا عبدك الضعیف الفقیر المحتاج الی رحمتك جاء تم اوقات التی ختمتها علیه۔ اللهم فتلقه بالروح والریحان والقها رزعن سیئاته بالاحسان الیه وارفع روحه مع ارواح النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا ذلك الفضل من الله وکفی بالله علیما۔

اللهم ارحم جسمه اللابث فی التراب وآنس الیه من سواری لطفك ما یكون ضمیناً له بالتخلص من العذاب وقاضیاً بكریم الرجعی وحسن المآب بحق ملائكتك المقربین وبحملة الروحانیین وملائكتك النورانیین وانبیائك المرسلین الخیرة والصفوة من خلقك اجمعین وبحق نبیك المصطفیٰ وامینك المجتبیٰ محمد خیر من مشی علی الغبراء واظلته الخضراء وبحق وصیه علی ابن ابی طالب ابی الائمة النجباء والحامل من نبیك ثقل الاعباء وبحق مولاتنا فاطمة الزهراء الانسیة الحوراء وبحق الائمة من نسلها والصفوة من بعلها الحسن والحسین سبطی نبیك وبعلی ابن الحسین ومحمد ابن علی وجعفر ابن محمد واسمٰعیل ابن جعفر ومحمد ابن اسماعیل وعبد الله المستور واحمد المستور والحسین المستور ومولانا المهدی ومولانا القائم ومولانا المنصور ومولانا المعز ومولانا العزیز ومولانا الحاكم ومولانا الظاهر ومولانا المستنصر ومولانا المستعلی ومولانا الآمر ومولانا الامام الطیب ابی القاسم امیر المؤمنین وبحق ابوابهم وحججهم ودعاتهم وبحق قائم آخر الزمان وحجته وائمة دوره صلوات الله علیهم اجمعین۔ وبحق داعی الوقت والاوان سیدنا ومولانا وماذونه سیدی ومكاسره سیدی وحدوده الفضلاء الذین یقضون بالحق وبه یعدلون حسبنا الله ونعم الوكیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ بارخدایا یہ تیرا بندہ ضعیف حقیر محتاج تیری رحمت کا ہے اسکی وفات مقررہ آئی اسکو آسائش اور خوشبو سے ملا اور اسکے گناہوں سے احسان کے ساتھ درگذر کر اور اسکی روح کو ارواح انبیا و صدیقین و شہدا کے ساتھ درجۂ عالی عطا کر اور کچھ اور دعائیہ کلمات کے بعد ان سب کا موں کے لیے ملائکہ اور انبیا اور حضرت محمد مصطفےٰ اور حضرت علی اور بی بی فاطمۂ زہرا اور حضرت امام حسن ع

ہے

امام طیب ابوالقاسم اور مہدی آخر الزمان تک تمام ائمہ کو اور ان کے بابون اور حجتون اور داعیون اور داعی وقت اور اسکے ماذون ومکاسر وحدود کو درگاہ الٰہی مین وسیلہ گردانا ہے۔

بوہرون کے مذہب مین فلاسفۂ یونان کی باتونکو دخل

مولانا محمد بن طاہر کی دعا مین عقول عشرہ کو اور ان کے قواے روحانی اور جواہر مجردہ کو جناب الٰہی مین وسیلہ بنایا ہے جسکے الفاظ یہ ہین۔

اللهم اني اسئلك يا هو يا من لا يعلم ما هو الا هو يا من هو كما هو واتوسل اليك اللهم بالعقل الاول وبتاليه وبالسبعة العقول التى تليه وبعاشرهم القائم المقام الاول لمن فى افقه والحائز بموادة الجارية ولحظاتة اليه السارية شرف سبقته بمن فى ضمن كل واحد من القوى الروحانية والاشباح القدسانية واتوسل اليك اللهم بصاحب الرتبة العلية وصفوة الصفو من اهل الجنة الابداعية الذى له تحركت الحركات الجرمانية والجسمانية وصار مطرح اشعة العقول الجبروتية والملكوتية وبالسبعة والعشرين الملبين لدعوة المسارعين الى اجابته وبمن قام بعدهم من المقامات الانبعاثية والانوار الشعشاتية الى انقضاء مدتهم وانتهاء عدتهم وبخاتم ادوارهم واخر ساعة من ساعات نهارهم۔

یعنی اے اللہ مین تجھ سے مانگتا ہون۔ اے اللہ۔ اے وہ ذات پاک کہ کوئی نہین جانتا کہ وہ کیا ہے مگر خود وہی یعنی وہ اپنے آپ اپنی ذات کو جانتا ہے۔ اے وہ ذات پاک کہ وہ موجود ہے جیسا کہ وہ تھی۔ اور مین وسیلہ پکڑتا ہون اے اللہ تیری جناب مین عقل اول کے ساتھ اور جو اسکے پیچھے ہے یعنی عقل دوم کے ساتھ اور ان سات عقلون کے ساتھ جو دوسری عقل کے پیچھے ہین اور دسوین

عقل کے ساتھ جو پہلی کی قائم مقام ہے اُس شخص کے لئے جو اُسکی علداری مین ہو اور جو گھیرنے والی ہے اپنے مادے کے ذریعہ سے کہ وہ جاری ہے اور جو گھیرنے والی ہے ساتھ ملاحظے اپنے کے جو سرایت کرنے والا ہے طرف اُس شخص کے جو اُسکی علداری مین ہے سبقت کرنے والی ہے اُسکی بزرگی کو یعنی عقل اول نے تقدم کی وجہ سے جو شرف حاصل کیا ہے وہ شرف دسوین عقل نے اپنی عنایت کی وجہ سے حاصل کیا ہے اور اِس وجہ سے دونون مرتبے مین برابر ہوگئے ہین یعنی ایک تقدم کی وجہ سے بزرگ ہے اور ایک اپنی مہربانیون کی وجہ سے اور مین توسل کرتا ہون اے اللہ تیری جناب مین اُن روحانی قوتون اور پاک صورتون کے ساتھ جو ہر ایک عقل کے اندر موجود ہین اور وسیلہ پکڑتا ہون مین تیری جناب مین اے اللہ اُس صاحب مرتبۂ عالی اور برگزیدہ ترین کے ساتھ جس کا بدن بلا مادے کے پیدا ہوا ہے اور اُسکی وجہ سے آسمانون اور عناصر نے حرکت پائی ہے اور عقول جبروتی وملکوتی کے انوار کے گرنے کی جگہ ہوگیا ہے اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون تیری جناب مین اُن ستائیس کے ساتھ جو دسوین عقل کے کہنے کو قبول کرتے ہین اور اُسکے فرمانبردار ہین اور اُسکے حکم کی تعمیل مین جلدی کرنے والے ہین اور وسیلہ کرنے والا ہون تیری جناب مین اُس شخص کے ساتھ جو بعد اُن کے ایسے مقامات کا جانشین ہوا جو برانگیختہ کرنے والے اور لمبی لمبی روشنی رکھنے والے ہین اُن کی مدت کے تمام ہونے اور اُن کی تعداد کے پورا ہونے تک اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون تیری جناب مین اُس شخص کے ساتھ جس کے اوپر اِن مدبرون کے دورون کا خاتمہ ہے انتہاے زمانہ تک۔

اِس مضمون مین اول سے آخر تک فلاسفۂ یونان کے عقائد اور مسلمات کی اتباع کی ہے اور اِس سے صرف اللہ تعالیٰ کا علۃ العلل ہونا ثابت ہوتا ہے اور اُسکے لئے صرف تقدم ذاتی کا حاصل ہونا پایا جاتا ہے نہ تقدم زمانی کا جیسا کہ بیٹے کو باپ پر تقدم زمانی حاصل ہے کیونکہ خدا کے لیے علیت کا تقدم ثابت ہوتا ہے

اور خاصیت اِس تقدم کی ہے کہ متاخر کا وجود بغیر اُسکے نہین ہوتا اور اُس نکے ساتھ ہوتا ہے یعنی اول علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے بعد اِس کے معلول کو کہ متاخر ہے وجود حاصل ہوتا ہے اور متقدم بعلیت بغیر متاخر کے نہین ہوسکتا اِسکو متقدم بالذات کہتے ہین۔ مثال اِسکی ممکنات مین انگلی کی حرکت کا تقدم ہے انگوٹھی کی حرکت پر۔ اور اِس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے اور اہل اسلام جس خدا کو مانتے ہین اور رسول مقبول نے جس خدا کی تعریف کی ہے وہ ایسا خدا نہین ہوسکتا اُسکی ذات قدسی ایسے خدا سے عالی ہے جس کا ذکر مولانا محمد صاحب نے کیا ہے کارخانۂ عالم کی ایجاد مین ایسے اللہ کو کوئی دخل نہوگا بجز اسکے کہ اُسنے اول ایک عقل کو پیدا کیا بعدہ اُس عقل نے دوسری عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اسکے دوسری عقل نے تیسری عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ بعد اسکے اس تیسری عقل نے چوتھی عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اُسکے چوتھی عقل نے پانچوین عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اِسی طرح دس عقلین اور نو آسمان پیدا ہوئے اور اِنھین دس عقلون کو عقول عشرہ کہتے ہین۔ جو لوگ عقول کو ملائکہ خیال کرتے ہین وہ یونانی حکما کی اصطلاح کو اسلام کے پردے مین چھپاتے ہین۔ کیونکہ حقیقت مین اِن دونون باتون مین بڑا فرق ہے۔ اسلام مین ملائکہ کہتے ہین اجسام لطیف نورانی کو کہ متشکل اور شاق کام کرنے پر قادر ہین اور مختلف اشکال کے ساتھ متشکل ہوجاتے ہین اور اُنکے پر اور حواس ہوتے ہین اور حکما کے نزدیک عقل ایک ایسا موجود ممکن ہے کہ نہ جسم ہے اور نہ حال ہے جسم مین اور نہ جسم کا جزو ہی بلکہ جوہر مجرد ہے مادے سے اپنی ذات اور فعل مین یعنی نہ جسم ہے نہ جسمانی اور نہ اُسکے کام موقوف ہین جسم کے ساتھ متعلق ہونے پر۔ دوسری عبارت مین یون سمجھو کہ وہ جوہر مجرد ہے جسم کے ساتھ اُسکا تعلق صرف تاثیر کے لیے ہے نہ تصرف و تدبیر کے لیے اور متکلمین اسلام جوہر مجرد کو باطل کرتے ہین۔

داعی حال طاہر سیف الدین صاحب کے رسالۂ ضوء نور الحق المبین سے بھی

معلوم ہوتا ہے کہ منتہائے نظر ان بزرگوار نکا فلاسفۂ یونان کی باتین ہین مثلاً اس رسالے مین حال ومحل اور عالم الطبیعۃ اور مطرح اشعۃ عالم العقول اور عالم نفس کا ذکر آیا ہے کہ نہ ان الفاظ کا وجود قرآن سے ثابت ہے اور نہ اقوال رسول سے اور نہ ائمہ اطہار کی زبانون پر یہ الفاظ تھے۔

ہر نبی کے لئے ایک مقیم اور ایک وصی ہوتا ہی اور ہر امام کے لئے باب اور حجت اور داعی اور ماذون اور مکاسر ہوتے ہین

بوہرون کے نزدیک حضرت عیسیٰ تک ہر ایک پیغیبر کے لیے ایک مقیم ہوتا تھا اور ایک وصی بھی ہوتا تھا اور اُسکے زمانۂ نبوت مین ائمہ اور دین کے مددد ہوا کرتے تھے چنانچہ حضرت آدمؑ کے مقیم ہُنَید تھے اور اُن کے وصی ہابیل تھے اور حضرت نوحؑ کے مقیم ہودؑ تھے اور وصی سام تھے اور حضرت ابراہیمؑ کے مقیم صالحؑ تھے اور وصی اسماعیلؑ اور حضرت موسیٰؑ کے مقیم اُدّ اور وصی ہارون تھے اور حضرت عیسیٰؑ کے مقیم خزیمہ اور وصی شمعون تھے۔ چنانچہ دعاے مولانا محمد بن طاہر کے الفاظ یہ ہین وَاَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ بِسَیِّدِنَا اٰدَمَ وَمُقِیْمِہٖ مَوْلَانَا ھُنَیْدَ وَوَصِیِّہٖ مَوْلَانَا ھَابِیْلَ وَاَئِمَّۃِ دَوْرِہٖ وَحُدُوْدِ دِیْنِہٖ وَبِتَابِعِیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ واتوسل الیك اللھم بسیدنا نوح ومقیمہ مولانا ھود ووصیہ مولانا سام وائمۃ دورہ وحدود دینہ وبتابعیہم اجمعین واتوسل الیك اللھم بسیدنا ابراھیم ومقیمہ مولانا صالح ووصیہ مولانا اسماعیل وائمۃ دورہ وحدود دینہ وبتابعیہم اجمعین واتوسل الیك اللھم بسیدنا موسیٰ ومقیمہ مولانا اُدّ ووصیہ مولانا ھارون وائمۃ دورہ وحدود دینہ وبتابعیہم اجمعین واتوسل الیك اللھم بسیدنا عیسےٰ ومقیمہ مولانا خُزَیْمَۃَ ووصیہ مولانا شمعون الصفا وائمۃ دورہ وحدود دینہ وبتابعیہم اجمعین واتوسل الیك اللھم بالمقامات الرَّبَّانِیَّۃِ والھیاکل النورانیۃ

مِنْ مولانا قِیْدَارَ ابنِ اسماعیل الی مولانا ابی طالب بن مولانا عبد المطلب صلواتک علیہم اجمعین۔

اِس دعا مین حضرت علیؓ کے تمام باپ دادون پر ابوطالب سے لیکر قیذار بن اسماعیل بن ابراہیم تک درود بھیجی ہے اور اُن کو وسیلہ جناب الٰہی مین بنایا ہے اور اُن کے لئے مقامات ربانی اور اجسام نورانی مانے ہین۔

بوہرون کے عقیدے کے مطابق ہر امام کے لئے باب اور حجت اور داعی اور ماذون اور مکاسر ہوتے ہین۔ چنانچہ مولانا محمد بن طاہر کی دعا مین ہے۔

وا توسل الیك اللھم باَبوابھم و حُجَجِھِمْ و دُعَاتِھِمْ و مأذُوْنِیْھِمْ و مُکَاسِرِیْھِمْ و مُستَجِیْبِیْ اَذْوَادِھِمْ الی آخرہ۔

چونکہ ۵۲۶ھ ہجری سے امام مستور ہین اس لیے اُن کی طرف سے تمام کام داعی انجام دیتے ہین اور اُن کی ماتحتی مین دوسرے مذہبی عہدہ دار اِن کے حکم سے کام کرتے ہین۔

داعی کی نسبت بوہرے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ گویا یہ امام الزمان کے قائم مقام ہین اور انکی عزت کرنا ایسا ہے جیسے امام الزمان کی عزت کرنا اور یہ بھی زعم ہے کہ امام الزمان نے داعی کو اس مسند پر بیٹھنے کی اپنی طرف سے اجازت دی ہے اور امام الزمان اِس وقت مستور ہین جس وقت وہ ظاہر ہونگے اپنی مسند پر قائم ہوجائینگے اور داعی اُنکی طرف دعوت کرتے رہینگے۔

داعی طاہر سیف الدین ادیپور ملک راجپوتانہ مین آئے تو بوہرونکی عورتین کہتی تھین علی جی آئے علی جی آئے یعنی امیرالمؤمنین علی علیہ السلام آئے۔

ماذون یہ شخص داعی کے دوسرے درجے پر ہوتا ہے۔ اِسکو اس بات کا اذن ہے کہ داعی کی عدم موجودگی مین وہ کام جو داعی کرتے ہین یہ انجام دے اور جب داعی موجود ہون تو تمام معاملات کی تحقیق کرکے داعی کے سامنے پیش کرے۔

مُکاسِر ماذون کا نائب سمجھا جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے دینی کام کو طے

کرتا ہے اگر مناسب سمجھتا ہے تو ماذون تک پہونچا دیتا ہے۔

مکا سرز کے بعد مشائخ کا درجہ ہے ان لوگون کا یہ کام ہے کہ سب کو مجلس مین بالترتیب بٹھائین اور داعی کا جو حکم ہو وہ مؤمنین کو سنائین۔ انھین مشائخون مین سے عامل بھی مقرر ہوتے ہین۔

مُلا وہ ہوتا ہے جو روزے نماز کے مسئلے جانتا ہو اسکا درجہ شیخ سے کم ہے اور داعی کی طرف سے اسکو بطور اعزاز کے ایک گول پگڑی ملتی ہے۔

میان صاحب۔ عامل سے چھوٹا ہوتا ہے اور بعض وقت عامل کسی سبب سے مسجد یا مجلس مین نہ آسکے تو میان صاحب کو وہ اپنی قائم مقامی کی اجازت دیتا ہے اسکے پاس ایک سفید چادر رہتی ہے کسی وقت وہ اسکو اوڑھ لیتا ہے اور کسی وقت بغل مین داب لیتا ہے اکثر میان صاحب جامہ بھی پہنے رہتا ہے۔ میان صاحب بھی عامل بنا دیا جاتا ہے۔

عامل کے سوا کسی کو پیش امامی کی اجازت داعی کی طرف سے نہین ہوتی عامل اپنی طرف سے کسی ملا یا شیخ کو دوسری مسجد مین نماز پڑھانے کے وقت پر اجازت دیدیا کرتا ہے اور حاضرا اجازت بھی ہوتی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ نماز کا وقت آجائے اور عامل سے اجازت لانے مین دیر متصور ہو تو جو ملا یا شیخ حاضر ہو وہ نماز پڑھا دیتا ہے۔ اِسلئے مسجد کے سوا بوہرے جماعت نہین کرسکتے۔ اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے نماز پڑھا دے تو وہ نماز ناجائز ہے امام اور مقتدی دونون کو لوٹانا چاہیے۔

بوہرون کے سفید لباس اختیار کرنیکی وجہ

جب طالبین نے عباسیون پر خروج کیا تو اُن کی ضد سے اپنے پھریرونکا رنگ سفید رکھا کیونکہ اُنھون نے سیاہ رنگ اختیار کیا تھا۔ اِسی وجہ سے انکو مبیضہ کہنے لگے جسمین میم مضموم بائے موحدہ مفتوح اور یائے مثنات تحتانی مشدد مکسور اور ضاد

نقطہ دار مفتوح ہے یہی رنگ قرامطہ اور عبداللہ مہدی اور انکے متبعون مین قائم رہا چونکہ بوہرے مہدویہ ہین اسلیے ان کے ہان بھی سفید کپڑون کو ترجیح دیجاتی ہے فارسی اور اردو کی تاریخون مین مبیضہ کا ترجمہ سفید جامگان اور سفید پوشان لکھتے ہین

امام اور داعی کے تقرر کا طریق

بوہرون کے نزدیک وجوب امامت کا طریق نص ہے اسی طرح ہر منصب کا حال ہے جو امام یا داعی اپنی حیات مین جسکے لیے اپنی قائم مقامی کی نص کر دیتا ہے وہی اُسکا جانشین مانا جاتا ہے پس نہ کوئی اپنی مرضی سے اُس منصب کا دعوی کرنے سے حقدار سمجھا جاتا ہے اور نہ دوسرون کے انتخاب کو اِس مین دخل ہے اگر چند آدمی جمع ہوکر کسی شخص کو کسی کی قائم مقامی کے لیے منتخب کرلین اور اُس کے ساتھ بیعت کرین تو حقدار اور وارث جائز قرار نہین پا سکتا جب تک کہ اگلے کی طرف سے تنصیص نہ واقع ہو یہی وجہ ہے کہ آمر کے بعد ابو القاسم طیب کو تو امام بحق لانتے ہین کیونکہ ان کے لیے آمر نے نص کی تھی اور حافظ وغیرہ کو امام نہین جانتے اور اُنکے نزدیک نص دوم نص اول کی ناسخ ہے یعنی اگر امام ایکبار یہ نص کر دے کہ میرے بعد فلان میرا جانشین ہوا۔ بعد اسکے یہی امام کسی دوسرے شخص کے لئے نص کر دے تو دوسری نص واجب العمل ہے اور پہلی منسوخ ہے یہی وجہ ہے کہ نزار کو امام نہین مانتے اور مستعلی کو امام جانتے ہین کیونکہ اول مستنصر نے نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد نص کی تھی پھر مستعلی کی امامت کی نص کر دی۔

داعی برہان الدین صاحب نے ۱۸۹۲ء مین ۲۸۵ نمبر کے مقدمے مین جو بیان نامہ دیا اُس مین لکھتے ہین کہ سورت کے ملاجی صاحب کی گادی مذہبی گادی ہے اس گادی پر کوئی شخص اپنا حق بتلا کر نہین آسکتا مگر جس شخص کو قرآن شریف کے مطابق خدا اور امام الزمان کے حکم کے موافق اگلے ملاجی صاحب قائم کرین وہ کر سکتا ہے اور وہ شخص گادی کی مالکی کی ملکیت کا متولی ہے اور وہ شخص قرآن شریف کے

فرمان کے مطابق کاروبار کرسکتا ہے اگر وہ شخص قرآن کے خلاف عمل کرے تو گادی سے علٰحدہ کردیا جائے اور اُسکو حق نہین کہ اپنے بعد کسی دوسرے کو بٹھلا سکے۔

بوہرے اکثر اپنے آپ کو طیبیہ کہتے اور ابوالقاسم طیب کی طرف اپنی جانون کو منسوب کرتے ہین اور کبھی بڑی شاخ کی طرف لیجا کر اپنی جانون کو اسماعیلیہ کہنے لگتے ہین مہدویہ کا لفظ انکے مونھ سے نہین سنا جاتا۔ عام طور پر اس سلسلے کے انتساب سے ناواقف ہین۔ اِن مین علمی آدمی البتہ اِس سلسلے سے واقفیت رکھتے ہین۔

بوہرون مین جو شخص ان کے امام کے بعد تمام فرقے کا واجب الاحترام اور ساری جماعت کا مطاع عام سمجھا جاتا ہے وہ داعی ہین اُن کی طرف سے بلاد مختلفہ مین نائب جنکو عامل بولتے ہین رہا کرتے ہین۔

طیبیہ کا افتراق

زمانے کی رفتار ہمیشہ ایک ہی عنوان پر نہین رہتی اور اطاعت کا قلادہ بڑی مشکل سے زیب گلو رہ سکتا ہے اغراض نفسانی کی وجہ سے اِس جماعت کے بعض لوگون نے اپنے دعاۃ کے سلسلۂ اطاعت سے علٰحدہ ہو کر اپنی اپنی جماعتین الگ الگ قائم کرلین اور ہر ایک اپنی جماعت کا پیشوا بن بیٹھا۔

چنانچہ طیبیہ کئی فرق ہو گئے ہین۔ داؤدیہ۔ سلیمانیہ۔ علیہ۔ نگوسفیہ۔ ناگپوری۔ مگر ان مین ائمہ کی بابت کوئی اختلاف نہین داعیون کی بابت اختلاف ہے جو داعی داؤد بن عجب شاہ کے بعد سے شروع ہوا ہے۔

داؤدیہ وہ بوہرے ہین جو سورت والے حضرت بڑے ملا صاحب کو اپنا داعی اور دینی مقتدا مانتے ہین اور اِنکو داؤدیہ اِسلئے کہتے ہین کہ اِنھون نے داعی داؤد بن عجب شاہ کے بعد داعی داؤد بن قطب شاہ کو اُنکا جانشین تسلیم کیا۔

سلیمانیہ وہ لوگ ہین جو داعی داؤد بن عجب شاہ کے بعد سلیمان بن یوسف کو اُنکا جانشین اور داعی مانتے ہین یمن مین زیادہ اِنھین کی کثرت ہے داعی

داؤد بن عجب شاہ کی بی بی زہراء کے بھائی یوسف کے بیٹے سلیمان تھے جو داعی داؤد بن عجب شاہ کی طرف سے یمن میں عامل ہوے داعی داؤد بن عجب شاہ نے ہند میں انتقال کیا تو سلیمان نے یمن میں یہ دعویٰ کیا کہ داعی مرحوم اپنی جانشینی کے لیے میرے حق میں نص کر گئے ہیں اور تحریری سند داعی مرحوم کی مہری قوم کو دکھائی جنھوں نے اِس سند کو تسلیم کیا اور داعی داؤد بن قطب شاہ کو نہ مانا وہ سلیمانیہ کہلاے داؤدیہ کہتے ہیں کہ یہ سند جعلی تھی اور اِس سند کے تیار ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب داؤد بن قطب شاہ داعی ہوے تو سلیمان اُنکی ماتحتی میں چار برس تک یمن کے عامل رہے داعی داؤد بن عجب شاہ کے بیٹے ابراہیم جو ایک حبشن کے بطن سے تھا اور اُنکی بی بی زہراء اور اُنکے کاتب محمد نے سرکاری کچھ روپیہ کھالیا جب اِن تینوں کو مواخذہ اور مطالبے کا خوف ہوا تو یمن میں سلیمان کو ایک خط لکھا کہ تم داعی داؤد بن عجب شاہ کی طرف سے اِس مضمون کی نص کا کاغذ لکھکر یہاں بھیجدو کہ ہمارے بعد سلیمان داعی ہیں تو اُسپر داؤد بن عجب شاہ کی مہر لگادیجاے کیونکہ وہ مہر ابھی تک اُنکے کاتب محمد کے پاس موجود ہے چنانچہ سلیمان نے ایک تحریر اِس مضمون کی یمن سے بھیجدی جسپر محمد نے مہر لگا کر ایک شخص کے ہاتھ جو مکرمی کے نام سے مشہور تھا سلیمان کے پاس روانہ کردی جب داعی داؤد بن قطب شاہ کو اِس کارروائی کا حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے زہراء سے کہا کہ تمھارے بھتیجے کی نسبت ایسی خبر پہونچی ہے ہم اُنکو معزول کرنا چاہتے ہیں اور یہ آیت پڑھی وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا یعنی میں گمراہ کرنے والوں کو یار و مددگار بنانے والا نہیں ہوں زہراء نے جواب دیا کہ یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے ہم غریب آپ کے سایے میں پرورش پارہے ہیں آپ اُنکو معزول نکیجیے مگر مولانا داؤد بن قطب شاہ نے نہ مانا اور اُنکی معزولی کا حکم بھیجدیا مگر بہت سے طیبیہ نے اِس حکم کو لغو سمجھا اور سلیمان کی اتباع اختیار کرلی سلیمان اور ابراہیم نے داعی داؤد بن قطب شاہ کو بہت دق کیا سلیمان یمن سے ہند میں چلے آئے تھے ابراہیم نے اکبر شہنشاہ ہندوستان کے حضور میں یہ دعویٰ

کیا کہ داعی داؤد بن عجب شاہ کا بیٹا تو مین ہون پھر داعی داؤد بن قطب شاہ اُنکے وارث کیسے بن گئے ہین اِس وجہ سے بادشاہی افسرون کے ہاتھ سے داعی داؤد بن قطب شاہ کو بہت سی تکلیفین جھیلنا پڑین قید بھی کیے گئے اکبر نے اِس معاملے کی تحقیقات اور تجویز حکیم علی کے ہاتھ مین دیدی اور حکم دیا کہ تم اِسکا واجبی فیصلہ کردو تحقیقات کے بعد علی کو ثابت ہوا کہ داؤد بن قطب شاہ حق پر ہین اِس لئے وہ رہا کیے گئے اور اب ابراہیم اور سلیمان پر عتاب نازل ہوا انکو ملازمان شاہی کے ہاتھ سے بہت سی تکلیفین اٹھانا پڑین اور آخر کار رشوت مین روپیہ خرچ کرکے اِس عذاب سے نجات پائی سلیمان کی قبر احمد آباد مین ہے اور سلیمانیہ کے داعی کا مقام یمن مین ہے۔

سلیمانی بوہرے بمبئی۔ بڑودہ۔ حیدرآباد دکن۔ اور یمن مین کثرت سے آباد ہین انکے سربرآوردگان جسٹس مرحوم بدرالدین طیب جی مسٹر حیدری۔ ہزہائنس بیگم صاحبہ زنجیرہ۔ علی اکبر صاحب اور جج حسین بدرالدین وغیرہ ہین۔

علیہ علی بن ابراہیم کی طرف منسوب ہین جو شیخ آدم صفی الدین کے نواسے ہین یہ فرقہ داعی داؤد بن قطب شاہ کے بعد شیخ آدم صفی الدین کو تو داعی مانتا ہے مگر اُن کے بعد عبدالطیب زکی الدین کو داعی نہین مانتا اور فرقہ داؤدیہ شیخ آدم صفی الدین کے بعد عبدالطیب زکی الدین کو بھی داعی مانتا ہے علی نے جہانگیر شہنشاہ ہندوستان کے عہد مین شیخ آدم صفی الدین کے بعد عبدالطیب زکی الدین سے مخالفت کی اور شہنشاہ تک انکی شکایت پہونچائی اور اپنی ایک جماعت علیحدہ قائم کرلی جسکا نام علیہ مقرر ہوا۔

نگوسیہ (نون کے فتح سے) یہ فرقہ علیہ مین سے نکلا ہے اور تیرھوین صدی کے خاتمے پر قائم ہوا ہے اسکا بیان ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ختم ہوگیا اب گوشت کھانا چاہیے۔

ناگپوری یہ منسوب ہین ملا عبدالحسین کی طرف جن کا وطن گبنڑ ورنج ملک

گجرات تھا سنہ ۱۳۱۱ھ مین شہر بمبئی کے اندر انھون نے یہ دعوی کیا کہ مین امام کی طرف سے حجت ہون بہت سے داؤدیہ بوہرون نے ان کی اتباع کی اِس قوم کے ۱۵ بڑے بڑے عالم بھی اِن سے مل گئے۔ داؤدیہ بوہرون نے ملا عبد الحسین سے بحث کر کے مار کٹائی بھی کی۔ ملا عبد الحسین کہتے تھے کہ مین داؤدیہ بوہرون کے داعی محمد برہان الدین صاحب سے مناظرہ اِس شرط پر کرنے کو تیار رہون کہ ہر دین و مذہب کے دس دس علما جمع ہون دس اہلِ سنت و جماعت کے عالم دس شیعہ اثنا عشری کے عالم دس پادری وغیرہ وغیرہ اور داعی صاحب آئین اگر مین جھوٹا نکلون تو مین اپنا یہ دعوی چھوڑ کر اُن کی متابعت کر لونگا اگر مین سچا قرار پاؤن تو وہ اور اُن کی جماعت میری مطیع ہو جاے۔ ملا عبد الحسین بمبئی سے ناگپور کو گئے اور اُسکے قریب مہندی باغ نامی مقام پر مسکن بنایا اور ایک نیا فرقہ قائم کیا اور دمِ واپسین تک یہین رہے۔ انکے اتباع بمبئی۔ ناگپور۔ اُجین کچھ دنج مین رہتے ہین سنہ ۱۳۲۰ھ ہجری مین انھون نے انتقال کیا اُن کا قائم مقام اُنکا ایک شاگرد ہوا جسکا نام حافظ غلام حسین ہے۔

بعض بوہرون کا مذہب اہل سنت اختیار کر لینا

(۱) سلطان ظفر نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اُسکی وجہ سے سنت و جماعت بھی ہو گئے۔ چنانچہ اِس ملک مین سنت و جماعت بوہرے موجود ہین جلد ثالث ابجد العلوم موسوم بہ رحیق مختوم اور سبحۃ المرجان مین لکھا ہے کہ محمد طاہر ساکن پٹن مصنف مجمع البحار نے کہ قوم کا بوہرہ تھا مہدویہ بوہرون کے عقائد کی درستی کا مصمم ارادہ کر لیا یہانتک اصرار کیا کہ جب تک یہ کام پورا نہو گا سر پر عمامہ نہ رکھونگا۔ جب اکبر شہنشاہ ہندوستان نے سنہ ۹۸۰ھ ہجری مین گجرات فتح کیا تو ملا شہنشاہ کے حضور مین مدد کی التجا لیکر حاضر ہوا۔ شہنشاہ نے اپنے ہاتھون سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ مین تمھارے

مدعا کے موافق اِس قوم کی بدعت دفع کرنے مین پوری کوشش کرونگا۔ اور شہنشاہ نے اِس غرض سے حکومت گجرات پر خان اعظم مرزا کوکا کو مقرر فرمایا۔ خان اعظم نے بوہرون کی بدعت دفع کرنے مین کوشش کی یہانتک کہ اِس قوم کے اکثر مشاہیر تقیہ کرنے لگے اور جا بجا چھپ گئے ابھی یہ بدعت بخوبی دفع نہونے پائی تھی کہ خان اعظم کی جگہ عبدالرحیم خان خانِ خانان مقرر ہو گیا یہ شیعہ مذہب رکھتا تھا بوہرے کھُلم کھُلا پھر اپنے اعمال کو ادا کرنے لگے اور مذہب مہدویہ ظاہر ہو گیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے اُتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ اکبری کی طرف رجوع کی۔ شہنشاہ اُن دنون اکبر آباد مین تھا۔ بوہرون نے ملا کا پیچھا کیا۔ یہانتک کہ اُجین مین ملا کو سنہ ۹۸۶ھ ہجری مین مار ڈالا۔

(۲) گجرات مین ایک قوم بوہرون کی ہے جو گجراتی بوہرے اور جعفریہ کہلاتے ہین اور جعفر کی طرف منسوب ہین جو پٹن کا رہنے والا تھا یہ شخص احمد آباد کے عامل ملا داؤد کی مرضی کے خلاف تحصیل علم کے لیے یمن کو داعی کے پاس چلا گیا یہان سے ملا داؤد نے داعی کو لکھ بھیجا کہ یہ شخص باوجود میرے منع کرنے کے وہان چلا گیا ہی اگرچہ داعی نے جعفر کو طلب علمی سے نہ روکا مگر جبکہ تحصیل علم کے بعد وطن کی طرف واپس ہوا تو کوئی منصب عطا نہ کیا جو اُسپر بہت ہی شاق گذرا۔ ہندوستان مین واپسی کے بعد اُسنے مقام بھڑوچ مین بوہرون کے اصرار سے اُنکو نماز پڑھا دی حالانکہ پیش امامی کی بھی اُسکو اجازت نہ تھی ملا داؤد کو جب اِس بات کی خبر ہوئی تو اُنھون نے جعفر کو کہا کہ تم اُن مقتدیون کو لکھ بھیجو کہ چونکہ مجکو نماز پڑھانے کی اجازت نہ تھی اس لیے وہ نماز تمھاری نہین ہوئی تم اسکو لوٹا دو چونکہ یہ بڑا عالم و فاضل تھا اِسلیے خود ایسا لکھنے سے شرمایا اور کہا کہ آپ ہی اپنی طرف سے اُن لوگون کو لکھ بھیجیے ملا داؤد نے جواب دیا کہ میرا لکھنا مناسب نہین جس سے گناہ صادر ہوا اُسی کو لکھنا چاہیے جعفر کو اِس امر سے نہایت غیرت آئی اور اِس عداوت کی وجہ سے پٹن مین پہونچکر طیبیہ بوہرون کو اِس مذہب کے خلاف نصیحت

کرنی شروع کی اور اہل سنت کے عقائد پر آمادہ کیا بارہ لاکھ بوہرون نے جیسا کہ ولی محمد صاحب اسماعیل سرپادہ کا قول ہے اُسکی متابعت اختیار کرلی مذہب اسماعیلیہ کو چھوڑکر سُنی ہو گئے اور اسماعیلیہ بوہرون سے نہایت عداوت رکھنے لگے یہ لوگ آج کل شہر پاٹن۔ کڑی۔ احمد آباد۔ سورت۔ راندیر۔ بھڑوچ۔ گودڑہ۔ پنچ محال۔ ناسک۔ احمد نگر۔ پونہ۔ بمبئی اور اسکے اطراف واکناف کے بلاد وقریٰ مین پھیلے ہوئے ہین۔ اِن بزرگ کا مزار احمد آباد مین ہے۔ مگر شیمۃ الاخلاص مین لکھا ہے کہ ہمین یہ کہین سے پتہ نہین چلتا کہ جعفر نہروالی وہی بزرگ ہین جو جعفر شیرازی کے نام سے احمد آباد مین مدفون ہین۔

بعض شہرون کے بوہرون کا داعی طاہر سیف الدین صاحب سے انحراف

(۱) بھوپال ملک مالوہ کے فساد کے موقع پر داعی صاحب نے داؤدیہ بوہرون کی مدد نہ کی تو ایک جماعت اُن سے شاکی اور ناراض ہو گئی اور ۴۶ بوہرون کے دستخط سے ایک رسالہ شائع کیا جسکا تاریخی نام مناظر المناک ہے۔

اِس رسالے مین لکھا ہے کہ سوموارہ بازار مین اہل سنت کی ایک مختصر سی مسجد ہے جسکے قریب ملا یوسف علی کا مکان ہے ایک روز جبکہ مسجد کا مؤذن باہر کی زنجیر کھولکر اندر آیا تو اُسنے صحن مسجد مین حوض کی نالی کے قریب غلاظت آلود ایک کپڑا پایا جسکی نسبت اُسنے یہ خیال کیا کہ یہ کپڑا ملا یوسف علی نے اپنی کھڑکی مین سے پھینکا ہے اسلیے عدالت سٹی مجسٹریٹی مین ملا یوسف علی پر اہل سنت والجماعت کی طرف سے استغاثہ دائر کیا گیا قبل اسکے کہ بعد تحقیقات عدالتی فیصلہ مشتہر بلکہ نافذ ہو کئی ہزار مسلمانون نے ماہ صفر ۱۳۳۲ ہجری مین بلوہ کر کے بوہرون کی ایک سو بیس دوکانون کو لوٹ لیا اور جو بوہرہ ملا اُسکو مارا اور زخمی کیا اکثر چھوٹے بچے خوف کھا کر غیر قوم کے گھرون مین پناہ لیگئے جو دو دو تین تین روز مین اپنے والدین سے ملے۔ یہان بوہرون کی آبادی سات آٹھ سو زن

وہ مردگی ہے تیسرے روز والیہ بھوپال شاہ جہان بیگم صاحبہ بمبئی سے بھوپال مین
آئین اکثر بوہرے مع زن و فرزند کے اجین ۔ سرونج اور جبل پور وغیرہ کو
چلے گئے اور تینوں باہر سے فرزندان سیٹھ آدم جی پیر بھائی بمبئی والے نے
باوجودیکہ بواہر بھوپال سے اُنکا کوئی خاص تعلق نہ تھا مگر اپنی امداد دینے والی
اور خالصۃً للہ خدمت کرنے والی سرشت کے موافق اِس کام کو اپنے ہاتھ مین لیکر
ایک بیرسٹر بوہرون کی امداد کے لیے بھوپال روانہ کیا جسکی کوشش سے بیگم صاحبہ نے
وعدہ فرمایا کہ دادرسی کی جاے گی اور نقصان کا معاوضہ دیا جاے گا اور آئندہ
جان و مال کا پورا بندوبست رکھا جائیگا اِسی اثنا مین بوہرون کے پیر صاحب
عبداللہ بدرالدین صاحب کا وصال ہوگیا اور پیر طاہر سیف الدین صاحب داعی
مطلق قرار پاے اُنھون بے سوچے سمجھے ناعاقبت اندیش صلاح کارون اور ٹٹی کی
آڑ شکار کھیلنے والے بوہرون کے مشورے پر جنکو سر آدم جی پیر بھائی کی سخاوت نیک نامی
کے باعث حسد پیدا ہوگیا تھا اور اپنے خیال کے مطابق اُن کی نیک نامی مین دھبہ
لگانا چاہتے تھے عمل کر کے بلا حصول اختیارات بنے بنائے معاملے کو اس طرح خراب کر دیا
کہ ضامن حسین کو اپنی طرف سے برسم رسالت والیہ بھوپال کے پاس اِس پیام کے
ساتھ بھیجا کہ بواہر کو سرکار عالیہ نے جو مالی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے اُس کے
ایفا کی فکر نہ فرمائی جاے ہمنے دس لاکھ روپیہ اُن مین تقسیم کرنیکا بندوبست کیا ہے
برآمدگی مال اور سزادہی مجرمان کی کوئی ضرورت نہین جو ہونا تھا وہ ہوگیا
اور آئندہ جان و مال کی حفاظت کی بابت لکھا پڑھی بھی بے سود ہے کیونکہ
ایسی وارداتین شاذ ہوا کرتی ہین اور ذمہ دار حکام کو اِسکا خیال رہتا ہے
ریاست نے اِس پیام کو منظور کر لیا۔ بھوپال سے پانچ بوہرے اور بمبئی سے
شرف علی ماموں جی سورت جاکر ملا صاحب سے شاکی ہوے تو اُنھون نے پیام
مذکورۂ بالا بھیجنے سے انکار کیا اور ضامن حسین سے جو سورت پہونچ گیا تھا خدا و
رسول اور بزرگانِ دین کی قسمین کھلوا کر کہلوا دیا کہ مجھکو ملا صاحب نے بھوپال نہین

بھیجا تھا لیکن بعد مین ضامن حسین یہ بھی کہنے لگا کہ سیدنا نے فرمایا کہ موقع نازک آگیا ہے تم قسمین کھاکر انکار کردینا اور پھر کفارہ دیدینا۔ اور خود بھی بھوپال والون سے یہی وعدہ کرتے رہے کہ تمھارا فیصلہ بمبئی والون کی موجودگی مین ہوگا اور مین ہرگز دخل نہین دونگا اور سیٹھ محمد بھائی سر آدم جی پیر بھائی کے نام اپنے ہاتھ سے خط لکھا اُس مین بھی یہی زور دیا کہ جب تک حسب منشا کارروائی نہو تب تک بھوپال مین دوکانات کا کھلنا مناسب نہین اور دوسرے مواقع پر ارشاد کیا کہ سماعت مقدمہ بموجودگی فریقین اُنھین مین ہوگی کہ جنکی خاطر خواہ فیصلہ نہو بھوپال مین بوہرے نہ جائین بھائی صاحبان کے لقب کا جس جس پر اطلاق ہوتا ہے فرداً فرداً سب کے یہان جاکر اہل بھوپال نے انتہا کی منت اور عاجزی کے ساتھ عرض کی کہ آپ ہمارے معاملے سے سروکار نہ رکھین بظاہر سب نے اقرار کیا کہ ہم مداخلت نکرینگے مگر باطن مین بیخ کنی کرتے رہے جب وہ پانچون بوہرے سورت سے اجمین چلے گئے تو بھوپال کے تین ایسر سورت گئے اور پیر صاحب نے بھوپال والے بوہرون کو اُنکی آمد سے بے خبر رکھکر اُنکے حسب منشا فیصلہ کردیا جس سے تمام بوہرون کی امید ونپر پانی پھر گیا۔ حالانکہ بھوپال والون سے کہدیا تھا کہ بھوپال سے جو کوئی آدمی آئیگا مین بذریعہ تار دیکر بلالونگا اور تمھارے بغیر اِس معاملے کے متعلق کسی سے کوئی بات چیت نہ کرونگا بھوپال کے بوہرون نے پھر سورت پہونچکر ملا صاحب سے شکوہ کیا تو اُنھون نے فیصلہ کرنے سے لاعلمی ظاہر کی۔

بعد اسکے پیر صاحب نے سورت سے دو بوہرے اُنھین بھیجکر بھوپال کے بہناہ گز ینوں کو کہلوایا کہ بڑے ملا صاحب کا حکم ہے کہ تم سب بھوپال جاؤ اور دوکانین کھولو مسلمان بھائیون کو دعوت دو کھانا کھلاؤ اور اُن سے معافی چاہو ملا صاحب نے اطمینان کرلیا ہے لیکن بھوپال والے یہی کہتے رہے کہ جبکہ یہ حادثہ ناگہانی ہم پر وہان گذرا اور اب تک نہ کوئی ملزم گرفتار ہوا نہ مال مسروقہ برآمد کیا گیا نہ

معاذ ومنہ ملانہ دربار نے آئندہ ہماری حفاظت جان ومال کے بابت کچھ انتظام فرمایا تو ایسی صورت مین ہمارا جانا کیونکر ہو سکتا ہے اور اب اُجین کے بوہرے بھوپال والے بوہرون سے اِس وجہ سے ناراض ہونے لگے کہ یہ سیدنا کا حکم نہین ملنتے تھے تو مجبور ہوکر اِنھون نے اُجین سے سکونت اُٹھالی اور برہان پور چلے گئے - بڑے ملا صاحب نے عجیب بات یہ کی ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس اندور کو تار دیدیا کہ ہمنے فیصلہ کردیا ہے بوہرے لوگ بھوپال جاکر دوکانین کھول رہے ہین جسکے جواب مین شاباشی ملی جب یہ بات بالکل غلط ثابت ہوئی یعنی ایک دوکان بھی نہین کھلی تو پھر انھون نے شیخ یوسف علی کو اسلیے بھوپال بھیجا کہ وہ بہر طور اپنے ذاتی رسوخ کو کام مین لاکر دوکانات کھلوادین تاکہ بے بنیاد تار کے باعث حکام کے نزدیک جو ندامت ہوئی ہو اُس مین کچھ تو تخفیف ہو-

دم رحلت آپکے والد پیر عبداللہ بدرالدین صاحب نے فرمایا تھا کہ مین دو داغ اپنے ہمراہ لیے جاتا ہون ایک تو جوانامرگی سیدی طیب بھائی صاحب زین الدین کی جسکے باعث ایک اعلی مقصد فوت ہوگیا دوسرے عدم کامیابی مومنین بھوپال - لیکن آپ کے قائم مقام پیر صاحب نے ایک داغ بھی مٹانے کی کوشش نہین کی جیساکہ سب کو معلوم ہے آپ نے اپنے عالم و فاضل عابد و زاہد جوان بڑے بھائی صاحب کا پورے چھ ماہ بھی سوگ نہین منایا - اور اُسکے پہلے ہی اپنے آن جہانی بھائی کی بیوہ کو حبالہ نکاح مین لے لیا - اختتام سال پر جو مجلس فاتحہ خوانی کیلیے منعقد ہوئی تھی اُس مین اُن بھوپال کے بوہرون کی جنھون نے عدول حکمی کی تھی ہجو کہلا کر پڑھوائی اور اِس طور پر در پردہ خوشی منائی اور بوہراہر بھوپال کی کامیابی کا تو خاتمہ ہی کرڈالا - اور اُنکی جان بچانے اور پرورش کرنے کے لیے ایک حبہ نہین دیا برخلاف اسکے اپنی جانشینی کی خوشی مین مصروف تھے نہایت تکلف اور اہتمام سے دعوتین دیجاتی تھین ہزارون روپیہ صرف کیا جاتا تھا شال دوشالے عنایت ہونے تھے - بھوپال والے غریب الوطن بوہرون کی جو مومنین امداد

کرتے تھے اُن کی عزت پر ہاتھ ڈالا والیہ بھوپال کو دستگیری سے باز رکھا اور جب بذریعۂ پولیٹکل ایجنٹ خود والیہ بھوپال کی تحریک سے کمشنر نربدا ڈویژن نے جسکی حدود ارضی کے اندر بھوپال کے بوہرون کا قیام تھا اطمینان حفاظت دلاکر بھوپال کو روانہ کر دیا تو ان کے بھوپال مین چلے آنے کے بعد چین سے بیٹھنے نہین دیا کسی کی اقامت بند کی کسی کو شادی کی رضا دینے سے انکار کیا۔ اکثر بوہرون سے یہ کہا جاتا ہے کہ بھوپال والون نے بڑے ملا صاحب کا حکم نہین مانا اِس لیے اُن پر عتاب ہوا۔

ضمیمہ۔ اِسی رسالے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برہان پور کے تعلیم یافتہ بوہرون سے اور داعی صاحب سے اَن بَن ہو گئی ہے بنیاد فساد یہ ہے کہ وہان کے روشن خیال بوہرون نے جو قومی مدرسہ بنایا ہے اُسکے نصاب تعلیم کے متعلق ملا صاحب مین اور اُن مین خلاف واقع ہو گیا ہے اور اب اسکے بابت اخبارون مین مضامین نکلنے لگے ہین جن مین منتظمین مدرسہ کی جانب سے یہ شکایت ہوتی ہے کہ ملا صاحب در پردہ چندہ دینے والے داؤدیہ بوہرون کو روکتے ہین اگرچہ بظاہر اجازت دیتے ہین مگر مخفی طور پر عاملون کے ذریعہ سے روک تھام کرتے ہین۔

(۲) بمبئی والے سیٹھ چاندا بھائی کے مزار کے وقف کے متعلق بمبئی کے نامی بوہرے آدم جی پیر بھائی کے بیٹون اور دوسرے چند معزز بوہرونکا داعی صاحب سے بے حد خلاف ہو گیا ہے اور اُنکی طرفداری پر اور بھی کئی مقامات کے بوہرے کمر بستہ ہو گئے ہین۔ انکے ایما سے ایڈوکیٹ جنرل نے جنکو گورنمنٹ بمبئی نے اوقاف کے لئے مختار عام بنایا ہے بحیثیت امین اوقاف عامہ جناب داعی صاحب پر ایک مقدمہ دائر کیا کہ چاندا بھائی سیٹھ پیر ہین ولی ہین اور اُنکی قبر کے نزدیک جو تجوری یعنی گولک رکھی ہے اور اُسمین سے ہزار ہا روپیہ سالانہ نذر و نیاز کا نکلتا ہے اور اُسکے سوائے ہزار ہا روپیہ سالانہ کے جو اوقاف وغیرہ ہین اور جنپر ملا صاحب کا تصرف ہے وہ پبلک فنڈ قرار دئے جا کر حسب قانون مروجہ انپر ٹرسٹ قائم کیا جاے

اور اُنکے ضوابط ہائی کورٹ وضع فرماے اور اُسکی نگرانی ایک کمیٹی کے سپرد ہو جسکے ممبر منجانب ہائی کورٹ نامزد ہون اور باقاعدہ اُس کے حسابات پبلک مین پیش کیے جائیں۔

اِسکے جواب مین ملا طاہر سیف الدین صاحب نے ہائی کورٹ مین جو اپنا ہوئی بیان دیا کہا کہ نذا بھائی سیٹھ نہ پیر ہین نہ ولی ہین اور اُن کی قبر کے نزدیک جو گولک رکھی ہے وہ نہ ٹرسٹی سخاوتی فنڈ ہے بلکہ وہ گولک اُنکی ملکیت ہے وہ جسطرح چاہین اس گولک کا روپیہ خرچ کرین کوئی امین اُن اوقات کے لئے جو اُنکے تسلط مین ہین نہین مقرر کرایا جا سکتا وہی خود دنیوی اور دینی حیثیت سے اُنکے محافظ ہین اُنسے کسی شخص کو حساب فہمی کا کوئی حق نہین ہے وہ سواے امام وقت کے اور کسی شخص کو حساب نہین دے سکتے کیونکہ وہ داعی المطلق ہین اور اُنسے اور خدا سے براہ راست بلا کسی واسطے کے تعلق ہے خدا ئے تعالیٰ نے جو اختیارات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے تھے وہی اختیارات اُنکو دئے ہین فرق صرف اتنا ہے کہ وہ رسول تھے اور طاہر سیف الدین صاحب داعی ہین ورنہ اُنکے اور انکے اختیارات مین کوئی فرق نہین ہے اور داعی صاحب کو خدا سے سیدھا تعلق ہے ملا صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ مین بوہرہ قوم کے ہر ایک فرد کے خیال جان و مال اور ملکیت وغیرہ کا مالک ہون اور بوہرہ قوم کا ہر ایک فرد جو کچھ کہ مین حکم کرون اُسکے بجالانے کے لیے قول ہارا ہے اور کوئی شخص میرے حکم اور کام کے خلاف چون و چرا نہین کر سکتا اور مین قوم بواہر کے ہر ایک فرد کی ذاتی ملکیت لینا چاہون تو لے سکتا ہون اور اگر کسی شخص نے وقف یا ٹرسٹ کیا ہو تو مین اُسکو اپنی مرضی کے مطابق بدل سکتا ہون بلکہ رد کر سکتا ہون اور کل ملکیت اپنے قبضے مین لے سکتا ہون علاوہ اسکے قوم بواہر کا کوئی شخص ہمیشہ کے لیے کوئی سخاوتی کام اپنی مرضی کے موافق اور میری مرضی کے خلاف نہین کر سکتا اور اگر بذریعہ کورٹ بھی اُسنے کوئی سخاوتی کام کیا ہو یا کوئی ملکیت وقف کی ہو یا ٹرسٹ کیا ہو اور وہ میری مرضی کے خلاف ہو تو اُسکو مین رد کر سکتا ہون

علاوہ اسکے دعوت کی جتنی ملکیتیں ہین اور بوہرہ قوم کی ذاتی ملکیتونکا اور سخاوتی ملکیتون کا اور ٹرسٹ کی ملکیتونکا سب کا مین اکیلا مالک ہون اس لیے مجھسے کوئی شخص حساب نہین لے سکتا اور نہ مین ٹرسٹی مقرر کیا جاسکتا ہون۔

۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۲۰ء کو دوران مقدمہ مین ملا صاحب کے حکم سے اُنکے وکیل نے یہ بھی کہا کہ ملا صاحب بغیر کسی واسطے کے خدا کے نائب ہین بلکہ سچ پوچھو تو خدا ہین کیونکہ بوہرہ قوم انکو خدا مانتی ہے کھنڈوے کے مقدمے مین ایک شخص احمد علی نے ملا علی بھائی سے سوال کیا کہ تم ملا صاحب کو کیا جانتے ہو اُسنے جواب دیا کہ زمین کا خدا مانتا ہون ملا صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ بوہرہ قوم کی ہر ایک مسجد بند کرنے کا مجھکو حق حاصل ہے جب چاہون بوہرہ قوم کی ہر ایک مسجد بند کر سکتا ہون۔

لیکن ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء کو ملا صاحب کے فرمان کے مطابق اُن کے وکیل نے ظاہر کیا کہ ملا صاحب کو قوم بواہر کی کوئی بھی مسجد بند کرنے کا حق نہین ہے ہان صرف اتنا کر سکتے ہین کہ اپنے مریدون کو کسی مسجد مین جانے سے منع کر سکتے ہین۔ ملا صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ اُنکو ہمیشہ الہام ہوتا ہے اور وہ ہر ایک امر الہام سے کرتے ہین جب جسٹس مارٹن نے یہ سوال کیا کہ بمبئی مین جو دو ملکیتین ہین (۱) ایک موقوفہ مریم بائی صاحبہ (۲) موقوفہ وزیر بائی صاحبہ اُنکے خط و قبالہ مین آپ کے پیشرو ملا عبداللہ بدرالدین صاحب ٹرسٹی کروانے گئے تھے اور اُن قبالون پر اُن کے دستخط موجود ہین اسی طرح اپریل سنہ ۱۹۱۸ء مین آپ نے بھی دستخط کیے ہین اور آپ بھی ٹرسٹی مقرر ہوے ہین اس سے پایا جاتا ہے کہ بوہرہ قوم کے اوقاف ملکیت۔ مسجد۔ قبر۔ دعوت فنڈ۔ گولک وغیرہ کے آپ ٹرسٹی ہین مالک کیسے ہوسکتے ہین اسپر ملا صاحب نے جواب دیا کہ مین نے وہ خط و قبالہ نہین پڑھا تھا کیونکہ وہ انگریزی مین لکھا ہوا تھا اور نہ وکیل نے پڑھکر سنایا تھا اسپر مارٹن صاحب نے کہا کہ آپ داعی مطلق ہین اور بقول آپ کے آپ کو خدا سے براہ راست تعلق ہے اور آپ ہر اک کام الہام سے کرتے ہین تو کیا دستخط

کرتے وقت آپ کو الہام نہین ہوا کہ ان قبالون مین آپ ٹرسٹی مقرر ہوے ہین لہذا انپر دستخط نہ کیجیے اسکے جواب مین ملا صاحب نے کہا کہ الہام نہ مجھکو ہوتا ہے اور نہ امام کو اور نہ وصی کو اور نہ نبی کو۔ ملا صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ مین کبھی غلطی نہین کرسکتا اور نہ کبھی جھوٹ بولتا ہون پیغمبرون اور اماموں کی طرح گناہون سے معصوم ہون مگر جج نے فیصلہ کیا کہ مین ملا صاحب کی نسبت یہ نہین کہہ سکتا کہ وہ گناہگار ہین البتہ مجھکو اس سے انکار ہے کہ ملا صاحب سے گناہ کا صادر ہونا ممکن نہین۔

دوران مقدمہ مین میثاق کی بابت جسٹس مارٹن نے فرمایا کہ میثاق امام الزمان کے ساتھ وفادار رہنے کی قسم ہے اور یہ باتین اگلے زمانے کی ہین اس مین جتنے اختیارات ملا صاحب کے لیے ہین اسکی نسبت مین نے ملا صاحب سے دریافت کیا کہ آپ انکو عمل مین لاسکتے ہین اسکے جواب مین ملا صاحب موصوف نے انکار کیا کیونکہ اُن اختیارون مین غلام بنانے کا بھی ایک اختیار ہے جسکو کہ مدت ہوئی گورنمنٹ نے فوجداری گناہ سمجھا ہے جسٹس مارٹن کا قول ہے کہ ملا صاحب کے وکیلون نے اُنکا مذہبی درجہ اتنا بڑا ظاہر کیا ہے کہ شاید وہ نقصان کرے ایسا کہنا غلط ہے کہ ملا صاحب خدا ہین بلکہ ایسا دعوی کرنا گناہ ہے اور مین سمجھتا ہون کہ اسلامی قاعدے سے الٹا ہے تمام دنیا کے علما اور عقلا جانتے ہین کہ اسلامی مذہب یہی ہے کہ خدا ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہین قرآن مقدس مین ایسا لکھا ہے کہ عیسائیون نے غلطی کی ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا مانتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عدالت نے مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کے وسط مین یہ فیصلہ کر دیا کہ ملا صاحب ازروے قانون سیٹھ چاندا بھائی کی قبر کے گولک فنڈ اور مسجد وغیرہ کے ایک امین اور ٹرسٹی ہین انسے ہر معمولی ٹرسٹی کی طرح حساب لیا جاسکتا ہے اور گولک فنڈ ایک خیراتی ٹرسٹ ہے۔ اس فیصلے کے بعد سے جو قوم بوہرہ مین ہر ایک جگہ کی ملا کرجیتر گولکون اور تین سو اڑتالیس مسجدین اور دعوت فنڈ مین سے ایک سی

قاعدے پر مبنی ہوگئین کہ ملا صاحب نکے ٹرسٹی ہونے کی حیثیت رکھتے ہین -
منصف عدالت نے اگرچہ ملا صاحب کی آمدنی کو خیراتی فنڈ قرار دیکر ملا صاحب کو ٹرسٹی گردانا مگر اُنکی مذہبی حیثیت پر بنظر دوراندیشی غور کرکے یہ تجویز کیا کہ ملا صاحب اپنے ذاتی اختیارات سے اِس کثیر آمدنی کو جس طور پر خرچ کرتے ہین اُسکی نسبت کبھی یہ شکایت نہین ہوئی کہ اُس مین افراط و تفریط کی جاتی ہے مزید بران اُن کے پیروکاران مین سے جتنے لوگ بھی گواہ پیش ہوے اُن سب نے یہی کہا کہ ملا صاحب کو ہماری جان ومال کا اختیار ہے اُن سے حساب فہمی کا مطالبہ مذہبًا سوء ادبی ہے - ایسی حالت مین عدالت اُس وقت تک مداخلت کرنا غیر ضروری سمجھتی ہے جب تک کہ آمدنی کے بیجا صرف ہونے کی شکایت خاص طور پر پیش نہو اور سیدوست ملا صاحب سے بہتر کوئی ٹرسٹی نظر نہین آتا -
اور چونکہ ایڈوکیٹ جنرل نے اپنے دعویکا ¾ حصہ ثابت کردیا اِس واسطے کل خرچ کا پون حصہ اُنکو دلایا جاے اور پاؤ حصہ ملا صاحب کے ذمے رہے اگر دوسرے ٹرسٹی مقرر ہوتے تو پورا حصہ خرچ کا ملا صاحب کے ذمّے ہوتا -
جسٹس مارٹن اپنے فیصلے مین یہ بھی لکھتے کہ بوہرہ قوم کے مذہب کی کتابین قرآن شریف حدیث اور نہج البلاغۃ مین اِن کتابون مین ملا صاحب کہین بھی یہ نہ بتا سکے کہ ٹرسٹ اور اوقاف کا مین مالک ہون اور بوہرہ قوم کی جان ومال کی ملکیت کے مالک ہونے کے ثبوت مین ملا صاحب نے بہت سے واخطے بتائے لیکن اُن مین سے کسی واخطے سے فاضل جج کو یہ اطمینان نہوا کہ ملا صاحب اپنے مریدون کی جان ومال کی ملکیت کے مالک ہوسکتے ہین -
ملا صاحب کے والد محمد برہان الدین صاحب پر ۱۸۹۳ء مین ۲۸۲ نمبر کا مقدمہ سورت کی عدالت مین دائر ہوا تھا مدعی نے عرضی مین یہ تبلادیا تھا کہ ۱۸۹۲ء مین ملا صاحب کے قرض ادا کرنے کے لیے اور دوسرے سخاوتی کامون کے لئے ایک داؤدی بوہرہ فنڈ قائم ہوا ہے لہذا اُسی فنڈ پر مجھکو ترقی کا حکم دیا جاے اُسوقت

ملا برہان الدین صاحب نے تحریری یہ جواب دیا کہ یہ فنڈ میرے فائدے کے لئے نہین ہے اور اس فنڈ سے مجھکو کوئی تعلق بھی نہین ہے اسی طرح اس فنڈ کے ٹرسٹیون نے بھی یہی بچاؤ کیا کہ یہ داؤدی بوہرہ فنڈ ملا برہان الدین صاحب کے قرض ادا کرنیکے لیے نہین کیا گیا ہے اور اِس فنڈ مین اُنکا کوئی حق نہین ہے۔
مقدمۂ مذکورہ بالا مین جب مدعی ناکامیاب ہوا تو اُسنے ملا صاحب کے نئے مکان پر قرقی کا حکم چاہا اِسکے جواب مین ملا برہان الدین صاحب نے یہ تحریری بچاؤ کیا کہ یہ مکان میرا نہین ہے یہ تو میرے دو صغیر لڑکون کا ہے۔
مدعی کو مجبوراً نیا مقدمہ سنہ ۱۹۱۰ء مین اِس مضمون کا دائر کرنا پڑا کہ اِن دونون صغیر لڑکون کی ملکیت کے مالک ملا صاحب ہین۔ ملا صاحب نے جواب دیا کہ مین اپنے دونون صغیر لڑکون (طیب بھائی اور طاہر بھائی یعنی موجودہ ملا صاحب) کی ملکیت کا مالک نہین ہون اور میرا اور دعوت کی گادی کا اُنپر کوئی حق نہین ہے اور یہ ملکیت اُنھون نے اپنے ذاتی روپون سے خریدی ہے وہ اِس طرح کہ مین داعی ہون اور یہ میرے فرزند ہین جس وقت مین کہین اپنے مرید کے یہان کھانے جاتا ہون تو ان کو بھی ساتھ لیجاتا ہون وہان انکو جو کچھ نذرانہ ملتا ہے اُن روپون سے اُنھون نے یہ ملکیت خرید کی ہے جس وقت یہ کاغذ جسٹس مارٹن نے پڑھے تو نہایت ہی تعجب کے ساتھ کہا کہ ملا طاہر سیف الدین تو خوب ہوشیار ہین وہان جب مکان جانے کی نوبت آئی تو یہ کہدیا کہ داعی کا اور دعوت کی گادی کا ہم پر کوئی حق نہین اور جب خود داعی ہوے تو بوہرون کی جان مال کی ملکیت کے مالک بنتے ہین اخبارات بمبئی مین یہ بیان بڑی تفصیل سے لکھے گئے ہین۔
بلکہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۱ء کے اخبار دبدبۂ سکندری جلد ۵۸ مین تو یہان تک مرقوم ہے کہ ۱۹۰۸ء مین ملا برہان الدین صاحب پر مبلغ ۵۴۰۰۰ ہزار کی ڈگری ہوئی تھی اُسکی وصولی کے لئے مدعا علیہ نے ملا برہان الدین صاحب کو جیلخانہ بھیجنے کے لئے تجویز کی تھی اور وارنٹ نکالا تھا مگر کورٹ نے اُس وارنٹ کو

منسوخ کر دیا جب کہ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ جیلنا نے نہین بھیجونگا قسط سے روپیہ وصول کرلونگا۔ مذکورہ مدعی عبدالطیب شائع اور دوسرے افراد تھے جو فرقۂ بواہر سے تھے اور ملا برہان الدین صاحب اُسوقت داعی تھے اور وہ شخص مرید تھے۔

ایک سنسنی پیدا کرنے والا انکشاف

تحفۂ عید کے نام سے ایک مثنوی چھپی ہے اُس مین یہ چند شعر مندرج ہین۔

جا کر سیف سے پوچھے کوئی	نجم الدین پہ کس نے نص کی
داعی چار جو گذرے پہلے	وہ ہرگز منصوص نہ تھے
داعی اُن کے بعد بنے تم	دعوت کا اسباب ہوا گم
نص ہی ثابت نہین ہے تم پر	داعی تم کو مانین کیون کر

کتاب ضوءِ نور الحق المبین مصنفہ ملا طاہر سیف الدین صاحب شیخ البواہر

اس کتاب کے بعض مضامین مولوی ولی محمد اسمٰعیل سرباوہ ساکن ریاست جوناگڈھ علاقہ کاٹھیاواڑ نے اہلِ سنت وجماعت اور امامیہ کو اشتعال دلانے کے لیے شائع کرائے جس سے داعی صاحب کی نسبت اُردو کے بہت سے اخبارون مین وہ مضامین نکلے جو اُن کی شان کے خلاف تھے۔ اور فتویٰ نگاران اہلِ سنت وجماعت واثنا عشریہ نے اپنی تحریرون مین اُنکو ایسے سخت ودرشت الفاظ سے یاد کیا ہے کہ ہمین تو بحیثیت نقل بھی اُنکا اعادہ یہان مناسب نہین معلوم ہوتا اِس مین شبہہ نہین کہ ملا صاحب نے جعفریہ بوہرون کے سرغنہ ملا جعفر نہروانی اور سلیمانیہ بوہرون کے پیشوا ملا سلیمان اور فرقۂ علویہ کے مقتدا علی بن ابراہیم اور ملا عبدالحسین ناگپوری وغیرہ کو ایسے الفاظ سے یاد کیا ہے جو اکابر کے لیے

نازیبا ہیں خدا جانے کب کے گڑے مُردے اکھیڑ کر آتش نفاق کو خوب بھڑکایا ہے ان لوگون کو ابلیس کا مصاحب گمراہ۔ گمراہ کرنے والا۔ شیطان۔ رحمتِ خدا سے ناامید۔ دشمن آلِ محمد۔ فتنہ پرداز۔ مدعی۔ عدو اللہ۔ کافر۔ راندۂ بارگاہ خدا۔ بیمار دل۔ وادی ہلاکت و ضلالت مین سرگردان۔ پریشان۔ مفتری۔ ظالم۔ کاذب۔ اندھی اور بہری جماعت کا سردار۔ کذاب۔ مدعی وحی۔ نکما شیطان۔ کہ جو عالمون کے بھیس مین لوگون کو نظر آیا اور بڑے علماے راشدین کو فتنے مین ڈالا۔ شیطانِ وقت۔ مرتد۔ مارق۔ فاسق۔ وغیرہ وغیرہ بتا کر کہا ہے کہ یہ اور انکے متبعین سب کے سب جہنم کے ایندھن ہین۔ باقی مطالب اِس مین وہ ہین جو اُن کی خاص قوم سے تعلق رکھتے ہین اسی لیے اُنھون نے کتاب کے آخر مین یہ عبارت لکھدی ہے هذه مخصوصة للفرقة الداؤدية پس یہ کتاب فروخت نہین ہوئی صرف ملا صاحب کے مریدون مین تقسیم ہوئی۔ علم ادب کے لحاظ سے یہ ایک بہترین کتاب کہی جاسکتی ہے۔ نمونے کے طور پر تھوڑا سا بیان اصل کتاب سے نقل کر کے مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ ملا صاحب بوہرون کو کس بات کی نصیحت کس نہج پر کرتے ہین۔

ونذکر ههنا فصلاً جاء عن بعض العلماء الموحدين فی الرسالة النجم الثاقب للمهتدين والعذاب الواتب للمعتدين اعلى الله قدسه فی عرفات المخلدين (ومعشل المومنين) واخوانی المحسنين الموفين بعهد الله وايمانهم والموتين كتابهم بايمانهم۔ اعلموا احسن الله توفيقكم وسردعلى الهدى طريقكم ان اول المعارف فی الدين توحيد رب العالمين وانه منتهى طاعة العابدين وغاية خشية المتقدمين وعباده وملائكته المقربين وانه هو الذی دعى اليه كل قائم من الانام وادعاه كل فرقة من فرق الاسلام ولا نعلم احدا يقول بغير التوحيد مقالا لغلته او معتقد السرة وعلانيته وهم بشر الخلق غير موفين لحقوقه غير مؤدين فلا يغنی توحيدهم عنهم فتيلا ولا نمكن

لذلك غير طائفة اهل الحق سبيلا۔ وذلك ان توحيد العبد للمعبود
لا يكون الا بمعرفة ما بينه وبينه من الحدود فالمسلمون الذين شهدوا
بكلمة الاخلاص وهم كافة اهل الجماعة والسنة۔ وكلمة الاخلاص هي
التي قال فيها رسول الله صلى الله عليه وآله انه من قالها مخلصا دخل
الجنة وهي لا تقبل منهم وترد عليهم لانهم لم يقروا الا بالرسول وحده
وانكروا مرتبة الوصي الذي هو اول الحدود بعده ولو كان اقرار الرسول
دون اقرار الوصی صادق القول كانت الشهادة لله كافية دون الشهادة
للرسول وابی الله ان يقبل ممن اخل بحد من الحدود شهادة او يرفع
له عملا او يشكر له عبادة بل لا يقبل شهادة للاعلى منهم دون شهادة
للادنى ولا ينفعها اقراره للاول اذا جحد للاخرى مقامه الاسنى۔ لانه
حبل الله الذی طرف منه بيد الله وطرف منه بيد العباد۔ وانه لا نجاة
لاحد دون معرفة عاليهم ودانيهم فی المعاد قال الله تعالىٰ واعتصموا
بحبل الله جميعا واذا عرفتم هذا بالوجيز من المقالة۔ لان الرسالة لا
تحمل الاطالة فنقول ان الحبل الذی ندبكم الله الى الاعتصام به احد
طرفيه بايديكم هو اخركم واقل حبيد امامكم الذی يدعوكم اليه ويهديكم
والطرف الاخر الذی بيد الله هو منتهى حدود عالم النفس وهو رسول
ربكم المؤيد بروح القدس الحال من عالم الدين محل الشمس وان امام
زمانكم محله من الدين محل الرسول۔ فهو فی وقته منتهى حدود عالم
الطبيعة ومطرح اشعة عالم العقول فمن زعم ان معرفته لنبيه او وصی
نبيه او امام زمانه تكفيه دون معرفة داعی او انه ضل عن قصد
السبيل وباء من عذاب الوبيل وكانت شهادة لله غير مقبولة لان
اسبابه بجميع الحدود غير موصولة۔

ترجمہ عبارت مذکورۂ بالا کا تھوڑی سی توضیح کے ساتھ یوں ہے۔

اور ذکر کرتے ہین ہم ایک فصل کو کہ آئی ہے بعض علماے موحدین سے رسالۂ النجم الثاقب للمهتدین والعذاب لواثب للمعتدین مین بلند کرے خداے تعالیٰ اُس عالم کی بزرگی مخلدین کی غرفات مین - اے گروہ مومنین و برادران نیکوکار ادا کرنے والے خدا کے عہد و قسم کو کہ دیجائیگی اُنکی کتاب (نامۂ اعمال) اُنکے سیدھے جانب سے جانو تم بہتر کرے خدا تمھاری توفیق اور کھولدے ہدایت پر تمھارا راستہ کہ تحقیق معارف دینی کا شروع رب العالمین کی توحید ہے اور وہ عابدون کی طاعت کی انتہا ہے اور متقین کے خوف کی غایت ہے اور ملائکہ مقربین کی عبادت ہے اور تحقیق بات یہ ہے اور وہی ہے وہ شے کہ دعوت کی اُسکی طرف ہر قائم نے اور دعوی کیا اُسی کا ہر فرقۂ اسلام نے اور نہین جانتے ہم کسی ایک کو کہ کہے بغیر توحید کے کوئی قول اپنی نجات کے لئے یا اعتقاد رکھے اپنے ظاہر و باطن کے لئے اور وہ اُسکی شرائط کے وفا کرنیوالے نہین ہین اور نہ اُسکے حقوق کے ادا کرنے والے ہین پس نہ فائدہ پہونچا ئیگی اُن کو اُن کی توحید اور نہ ہدایت اُسکی طرف سواے اہلِ حق کے گروہ کے (یعنی توحید کا راستہ صرف ایک ہی جماعت اہل الحق کو ملا ہے اور وہ داؤدیہ بوہرے ہین - آگے ملا صاحب اِس بات کا بیان کرتے ہین کہ دوسرے فرقہاے اسلام کو اُنکی توحید ذرہ بھر کام نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ) نہین ہوتی بندے کی توحید اپنے معبود کے لیے بغیر معرفت اُن حدود کے جو اُسکے اور اُسکے درمیان ہین پس مسلمان کہ شہادت دیتے ہین کلمۂ اخلاص کی اور وہ اہل سنت و جماعت ہین اور کلمۂ اخلاص وہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی بابت کہ جو اُسے اخلاص کے ساتھ کہیگا وہ جنت مین داخل ہوگا اور وہ کلمۂ اخلاص اُن سے نہین قبول کیا جائیگا بلکہ اُنپر واپس کیا جاے گا کیونکہ اُنھون نے صرف رسول کو مانا ہے اور وصیِ رسول (یعنی امیر المومنین علیؑ) کے مرتبے کا انکار کرتے ہین جو پہلی حد ہے رسول کے بعد اور اگر ہوتا اقرار رسول بدون اقرارِ وصی کے لائق قبول تو ضرور کافی ہوتی شہادت خدا بدون شہادت رسول کے حالانکہ انکار کیا ہے خدا نے اس سے کہ قبول کرے شہادت کو اُس شخص سے جس نے

خالی چھوڑا ہو کسی حد کو جملہ حدود سے یا بلند کرے اُسکے لئے کوئی عمل یا اُسکی کوئی عبادت یا قبول و پسند فرمائے۔ بلکہ نہین مقبول ہوتی بندون سے شہادت اعلیٰ بدون شہادت ادنیٰ کے اور نہین نفع پہونچاتا اُسکا اقرار کرنا حد اول کا جبکہ انکار کرتا ہے حد آخر کے مقام جلی کا کیونکہ یہ خدا کی رسی ہے کہ ایک سرا اُسکا خدا کے ہاتھ مین ہے اور ایک بندون کے ہاتھ مین ہے۔ اور حقیقت مین نہین ہے نجات کسی ایک کے لئے بدون معرفت اعلیٰ و ادنیٰ کے۔ فرمایا خداے تعالیٰ نے کہ پکڑے رہو خدا کی رسی مضبوطی سے اور جبکہ جان لیا اِس امر کو اختصار کے ساتھ کیونکہ یہ رسالہ طوالت کا تحمل نہین پس کہتے ہین ہم کہ تحقیق خدا کی وہ رسی کہ خدا نے اُسکے پکڑے رہنے کا حکم دیا ہے اُسکا ایک سرا تمہارے ہاتھ مین ہے اور وہ سرا مین تمہارا بھائی اور تمہارے امام کا داعی (جسکی طرف مین تمکو دعوت کرتا ہون) کمترین بندہ ہون اور دوسرا سرا جو خدا کے ہاتھ مین ہے وہ منتہاے حدود عالم نفس ہے اور وہ تمہارے رب کا رسول ہے (جو روح القدس کے ساتھ مدد دیا گیا ہے جسکا محل عالم دین مین آفتاب کا محل ہے) اور نیز امام وقت ہے جس کا محل دین مین محل رسول ہے (یعنی رسول کا قائم مقام ہے) پس وہ امام اپنے وقت مین منتہاے حدود عالم الطبیعۃ ہے اور عالم عقول کی شعاعون کے جذب ہونے کا مقام ہے اب جو کوئی یہ خیال کرے کہ نبی اکرم کی معرفت یا وصی (حضرت علی) یا امام وقت کی معرفت داعی وقت کی معرفت کے بغیر اُسکو کافی ہے تو وہ شخص سیدھے رستے سے بہک گیا ہے اور اُسنے عذاب سخت کو اٹھایا۔ اور اُسکا خدا کے لئے گواہی دینا نامقبول ہوا کیونکہ اُسکے اسباب تمام حدود سے غیر موصول ہین۔

مذکورۂ بالا عبارت کا ایک مقام سنیون سے متعلق ہے اور دوسرا شیعۂ غیر داؤدیہ سے پہلے مقام مین اجمالاً تمام مسلمانون کی توحید کو باستثناے اپنی جماعت کے شرائط و حقوق توحید کے ادا اور وفا نکرنے سے بالکل غیر نافع قرار دیا ہے اور سبب اُسکا عبد و معبود کے درمیانی حدود کی عدم معرفت بتا کر تعریضاً اور تخصیصاً سنیون کے کلمے کو غیر مقبول و مردود قرار دیا گیا ہے اور دوسرے مقام مین بالتخصیص غیر عارف

شیعون سے تعرض کیا گیا ہے اور اُن کے لیے فقط نبی و وصی نبی و امام زمان کی معرفت بغیر معرفت داعی وقت غیر کافی جان کر انھین گمراہ اور مستحق عذاب سخت اور غیر مقبول الشہادت بنایا گیا ہے۔

عبارت کتاب سے یہ نہ معلوم ہوا کہ جناب مصنف رسالۂ مذکور کے نزدیک کن شرائط کے ادا اور وفا نکرنے سے توحید سی عامۃ النفع شے بالکل بیکار ہو جاتی ہے اور وہ کونسی شرائط ہین جنکو مصنف موصوف کے متبع (جنکو انھون نے طائفۂ اہل حق سے تعبیر کیا ہے) ادا اور وفا کر رہے ہین اور وہ عبد و معبود کی درمیانی حدود کیا ہین جنکی معرفت کے بغیر توحید کامل نہین ہوتی ممکن ہے کہ انکا ایک سچا ارادتمند سیاق عبارت کو دیکھکر کہہ سکے کہ حضور کا یہ سکوت حضور کے انکسار پر محمول ہے اور مراد ان شرائط و حدود سے خود حضور ہی کی ذات فیض آیات ہے کیونکہ جب سنیون کا کلمہ لفظ اس وجہ سے غیر مقبول و مردود ہے کہ وہ توحید کے بعد اکیلی رسالت ہی کے مقر ہین اور شیعہ اس لیے ان ناسزا کلمات کے مستحق ہین کہ وہ صرف نبی و وصی اور امام زمانہ کے بعد داعی وقت کی معرفت نہین رکھتے تو یہ امر صاف صاف واضح ہوا جاتا ہے کہ مراد اُن شرائط و حدود سے خود حضرت ہی کی ذات ہے حالانکہ یہ ایک ایسا تحکم ہے جسکو بجز اُنکے متبعون کے دوسری قوم اور دوسرا فرقہ گوارا نہین کر سکتا۔ کہنے کو تو یہ ہین اہل عبید اما مکرمہ ایک سیدھی سادی بات ہے لوگ سمجھنے لگے کہ امام زمانہ جو اہل بیت سے ہین انکے ساتھ کسقدر رسوخ اعتقادی و نیازمندی اس شخص کو ہے لیکن اس نیازمندی مین بھی اپنا جوہر دکھا گئے ایک تنی ہوئی رسی کے ایک طرف خدا ہے اور دوسری طرف داعی صاحب ہین نبی و وصی و امام زمان بیچ بیچ مین ہین گویا احاطہ کرنے والون مین صرف دو ہین ایک خدا اور دوسرے داعی صاحب۔ لیکن اس خود غرضی کا کیا کیا جائے کہ دین اسلام کا ہر فرقہ آپس مین کٹا مرتا ہے اور ایک دوسرے کی تکفیر کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہے اور ہر ایک دوسرے کے معتقدات پر لعنت بھیج کر آتش نفاق کو خوب بھڑکا رہا ہے اپنے گروہ کو

۴۲۷

ناجی اور مخالفین کو ناری بتاتا ہے اور اتحاد اسلامی کے فوائد کو جو پیغمبر اسلام کی تبلیغ کا نچوڑ ہے ذہن مین نہین آنے دیتا اسی اصول کی بنا پر داؤدیہ بوہرون کے ملا صاحب نے بھی اپنے پیرون سے خطاب کیا ہے۔ اور یہی مسلمانون کے باہمی نزاعات ناخنون سے گوشت جدا کرنے اور احیا و اموات دونون کو مستحق سب و شتم قرار دینے مین کامیاب ہو رہے ہین اور اسلام کا بول بالا کرنے کے عوض اسقدر پست کیا جارہا ہے کہ اس بول کے بولنے والے اور اس کلمے کے کہنے والے بالکل اسلام ہی سے خارج کئے جارہے ہین اور انھین مشرک و کافر تک بنانے مین تامل نہین کیا جاتا حالانکہ کلمہ گویون کی تکفیر تا وقتیکہ وہ کھلم کھلا دین کے منکر نہون بالاتفاق جائز نہین۔

خوجے

یہ در اصل ہندو ہین اور ابتک انکی ایک تعداد سوامی نراین پنتھ کی پیرو ہے جو مسلمان ہوگئے ہین ان مین تین فرقے ہین (۱) اسماعیلی (۲) سُنی (۳) اثنا عشری۔ جو فرقہ تعداد مین سب سے بڑا ہے اسماعیلی ہے سوامی نراین خوجون کی تعداد بہت قلیل ہے اور ریاست بھاونگر کے قصبہ گدھڑا مین ایک دو مکان انکے پائے جاتے ہین۔ ایک دفعہ ان مین سے ایک شخص مرگیا چونکہ وہ آسودہ حال تھا اور اُسنے مندر مین کچھ روپیہ بھی دیا تھا اسلیے سوامی نراین پنتھ والون نے اسکی آخری کریا کی مگر ایک دوسرے خوجے کے مرنے پر انھون نے لاش اٹھانے سے انکار کیا میت کے متعلقین اثنا عشری خوجون سے مستدعی ہوئے کہ وہ جنازہ اٹھائین اثنا عشری خوجون نے اس شرط پر جنازہ اٹھایا اور اپنے قبرستان مین میت کو دفن کیا کہ آیندہ سوامی نراین خوجے اثنا عشری مذہب رکھین گے اس واقعے سے پہلے بھی سوامی نراین خوجے ختنہ کرواتے تھے اور اب بھی کرواتے ہین۔ مسلمانون کے ساتھ بیٹھکر ایک ہی دسترخوان بلکہ ایک ہی برتن مین کھانا کھانے مین بھی انھین کوئی عذر نہین۔ البتہ وہ گوشت سے پرہیز کرتے ہین مگر گوشت خوارون سے کوئی نفرت نہین رکھتے۔

اسماعیلی خوجے

یہ فرقہ امامی اسماعیلی بھی کہلاتا ہے اور بمبئی و مدراس وغیرہ مین پھیلا ہوا ہے خاصکر کاٹھیاواڑ کے جزیرہ نما مین زیادہ رہتا ہے اور انھون نے اپنی تجارتی نوآبادیان افریقہ کے مشرقی کنارے پر قائم کی ہین۔ نو دس سال قبل بمبئی کے خوجون مین ہزار پانسو سنت جماعت لوگون کے سوا باقی تمام خوجے آغاخانی تھے اور ہز ہائنس آغاخان کو حاضر امام اور اپنا پیشوائے مذہب تسلیم کرتے تھے مگر فروری ۱۹۰۱ء سے آغاخانی جماعت کے دو حصے ہوگئے ہین ایک وہ جو آغاخانی یعنی امامی اسماعیلی ہین اور دوسرے وہ ہین جو اثنا عشری مذہب رکھتے ہین آخرالذکر جماعت نے اپنی ایک بڑی مسجد۔ امام باڑہ اور مدرسہ تعمیر کرلیا ہے اور اِن کی جماعت مین پانچہزار سے زیادہ نفوس ہین اور ان لوگون مین معمول اور تعلیم یافتہ لوگ بکثرت دکھائی دیتے ہین۔

پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے صفحہ ۲۲۵ مین مذکور ہے کہ پیر صدرالدین آج سے چار سو برس پہلے ہندوستان مین آئے تھے اور اسماعیلی مذہب رکھتے تھے اُنھون نے اپنا ایک ہندو نام رکھا تھا اور ہندوون کے مذہب کی مناسبت سے اُنھون نے ایک کتاب بنائی تھی جسکا نام اُنھون نے دسا اوتار (دس اوتار) رکھا تھا اور اُس کتاب مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دسوان اوتار مانا تھا خوجون نے اُس کتاب کو ابتدا ہی سے بطور آسمانی کتاب کے مانا اور مرنے کے وقت وہ کتاب ہمیشہ برکت کے لئے پڑھی جاتی ہے اور اسی طرح بہت سے دستورات مین اُسکو پڑھتے ہین اُس کتاب مین اُنھون نے برہما تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وشنو حضرت علی کو اور حضرت آدم کو شیو بنایا سب سے پہلے پیر صدرالدین کے مرید علاے سندھ کے گانون اور قصبون مین ہوے اور انھون نے کچھ مین بھی جا کے سلام پھیلایا اور وہان سے اُنکے اصول جنوب کی طرف گجرات اور بمبئی تک

پھیل گئے پیر صدرالدین پہلے اسلامی مشنری نہین ہین جو ہندوستان مین آئے بلکہ اُن سے چند صدی پہلے اسماعیلیون مین سے ایک شخص الموت سے بھیجا گیا تھا اور یہ گجرات مین پہونچا وہان سدہ راج کی حکومت تھی اِس اسماعیلی نے اپنا ہندو نام رکھا اور مسلمانون سے کہا میرا اصلی نام سادات ہے اِس شخص نے کُن بی۔ کہار اور کوری ادنیٰ قسم کے ہندوون کو مسلمان کیا۔ مگر ہم جو آگے چلکر ایک مقدمے کے کاغذات سے پیر کے حالات پر مزید روشنی ڈالین گے اُن سے یہ ثابت ہوگا کہ ہندوستان مین سب سے پہلے خوجون کے اسماعیلی بنانے کے لیے پیر صدرالدین ہی آئے تھے اور یہ مضمون خود سلطان محمد شاہ آغاخان کے بیان سے ماخوذ ہوگا۔

سائکلو پیڈیا آف انڈیا کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۳۵ مین حالات حیدرآباد کے ضمن مین لکھا ہے کہ خوجون کو ایران مین ہلاکوخان نے مارا تو وہ اُس وقت بھاگ کر ہندوستان مین آئے اور امپیریل گزیٹیر آف انڈیا تالیف ہنٹر جلد سوم صفحہ ۲۷۵ مطبوعہ ۱۸۸۶ء مین لکھا ہے کہ خوجے ہندوون سے ایمان لائے ہین اور اُن لوگون نے آغاخان کو اسماعیلی خاندان کا امام اور اپنا روحانی پیشوا تسلیم کیا ہی اور آغاخان گویا اساسن کے جسکی اہل حشیشین ہے اور یہ حسن صباح حمیری کا گروہ ہے قائم مقام سمجھے جاتے ہین اِس فقرے سے کہ آغاخان گویا حشاشین کے قائم مقام سمجھے جاتے ہین یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آغاخان خاندان نزاریہ مین سے ہین نہ مستعلویہ مین سے یہی وجہ ہے کہ بوہرے جو مستعلویہ کی روش پر ہین آغاخان کی امامت کے منکر ہین اور بوہرون کے بڑے ملاجی جن کا مقام سورت مین ہے اور آغاخان مین یہ فرق ہے کہ آغاخان خود اسماعیلی نسل مین ہونے کی وجہ سے اپنے متبعون کے نزدیک امام ہین اور بوہرون کے ملاجی داعی ہین امام نہین ہین پریچنگ آف اسلام اور سائکلو پیڈیا کا حاصل مطلب بھی یہ ہے کہ خوجے نزاریہ کے سلسلے مین داخل ہین کیونکہ الموت مین یہی خاندان حکومت کرتا تھا اور چنگیز خانیون کے ہاتھ سے اِسی خاندان کی سلطنت برباد ہوئی خاندان نزاریہ کا آخری فرمان روا امام رکن الدین ۶۵۴ھ ہجری مین مسند نشین ہوا

اور وہ ایک سال بھی حکومت و امامت نکرنے پایا تھا کہ چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان
نے اُسے گرفتار کرکے ہزاروں ملاحدہ کو تہ تیغ کیا اور پھر اُسکے بعد بغداد کی طرف توجہ کی
خلفاے بغداد اور والیان الموت کی بربادی کا ایک زمانہ ہے اور سنہ ۵۶۶ ہجری میں
سلاطین اسماعیلیہ مصر کا خاتمہ سلطان نورالدین والی موصل و دمشق کے ہاتھ سے
ہو چکا تھا اس سے پتا چلتا ہے کہ ریاست الموت کی بربادی کے بعد آغا خان کے اجداد
نے مشرقی حصۂ ایران میں سکونت اختیار کی مگر صحیفۂ زرّین کے بیان سے جو غالبا
سلطان محمد شاہ آغا خان کی واقفیت کے ساتھ لکھا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب
سلاطین اسماعیلیہ کی حکومت کا مصر میں زوال آیا تو آغا خان کے اجداد مشرقی حصۂ
ایران میں آباد ہو گئے اس پچھلی روایت سے یہ نتیجہ مترتب ہوتا ہے کہ آغا خان
ائمۂ الموت کے جانشین و یادگار نہیں لیکن مشہور یہی ہے کہ آغا خان کا خاندان اسماعیلیہ
الموت سے ہے اور فرقۂ نزاریہ سے ہے جو مستنصر کے بعد نزار کی امامت کا معتقد ہے یہ ٹھیک نہیں ہے
کیونکہ کتب و رسائل سے جنکی تفصیل اوپر ہو لی یہ بات ثابت ہے کہ خوجوں کے عقائد
کی لڑی اسماعیلیہ الموت کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور آغا خان ائمۂ الموت کے قائم مقام ہیں
بہر صورت ایران میں سکونت اختیار کرنے کے بعد عرصۂ دراز تک آغا خان کے اسلاف
کے خاندان کے تاریخی حالات کا پتا نہیں لگتا ہاں جو پہلا شخص نامور ہوا وہ مرزا ابوالحسن جان
قمی کے نام سے مشہور ہے یہ شخص سلاطین زندیہ کے عہد سے آغا محمد شاہ کے سلطنت ایران
حاصل کر لینے تک کرمان کا حاکم رہا مرزا ابوالحسن کے انتقال کے بعد اُن کے فرزند
شاہ خلیل اللہ نامی محلات قم میں رہنے لگے اسلیے محلاتی مشہور ہوے شاہ
خلیل اللہ اسمٰعیل بن امام جعفر صادقؓ کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے فرقۂ اسماعیلیہ میں
نہایت واجب التعظیم اور امام سمجھے جاتے تھے شاہ خلیل اللہ اسمٰعیلی کے پاس اسماعیلیہ
فرقے کے ہزاروں آدمی ایران توران بلکہ ہندوستان تک سے آتے اور زکوٰۃ بے شمار
پہونچاتے تھے یہ اعلیٰ درجے کے امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتے تھے پھر شاہ خلیل اللہ یزد کو
چلے گئے وہاں دو برس رہنے پائے تھے کہ اتفاق سے ایک دن انکے کارندوں

اور خادمون سے ایک دوکاندار کا جھگڑا ہوگیا اُسنے نواب مرزا جعفر صدر الممالک سے
شکایت کی نواب نے شاہ خلیل اللہ کے آدمیون کو سزا کے لئے طلب کیا وہ شاہ خلیل اللہ
کی حویلی مین چھپ گئے مرزا جعفر نے اُن کی گرفتاری مین اصرار کیا شاہ صاحب نے
اُن کو نواب کے نوکرون کے حوالے کرنے سے انکار کیا ملا حسین یزدی نواب کا ایک
مصاحب بہت سی سپاہ اور عوام کا ہجوم لیکر شاہ خلیل اللہ کی حویلی پر چڑھ گیا اسماعیلیان
نے حویلی کے کواڑ بند کرکے اُس مین سے مقابلہ کرنا شروع کیا ملا حسین کے آدمی دیوار
توڑکر اندر گھس گئے شاہ خلیل اللہ اور بہت سے اسماعیلیہ مارے گئے حاجی محمد زمان خان
حاکم یزد نے مفسدون کو گرفتار کرکے فتح علی شاہ قاچار والی ایران کے حضور مین
رپورٹ کی وہان سے حکم آیا کہ ملا حسین یزدی اور نواب مرزا جعفر کو مع تمام مفسدون
کے حضور مین بھیجدو بڑی سفارش کے بعد مرزا جعفر تو جرمانے مین بہت سا روپیہ ادا کرکے
رہا ہوا ملا حسین کو جسمانی سزا اور بہت ذلت پہونچائی گئی اور شاہ خلیل اللہ کا قصاص
کسی پر ایسے عائد نہوا کہ ہنگامۂ بلوا قرار پایا کسی خاص شخص پر اُن کے خون کا جرم
ثابت نہوا اور بادشاہ نے اُنکے بیٹے حسین الحسینی (حسن علی شاہ) کی بہت خاطر
داشتی کی اور اُن کی تربیت اور تقویت کی غرض سے اُن کے ساتھ اپنی بیٹی کا
نکاح کردیا فتح علی شاہ کی وفات کے بعد محمد شاہ کے جانشین ہونے مین جھگڑا پیدا
ہوا اُسوقت حسن علی شاہ کرمان کا تمرد دور کرنے کے لیے بھیجے گئے اور اِس بلوے کی
بیخ کنی مین کامیاب ہوے اِس صلے مین اُنکو صوبۂ مذکورہ کا عہدۂ گورنری مفوض ہوا
اور دو برس کے قریب اِس عہدے پر رہے پھر محمد شاہ نے اُن کو وہان سے علیحدہ
کرکے اپنے پاس بلا لیا یہ بادشاہ کے حضور مین تونے کے قلعۂ بم مین متحصن ہوگئے نواب
فریدون مرزا گورنر فارس کی سفارش سے اُنکا قصور معاف ہوا اور محلات کے حاکم
مقرر کئے گئے حسن علی شاہ کے پاس چونکہ دولت و ثروت اور معتقدون کی کثرت تھی
اِس لیے سلطنت کی طرف سے ان کے خیالات اچھے نہین رہتے تھے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین
محمد شاہ نے اثناے سفر ہرات مین بخشی علی خان کو شاہزادہ فرخ سیر مرزا والی ہمدان کی

گرفتاری کے لئے بھیجا حسن علی شاہ کو یہ توہم ہوا کہ یہ میری گرفتاری کے لئے مامور کیا گیا ہے اسلئے کوہستان نراق مین چلے گئے حسن علی شاہ کے باپ کے وقت کے اور خود انکے زمانے کے بھی بہت سے آدمی اِن کے مرید کرمان مین تھے اور اس ملک مین انکی شجاعت وسخاوت کی بڑی دھوم تھی کرمان مین تمام اسماعیلیہ ان کی جان نثاری کو موجود تھے حیدرآباد سندھ اور بندر عباس مین بھی انکے بہت سے ماننے والے تھے حسن علی شاہ نے اپنی سواریان محلات سے اُٹھاکر عتبات عالیات کی طرف روانہ کردین اور اپنے لئے بھی مکہ معظمہ کی روانگی کا حکم حاصل کیا پھر جعلی احکام سلطنت کی جانب سے اس مضمون کے تیار کرکے کرمان کی حکومت حسن علی شاہ کو دی گئی اپنے دوستون کے پاس بھیجدئے اور اپنی طرف سے انکو لکھا کہ رعایا کو میری اطاعت اور دوستی کی طرف مائل کیا جاے اور خود بندر عباس کی راہ سے طائف اور یزد کے بندرگاہون کو عبور کرکے کرمان پہونچنے کا تہیہ کیا جب یہ خبر شاہی حکام کو ہوئی تو بہمن مرزا بہاء الدولہ حاکم یزد اور فضل علی خان حاکم کرمان کے نام حسن علی شاہ کی گرفتاری کے لیے احکام صادر ہوے حسن علی شاہ یزد پہونچے تو حاکم یزد دو تو پین اور فوج لیکر بڑھا اور مقام مہریز مین حسن علی شاہ کو روک لیا اچھی طرح جنگ نہونے پائی تھی کہ رات ہو جانے کی وجہ سے حسن علی شاہ وہان سے آگے کو نکل گئے اور شہر بابک مین پہونچکر تمام افسران کرمان کو اپنی تشریف آوری کے احکام لکھے کرمان مین ایک بڑا آدمی مرجع خلائق رہتا تھا اُس کو لکھا کہ مین بیت اللہ کی زیارت کے ارادے سے مکہ معظمہ کو جارہا تھا کہ راستے مین بادشاہ کی طرف سے کرمان کی حکومت کی سند مجھکو پہونچی اس لیے مین کرمان کو آتا ہون آپ میرے استقبال کی تیاری کرین حسن علی شاہ کے دادا مدتون کرمان مین حاکم رہ چکے تھے اور خاندان عطاء الٰہی اور خراسانی آدمی اِن سے بہت عقیدت رکھتے تھے اسلئے تین چار ہزار آدمیون نے اِن کے استقبال کی تیاری کی کہ اسی عرصے مین فضل علی خان حاکم کرمان کے پاس سلطنت کی طرف سے یہ حکم جا پہونچا کہ حسن علی شاہ وہان آئین تو انھین گرفتار کرلینا چاہیے حسن علی شاہ نے اول شہر بابک کو فتح کیا اور یہان سے بہت کچھ زر وجواہر

کچھ

حاصل کرکے کرمان کی طرف بڑھے اور اپنے بھائی محمد باقر خان کو سیرجان پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا باقر خان زید آباد تک پہونچنے پایا تھا کہ فضل علی خان حاکم کرمان نے یورش کرکے اُسکو گھیر لیا حسن علی شاہ مدد کو پہونچے اور بہت سے کشت وخون کے بعد حسن علی شاہ کو شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگ گئے پھر حسن علی شاہ نے فوج جمع کرکے اسفندقہ کا قصد کیا اور اُسپر قبضہ کرکے بہت سی رسد جمع کر لی اور ایل نکے پاس رودبار اور بلوچستان کے آدمی کثرت سے جمع تھے فضل علی خان نے دو توپین اور فوج لیکر یہان بھی حسن علی شاہ کو گھیر لیا اور ایسی شکست دی کہ وہ فرار ہوگئے اور سردی کے سارے موسم مین مقام میناب مین رہکر فوج کے جمع کرنے مین معروف رہے موسم بہار آتے ہی کئی توپین اور بہت سی جمعیت لیکر بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ فتح کرمان کے قصد سے متحرک ہوے فضل علی خان نے اپنے بھائی اسفندیار خان اور عبداللہ خان وغیرہ افسرون کی ماتحتی مین فوج حسن علی شاہ کے مقابلے کو روانہ کی حسن علی شاہ نے ہرایک کو شکست دی اسفندیار خان مارا گیا اور حسن علی شاہ اس جوش مین بڑھے چلے گئے کہ بردسیر مین جو کرمان سے پندرہ فرسنگ ہے جا کر ٹھہرے اور اب ان کی شجاعت اور عقلمندی کا تمام ملک مین شہرہ ہوگیا اور قلعہ مشیز مین بڑے استحکام کے ساتھ رہے اور جا بجا فتحنامے روانہ کیے فضل علی خان کرمان مین حسن علی شاہ سے جنگ کرنا نامناسب سمجھکر اپنے چیدہ اور خاص آدمیون کو ہمراہ لیکر حسن علی شاہ سے لڑنے کے لئے مشیز کو روانہ ہوا حسن علی شاہ کے دل پر فضل علی خان کا کچھ ایسا رعب چھایا کہ اُسکی آمد آمد کا آوازہ سنتے ہی بغیر مقابلہ بم اور نرماشیر کی طرف بھاگ گئے فضل علی خان نے بھی تعاقب نہ چھوڑا یہانتک کہ بلوچستان کے ملک کی طرف حسن علی شاہ نے رخ کیا اور وہ پیچھے تھا اور مقام ریگان مین جہان سے نرماشیر کا ضلع ختم ہوکر بلوچستان کی حد شروع ہوتی ہے فضل علی خان نے حسن علی شاہ کو گھیر لیا اور اتنا کشت وخون کیا کہ دو تہائی آدمی حسن علی شاہ کے مارے گئے اور خود حسن علی شاہ شب کے وقت تمام مال واسباب اور توپین اور ہمراہی چھوڑکر وہان سے بھاگ نکلے

فضل علی خان نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا حسن علی شاہ کا لڑائی جھگڑا جلد ماہ تک رہا تھا پھر حسن علی شاہ قندھار ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہو گئے عہ۔

حسن علی شاہ کی کچھ جائداد ہندوستان میں تھی اُن کے آنے سے ہندوستان کے طرفدار بہت خوش ہوئے یہ نہایت لنودی لیاقت و فراست کے آدمی تھے انھیں یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایرانیوں اور انگلستانیوں کے اصول و برتاؤ میں کس قدر فرق ہے اُنکو برٹش انتظام سے موانست ہوئی اور اُنھوں نے جلد تر اسکا ثبوت دیا کہ اول افغانی جنگ عہ اور سندھ عہ کی لڑائی میں قیمتی خدمات انجام دیں اور جنرل سر چارلس نیپیر صاحب سے ملاقات کرکے اُنکے ساتھ سندھ کی جنگ و جدل میں شریک رہے اور جو سرحدی جرگے اُنکی سرغنائی کو تسلیم کرتے تھے اُنپر اپنا اثر ڈالا اس کے بعد اُنھوں نے بمبئی اور پونہ میں سکونت اختیار کی اور گورنمنٹ سے اُنکو پنشن ملی اور ہز ہائنس خطاب عطا ہوا اور اِن کو دربار فارس سے آغا خان خطاب ملا تھا جو ان کے اور اِن کی اولاد کے نام کے ساتھ لگایا جاتا ہے اماموں سے اسکا کچھ تعلق نہیں جب ۱۸۸۱ء میں آغا حسن علی شاہ نے چوراسی برس کی عمر میں انتقال کیا تو اُنکے بڑے بیٹے آغا علی شاہ اُن کے جانشین ہوئے۔

آغا علی شاہ سر جیمس فرگسن صاحب کے عہد گورنری میں اُن کی مجلس واضع آئین و قوانین کے ممبر مقرر ہوئے اُنھوں نے ۱۸۸۵ء میں قضا کی وہ صرف چار برس اسماعیلیہ فرقے کے مقتدا رہے اُنھوں نے انتقال سے ایک سال قبل اپنے خلف الرشید سلطان محمد شاہ کے سامنے گلو کو جو اُن کا فارسی کا ترجمان تھا گنان عہ پڑھنے کا حکم دیا اسکا مطلب یہ تھا کہ خوجہ شیعہ امامیہ اسماعیلیہ کے مذہب میں آگئے ہیں اور سلطان محمد شاہ اس زمانے کے امام بتلائے گئے تھے اور اُن کی گادی کے جانشین کو ہمیشہ امام سمجھنا چاہیے اور اُسکو یعنی دسوندھ عہ نذر کرنا چاہیے اور آغا علی شاہ اپنی زندگی میں

سکون نون کے ساتھ ۱۲ — الف ساکن اور اعلان [illegible] — بعد نون مفتوح اور آخر [illegible] — کاف فارسی اور آخر [illegible] — عہ ۱۸۳۹ء میں ہوئی تھی ۱۲ — عہ ۱۸۴۲ء ۱۲۵۸ ہجری میں ہوئی تھی ۱۲ — عہ ۱۸۴۳ء [illegible] — کتاب روضۃ الصفاء ناصری کی جلد دوم سے نقل کی گئی ۱۲ — عہ پارا [illegible]

عہ دراصل [illegible] اور واو معروف اور نون کے اعلان سے [illegible] دسواں حصہ ہے ۱۲

سلطان محمد شاہ کو کمود مین احمد آباد کے قریب اپنے مرنے سے ایک ماہ پہلے اپنا جانشین مقرر کردیا تھا اور یہ رسم اس طرح ادا ہوئی کہ جماعت خانے مین ان کو لے گئے اور اِن کو تخت پر بٹھا کر جماعت کو حکم دیا کہ اِن کے ہاتھ چومین دسن برس کی عمر مین سلطان محمد شاہ آغاخان کو موروثی ذمہ داری ملی انکی والدہ ایرانی فلاسفر نظام الدولہ کی دختر تھین جو نہایت عقیل و فہیم تھین اُنھون نے تسلیم کیا کہ اگر مناسب طور پر اعلیٰ درجہ معمور کرنا منظور ہے تو اعلیٰ درجے کی تعلیم دیجائے عربی فارسی کی کتابین یہ دیکھ چکے تھے لیکن ان کے انگلش اتالیقون نے ان مین مغربی خیالات کو بڑی ترقی دی انگلش کے عمدہ عمدہ مصنفون کی تصانیف کے پڑھنے کا ان کو ذوق و شوق ہوگیا اس وجہ سے انکا انگلش زبان کا لب و لہجہ نہایت درست ہے وہ انگریزی انتظام کو بہت پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قدیم قواعد کی بہ نسبت جدید قواعد و انتظامات عمدہ ہین ۱۸۹۶ء مین آغاخان نے اپنے چچا آغا جنگی شاہ کی بیٹی سے شادی کی۔ آغا جنگی شاہ کو اثنائے سفر حج مین اُنکے مخالفون نے مار ڈالا تھا ۱۸۹۸ء مین آغاخان کو سی ایس آئی کا تمغہ ملا اور وہ یورپ کی سیر کو گئے اور ایران و ونڈزر مین ملکہ وکٹوریہ کی بجا آوری آداب کا شرف حاصل ہوا اسوقت آغاخان ایڈورڈ ہفتم کے کہ ولیعہد تھے روبرو پیش کیے گئے اور اون کے ہندوستان آنے کے قبل یہ ملاقات رفتہ رفتہ دوستی کے درجہ کو پہنچ گئی۔ آغاخان جب سے یورپ کی سیر کو گئے تھے تب سے اُنکے ساتھیون کے دو گروہ ہوگئے اور جو لوگ انکے پیرودن سے جدا ہوگئے وہ اثنا عشری خوجون کے نام سے موسوم ہوئے اِس علٰحدگی کا خاص سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِن لوگون نے اِس مذہب کو عمل کے قابل اور آغاخان کو مذہبی سرغنائی کے لائق نہین سمجھا جدید فرقے نے اپنی ایک مسجد پالا لین متصل سیمویل اسٹریٹ مین افتتاح کی وہ خوجے جو آغاخان کی سرغنائی کو قبول نہین کرتے تھے اُنھون نے لوکل اخبارات مین اِس بات کو شائع کرادیا آخر مین ۹ مارچ سنہ ۱۹[illegible] کی صبح کو یہ بات پھر مشتہر ہوئی۔ جب کہ آغاخان کے بمبئی مین داخلے کی خبر گرم ہوئی اِس تفریق سے جو بدمزگی پیدا ہوئی تھی اُس سے آغاخان کے

سا تھیون کو برہمی ہوئی اور بدلہ لینے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ جب اُنکا پیشوا ۹ مارچ کو بمبئی مین داخل ہوا تو اُن کو اپنی آرزو پوری کرنے کا موقع ملا مسجد کا ایک متولی جب مسجد سے نکل کر اپنے گھر کو جارہا تھا تو اسپر حملہ کیا گیا اور اُسکے سر و سینہ اور چہرے پر چھریان ماری گئین جس سے وہ بیجان ہوکر گرا اسکے بعد اُنھون نے لال جی سجن اور قاسم تاجی سیانی دوسرے متولیون پر حملہ کیا اور اُن کو شدید مجروح کیا۔

۱۸۔مارچ کو آغاخان نے اسماعیلیہ خوجون کے سامنے زبان فارسی مین اِس واقعہ کے متعلق اسپیچ دی اُنھون نے کہا مین نے تمکو تحریری اور نیز زبانی وعظ کے طریقے سے عوام مین اور پرایوٹ طور سے سمجھایا اور تمکو مشورہ دیا کہ صلح کل کا برتاؤ برتو اور باتون کو برداشت کرو اور اپنے اپنے کامون مین مصروف رہو اور زبانی یا دوسرے طریقون سے اپنے اُن بھائیون سے مداخلت نکرو جو تمھارے ہم خیال نہین مگر مجھے بڑا افسوس ہوا کہ ہمارے گروہ کے بعض متعصب ممبرون کو میرے وعظ کا مطلق اثر نہین ہوا مین نے تمکو آج یہان اس غرض سے جمع کیا ہے کہ مین تمکو متنبہ کرون کہ اگر آئندہ کوئی متعصب ممبر خون کرے گا یا کسی طرح کا فساد برپا کرے گا تو مین عوام مین اپنے ہند کے مقلدین اور شرقی افریقہ شام۔وسط ایشیا اور دیگر ملکون کے سفیرون کو مطلع کر دونگا کہ میرا کوئی مذہبی تعلق خواجگان بمبئی سے نہین ہے اور آئندہ تمکو اپنے مذہبی مقلدین مین نہ سمجھونگا۔اور نہ مین تم کو لکھونگا نہ تمھاری کوئی چٹھی قبول کرونگا۔اصل یہ ہے کہ مین تمکو بالکل برادری سے خارج کر دونگا۔تمھارا فرض ہے کہ تم اپنے عزیزون اور دوستون کو اطلاع دو جو مین تم سے کہتا ہون اور تم اُن سے کہدو کہ ایسے تعصب آمیز جرائم جیسے ۹۔مارچ کو بزدلی اور بزدلی سے ہوئے تھے بے شک ایک وحشت انگیز حملہ ہے جو اپنے فوائد اپنے مذہب اور اپنے بھائیون پر کیا جاے۔بھائیو جب مین تم سے کہتا ہون تو مین اِس بات کا یقین کرتا ہون کہ اپنے مذہب کے متعصب ممبرون کو مطلع کر دوگے کہ کیسا سخت روحانی نتیجہ تم سب کے لیے پیدا ہوگا تم کو معلوم کر لینا چاہیے کہ دوسرے لوگون کے مذہب کا ادب کرو اور اپنے مذہب کی سچائی پر کامل طور سے اتفاق رکھو اور یقین مانو کہ خون اور قتل

کے ایسے سفاکانہ اور وحشیانہ جرائم کے مرتکب ہونے والے کو کبھی سلطنت آسمانی نہ حاصل ہو گی کیونکہ منصف اور پیارے خدا کو جسپر ہم ایمان لائے ہین جرائم کی کثرت سے سخت نفرت ہو گی علی الخصوص جبکہ وہ عبادت کے نام سے کئے جاتے ہین۔

اگست سنہ ۱۹۰۲ء مین بادشاہ ایڈورڈ ہفتم نے جو تاج پوشی کا جشن لندن مین کیا تو اس موقع پر آغا خان بھی ہندوستان سے بلائے گئے اور اس تاج پوشی کے اعزاز مین ۲۶۔ جون سنہ مذکور کو جی سی ایس آئی خطاب عطا ہوا جرمن مغربی افریقہ مین آغا خان نے عمدہ خدمات کین اور لوگون کو اس کام پر راضی کیا جس کو وہ لوگ ابتداءً ناپسند کرتے تھے شہنشاہ جرمن نے ان خدمات کے جلدو مین آغا خان کو تمغۂ اسٹار آف پروشیا عطا کیا۔

ناظرین کی دلچسپی بڑھانے کی غرض سے آغا خان کی تسخیر کی داستان بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کی جاتی ہے اس سے ہر شخص اندازہ کریگا کہ اُنکی خداداد عزت اور جاہ وجلال مسلمانون کے تنزل اور افلاس کے زمانے مین درحقیقت الف لیلہ کی کہانیون سے کم نہین ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کلکتہ مین آغا خان کی تشریف آوری کی خبر آئی خوجہ لوگون کے کلکتے مین بڑے بڑے کاروبار ہین پس کلکتے کے متعدد خوجہ تجار نے ایک جلسہ کیا آناً فاناً مین تیس چالیس ہزار روپیہ آغا خان کے استقبال کے لیے جمع کر لیا آغا خان کا استقبال بالکل اس طرح عمل مین آیا جیسا کسی شاہنشاہ وقت کا ممکن ہوتا ہے ریلوے سٹیشن نہایت مکلف طریقے مین آراستہ تھا اور پلیٹ فارم سے باہر تک مخمل ودقالینون کا فرش بچھا ہوا تھا خوجے لوگ اور دیگر معتقدین نہایت ادب اور انتظار سے صف بستہ پلیٹ فارم پر کھڑے تھے کہ آغا خان گاڑی سے اُترے اگرچہ استقبال کرنے والون مین بڑے بڑے درجون کے رؤسا اور تاجر موجود تھے اور اُن لوگون کی آمدنی و دولت اُن کے لیے قارون زمان کا خطاب حاصل کر سکتی تھی مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ آگے بڑھکر ہاتھ ملا سکے سب نے نہایت ادب سے جھک جھک کر دونون ہاتھون سے سلام کیا اور آغا خان نے نہایت خندہ پیشانی سے

دونون ہاتھون سے سلام لیا پلیٹ فارم سے باہر ہجوم غفیر اُن کی زیارت کے لیے موجود تھا اور ایک چار گھوڑون کی گاڑی اُنکو قیام گاہ پر لیجانے کے لیے تیار تھی آغاخان نے چارون طرف سب کے سلام لینے کے لئے نگاہ دوڑائی اور پھر گاڑی مین سوار ہوگئے جسوقت گاڑی کو چلانے کے لئے حکم دیا گیا اُن کے چہرے پر کچھ پسینے کے آثار دکھائی دیتے تھے آغاخان نے ایک ریشمی رومال جیب سے نکالا اور پسینہ پونچھکر یہ رومال اپنے معتقدین کی طرف پھینکدیا معتقدین جنکے گھرون مین دنیا کی دولت بڑی افراط سے موجود تھی بے تحاشا اِس رومال پر جھپٹے اور آناً فاناً مین اُس رومال کی سیکڑون دھجیان اُڑ گئین جس کسی کے ہاتھ مین رومال کا ذرا سا حصہ بھی پڑا اُسنے اُسے آنکھون سے لگایا اور بڑی احتیاط سے جیب مین رکھ لیا دوسرے دن آغاخان نے اپنے معتقدین کے لیے دربار دید منعقد کیا اِس مکان کی زیبائش اور آراستگی قابل دید تھی آغاخان کے لیے ایک سونے کی کرسی بچھائی گئی تھی اور سنہری میز پر ایک سُنہری پیالہ بڑے سائز کا رکھا ہوا تھا معتقدین چارون طرف نہایت ادب سے کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے اور اِن مین سے ایک ایک نمبروار اُٹھ اُٹھ کر آغاخان کے سامنے آتا تھا اور سر تسلیم خم کرتا تھا اُسوقت آغاخان پاؤن مین موزے نہین پہنے ہوئے تھے پس ہر مرید اپنی جیب سے عطر کی شیشی نکالکر آغاخان کے پاؤن پر عطر لگاتا اور رکھ دیتا تھا اور اس عطر سے اپنے چند رومالونکو معطر کرتا تھا سونے کے پیالے کو عطر سے خالی کر کے اُسمین اپنی حیثیت کے موافق اشرفیان ڈال جاتا تھا۔

سر آغاخان نے دہلی کانفرنس مین اپنی اسپیچ مین ذکر کیا تھا کہ اسلامی تاریخ مین دو دن نہایت سیاہ گذرے ہین اول وہ دن جس روز حضرت عمر الخطاب شہید کیے گئے اور دوسرا وہ دن جس روز سلطنت عباسیہ کا خاتمہ ہوا تھا۔

خوجون کے عقائد وغیرہ کی تفصیل

حاجی بی بی بیوہ آغا مسعود شاہ نے آغا سلطان محمد شاہ پر بمبئی کی عدالت عالیہ

مین بحیثیت دختر آغا جنگی شاہ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ ہجری مین دعویٰ دائر کیا کہ وہ مشترکہ خاندانی جائداد کی جو ہندوستان اور ایشیائے کوچک مین ہے اور جس کی مالیت دو کروڑ روپے کی ہے حصہ دار ہے اور مدعیہ نے حسب قانون شرع محمدی فقہ اثنا عشری اپنا حق طلب کیا لیکن مدعا علیہ کی طرف سے کہا گیا کہ وہ اسماعیلیہ شیعۂ امامیہ ہے جن کے ہان عورتون کو ترکہ ملنے کا رواج نہین تو اِس مقدمے کے ضمن مین اِس فرقے کی بہت سی مذہبی و تاریخی باتین مختلف پیشیو ن مین خود آغا اور اُن کے متبعون نے بیان کین جن مین سے کچھ مناسب موقع باتین یہان لکھی جاتی ہین۔

خوجون کا عقیدہ یہ ہے کہ آغا خان فرقۂ اسماعیلیہ کے امام ہین اور انہین ہر ایک امام اپنے پیشرو امامون کے سلسلے کے ذریعہ سے علی کی روشنی حاصل کرتا ہے اور ان سب ائمہ کا سلسلہ علی تک پہونچتا ہے امامون مین آغا سلطان محمد شاہ کا نمبر اڑتالیسوان ہے آغا خان کے اور بھی بہت سے معتقد سوائے خوجون کے ہین اُن مین سے کپتیون کا ایک بڑا گروہ ہند اور افریقہ مین ہے امامی اسماعیلیون کی تعداد ایران افغانستان روسی ایشیائے متوسط چینی ترکستان شام مصر اور شمالی افریقہ مین بحرِ روم کے کنارے پر ہے لوگ کپتیون کو ہندو خیال کرسکتے ہین مگر آغا خان کہتے ہین کہ مین انھین شیعۂ اسماعیلیہ سمجھتا ہون۔ خوجے مشرقی افریقہ مین بھی پائے جاتے ہین امامی اسماعیلی ایران مین اللہ عطائی کہلاتے ہین ایشیائے متوسط اور چینی ترکستان مین وہ مولائی کہلاتے ہین اور شام مصر اور شمالی افریقہ مین اسماعیلیہ کہلاتے ہین شام مین اُنکو دُرُوز بھی کہتے ہین افغانستان مین وہ مولائی کہلاتے ہین جبکہ وہ ہند مین آتے ہین تو وہ بول چال مین بدخشانی کہلاتے ہین یہ تمام معتقد آغا خان کو نذرین دیتے ہین اور ہند مین وہ انکے پاس اپنے قائم مقام بھیجتے ہین جہان کہین وہ ہون اور اپنے ملک سے روپیہ اور سامان لاتے ہین وہ آداب بجا لاتے ہین اور روپیہ اُنکے

سامنے رکھدیتے ہین شام سے بھی قائم مقام آتے ہین اور اسی طرح نذر کرتے ہین ایران اور افغانستان والے بھی ایسا ہی کرتے ہین شمالی افریقہ کے معتقدین کم تعداد مین ہین اور جب آغاخان یورپ کو جاتے ہین تو وہ آتے ہین اور وہ اُنھین مارسلیز مین دیکھتے ہین اسکے قبل وہ ہندوستان مین آتے تھے مشرقی افریقہ والے آغاخان کو جبکہ وہان جاتے ہین روپیہ دیتے ہین یا اُنکے حکم سے اُن کے ساہوکارون کو روپیہ بھیجدیتے ہین یہ خیال کرنا غلط ہے کہ آغاخان کو نذرین قرآن کی ہدایات کے موافق دیجاتی ہین جوکہ سیدون اور غربا اور مسافرون وغیرہ کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ خوجے اپنی آمدنی مین سے دسوان حصہ آغاخان کو دیتے ہین اور اس نذر کو دسون بولتے ہین گنان مین اسکی ہدایت ہے یہ خوجون کا فرض ہے کہ اپنے امام کو نذر دین گنان مین بہت سے بیانات ہین جوکہ اس بات کی صلاح معتقدون کو دیتے ہین کہ دسون امام کو دین یہ لوگ جو اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ آغاخان کو دیتے ہین تو وہ لوگ خیال کرتے ہین کہ اگر وہ اپنے امام کو نذر دین تو وہ اس جہان مین سرسبز ہونے اور صلہ حاصل کرنے کے علاوہ دوسرے جہان مین بھی نجات حاصل کرینگے بعض نذرین آغاخان کو ڈاکٹر اور وکیل کی دیجاتی ہین اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ یہ آغاخان کو اسلیے دیجاتی ہین کہ وہ ڈاکٹرون اور وکیلون کی اُجرت ادا کرین بلکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دینے والے کو ڈاکٹرون اور وکیلون کے متعلق نقصان سے بری رکھین گے اور اُن کو بیمار نہ ہونے دینگے اور نہ اُنکو وکیل کی ضرورت پڑنے دینگے اسکا سبب یہ ہی کہ آغاخان کو گو خدا نہین سمجھتے یا خدا کی طرح پرستش نہین کرتے لیکن اُنکو دنیا مین خدا کا قائم مقام تصور کرتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ اُن مین علی کا نور ہی جو امام زندہ اور موجود ہو اُسکو حاضر امام کہتے ہین۔

جہان بعض خوجونکے حالات لکھے جاتے ہین جج یا وکیل وغیرہ کے سوالات بھی بعض بعض مقامات پر درج کئے جاتے ہین

جوابات

حاضر امام ۱۹-۲۱-۲۳- رمضان کو نماز پڑھاتے ہین۔

ہم بارہ اماموں کی زیارت نہیں پڑھتے۔
علی خدا ہے علی کے پہلے دس اوتار ہوئے ہیں۔
ہم نمازوں میں کبھی نہیں پڑھتے۔
کوئی خوجہ حج کرنے اور کاظمین اور سامرہ کو نہیں گیا۔
قرآن کو میں نہیں مانتا جب قرآن نازل ہوا میں موجود نہ تھا۔
(سوال) قرآن کو بحیثیت مسلمان ہونے کے مذہبی کتاب جانتے ہو۔
(جواب) جس کی ہوگی وہ جانے۔
(سوال) تم مسلمان ہو۔
(جواب) ہاں مگر دوسرے فرقے کے۔
(سوال) قرآن پر عمل کرتے ہو۔
(جواب) نہیں۔
(سوال) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو مانتے ہو۔
(جواب) ان ہمارے مذہب میں بھی ایسا ہے۔
(جواب) نماز سال بھر میں دو دو دفعہ پڑھ سکتے ہیں۔
تھانہ میں یوں نہیں ہوتی کہ وہاں حاضر امام نہیں ہوتا۔
علیؑ دسویں اوتار ہیں محمدؐ انکے پیغمبر تھے۔
علاوہ ان جوابات کے بعض اور سوالات کے جوابات میں حضرت علی خدا ظاہر کئے گئے ہیں اور آغا سلطان محمد شاہ کو انکا مظہر قرار دیا گیا ہے۔
۳۔ اگست ۱۹۱۰ء مطابق ۵۔ رجب ۱۳۲۸ہجری یوم دو شنبہ کے روزانہ پیسہ اخبار میں بھی یہ بیان درج ہے اور ۱۰ جولائی ۱۹۱۰ء کے ٹائمز آف انڈیا میں مع التفصیل سے چھپا ہے۔
دس اوتار سے مراد یہ ہے کہ خدا نے دس جسم اختیار کئے تھے اور گواہ نے یہ بھی کہا کہ میں علی اللہ سے یہ سمجھتا ہوں کہ علیؑ میں خدا کا نور ہے گواہ نے پھر کہا کہ اسکا سبب

کہ کیون ہم دس۱۰ اوتار کی عزت کرتے ہین یہ ہے کہان ہین دسوان اوتار بھی شامل ہے جس کو ہم مانتے ہین ہم اُن کو مقدس مانتے ہین کیونکہ اُنکو پیر صدرالدین نے لکھا ہے آغا حسن علی کی نسبت کہا کہ وہ امام تھے لیکن دنیا کے دوسرے حصص ہین وہ پیر بھی کہلاتے تھے اور گنان ہین یہ لکھا ہوا ہے کہ حاضر امام کے پیشکش ہین کیسکو صدارنہ بنایا جاے۔

ان کے ہان دعا ہین تمام امامون کے نام پڑھے جاتے ہین اور تمام پیرون کے نام نہین لئے جاتے لیکن چند کے نام دہرائے جاتے ہین مسٹر جمّا بھائی جان محمد سوداگر وشریعت بمبئی نے بیان کیا جو ۸ جولائی سنہ ۱۹ء کے ٹائمز آف انڈیا ہین چھپا ہے کہ حاضر امام کا نام دعا ہین ۷ دفعہ لیا جاتا ہے اور ہر دفعہ جب اُنکا نام لیتے ہین سجدہ کیا جاتا ہے عدالت کے سوال کرنے پر گواہ نے کہا کہ تمام معتقدین جبکہ حاضر امام کا نام آتا ہے سجدہ کرتے ہین جبکہ اُن کا حاضر امام آتا ہے جھکتے ہین۔

گواہ نے پھر تل سفرہ کی رسم بیان کی جو کھانے کی چند چیزون کا نیلام ہے جس کے لیے جماعت خانے کے ممبر بولی دیتے ہین اور جو کہ بڑی بڑی قیمتون کو خریدی جاتی ہین جو کہ اُن کی اصلی قیمت سے بہت زیادہ ہوتی ہین کیونکہ یہ چیزین آغاخان کے لیے خریدی جاتی ہین۔

آب شفا (کربلا کی خاک کے ساتھ ملا ہوا پانی) معتقدین کو دیا جاتا ہے جو کہ اُسکے لیے اپنے حاضر امام کو ثواب حاصل کرنے کے لئے روپیہ دیتے ہین۔

خاص پیر و معمولی دعا کے بعد یا ہفتے کے خاص دنون ہین جلسہ کرتے ہین اور وہ چند اختیاری نذرین حاضر امام کو دیتے ہین اور یہ لوگ خاندان کے کسی دوسرے شخص کو سوائے آغاخان کے متبرک نہین سمجھتے خوجے اپنے جماعت خانے ہین ایک چھپا ہوا کارڈ جسپر پنجتن یعنی محمد علی فاطمہ حسن حسین علیہم السّلام کے نام ہوتے ہین اپنے سر پر رکھتے ہین۔ ۲۳ رمضان کو ایک رسم ہوتی ہے جس سے خوجون کے گناہ دھل جاتے ہین یہ وہ دن ہے جس ہین خوجے اپنے گناہون کا افسوس کرتے ہین۔ آغاخان کے چلے جانے پر دسا اوتار پڑھتے ہین اس ساعت کو حاضر امام کا

ہاتھ نہیں چوما جاتا کیونکہ یہ ماتم کی رات ہے۔

پیر

خوجون میں پیر بھی ہوتا ہے پیر کا کام یہ ہے کہ امام کی عدم موجودگی میں اُسکی نیابت کرے اور لوگون کو امامی اسماعیلی بنائے آغا سلطان محمد شاہ کا بیان ہے کہ میرے وقت میں کوئی پیر نہیں پیر صدر الدین ان میں بہت نامی گذرے ہیں ہندوستان میں پہلے پیر صدرالدین آئے تھے جنکو خوجون کے اسماعیلی بنانے کے لیے اسلام شاہ نے بھیجا تھا انھیں نے گنان اور دسا اوتار یہ دو کتابیں بنائی ہین جو خوجون کی مقدس کتابیں ہیں۔ خوجے صدرالدین کے ہاتھ سے اسماعیلی بنے ہیں حاضر امام پیر کو مقرر کرتا ہے۔

علی جی کا مندر

۹- اکتوبر ۱۹۲۶ء مطابق یکم رمضان ۱۳۴۵ ہجری یوم چہارشنبہ کے روزانہ پیسہ اخبار میں مندرج ہے کہ پیر صدرالدین نے ہندوستان میں آکر ہندو قومون کے عقائد معلوم کرکے دعویٰ کیا کہ کرشن جی کے جس اوتار کا انتظار ہے وہ عرب میں ظاہر ہوگیا حضرت علی کرشن جی کے اوتار تھے اور میں اُنکا نائب ہون یہ دعویٰ ہندو قومون کے رسم و رواج اور مذہبی جذبات کی رعایت رکھکر پیش کیا گیا تھا ویسی زبانون میں صوفیانہ اور موحدانہ بھجن جن میں خدا و رسول اور علی کی تعریف اور صوفیانہ نصائح تھیں تصنیف کئے گئے اور ہر علاقے میں داعیون اور مکھیون کے ذریعہ سے پھیلائے گئے اور پوشیدہ طور پر ہر علاقے میں علی جی کے مندر قائم کئے گئے جن میں علی جی کے پُجاری اور بھگت جمع ہوتے اور داعیون سے توحید الٰہی نعت رسول اور علی کے بھجن سنتے تھے بعض مندرون میں علی جی کی فرضی تصویرین بھی رکھی گئیں تاکہ ہندوون کو اپنے قدیمی بتون سے کوئی واسطہ و تعلق و میلان باقی نہ رہے اور رہے جن علی جی کے سچے بھگت بن جائیں جب اس میں کامیابی ہوئی اور لاکھون آدمی اُس خفیہ مذہب میں شریک ہو گئے تو رفتہ رفتہ اُن کے خیالات کو

اسلامی عقائد کی طرف مائل کیا گیا یہان تک کہ وہ اسلام مین جذب ہونے لگے
مگر یہ سب پوشیدہ اور خفیہ عمل درآمد ہوا اور ہوتا ہے کیا مجال کہ کسی غیر مسلم کو ذرا بھی
خبر ہو جائے جو اس طریقے مین داخل ہوتا ہے ایسا پختہ ہو جاتا ہے کہ کسی کے سامنے
اپنے عقائد کے بھید ظاہر نہین کرتا آج کل اس جماعت کے پیشوا آغا سلطان محمد شاہ ہین
لاکھون ہندو ان کو کرشن کا اوتار یعنی مظہر سمجھتے ہین۔

گپتی کی تحقیق

اُسی اخبار مین یہ بھی ہے کہ آغا خان اول کے پوتون مین سید امام الدین
نامی ایک شخص گدی نشین خاندان سے جدا ہو کر احمد آباد مین چلے آئے اور یہان
اُنھون نے اپنا علیحدہ مشن قائم کیا یہ امام الدین جنکو پیر امام شاہ کہا جاتا ہے
اول تو علم سنسکرت حاصل کرتے رہے اور مدت تک جوگیون اور ہندو فقیرون کی
صحبت مین رہکر ویدانت کے طریقے معلوم کئے اس کے بعد کام شروع کیا کہتے ہین کہ
ایک دفعہ ہندوون کی ایک جماعت کاشی کے تیرتھ کو جا رہی تھی امام شاہ نے
اُنکو روکا اور کہا کہ تیرتھ تو خود تمھارے دل مین ہے اسکے بعد ویدانت کے طریقے سے
ایک تقریر کی جس مین وجود ذات باری اور انسانی ہستی کے تعلقات کا بیان تھا
ہندو امام شاہ کی دل آویز صوفیانہ باتون مین ایسے محو ہوے کہ وہ دن وہین بسر کیا
اور سفر چھوڑ دیا رات کو ان سب نے خواب مین کاشیؔ جا تر اکیا اور ایسی مسرت اِس
جاترا سے ہوئی کہ وہ صبح بیدار ہو کر شاہ صاحب کے قدمون مین گر پڑے اور چیلا بنانے
کی خواہش کی شاہ صاحب نے اُن کی بیعت لی اور حسب ذیل تعلیم دی خدا کو ایک مانو
اُسکے رسول محمد پر ایمان لاؤ علی کو کرشن کا اوتار سمجھو امام شاہ کو نائب علی تقیین کرو
اپنے عقائد کو چھپاؤ اور گپتی رہو لباس ہندوانہ رکھو رسم و رواج قدیم پر قائم رہو
حرف مت کھاؤ کہ نام مت بدلو پانچ وقت کی نماز تم کو ضرور نہین صرف یہ چاہیے
کہ ان وقتون مین لا الہ الا اللہ الحمد للہ اللہ اکبر قل ھو اللہ کا وظیفہ چپکے چپکے

پڑھ لیا کرو وضو نکرو ورنہ تیمم کیا جاے گا اسکے بدلے غسل کیا کرو روزے رمضان مین نہ رکھو لوگ شک کرینگے رجب کے مہینے مین یہ فرض ادا کیا کرو زکوٰۃ تمپر یہ ہے کہ آمدنی کا دسوان حصہ اپنے گرو امام شاہ کو دیا کرو چنانچہ ان سب احکام کی تعمیل کی گئی اور گپتی لوگون کی تعداد بڑھنے لگی اِس وقت امام شاہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ست دینی ہے یعنی سچا کلام یا کلام الحق یہ گجراتی زبان مین مثنوی مولانا روم کی طرز پر ہے جس کے شروع مین یہ ہے ۔

پہلا شر جن ہار دکھانو ۔ اِس کو جپتا کچھ شک نہ آنو

یعنی اول خالق کائنات کی حمد کرو اور اسکی عبادت و یاد مین شک و شبہہ نہ لاؤ امام شاہ کے نائب ہندوانہ لباس مین ست دینی بھجن گاتے پھرتے ہین اور لوگون کو علی کے نعرہ مین داخل کرتے ہین اُنھون نے جگہ جگہ علی کے مندر بنائے جہان گپتی لوگ جمع ہوکر دعائین کرتے اور بھجن سنتے ہین گپتی لوگون مین جب کوئی مرجاتا ہے تو وہ جلایا جاتا ہے مگر اسکی ایک اُنگلی یا عضو کاٹ کر پیر کے زیر سایہ دفن کرتے ہین آخر رفتہ رفتہ ان گپتیون کو بھی اسلام کی طرف کھلم کھلا کھینچا گیا اور ان مین سے بہت علانیہ مسلمان ہونے لگے جو گپتی ظاہرا مسلمان ہوتا تو اُسکا جنیو پیر کو دیا جاتا اور پیر اُس کو پرگھٹی (ظاہر) اور مومن یا شیخ کا خطاب دیتا تھا آج کل پیر کی درگاہ مین ظاہری مسلمان ہونے والون کے جنیوون کا ایک بہت بڑا انبار لگا ہوا ہے جو یادگار کے طور پر بحفاظت رکھا جاتا ہے گپتیون مین اِس وقت پانچ چھ لاکھ ہندو شریک ہین جن مین برہمن چھتری مرہٹہ بنیہ شراوت کنبی چار ڈھیر بھنگی سب ہی قومین ہین اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب پرگھٹی ہین یعنی جو علانیہ مسلمان ہوگئے ہین یہ لوگ اسلام اور علی کے نام پر فدا ہین گپتی لوگون کو شناخت کرنا ناممکن ہے وہ ظاہر و باطن مین ہندو نظر آتے ہین مگر ایک گپتی دوسرے گپتی کو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیتا ہے ایسا ہی ایک پرگھٹی گپتی کو اور گپتی پرگھٹی کو نظر ڈالتے ہی سمجھ جاتا ہے کہ یہ ہمارے طریقے کا ہے امام شاہ کی اولاد مین گدی ابھو دیگ

اور فقرا و مساکین کو حسب معمول سدابرت یعنی لنگر دیا جاتا ہے اور تمام علاقے کے مریدین کے نذرانے برابر جاری ہین جو ہندو نائبون کے ذریعہ سے وصول ہوتے ہین اور ہندو نائب کے واسطے سے خرچ ہوتے ہین اس گپتی ہندو نائب کو کاکا کہا جاتا ہے۔

فرقۂ دروز

تمدن عرب کے صفحہ ۲۸ مین مذکور ہے کہ دروز لبنان مین ایک فرقہ ہے چھٹے فاطمی خلیفۂ مصر حاکم بامراللہ کا پیرو ہے انکی تعداد اسوقت اڑھائی لاکھ نفوس کی ہے یہ نیم مسلمان اور نیم نصرانی ہین یہ لفظ دروس بھی آیا ہے۔

انسائکلو پیڈیا مطبوعہ ۱۹۰۸ء کی جلد ساتوین کے صفحہ ۸۴۳ و ۸۴۴ مین لکھا ہے کہ حاکم بامراللہ کا زعم یہ تھا کہ وہ خدائے تعالیٰ سے براہ راست گفتگو کرتے ہین بلکہ عقل الٰہی کے اوتار ہین اُنھون نے اپنے دعوے کا ۴۰۸ھ ہجری مین قاہرہ کی مسجد مین اظہار کیا اور اسماعیل درازی کی شہادت پیش کی۔ نئے طریقۂ مذہب کی لوگون نے اتنی مخالفت کی کہ درازی کو جان بچانے کی غرض سے بھاگنا پڑا۔ لیکن وہ اپنے معبود حاکم بامراللہ کی علیحدگی کے زمانے مین اُنکا وفادار رہا اور لبنان کے نادان دروس لوگون کو اس مذہب مین لانے مین کامیاب ہوا۔

دروس کے اقوال کے بموجب ۴۰۸ھ ہجری مین یہ مذہب قبول کیا گیا ہے۔

اس عرصے مین حاکم بامراللہ اپنی خدائیت کے دعوے کے منوانے کی کوشش کرتے رہے حسن بن حیدر فرغانی کی حمایت ناکامیاب ثابت ہوئی لیکن ۴۰۸ھ ہجری مین ایک اچھا داعی اس مذہب کا ظاہر ہوگیا یعنی حمزہ بن علی بن احمد۔ وہ ایک ایرانی تھا اور وہ حاکم کا وزیر ہوگیا اُسنے صورت اور مادہ اس نئے مذہب کو عطا کیا اور اپنی ہوشیارانہ کوشش سے اِس مذہب کے مختلف اصولون کو موجودہ فرقونکے توہمات سے ملانے مین کامیابی حاصل کی اور اِس طرح بہت سے آدمی اِس نئے مذہب مین شامل ہو گئے۔ ۴۱۱ھ ہجری مین حاکم مارے گئے تو حمزہ نے یہ کہا

کہ وہ صرف کچھ عرصہ بسر کرنے کے واسطے چلے گئے ہین اور اُنکے حامیتیونکو تسلی دی گئی کہ وہ اُن کی کامیابی کے ساتھ لوٹنے کی اُمید رکھین۔ درازی جو حمزہ سے علیحدہ بطور خود اِس مذہب کی دعوت کرتا تھا اُسکو حمزہ نے کافر ظاہر کیا اور دروس بھی اُس سے نفرت کرنے لگے۔ مذہب کی اشاعت پر حمزہ کے حکم سے اسمٰعیل بن محمد تیمی اور محمد بن وہاب اور ابو خیر سلمہ بن عبدالوہاب بن سموری اور مکتانہ بہارالدین مامور ہوے انہین سے آخرالذکر اپنی تصانیف کی وجہ سے قسطنطنیہ سے ہندوستان کی حد تک مشہور تھا دو خطوط ہین جو اُسنے شہنشاہ قسطنطین ہشتم اور میجائیل پیفلےگوسن کو لکھے ہین اُن میں وہ اِس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ مسیح حمزہ کی شکل مین دوبارہ ظاہر ہوے ہین۔ دروس اپنے آپ کو موحد کہتے ہین۔ اِن کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے اُسکی تعریف نہین ہوسکتی اُسکا مقام نہین وہ غلطی نہین کرسکتا اُس مین جذبات نہین اُس نے اپنے آپ کو دنیا مین مختلف اَوتارون کی صورت مین سلسلہ وار ظاہر کیا جنکی تعداد قریب ستر کے پہونچ گئی ہے۔ اُن مین حضرت عیسیٰؑ شامل ہین اور حضرت محمدؐ شامل نہین اور آخری اُن مین حاکم بامراللہ ہین اُن مین یہ نام بھی داخل ہین (۱) حضرت علی بن ابی طالب (۲) البرد (۳) علیہ (۴) موسل (۵) قائم (۶) معز (۷) عزیز (۸) ابوزکریا (۹) منصور۔ اب کوئی اوتار ظاہر نہین ہوسکتا۔ حاکم کی صورت مین خدا نے آخری دفعہ ظہور کیا۔ اور رحم کا دروازہ ۲۶ سال[1] کھلا رہنے کے بعد ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا جبکہ اہلِ زمین کی تکلیفین اور ذلتین انتہا کو پہونچ جائینگی تو حاکم پھر دنیا کو فتح کرنے اور اپنے مذہب کو فوق دینے کے واسطے ظاہر ہونگے۔ خدا کی مخلوقات مین سے پہلی مخلوق عقل الٰہی ہے جسنے حمزہ کی صورت مین آخری دفعہ ظہور کیا باقی دوسرے درجے کی ادنیٰ مخلوقات کو اُسی نے بنایا ہے خدائے تعالیٰ سے براہ راست تعلق صرف عقل الٰہی ہی کو ہے۔ عقل الٰہی کے بعد وجے مین یہ چار مخلوقات اور ہین۔ روح لفظ۔ سید صابازو۔ اور اُلشابانہ و۔ یہ چارون عقل الٰہی کے ساتھ ملکر خدا کا مخصوص

[1] ان کا قول یہ ہے کہ حاکم نے ۲۶ سال حکومت کی تھی اور دوسری کتابوں سے ۲۵ سال کی حکومت ثابت ہے ۱۲

سنبھالے ہوئے ہین اور یہ چارون مخلوقات بالترتیب اسماعیل درازی۔محمد بن وہاب سلمہ بن عبدالوہاب اور بہارالدین کی شکل مین ظاہر ہوئین اور اُن سے بھی پیچھے درجے مین دوسرے روحانی کارپرداز مختلف مرتبے کے ہین۔ انکا عقیدہ یہ بھی ہےکہ انسانون کی تعداد وہ گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے اور ایک باقاعدہ تناسخ کا سلسلہ جاری ہے۔ نیکون کی روحین مرنے کے بعد چینی دروسون کی شکل مین حلول کرتی ہین اور بدونکی اونٹ یا کتون کی شکل مین ظاہر ہوتی ہین۔ اگلے تمام مذہب سچے مذہب کا نمونہ ہین اور اُن کی متبرک کتابون اور تصانیف کا ترجمہ باطنی طور پر کرنا چاہیے اور نئے لوگ مذہب مین داخل نہین کئے جا سکتے۔ اسلئے ایماندارون کو اپنے اصولون کو چھپائے رکھنا چاہیے اور غرض اس چھپانے سے یہ ہے کہ دروس کے مذہبی عقائد اُن کے لئے کسی خطرے کا باعث ہون اور اسی احتیاط کی وجہ سے اُنکو یہ اجازت ہے کہ ظاہری طور پر اُسی مذہب مین ہونے کا اظہار کرسکتے ہین جوکہ اُن کے قرب وجوار مین عام طور پر رائج ہو خاص اسی آخری اصول کی وجہ سے وہ مسلمانون کی نمازمین بھی شریک ہوتے ہین اور عیسائیون کے گرجون مین بھی عیسوی رسم ورواج مین حصہ لیتے ہین۔ حمزہ کے سات حکمون کی پابندی لازم ہے (۱) پہلا اور بڑا حکم یہ ہے کہ بول چال مین سچائی اختیار کرنا چاہیے۔لیکن صرف دروس کو دروس کے ساتھ (۲) اپنے بھائیون کی حفاظت کے لیے ہوشیار رہنا چاہیے (۳) ہر ایک کو دوسرے مذہب سے علٰحدہ رہنا چاہیے (۴) جو لوگ غلطی مین مبتلا ہین اُنسے قطعی علٰحدگی اختیار کرنی چاہیے (۵) ہر وقت خداے تعالٰی کے ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہیے (۶) خدا کی مرضی پر کامل بھروسا رکھنا چاہیے (۷) خدا کے احکام کی پوری فرمان برداری کرنی چاہیے۔

دروس کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادت خداے تعالٰی کے ساتھ ایک قسم کی گستاخانہ مداخلت ہے اور انسان قضا و قدر کی طرف سے مجبور نہین ہے بلکہ اُسکو بالکل قدرت اور آزادی حاصل ہے۔ اپنے عقائد کو غیر لوگون سے پوشیدہ رکھنے کے اصول پر

سختی سے مستحکم رہنا چاہیے بلکہ مذہب کے خاص خاص راز اپنے ہم مذہبون مین سے سوا خاص خاص آدمیون کے عام آدمیون کو بھی نہ بتانا چاہیے اور یہ خاص خاص لوگ جنکے واسطے اسرار مذہب بتانے کی اجازت دی گئی ہے عاقل کہلاتے ہین جو کہ عربی لفظ عقل سے نکلا ہے اور ان عاقلون کے علاوہ باقی تمام دروس خواہ کسی درجے پر ہون جاہل کہلاتے ہین۔ بالغ آبادی مین سے پندرہ فی صدی عاقل ہوتے ہین۔ ہر کوئی دروس خواہ مرد ہو یا عورت عاقلون کے حلقے مین شامل ہوسکتا ہے جو کہ اس بات کی مرضی ظاہر کرے کہ اس جماعت کے قوانین کی پابندی رکھے گا اور ایک سال تک آزمائش مین پختہ رہکر دکھا دے کہ اُسکے ارادے پختہ اور عقیدے مضبوط ہین عاقلون کے درمیان مین کوئی قاعدہ درجون کے امتیاز کا نہین ہے اور اگرچہ امیر بشیر شہاب عاقلون کا ایک شیخ مقرر کرتے تھے لیکن اس شیخ کو باقی عاقلون پر کوئی خاص فوقیت حاصل نہین ہوتی تھی بلکہ خاص اثر زہد و تقویٰ اور قابلیت کی خاص شہرت پر منحصر ہے۔ اور ہر ایک عاقل کو تمباکو اور شراب سے بچنا پڑتا ہے۔ دروس کے عبادت خانے خلوت خانے کہلاتے ہین اور انکا مین ایک عبادت خانہ ایسا ہے کہ جس مین ایک چراغ رات دن جلا کرتا ہے۔ دروس اپنی مذہبی خاص رسم کے وقت دوسرے مذہب والون کو آنے دیتے ہین اور جب کوئی ایسا آدمی آجاتا ہے تو اُس وقت قرآن خوانی کرنے لگتے ہین۔ اِن کے عقائد کا ماخذ باطنیہ خصوصاً قرامطہ کے عقائد ہین اور اُن کو یہ یقین ہے کہ یہ چین سے آئے ہوے ہین اور اب بھی چین مین اُن کے ہم مذہب موجود ہین حالانکہ چین مین کوئی دروس نہین اور نہ چینیون سے انکی شکل و شباہت ملتی ہوئی ہے۔

شمسی

آغا خان اسماعیلی کے معتقدون کی ایک جماعت کثیر ہندوون کا پردہ اپنے اوپر رکھتی ہے یہ آغا خانی ہندو شمسی کہلاتے ہین یہ گروہ پیر شمس الدین کی طرف منسوب ہے گوجرانوالہ۔ راولپنڈی۔ ملتان۔ دیرہ اسماعیل خان۔ دیرہ

غازی خان اور بعض دوسرے اضلاع مین شمسیون کی تعداد بہت ہے یہ نادار چھوٹی قوم کے لوگ ہین اِن کی مذہبی کتابون کے مجموعے کا نام اَتھر وَ وِید ہے یہ لوگ آغاخان کو اپنا مقتدا مانتے ہین اور مثل اوتار کے اُنکا ادب و احترام کرتے ہین۔

شمسی ہندوون کا فرقہ اپنے اور ہندو بھائیون سے بالکل علیحدہ ہے ان لوگون کے تمام ہندوون کے سے ہین اور ان کے گوترون اور ذات کے نام بھی ویسے ہی ہین مگر طرز معاشرت مین کسی قدر تبدیلی ہوگئی ہے یہ اپنے مردون کو دفن کرتے ہین شادی کا نام نکاح ہے جس کو اِنکا خاص پُرہِت انجام دیتا ہے یہ لوگ ذبیحہ کے علاوہ اور کسی قسم کا گوشت نہین کھاتے اور نشی اشیا سے بالکل محترز ہین۔

مرید ہونے کے وقت چھینٹے کی رسم ادا کی جاتی ہے جس مین اُنکا پیر اُن کے منھ پر پانی چھڑکتا ہے اور اس مین مرید کو کچھ نذرانہ دینا پڑتا ہے جسکی تعداد شاید پانچ روپے تک ہے اسکے علاوہ اور کئی مراسم ہین جس مین کچھ نہ کچھ مرید کو چڑھانا پڑتا ہے سب سے بڑی رسم وَڈی رِیت ہے جس مین کچھ روپے دئے جاتے ہین عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ صبح اور شام اور رات کو سندھیا کرتے ہین یہ لوگ جب اپنے مرشد سے ملاقات کرتے ہین تو ضرور کچھ نہ کچھ نذرانہ دیتے ہین جن مقامات مین شمسی ہندو آباد ہین وہان ایک جماعت خانہ ہوتا ہے جہان تمام مرید اپنی آمدنی کا آٹھوان حصہ جمع کردیتے ہین اور مکھیا اور کامری جو اسکے محافظ ہوتے ہین وہ اس رقم کو براہ راست اپنے مرشد کے پاس روانہ کر دیتے ہین اسمین میت کی عمرانی اشیا بھی جمع رہتی ہین اور نیلام کے بعد اُن کی قیمت روانہ کی جاتی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب مین شمسیون کی تعداد بیس پچیس ہزار ہے۔

شمسیون کے عقائد

روز ازل سے ذات پاک کہ وحدہٗ لاشریک اُسے کہتے ہین بآرام تمام مقام لامکان مین شراب استغنا پی کر قیام رکھتی تھی یکایک عشق نے مثل قطرۂ باران اُس

ذات یعنی الصفات پر اثر کیا اُس سے جوش ہوا اُسنے چاہا کہ اپنی ذات و صفات کو ظاہر کرے تو اپنی ذات سے نور محمدی یعنی نور امامت یعنی نور ست گورو برہما کو علیحدہ کیا اور اُسکے دید سے آپ عاشق اپنا ہوا جس سے کل عالم ظہور مین آیا اور اِسی شجرے سے سری کرشن مہاراج بھاگوت مین فرماتے ہین کہ کل سرشٹی کا ظہور مجھ سے ہوا ہے اور کل سرشٹی کا منبع مین ہون اور اِسی شجرے سے گورو برہما یعنی محمد مصطفے نے فرمایا ہے کہ انا من نور اللہ وخلق من نوری یعنی مین خدا کے نور سے ہون اور میرے نور سے خلق اللہ ہے آج اُسی نور ست گورو برہما سے کوئی زمانہ یعنی پل گھڑی پہر دن ہفتہ مہینہ برس صدی خالی نہین کیونکہ سری کرشن جی مہاراج فرماتے ہین کہ اے ارجن اگر میرا چرن پرتھمی پر نہو تو پرتھمی پرلے ہوجاے اور حضرت محمدؐ نے بھی فرمایا ہے کہ زمین امام سے کبھی خالی نہین رہتی۔

سنہ ۱۹۱۱ء سے شمسیون نے ہندوون کا پردہ اپنے اوپر سے اُٹھانا شروع کردیا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ آریہ سماجی اخبارات نے سر آغا بہادر سلطان محمد شاہ کو اپنے اخبارات مین بُرا لکھنا شروع کیا یہ امر انکو ناگوار گذرا۔

زیدیہ

یہ گروہ زید بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہے یہ لوگ حضرت علی کے بعد حضرت حسنؓ کو اُن کے بعد حضرت حسینؓ کو اُنکے بعد علی زین العابدینؓ کو اُن کے بعد اُنکے بیٹے زیدؓ کو امام مانتے ہین۔

سنہ ۱۲۱ ہجری اور بقولے سنہ ۱۲۲ ہجری مین زید بن علی نے ہشام بن عبد الملک مروانی پر خروج کیا تھا لوگون نے اُنکے خروج کے سبب بیان کرنے مین اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہین کہ یہ عہد گورنری خالد بن عبد اللہ قسری مین عراق گئے خالد نے معقول طور سے جانی اور مالی انکی خدمت کی تھی پس جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق ہوا تو اُسنے ہشام بن عبد الملک کو یہ تمام حال لکھ بھیجا ہشام نے مدینے سے انکو بلوا کے خالد کے سامنے تصدیق کرانے کی غرض سے یوسف کے پاس عراق کو

روانہ کردیا مدینے کو واپسی کے وقت قادسیہ مین پہونچ کے قیام کیا اہل کوفہ نے یہ خبر پاکے خط وکتابت کی پس زید اُن کی طرف چلے گئے داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے جو ہمراہ تھے کوفے کی طرف واپس جانے پر زید کو بہت کچھ سمجھایا امام حسین کا ماجرا سنایا شیعہ بولے یہ خود امیر بننا چاہتے ہین اس وجہ سے آپ کو کوفے مین جانے سے روکتے ہین زید دم مین آکر کوفہ واپس گئے۔

اور بعض اسکا سبب یہ بیان کرتے ہین کہ زید بن علی اور عبداللہ بن حسن مثنی مین ایک مال موقوفہ جناب امیر کی بابت نزاع تھی رفع نزاع کی غرض سے یہ دونون اکثر عامل مدینہ خالد بن عبدالملک بن حرث کے پاس جایا کرتے تھے ایک روز اتفاق سے خالد کی مجلس مین دونون بھائی گتھ گئے باتون باتون مین طعن وتشنیع کی نوبت آگئی خالد ان دونون کو حکمت عملی سے مشتعل کرتا جاتا تھا زید کو اُس کا یہ فعل ناگوار گذرا سخت وناملائم کلمات کہہ کے اٹھ آئے دوسرے دن مدینے سے دمشق کی جانب روانہ ہوگئے ایک مدت تک ہشام نے حاضری کی اجازت نہ دی حیلہ وحوالہ کرکے ٹالتا رہا بالآخر زمانہ دراز کے بعد اجازت دی دیر تک باتین کرتے رہے اثنائے کلام مین ہشام نے کہا مین نے سنا ہے کہ تم میری مخالفت کرتے ہو اور خلافت کے متمنی ہو حالانکہ تم اسکے اہل نہین ہو پھر کچھ سوچ کے کہا اور اگر تمھارا یہ خیال قائم ہوگیا ہے تو بسم اللہ ہمپر خروج کرو آپ نے جواب دیا ہان مین ایسا خروج نہ کرونگا جو تم کو جبر نہ گذرے ہشام یہ سن کے خاموش ہوگیا اور آپ دمشق سے کوفے کی جانب چل کھڑے ہوئے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکے کہا کہ تم کوفے کو نہ جاؤ اُنکے قول وقسم کا کچھ اعتبار نہین ہے اُنھون نے ہمارے اور تمھارے جدامجد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہین ہے زید بن علی نے اسپر کچھ توجہ نہکی جون تون طے مسافت کرکے کوفے پہونچے پوشیدہ طور سے قیام کیا اور بعض کہتے ہین کھلم کھلا قیام فرمایا تھا عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے زید بن علی کو ایک خط نصیحتانہ لکھا اور اس ارادے سے روکا لیکن انھون نے کچھ سماعت نکی

آپ کے پاس کوفے مین عورت و مرد بکثرت آتے اور بیعت کرتے تھے تھوڑے ہی دنون مین ایک معقول جماعت ہوگئی جنکی تعداد بارہ ہزار تک پہونچ گئی تھی اور بعض کہتے ہین کہ تیس ہزار آدمی شیعہ تبرائیہ مین سے کہ اکثر اُن مین کیسانیہ اور مختاریہ تھے اور تھوڑے سے وہ لوگ تھے جو حضرت زین العابدین کی امامت کے قائل تھے جمع ہوگئے آپ نے تیاری کا حکم دیدیا اُن دنون کوفہ اور عراقین کا گورنر ہشام کی طرف سے یوسف بن عمر ثقفی تھا یوسف کو یہ خبر لگی تو اُسنے آپ کو تلاش کرایا لیکن آپ نہ ملے آپ نے یوسف کے خوف سے خروج مین تعجیل کی یوسف ان دنون حیرہ مین تھا کوفہ مین حکم بن الصلت امارت کر رہا تھا شیعان علی یہ سن کے کہ یوسف آپ کو تلاش کر رہا ہے گھبرائے کیونکہ جان جانے اور محبت کے امتحان کا وقت قریب آگیا تھا ایک جماعت نے زید شہید سے دریافت کیا کہ آپ شیخین کے حق مین کیا کہتے ہین زید نے کہا کہ مین اُن کو اچھا جانتا ہون اور میرے خاندان مین سے جس نے اُن کا ذکر کیا اُن کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہم مین سے کسی نے اس سے زیادہ نہین کہا کہ نبی علیہ السّلام کی خلافت کے لیے سب سے زیادہ ہم مستحق تھے شیخین نے ہمارا حق ہمکو نہین پہونچنے دیا مگر اس بات سے اُن کا کفر لازم نہین آتا اُنھون نے مخلوق مین عدل و انصاف کیا قرآن اور سنت رسولؐ پر عمل کیا کسی پر ظلم نہین کیا شیعہ بولے کہ بنی امیہ بھی تو کہتے ہین کہ ہم کتاب خدا اور سنت رسول پر عمل درآمد رکھتے ہین تو انکے ساتھ جنگ کے لیے تم کیون ہم کو بلاتے ہو اس صورت مین یہ بھی ظالم نہونگے' زید شہید نے فرمایا کہ انھین کو حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ سے کیا مناسبت یہ تمام مسلمانون پر ظلم کرتے ہین شیعہ کہنے لگے تم ہمارے امام نہین ہمارے امام گذر گئے مراد اس سے امام محمد باقر تھے اور اب اُن کے لڑکے جعفر اُن کے بیٹے امام ہین اور بیعت توڑ کر اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے مگر خالص مخلص ہمراہ رہ گئے ان واقعات کے بعد حکم بن صلت نے یوسف کے حکم سے اہل کوفہ کو جامع مسجد مین جمع کیا اور زید بن علی کو تلاش کرایا آپ اتنے ہی کے وقت نکل کھڑے ہوے چند شیعہ نے آپ کے پاس مجتمع ہوکے آگ روشن کی اور یا منصور کی ندا دیدی

حکم نے مسجد کے دروازے بند کرا کے یوسف کو اِس واقعہ سے مطلع کیا یوسف یہ خبر
پاتے ہی کوفہ کے نصف تک آپہونچا اور دو ہزار سواروں اور تین سو پیادوں کو کوفہ کی طرف
بڑھنے کو کہا سفینہ یہ سُن کے دائیں بائیں آنکھیں چُرا گئے زید بن علی نے دریافت کیا
یہ سب لوگ کہاں گئے جواب دیا گیا جامع مسجد میں محصور ہیں حاضرین شمار کیے گئے تو
دو سو بیس نکلے جو سپاہ زید بن علی پر حملے کو آئی تھی اسکو نصر بن خزیمہ عیسٰی اور زید بن
علی نے اپنے مردانہ حملے سے ہزیمت دی اور زید بن علی لڑتے بھڑتے انس بن عمار ازدی کے
مکان تک پہونچے چونکہ اسنے بھی بیعت کی تھی آپ نے آواز دی باہر آ تا تو در کنار
صدائے برنخاست کا مضمون ہوا رفتہ رفتہ کناسہ پہونچے جہاں پر اہل شام کا جمگھٹ
تھا دیدتے اِپر بھی حملہ کیا اہل شام ہزیمت کھا کے منتشر ہو گئے شامیوں نے پھر زید کا
تعاقب کیا کوفے کی گلیوں میں ہنگامہ سا مچا ہوا تھا آگے آگے زید بن علی تھے اور پیچھے
پیچھے اہل شام تھے زید بن علی اہل کوفہ کی ایفائے بیعت سے ناامید ہو کے نصر بن خزیمہ
سے بولے افسوس ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ بھی حسین کا جیسا برتاؤ کیا نصر نے
عرض کیا لیکن ہم - واللہ میں تمہارے ساتھ جان دونگا زید نے مع نصر کے دار الرزق
میں رات بسر کی صبح ہوتے ہی یوسف نے عباس بن سعد مزنی کو بسر گردہی لشکر
شام زید بن علی کے مقابلہ پر بھیجا آپ کمال مردانگی سے میدان جنگ میں آئے
نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق بن زید بن ثابت دونوں بازوؤں پر تھے اور
آپ قلب میں ایک سخت اور خونریز لڑائی کے بعد نصر مارے گئے مگر لشکر شام بھی میدان
جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا مغرب کا وقت آگیا تھا لڑائی موقوف ہو گئی عشا کے وقت
یوسف نے اپنے ہمراہیوں کو دوبارہ مرتب کر کے زید پر شبخون مارنے کو بھیجا لیکن انکو
جان نثاروں نے نہایت دلاوری سے پسپا کر دیا یوسف نے یہ رنگ دیکھ کے تیر اندازوں کو
تیر باری کا حکم دیا جنگ کا عنوان بدل گیا لڑائی نہایت سختی سے جاری ہو گئی معاویہ
بن اسحاق مارے گئے اتفاقاً ایک تیر زید کی پیشانی پر لگا جس کے صدمے سے طائر روح
قفس بدن سے اُڑ گیا تاریخ الخمیس میں لکھا ہے کہ یوسف نے زید کے جسد کو برہنہ

کر کے سولی دی اور چار سال تک اُنکا جسد یون ہی سولی پر رہا اور ۹ ان کے تبرز یر
لکڑی نے جالا پورا دیا تھا جو لوگ زید شہید کے ساتھ تھے وہ اپنے آپکو شیعہ خالص
کہنے لگے اور کہا کہ امام برحق یہی تھے کہ اپنے اسلاف کی طرح ظالم دشمنون سے لڑ کر
مارے گئے اور اپنی جان امامت کی راہ مین دیدی اور امام کو یہی چاہیے کہ راہ خدا
مین کسی سے نہ ڈرے اور تلوار کے ساتھ نکلے اور کسی کی پشتی ورفاقت یا ترک
مدد کی پروا نہ کرے اور جو لوگ اُنسے جدا ہو گئے تھے اُنھین روافض کہنے لگے
بلکہ جب اُن جھوٹے شیعون نے ترک رفاقت کی تو خود زید شہید نے کہا تھا کہ یہ لوگ
روافض ہین[له] - غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ شیعہ وہ ہے کہ تفضیل ندے حضرت علی پر
اور رافضی وہ ہے کہ تفضیل دے حضرت علی کو حضرت عثمان پر -

مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان مین کہا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ
مین لکھا ہے کہ زید بن علی نے بنی امیہ کے عہد مین جو بغاوت کی تھی امام ابو حنیفہ
اُس مین شریک تھے نامۂ دانشوران کے مولفون نے بھی ایسا ہی گمان کیا ہے
لیکن ہم اسپر یقین نہین کرسکتے جسقدر تاریخین اور رجال کی کتابین ہمارے سامنے ہین
ان مین کہین اِسکا ذکر نہین حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک قابل ذکر واقعہ تھا غالبًا
اِس غلط فہمی کا منشا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا خاندان اہل بیت کے ساتھ ایک
خاص ارادت رکھتا تھا امام صاحب نے ایک مدت تک امام باقر کے دامن فیض مین تربیت
پائی تھی کوفے کی ہوا مین ایک مدت تک شیعہ پن کا اثر تھا ان اتفاقی واقعات نے
امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ گمان پیدا کر دیا - اور تاریخی شہادتین بالکل اِس کے
خلاف ہین - انتہی کلامہ حاصل حال یہ ہے کہ زمخشری نے کشاف مین اِس آیت کی
تفسیر مین لا ینال عهدی الظّٰلمین لکھا ہے کان ابو حنیفۃ یفتی سرا بوجوب نصرة
زید بن علی رضوان الله علیه وحمل المال الیه والخروج معه علی اللص المتغلب المسمی
بالامام والخلیفۃ کالدوانقی واشباهه یعنی امام اعظم کوفی مخفی طور پر لوگونکو فتوی
دیتے تھے کہ زید بن زین العابدین کی مدد کرنا چاہیے اور لڑائی مین متغلب چور دنیا

[له] دیکھو [illegible] غنیۃ الطالبین [illegible]

مثل منصور دوانقی اور اُسکی طرح کے لوگون کے مقابل اُنکا ساتھ دینا چاہیے زمخشری کے اس قول کو نامۂ دانشوران اور فواتح سبعہ مین بھی نقل کیا ہے اور اِسکی نقل کے بعد کوئی تکذیب نہین کی ہے اور جلد اول تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ زید بن علی نے ہشام بن عبد الملک مروانی پر خروج کیا تو امام ابو حنیفہ لوگو نکو مخفی طور پر فتوی دیتے کہ زید بن علی کی مدد کرنا اور ان کی رفاقت مین جنگ کرنا واجب ہے اور امام صاحب نے مدد کے لیے مال و اسباب زید بن علی کے پاس بھیجا اور صواعق محرقہ مین زید بن علی کے حق مین بیان کیا ہے ومن القائلین بصحۃ امامتہ وجواز خروجہ علی الظلمۃ ووجوب اتباعہ ابو حنیفۃ نعمان بن ثابت الکوفی یعنی زید بن علی کی امامت کی صحت کے امام ابو حنیفہ قائل تھے اور ان کے خروج کو اُس وقت کے حکام ظالم پر جائز قرار دیتے تھے اور اُن کی مدد اور شرکت کو واجب بتاتے تھے شاہ صاحب نے تحفہ مین اسی صواعق محرقہ کی اتباع کی ہے اگرچہ مولوی شبلی صاحب کی تحریر پر جو ہمارے وقت مین فن تاریخ مین کوس لمن الملکی بجا رہے ہین اور اُن لوگون کی نظرون مین جو علوم عربیہ سے نابلد ہین اور اُن کے مبلغ تحقیقات کا مدار اخبارات کی تحریر اعتماد پر ہے اور جو کسی قدر ترقی یافتہ ہین وہ تعلیم انگریزی کے کسی درجے مین پاس پائے ہین اعلے درجے کے مورخ اور محقق ہین کسی امر مین شبہہ ظاہر کرنا چھوٹا منھ بڑی بات ہے مگر مولوی صاحب نے اِس واقعہ کا بے اصل ہونا جن وجوہ اور قرائن سے قرار دیا ہے اُس سے اِس واقعہ کی غلطی ثابت نہین ہوتی۔ ہم مولوی شبلی صاحب سے دریافت کرتے ہین

(۱) شاہ صاحب کی تحریر اتنی شہادتون کے سامنے قابل وثوق ہے یا نہین اور یہ شہادتین معتبر ہین یا نہین اگرچہ زمخشری کو علم تاریخ سے مس نہ تھا جیسا کہ شبلی صاحب نے الفاروق کی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ مین اِسکی تصریح کر دی ہے لیکن امام فخر الدین رازی نے جنکی تفسیر نہایت صحیح اور مستند خیال کی جاتی ہے اِس واقعہ کی تغلیط کیون نہین کر دی۔ اور نامۂ دانشوران کے مؤلفون نے اِس روایت پر جو زمخشری نے تحریر کی کیون نہ اعتراض کیا بلکہ اعتراض تو درکنار اُسکو صحیح سمجھکر خود بھی روایت کر دی۔

(۳)

(۲) مولوی صاحب کا یہ قول کہ تاریخی شہادتین بالکل اسکے خلاف ہین پکار کر یہ کہہ رہا ہے کہ مورخین نے اِس قصے کی تغلیط اور تردید کی ہے یا یہ لکھدیا ہے کہ امام ابو حنیفہ صاحب نے زید بن علی کی مدد نہین کی تھی حالانکہ اکثر تواریخ کے ورق ورق اوٹ کر دیکھ لئے گئے کسی مورخ نے کوئی اس قسم کا لفظ نہین لکھا جس سے اِس بات پر دلالت ہو سکے کہ امام صاحب نے زید بن علی کی مدد نہین کی یا اُن کے خروج کو بُرا جانتے تھے یا یہ واقعہ غلط ہے نہایت کار یہ ہے کہ طبری ابن الاثیر ابن خلکان ابن خلدون ابو الفدا وغیرہ نے اِس قصے کو نہین لکھا ہے مگر جاے انصاف ہو کہ اِن مورخون نے اِس قصے کو غلط بھی نہین قرار دیا پس اُن کی خاموشی سے یہ غلط نہین ہوسکتا۔

(۳) اگر واقعی یہ قصہ غلط تھا تو مولوی شبلی صاحب کو لازم تھا کہ اِس بات کو نہایت مدلل کر کے وضاحت سے تحریر کرتے کہ امام صاحب کے زید بن علی کی مدد کرنے مین کیا قباحت تھی حالانکہ انھون نے ابراہیم کی علانیہ تائید کی تھی جو فرقۂ زیدیہ کے امام ہشتم تھے اور انھون نے منصور دوانقی پر خروج کیا تھا اور یہ کیسے لکھا ہے کہ امام صاحب نے زید کی مدد نہین کی صرف اپنے قیاس و تخمین سے تغلیط کرنا قابل وثوق نہین۔

(۴) خاندان اہلِ بیت کے ساتھ اُس وقت کے اور بھی مقدس آدمی عقیدت رکھتے تھے پھر اُن کی نسبت ایسی غلط روایت کیون نہ مشہور ہو گئی۔

(۵) مولوی شبلی نے کسی روایت ضعیف یا قوی کا کسی تاریخ کے حوالے سے تذکرہ تحریر نہین کیا کہ فلان تاریخ یا روایت مین یہ قصہ خلاف روایات مشہورہ کے موجود ہے۔

(۶) اکثر کتب اہل سنت مین اِس واقعہ کو تحریر کیا ہے اور آج تک کسی عالم اہلِ سنت یا شیعہ نے اِس قصے کی تردید نہین کی۔

(۷) کیا طبری یا کامل وغیرہ تواریخ مین کوئی کلی یا جزئی واقعہ فروگذاشت نہین ہو گیا کیا بالاستیعاب سب واقعات لکھ لیے گئے ہین۔

(۸) کیا امام ابو حنیفہ کے تمام مخفی و علانیہ واقعات قلم بند ہو گئے ہین۔

(۹) کیا زمخشری یا امام فخر الدین رازی یا مؤلف صواعق محرقہ وغیرہ کوئی تاریخ کی

کتاب لکھتے تو ان کا پایہ طبری یا کامل یا تاریخ ابن خلدون یا وفیات الاعیان یا ابوالفدا وغیرہ کے سامنے قابل اعتبار نہوتا۔

(۱۰) کیا جن لوگون نے اِس واقعہ کو لکھا ہے اُن سے مولوی شبلی زیادہ نقاد یا علوم عربیہ وتواریخ کے زیادہ ماہر ہین۔

(۱۱) کیا مولوی شبلی کی نظر تمام تواریخ اور اسماے رجال کی کتابون پر حاوی ہوگئی ہے بوجوہ مذکورہ جس طرح یہ قصہ مشہور ہے اسی طرح اُس کی صحت ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس قدر مخلص زید کے ساتھ رہے تھے اُنھون نے اپنی جانون کو زید کی طرف منسوب کردیا اور مذہب جداگانہ نکال لیا ان مین سے عمدہ یہی یہ لوگ ہین یحییٰ بن زید بن علی بن حسین شہید کربلا بعض زیدیہ اِن یحییٰ کو امام مانتے ہین اور یحییٰ بن حسین بن ہاشم کہ حسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کی نسل سے تھے انھون نے اپنا لقب ہادی رکھا اور ۲۸۰ھ ہجری مین خروج کیا اور یمن اور حجاز کے شہرون پر قبضہ کرلیا اور احکام نام ایک کتاب فقہ زیدیہ مین تصنیف کی اور انکے بیٹے مرتضیٰ بھی زیدیہ کے مذہب کے داعی تھے اور حسن بن احمد بن یحییٰ بن حسین اور یحییٰ بن احمد بن یحییٰ بن حسین یہ دونون بھی زیدیہ کے دعاۃ مین سے تھے اور یہانتک زیدیہ کا مذہب خالص رہا کہ اصحاب کبار پر تبرا نہین کرتے اور زید سے بہت سے نصوص اِس مدعا پر نقل کرتے ہین اور سب کو نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگرچہ امامت جناب امیر کا حق تھا مگر اُنھون نے خود خلفاے ثلثہ کو دیدی اور کہتے ہین کہ بیعت خلفا کی خطا نہ تھی اِس لیے کہ جناب امیر الحسن سے راضی تھے اور معصوم خطا و باطل سے راضی نہین ہوتا ہے زیدیہ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ مقرر کرنے مین مصلحت تھی اِس لیے کہ حضرت علیؓ کی تلوار ابھی دشمنانِ دین کے خون سے خشک نہوئی تھی اور عداوتین دلون مین موجود تھین اگر اُنھین خلیفہ کردیتے تو فساد دین مین خلل پڑجاتا اور انتظام بگڑ جاتا اور حضرت ابوبکرؓ کے مقرر کرنے مین جھگڑون کے دفعیہ کا خیال تھا اِن کا سارا مذہب امامت کے باب مین اہل سنت وجماعت کے مذہب کے موافق تھا

مگر فرق اسقدر ہے کہ اِن کے نزدیک امام کا فاطمی ہونا شرط ہے اور جب وہ فاطمی کسی غیر فاطمی کو امامت سپرد کر دے تو اُس کی امامت منعقد ہو جاتی ہے لیکن یہ حال اُن لوگون کا تھا جو خاص زید شہید کے متبع تھے پھر بعض زیدیہ نے بعض باتین اسماعیلیہ و امامیہ کے مذہب مین سے لیکر مذہب زیدیہ مین داخل کر کے آپ داعی اِس مذہب کے بنے اور ہر ایک کے متبعین سے ایک ایک فرقہ مقرر ہو گیا جیسے ابو الجارود کہ کنیت اُس کی ابو النجم ہے اور سلیمان بن جریر اور ابتر فومی اور حسین بن صالح اور نعیم بن یمان اور یعقوب وغیرہ مگر سب زیدیہ مین شمار ہوتے ہین اور زیدیہ کی رائے یہ ہے کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے بعض زیدیہ کے نزدیک یہ وجوب دلیل عقلی سے ثابت ہے اور اکثر زیدیہ کے نزدیک دلیل سمعی سے اور اُن کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب نہین۔ زید بن علی بن امام حسین بن امیر المؤمنین علی واصل بن عطا رئیس معتزلہ کے شاگرد تھے اُصول عقائد کو اُسی سے لیا تھا یہ واصل اپنے وقت کا امام معتزلہ تھا اور جنگ صفین و جمل مین حضرت علیؓ کے برسر صواب ہونے مین اِس کو تردد تھا ایک دن زید نے اِس عقیدہ کو بسبیل تذکرہ بیان کیا محمد باقرؒ انکے بھائی نصیحت کرنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے علم حاصل کرتے ہو جو تمھارے دادا سے بدظن ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ سارے زیدیہ اصول مین معتزلی ہین مگر مسئلہ امامت مین معتزلہ سے مخالف ہین زید بن علی کا مذہب واصل بن عطا سے لیا گیا ہے انتہی سید شریف نے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ ہمارے زمانے مین زیدیہ مقلد ہین اصول عقائد مین اعتزال کے طریق پر ہین اور فروع مین مذہب حنفیہ کے طریق پر مگر چند مسائل مین خلاف رکھتے ہین اسعاف الراغبین مین لکھا ہے کہ زید کے شاگرد واصل ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ اُسکے مذہب پر ہون۔ کتاب الازہار مین کہ فقہ زیدیہؓ مین ایک معتبر کتاب ہے

مسئلہ ۱۲ منہ ان ... معتزلہ تشبہ زید من کی عطا و لا یلزم واصل بن اخذ عن وکان من ... لکھا ہے ... [illegible] اسعاف الراغبین ۱۲

[illegible] ۱۲ منہ

کتاب السیر کے اندر لکھا ہے کہ زیدیہ کے نزدیک وجوب امامت کا طریق مشرع ہے اور زیدیہ کہتے ہین کہ جس شخص مین چھ صلتین ہون علم زہد شجاعت اور اولاد فاطمہ زہرا سے ہو حسنی ہو یا حسینی اور بعض نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ صبیح الوجہ بھی ہو اور کسی طرح کی آفت اُس مین نہو اور وہ تلوار کے ساتھ خروج کرے اور لوگون کو اپنی امامت کی طرف بُلائے تو امامت اُسکی منعقد ہو جاتی ہے کتاب الازہار مین مذکور ہے کہ کوئی آدمی نہ دعوت سے امام بن سکتا ہے نہ امام مقرر کیے جانے سے جب تک اُس مین امامت کی شرطین موجود نہ ہون جن مین سے کچھ خلقی (پیدائشی) ہین اور کچھ اکتسابی شرائط خلقی یہ ہین (۱) مکلف (یعنی بالغ ہو) (۲) مرد ہو (۳) آزاد ہو (۴) علوی فاطمی ہو اگرچہ آزاد کیا ہوا ہو اس طرح کہ کوئی مرد فاطمی کسی کی کنیز سے عقد کرلے اور اُس کنیز سے بیٹا پیدا ہو تو یہ بیٹا فاطمی علوی ہے مگر مملوک ہے جب اِس بیٹے کو کنیز کا مالک آزاد کردیگا تو اِس مین امامت کی صلاحیت پیدا ہو جاے گی مگر ایسا مرد جس کی نسبت علوی دعویٰ کرے کہ میرے نطفے سے ہے اور غیر علوی کہے کہ میرے نطفہ سے ہے اُس وقت تک امامت کے قابل نہین جب تک یہ مقرر نہو جاے کہ یہ علوی کا نطفہ ہے غیر کا نطفہ نہین (۵) حواس اور اعضا درست ہون۔

اور شرائط اکتسابی یہ ہین (۱) علوم دینی کا مجتہد ہو (۲) صاحب عدالت ہو (۳) سخی ہو اس بات مین کہ جہان مال خرچ کرنا مناسب ہو وہان خرچ کرے بیکار نہ خرچ کرے (۴) مدبر ہو یعنی اُس کی راے زیادہ تر صائب ہو (۵) جری اور بہادر ہو ایسے محل پر جہان اپنے سلامت رہنے کی امید ہو (۶) ایسے وقت مین دعوت کرے کہ اُس کی دعوت سے پہلے کسی شخص جامع الشرائط کی جانب سے دعوت امامت نہو چکی ہو اور کوئی اور ایسا آدمی امام نہ مان لیا گیا ہو کیونکہ جب امامت کی دعوت اِسکی دعوت سے قبل شروع ہو کر تسلیم کرلی گئی ہے تو وہ پہلا شخص امام ہے پھر دوسرے جامع الشرائط کو اپنی ذات کی طرف دعوت نکرنا چاہیے بلکہ پہلے شخص کی طرف دعوت کرنا چاہیے نہین تو یہ دوسرا شخص باغی

قرار پاے گا اور ایک زمانے مین دو امامون کا ہونا صحیح نہین۔

امام کو اِن نو کامون کے سوا اور کچھ نکرنا چاہیے (۱) حدود یعنی اُن سزاؤن کا قائم کرنا جو شرع مین معین ہین (۲) جمعہ اور جماعت کا قائم کرنا (۳) مسلمانون مین حکام مقرر کرنا (۴) احکام جاری کرنا (۵) جس پر کسی کا حق ہو تو اسکو ادا کرنے کے لیے مجبور کرنا (۶) واجبات دینی جیسے نماز و روزہ وغیرہ کی لوگون سے تعمیل کرانا اور اُن چیزون پر اُن کو پابند کرنا (۷) مصالح عامہ کے لئے والی مقرر کرنا مثلاً جن لوگون کے لیے ولی مقرر کرنے کی ضرورت ہو اُنکے ولی مقرر کرنا (۸) کفار سے جہاد کرنا باغیون کو زیر کرنا (۹) زکوۃ وغیرہ حقوق مالیہ لوگون سے وصول کرنا۔

جب امامت کی دعوت متواتر طور پر کسی مسلمان کو پہونچے تو اسکو چاہیے کہ اُسمین شروط امامت کو تلاش کرے جب کامل الشروط ثابت ہو تو اُسکی دعوت قبول کرلے کیونکہ اگر دعوت ایسی حالت مین قبول نکریگا تو اُسکی عدالت ساقط ہو جائیگی یعنی اُس کا تقوی اور پرہیزگاری اور مروت باقی نرہیگی گواہی اُسکی قبول نہوگی غنیمت مین سے مال نپائیگا اور جو امام کے ساتھ دل سے عداوت کرے وہ مخطی ہے اور جو زبان سے عداوت ظاہر کرے وہ فاسق ہے اور جو ہاتھ سے بھی مخالفت کرے وہ محارب ہے اور اُس باغی کے لیے غنیمت سے حصہ ہے جو امام کی بعض معاملات مین مدد کرے اور ہر مجتہد مصیب ہے اصح یہی ہے اور زندہ امام کی تقلید مرے ہوے امام کی تقلید سے اولی ہے اور جو امام زیادہ علم رکھتا ہو خواہ مردہ ہو یا زندہ اُسکی تقلید اولی ہے اور اہل بیت مین سے ائمہ مشہور اپنے غیر سے تقلید کے لیے اولی ہین۔ اور کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ امامت کا طریق دعوت ہے۔ شارح کہتا ہے کہ اکثر زیدیہ جیسے جارودیہ اور جبریہ اور صالحیہ کے نزدیک ثبوت امامت کا طریق دعوت ہے اور دعوت کے معنے یہ ہین کہ لوگون کو بلاے کہ کفار سے جہاد کرین حدود اور جمعہ اور جماعت قائم کرین باغیون کو مغلوب کرین غزوات مین ساتھ دین ظالمون اور کافرون کی صحبت سے حتی الامکان بچین ابن جبیر نے اپنے سفرنامے مین واقعات ماہ جمادی الاولی ۵۷۹ھ

ہین لکھا ہے کہ حرم شریف مین اہل سنت کے چار امام ہین اور فرقۂ زیدیہ کا ایک امام ہے اِس شہر مین اکثر شرفا کا مذہب زیدیہ ہے اور یہ لوگ اذان مین حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل اور اضافہ کرتے ہین نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑھتے ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے ہین اور مغرب کی نماز اہل سنت کے امامون کے بعد ادا کرتے ہین ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ زید کی شہادت کے بعد زیدیہ مین امام کی نسبت اختلاف ہوگیا کچھ زیدیہ اُن کے بیٹے یحییٰ کو امام ماننے لگے جو خراسان مین گئے اور امامت کے لیے ریشہ دوانی کرنے لگے اور بلخ مین پہونچ کے حریش بن عمرو کے مکان پر مقیم ہوے پس جب ولید تخت نشین ہوا تو یوسف نے نصر بن سیار گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ حریش کے مکان سے یحییٰ بن زید کو گرفتار کرکے بھیجدو نصر نے یحییٰ کو گرفتار کرکے قید کردیا اور ایک اطلاعی عرضداشت ولید کے پاس بھیجدی مگر ولید نے یحییٰ اور اُن کے ہمراہیون کو رہا کرادیا یحییٰ مع اپنے ہمراہیون کے بلخ سے روانہ ہو کر سرخس مین پہونچے نصر نے وہان سے اُن کو نکلوا دیا مجبور ہو کے نیشاپور مین چلے آئے یحییٰ کے ساتھ ستر آدمی تھے چونکہ روزانہ سفر کی تکان سے سب کے سب تھک گئے تھے اس وجہ سے ان لوگون نے چند سواریان خریدکی تھین عمرو بن زرارہ حاکم نیشاپور نے یہ حال نصر کو لکھ بھیجا اُسنے جنگ کرنے کا حکم دیدیا عمرو دس ہزار کی جمعیت سے مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی عمرو اور اُسکے بہت سے ساتھی مارے گئے میدان جنگ یحییٰ کے ہاتھ رہا خاتمۂ جنگ کے بعد یحییٰ نے ہرات کی طرف کوچ کیا نصر نے یہ خبر پاکر مسلم بن احوز مازنی کو یحییٰ کے تعاقب مین روانہ کیا جوزجان مین مڈبھیڑ ہوگئی ایک نہایت خونریز جنگ کے بعد یحییٰ مارے گئے اور آپ کے کل ہمراہی بھی کام آئے مسلم نے یحییٰ کا سر ولید کے پاس دمشق بھیجدیا اور نعش جوزجان مین صلیب پر چڑھادی وہ برابر صلیب پر چڑھی رہی یہانتک کہ ابومسلم خراسانی خراسان پر مسلط ہوا اور اُسنے نعش کو صلیب پرسے اُترواکے دفن کردیا اور یحییٰ کے جو جو قاتل ملے اُن کو قتل کرڈالا ۔ یحییٰ بن زید نے محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ کی امامت کے لیے وصیت کی تھی ان محمد کو

نفس زکیہ کہتے ہین نفس زکیہ نے حجاز مین خروج کیا اور مہدی کے لقب کے ساتھ مشہور ہوے نفس زکیہ منصور عباسی کے لشکر سے شکست کھا کر مارے گئے اُنھون نے اپنے بھائی ابراہیم کے لیے وصیت کر دی تھی ابراہیم نے بصرے مین خروج کیا ابراہیم کے ساتھ عیسیٰ بن زید بن علی سجاد بھی تھے فوج منصور کے ہاتھ عیسیٰ اور ابراہیم دونون مارے گئے پس یہ ابراہیم زیدیہ کے آٹھوین امام ہین اور بعض کتابون مین محمد نفس زکیہ کو زیدیہ کا چھٹا امام اور ابراہیم کو ساتوان امام بھی لکھا ہے اور یہ اُن لوگون کی راے کے مطابق صحیح ہو سکتا ہے جو یحییٰ بن زید شہید کو مذہب زیدیہ کا داعی قرار دیتے ہین دوسرے زیدیہ کہتے کہ محمد نفس زکیہ کے بعد محمد بن قاسم بن علی بن عمر امام ہوے یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی تھے محمد بن قاسم نے طالقان مین خروج کیا مگر معتصم کے لشکر نے اُن کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ زیدیہ کا کہتا ہے کہ یحییٰ بن زید کے بعد اُن کے بھائی عیسیٰ امام ہین اور یہ وہی عیسیٰ ہین جو ابراہیم کے شریک ہو کر منصور سے لڑے اور مارے گئے اور یحییٰ کے بعد امامت اُن کی اولاد مین قرار دیتے ہین اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد نفس زکیہ بن عبداللہ کے بعد اُن کے بھائی ادریس بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ امام ہین جب حسین بن علی بن حسن مثنی نے خلیفۂ ہادی عباسی کے عہد مین خروج کیا تو یہ ادریس اُن کے ہمراہ تھے اور سنہ ۱۶۹ھ مین مقام فخ مین جو مکے کے قریب طائف کی طرف واقع ہے لشکر ہادی کے ہاتھ سے حسین مارے گئے تو ادریس مصر کی طرف بھاگ گئے اور وہان سے اندلس کی جانب چلے گئے اور اقصاے مغرب کے شہر طنجہ مین دعوت شروع کی زنگیون نے اُنکی دعوت قبول کی اور بہت سا ملک اُنکے قبضے مین آ گیا جب ادریس کی شوکت و قوت بڑھ گئی تو رشید عباسی نے سلیمان بن جریر کو کہ زیدیہ کا متکلم تھا ادریس کے پاس بھیجا جسنے ان کو زہر دیکر مار ڈالا ادریس کی ایک کنیز کو حمل تھا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام بھی ادریس رکھا اور وہ بڑھ کر باپ کا قائم مقام ہوا جنات الفردوس مین لکھا ہے کہ جب سلطنت اندلس بنی مروان کے ہاتھ سے نکل گئی تو یہ ولایت بھی بنی ادریس کے ہاتھ مین آ گئی لیکن بڑے بڑے شہر

اور اچھے اچھے مقام آل تاشفین کے ہاتھ مین رہے اور اُنکے بعد بنی عبدالمومن نے اُن پر قبضہ کر لیا اُن کے بعد بنی مزین کے قبض و تصرف مین آ گئے یہانتک کہ سنہ [illegible] مین تمام ملک افریقہ بنی ادریس کے زیر نگین ہو گیا جب بنی ادریس کی حکومت مٹ گئی تو زیدیہ کا کام ابتر ہو گیا۔ ابو نصر بخاری کہتا ہے کہ ابراہیم اکبر بن امام موسی کاظم نے یمن مین مامون عباسی خلیفۂ بغداد کے عہد مین خروج کیا تھا اور وہ فرقۂ زیدیہ کے ایک امام تھے۔ زیدیہ کے ایک داعی نے جسکا نام حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید شہید ہے سنہ ۲۵۰ ہجری مین طبرستان مین خروج کیا انکو داعی کبیر اور داعی اول کہتے تھے سنہ ۲۵۲ھ مین اُنھون نے سلیمان بن طاہر پر حملہ کیا اور اسکو طبرستان سے نکالکر تمام ملک پر قبضہ کر لیا یہ نہایت خونریز تھے ان کی حکومت مین بہت سے آدمی مارے گئے اور اکثر اشراف سادات قتل ہوئے بیس سال حکومت کرکے سنہ ۲۷۰ھ مین وفات پائی داعی کبیر کے بعد اُن کے بھائی محمد داعی کے لقب سے ملقب ہوئے اور احمد ابوالحسن کو جو داعی کبیر کا بھنوئی تھا شکست دیکر تمام حکومت طبرستان پر سنہ ۳۰۱ھ مین قبضہ کر لیا اور سترہ سال ۷ ماہ حکومت کرکے محمد بن ہارون سرخسی صاحب اسماعیل بن احمد سامانی کے مقابلے مین مارے گئے یہ محمد ایسے نیک سیرت تھے کہ ایک شخص کو جس نے اقرار کر لیا تھا کہ مین یزید بن معاویہ کی اولاد سے ہون اُس قدر حصہ دیا جس قدر بنی عبد مناف مین سے ایک ایک شخص کو دیا تھا اور فرمایا کہ اللہ ایک شخص کو دوسرے کے گناہ کی وجہ سے عذاب نہ دیگا۔ لہذا خون حسین کا مجھپر موا خذہ نہین۔ زیدیون سے ناصر اطروش نے دیلم مین اس مذہب کی طرف دعوت شروع کی ہزارون آدمی اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اُنکا نام حسن بن علی بن حسن بن علی بن عمر ہے اور یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی ہین۔

یعقوب بن داؤد بن طہمان شیعی جب مہدی خلیفۂ عباسی کا وزیر ہوا تو اُسنے زیدیہ کو کل ممالک محروسہ کے معزز و ممتاز عہدون پر مقرر کر دیا۔

زیدیہ کے بعض عقائد

سارے زیدیہ کا مثل امامیہ کے یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا ارادہ حادث ہے اور اُسکا ارادہ سارے موجودات پر عام ومحیط نہین بلکہ بہت سے موجودات اُسکے بلاارادہ پیدا ہوگئے ہین جیسے ضرر اور آفت اور کفر اور معصیت اور یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ کی بعض مرادین واقع نہین ہوسکتین اور شیطان اور کافرون کی واقع ہوجاتی ہین اور زیدیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ بعض کافرون کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان اور مغویان بنی آدم اُسے گمراہ کردیتے ہین اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ انکے سامنے نہین چل سکتا یہی عقیدہ امامیہ کا ہے اور کہتے ہین کہ تکلیف اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے برخلاف اہل سنت کے کہ اُنکے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب نہین بلکہ وہ ابرار پر فضل ہے اور فجار کے حق مین عدل ہے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ زیدیہ آٹھ فرقے ہین جن مین قدر مشترک زید بن علی کی امامت ہے ان مین سے اکثر کے نزدیک ائمہ کا ایک وقت بلکہ ایک مقام مین متعدد ہونا جائز ہے مروج الذہب مین کہا ہے الزیدیۃ کانت فی عصرہم ثمانیۃ فرق یعنی زیدیہ اپنے زمانے مین آٹھ فرقے تھے اور اُن مین مرتبہ اور ابرقیہ اور عقبیہ اور یمانیہ اصحاب محمد بن یمان کوفی یہ چار نام لکھے ہین بغیر تفصیل کے اور چار نام یہ لکھے ہین یعقوبیہ اور باتریہ اور جریریہ اور جارودیہ اور نفائس الفنون مین کہا ہے کہ زیدیہ پانچ فرقے ہین جارودیہ سلیمانیہ صالحیہ چوتھا فرقہ ناصریہ کہ یہ شریف ناصر الکبیر کے متبع ہین جنکی قبر آمل مین ہے پانچوان فرقہ ابوالحسین جو متبع ہین شریف ابوالحسین کے جو دیلم مین مدفون ہین ہم جس ترتیب سے یہان فرقے لکھینگے وہ شرح مواقف کے مطابق ہے

اول فرقہ جارودیہ صاحب کشاف اصطلاحات فنون نے اِس فرقے کے بیان مین حروف کی عجیب تصحیف کردی ہے صفحہ ۱۹۵ مین کہا ہے جارودیہ زیدیہ کا ایک فرقہ ہے ذکران کا باب زائے معجمہ کی فصل دال مہملہ مین کیا جائیگا اور صفحہ مذکور مین جارودیہ کا لفظ رائے مہملہ و واو و دال مہملہ کے ساتھ لکھا ہے مگر اعراب نہین لکھے

اور زیدیہ کے بیان میں صفحہ ۲۱۱ میں جارودیہ کے عقائد بھی ذکر کئے ہیں جو شرح مواقف وغیرہ میں موجود ہیں اور صفحہ ۲۲۳ میں جارودیہ راے مہملہ اور واو وزاے معجمہ کے ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ ابی الجاروز کے اصحاب ہیں۔ کشکول بہائی میں مذکور ہے کہ جارودیہ ابو الجارود بن زیاد بن معبد عبدی کے اصحاب ہیں اور مجمع البحرین میں بیان کیا ہے کہ اس فرقے کا رئیس خراسان کا باشندہ تھا اور اُسے ابو الجارود زیاد بن منذر عبدی کہتے تھے۔

شرح مواقف میں مسطور ہے کہ امام محمد باقر نے اسکا نام سرحوب رکھا تھا سرحوب ایک شیطان ہے نابینا کہ دریا میں مقیم ہے اور مجمع البحرین[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحوب طویل کے معنے میں ہے اسی لیے اس فرقہ کو سرحوبیہ بھی کہتے ہیں اس فرقے کا عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی امامت کے لیے نص کر دی تھی مگر نص وصف کے ساتھ تھی نام کے ساتھ نہ تھی جناب سرور کائنات نے حضرت علی کا نام نہیں لیا تھا بلکہ جو خصلتیں اور علامتیں اور نشانیاں اپنے بعد امام میں بتائی تھیں ارباب فراست نے اُن سے جان لیا کہ مراد آپ کی جناب امیر کی ذات فائض البرکات ہے کوئی اور نہیں اس لیے کہ وہ سب خصائل انھی میں موجود ہیں دوسروں میں موجود نہیں پس جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی امامت پر ایسی نص کی جو نام لینے کی برابر ہے اور صحابہ نے سرور کائنات کے انتقال کے بعد حضرت ابُوبکر کو اختیار کر کے انکو خلیفہ بنایا تو یہ کام نص رسول کے خلاف کیا اور لوگ حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی اولاد کی بیعت کے ترک کرنے سے کافر ہو گئے مواقف میں لکھا ہے کہ جارودیہ کا مذہب یہ ہے کہ امامت حسنؑ اور حسینؑ کے بعد اُنکی اولاد میں شوریٰ ہے جو کوئی ان میں سے تلوار کے ساتھ خروج کرتا اور حق کی طرف بلاتا ہوگا اور امور دین کا عالم اور شجاع ہوگا وہی امام ہے اُس کی اطاعت واجب ہے اسی لیے یہ کہتے ہیں کہ اگر دو امام ایک زمانے میں دو مقاموں پر حکومت کرتے ہوں اور اُن میں امامت کی شرطیں جمع ہوں اور اطاعت اُنکی

[1] جلد اول مجمع البحرین میں نسبت سرحوب میں لکھا ہے فی الحدیث سرحوب قیل ہو السرحوب قال الطویل ومنہ

لوگون نے تسلیم کر لی ہو اور مفترض الطاعت مان لیا ہو تو یہ بات جائز ہے اور یہ قول اجماع سلف کے خلاف ہے۔ شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ جارودیہ معتزلہ اور خوارج اور اہل سنت کے ساتھ اس بات مین متفق ہین کہ امامت اہل حل وعقد کے اختیار کر لینے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اور ان کو ائمہ کی ترتیب اور توقف اور امام منتظر مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ حضرت علی سے امامت حضرت حسنؓ کو پہونچی اور حضرت حسنؓ سے حضرت حسینؓ شہید کربلا کو اور امام حسینؓ سے امام علی زین العابدین کو اور ان سے زید شہید کو اور زید سے اولاد امام حسنؓ کو اور اس سلسلے مین محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط مین امامت کے تمام خصائل جمع تھے وہی امام منتظر ہین یہ محمد منصور کے عہد مین دعوت امامت کی وجہ سے مدینہ مین مقتول ہوئے اور یہ لوگ ان کے مقتول ہونے کے منکر ہین ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ محمد بن عبداللہ جلدی خروج کرینگے اور زمین کو عدل سے بھر دینگے اور بعض جارودیہ کی رائے یہ ہے کہ محمد واقعی مقتول ہو چکے ہین اور ان کے بعد امامت محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب کو پہونچی جنھین صاحب طالقان کہتے ہین یہی امام منتظر ہین انھون نے معتصم کے زمانے مین خروج کیا اور گرفتار ہوئے معتصم نے انھین قیدخانے مین رکھا وہین انتقال کیا پس یہ لوگ ان کی موت کے منکر ہین اور بعض کہتے ہین کہ امامت انکے بعد یحیی بن عمرو بن یحیی کو پہونچی جو حسین ذی الدمعہ بن زید شہید بن علی زین العابدین کی نسل سے تھے ان یحیی نے مستعین باللہ کے عہد مین محمد بن عبداللہ بن طاہر حاکم عراق پر خروج کیا تھا کتب تواریخ اور انساب کی کتابون مین ان کا نام صاحب شاہی ذکر کرتے ہین یحیی مستعین کے عہد مین مارے گئے مگر یہ لوگ ان کی موت کے منکر ہین اور ملل ونحل شہرستانی مین جو یحیی کو عمر بن یحیی بن زید شہید کا فرزند لکھا ہے یہ غلطی ہے اسلیے کہ نسابین کا اسپر اتفاق ہے کہ یحیی

بن زید شہید نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی نامۂ دانشوران میں ابن عقدہ جارودی کے حالات میں اس کی صراحت کی ہے یحییٰ نے چونکہ کوفہ میں خروج کیا تھا اس لیے صاحب کوفہ مشہور ہیں۔

دوسرا فرقہ دکینیہ یہ فضل بن دکین کے پیرو ہیں اور تمام باتوں میں جارودیہ کے موافق ہیں مگر طلحہ اور زبیر اور ام المؤمنین عائشہ کو کافر بتاتے ہیں باقی صحابہ کو بُرا کہتے ہیں۔

تیسرا فرقہ سلیمانیہ ہے جسے جریریہ بھی کہتے ہیں یہ لوگ سلیمان بن جریر کے متبع ہیں اور غنیۃ الطالبین میں سلیمان کے باپ کا نام کثیر لکھا ہے اِس فرقے کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت نام شورے کا ہے درمیان خلق کے اور دو مسلمانوں کے مقرر کرنے سے بھی منعقد ہو جاتی ہے کشکول بہائی میں لکھا ہے کہ ان کے نزدیک امامت کا طریق بیعت ہے اور بیعت و اجتہاد کے ذریعہ سے حضرت ابوبکر و عمر کی امامت کے منعقد ہو جانے کا اعتراف کرتے ہیں پھر کبھی یہ لوگ اس اجتہاد کو صواب قرار دیتے ہیں اور کبھی خطا جانتے ہیں اور انکے نزدیک امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے صحیح ہے اور سلیمان یہ کہتا تھا کہ لوگ ترک بیعت حضرت علیؑ سے کافر نہیں ہوئے بلکہ خطاوار ہوے کہ افضل کو چھوڑ دیا یہ جارودیہ کی تکفیر کرتے ہیں اسلیے کہ وہ صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں مگر سلیمانیہ طلحہ اور معاویہ اور بی بی عائشہؓ کو کافر جانتے ہیں اِس وجہ سے کہ انھوں نے حضرت علیؑ سے جنگ کی تھی اور حضرت عثمان بن عفان کو بھی کافر بتاتے ہیں بسبب اُن خلاف امورات جاری کرنے کے جو انھوں نے اپنی خلافت میں نکالے تھے اور اہل سنت کہتے ہیں کہ وہ سارے فتور اُن کے اقارب بنی امیہ کے تھے نہ حضرت عثمانؓ کے اُن لوگوں نے مخلوق پر دست درازی کرنا شروع کی تھی چھیڑ کرنے لگے تھے وہ جبرا بنا بر آن بڑا اختلاف کثیرہ پیدا ہو گئے عثمان رضی اللہ عنہ پر مواخذات کیے گئے اور سلیمانیہ کے نزدیک حضرت علیؓ کے کسی کی امامت پر نص نہیں کی بلکہ بعد اُنکے امر شورے ہو گیا۔

چوتھا فرقہ بتریہ کہ ثومیہ بھی کہلاتے ہیں تحفۂ اثنا عشری میں لکھا ہے کہ مغیرہ

بن سعد کے اصحاب ہین جو ابتر کے لقب سے مشہور تھا لب الالباب فی تحریر الانساب اور اتحاف ذوی الالباب مین لکھا ہے بتریہ بفتح باے موحدہ و سکون تاے فوقانی اور شرح مواقف مین ہے کہ بتیریہ بتیر ثومی کے اصحاب ہین اور تعریفات سید شریف اور تعریفات ابونصر مکی مین بھی لکھا ہے کہ بتیریہ بتیر ثومی کی طرف منسوب ہین اور بتیریہ مین باے موحدہ کے بعد تاے فوقانی اور اُسکے بعد یاے تحتانی ہے اور مروج الذہب سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس فرقے کا نام ابتریہ ہے چنانچہ حالات ہشام مین ہے ثم الفرقة السادسة المعروفة بالابترية وهم اصحاب كثير الابتر والحسن ابن صالح حبى اور ملل و نحل شہرستانی مین ہے البترية اصحاب كثير النوى الابتر اور کشف الغمہ عن افتراق الامہ مین ہے بتریہ اتباع ہین حسن بن صالح بن کثیر ابتر کے اور ترجمۂ ملل و نحل مین تبریہ کو اصحاب کثیر بن تبری لکھا ہے اور بہبہانی نے تعلیقہ مین لکھا ہے البترية بضم الباء وقيل بكسرها منسوبون الى كثير النومى لانه كان ابتر اليد وقيل الى المغيرة ابن سعيد یعنی تبریہ مین باے موحدہ مضموم ہے اور بعض کے نزدیک مکسور ہے اور یہ فرقہ کثیر نومی کی طرف منسوب ہے چونکہ اسکا ہاتھ کٹا ہوا تھا اسلیے ابتر کہلاتا تھا پس اُسکے فرقے کو بھی کو تبریہ کہنے لگے کیونکہ عربی مین ابتر مقطوع اور ناتمام کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ فرقہ مغیرہ بن سعید کی طرف منسوب ہے اور صواعق محرقہ کی یہ عبارت ہے البترية و يقال لهم التومية اصحاب بتير التومى وهو المغيرة بن سعد الملقب بالابتر یعنی بتیریہ کو تومیہ بھی کہتے ہین اور یہ تبیر تومی کے تبع ہین جسکا نام مغیرہ بن سعد اور لقب ابتر تھا بہر صورت اِس نام مین بڑا اختلاف ہے کوئی تبریہ لکھتا ہے کوئی تیریہ بیان کرتا ہے کوئی ابتریہ بتاتا ہے اسی طرح کوئی ثومیہ تحریر کرتا ہے کوئی تومیہ اور کوئی نومیہ یہ لوگ امامت مین سلیمانیہ کے موافق ہین مگر کہتے ہین کہ حضرت علی امامت کے لئے اولیٰ و افضل ہین گو حضرت ابوبکرؓ بھی امام تھے اور اُنکی امامت خطا تھی نہ کفر بلکہ خود حضرت علی نے اُن کو امامت دیدی اور حضرت عثمان کی تکفیر نہین

کرتے ہین اُن مین متوقف ہین اسواسطے کہ اُن کے حق مین جناب امیر کا سکوت اور رضامندی اِن کے خاطر خواہ ثابت نہوئی اور کہتے ہین کہ جناب امیر انکی بیعت کے بعد سے امام ہوئے توضیح المقال مین بعض فضلا سے نقل کیا ہے کہ تبریہ کے نزدیک تقدیم مفضول کی فاضل پر جائز ہے۔

پانچوان فرقہ نعیمیہ ہے یہ نعیم بن یمان کے مقلد ہین اور غنیۃ الطالبین مین ابو نعیم بن یمان لکھا ہے یہ سارے عقائد مین جبریہ کے موافق ہین مگر حضرت عثمان کو کافر جانتے ہین باقی صحابہ کو نیکی سے یاد کرتے ہین۔

چھٹا فرقہ یعقوبیہ ہے یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین یہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی امامت کے قائل ہین اور رجعت کے منکر ہین مگر بعضے یعقوبیہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے تبرا کرتے ہین اور اموات کے دنیا مین قیامت سے پہلے رجوع کرنے کے قائل ہین۔

ساتوان فرقہ خشبیہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ یہ لوگ خلف بن عبد الصمد کے اصحاب ہین خشبیہ انکا اِس وجہ سے نام ہے کہ جب سلطان وقت پر انھون نے خروج کیا تھا تو ان کے پاس اسباب جنگ اور ہتھیار نہ تھے صرف لکڑیان اور لاٹھیان لیکر مقابل ہوئے تھے اور خشب زبان عربی مین لکڑی کو کہتے ہین جیسا کہ نفائس اللغات مین لکھا ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ امامت نام ہے شوریٰ کا اولاد بی بی فاطمہ مین اگر کوئی شخص امام بن جائے تو اسپر خروج کرنا واجب ہے معارف مین ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ جب ابراہیم بن اشتر نے عبید اللہ بن زیاد سے بغاوت کی تو اسکے اکثر ساتھیون کے پاس لکڑیان تھین اِسلیے خشبیہ کہلائے پس اس سے معلوم ہوا کہ خشبیہ ابراہیم بن اشتر کے اصحاب ہین میرے نزدیک زیدیہ ہین جو فرقہ خشبیہ لکھا جاتا ہی

؎ عبارت معارف [illegible] من الرافضة الخشبية [illegible] لهم سلاح غير الخشب [illegible] على السلطان [illegible] بالله [illegible] فهم خرجوا من غير [illegible] سمي [illegible] ١٢ منه

عله صواعق محرقة [illegible] الخشبية اصحاب خلف بن عبد الصمد قالوا الامامة شورى بين اولاد فاطمة و يجب الخروج [illegible]

[illegible]

وہ ابراہیم کی طرف منسوب نہین ہوسکتا اسلیے کہ ابراہیم پہلے کیسانی تھا اور مختار کا معاون تھا جس کو محمد بن حنفیہ نے خون حسین کا معاوضہ لینے پر مامور کیا تھا اور وہ کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دیتا تھا ابراہیم نے عبداللہ بن مطیع کی جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا تمام قوت پامال کرکے مختار کی حکومت جمائی تھی اور اسی نے موصل مین ابن زیاد اور اہل شام کو زیر وزبر کیا تھا اور اُس وقت ابراہیم کے ساتھ زبردست لشکر اور بہت سا سامان جنگ اور نامی نامی شہسوار جنگ آور تھے اور مختار کے مارے جانے کے بعد ابراہیم زبیری ہوگیا تھا اور مصعب برادر عبداللہ بن زبیر کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے مقابلے مین مارا گیا تھا

آٹھوان فرقہ صالحیہ یہ حسن بن صالح بن حی کی طرف منسوب ہین انکا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی فاطمی صفت شجاعت وسخاوت وعلم کے ساتھ متصف ہو اور تلوار لیکر خروج کرے وہ امام ہے اور یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی امامت کو ثابت رکھتے ہین کیونکہ ان کے نزدیک فاطمی اور علوی ہونا امامت کے شرائط مین سے نہین یہ کہتے ہین کہ امام قریش مین سے کسی ایک خاندان کا آدمی ہونا چاہیئے۔ اور حضرت علی کو تمام صحابہ پر تفضیل دیتے ہین اور حضرت عثمان کے حال مین متوقف ہین وہ اُنھین مومن جانتے ہین نہ کافر اس لیے کہ حضرت علیؓ کی زبان سے اُن کے حق مین فضائل بھی منقول ہین اور رذائل بھی۔

امامیہ

اب غور سے سنو کہ امام کا مقرر کرنا زمانۂ نبوت کے ختم ہونے کے بعد واجب ہے یا نہین اگر واجب ہے تو کیا خدائے تعالیٰ پر واجب ہے یا خلق پر واجب ہے اور ثبوت اِس وجوب کا دلیل شرعی کے ساتھ ہے یا عقلی کے۔

خوارج یہ کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا مطلقاً واجب نہین جائزات مین سے ہی

اور شیعہ، اسماعیلیہ اور امامیہ اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اِس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور ملاحدہ کا بھی یہی مذہب ہے مگر شیعہ کے یہ فرقے اِس بات مین باہم مختلف ہین کہ امام کا تقرر کس ضرورت کے لئے ہے اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امام اِس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کرائے اور جو باتین اللہ کے حق مین جائز اور واجب ہین اور جو اُسکے حق مین محال ہین سب کی پہچان بتائے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرماے کیونکہ ان کے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہے اور امامیہ کہتے ہین کہ معصوم یعنی امام کی طرف حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے لیے نہین بلکہ اِس لئے ہے کہ وہ واجبات عقلی وشرعی کے ادا کرنے اور قبائح عقلی وشرعی سے بچنے مین لطف ہو غرضکہ اسماعیلیہ کے نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہے اور امامیہ کے نزدیک قوانین شرع کی محافظت کے لئے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت کا معلم قرار دیتے ہین اور امامیہ اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندون کے حق مین لطف مانتے ہین اور امامیہ کے نزدیک امام اداے واجبات مین لطف ہے اسماعیلیہ کے نزدیک معارف مین لطف ہے اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات ومصائب سے بچانے کے لیے ہے اور اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ کی یہ راے ہی کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے مگر بعض معتزلہ اور بعض زیدیہ کے نزدیک یہ وجوب دلیل عقلی سے ثابت ہے۔

شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ہشام بن عمرو غوطی معتزلی اور اُسکے اصحاب کے نزدیک امن وامان کی حالت مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے تاکہ شعائر اسلام کو ظاہر کرے اور فتنہ وفساد کی حالت مین واجب نہین اِس لئے کہ سرکش لوگ اُسکی اطاعت نکرینگے تو خونریزی ہوگی اور ابوبکر اصم معتزلی اور اُسکے اصحاب کی یہ راے ہے کہ فتنہ وفساد کے وقت مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور امن واطمینان کی حالت مین

واجب نہین کیونکہ اس وقت مین امام کی کیا حاجت ہے انتہی شرح مواقف اور نہایۃ العقول مین لکھا ہے کہ جاحظ اور کعبی اور ابوالحسن بصری یہ کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر عقلاً و شرعاً دونون طرح واجب ہے انتہی اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک تقرر امام کا وجوب مخلوق پر دلیل سمعی (شرعی) سے ثابت ہے اور عامۂ معتزلہ اور اکثر زیدیہ کا بھی یہی مشرب ہے۔ اور تمام امت کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی آدمی صرف امامت کی صلاحیت رکھنے سے امام نہین بن سکتا بلکہ امام مقرر ہونے کے لیے کچھ اور بھی چیزون کی ضرورت ہے اور وہ چیزین یہ ہین۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) اللہ اور رسول کی طرف سے نص وارد ہونا یا امام سابق کا ولی عہد بنانا اور وصیت کرنا
(۲) امامت کے لیے دعوت کرنا (۳) اعیان وارکان کا بیعت کرنا۔ پہلی چیز یعنی
نص منصوص علیہ کے امام ہونے کا سبب مستقل ہے پچھلے دونون طریق ایسے ہین
کہ ان کے سبب مستقل ہونے مین اختلاف ہے امامیہ ان دونون طریق کو نہین
مانتے مگر معتزلہ اور اہل سنت اور خوارج اور زیدیہ مین سے صالحیہ کہتے ہین کہ اختیار
کر لینا بھی امامت کے ثبوت کا طریق ہے اور صرف زیدیہ کا مذہب ہے کہ دعوت بھی
ثبوت امامت کا طریق ہے شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ صالحیہ اسکے قائل نہین مگر
کتاب الازہار کا شارح صالحیہ کا بھی یہی مذہب بتاتا ہے اور دعوت کے یہ معنے ہین
کہ جس مین شرائط امامت کے جمع ہون وہ مظلومون کی مدد کرے امر معروف اور نہی منکر بجالاے
اور اپنی متابعت کے لیے لوگون کو بلائے اِسی لیے ان کی رائے یہ ہے کہ جو فاطمی تلوار
لیکر خروج کرے اور اللہ کی راہ کی طرف دعوت کرے وہ امام ہے پس ان کے نزدیک
دعوت حصول امامت کا سبب مستقل ٹھہرا اہل مذاہب مین سے سوائے جبائی کے کسی نے
ان کی اِس تجویز کے ساتھ موافقت نہین کی ہے[۱]۔

امامیہ کہتے ہین کہ اگر کوئی آدمی امامت کی دعوت کرے اُسکی شوکت بڑھ جائے امت
اُسکی دعوت قبول کرلے مگر امامت اُسکی صحیح نہین معتزلہ اور اہل سنت کہتے ہین کہ
بیعت کا منعقد ہوجانا حصول امامت کا سبب ہے اور امامیہ کے نزدیک صرف بیعت سے
امامت نہین حاصل ہوسکتی اور امامیہ بلکہ تمام شیعہ کہتے ہین کہ فاضل کے موجود ہوتے
مفضول کی امامت درست نہین اور اہل سنت مین سے شیخ ابوالحسن کا میلان بھی
اسی جانب ہے اور شیخ ابوالمنصور کا مذہب یہ ہے کہ امامت مفضول کی فاضل کے
موجود ہوتے ہوئے منعقد ہوجاتی ہے[۲]۔

اور امامیہ کہتے ہین کہ خلافت جامع وشامل ہے امامت اور سلطنت کو
خواہ حقیت کے ساتھ ہو جیسے حضرت علی[ؓ] کی خلافت کہ وہ امامت

۱۱ دیکھو اعتقاد [illegible] سنہ ۱۲ منہ [illegible] دیکھو [illegible] ۱۲ من [illegible] ۱۲ من [illegible] ۱

سلطنت

وسلطنت وحقیت تینون باتون کو جامع تھی یا صرف غلبے اور تسلط کے ساتھ ہو جیسے
خلافت خلفاے ثلثہ کی کہ وہ حقیت کے ساتھ نہ تھی اور نہ وہ امامت کو جامع تھی۔
اور امامت خاص ہے یعنی صرف نبی کی نیابت بدون سلطنت و امامت و حکومت کے
اسی لئے شیعہ خلفاے ثلثہ کو امام نہین جانتے اور ائمہ اثنا عشر کو امام مانتے ہین اور
محققین اہل سنت خلافت عامہ[1] اور امامت دونون کو مترادف جانتے ہین اور دونون
کے معنے بادشاہی کے لیتے ہین جو واسطے انتظام دین اسلام کے پیغمبر علیہ السلام
کی نیابت مین ہو اور کہتے ہین کہ جب خلیفہ مین دین اسلام کا انتظام کرنے کے
صفات ہون اور حکم اُسکا جاری ہو تو یہ بادشاہی اُسکے لیے موجب گناہ نہین
افضل امت ہو یا نہو اور امامیہ کہتے ہین کہ افضل امت ہو کر حکم الٰہی مین اُسکی
اطاعت تمام امت پر واجب ہے بادشاہ اور فرمان روا ہو یا نہو۔

تمہید مین سالمی نے لکھا ہی کہ امامیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب ہے اور معتزلے بھی امام کا معصوم ہونا واجب
قرار دیا ہو بلکہ معتزلہ کے نزدیک امام نماز کا بھی معصوم ہونا واجب ہے اگر معصوم
نہو گا تو اُسکے پیچھے نماز ناجائز ہو گی مگر سالمی کا یہ قول غلط ہی نہایۃ العقول مین
امام رازی نے لکھا ہے کہ تمام امت مین سے سواے ملاحدہ اور امامیہ کے کوئی بھی
امام کے لیے عصمت شرط نہین قرار دیتا بلکہ اربعین مین تو امام صاحب نے صاف
ان الفاظ مین کہدیا ہے کہ اہلِ سنت اور معتزلہ اور زیدیہ اور خوارج کے نزدیک
امام کا معصوم ہونا واجب نہین اسماعیلیہ اور اثنا عشریہ کے نزدیک معصوم ہونا
واجب ہے معارف شرح صحائف مین بھی کہا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ
عصمت امام کے منکر ہین ان کے نزدیک عدالت ظاہری کافی ہے۔

امامیہ کہتے ہین کہ عصمت ایک ایسی صفت ہے کہ جس مین وہ ہوتی ہے اُس شخص سے
گناہ نہ عمداً سرزد ہوتے ہین نہ سہواً نہ خطاءً اور نہ اُس سے حکم شرعی مین خطاے
اجتہادی واقع ہو سکتی ہے اور اِس وجہ سے ائمہ کا قول مثل قول انبیا کے

[illegible]

واجب الاتباع ہے اور اُن کا ارشاد میں اللہ کا فرمان ہے اور اُن کی نسبت آنحضرت کے ساتھ ایسی ہے جیسے اور انبیا کی حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی جو توراۃ پر عمل کرنے کے لیے منجانب اللہ مامور تھے اور اہلِ سنت کے نزدیک ایسی عصمت انبیا سے خصوصیت رکھتی ہے خاص اُن امور میں جنکی خبر وحی کے ذریعہ سے اُنکو حاصل ہوتی ہے اور اُنپر وہ مستقر ہوتے ہیں ائمہ اہلِ بیت کا حال دوسرے مجتہدین کا سا ہے اُن کے اجتہاد میں خطا جائز ہے جیسا انبیا سے اجتہادات میں خطا یں سرزد ہو لیکن قرار ان سے کیونکہ سرزد نہیں ہوسکتیں ہیں

اور اہلِ سنت کے نزدیک مسئلہ افضلیت ظنی ہے اسکی قطعیت پر کوئی دلیل قائم نہیں اور مسئلہ ترتیب خلافت پر متفرع نہیں اور نہ ترتیب خلافت پر موقوف ہے اگر فرض کیا جائے کہ خلافت اِس ترتیب پر نہ ہوتی تب بھی ترتیب افضلیت اسی نہج پر ہوتی کہ سب اصحاب رسول میں سے افضل ابو بکر صدیقؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علی رضی اللہ عنہم تمام اہل سنت وجماعت اور قدماے معتزلہ اسی مذہب پر ہیں اور خوارج اور نواصب کے نزدیک بھی صرف حق شیخین میں یہی ترتیب ہے اور خطابیہ کے نزدیک سب سے افضل حضرت عمرؓ ہیں اور فرقہ عباسیہ جو امامت حضرت عباس اور اُنکی اولاد کا قائل ہے افضل اصحاب عباس بن عبد المطلب کو جانتا ہے اور شیعہ تمام علی الاتفاق حضرت علی کو سب سے افضل کہتے ہیں اور معتزلہ متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے۔

لوگوں نے امام میں بعد سرور کائنات کے اختلاف کیا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں عباسیہ کا مذہب یہ ہے کہ عباس بن عبد المطلب ہیں اِس لئے کہ وہ حضرت کے چچا اور وارث تھے تو وہ ابن عم سے زیادہ حقدار ہیں اور کشف الغمہ عن افتراق الامہ میں لکھا ہے کہ یہی مذہب ربوندیہ کا ہے جو ابو ہریرہ ربوندی یا عباس ربوندی کے اصحاب ہیں اور شرح مقاصد میں ربوندیہ کی جگہ روندیہ پیروان قاسم بن روند لکھا ہے اور عثمانیہ اور بنو امیہ نے کہا حضرت عثمان

بن عفان ہین اور حشویہ نے کہا کہ سواے بنوامیہ کے اور کوئی امام نہین پھر
اورون نے کچھ اور کہا شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب امام ہین
پھر شیعون کے یہان امامت مین ایک بڑا اختلاف پڑا یہانتک کہ اس باب مین
تین سو فرقے ہو گئے۔ شیعۂ زیدیہ مین سے بعض فرقے امامت حضرت ابوبکرؓ کے معترف ہین
جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج اور مرجیہ کا یہ مذہب ہے کہ نبی علیہ السلام نے
اپنے بعد کسی کے امام ہونے کی نسبت نص نہین کی تھی ان کے سوا اسلام کے اور
فرقے قائل ہین اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی ہے پھر اس مین
اختلاف ہے کہ نص کس شخص کے لیے کی ہے بکریہ[1] یا ابوبکریہ کہتے ہین کہ
حضرت ابوبکرؓ کے لیے نص کی ہے پھر اس فرقے مین بھی باہم اس بات کا اختلاف ہے
کہ بعضے حضرت سے نص خفی ثابت کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی بیماری کے ایام مین حضرت ابوبکرؓ کو امام نماز بنایا تھا اور یہ حسن بصری کی
راے ہے بعض اہل حدیث نص جلی کے قائل ہین اور وہ یہ ہے ایتونی بقرطاس
اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف فیہ اثنان کذا فی نهایۃ العقول یعنی لاؤ کاغذ
تاکہ مین تمکو ابی بکرؓ[2] کے لیے ایک تحریر کر دون کہ پھر اُس مین دو شخصون کو بھی خلاف
کرنے کا موقع نہ ملے اور دوسری روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرض الموت مین بی بی عائشہؓ سے فرمایا ادعی لی ابا بکر اباک واخاک حتی
اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا ویابی اللہ
والمسلمون الا بابی بکر کذا فی صحیح المسلم یعنی تم اپنے والد ابوبکرؓ اور اپنے بھائی
کو میرے پاس بلاؤ تاکہ ایک کاغذ لکھدون کیونکہ مین اس سے ڈرتا ہون کہ کوئی
آرزو کرنے والا یہ آرزو کرے اور کوئی کہنے والا یہ کہے کہ مین مستحق ہون حالانکہ وہ
مستحق نہوگا اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہین مگر ابوبکرؓ سے کسی کا انکار نہین شیعہ
کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے حق مین نص کی تھی اور تمام
شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب امیر کی امامت کے باب مین نص خفی ثابت ہے

[1] یہ لفظ شرح عقائد جلالی مین لکھا ہے ۱۲ منہ [2] یہ لفظ شرح الغرح عقائد جلالی مین ہے ۱۲ منہ

اور نص خفی اسے کہتے ہین کہ جس سے مراد بالبداہت نہ معلوم ہوتی ہو اور نص جلی جناب امیر کے حق مین وارد ہونے کے زیدیہ تو منکر ہین اور امامیہ اسکے قائل ہین وہ نص یہ ہے کہ آنحضرت نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا سلموا علی علی بامرۃ المومنین واسمعوا واطیعوا لہ وتعلموہ ولا تعلموہ یعنی سلام کرو علی کو بطور امیر المومنین کے اور سنو اُس سے اور اطاعت کرو اُسکی اور سیکھو اُس سے اور نہ سکھلاؤ اُسے اور جناب رسالت مآب نے حضرت علی سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا یا علی انت اخی وانت وارث علمی وانت الخلیفۃ من بعدی وانت قاضی دینی یعنی اے علی تم میرے بھائی ہو اور تم میرے علم کے وارث ہو اور تم میرے بعد خلیفہ ہو اور تم میرے قرض کے ادا کرنے والے ہو۔

اور جو لوگ عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کے قائل ہین انھون نے نص کا ذکر تو نہین کیا مگر اُن کے امام ہونے کے باب مین آنحضرت کے ایسے اقوال ذکر کرتے ہین جن سے سمجھا جاتا ہے کہ اورون کی بہ نسبت خلافت کے لیے وہی احق ہین کتاب میسر مین لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ حضرت سرور عالم نے اپنے چچا عباس کی امامت کے لیے کہدیا تھا اور عمدہ نسفی مین مذکور ہے کہ بعض راوندیہ یہ کہتے ہین کہ امامت کا ثبوت وراثت کے ساتھ ہے مناہج الطرب مین بیان کیا ہے کہ خراسانی بنی عباس کے شیعہ کا گروہ راوندیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اِن لوگو نکا اعتقاد یہ تھا کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امامت کا استحقاق سب سے زیادہ اُن کے چچا عباس کو تھا کیونکہ وارث بھی وہی تھے اور اُنکی وفات کے وقت زندہ بھی تھے اور اپنی سند مین یہ آیت پیش کرتے ہین واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ جس کے معنے یہ ہین کہ بعض قرابتدار بعض قرابتدار ون سے زیادہ استحقاق رکھتے ہین مگر لوگون نے اُن کو امام نہ ہونے دیا اور اُنکا حق غصب کیا یہانتک کہ خدائے تعالی نے وہی حق اُن کی اولاد تک پہونچا دیا یہ لوگ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کو خلیفہ نہین مانتے اور بالکل اُن سے بری ہوتے ہین مگر

حضرت علی کی بیعت کو جائز سمجھتے تھے اس سبب سے کہ عباس نے اُنسے کہا تھا کہ اے
میرے بھتیجے آؤ مین تم سے بیعت کرون تا کہ کوئی شخص تمہاری امامت مین اختلاف نکرے
ہدایہ فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ اکثر مشائخ نے کہا ہے کہ طریق اثبات امامت کا ارث ہے
اور اہل سنت کہتے ہین کہ خلافت اور امامت کا وجود ان دو طور سے ہوا ہے
ایک اہل حل وعقد کی بیعت سے دوسرے استخلاف سے۔ ان کے نزدیک امامت کا
سارا مبحث مسائل فقہیہ سے ہے اس لئے کہ امام کا مقرر کرنا امت پر بدلیل سمعی واجب ہے
پس یہ حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہے مگر اہل سنت اور غیر اہل سنت کا اختلاف کھولنے کی
غرض سے علم کلام مین لے آتے ہین اور امامیہ مسئلہ امامت کو اصول عقائد سے جانتے
ہین اس لیے اپنی جانون کو امامیہ کہتے ہین اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ زمان تکلیف
امام فاطمی سے خالی نہین ہوتا اور امامت اولاد بی بی فاطمہ مین ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی نص کی وجہ سے اور قدر مشترک ان کے سارے فرقون مین یہی عقیدہ ہے
اور اُن کے نزدیک سارے صحابہ مرتد ہو گئے مگر حضرت علی اور اُن کے دونون صاحبزادے
امام حسن وامام حسین اور ابو ذر غفاری اور سلمان فارسی اور کچھ اور تھوڑے سے لوگ ارتداد سے
بچ گئے ان کے نزدیک امام وہ شخص ہے کہ معصوم ہو گناہان صغیرہ وکبیرہ سے اور خطا
وغلطی سے مثل نبی کے اور محدَّث ہو یعنی ملک نے اس سے کلام کیا ہو بغیر
اسکے کہ ملک اسکے سامنے ظاہر ہوا ہو یا ان پیام الٰہی اسکو پہونچا یا ہو امامیہ کے نزدیک مثل
پیغمبر کے امام کی اطاعت خلائق پر واجب ہے اور تحریم وتحلیل وغیرہ تمام امید دینی
اُسی پر مفوض ہوتے ہین جو چاہے کرے اور جو تصرف چاہے عمل مین لائے اور
کسی کو اسکے قول وفعل پر مجال دم زدن نہین ہوتی نیا را سے عدم فرمان بری چہ جائے
اعتراض ومحل سخن اور امام کے لیے دعوی امامت اور اظہار معجزہ مشروط گردانتے ہین
اور اُن کے نزدیک امام کا مقرر کرنا لُطف ہے اور لطف اللہ پر واجب ہے پس امام کا
مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور ان کے نزدیک امامت کا ثبوت نص سے ہوتا ہے بدون
نص رسول کے یا نص امام سابق کے لاحق کے لیے امامت مسلم نہین سب سے پہلے

جسنے مذہب امامیہ مین کلام کیا علی بن اسماعیل میثم تمار اور ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم جوالیقی و محمد بن علی بن نعمان کوفی و زرارہ بن اعین کوفی ہین کہ بعد قتل زید شہید کے ان لوگون نے شیعہ کیسانیہ و مختاریہ کو امام محمد باقر و امام جعفر صادق کی امامت کی طرف دعوت کرنا شروع کی اور انکے گروہ بڑھ گئے اور اپنے واسطے خاص امامیہ کا لقب اختیار کر لیا اور زید شہید کے اتباع کو زیدیہ کہنے لگے اور ان دعاۃ امامیہ نے اپنے نفسون کو امام زین العابدین اور اُن کی اولاد کی طرف منسوب کیا اور محمد بن حنفیہ اور اُن کی اولاد کی امامت سے انکار کرنے لگے جسقدر مختاریہ رہگئے تھے وہ اور جماعت تفضیلیان مین ملگئی اور مذہب امامیہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ یہی لوگ مذہب امامیہ کے پیشوا اور اسلاف ہین اور ان کے مذہب کے راوی بھی یہی ہین انھین سے امامیہ نے اپنے دین و مذہب کو لیا ہے اور ان کے قول و فعل پر اعتماد رکھتے ہین اور زرارہ بن اعین اور بکر بن اعین و سلیمان جعفری و محمد بن مسلم وغیرہ کو عیون الطائفہ و وجوہ الطائفہ کہتے ہین حالانکہ یہ مجسمہ ہین کہ اپنے واسطے معبود موہوم ذہنی تراش کے اسکے واسطے جسم اور صورت اور جہت ثابت کرتے ہین چنانچہ علی بن اسماعیل میثم اور ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم اور محمد بن علی بن نعمان کوفی متفقا یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول کرتا ہی تو ملائکہ آسمانہاے بالا اور حاملان عرش و کرسی اور ساکنان جنت اُس کے اوپر ہوجاتے ہین پس انکے مقابلے مین اللہ تعالیٰ جہت تحت مین ہوتا ہے اور جن ائمہ کے یہ داعی بنے کے مدعی تھے وہ ان باتون سے متنفر تھے شرح مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ امامیہ کے نزدیک حسن و قبیح ہی اللہ کی طرف سے حکم کا موجب ہوتا ہے پس اگر شرع نہوتی اور اللہ افعال ایجاد کرتا تو احکام اسی طرح واجب ہوتے جیسا کہ اب شرع مین واجب کیے گئے ہین اور ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا ارادہ حادث ہی اور اسکا ارادہ سارے موجودات پر عام و محیط نہین بلکہ بہت سے موجودات اسکے بلا ارادہ پیدا ہو گئے ہین جیسے شر اور آفت اور کفر اور معصیت اور یہ بھی کہتے ہین

کہ اللہ بعض بندون کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان و مغویان بنی آدم اسے گمراہ کر دیتے ہین اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ اُنکے سامنے نہین چل سکتا اور رکھتے ہین تکلیف اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور امامیہ اکثر صحابہ کی تکفیر کرتے ہین کہ اُنھون نے حق حضرت علی کو چھین لیا اور چھپایا۔ اور اِن فرقہاے امامیہ کی دو قسمین ہین ایک قسم مین وہ فرقے ہین جو جناب امیر کے بعد حضرت امام حسن اور اُنکی اولاد مین امامت کو منحصر سمجھتے ہین دوسری قسم مین وہ فرقے ہین جو حضرت امام حسنؓ کے بعد حضرت امام حسینؓ کو امام جانتے ہین اور اِن کے بعد اُنکی اولاد کو۔

وہ فرقے جو حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ اور اُنکی اولاد مین امامت کو منحصر سمجھتے ہین

ایک حسنیہ انکا ظہور ۱۰۰ھ ہجری مین ہوا انکا اعتقاد یہ ہے کہ جناب امیر کے بعد حضرت حسن مجتبیٰ کو امامت پہونچی پھر اُن کے بیٹے حسن مثنیٰ کو امام حسن کی وصیت سے امامت پہونچی ابونعیم نے روایت کی ہے کہ یہ حسن مثنیٰ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ (یعنی مین جسکا مولا ہون اُسکا علی مولا ہے) کو حضرت علی کی خلافت پر نص نہین مانتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِس قول سے خلافت کا ارادہ رکھتے تو مسلمانون کے سمجھنے کے لئے واضح کرکے بیان کرتے اسلیے کہ حضرت تمام آدمیون سے زیادہ فصیح اور تمام آدمیون سے زیادہ صاف بولنے والے تھے تو ضرور تھا کہ فرماتے یا ایھا الناس ھذا والی امری والقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا یعنی اے لوگو یہ والی میرے امر کا اور قائم مقام تمپر میرے بعد ہے سو تم اُس کے حکم کو سنو اور اُسکی اطاعت کرو پھر اُنھون نے کہا کہ خدا کی قسم اگر اللہ اور اُسکا رسول حضرت علی کو اِس کام کے لیے اختیار کرتا اور حضرت علی اُس کی تعمیل نکرتے اور اِس کام مین پیش قدمی نفرماتے تو ضرور فرمان الٰہی اور فرمان حضرت رسالت پناہی کے ترک کرنے کی وجہ سے بڑے خطاوار لوگون مین ہوتے ایک آدمی نے حسن مثنیٰ کا یہ کلام سنکر کہا کہ کیا جناب سرور کائنات نے نہین فرمایا ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ

حسن مثنیٰ نے جواب دیا آگاہ ہو کہ خدا کی قسم رسول خدا اگر اس قول سے خلافت کا ارادہ کرتے تو وہ اپنی مراد کو خوب کھولدیتے اور تصریح کر دیتے جس طرح نماز اور زکوٰۃ کو صاف صاف بیان کیا ہے حسن مثنیٰ کے بعد اُن کے بیٹے عبداللہ محض امام ہوئے اور ان عبداللہ کے ساتھ امام جعفر صادق کا مناقشہ طول طویل اور انمین بہت کچھ رد و بدل واقع ہوا تھا جو کتب اثنا عشریہ مین مذکور ہے اور ایک تقریب سے ملا رفیع واعظ نے بھی ابواب الجنان مین کلینی سے نقل کیا ہے منصور خلیفۂ بغداد نے عبداللہ محض کو قید کر دیا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اِن کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم منصور سے چھپ گئے تھے منصور کو یہ خیال ہوا کہ کہین یہ امامت کا دعوی کر کے خروج نہ کر دین منصور نے عبداللہ محض کو محمد کے حاضر کرنے مین مجبور کرنا شروع کیا عبداللہ نے سلیمان بن علی سے اس بابت مشورہ کیا سلیمان نے کہا اگر منصور درگذر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا عبداللہ بن علی سے درگذر کرتا عبداللہ یہ سن کے حنیفہ ہو گئے اور اُسوقت سے برابر اپنے بیٹون کے چھپانے مین سعی بلیغ کرنے لگے منصور نے جاسوسون کو حجاز کے تمام جنگلون مین محمد کی جستجو کے لیے پھیلا دیا کوئی چشمہ کوئی مقام ایسا نہین تھا جہان پر منصور کے جاسوس نرہتے ہون جب اس مین بھی منصور کو کامیابی نہوئی ایک بار منصور نے عقبہ بن سالم اندی کو بلا کے ایک خط محمد کے ہواخواہان خراسان کی جانب سے لکھ کے دیا اور بہت سا مال و اسباب دیکے عبداللہ محض کے پاس روانہ کیا جونہی عقبہ نے عبداللہ کے پاس پہونچ کے ہواخواہان خراسان کا جعلی خط اور مال و اسباب دیا عبداللہ نے خط پھینک دیا جھڑک کے بولے مین اِن لوگون کو نہین جانتا تم میرے پاس سے چلے جاؤ اُسوقت تو عقبہ چلا آیا لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا یہانتک کہ عبداللہ اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے دلی حالات کہنے لگے عقبہ نے عرض کیا اس خط کا جواب لکھ دیجیے عبداللہ نے جواب دیا خط کا جواب تو نہ لکھونگا مگر اُن لوگون سے میرا سلام کہدینا اور یہ کہدینا کہ میرے دونون بیٹے فلان وقت خروج کرینگے عقبہ لوٹ کے منصور کے پاس آیا کل حالات عرض کیے منصور نے بقصد حج کوچ کر دیا مکہ

پہونچا بنو حسن ملنے کو آئے عبداللہ بھی اُن کے ساتھ تھے منصور نے عبداللہ سے
خطاب کرکے کہا کیون صاحب آپ نے تو اقرار کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نکرینگے
اور نہ تمھاری حکومت مین خلل اندازی کرینگے عبداللہ بولے مین اس وقت تک
اُسی اقرار پر ہون منصور نے عقبہ سے مقابلہ کرایا عقبہ نے عبداللہ کے سامنے ایک ایک
بات بیان کی منصور نے یہ باتین سن کے عبداللہ کے قید کا حکم دیدیا پھر سنہ ۱۴۰ھ مین
منصور حج کرنے کو آیا اور عبداللہ کو ان کے دونون بیٹون محمد و ابراہیم کے حاضر
کرنے پر مجبور کیا زعاد عامل مدینہ نے ضمانت کی تو غریب کی جان بچی سنہ ۱۴۴ھ مین
ریاح بن عثمان بن حیان مزنی کو مدینہ منورہ پر مقرر کرکے روانہ کیا اس نے
مدینہ مین پہونچ کے عبداللہ کو لڑکون کے نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی عتاب شاہی
سے ڈرایا عبداللہ نے کہا واللہ تو آج ایسا قسی القلب ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب
بکری کے ذبح کرنے کے وقت ہوجاتا ہے بعد اسکے ریاح نے بنو حسن کو گرفتار کراکے
قید کردیا جنکے یہ اسما تھے۔ عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط بن امیر المومنین علی
حسن و ابراہیم و جعفر پسران حسن مثنیٰ۔ سلیمان و عبداللہ پسران داؤد
ان لوگون مین علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے اگلے دن ریاح کے
پاس گئے فرمایا مین تیرے پاس اس غرض سے آیا ہون کہ تو مجھکو بھی میری قوم
کے ساتھ قید کردے ریاح نے ان کو بھی اُنھین لوگون کے ساتھ قید کردیا منصور
کو اسکی اطلاع دی گئی تو اُسنے لکھا کہ انھین لوگون کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن
عمرو بن عثمان بن عفان معروف بہ دیباج کو بھی قید کردو یہ عبداللہ محض کے
اخیافی بھائی تھے کیونکہ ان دونون کی مان فاطمہ بنت الحسین ہین ریاح نے
اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑوا کے قید کردیا انھین ایام مین گورنر
مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ محض کو گرفتار کرکے منصور کے پاس بھیجدیا تھا انکو
اُن کے باپ نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا بعض کا بیان ہے کہ پہلے
عبداللہ محض قید کیے گئے تھے اور ایک مدت تک قید مین رہے بعد چندے منصور کے

مشیرون نے بقیہ اولاد حسن مثنیٰ بن حسن سبط کے قید کردینے کی راے دی
چنانچہ سب کے سب گرفتار ہوکے قید خانہ بھیجدیے گئے اس واقعہ کے بعد ۱۴۴ھ
مین منصور حج کرنے کو گیا مکہ معظمہ پہونچا عبداللہ محض نے حاضری کی اجازت طلب
کی منصور نے کہا واللہ میری آنکھین اُسکو اُس وقت تک نہ دیکھین گی جب تک وہ
اپنے دونون بیٹون کو میرے پاس حاضر نکرے گا عبداللہ محض نہایت محسن مقبول
خلائق اور بیحد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کرلیتا تھا اداے حج
کے بعد منصور ربذہ کی طرف روانہ ہوا ریاح بھی بنظر مشایعت ساتھ ساتھ آیا منصور
نے اولاد حسن کو مع اُن لوگون کے جو اُن کے ساتھ تھے عراق بھیجدینے کا حکم دیا چنانچہ
ریاح نے اِن لوگون کو قید خانے سے نکال کے ہتکڑیان۔ طوق اور بیڑیان
پہنا کے بغیر کجاوے کے اونٹون پر سوار کراکے عراق کے جانب روانہ کردیا
جعفر الصادق پردے کی آڑ سے یہ سب معاملات دیکھتے جاتے تھے اور آنکھون سے
آنسو جاری تھے دوران سفر مین محمد و ابراہیم بدوون کے لباس مین اپنے باپ
عبداللہ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت چاہتے تھے عبداللہ محض
کہا کرتے تھے میرے نور نظر و عجلت نکرو جب تک مناسب موقع ہاتھ نہ آئے اگر ابو جعفر منصور
تمھاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اِس سے باز نہ آنا کہ کریمانہ موت مرو ربذہ
پہونچا تو منصور کی خدمت مین محمد بن عبداللہ عثمانی پیش کیے گئے منصور سخت کلامی
سے پیش آیا گالیان دین اُسپر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس دُرّے لگوائے بعضون کا
بیان ہے کہ ریاح نے منصور کو اِس جبر و تعدی پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا
کہ اہلِ شام ان کے ایسے ہواخواہ ہین کہ اُن مین سے ایک بھی انکی مخالفت نکریگا
اِس واقعہ کے بعد ابو عون گورنر خراسان نے منصور کے پاس ایک عرضداشت
باین مضمون روانہ کی کہ اہل خراسان مین اندرونی سازشین بہت ہو رہی ہین
اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہین منصور نے اِس سے مطلع
ہوتے ہی محمد بن عبداللہ عثمانی کو قتل کی غرض سے جلاد کے حوالے کردیا اور سَر

آخر واکے خراسان بھیجدیا اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے جنھوں نے خراسان پہونچ کے قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ محض کا ہے اور انکی والدہ کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پھر منصور ربذہ سے روانہ ہو کے کوفہ پہونچا اور بنو حسن کو قصر ابن ہبیرہ میں قید کردیا بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے انمیں سے محمد بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ شہید کیے گئے اس طرح پر کہ زندہ ستون میں چن دئے گئے بعد ازان عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بعدہ علی بن حسن مثنیٰ نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ منصور کے حکم سے یہ لوگ شہید کیے گئے ان میں پھر سلیمان و عبداللہ پسران داؤد اور اسحاق و اسماعیل پسران ابراہیم بن حسن اور جعفر بن حسن کے اور کوئی جانبر نہوا سب کے سب کمال بے کسی سے منصور کے پنجۂ ظلم کے نذر ہو گئے۔

عبداللہ محض کے بعد انکے بیٹے محمد الملقب بہ مہدی جنکا عرف نفس زکیہ ہے امام ہوے ریاح حاکم مدینہ انکی تلاش میں سرگرمی سے کام لینے لگا اور یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے اس روپوشی اور اختفا کی نوبت اس حد تک پہونچ گئی تھی کہ ایک دفعہ کنوین میں ڈول کی طرح لٹک کے جان بچائی اسی تگ ودو میں ایک پہاڑ پر سے ان کی بیوی گر پڑین جس کے صدمے سے حمل ساقط ہو گیا غرض ریاح ہر وقت محمد کی جستجو و تلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آگئے تو بصلاح و مشورے اپنے ہمراہیوں کے خروج کا قصد کردیا اور مذار مقام سے ایک سو پچاس آدمیوں کی جمعیت سے ۱۴۵ھ میں خروج کردیا ان کے ساتھی تکبیرین کہتے جاتے تھے قیدخانے کی طرف آئے قیدیوں کو رہا کیا دارالامارت پر پہونچے اپنے ہمراہیوں کو ندا کرتے جاتے تھے کہ کسی کو قتل نکرنا کسی کو قتل نکرنا وہان داخل ہو کے ریاح اور اُسکے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو قید کردیا بعد ازان مسجد کی طرف آئے ممبر پر چڑھ کے خطبہ پڑھا جس میں منصور کی اُن عادات خبیثہ و خصائل رذیلہ کا ذکر کیا جسکا وہ خوگر ہو گیا تھا اور لوگون کے ساتھ عدل و انصاف کے برتاؤ کرنیکا وعدہ کیا اور اُنسے امداد کے

خواستگار ہوئے مدینۂ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کے مکّے کی جانب روانہ ہوئے بوقت خروج اہلِ مدینہ نے امام مالک سے محمد کے ساتھ خروج کرنے کی بابت باظہار اِس امر کے استفسار کیا تھا کہ ہماری گردنون مین منصور کی بیعت کا ہار پڑا ہوا ہے امام مالک نے جواب دیا کہ منصور نے تم سے جبرًا بیعت خلافت لی ہے اور مجبور پر یمین نہین ہے اِس سے لوگون کے خیالات بدل گئے اور بہ طیب خاطر محمد کے اعوان و انصار مین شامل ہوگئے منصور اِس وجہ سے امام مالک سے ناراض ہوگیا مگر امام مالک نے اپنا مکان نہ چھوڑا اور امام ابوحنیفہ نے بھی مسلمانون کو فتویٰ دیا کہ اُن کے ساتھ خروج کرین[ل] - محمد مہدی نے اسمٰعیل بن عبد اللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لیے طلب کیا تھا یہ ایک معمر شخص تھے انھون نے کہلا بھیجا اے بھتیجے واللہ تم مارے جاؤ گے مین تمھاری بیعت کیسے کرون تھوڑے سے آدمی اِس جواب کو سُن کے پھر گئے اور بنو معاویہ بن جعفر نے محمد مہدی کا ساتھ دینے مین عجلت کی حمادہ بنت معاویہ نے اپنے چچا اسماعیل بن عبد اللہ کے پاس حاضر ہو کے اپنے بھائیون کی شکایت کی کہ اے چچا جان آپ کے اس کلام سے کچھ لوگ محمد سے جدا ہوگئے ہین اور ہنوز میرے بھائی انھین کے ہمراہ ہین مجھے خوف ہی کہ مبادا یہ لوگ بھی مارے نہ جائین اسماعیل نے حمادہ کو ناکام لوٹا دیا بیان کیا جاتا ہے کہ اِس سے حمادہ کو عداوت پیدا ہوگئی چنانچہ موقع پا کے اُسنے اسمٰعیل کو قتل کر ڈالا - محمد مہدی کے ظہور کے نوین دن ایک شخص آل اویس بن ابی سرح سے جسکا نام حسین بن صخر تھا طے مسافت کر کے منصور کی خدمت مین حاضر ہوا اور ان واقعات سے اسکو آگاہ کیا منصور بولا تو نے اسکو دیکھا ہے عرض کیا ہان مین نے بچشم خود دیکھا ہے ممبرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مین نے اُن سے باتین کی ہین منصور کو اسکے کہنے کا یقین نہ ہوا اگلے دن سے مہدی کے خروج کی متواتر خبرین آنے لگین تب تو منصور کو خوف و ہراس پیدا ہوا اور کوفہ پہونچ کے قطع حجت کے خیال سے محمد مہدی کے پاس ایک خط مشعرِ امان لکھ کے روانہ کیا محمد نے اُسکے اقوال کو

[ل] اسعاف الراغبین مین ابراہیم کے حالات مین لکھا ہے روی ان الامام ابا حنیفۃ بایعہ وافتی الناس بالخروج معہ ومع اخیہ محمد ۱۲ منہ

رد کیا اور اپنے شریف النسب ہونے پر فخر کیا اور لکھا کہ ہمارا باپ علی وصی اور امام تھا
پس تم کیسے ان کی ولایت کے وارث ہوگئے حالانکہ اُن کے بیٹے تقید حیات ہین
مین اُسکا بیٹا ہون جسکا جنت مین سب سے بڑا درجہ ہوگا (یعنی رسول صلی اللہ
علیہ وسلم) اور بیٹا ہون اُسکا جسپر دوزخ مین کمتر عذاب ہوگا (مراد اس سے ابوطالب ہے)
منصور نے اُن کے خط کا جواب ویسا ہی ترکی بترکی دیا جیسا کہ انھون نے لکھا تھا
جس کے بعض بعض فقرات کا ترجمہ یہ ہے تمھارے فخر کا دارومدار عورتون کی
قرابت پر ہے جس سے جُہال اور بازاری دھوکا کھا سکتے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے
عورتون کو چچاؤن ۔ باپون ۔ عصبہ اور ولیون کی طرح نہین بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتون کی قرابت کا لحاظ
وپاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان مین سے نہایت قریب
عزیزاور بڑی حق والی ہوتین اور جنت مین داخل ہونے والون سے اولیٰ ہوتین
اور تم نے جو فاطمہ ام ابوطالب اور اُس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اُسکی حالت
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے کسی لڑکے اور کسی لڑکی کو اسلام نصیب نہین کیا اور اگر
اللہ تعالیٰ مردون مین سے کسی کو بوجہ قرابت دائرۂ اسلام مین داخل کرتا تو عبداللہ
کو کرتا اور وہ بے شک ہر طرح سے دنیا و آخرت مین بہتر تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اُس وقت آپ کے چار چچا تھے پس اللہ عزوجل نے آیۂ
کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین (یعنی ڈراتو اپنے قریب ترین عزیزون کو)
نازل فرمائی چنانچہ آپ نے اُن لوگون کو عذاب الٰہی سے ڈرایا دین حق کی طرف
بلایا اِن مین سے دو نے اس دین کو قبول کرلیا از انجملہ ایک میرا باپ تھا یعنی
عباس اور دوسرے حمزہ اور دو نے دین حق قبول کرنے سے انکار کیا ان مین سے ایک
تمھارا باپ تھا یعنی ابوطالب اور دوسرا ابولہب اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونو کا
سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کردیا اور آپ مین اور ان دونون مین کوئی ذمہ میراث
نہ قائم کی اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہو سو اللہ تعالیٰ تو اپنی

کتاب مین یون ارشاد فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (محمد تم لوگون مین سے کسی کے باپ نہین) لیکن تم لوگ اُنکی بیٹی کے بیٹے ہو اور بیشک قرابت قریبہ ہے مگر اُسکو میراث نہین پہونچ سکتی اور نہ یہ ولایت کی وارث ہوسکتی ہے اور نہ اِسکو امامت جائز ہے پس کیونکر اِس قرابت کے ذریعہ سے تم وارث ہوسکتے ہو اور تمھارے باپ نے ہر طرح اسکی خواہش کی تھی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو دن مین نکالا اور در پردہ اُن کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا باوجود اسکے لوگون نے سوائے شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے کسی کو منظور نکیا اور جو تمنے علی (رضی اللہ عنہ) اور اُن کے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وفات دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا بعد ازان لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے اور اُنکو منتخب نکیا حالانکہ یہ بھی اُن چھ بزرگون مین تھے لیکن سبھون نے اُنکو اس امر کے قابل نہ سمجھ کے چھوڑ دیا اور اُن لوگون نے اِس مین اُنکو حقدار نہ خیال کیا اور عبدالرحمٰن نے تو انپر عثمان کو مقدم کردیا اور وہ اِس معاملے مین متہم بھی ہین اور طلحہ و زبیر اُن سے لڑے اور سعد نے اُن کی بیعت سے انکار کیا دروازہ بند کرلیا بعد ازان معاویہ کی بیعت کی بعد اسکے تمھارے باپ نے خلافت کی پھر تمنا کی اور لڑے اور اِن سے اِن کے مصاحبین علحدہ ہوگئے اور قبل حکم مقرر کرنے کے اُن کے ہواخواہ اُن کے مستحق ہونے کی بابت مشکوک ہوئے پھر اُنھون نے دو شخصون کو برضامندی حکم مقرر کیا اور اُنکو اللہ کا عہد میثاق دیا اُن دونون شخصون نے اُنکی معزولی پر اتفاق کرلیا پھر حسن خلیفہ ہوئے اُنھون نے حکومت و خلافت کو معاویہ کے ہاتھ کپڑون اور درہم کے بدلے فروخت کرڈالا اور حجاز چلے آئے اور اپنے ہواخواہون کو معاویہ کے سپرد کردیا اور حکومت کو نااہل کے حوالے کردیا پس اگر تمھارا کچھ حق بھی تھا تو اُسکو تمنے فروخت کرڈالا اور قیمت وصول کرلی شاید تمنے یہ گمان کیا ہے کہ تمھارے باپ کو حمزہ و عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہم ذکر کیا کرتے ہین حالانکہ یہ ایسا نہین ہے جیسا کہ تمھارا گمان ہے البتہ یہ لوگ

دنیا سے ایسے صاف گئے ہین کہ سب لوگ ان کے مطیع اور ان کے افضل ہونے کے قائل تھے اور تمھارا باپ جدال وقتال مین مبتلا گیا بنوامیہ انپر لعنت ویسا ہی کرتے تھے جیسا کہ کفار پر نماز فرائض مین کی جاتی ہے پس ہمنے جھگڑا کیا اُن کے فضائل بیان کئے بنوامیہ پر سختی کی اور بوجہ حرکات ناشائستہ کے اُنکی ہمنے گوشمالی کی۔

محمد بن عبداللہ کو دعویٰ تھا کہ وہ مہدی موعود ہین اور اپنے دعوے پر وہ اس حدیث کو سند سمجھتے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے ان المهدی من ولدی اسمه اسمی واسم ابیه ابی یعنی مہدی میری اولاد مین سے ہوگا جس کا اپنا نام میرے نام کے مطابق ہوگا اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق اور نفس زکیہ اُن کو اِس لیے کہتے ہین کہ جب وہ فتح سے مایوس ہوئے تو وہ رجسٹر جسمین اُنسے بیعت کرنے والون کے نام تھے جلوا دیا تاکہ کوئی اُنمین جان نہ لے پس وہ اِس حدیث رسول خدا کا مصداق ہوگئے یقتل باحجار الزیت من ولدی نفس زکیة یعنی میرے فرزندون مین سے نفس زکیہ احجار زیت مین مقتول ہوگا اور وہ قتل بھی اسی مقام پر ہوے تھے کہتے ہین کہ نفس زکیہ امام جعفر صادق سے موافق نہ تھے منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس کو محمد سے جنگ کرنے کے لئے مدینے کو روانہ کیا روانگی کے وقت منصور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تم کو اُنپر کامیابی حاصل ہوجائے تو اپنی تلوار کو میان مین کر لینا امان دیدینا اگر محمد روپوش ہوجائین تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا یہ اُن کے حالات کو جانتے ہین اور آل ابوطالب مین سے جو شخص تم سے ملاقات کرنے اُس کا نام میرے پاس لکھ بھیجنا اور جو شخص نہ ملے اُسکا مال واسباب ضبط کر لینا چنانچہ جعفر صادق منجملہ اُن لوگون کے تھے جو روپوش ہوگئے تھے پس عیسیٰ بن موسیٰ نے اُن کے مال واسباب کو ضبط کر لیا الغرض عیسیٰ نے مدینے کے قریب پہونچ کے چند لوگون کی طلبی کے خطوط روانہ کئے پس عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب مع اپنے بھائی ابو عمر اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینے سے نکل آئے مہدی کو عیسیٰ بن

موسیٰ کے آنے کی خبر لگی تو مدینے میں قیام کرکے خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھدوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب میں کھدوایا تھا پھر عیسیٰ نے مدینے سے چار میل کے فاصلے پر پہونچکر پڑاؤ کیا اور فوج کا ایک دستہ مکے کے راستے کی طرف بھیجدیا تاکہ بوقت ہزیمت محمد کو مکہ جانے سے مانع ہو اور مہدی کے پاس کہلا بھیجا کہ خلیفہ منصور تمکو امان دیتے ہیں اور کتاب وسنت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور انجام کار بغاوت سے ڈراتے ہیں مہدی نے جواب دیا میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے عیسیٰ یہ سن کے خاموش ہو رہا سولھویں رمضان ۱۴۵ھ کو عیسیٰ نے بقصد جنگ اطراف مدینہ میں اپنے سپہ سالاروں کو پھیلا دیا محمد مہدی بھی مع اپنے ہمراہیوں کے میدان جنگ میں آئے پھریرہ عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ساتھ تھا اور اُنکا شعار احد احد تھا محمد مہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا بڑے بڑے نرغوں میں مبتلا ہوے ستر آدمی انکے ہاتھ سے مارے گئے عیسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک سو پیادوں کے ساتھ لڑا بھر ڈکر خندق کو طے کرکے محمد کے ہمراہیوں سے لڑنے لگا عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا ہنوز جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ کی رکاب کی فوج بڑھی خندق اسباب سے پاٹ کر راستے بنادیے سواران لشکر عبور کرکے محمد مہدی کے لشکر میں جا بھڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد نے میدان جنگ سے واپس آکر غسل کیا خوشبو لگائی پھر میدان جنگ کی طرف لوٹے عبداللہ بن جعفر بولے آپ نے بڑی غلطی کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے کاش مکے چلے گئے ہوتے جواب دیا میں اہل مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا واللہ میں یہ فعل نکرونگا اس سے زیادہ نہیں کہ مارا جاؤنگا اور تمکو بہ نسبت میرے آسانی ہے جان بچا ہو چلے جاؤ عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ رہے پھر لوٹ آئے اسی طرح تقریباً کل ہمراہی منتشر ومتفرق ہوگئے صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے جو اہل بدر کی

تعداد تھی عیسیٰ بن حضیر مہدی کے ہمراہیون مین سے بصرہ یا اور کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا تھا اور مہدی یہی جواب دیتے تھے واللہ تم لوگ میرے ساتھ مبتلائے بلا نہو جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ بعد اسکے مہدی نے ظہر بن اداکی عیسیٰ بن حضیر دیوان کی طرف چلا گیا اور اُس رجسٹر کو جلا دیا جس مین بیعت کرنے والون کے اسما تھے۔ محمد بطن سلع کی طرف بڑھے انکی رکاب مین بنو شجاع کی جماعت تھی ان لوگون نے اپنی سواریون کے پانؤن کاٹ ڈالے اور تلوارون کے میان توڑ کے مرجانے پر عہد و پیمان کرکے بھڑ گئے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار ہزیمت دی کچھ لوگ اسکے ہمراہیون مین سے پہاڑ پر چڑھ گئے اور دوسری جانب سے اتر کے مدینے مین آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لیکے منارۂ مسجد پر پھریرے کی طرح سے اُڑا دیا محمد کے ہمراہیون کے جو اسوقت تک کمال مردانگی سے لڑ رہے تھے اِس واقعہ کے دیکھنے سے چھکے چھوٹ گئے اور یہ سمجھ کے کہ عیسیٰ کے لشکر نے مدینے پر قبضہ کر لیا بھاگ کھڑے ہوے طرہ اسپر یہ ہوا کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کے ہمراہیون کو اپنی جانب سے راستہ دیدیا عیسیٰ کے لشکری مدینے ہو کے محمد کے لشکریون کے سامنے سے آپہونچے محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا حمید نے مقابلے پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن حضیر کو پکار کے بولا تم جنگ نہ کرو مین تم کو امان دیتا ہون ابن حضیر اسپر ملتفت نہوا برابر لڑتا رہا یہانتک کہ لڑتے لڑتے زخمون سے چور ہو کے گر پڑا محمد اسی کے لاشے پر لڑ رہے تھے عیسیٰ کے لشکری چارون طرف سے اُنپر حملہ کر رہے تھے اور محمد کمال استقلال سے للکار للکار کے ان حملون کا جواب دیے جاتے تھے ایک شخص نے انکے پشت پر نیزہ مارا صدمۂ زخم سے جون ہی جھکے حمید بن قحطبہ نے بڑھکر سینے پر ایک برچھا رسید کیا تیورا کے گر پڑے ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اُتر کے سر اُتار لیا اس وقت محمد کی عمر ۴۵ سال کی تھی عیسیٰ نے محمد کے سر کو منصور کے پاس بھیجدیا اور نامۂ بشارت فتح قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب لیکے گئے اِس واقعہ مین محمد مہدی کے قبضے مین ذوالفقار علی تھی

جس کو انھون نے بعوض ایک مطالبے کے جو اُنپر واجب الادا تھا ایک تاجر کو
دیدیا تھا پس جب جعفر بن سلیمان والی مدینۂ منورہ ہو کے آیا تو اُسنے اُس مطالبے
کو ادا کر کے ذوالفقار علی تاجر سے لیلی خلیفہ مہدی کو اُسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے
جعفر بن سلیمان سے لے لی چونکہ اُسکی پشت پر مہرون کی قطار بنی ہوئی تھی
اِسلیے ذوالفقار کہتے تھے یہ مہرے اُبھرے ہوئے نہ تھے اور تعداد مین اٹھارہ تھے
اور اِس زمانے مین جو ذوالفقار کی نقل دو زبان والی شمشیر کی تارتے ہین یہ
تحقیق کے خلاف ہے بعض متاخرین نے اپنے تخیلات سے یہ بات پیدا کرلی ہے
محمد مہدی کے ساتھ اِس جنگ مین مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن عبداللہ
حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین ساور حسین و علی پسران زید بن علی بن
حسین تھے منصور حسین و علی کے نام پر کہا کرتا تھا کہ مین نے تو انھین دونون کے
باپ کا بدلا لیا ہے پھر انھون نے کیون محمد کی اعانت کی علی و زید پسران حسن بن زید
بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے اور اِن دونون کے باپ حسن بن زید منصور کے ہمراہ تھے
اور حسن و یزید و صالح پسران معاویہ بن عبداللہ بن جعفر۔ قاسم بن اسحاق بن عبداللہ
بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار
تھے اور اِن کا باپ منصور کے لشکر مین تھا۔ محمد نفس زکیہ کے ظہور کے بعد اُنکے بھائی
ابراہیم نے جنکا عرف امیرالمؤمنین تھا علم امامت بلند کیا اُنکی جستجو پانچ برس
سے برابر ہو رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتے
رہتے تھے گاہے فارس گاہے کرمان گاہے جبل گاہے حجاز گاہے یمن اور کبھی شام مین
بھی جا پہونچتے تھے ایک بار موصل مین منصور کے دسترخوان پر حاضر ہوئے تھے اور دوبارہ
بغداد مین منصور کو اِس کی خبر لگ گئی فوراً آدمیون کو اِن کی گرفتاری پر مامور
کر دیا ابراہیم لوگون مین ایسے چھپ رہے کہ وہ لوگ بے نیل مرام واپس گئے یحییٰ بن
زیاد بن حیان نبطی نے انکو بصرے مین بلایا اور اپنے مکان مین ٹھہرایا اور لوگون کو
اِن کے بھائی کی بیعت کی طرف بلانے لگا لوگون مین اُنکی دعوت پھیل گئی ایک

جماعت کثیر قضاۃ و اہل علم کی مجتمع ہوگئی چار ہزار آدمیون نے بیعت کرلی بصرے کے ہر گلی کوچے مین ابراہیم کے کام کی شہرت ہوگئی اِن دنون منصور کوفے کے باہر پڑا ہوا تھا اور چند سپہ سالارون کو سفیان کے پاس بھیجدیا تھا اور یہ ہدایت کردی تھی کہ بروقت ظہور ابراہیم سفیان کی مدد کرنا پہلی رمضان ۱۴۵ھ کو ابراہیم نے بقصد خروج ظہور کیا جامع مسجد مین آکے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کے دار الامارت میں داخل ہوے سفیان کو مع اُن سپہ سالارون کے جنکو منصور نے اسکی کمک پر بھیجا تھا قید کردیا جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی یہ خبر پاکے چھ سو آدمیونکی جمعیت سے دوڑ پڑے ابراہیم نے معین بن قاسم جزری کو پچاس آدمیون کے ساتھ مامور کیا اسنے اُن دونون کو بھگا دیا جعفر و محمد کی ہزیمت اور دار الامارت پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے امان کی منادی کرادی اور بیت المال سے بیس لاکھ درم برآمد کرکے پچاس پچاس اپنے ہمراہیون مین تقسیم کردیے بعد اسکے اہواز اور فارس اور واسط کی طرف فوجین بھیجین اہواز اور فارس پر قبضہ حاصل ہوگیا اور واسط پر پوری پوری کامیابی کا پھریرا نہین اُڑ سکا اس کے بعد ہی محمد مہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس قبل عید الفطر پہونچی لوگون کے ساتھ نماز عید ادا کی اور اِن لوگون کو اِس حادثہ جانکاہ سے مطلع کیا لشکریون اور عوام الناس کو منصور سے اور زیادہ نفرت بڑھگئی ابراہیم چونکہ شجاعت اور دلیری کے ساتھ بہت بڑے عالم اور مقتدائے عام تھے اُن کی دعوت خلافت پر ہر طرف سے لبیک کی صدائین بلند ہوئین خاص کوفے مین کم و بیش لاکھ آدمی اُن کے ساتھ جان دینے کو تیار ہوگئے اور پیشوایان مذہب کے ساتھ امام ابو حنیفہ نے بھی اُن کی تائید کی اور امام صاحب علانیہ ابراہیم کے طرفدار تھے اور بعذر اسکے کہ خود شریک جنگ نہو سکے اور ہر طرح پر اُن کی مدد کی اور اُن کی بیعت کی اور مسلمانون کو اُن کی شرکت کے لئے فتویٰ دیا امام ابو حنیفہ نے ابراہیم کو خط باین الفاظ لکھا تھا اما بعد فانی قد ارسلت الیک اربعۃ آلاف درھم لم یکن عندی غیرھا ولولا امانات للناس عندی للحقت بک فاذا لقیت

القوم وظفرت فافعل کما فعل ابوك فی اهل صفین اُقتل مُدبرهم فاجهز علی جریحهم ولا تفعل کما فعل ابوك فی اهل الجمل فان القول لهم فیه
یعنی چار ہزار درم حاضر تھے وہ تمھارے واسطے بھیجا ہون اِس وقت اِس سے زیادہ پاس نہ تھا اگر میرے پاس لوگون کی امانتین نہوتین تو خود بھی تمھارے لشکر مین پہونچتا اور جبکہ تم سپاہ دشمن کو دیکھو اور رُسیم فتح پالو تو اُن کے ساتھ وہ کام کرنا جو تمھارے باپ حضرت علی نے اہل صفین کے ساتھ کیا تھا مدبر کو مار ڈالیو اور زخمی کو بھی زندہ نہ چھوڑیو اور ایسا مت کیجیو جیسا کہ تمھارے باپ نے جنگ جمل مین کیا تھا کہ انھون نے اپنے لشکر کو حکم دیدیا تھا کہ زخمیون کو تکلیف ندین اور مقتولین کی عیال کو قید نکرین اور اُن کا مال نہ لوٹین اِس لیے کہ یہ قوم لائق ایسے ہی معاملے کے ہے کہتے ہین کہ یہ مکتوب منصور کے ہاتھ لگ گیا اور اسکو امام ابوحنیفہ کی طرف سے بیحد عداوت پیدا ہوگئی۔

نامۂ دانشوران مین ابراہیم کے حالات مین لکھا ہے کہ وہ اصول عقائد مین معتزلہ کے آئین پر تھے اور جلد پنجم ناسخ التواریخ حالات حضرت امام حسن مین بھی یہی لکھا ہے۔ کوفیون کے اصرار سے ابراہیم نے کوفے پر چڑھائی کی منصور نے انکے مقابلے کے واسطے عیسیٰ بن موسیٰ کو عجلت کے ساتھ بلالیا اور کئی سپہ سالارون کو ابراہیم کی طرف بڑھنے کو تحریر کیا منصور نے نہایت حزم واحتیاط سے ہر سمت کی محافظت پر فوجین روانہ کین اور شہر فساد کے دروازے کو نہایت ہوشیاری سے بند کیا پچاس روز تک مصلے پر بیٹھا رہا اور اِس اضطراب مین دو مہینے تک کپڑے نہین بدلے سرہانے سے تکیہ اٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نہین جانتا یہ تکیہ میرا ہے یا ابراہیم کا جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی سیاہ کپڑے پہن لیتا تھا اور جس وقت اندر پہونچتا تھا اُتار ڈالتا تھا انھین دنون مدینۂ منورہ سے دو عورتین فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور امۃ الکریم بنت عبد اللہ (خالد بن اسید کی نسل سے) تحفۃً بھیجی گئی تھین مگر منصور نے انکے ساتھ خلوت نکی اور یہ کہا کہ یہ

ایام عورتون کے ساتھ لہو ولعب کرنے کے نہین ہین جب تک مین ابراہیم کا سر اپنے روبرو نہ دیکھ لون یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جاے جون ہی عیسیٰ بن موسیٰ دارالخلافت مین حاضر ہوا پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم کی جنگ پر بھیجدیا اسکے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار کی جمعیت سے تھا ابراہیم بصرے سے ایک لاکھ فوج لے کے آئے ہوئے تھے اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلے پر کوفے سے سولہ فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ کئے ہوئے تھے مسلم بن قتیبہ نے کہلا بھیجا کہ اپنے اردگرد خندق کھودلو ابراہیم کے ہمراہیون نے نہ مانا اور کہا بفضلہ ہم غالب ہین اور ابوجعفر گویا ہمارے قبضے مین ہے اگلے دن بہ قصد جنگ صف آرائی شروع کی لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہوگئی حمید بن قحطبہ مع اپنی رکاب کی فوج کے بھاگ کھڑا ہوا اسکے ساتھ اکثر لشکری بھاگ گئے عیسیٰ کے پاس ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر تیار ہوکے لڑ رہے تھے کہ اس اثنا مین جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی ایک لشکر لئے ہوے ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے آپہونچے ابراہیم کے ہمراہی اس اچانک حملے سے گھبرا کے اِن کی جنگ و مقاومت کی طرف متوجہ ہوے تو عیسیٰ کے لشکریون نے اِنکا تعاقب کیا منہزمین یہ رنگ دیکھ کے سب کے سب لوٹ پڑے درمیان مین ابراہیم کا لشکر تھا نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ چارون طرف سے گھر جانے کی وجہ سے جی کھول کے مقابلہ کرسکتا تھا مجبور ہوکے بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے صرف چھ سو یا چار سو فوج باقی رہ گئی حمید برابر حملے پر حملہ کر رہا تھا اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے گلے مین آ کے ترازو ہوگیا ہمراہیون نے گھوڑے سے اُتار لیا اور چارون طرف سے حلقہ کرکے اپنے حریف کے حملون کا جواب دینے لگے حمید نے اپنی رکاب کی فوج کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگون کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہی بدحواس ہوکے منتشر ہوگئے حمید کے لشکریون نے ابراہیم کا سر اُتار کے عیسیٰ کے روبرو لا کے رکھدیا عیسیٰ نے سجدۂ شکر ادا کرکے منصور کے پاس بھیجدیا یہ واقعہ

پچیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۴۵ھ کا ہے اور بعض کہتے ہین کہ ذیحجہ مین مارے گئے ۴۸ برس کی عمر تھی اور یہ فرقہ حسنیہ کے چھٹے امام تھے امام اول حضرت علی امام دوم حضرت حسن امام سوم حسن مثنیٰ امام چہارم عبداللہ محض امام پنجم محمد نفس زکیہ امام ششم ابراہیم۔

منصور نے بعد اسکے یہ ارادہ کر لیا کہ جہانتک ہوسکے علویون کو ذلیل کرو اور جو کوئی جاندار اور حیا لا نظر آئے اُسکو مار ہی ڈالو ایسا ہو کہ میری سلطنت مین مزاحمت کرے منصور کے بعد جتنے خلفا ہوے اُن سب نے یہی رسم جاری رکھی کہ جہانتک ہوسکے سیدون کو قتل کرو جب منتصر کی خلافت کا زمانہ آیا تو اُسنے اپنے گورنر مصر کو لکھ بھیجا کہ خبردار کوئی سید علوی کسی کا ہدیہ نہ قبول کرنے پائے نہ کبھی گھوڑے پر سوار ہو نہ اپنے خیمے سے کسی طرف سفر کرنے نکلے ایک غلام سے زیادہ غلام نہ خریدے اگر کسی قسم کا جھگڑا سید اور غیر سید مین پڑے تو غیر سید کو ترجیح دیجائے اور جو کوئی رسول کے نواسون کا نام لیکر فریاد کرے اُسے سخت سزا دو اور بہت بُری طرح اُسکو مارو

دوسرے نفسیہ یہ فرقہ بھی حسنیہ مین سے ہے مگر اس بات مین اس سے جُدا ہے کہ اسکا اعتقاد یہ ہے کہ نفس زکیہ مارے نہین گئے بلکہ غائب اور مخفی ہین اور عرصے کے بعد ظہور کرینگے اسی لیے ان لوگونکا نام نفسیہ مشہور ہے۔

تیسرے محمدیہ اس فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ امام قائم محمد معروف بہ نفس زکیہ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابی طالب ہین اور انھون نے ابو منصور کی طرف امامت کی وصیت کی تھی نہ بنی ہاشم کی طرف جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کے لیے وصیت کی تھی اور اپنے بیٹے اور بھتیجے کے لیے وصیت نہ کی[1]

چوتھے حسینیہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ نفس زکیہ کی وصیت سے ابو منصور کو امامت پہونچی اور ابو منصور نے اپنے بیٹے حسین کے لیے امامت کی وصیت کی تھی اسلئے ابو منصور کے بعد وہ امام ہوے[2]

فائدہ جلیلہ محمد نفس زکیہ اور اُن کے بھائی ابراہیم فرقۂ زیدیہ کے ائمہ میں بھی شمار پاتے ہیں اِس لیے کہ زیدیہ کے ایک گروہ کا اعتقاد یہ ہے کہ یحییٰ بن زید شہید نے جو زیدیہ کے چھٹے امام ہیں اپنے بعد نفس زکیہ کی امامت کے لیے وصیت کی تھی اور نفس زکیہ نے ابراہیم کی امامت کے لئے وصیت کر دی تھی۔

وہ فرقے جو حضرت حسن مجتبیٰ کے بعد حضرت حسین شہید کربلا اور اُنکی اولاد میں امامت مانتے ہیں

دو امامیہ جو حضرت علی کے بعد حضرت حسنؓ کو اور اُن کے بعد حضرت حسینؓ کو اور اُنکے بعد اُنکی اولاد کو امام مانتے ہیں اِن سب کا طریقۂ امامت میں امام محمد باقر تک اتفاق ہے پھر بعد اُن کے اختلاف کرتے ہیں اِن میں سے بعض فرقے امام جعفر صادقؓ تک امامت کو نہیں پہونچاتے ہیں باقی سب فرقے جعفر صادق تک امامت کے معاملے میں مشترک ہیں۔

وہ فرقے جو محمد باقر کے بعد جعفر صادق کو امام نہیں مانتے

اول باقریہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امام حسنؓ کے بعد امام حسینؓ کو امامت پہونچی اُن کے بعد علی زین العابدینؓ کو اُن کے بعد محمد باقر کو اور محمد باقر مرے نہیں زندہ ہیں اور مہدی منتظر ہیں۔

دوم حاضریہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ محمد باقرؓ کے بعد اُنکے بیٹے ذکریا امام ہیں اور وہ کوہ حاضر میں چھپے ہوے ہیں جب اُنکو اللہ حکم دیگا تو نکلیں گے۔

وہ فرقے جو جعفر صادقؓ تک امامت کے معاملے میں مشترک ہیں اور پھر اُن کے بعد امام میں اختلاف کرتے ہیں

(۱) میثمیہ[1] یہ فرقہ علی بن اسماعیل بن میثم تمار کی طرف منسوب ہے جو حضرت علی کے

[1] اس لفظ مین اول میم ہے اسکے بعد یاے تحتانی ساکن اسکے بعد ثاے مثلثہ ہے ۱۲ کذا فی منتہی المقال

اصحاب سے تھا جیسا کہ مجمع البحرین کی جلد دوم مین لکھا ہے کتاب خرائج الجرائح مین ہی کہ میثم تمار ایک عورت کا اہل کوفہ مین سے غلام تھا جناب امیر نے اُسے خرید کر کے آزاد کر دیا اور حلی نے اُسے کتاب خلاصہ مین ثقہ مین مین ذکر کیا ہے اور مختار کشی مین مذکور ہے کہ اُسکا خاندان بیت التمارین کے نام سے مشہور تھا اس فرقے کا قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کو امامت پہونچی پھر امام حسینؓ کو پھر علی بن حسینؓ کو پھر محمد باقرؓ کو پھر جعفر صادقؓ بن محمد کو پھر اُنکے بیٹے موسیٰ کاظم کو اور میثم تمار کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور اُسکے لیے اعضا ہین ہیں

(۲) حکمیہ ہشام بن حکم کندی خیبانی کوفی کے اصحاب ہین انکو ہشامیہ بھی کہتے ہین ہشام کا قول ہے کہ صانع اور مصنوعات کے درمیان کوئی مشابہت ضروری ہے ورنہ مصنوعات صانع پر دلالت نہین کر سکتے اور اسکا قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ محدود ہے اور چاندی کے ٹکڑے کی طرح سفید اور صاف اور ستھرا ہے اور ہر طرف سے چمکتا اور روشن ہے اور انسان کی صورت پر طویل و عریض و عمیق ہے طول اُسکا مثل عرض کے اور عرض اُسکا مثل عمق کے ہے اور اپنے بالشت سے سات بالشت ہے رنگ اور مزہ اور بو رکھتا ہے اور یہ تمام صفات اُسکی ذات کے مغائر نہین ہین اور وہ کھڑا ہوتا اور بیٹھتا اور ہلتا اور ٹھہرتا اور چلتا پھرتا بھی ہے اور ماتحت الثریٰ کو بذریعۂ شعاع نوری کے جانتا ہے جو اُسکے جسم سے نکل کر اُس طرف پڑتی ہے اور عرش پر رہتا ہے جب اُس سے لوگون نے پوچھا تیرا اللہ بڑا ہے یا کوہ احد تو کہا کوہ احد حکمیہ مقاتل بن سلیمان پر طعن کرتے ہین کہ وہ اِس بات کا قائل ہے کہ اللہ گوشت و خون رکھتا ہے اور ہشام کہتا ہے ارادۂ آلہی ایک حرکت ہے جو نہ اُسکی عین ہے اور نہ غیر ہے اور اللہ تعالیٰ کو اشیا کا علم اُن کے پیدا ہو جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے قبل اُن کے وجود کے وہ اُنھیں نہین جان سکتا اور اُسکا علم نہ قدیم ہے اور نہ حادث ہے اور کلام اُسکی صفت ہے جو نہ مخلوق ہے اور نہ غیر مخلوق اور اللہ تعالیٰ پر اعراض دلالت نہین کر سکتے بلکہ اجسام اسپر دلالت کرتے ہین کیونکہ اجسام کے ساتھ

اسکو مشابہت ہے اور یہ شخص اللہ تعالی پر بدا بھی تجویز کرتا تھا اور اُسکے زعم مین امام پر معصیت جائز نہین ہے اور انبیا پر جائز ہے اور کہتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے مین اسیران بدر سے عصیان خدا کا کیا تھا مختار کشی مین ہشام کے چچا عمر بن یزید سے منقول ہے کہ وہ اوائل مین جہم بن صفوان کے مذہب پر تھا پھر امام جعفر صادق کی ہدایت سے شیعہ جعفریہ مین داخل ہو گیا[۱]۔

ہشام کی تالیفات سے بہت سی کتابین ہین مختلف بیانون مین جیسے توحید اور حدوث اجسام اور جبر و قدر اور امامت اور ابطال امامت مفضول اور رد معتزلہ اور رد زنادقہ اور رد طلحہ و زبیر اور استطاعت وغیرہ مین اور اسنے ایک کتاب اللہ تعالی کی جسمیت کے بیان مین لکھی ہے[۲]۔

ہشام کا قول یہ بھی ہے کہ اہل جنت و دوزخ کی یہ نوبت پہونچے گی کہ وہ اپنی حالت مین مدہوش اور بیہوش ہو جائینگے اپنی جانون پر اُن کو قابو نہ رہیگا جیسے کسی کو نشہ ہوتا ہے ایسے متوالے ہو جائینگے[۳]

فرقہ حکمیہ کا ظہور سنہ ۱۹۰ھ مین ہوا تھا ابن حزم وغیرہ کہتے ہین کہ جس شخص نے اول دین اسلام مین یہ بات کہی کہ اللہ جسم ہے وہ یہی ہشام بن حکم ہے[۴]۔

(۳) جوالقیہ ہشام بن سالم جوالقی جوزجانی کوفی کی طرف منسوب ہین جو بشر بن مروان بن حکم کا غلام تھا اسکا قول یہ تھا کہ اللہ انسان کی صورت پر ہے نصف اعلی اُسکا مجوف ہے یعنی خالی اور نصف اسفل مصمت ہے یعنی ٹھوس اللہ کے سر کے بال کالے ہین وہ گوشت اور خون نہین رکھتا ہے بلکہ ایک چمکتا نور ہے اُسکے حواس خمسہ مثل حواس انسان کے ہین اور حواس اُسکے باہم متغائر ہین اس طرح کہ جس حس سے مثلاً سنتا ہے وہ وہ نہین ہے جس سے دیکھتا ہے[۵]

---

۱ دیکھو مجالس المؤمنین ۱۲

۲ دیکھو تنبیہ الغافلین ۱۲

۳ دیکھو [illegible] جلد اول [illegible] مذکور ہے

۴ [illegible] ابن حزم وغیرہ [illegible] اول من قال فی الاسلام ان اللہ جسم ہشام بن الحکم ۱۲

۵ جلد اول [illegible] [illegible] الانسان [illegible]

ہاتھ پاؤں منھ آنکھ کان سب کچھ رکھتا ہے مگر شرمگاہ اور داڑھی نہیں ہے۔ اس فرقے کا ظہور ۱۱۳ھ میں ہوا خلاصہ میں مذکور ہے کہ وہ امام جعفر صادقؑ اور موسی کاظمؑ کے اصحاب سے تھا اور اس فرقے کو سالمیہ بھی کہتے ہیں کبھی ہشامیہ بھی انکو بولتے ہیں۔

(۴) زرار یہ زرارہ بن اعین شیبانی کوفی کے متبع ہیں یہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات حادث ہیں اور قبل حدوث صفات کے اللہ نہ عالم تھا اور نہ سمیع اور نہ بصیر اور نہ قادر اور نہ حی یہانتک کہ اسنے اپنے لئے یہ سب کچھ اکتساب کیا اس فرقے کا ظہور ۱۴۵ھ میں ہوا زرارہ ۱۴۵ھ میں عمائیہ کے قدم بہ قدم ہے جنھیں فطحیہ بھی کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اسنے یہ رائے ترک کر دی تھی اسنے عبداللہ بن جعفر صادق سے مسائل دریافت کئے جب نہ بتا سکے تو موسیٰ بن جعفر کے پاس چلا گیا یہ شبہ بھی تھا کتاب ابی داؤد میں مرقوم ہے کہ زرارہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسی کاظم کے راویوں میں سے ہے ۱۵۰ھ ہجری میں انتقال کیا اسنے ایک کتاب استطاعت اور جبر کی تحقیق میں لکھی ہے میزان ذہبی میں مذکور ہے کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ زرارہ نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اسنے باقر کو نہیں دیکھا تھا۔

(۵) یونسیہ یونس بن عبدالرحمٰن قمی کے پیرو ہیں اسکا اعتقاد تھا کہ اللہ عرش پر ہے جسکو ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں اور اس کی قوت ملائکہ کی قوت سے زیادہ ہی منتہی المقال میں لکھا ہے کہ یونس امام جعفر سے کوہ صفا و مروہ میں ملا تھا مگر ان سے روایت نہیں کی ہے ابوالحسن موسی کاظم اور ان کے بیٹے علی رضا سے روایت کی ہے اور امام رضا کا وکیل اور مخلص دوست تھا اور کتاب خلاصہ میں مذکور ہے کہ امام رضا سے اہل علم و فتویٰ سے شمار کرتے تھے فرقہ واقفیہ نے اسکو بہت کچھ مال و اسباب دینا چاہا کہ ان سے اس بات میں اتفاق کرے کہ امام موسی کاظم پر امامت منتہی ہو گئی مگر اسنے قبول نہ کیا اور مختار میں مذکور ہے کہ فضل بن شاذان کہتا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ یونس آل یقطین کا غلام ہے یہ غلط ہے اسلیے کہ یونس ہشام بن عبدالملک کے آخر عہد میں پیدا ہوا تھا اور آل یقطین اس عہد میں نہ تھے بلکہ بنی عباس کے زمانے میں گزرے ہیں

۲۰۸ھ ہجری مین یونس فوت ہوا۔ حلت متعہ کے بیان مین یونس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور یہ بڑا بھاری مشبہ تھا اور بدر کا قائل تھا بدر کے بیان مین اسکی ایک کتاب ہے اور ایک کتاب غلاۃ کے رد مین ہے۔

(۶) مفوضہ یا تفویضیہ اس فرقہ کا ظہور ۲۸۶ھ ہجری مین ہوا تھا ان کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے خلق عالم و تدبیر عالم کو اُن کے سپرد کر دیا ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے اُن کے لیے مباح کر دیا ہے پس تمام عالم اُنہی کا پیدا کیا ہوا ہے اور ان مین سے بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے سپرد فرمایا ہے اور ایک فرقہ انہین سے یہ کہتا ہے کہ دونون کے سپرد کیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ سب ائمہ کے سپرد کیا ہے مفوضہ جب بادلون کو دیکھتے ہین تو اُسے سلام کرتے ہین اس گمان سے کہ اس مین علی کرم اللہ وجہہ ہین دمع الہتون ترجمۂ اردو جلاء العیون مین لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ خدا غالیون پر لعنت کرے کہ ہم اہل بیت کے حق مین غلو کرتے ہین اور حد سے گذر جاتے ہین اور خدا مفوضہ پر لعنت کرے جو کہتے ہین کہ خدا نے تمام عالم کو ائمہ کے مفوض کیا ہے واضح ہو کہ مفوضہ نے معصیت خدا کو صغیر جانا اور اپنے خدا سے کافر ہوگئے اور شریک خدا کے لیے قرار دیا ہے اور گمراہ ہوگئے ہین اور لوگون کو بھی گمراہ کیا ہے کہ فرائض خدا پر اقامت منکر ہین اور حقوق خدا اور خلق خدا ادا منکر ہین اور ابو ہاشم جعفری کہتا ہے کہ امام رضا نے غالیون کو کافر اور مفوضہ کو مشرک کہا ہے ارشاد یہ مین بیان کیا ہے کہ مفوضہ عبید اللہ بن عبداللہ بن سبا کے متبع ہین جو سب سے پہلے تفویض کا قائل ہوا تھا یعنی کہتا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے سب کام پیغمبر خدا اور حضرت علی کے سپرد کر دیے ہین اور آپ معطل ہوگیا ہے یہی حضرات پیدا کرتے ہین اور یہی مارتے ہین اور یہی رزق بانٹتے ہین غرض جو کام کہ خدا کے ہین وہ سب عبید اللہ اور اس کے تابعون کے نزدیک پیغمبر خدا اور حضرت علی مرتضیٰ کرتے ہین اور خدائے تعالیٰ کچھ نہین کرتا در حقیقت یہ فرقہ غلات مین داخل ہے اسی سبب سے صاحب ملل و نحل نے

مفوضہ کو غلات مین شمار کیا ہے مگر چونکہ غالیون اور مفوضہ مین اتنا فرق ہو کہ غالی جناب امیر کی الوہیت کے قائل ہین اور انکو خدا جانتے ہین اور مفوضہ انکی الوہیت کے قائل نہین مگر تفویض کے قائل ہین اور اسی سبب سے بعض روایات مین ذکر مفوضہ کا مقابل غلات کے آیا ہے پس اس وجہ سے قسیم یعنی مقابل غلات کے ہونگے بہرحال یہ دونون فرقے حد شرع سے تجاوز کرنے والے ہین اور معنی غلو کے کسی کام کے کرنے مین حد سے گذرجانے کے ہین مفوضہ اور غلات کہتے ہین کہ علماے قم نے جناب امیر کی محبت مین بہت کمی کی ہے

(۷) نعمانیہ یہ محمد بن علی بن نعمان کوفی صیرفی کی طرف منسوب ہین جسکو اہل سنت شیطان الطاق اور شیعہ مومن الطاق کہتے ہین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ کوفے مین ایک مقام طاق کے نام سے مشہور ہے وہان اسکی دوکان تھی جس مین بیٹھا ہوا درم و دینار پرکھا کرتا تھا اور اہل سنت کی کتب مین یہ فرقہ شیطانیہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے مگر شہرستانی وغیرہ نے نعمانیہ کے نام سے لکھا ہے کنیت اسکی ابوجعفر اور لقب احول ہے اسی لیے ابوجعفر احول کہلاتا ہے اسکی تالیف سے کئی کتابین ہین ایک حضرت علیؓ کی امامت کے بیان مین احتجاج نام کتاب ہے اور دوسری خوارج کے رد مین [1]۔ یہ شخص معتزلہ و شیعہ دونون کے مذاہب مین ملا جلا رہا کرتا تھا اسکا مذہب یہ تھا کہ اللہ کو اشیا پیدا کرنے سے قبل اسکا علم نہین ہوتا اگر اللہ بندون کے افعال کا عالم ہوتا تو یہ بات مستحیل ہوتی کہ بندونکا امتحان اختیار کرتا اور اسکا زعم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک نور ہے غیر جسمانی اور باوجود اسکے اس بات کا قائل تھا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی سی صورت رکھتا ہے اور یہ شخص رجعت کا قائل تھا اس فرقے کا ظہور ۱۱۳ھ مین ہوا ہے۔

(۸) بدائیہ یہ لوگ اسکے قائل ہین کہ اللہ پر جائز ہے یعنی جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کا ارادہ کرے اور پھر اس سے پشیمان ہوجائے اسلئے کہ اسپر وہ چیز ظاہر ہوجو پہلے سے اسپر ظاہر نہ تھی جس طرح کہ آدمی مین تبدیل راے ہوتی ہے یہ لوگ کہتے ہین کہ خلافت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بھی اسی طرح پر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ انھین خلیفہ

[1] فرق الشیعہ للنوبختی ص ۱۱

بنا کر پشیمان ہوا اور اُن کی تعریف مین جس قدر آیات نازل کین وہ سب آخرکار اُسکے واسطے موجب ندامت کا ہوئین صواعق محرقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ظہور سنہ ۱۴۵ھ ہجری مین ہوا اور یہ قول سامحت سے خالی نہین اسلیے کہ اس سے قبل شیعہ کے بعض فرقے بداء کے قائل ہو چکے تھے چنانچہ کیسانیہ کا یہ عقیدہ ہے حالانکہ اس فرقے کا ظہور سنہ ۶۲ھ ہجری مین ہوا تھا اور فرقہ جوالیقیہ مین بھی جسکا دوسرا نام سالمیہ ہے اس امر کا اعتقاد تھا اس فرقے کا ظہور سنہ ۱۱۳ھ مین ہوا صواعق محرقہ مین ان فرقونکے سنہاے ظہور کی نسبت بہت کچھ تسامح ہوا ہے چنانچہ لکھا ہے ثم ظهرت الزرارية واليونسية والمفوضة والكيسانية والبدائية والغمامية منهم وبدو ظهورهم فی حدود سنة خمس واربعين ومأة حالانکہ انکے ابتداے ظہور کے سنین مین بڑا تفاوت ہے حکمیہ اور زراریہ اور دوسرے امامیہ جیسے مالک جہنی و دارم بن حکم و ریان بن صلت بھی اللہ تعالیٰ پر بداء کے قائل ہین۔ امامیہ اپنے اوپر سے اعتراض اُٹھانے کے لیے بدا کے معنے مین تاویلین کرنے لگے ہین اور کہتے ہین جو کچھ اہل سنت نے سمجھا ہے بدا کے امامیہ کے نزدیک وہ معنے نہین بلکہ اسکے اور معنے ہین جو لائق انکار نہین ابوالفتوح نے کنز الفوائد مین اسکی تحقیق وتفصیل کی ہے سامامیہ کہتے ہین کہ خداے تعالیٰ کی راے اور تجویز مین کبھی خطا اور غلطی واقع نہین ہوتی کیونکہ وہ عواقب امور اور مصالح امور سے بخوبی آگاہ ہے اور کوئی شے اُسپر مجہول نہین سب حال اُسپر ظاہر اور ہویدا ہے جو وہ کرتا ہے سمجھکر کرتا ہے نہ خطا سے کہ پشیمان ہوکر راے اول سے راے دوسری کی طرف عدول کرے بدا باین معنی شیعون کے نزدیک خداے تعالیٰ پر محال ہے بلکہ شیعہ کی اصطلاح مین بدا عبارت ہے تغیر وتبدل سے احکامات مین بسبب اختلاف مصالح اور اوقات کے یعنی ایک وقت مین باعتبار ایک مصلحت کے ایک حکم دیا دوسرے وقت مین باعتبار دوسری مصلحت کے اُس حکم کو بدل ڈالا اسکو نسخ تشریعی کہتے ہین اور تغیر عالم کون میں یعنی وہ تغیرات جو دنیا مین ہوتے ہین جیسے موجود کرنا اور معدوم کرنا اور زندہ کرنا اور مردہ کرنا اسکو نسخ تکوینی کہتے ہین پس بدا باین معنی فرقۂ شیعہ کے نزدیک

خدائے تعالیٰ پر جائز ہے اسلئے کہ خدائے تعالےٰ ہر وقت ایک شان مین ہے جو مصلحت دیکھتا ہے وہ کرتا ہے اور جس مین مصلحت نہین دیکھتا اُسکو نہین کرتا کبھی مارتا ہے کبھی جلاتا ہے کبھی بیمار ڈالتا ہے کبھی صحت دیتا ہی غرض ہر وقت موافق مصلحت کے کام کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندون کی مصلحتون سے آگاہ ہے پس یہ معنی صحیح ہین کہ اِن مین کسی طرح کا فساد نہین اور بدا اِس معنے مین آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور یہ آیات اور اخبار اِس پر دلالت کرتے ہین کہ خدانے دو لوحین پیدا کی ہین اور اُن مین جمیع کائنات اور حوادثات کو لکھا ہے ایک کا نام لوح محفوظ ہے پس اُس لوح مین جو کچھ خدا کے حکم سے لکھا جاتا ہے اُس مین کسی طرح کا تغیر واقع نہین ہوتا اور مطابق علم آلہی کے ہوتا ہی اور دوسری لوح کا نام لوح محو و اثبات ہی کہ اُس مین موافق مصلحت کے خدا کے حکم سے بعض چیزین لکھی جاتی ہین اور بعض محو کی جاتی ہین جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یمحوا اللہ مایشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب توضیح اسکی یہ ہے کہ پہلے مثلاً اِس لوح مین لکھا کہ زید کی عمر پچاس برس کی ہے یعنی مقتضائے حکمت یہ ہے کہ عمر اُسکی اِس قدر ہو جب تک کہ کوئی سبب زیادتی اور نقصان کا اُس سے عمل مین نہ آئے پس جس وقت کہ اُس سے کوئی عمل نیک مثل صلۂ رحم یا صلۂ عترت طاہرہ اور ذریت اخیار رسول مختار یا تصدق مساکین مومنین برادر پر عمل مین آیا اور اِن چیزون مین سے کسی کو بجالایا تو پچاس سال کی عمر اُسکی محو ہو جاتی ہے اور اُسکی عمر ساٹھ برس کی لکھی جاتی ہی اور اگر اُس سے خلاف اِن امور کے کوئی عمل بد مثل قطع رحم یا ترک صلہ سادات مومنین کے ظہور مین آیا تو اُس کی عمر پچاس برس کی جگہ چالیس برس کی لکھی جاتی ہی اور دس برس کم ہو جاتے ہین اور لوح محفوظ مین اول امر سے لکھا جاتا ہے کہ زید صلۂ رحم بجالاے گا اور عمر اُسکی اِس وجہ سے ساٹھ برس کی اللہ کی طرف سے متعین ہوئی ہے یا اُسکی عمر اِس وجہ سے کہ وہ قطع رحم یا اسی طرح کا کوئی اور برا کام کرے گا چالیس برس کی مقرر ہوئی ہے جیسا کہ طبیب حاذق کو کسی شخص کے

مزاج کا حال معلوم ہو جاوے تو وہ حکم کر سکتا ہے کہ عمر اسکی ساٹھ کی ہوگی پس اگر اُسنے زہر کھا لیا یا کسی نے اُسکو قتل کر دیا اور عمر اُسکی ساٹھ برس سے کم ہوگئی یا مثلاً اُسنے کوئی دواے قوی کھائی اور اُسکی عمر ساٹھ برس سے بڑھ گئی تو یہ نہ کہینگے کہ طبیب نے غلطی کی پس بدءعبارت ہے تغیر تقدیر سے لوح محو و اثبات مین اور غرض لوح محو و اثبات سے یہ ہے کہ بندے بسبب خبر دینے انبیا اور اوصیا کے اِس لوح سے یہ جان لین کہ اعمال حسنہ اُن کے کامون کی اصلاح مین تاثیر رکھتے ہین تاکہ اعمال نیک کی طرف راغب ہون اور اعمال بد سے باز رہین۔

کتاب توحید اور عیون اخبار الرضا مین روایت کی ہے کہ امام رضا نے فرمایا کہ اے سلیمان تو کیون بدء کا انکار کرتا ہے حالانکہ خدا ے تعالیٰ فرماتا ہے اولم یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا آیا نہین دیکھتا انسان کہ ہمنے پیدا کیا اُسکو پہلے سے اور وہ کوئی چیز نہ تھا غرضکہ بدء شیعہ کے نزدیک محو و اثبات ہے نہ بدلنا راے کا دوسری راے کی طرف پشیمان ہوکر امامیہ کہتے ہین کہ یہ امر محال ہے کہ خدا اول کسی امر کو نہ جانے اور پھر اُسپر ظاہر ہو جائے یا اپنے ارادے سے پشیمان ہو۔ امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ جو کوئی ایسا اعتقاد کرے کہ خداے تعالیٰ نے کل ایک کام کیا اور کل اسکی بُرائی کو نہ جانا اور آج اُس کی بُرائی کو جانا کہ یہ کام جو مین نے کیا تھا بُرا تھا اور اُس کام کے کرنے سے آج پشیمان ہوا تو ہم ایسے شخص سے بیزار ہین اور اِس قسم کے اعتقاد کرنے والے کو آپ نے کافر فرمایا ہے۔

رسالۂ اعتقادیہ مین بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ایسا بدء نہین ہوا جیسا کہ میرے بیٹے اسماعیل کے باب مین اُسکو بدء ہوا آپ فرماتے ہین کہ اللہ پاک کو کوئی امر کسی شے مین ایسا ظاہر نہین ہوا جیسا کہ میرے بیٹے اسماعیل کے باب مین ظاہر ہوا کہ اُن کو مجھ سے پہلے مارا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہ میرے بعد امام نہین ہین اور بعض نے کہا ہے کہ بدء امور تکوینی مین مثل نسخ کے ہے احکام شرعی مین اور نسخ یہ ہے کہ شارع کا ایک حکم پہونچا اور ہمنے گمان کیا کہ وہ ہمیشہ رہیگا

اور بعد اُسکے وہ حکم منسوخ ہوگیا اور دوسرا حکم مقرر ہوا اور یہی حال امور تکوینی مین ہے
مثلاً ایک کام علل اور اسباب اور قرائن حال کی وجہ سے ایسا معلوم ہوا کہ ہمیشہ رہیگا
اور بعد اسکے وہ امر جاتا رہا اور دوسری طرح پر ہوا اُسکو بدا کہتے ہین جیسے اسماعیل
کہ امام جعفر صادقؑ کے بڑے بیٹے تھے اور آدمیون کو بظاہر حال یہ گمان تھا کہ امام
موصوف کے بعد وہی امام ہونگے پھر جبکہ اُنھون نے وفات پائی تو آدمیون نے
جانا کہ امامت اُن کی جو گمان کی گئی تھی برطرف ہوئی اور امامت موسی کاظم کے لیے
ثابت ہوئی اور کہتے ہین کہ اسکو بدا اِس لیے کہتے ہین کہ اُسپر وہ امر ظاہر ہوا
کہ پہلے اِس سے ظاہر نہ تھا۔

نوراللہ شوستری نے جو اس باب مین مجالس المومنین مین لکھا ہے اُن کے کلام کا
خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر مین لفظ بدا سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم دینے کے
بعد اُسکے وقت مقررہ پر واقع ہونے سے قبل ممانعت کر دے اور اِس سے جہل و پشیمانی
اللہ پر لازم نہین آتی اور نہ اُسکی خطا ثابت ہوتی ہے اِسلیے کہ مطلب اِس قول سے
یہ ہے کہ کبھی آقا کو اپنے نوکر کی اطاعت و تابعداری دوسرون پر ظاہر کرنی ہوتی ہو
تو ایک مشکل کام کا حکم فرماتا ہے اور جب یہ شخص وہ کام شروع کرتا ہے تو منع
کر دیتا ہے مصداق اسکا حضرت ابراہیمؑ کا قصہ ہے کہ اُن کو اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے
ذبح کرنے کا حکم دیا اور جب وہ تکمیل کو آمادہ ہوے اور دونون نے حکم الٰہی پر صبر
و رضامندی رکھی تو منع کر دیا اور اجر ان کا المضاعف کر دیا۔

(۹) ناؤسیہ یہ عبداللہ بن ناؤس بصری کے متبع ہین یہ چھ شخصون کی
امامت کا قائل ہے حضرت علیؑ سے جعفر صادقؑ تک اسکا عقیدہ یہ تھا کہ امام جعفر صادقؑ
زندہ ہین اور غائب ہوگئے ہین اور وہی مہدی موعود ہین اور بعض ناؤسیہ کہتے ہین
کہ بعض شیعۂ صادق کبھی کبھی خلوت مین انکو دیکھ بھی لیتے ہین انکا ظہور ۱۴۵ھ ہجری
مین ہوا۔ یہ لوگ بغداد مین تھے تا عسکر ۳۰۰ھ ہجری مین۔ پھر تاتاریون کی یورش
کی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ ناؤسیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو اپنے نفس کو غیر پر فضیلت دے وہ کافر ہے

(۱۰) عماریہ کہ عمار کے متبع ہین انکا عقیدہ یہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے وفات پائی تو اُن کے بیٹے محمد نامی امام ہوئے بعض کتابون مین لکھا ہے کہ عماریہ مین سے ایک گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ امامت بعد محمد بن جعفر کے اُن کی اولاد مین رہی اِس گروہ کو شمیطیہ کہتے ہین۔

(۱۱) عمائیہ یہ لوگ عبداللہ بن عمار کے یار ہین اور سات شخصون کی امامت کے مقر ہین حضرت علی بن ابی طالب سے جعفر صادقؑ تک اور بعد اُن کے عبداللہ بن جعفر صادق کو امام جانتے ہین اِن عبداللہ کا لقب افطح تھا الف کے فتحہ اور فا کے سکون اور طاے مہملہ کے فتحہ اور حاے حطی کے سکون سے ان کو افطح اسلیے کہتے تھے کہ اِن کے دونون پانون چوڑے تھے اور بعض کہتے ہین کہ سر چوڑا تھا اور یہ افطح اسمٰعیل بن جعفر کے حقیقی بھائی تھے عمائیہ کہتے ہین کہ افطح چونکہ لاولد مرے ہین لہذا امامت کا سلسلہ انکی نسل مین جاری نہین رہا ہے اِسلیے پھر دنیا مین آئینگے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ افطحیہ جنھین عمائیہ بھی کہتے ہین عبدالرحمن بن عمر کے اصحاب ہین۔

حبیب السیر مین بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر سب بھائیون مین بڑے تھے اپ کی وفات کے بعد امامت کے مدعی ہوے بہت سے شیعہ نے انکی متابعت کی لیکن بالآخر اِن مین سے بہت سے منحرف ہوکر امام موسی کاظمؑ کی امامت کے قائل ہو گئے اور جو لوگ عبداللہ کی امامت کے معتقد رہے وہ افطحیہ مشہور ہو گئے اِسلیے کہ انکا نام عبداللہ بن افطح تھا اور بعض کہتے ہین کہ خود عبداللہ بن جعفر کا عرف افطح تھا اور منتہی المقال سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ افطح کی امامت کے جو لوگ قائل ہین وہ فطحیہ کہلاتے ہین اور یہ فطحیہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کے مقر ہین اور ساتھ اُنکے عبداللہ افطح کو بھی امام مانتے ہین کہ اُنکو صادق اور کاظم کے درمیان مین داخل کرتے ہین اور شہید سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ افطح کی امامت کے امام موسی کاظم اور امام علی رضا کے درمیان مین قائل ہین۔

توضیح المقال مین لکھا ہے کہ بعض کی راے یہ ہے کہ یہ فرقہ فطحیہ اس لیے کہلاتا ہے

کہ سرگروہ اُسکا عبداللہ فطیح کوفی تھا اسی کی طرف یہ منسوب ہین نامئہ دانشوران مین ابن قبہ کے حالات مین ہے کہ زید علوی کا قول ہے کہ اب فرقہ فطحیہ کو اسماعیلیہ کہتے ہین اسلیے کہ اُن لوگون مین سے جو عبداللہ افطح کی امامت کے معتقد تھے کوئی باقی نہین رہا یہ عبداللہ بن جعفر کم علم تھے کتاب جمہرۃ النسب مین مذکور ہے کہ زرارہ بن اعین کوفی بھی اول اول عبداللہ افطح کی امامت کا معتقد تھا جب مدینے کو گیا تو عبداللہ افطح کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُن سے مسائل فقہیہ کا سوال کیا عبداللہ نے جو جواب دئے اُنسے نہایت جہل ثابت ہوا۔

بعض کتب مین لکھا ہو ایک سائل نے عبداللہ سے دریافت کیا کہ دوسو درم پر کس قدر زکوۃ واجب ہے بولے پانچ درم پھر سائل نے کہا سو درم پر کس قدر ہے قیاس لگا کر کہا اڑھائی درم اور یہ امامیہ کے مذہب کے خلاف ہے اِسلیے کہ سو درم پر زکوٰۃ نہین چاندی کا نصاب دوسو درم ہے اُس سے کم پر زکوٰۃ نہین الغرض زرارہ افطح کی امامت سے پھر گیا اور جب کوفے کو واپس آیا تو اُسکے دوست ملنے کو آئے اور امام کا حال دریافت کیا اُس وقت زرارہ کے پاس قرآن رکھا ہوا تھا اُس نے قرآن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرا تو یہ امام ہے اسکے سوا میرا کوئی امام نہین پس شیعۂ افطحیہ اپنے امام سے پھر گئے۔

(۱۲) اسحاقیہ یہ کہتے ہین کہ اسحاق بن جعفر اپنے باپ کے بعد امام ہین اور یہ اسحاق نہایت متقی اور اعلیٰ درجے کے عالم تھے ثقات محدثین نے اُنسے روایات نقل کی ہین جیسے سفیان بن عیینہ وغیرہ۔

(۱۳) یعفوریہ صواعق محرقہ مین اسحاقیہ اور مفضلیہ کے درمیان مین اِس فرقے کو لکھا ہے یہ ابن ابی یعفور کے اصحاب ہین اِن کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیا سے گناہونکا صدور جائز ہے۔

(۱۴) مفضلیہ یہ اصحاب ابو المفضل بن عمرو کے ہین کہتے ہین کہ جعفر صادقؑ کے بعد موسیٰ کاظم امام ہوے کیونکہ جعفرؑ نے اُن کے واسطے نام لیکر نص کردی تھی

اس طرح کہ ساتوان تمھارا کہ قائم وا امام تمھارا ہے اور بعض کہتے ہین یون کہا تھا کہ صاحب تمھارا کہ قائم تمھارا ہے آگاہ ہو کہ وہ ہم نام صاحب توریت ہے اور یہ لوگ اُن کی وفات کے قائل ہین انکو قطعیہ بھی کہتے ہین اسلیے کہ اُنکی موت کو قطعی جانتے ہین بعض کہتے ہین کہ مفضلیہ وہ فرقہ ہے جسکا عقیدہ یہ ہے کہ امام موسی کاظم مر گئے اور امامت اُن کے بیٹے محمد کی طرف منتقل ہو گئی اور قطعیہ ایک جداگانہ فرقہ ہے جسکا اعتقاد یہ ہے کہ موسی کاظم کے بعد امامت علی رضا کو پہونچی پھر اپر امامت کو قطع کر دیا اور انکے بیٹے کی امامت کو بیان نکیا اسلیے انکا نام قطعیہ قرار پایا۔ اور قطعیہ کے رئیس کا نام یونس بن عبد الرحمن ہے۔

(۱۵) موسویہ ان کو امام موسی کاظم کی موت و حیات مین شک ہے اسی واسطے امامت کو انھین پر منحصر سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اُنکے بعد سلسلۂ امامت بند ہو گیا اور کہتے ہین کہ اگر امامت غیر موسی کاظم کے لیے صحیح ہو تو وہ نافذ ہے۔

(۱۶) ممطوریہ یہ لوگ موسی کاظم کی حیات کے قائل ہین کہتے ہین کہ وہ نہین مرے انھین کو مہدی موعود امام منتظر جانتے ہین بعض کتابون مین لکھا ہے کہ ممطوریہ کو امام موسی کاظم کی موت مین توقف ہے انکو ممطوریہ اسلیے کہتے ہین کہ ایک بار قطعیہ کے ساتھ انھون نے مناظرہ کیا تھا قطعیہ کے رئیس نے جس کا نام یوسف بن عبد الرحمن ہے ان کو کہا انتم اھون عندنا من الکلاب الممطورۃ یعنی تم ہمارے نزدیک بارش کے بھیگے ہوے کتون سے بھی زیادہ حقیر ہو اُسوقت سے یہ لوگ ممطوریہ مشہور ہو گئے۔

(۱۷) راجعیہ انکو کاظمیہ بھی کہتے ہین انکا قول یہ ہے کہ موسی کاظم کا انتقال ہو گیا لیکن وہ پھر دنیا مین لوٹ کر آئین گے اور چونکہ یہ تینون فرقے امامت کو موسی کاظم پر موقوف رکھتے ہین اور انکو حی لایموت سمجھتے ہین اسلیے واقفیہ بھی کہلاتے ہین۔

نامۂ دانشوران مین ابن قبہ کے حالات مین بیان کیا ہے کہ واقفیہ بھی مختلف طور پر ہین بعضے جناب ابو عبد اللہ جعفر صادق پر توقف کرتے ہین اور تھوڑے سے ابو جعفر محمد باقر پر توقف کرتے ہین اور ایک گروہ موسی بن جعفر پر توقف کرتا ہے

علماے رجال و محدثین امامیہ کی اصطلاح مین غالبًا واقفیہ کو پچھلی قسم پر اطلاق کرتے ہین توضیح المقال مین اختیار سے سلسلہ دار ابو القاسم حسین محمد بن عمر بن یزید کے چچا تک روایت کی ہے کہ واقفیہ کی ابتدا کی یہ صورت ہے کہ اثنا عشریہ کے پاس تیس ہزار دینار بابت زکوۃ وغیرہ کے جو کچھ اُنپر واجب تھا جمع ہو گئے اُنھون نے وہ دینار امام موسی کاظم کے وکلا کے پاس بھیدئے جو کوفے مین موجود تھے اور یہ دو شخص تھے جن مین سے ایک کا نام حیان سراج ہے اور موسی کاظم اُس زمانہ مین ہارون الرشید کے حکم سے بغداد مین محبوس تھے اِن وکیلون نے اُن دینارون سے مکانات اور غلہ وغیرہ اشیا خرید لین جب موسی کاظم کا ۱۸۳ھ ہجری مین انتقال ہو گیا تو یہ وکلا اُنکی موت کے منکر ہو گئے اور واسطے دبا لینے اُس اموال کے شیعون مین یہ بات مشہور کر دی کہ وہ نہین مرینگے فرماتے تھے کہ مین حی لایموت ہون کیونکہ وہی مہدی ہین پس بہت سے شیعہ کا اسی پر عقیدہ جم گیا کہ امام موسی کاظم زندہ ہین اور وہ مال اُن دونون وکیلون کے پاس دم آخر تک رہا پھر انتقال کے وقت اُنھون نے وصیت کر دی کہ امام موسی کاظم کے ورثا کو دیدیا جاے تب شیعہ واقف ہوے کہ اُنھون نے مال کی حرص سے یہ فقرہ گانٹھا تھا اور کتاب فوائد مین یہ ہے کہ واقفیہ کا اطلاق اُن لوگون پر کرتے ہین جنھون نے موسی کاظم کے غیر کی امامت پر توقف کیا اور اُن کے بعد پھر کسی کو امام نہ مانا اور جب مطلق واقفیہ استعمال کرتے ہین تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے جو موسی کاظم پر امامت کو موقوف رکھتا ہے اور جب کہین واقفیہ اور معنے مین آتا ہے تو وہ کسی قرینے کے ساتھ ہوتا ہے جن مین سے ایک قرینہ یہ ہے کہ جنھون نے موسی کاظم کو نہ پایا اور اُنسے قبل یا اُنکے زمانے مین مر گیا تو یہ واقفی اِس وجہ سے ہے کہ امام موسی کاظم کی امامت کا منتظر نہین ہوا جیسے سماعہ بن مہران اور علی بن خنّاف اور یحیی بن القسم اور تحقیق یہ ہے کہ واقفیہ دو قسم کے ہین ایک وہ جو امامت کو موسی کاظم پر موقوف رکھتے ہین دوسرے وہ ہین جنھون نے خود موسی کاظم کی امامت مین اُنھین کے وقت مین کسی شبہہ کی وجہ سے توقف کیا اُنھین امام تسلیم نکیا۔

(۲۱/۱)

(۱۸) احمدیہ یہ لوگ کہتے ہین کہ موسی کاظم کے بعد اُنکے بیٹے احمد امام ہوے۔

(۱۹) جعفریہ۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ جعفر صادق کے بعد موسی کاظم بن جعفر امام ہین پھر علی رضا ابن موسی پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی اور عسکری لاولد فوت ہوئے کوئی اولاد نہین چھوڑی اور نہ اُنکے کوئی بیٹا محمد نامی پیدا ہوا پس یہ محمد مہدی کی ولادت کے منکر ہین۔ بعض کتابون مین لکھا ہے کہ جعفریہ انکا نام اِس لئے ہے کہ اِنکے نزدیک حسن عسکری کے بعد اُن کے بھائی جعفر امام ہین بعضون نے توقف کیا ہے اور محمد تقی کے حال مین شک کرتے ہین۔

(۲۰) اثنا عشریہ۔ جب لفظ امامیہ مطلقًا بلا قید بولتے ہین تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے ابن اثیر نے شرح کتاب جامع الاصول کی بحث نبوت مین کہا ہے کہ مذاہب مشہورہ اسلام مین جن پر تمام عالم کے مسلمانون کا مدار ہے مذہب شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد رضی اللہ عنہم کا اور مذہب امامیہ ہے اور اِس بات کی تعیین کی ہے کہ مذہب امامیہ کے مجدد دوسری صدی ہجری کے اوائل مین امام علی رضا بن موسی کاظم تھے اِسلئے کہ گمان اسکا یہ ہے کہ حدیث مین جو آیا ہے کہ اللہ تعالی ہر صدی کے آغاز مین ایک ایسا شخص بھیجتا ہے جو امت مذکورہ کے لئے دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دین کو روشن اور زندہ کرتا ہے۔ پس ایسا مجدد کسی ایک مذہب سے خصوصیت نہین رکھتا ہے بلکہ ہر ایک مذہب کا ہر صدی کے اول مین ایک مجدد ہوتا ہے کہتے ہین کہ اثنا عشریہ کا ظہور ۲۶۰ھ ہجری مین ہوا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ جب امام حسن عسکری بن علی نقی نے وفات پائی تو پانچ برس کا ایک لڑکا محمد نامی سوسن یا نرجس کنیز کے شکم سے چھوڑا جو جمعہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ ہجری مین شب کے وقت جیسا کہ عبد الوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر مین بیان کیا ہے پیدا ہوا تھا مہدی موعود اور خاتم الائمہ یہی ہین خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کے

ملہ موافق فرقہ ... لوگ ... بعد ... کان فی ... وسنۃ ... حسینی وما ... ۱۲ منہ

سلہ دیکھو مختصر ... کتاب منتہی المقال فی اسماء الرجال

عہ دیکھو ... تحفۃ ... ۱۲

عہ دیکھو عمدۃ الطالب ... انساب آل ابی طالب ۱۲

شہ کتاب اصول کافی کلینی

سا مولد صاحب الزمان مین بھی یہی ہے ۱۲ منہ

۱۳ اور کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین لکھا ہے کہ ۲۳ رمضان ۲۵۸ھ مین پیدا ہوئے ۱۲ منہ

عہد میں بقول ابن وردی نو برس کی عمر میں تہ خانۂ سامرہ میں جو ایک بڑا شہر ہے تکریت اور بغداد کے درمیان میں شرقئ دجلہ پر آباد کیا ہوا معتصم کا چھپ گئے اور وقت مخفی ہونے کا ۱۵ شعبان ہے اور یافعی کے نزدیک ہجری ہے شیخ عبدالحق نے اپنے رسالے میں لکھا ہے کہ اول اصح ہے ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے[1] میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اُس تہ خانے کے دروازے پر سواروں اور سواری کو کھڑے دیکھا ہے۔

اور تحفۂ احمدیہ میں لکھا ہے کہ اول امامت میں کہ سن شریف محمد بن حسن کا پانچ یا چار برس کا تھا خوف سے حکام وقت کے غائب ہوئے وہ **غیبت صغریٰ** تھی سفراء اور نائب حضرت کا ظاہر رہتا تھا پہلے عثمان بن سعید تھے بعد انکے بیٹے اُنکے محمد ہوئے پھر حسین بن روح ہوئے پھر علی بن محمد سمیری ان کے بعد **غیبت کبریٰ** ہوئی کہ نائب ظاہر کوئی نرہا مدت غیبت صغریٰ کی چوہتر برس تقریباً رہی۔ محمد بن حسن عسکری کے ماننے والے کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اِسی لئے انکا لقب اثنا عشری ہوگیا ہے۔ اِن کے نزدیک ایمان لانا **رجعت** پر واجب ہے یعنی جناب محمد مہدی صاحب الامر ظہور اور خروج فرمائینگے اسوقت مؤمن خاص اور کافر و منافق مخصوص سب زندہ ہونگے عالم کو پُر از عدل و داد کرینگے ہر ایک اپنی داد و انصاف کو پہونچیگا اور ظالم سزا پائینگے۔ یاد رکھو کہ **چہاردہ معصوم** کی ترتیب اِس طرح مشہور ہے محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ علی زین العابدینؑ۔ محمد باقرؑ۔ جعفر صادقؑ۔ موسیٰ کاظمؑ۔ علی رضاؑ۔ محمد تقیؑ۔ علی نقیؑ۔ حسن عسکریؑ۔ محمد مہدی علیہم السلام۔ ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی جلد پنجم میں جہاں چہاردہ معصوم کے کفن و دفن میں ملائکہ کے مدد دینے کا ذکر کیا ہے اُس بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چہاردہ معصوم انھیں سے مراد ہے اور تحفۃ العوام میں لکھا ہے کہ جناب علی بن ابی طالب سے حضرت امام محمد مہدی تک یہ بارہ امام معصوم ہیں اور جناب رسالتمآب اور جناب فاطمہ زہرا دو معصوم ہیں انھیں کو چہاردہ معصوم کہتے ہیں لیکن مولوی قدرت اللہ نے جام جہاں نما میں لکھا ہے کہ عوام کے نزدیک

[1] ابن بطوطہ کا سفر ۲ رجب ۷۲۵ھ سے شروع ہوکر ۳ ذیقعدہ ۷۵۶ھ ہجری کو ختم ہوا ۱۲ منہ

چہاردہ

چہاردہ معصوم بارہ اماموں اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی فاطمہ زہرا سے عبارت ہے اور یہ غلط ہے صحیح یہ ہے کہ چہاردہ معصوم یہ ہیں۔

(۱) محسن بن علی کرم اللہ وجہہ جو بی بی فاطمہ علیہا السلام سے ہیں انکی قبر جنت البقیع میں ہے مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ محسن ایام حمل میں شکم سے ساقط ہو گئے تھے حضرت رسالت پناہ نے ساقط ہونے سے قبل انکا نام محسن رکھا تھا۔

(۲) عبداللہ بن امام حسن یہ سات برس کی عمر میں طلحہ بن عامر کے ہاتھ سے شہید ہوئے اِن کی قبر جنت بقیع میں ہے۔

(۳) جعفر بن امام حسین یہ تین برس کی عمر میں تشنگی سے جان بحق تسلیم ہوئے اِن کی قبر کربلا میں ہے۔

(۴) قاسم بن امام حسن اِن کی قبر کربلا میں ہے۔

(۵) حسین بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر میں حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے اِن کی قبر رے میں ہے۔

(۶) صالح بن امام محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر میں حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے اِن کی قبر بھی رے میں ہے

(۷) علی اطہر بن امام محمد باقر آٹھ برس کی عمر میں احمد بن منصور کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی شام میں ہے۔

(۸) عبداللہ بن امام جعفر صادق یہ دو برس کی عمر میں خلیفۂ بغداد کے سامنے عبداللہ بن محمود کوفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اُنکی قبر بغداد میں ہے۔

(۹) یحیٰی بن امام جعفر صادق تین برس کی عمر میں باسطان کے درمیان شہید ہوئے قبر اِن کی باسطان میں ہے۔

(۱۰) صالح بن امام موسیٰ کاظم تین برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم بن احمد دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی رے میں ہے۔

(۱۱) طیب بن امام موسیٰ کاظم سات برس کی عمر میں یمن دمشقی کے ہاتھ سے

شہید ہوئے قبر اُن کی شیراز میں ہے۔
(۱۲) جعفر بن امام محمد تقی چار برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اِن کی قبر کوفے میں ہے۔
(۱۳) جعفر بن امام حسن عسکری یہ بھی یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اِن کی قبر رے میں ہے۔
(۱۴) قاسم بن محمد مہدی تین برس کی عمر میں منصور بن ناصر بن ابراہیم کے ہاتھ سے شہید ہوئے اُن کی قبر شیراز میں ہے۔
مرآت آفتاب نما میں بھی چاردہ معصوم کی تفصیل اسی طرح لکھی ہے لیکن بعض باتوں میں اختلاف کیا ہے جس کی صورت یہ ہے۔
(۳) عبداللہ بن امام حسین یہ دو برس کی عمر میں عبید بن زیاد ازرق دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر کربلا میں ہے۔
(۴) قاسم بن امام حسن تین سال کی عمر میں تشنگی سے مرے قبر کربلا میں ہے مگر یہ صحیح نہیں وہ عمرو بن سعد بن نفیل کے ہاتھ سے میدان کربلا میں شہید ہوئے اور عمر اُن کی اس وقت نو سال کی تھی ناسخ التواریخ کی چھٹی جلد میں تذکرۃ الائمہ سے اسیطرح نقل کیا ہے۔
(۵) حسن بن امام زین العابدین یہ چھ برس کی عمر میں منصور بن احمد کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر کوفے میں ہے۔
(۶) قاسم بن امام زین العابدین یہ دو سال کی عمر میں عدنان بن یزید کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر بصرے میں ہے۔
(۷) علی بن امام محمد بن باقر چھ سال کی عمر میں منصور دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر ساوہ میں ہے۔
(۸) عبداللہ بن امام جعفر صادق یہ پانچ سال کی عمر میں دامغان و بسطام کے درمیان شہید ہوئے قبر بسطام میں ہے۔
(۹) یحییٰ بن ہادی بن جعفر صادق دو سال کی عمر میں عبداللہ بن محمود کے

ہاتھ سے شہید ہوئے قبر بغداد میں ہے۔

(۱۱) طیب بن موسی کاظم عثمان بن محمود کے ہاتھ سے شیراز میں شہید ہوئے تھے

(۱۲) جعفر بن نقی کی قبر قم میں ہے۔

(۱۳) جعفر بن امام حسن عسکری ایک سال کی عمر میں منصور بن ناصر بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر رے میں ہے۔

(۱۴) قاسم بن محمد بن حسن عسکری یہ بھی منصور بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر خراسان میں اور بعض کے نزدیک ہرات میں ہے۔

ائمہ کی ترتیب

شیعہ اثنا عشری کہتے ہیں کہ انبیا کی طرح سے امام بھی منصوص من اللہ ہیں یعنی خدا کی جانب سے مقرر ہوتے ہیں اور ان کے ہاں ائمہ کی ترتیب اس طرح ہے۔

امام اول حضرت علی بن ابی طالب ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے جمعہ کے روز ۱۳۔رجب کو اور بنا بر روایت جعفر صادق کے ساتویں شعبان کو ہجرت سے ۲۳ سال قبل بیت الحرام میں فاطمہ بنت اسد سے متولد ہوئے۔

اسعاف الراغبین اور ابو الفدا وغیرہ میں ہے کہ ۱۷۔رمضان سنہ چالیس ہجری میں جمعہ کی صبح کو عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھ سے زخمی ہوئے شب یک شنبہ کو ۶۳ سال کی عمر میں انتقال فرمایا روضۃ الصفاے ناصری میں لکھا ہے کہ ارباب اخبار کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ۲۰۔رمضان کو انتقال فرمایا اور ایک گروہ کہتا ہے کہ ۱۷۔رمضان کو فوت ہوئے اور ایک گروہ بیان کرتا ہے کہ ۲۱ ماہ مذکور کو رہگرائے عالم بقا ہوئے مشہور یہی ہے۔ تین کپڑوں کے اندر مقام غری یعنی نجف میں یا مسجد کوفہ میں قبلہ رو یا قصر الامارہ کوفہ میں دفن ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ نے اُن کو مدینے میں لیجاکر بقیع میں حضرت فاطمہ زہراؓ کی قبر کے پاس دفن کیا۔ قبر اُنکی خوارج کے کھودنے کے خوف سے مخفی رکھی گئی[۱] ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی جلد سوم کے صفحہ ۴۰۷ میں مذکور ہے کہ جب حضرت امام حسن نے اُن کے دفن کرنے

[۱] [illegible]

کے لئے زمین کھودی تو وہان قبر اور لحد اور چند اینٹین ملین اور ایک تختی بھی تھی
جس مین بخط سریانی دو سطرین لکھی ہوئی تھین جن کا ترجمہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ وہ قبر ہے جس کو نوحؑ نے علیؑ وصی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طوفان سے
سات سو برس قبل کھودا ہے بہرصورت ہارون کے زمانے تک اُن کی قبر کا حال
سوائے ائمہ اہل بیت کے دوسرا شخص نہین جانتا تھا۔ آپ کی مہر پر یہ کندہ تھا
الملك لله الواحد القهار۔

امام دوم حضرت حسن بن علی علیہما السلام ہین سہ شنبہ ۱۵۔ ماہ رمضان
سنہ ۲ یا سنہ ۳ ہجری مین پیدا ہوئے تھے اُن کی کنیت ابو محمد ہے اور لقب تقی اور
زکی اور سبط اور ولی ہے اور اُن مین اشہر تقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سید لقب عطا کیا تھا اور اُنکی عمر حضرت علیؑ کی وفات کے وقت ۳۷ سال کی تھی
صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ نے لکھا ہے کہ ۶ ماہ اور تین دن تک کار خلافت
مین دخل دیا اور سنہ ۴۱ھ مین نصف جمادی الاولی کو معاویہ کو کار خلافت سپرد کر کے
صلح کر لی اور سالانہ ایک لاکھ درم سالانہ معاویہ نے اُنکے مقرر کر دئے۔ شیعہ کو اِس سے
برہمی پیدا ہوئی خفیہ طور سے استحقاق اہل بیت اور اُنکی امداد کے مشورے کرنے لگے
اور امام حسنؓ سے بھی اِسی وجہ سے ناراض ہو گئے امام حسینؓ کو طلبی کا خط لکھا آپ نے
سو دست آنے سے انکار کر دیا مگر یہ وعدہ کر لیا کہ معاویہ کے مرنے کے بعد مین اِس اقرار کو
پورا کرونگا۔ اعلام الوریٰ مین طبری نے لکھا ہے کہ وہ صلح کے بعد مدینے مین دس
سال تک زندہ رہے پھر اُن کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے معاویہ
کے کہنے سے اور بقولے مروان کی ترغیب سے زہر دیدیا جس سے پانچوین یا ساتوین
ربیع الاول سنہ ۵۰ھ یا ربیع الاول سنہ ۴۹ھ یا ۲۸ صفر سنہ ۵۰ھ یا صفر سنہ ۴۹ھ مین ۴۶ برس اور
چند ماہ کی عمر مین انتقال فرمایا معاویہ نے یہ خبر سنی تو سجدے مین گر گئے۔ اور بعض
کہتے ہین کہ یزید کے بہکانے سے کہ مین تجھ سے بعد امام حسنؓ کے نکاح کر لونگا زہر دیا
مگر یزید نے بھی اُس سے نکاح نہ کیا امام حسنؓ بقیع مین مدفون ہوئے زمان امامت

ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون ۱۲ ملاحظہ ہو تاریخ ابو الفدا ۱۲

حقیقت میں ۹ سال ہیں خضاب سیاہ کرتے تھے سلسلۂ حسنیہ انھیں سے مخصوص ہے اور بعض اور سلسلے بھی حسن مثنیٰ کے ذریعہ سے اِن سے ملتے ہیں اور آپ کی مہر پر یہ کندہ تھا العزۃ للہ۔

امام سوم حضرت حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہیں جو پنجشنبہ اور بقولے سہ شنبہ تیسری یا چوتھی یا پانچوین شعبان اور بقولے آخر ماہ ربیع الاول اور بقولے تیرھوین ماہ رمضان سنہ ۳ اور بقولے سنہ ۴ ہجری مین پیدا ہوئے اِن کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور القاب رشید وطیب وزکی و وفی وسید ومبارک و تابع لمرضاۃ اللہ وسبط اصغر ہین اور ان مین بہت مشہور زکی ہے اِن کی عمر حضرت علی کی وفات کے وقت ۳۶ سال کی تھی اور حضرت امام حسنؑ کے انتقال کے وقت ۴۶ سال کی عمر تھی کربلا مین دوشنبہ یا جمعہ یا شنبہ دہم محرم سنہ ۶۱ھ کو ۵۸ سال کی عمر مین شہید ہوئے سنان بن انس نخعی خاص انکا قاتل ہے انکی مہر پر یہ کندہ تھا لکل اجل کتاب وبروایتے ان اللہ بالغ امرہ نقش نگین تھا بھائی کے بعد کچھ کم دس سال تک امامت کی ناسخ التواریخ کی جلد حالات حسین علیہ السلام صفحہ ۱۵ سطر ۲ مطبوعہ ایران مین ذکر فضائل حسینؑ ومحبت رسول خدا با آنحضرت مین لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے فرماید ان النبی کشف عن ادبۃ الحسین فقبل زُبَیْبَہ دقام فصلی من غیران یتوضأ یعنی رسول خدا از فرو ناف تا زانوے حسین علیہ السلام را از جامہ باز کردہ زبہ درسر ذکر اورا ببوسید و بر نماست وبنماز گذشت بے آنکہ وضو سازد۔ انکے سر کے باب مین تین قول ہین۔

(۱) بعض کہتے ہین کہ یزید نے حکم دیا کہ اِس کو تمام ملکون مین پھرانا چاہیے اُس کے حکم کی تعمیل ہوئی اور جب عسقلان مین پہونچا تو وہین دفن کرا دیا گیا پھر خلفاے فاطمیین کے ایک وزیر نے جس کا نام صالح ہے اُسے عسقلان سے مصر مین منگا کر دفن کرایا قاہرہ مین خان خلیلی کے پاس وہ مقام ہے جہان یہ سر مدفون ہے

(۲) بقیع مین امام حسنؑ کی قبر کے پاس مدفون ہے۔

(۳) امامیہ کہتے ہین کہ شہادت سے چالیس دن کے بعد کربلا مین آ کے جثہ

مبارک کے ساتھ دفن کیا تھا۔ بحار الانوار کی دسوین جلد مین علل الشرائع سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے فرمایا کہ ایک جماعت کا بیان ہے کہ وہ ہمارے محب کہلاتے ہین اور وہ ہماری امامت پر اعتقاد رکھتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام شہید نہین ہوئے بلکہ بنظر مردم مین ایسا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہوئے جس طرح کہ عیسیٰ بن مریم بنظر مردم مین قتل ہوتے دکھائی دئے اور فی الواقع قتل نہین ہوئے پس اس قول کے بموجب چاہیئے کہ کچھ عتاب وملامت وعذاب بنی امیہ پر نہو لے پسر عم جو کوئی دعوی کرے کہ امام حسینؑ شہید نہین ہوئے پس اُسنے رسول خدا اور اُن ائمہ کی تکذیب کی ہے جنھون نے حضرت امام حسینؑ کے شہید ہونے کی خبرین دی ہین اور جو کوئی رسول خدا اور ائمہ کی تکذیب کرے وہ کافر ہے جو کوئی جس شخص سے ایسا سنے اُسکو اُسکا خون مباح ہے پھر عبداللہ بن فضل نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ شیعون کی اُس جماعت کے باب مین کیا فرماتے ہین جنکو یہ اعتقاد ہے حضرت نے فرمایا وہ ہمارے شیعہ نہین ہین مین اُن سے بیزار ہون دمع السجوم مین لکھا ہے کہ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو الصلت ہروی نے امام رضا کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک جماعت کوفے مین ہے وہ دعوی کرتے ہین کہ امام حسینؑ شہید نہین ہوئے اور خدا نے مشابہ اُن کے حنظلہ بن اسعد شامی کو دکھایا اور امام حسینؑ کو آسمان پر لے گیا جس طرح عیسیٰؑ کو آسمان پر لے گیا۔

امام چہارم علی بن حسینؑ شہید ہین جن کا لقب زکی وامین وسجاد وزین العابدین اور کنیت ابو الحسن وابو محمد ہے اور علی اصغر نام ہے ناسخ التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا نام علی اوسط ہے اور علی اصغر معرکہ کربلا مین زخم تیر سے شہید ہوئے تھے اور صحیح یہ ہے کہ امام حسین کے تین بیٹون کے نام علی ہین اول علی اکبر شہید جو بیوہ دختر عروہ بن مسعود ثقفی سے پیدا ہوئے تھے دوسرے علی امام اور علی اوسط تیسرے علی اصغر ان دونون کی مان کا نام شہربانو لہ

لہ ان کے نام مین اختلاف ہے کسی نے شہربانو کسی نے شاہ زنان کسی نے سلافہ اور کسی نے سلامہ اور کسی نے غزالہ اور کسی نے خولہ لکھا ہے اور کسی نے شاہ زنان اور کنیت ام محمد بیان کی اور ابو البنین سے روایت ہے ۱۲ منہ

اور لقب شاہ زنان ہے یزدجرد شاہ ایران کی بیٹی تھین اسیر ہوکر آئی تھین اسلئے
بعض نے اُنھین ام ولد کہا ہے اور کنیزون مین شمار کیا ہے اور یہ شایان نہ تھا
لواقح الانوار فی طبقات الاخیار مین امام حسینؑ کے حالات مین لکھا ہے کہ اُن کے
تین فرزند تھے علی اکبر علی اصغر جنکی نسل سے یہ سارے سادات کے خاندان ہین
تیسرے جعفر اور دو دختر فاطمہ اور سکینہ اور اسعاف الراغبین مین لکھا ہے کہ اُن کے
چھ بیٹے اور تین بیٹیان تھین (۱) علی اکبر (۲) علی اوسط (۳) علی اصغر (۴)
عبداللہ (۵) محمد (۶) جعفر (۱) زینب (۲) فاطمہ (۳) سکینہ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ
مین بھی بیٹون کے یہی چھ نام گنائے ہین اُنمین سے علی اصغر و عبداللہ معرکہ کربلا مین باپ
کی گود مین زخم تیر سے شہید ہوئے اور علی اکبر بھی اسی معرکے مین شہادت کو پہونچے
علی اوسط زین العابدین کے لقب سے ملقب ہوئے اور یہی علی اکبر کے نام سے
مشہور ہوگئے ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی چھٹی جلد مین لکھا ہے کہ نہایت تحقیق
کے بعد ثابت ہوا کہ اُن کے چار بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط جو زین العابدین کے
لقب سے مشہور ہوئے اور علی اصغر اور عبداللہ اور دو بیٹیان تھین فاطمہ و سکینہ چونکہ
علی اکبر و علی اصغر و عبداللہ کربلا مین شہید ہوگئے اِس لئے امام حسین کی نسل امام
زین العابدین سے باقی ہے یہ پنجشنبہ اور بقولے جمعہ اور بروایتے پنجشنبہ پانچوین شعبان
اور بقولے پندرھوین جمادی الاخریٰ اور بقولے پندرھوین جمادی الاولیٰ ۳۸ھ مین
شب کے وقت پیدا ہوئے تھے اور بعض نے سال ولادت ۳۷ھ اور بعض نے ۳۶ھ
اور بعض نے ۳۳ھ لکھا ہے اور واقعۂ کربلا مین [۱]۲۳ سال کی عمر رکھتے تھے جیسا کہ مجمع البحرین
مین مذکور ہے اور حبیب السیر مین ۲۲ سال کی عمر لکھی ہے مریض ہونے کی وجہ سے
قتل ہونے سے بچ گئے اِس حادثے کے بعد ۳۴ سال اور زندہ رہے۔ ایک بار محمد بن
حنفیہ نے اُن سے کہا کہ مین حضرت علیؑ کا صلبی بیٹا ہون اِسلئے بہ نسبت تمھارے امامت
کا مین زیادہ مستحق ہون پس حضرت رسول کریم کے ہتھیار میرے پاس رہنا چاہئین زین العابدین
نے فرمایا اے چچا خدا سے ڈرو اور جو چیز آپ کا حق نہین اُسے طلب نہ کرو محمد بن حنفیہ نے

[۱] مجمع البحرین مین ہے ان عمرہ علیہ السلام بعد قتل ابیہ کان اثنتین وعشرین سنۃ ۱۲ منہ

اصرار کیا زین العابدین نے فرمایا کہ آؤ حجر اسود کے پاس چلیں اور اُس سے دریافت کریں کہ امام زمان کون ہے محمد اسپر راضی ہوئے اور دونوں حجر اسود کے پاس گئے زین العابدین کے کہنے سے محمد بن حنفیہ نے اُس سے پہلے سوال کیا اور اللہ سے استدعا کی تاکہ حجر اسود اُن کی امامت پر شہادت دے لیکن اُس سے جواب نہ ملا پھر زین العابدین نے کہا اے حجر خدا کے واسطے تو ہمکو عربی میں خبر دے کہ وصی و امام بعد حسین کے کون ہے حجر ہلا اور نہایت فصیح عربی میں جواب دیا کہ امام حسینؑ کے بعد امامت اور وصیت علی بن حسین کا حق ہے اور امام زمان وہی ہیں محمد نے یہ دیکھ کر اُن کی امامت تسلیم کر لی بقول ابن صباغ مالکی صاحب فصول مہمہ ولید بن عبد الملک کے زہر دلوانے سے یوم شنبہ بائیسویں محرم اور بقولے بارھویں یا اٹھارھویں یا پچیسویں ماہ مذکور سنہ ۹۴ھ یا سنہ ۹۵ھ ہجری کو ۵۷ یا ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہو کر اپنے چچا حسن سبط کی قبر کے پاس مدفون ہوئے ۳۴ سال امامت کی مروان اور عبد الملک اور اُسکا بیٹا ولید اِن کے ہم عصر تھے اِن کی مہر پر یہ کندہ تھا وما توفیقی الا باللہ اور بعض نے نقش نگین یہ لکھا ہے حسبی اللہ لکل ہم۔

امام پنجم محمد بن علی ہیں یہ ایسے ہاشمی ہیں کہ دو ہاشمی سے متولد ہوئے اور ایسے علوی ہیں کہ دو علوی سے متولد ہوئے کیونکہ باپ امام زین العابدین بن حسین ہیں اور ماں فاطمہ بنت امام حسن ہیں مدینے میں سہ شنبہ یا جمعہ یا دوشنبہ پہلی ماہ رجب یا ۳ صفر سنہ ۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ غرہ رجب سنہ مذکور میں پیدا ہوئے لقب اُنکے باقر و شاکر و ہادی ہیں اور کنیت ابو جعفر ہے باپ کی وفات کے وقت ۳۸ سال کی عمر تھی روز دوشنبہ تاریخ ساتویں ذیحجہ اور بقولے ربیع الاول سنہ ۱۱۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اِس روایت کے بموجب کہ نہایت صحیح ہے ۵۷ سال کی عمر پائی اور ۱۹ برس امامت کی اور بقول مؤلف نور الابصار تریسٹھ سال یا ۵۸ سال کی عمر میں سنہ ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے درر الاصداف میں ہے کہ اُنکو بھی زہر دیا گیا تھا تاریخ گزیدہ میں مسطور ہے کہ ہشام بن عبد الملک بن مروان نے

زہر دلوایا تھا اور رسالۂ اعتقادیہ مین ہے کہ ابراہیم بن ولید نے زہر دلوایا تھا مگر یہ قول تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اِس لئے کہ بیسوین ذی حجہ ۱۲۶ھ ہجری کو یزید بن ولید نے انتقال کیا تو اُسکا بھائی ابراہیم بن ولید خلیفہ مقرر ہوا تھا جس نے چار مہینے اور بعض کے نزدیک ستر دن تک خلافت غیر مستقل کی اور ۱۲۷ھ مین مروان بن محمد کے ہاتھ سے معزول ہوا البتہ ہشام بن عبد الملک ان کی وفات کے وقت سریر خلافت پر متمکن تھا جو ۱۰۵ھ مین یزید بن عبد الملک کے بعد مسند نشین ہو کر ۶ ربیع الاول ۱۲۵ھ مین فوت ہوا ہے۔ بقیع مین قبۃ العباس کے اندر دفن ہوئے اِن کی مہر پر ربّ لاتذرنی فردا کندہ تھا۔

امام ششم جعفر بن محمد ہین جن کے لقب صادق وفاضل وطاہر ہین اور کنیت ابو عبد اللہ ہے اکثر علما نے کہا ہے کہ مدینے مین دوشنبہ ۸۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن پہلی رجب کو پیدا ہوے تھے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ مین ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے پیدا ہوئے اور قاسم کی ماں عبد الرحمٰن بن ابوبکر کی بیٹی ہین اِسی لئے کہا کرتے تھے ولدنی صدّیق مرتین اور بعض نے کہا ہے کہ یون فرمایا کرتے تھے ولدنی ابو بکر مرتین علم حدیث اپنے باپ اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عروہ اور عطا اور نافع اور زہری سے حاصل کیا اور اُن سے سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری اور مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری اور شعبی اور یحییٰ بن سعید القطان اور شعبہ نے سیکھا روایت اول کے بموجب اپنے والد کی وفات کے وقت ان کی عمر ۳۴ سال کی تھی اور دوسری روایت کے بموجب ۳۱ سال کی انکی مہر پر کندہ تھا ما شاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ اور بعض نے بیان کیا ہے اُن کی مہر پر اللہ خالق کل شیء اور بعض نے کہا ہے انت ثقتی فقنی شر خلقک کندہ تھا ابو جعفر منصور اُنکا معاصر تھا بقول نور الابصار شوال مین اور بقول بعض ۱۵ رجب روز دوشنبہ کو ۱۴۸ھ مین منصور کے عہد مین وفات پائی اور اپنے باپ دادا کے مقبرے مین مدفون ہوئے

۳۴ سال امامت کی پہلی روایت کے بموجب ارسٹھ سال کی عمر پائی اور دوسری روایت کے بموجب ۶۵ سال کی تاریخ گزیدہ مین مذکور ہے کہ علماے شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انکو منصور دوانیقی نے زہر دلوایا تھا۔

امام ہفتم موسیٰ بن جعفر ہین جن کا لقب صابر و صالح و امین ہے اور زیادہ مشہور کاظم ہے اور کنیت ابو الحسن اور ابو ابراہیم ہے اُن کے معاصر منصور دوانیقی اور مہدی اور ہادی اور ہارون الرشید تھے اہل عراق انھین باب قضاء الحوائج کہتے تھے اِس لئے کہ اُن سے کام بہت نکلتے تھے مسماۃ حمیدہ بربریہ سے مقام ابواء مین کہ مکے اور مدینے کے درمیان مین ہے یکشنبہ ساتوین اور بقولے سترہوین صفر سنہ ۱۲۸ھ مین پیدا ہوئے اور بعض نے سال ولادت سنہ ۱۲۹ھ لکھا ہے جعفر صادق کی وفات کے وقت بیس سال کی عمر رکھتے تھے ہارون جس سال حج کو گیا تو مدینے کو بھی گیا اور اُنکو قید کرکے بصرے کو بھیجدیا عیسیٰ بن جعفر بن منصور وہان کا حاکم تھا اُسکے پاس ایک سال تک محبوس رہے پھر ہارون اُنکو بغداد کو لے گیا اور سندی بن شاہک یا یحییٰ بن خالد نے ہارون کے حکم سے اُن کو خرمون مین زہر دیدیا اور تاریخ گزیدہ مین مذکور ہے کہ گرم سیسا اُن کے حلق مین پلایا ۲۵۔ رجب یا ۵ یا ۶ یا ۲۳ یا ۲۴ ماہ مذکور سنہ ۱۸۳ھ یا سنہ ۱۸۱ھ یا سنہ ۱۸۶ھ مین ۵۵ سال اور چند ماہ کی عمر پاکر وفات پائی بغداد مین باب التبن کے اندر دفن ہوئے ۳۵ سال امامت کی اُنکی مہر پر یہ کندہ تھا الملک للہ وحدہٗ۔

امام ہشتم علی بن موسیٰ ہین اکثر علما کے نزدیک ۱۱ ذی حجہ سنہ ۱۵۳ھ کو مدینے مین پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ ۱۱ یا ۱۲ ذی قعدہ اور بقولے ۱۱ ربیع الاول روز پنجشنبہ یا جمعہ سنہ ۱۴۸ھ یا سنہ ۱۵۳ھ مین پیدا ہوئے اُن کی مان کے نام مین اختلاف ہے شواہد النبوۃ مین ہے کہ اُن کے بہت سے نام ہین اُروی اور نجمہ اور سمانہ اور ام البنین اور کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین ہے کہ سکینۂ نوبیہ نام تھا اور بعض کے نزدیک خیزران مرسیہ اور بعض نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ تکتم نام تھا اور شعری لقب ہے اور مشہور یہ ہے کہ اروی نام تھا اور ام البنین کہا کرتے تھے یہ اروی ام ولد تھین اول روایت کے بموجب

موسی کاظمؑ کی وفات کے وقت تیس۳۵ سال کی عمر رکھتے تھے رضا و صابر و ولی و مرتضیٰ و وفی اُن کے لقب ہین مگر رضا زیادہ مشہور ہے اور کنیت ابوالحسن ہے اُن کا رنگ سیاہ تھا مگر اعتدال کے ساتھ اس لئے کہ اُن کی مان سیہ فام تھین۔ اُن کی مُہر پر حسبي الله اور بروایتے ماشاء الله لاقوۃ الا بالله کندہ تھا امین اور مامون انکے معاصر تھے سنہ ۲۰۱ھ مین جب اُن کی عمر ۴۸ سال کی تھی اُن کو مامون نے اپنا ولیعہد بنایا اور اپنی بیٹی اُم الفضل کا نکاح اُن کے بیٹے محمد تقی کے ساتھ کر دیا مگر غلات شیعۂ عباسیہ کو جن کا بغداد مین نہایت غلبہ تھا یہ بات ناگوار گذری اور اُنھون نے اِس ولیعہدی کی خبر سُنکر مامون کو بُرا کہنا شروع کیا کہنے لگے کہ اگر وہ رشید کا فرزند نہ ہوتا تو اُس کی اولاد کو خلافت سے کیون محروم کرتا۔ کئی سال کے بعد مامون نے علی رضا کو مروا ڈالا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ یہ ہمیشہ مامون کو نصیحت کرتے رہتے تھے جو اُسکو ناگوار ہوتی تھی آخرکار اُس کا دل اِن سے مکدر ہوگیا اور یہ کدورت یہانتک بڑھی کہ سہ شنبہ یا جمعہ ۱۳ ذیقعدہ یا ۱۷ یا ۲۱ رمضان یا ستر و صفر ۲۰۲ھ مین اور بقولے ۲۰۶ھ مین اور بروایتے ۲۰۳ھ مین موضع سناباد علاقہ طوس ملک خراسان مین مامون نے اُنکو زہر دلوادیا وہین انتقال فرمایا صحیح یہ ہے کہ پچاس سال کی عمر پائی بیس سال امامت کی موضع سناباد مین قبر ہارون الرشید کے پاس دفن ہوئے۔

امام نہم ۔ محمد بن علی رضا ہین جن کا لقب تقی (تاے فوقانی سے) وجواد و قانع و مرتضیٰ ہے اور کنیت ابو جعفر ہے اور اُن کو ابو جعفر ثانی بھی کہتے ہین اکثر فضلا کی روایت کے موافق مدینے مین جمعہ کے دن ۱۰ رمضان کو ۱۹۵ھ مین سکینہ مریسیہ سے جو ام ولد تھین پیدا ہوئے اور بعض نے تاریخ ولادت ۱۵۔ رمضان اور بعض نے ۱۹۔ رمضان اور بعض نے ۱۰۔ رجب سنہ مذکور لکھی ہے بعض نے اُن کی مان کا نام خیزران اور بعض نے ریحانہ اور بعض نے سبیکہ بھی لکھا ہے اپنے والد کی وفات کے وقت سات برس اور چند ماہ کی عمر رکھتے تھے نعم القادر الله اور بروایتے اَلْمُهَيْمِنُ عَضُدِيْ اُن کی مُہر پر کندہ تھا مامون و معتصم اُن کے معاصر تھے بغداد مین دسّ رجب اور بقولے

۱۱۔ ذیقعدہ اور بروایتے ۶ یا ۸ ذی حجہ ۲۲۰ھ مین انتقال فرمایا بنی ہاشم کے مقبرے مین موسی کاظم کی قبر کے پاس دفن ہوئے اُس مقام کو اب کاظمین کہتے ہین ۲۵ سال کی عمر پائی ۱۷ سال امامت کی بعض علمائے شیعہ اور اہل سُنت کہتے ہین کہ معتصم خلیفہ بغداد نے زہر دلوایا تھا اور بعض کہتے ہین کہ اپنی اجل طبعی سے مرے اور جن لوگون نے یہ کہا ہے کہ اُن کی زوجہ ام الفضل بنت مامون نے اپنے باپ کے اشارے سے زہر دیا تھا یہ اُن کی غلطی ہے اس لئے کہ مامون ۲۱۸ھ مین اٹھارھوین رجب کو فوت ہوا۔

امام دہم۔ علی بن محمد ہین جنکے لقب ہادی وطیب ہین اور ابو الحسن کنیت ہے اور عرف نقی (نون سے) ہے اور عسکری[1] بھی کہلاتے ہین جمعہ یا سہ شنبہ ۲ یا ۱۳ رجب یا ۵ یا ۲۷ ذی حجہ ۲۱۲ھ مین مدینے کے اندر سمانہ مغربیہ یا ام الفضل بنت مامون سے پیدا ہوئے سمانہ مغربیہ ام ولد تھین اور بعض کے نزدیک ۲۱۴ھ مین پیدا ہوئے تھے باپ کی وفات کے وقت چھ سال کے تھے متوکل نے اپنی حکومت کے زمانے مین یحیٰی بن ہرثمہ بن اعین کو بھیجکر انھین مدینے سے بُلا لیا اور سر من رائے مین کہ اب سامرہ کے نام سے مشہور ہے رکھا اُن کی مُہر پر اللہ ربي وهو عصمتي من خلقه اور بقولے من اخلاق المعبود حفظ العهود منقوش تھا سامرہ مین دس برس رہکر روز شنبہ یا دوشنبہ ۳۔ رجب اور بروایتے ۲۶ یا ۲۷ جمادی الاخری ۲۵۴ھ مین وفات پائی ۴۰ سال کی عمر پائی ۳۳ سال اور چند ماہ امامت کی اور اپنے مکان ہی مین دفن ہوئے اہل سنت کہتے ہین کہ وہ اپنی اجل طبعی سے مرے ہین اور شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اُن کو زہر دلوایا گیا تھا جسنے زہر دلوایا اُسکے نام مین اختلاف کرتے ہین اعتقادیہ مین لکھا ہے کہ متوکل عباسی نے زہر دلوایا تھا اور اعمال الصالحین مین بیان کیا ہے کہ زہر دلوانے والا معتز تھا اُن مین سے مؤلف اعتقاد کے قول کے غلط ہونے مین تو کوئی شبہہ نہین اس لئے کہ جب حضرت علی نقی نے انتقال فرمایا تو متوکل زندہ نہ تھا کیونکہ وہ ۲۶ رمضان اور بقولے ۴ شوال ۲۴۷ھ ہجری کو مارڈالا گیا تھا

[1] وہان لشکر رہتا تھا عسکر بھی کہتے ہین کیونکہ سر من رائے مین امام حسن عسکری علی نقی عسکری اور عسکری کی یہ امام ... کشف ... اور غیاث اللغات اہل البیت مولانا دیکھو کتاب مواہب ۱۲ منہ

البتہ معتز باللہ اُس وقت بر سرِ حکومت تھا جو ۴ محرم ۲۵۲ھ کو مسند نشین ہوکر ۲۷ رجب ۲۵۵ھ کو معزول کیا گیا تھا جیسا کہ تاریخ ابو الفدا۔ حبیب السیر۔ جنات الفردوس اور مفتاح التواریخ وغیرہ مین مذکور ہے پس اگر زہر دلوایا ہے تو اُسی نے دلوایا ہے۔

امام یازدہم حسن بن علی ہین جنکا لقب خالص وزکی وسراج وکنیت ابو محمد اور عرف عسکری ہے مدینے مین جمعہ یا دوشنبہ یا سہ شنبہ ۴ یا ۸ یا ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ یا ۲۳۱ھ مین پیدا ہوئے تھے مان اُن کی ام ولد تھین حدیث یا سوسن یا عسفان یا حریثہ نام تھا باپ کی وفات کے وقت ۲۳ یا ۲۲ سال کے تھے اور معتمد خلیفۂ بغداد کے عہد مین مقام سامرہ مین جمعہ اور بقولے دوشنبہ اور بروایتے چہارشنبہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو انتقال فرمایا اور بعض علما کے نزدیک ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور مین اور بعض کے نزدیک ۲۳ رمضان سنہ مذکور مین انتقال فرمایا باپ کی قبر کے پاس مدفون ہوئے ۲۹ یا ۲۸ برس کی عمر پائی ۶ یا ۷ سال امامت کی سبحان من له مقالید السموات والارض اور ہروا ستے انا للہ شہید انکی خاتم پر کندہ تھا معتز اور مہتدی اور معتمد اُن کے معاصر تھے طبری نے کہا ہے کہ ہمارے اکثر اصحاب کہتے ہین کہ اُن کو زہر دیا گیا تھا رسالۂ اعتقادیہ مین ہو کہ اُن کو معتمد نے زہر دلوایا تھا۔

امام دوازدہم۔ محمد بن حسن خالص ہین جنکی کنیت ابو القاسم ہے اور القاب مہدی ومنتظر وخلف الصدق وصاحب الزمان وحجت وقائم ہین اور مشہور زیادہ مہدی ہے اور یہی امام منتظر ہین اُنکو پچھلی اور اگلی باتونکا علم بخوبی حاصل ہے اُنکو زندہ غیر مردہ بتاتے ہین کہتے ہین کہ خوف اعدا سے غائب ہوگئے ہین ظاہر ہوکر زمین کو عدل سے بھر دینگے جس طرح کہ جور سے بھر گئی ہے مگر اُن کی غیبت کے وقت اور سنہ وسال مین بہت اختلاف کرکے چند فرقے بن گئے ہین بلکہ بعض کہتے ہین کہ وہ مرگئے ہین پھر لوٹ کر دنیا مین آئینگے کہتے ہین اُن کی مُہر پر یہ کندہ تھا انا حجۃ اللہ وخاصتہٗ۔

باب

حضرت محمد مہدی کی غیبت صغریٰ کے بعد دعاۃ کا سلسلہ بند ہوگیا ہان بعض داعی

کرتے ہین کہ ہم امام غائب اور امامیہ کے درمیان مین سفارت کرتے ہین اور پھر یہ سفیر اپنی وفات کے وقت جانشین کر دیتے اور یہ سلسلہ ۲۶۶ھ ہجری سے شروع ہوا وکیل اول عثمان بن سعید عمری اسدی تھے اُن کے بعد اُن کے بیٹے ابو جعفر محمد وکیل ہوئے یہ قریب پچاس سال کے وکیل رہے اُن کے بعد ابو القاسم حسین بن روح وکیل ہوئے اُنھون نے اپنے بعد علی بن محمد سمیری کے لئے وصیت کی یہ علی بن محمد ۳۲۶ھ مین سفیر ہوئے اور ۳۲۹ھ مین فوت ہوئے اُن کے بعد سے سفارت کا سلسلہ بند ہوگیا اور وہ خاتم السفرا سمجھے جاتے ہین اور اُن کے بعد امام کی جانب سے کوئی سفیر نہین آیا اور امام نے غیبت کبریٰ اختیار کرلی۔ شریف مرتضیٰ کہتے ہین کہ ابتدائے زمانۂ غیبت مین صاحب الزمان اپنے دوستون پر ظاہر ہوتے اور دشمنون سے مخفی رہتے تھے جب اُنھون نے دیکھا کہ میری تلاش مین مخالفین و معاندین نہایت مصروف ہین تو دوستون کی نظرون سے بھی غائب ہوگئے اِس لئے کہ نادان دوست اُن کی خبر کو مشہور کر دیتے اور دشمن اس شہرت سے در فلا کر زیادہ درپے ہو جاتے تھے۔ صاحب الزمان حضرت عیسیٰؑ کے نزول تک زندہ رہین گے اور تمام عالم کے مالک بنین گے اور نماز مین حضرت عیسیٰؑ کی امامت کرینگے اور آدمیون کو خدا کی عبادت پر طوعًا وکرہًا لائین گے اور انتقام واجبی اپنے اور اپنے اسلاف کے دشمنون سے لینگے بعد اُسکے خود بخود مر جائینگے۔ اثنا عشریہ کہتے ہین کہ ائمہ کا لوگون سے مخفی ہونا اپنی جانون کے خوف سے تھا کہ لوگون نے انکو اتنا ڈرایا دھمکایا کہ وہ چھپے رہے اور اظہار امامت سے جان چُرائی رفتہ رفتہ امام وقت محمد ابو القاسم مہدی منتظر نے ۳۲۹ھ ہجری سے بالکل غیبت اختیار کرلی پس غیبت کبریٰ کی ابتدا ۳۲۹ھ سے ہے جب تک اُن کے پاس سے سفیر آتے رہے وہ غیبت صغریٰ کہلاتی ہے جس کی مدت ۷۴ سال ہے جیسا کہ صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ نے تصریح کی ہے حبیب السیر مین لکھا ہے کہ غیبت قصریٰ یعنی صغریٰ محمد بن حسن کی ولادت کے زمانے سے اُنکی سفارت کے انقطاع تک ہے اور غیبت طولیٰ یعنی کبریٰ سفارت کے انقطاع کے زمانے سے اُسوقت تک ہے جبتک اللہ نے اُنکے ظاہر ہونے کو مقدر کیا ہے امامیہ صغیر کو امام غنی کا

باب کہتے ہین۔ بہت سے لوگون نے کذب وافترا کے طور پر بھی بابیت اور سفارت کا دعویٰ کیا تھا جنکی تکذیب کے باب مین امام مخفی کی طرف سے فرمان کتب امامیہ مین مندرج ہین استرآبادی نے رجال کبیر مین ایسے سفیرون کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے اُن مین سے یہ ہین ابو محمد حسن شریعی اور محمد بن نصیر نمیری اور ابن ابی العزاقر اور احمد بن ہلال اور ابوطاہر محمد بن ہلال وغیرہ۔ مجالس المومنین مین لکھا ہے کہ اگلے زمانے مین ایک دیندار شیعہ جزیرۂ اخضر مین کہ دریاے اندلس مین واقع ہے اور صاحب الزمان مع اولاد واصحاب کے وہان رہتے ہین پہونچکر اُن سے ملا تھا۔

فرقۂ اثنا عشریہ کے ترقی کرنیکی کیفیت

ابتدا مین شیعۂ اثنا عشری متفرق طور پر ملک عراق مین رہتے تھے اور اپنے آپ کو اہل سنت مین ملائے ہوئے تھے اور تقیہ کی حالت مین دور دور جاتے تھے جب خلفائے عباسیہ کے زوال اقبال کے آغاز سے قریب قریب تمام سنہ ایک ہزار ہجری مین عراقین اور خراسان مین سلاطین اثنا عشریہ کا زور ہوگیا تھا تو اثنا عشریہ نے تقیہ چھوڑ دیا اور ظاہر ہوگئے۔

چنانچہ ایک شخص بویہ نامی جس کی کنیت ابو شجاع ہے اور نسب اُسکا یزدجرد آخری بادشاہ ملک فارس تک اور وہان سے پشت بہ پشت بہرام گور تک پہونچتا ہے دیلمان گیلان مین بحالت افلاس رہا کرتا تھا کہ ملک فارس کے انقلاب کے بعد اُسکا خاندان گیلان مین چلا آیا تھا بویہ کے تین بیٹے تھے علی احمد حسن کہ پہلے کا خطاب عماد الدولہ دوسرے کا رکن الدولہ تیسرے کا معزالدولہ ہوا یہ بڑے پکے شیعۂ اثنا عشری تھے انھون نے آل زیار کے پاس رہکر جو مازندران مین خلفائے عباسی کی طرف سے حکمران تھے ملازمت حاصل کی اور قاہر باللہ بن معتضد عباسی کے عہد سے جو ۳۲۰ھ مین بعد قتل مقتدر کے خلیفہ ہوا اُنکی دولت کا ظہور شروع ہوا اور اُنھون نے مذہب اثنا عشری کا اظہار کیا

تو شیعۂ اثنا عشری کو بڑی قوت ہاتھ آئی اور عماد الدولہ نے ماہ ذی حجہ سنہ مذکور مین ارجان اور اصفہان پہ فتح پائی پھر برابر سلسلہ فتوحات کا اُن کے ہاتھ مین جاری رہا یہانتک کہ راضی باللہ کے عہد مین ۳۲۲ہجری تک سارا فارس عماد الدولہ بن بویہ کے ہاتھ مین آگیا اور رَے وغیرہ مین رکن الدولہ نے اپنا قدم جمایا اور یہ تینون یکے بعد دیگرے صاحب سلطنت ہوئے اور یہانتک زور باندھا کہ خلفاے بغداد پر غالب آگئے اور خلفا کا عزل و نصب اُن کے اختیار مین ہوگیا اور تمام آذربائجان و خراسان و جرجان و مازندران و جیلان و دیلم و اصفہان و رے و شیراز وغیرہ پر اُنھین کا قبضہ رہا اور ۴۴۸ تک اُن کی سلطنت قائم رہی اِس لئے کہ آخری بادشاہ انکا ملک الرحیم خسرو فیروز بیٹا رکن الدولہ بن بویہ کی اولاد مین سے جسکو سلطان طغرل بیگ نے سنہ ۴۴۷ہجری مین گرفتار کیا غرضیکہ لوگ غلاۃ اثنا عشری سے تھے غلو کا اُن کے یہ حال تھا کہ ۳۵۱ہجری مین جب رکن الدولہ بن بویہ نے طبرستان و جرجان فتح کیا تو حکم دیا کہ تمام شیعۂ اثنا عشری مساجد پر یہ لکھدین لعن اللہ معاویۃ بن ابی سفیان ولعن من غصب فاطمۃ فدکا ومن منع ان یدفن الحسن عند قبر جدہ ومن نفی اباذر الغفاری ومن اخرج العباس عن الشوری یعنی اللہ لعنت کرے معاویہ پر اور اُس شخص پر لعنت کرے جسنے حضرت فاطمہؓ سے ظلم کے ساتھ فدک کو چھین لیا اور اُسپر جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس امام حسنؓ کو مدفون ہونے سے روکا اور اُسپر جسنے ابوذر غفاری کو شہر بدر کرایا اور اُسپر جسنے حضرت عباس کو شورے مین شریک کرنے سے چھوڑدیا اور جلد اول نزہت اثنا عشریہ مین من غصب فاطمۃ فدکا کی جگہ من اغضب فاطمۃ رضی اللہ عنہا واقع ہے اِس تقدیر پر معنے یہ ہونگے اللہ اُس شخص پر لعنت کرے جس نے بی بی فاطمہ کو غصہ دلایا سو اِس کلام مین لعن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ اور ام المؤمنین عائشہؓ اور حضرت عمرؓ پر بھی آگیا اسواسطے کہ آنحضرت کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فاطمہ علیہا السلام کو باغ فدک میراث مین نہ دیا اور یہ کہا کہ آنحضرت کا مال میراث نہین ہوسکتا اِس لئے کہ وہ فرما چکے تھے لا نورث ما ترکنا ہ صدقۃ متفق علیہ یعنی نہین چھوڑتے ہم یعنی گروہ انبیا میراث جو کچھ

ہم چھوڑتے وین صدقہ ہے اور جبکہ بی بی صاحبہ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ باغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر ہبہ کر چکے ہیں تو اُن سے گواہ طلب کئے اُن کی طرف سے حضرت علیؓ اور ام ایمن یہ دو شاہد پیش ہوئے تو اُن کی شہادت کو اِس لئے قبول نہ کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں بلکہ ایک اور عورت کی ضرورت تھی اِس کارروائی کے بعد فاطمہ علیہا السلام حضرت ابو بکرؓ سے ناخوش ہوگئیں اور اُنسے بولنا چالنا ترک کر دیا حالانکہ مسور بن مخرمہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي یعنی فاطمہ میرا جز ہے جس نے اُنکو غصہ دلایا اُسنے مجھکو غصہ دلایا اور امام حسنؓ نے وفات کے قریب وصیت کی تھی کہ مجھکو میرے نانا کی قبر کے پاس دفن کرنا جب انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے چاہا کہ نبی علیہ السلام کی قبر کے پاس دفن کریں معاویہ کی طرف سے مروان بن حکم مدینے کا فرمان روا تھا اُسنے منع کیا قریب تھا کہ بنی اُمیہ و بنی ہاشم میں تلوار چلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ مکان میرا ہے میں اجازت نہیں دیتی اسلئے بقیع میں مدفون ہوئے اور شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ابو ذرؓ کو مدینے سے ربذہ کو نکلوا دیا تھا اور جبکہ حضرت عمرؓ کی موت کا وقت قریب ہوا تو اُنھوں نے ان چھ شخصوں کو مشورہ خلافت اور کار خلافت کے لئے منتخب کیا تھا حضرت عثمانؓ۔ علیؓ۔ زبیرؓ۔ طلحہؓ۔ سعدؓ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم اور حضرت عباسؓ کو چھوڑ دیا تھا من اخرج العباس عن الشوریٰ سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے رات کو بعض لوگوں نے اس تحریر کو مٹا دیا تب وزیر مہلبی کے اشارے اور معز الدولہ کے اذن سے یوں لکھا گیا لعن اللہ الظالمین لآل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حکم دیا کہ لعن میں سوائے معاویہ کے دوسرے کا ذکر نکیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اِس معز الدولہ کو تشیع سے اتنی دل چسپی تھی کہ ۳۴۱ھ میں مہلبی نے ایک قوم تناسخیہ کی گرفتار کی جس میں ایک نوجوان تھا کہ اُسکو اس بات کا زعم تھا کہ حضرت علیؓ کی روح نے مجھ میں حلول کیا ہے اور اِس قوم میں ایک عورت تھی کہ وہ کہتی تھی کہ مجھ میں بی بی فاطمہؓ کی روح نے انتقال کیا ہے

اور ایک شخص یہ کہتا تھا کہ مجھ میں جبرئیلؑ نے انتقال کیا ہے جب ان لوگوں کے یہ کلمات شنکر بلوایا تو کہنے لگے کہ ہم محبان اہل بیت ہیں معز الدولہ نے بوجہ اس کے کہ خود بھی شیعہ تھا اُن کو رہا کرا دیا۔ اثنا عشریہ کو آل بویہ کے عہد میں جنھیں دیالمہ بھی کہا کرتے ہیں بڑی قوت ہاتھ آئی بڑے بڑے علما جمع ہوئے تصانیف سے مذہب کی تائید کی اور بغداد میں سنہ ۴۴۸ھ میں شیعہ سنی کے فتنے برپا ہوئے شیعہ نے اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کی جگہ کھلم کھلا حی علی خیر العمل شروع کیا کرخ میں اس کا رواج ہو گیا۔

پھر چنگیز خان تاتاری کی اولاد میں سے سلطان غازان بن ارغون بن القابن ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان شیخ صدر الدین ابراہیم خلف شیخ سعد الدین حموی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر سلطان محمود کے نام سے مشہور ہوا اور اُس بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ فوج بھی مسلمان ہو گئی اور اُسنے ایک اثنا عشری عالم مسمی تاج الدین کے سمجھانے سے یہ مذہب قبول کیا پھر تمام ملک میں یہ مذہب پھیل گیا بڑے بڑے علما جمع ہوئے چنانچہ ابن مطہر حلی بھی اُن میں تھے اور اس سلطان کی حیات تک اِس فرقے کا غلو بہت ہی بڑھا رہا ابن مطہر نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں یہ بادشاہ سنہ ۶۷۰ھ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۶۹۴ھ میں مسند نشین سلطنت ہوا اور اُسی سال میں مسلمان ہوا تھا۔

پھر سلطنت ترکمانوں کی جنکی اصل فرقہ اثنا عشری سے تھی دیار بکر اور اُسکے گرد نواح میں جو ولایت ایران میں داخل ہے اور فی الحال سلطان روم کے ماتحت ہے سنہ ۸۰۶ھ میں قائم ہوئی اور اس فرقے کو از سر نو رونق ہو گئی اور پچاس برس تک اِس ریاست میں ہمراہ غلو کا غلبہ رہا اور علمائے اثنا عشری اکثر جمع ہو گئے۔ ترکمانوں کی سلطنت کے زوال کے بعد سلاطین حیدریہ نے جنھوں نے اپنا لقب صفویہ رکھا سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا۔ اُن کی سلطنت کا بانی شاہ اسماعیل صفوی ہے جس کی شہرت اور ظہور سنہ ۹۰۶ھ میں ہوا

اور سنہ ۹۱۶ھ تک سب عراق عجم اور کرمان اور مازندران اور آذربیجان وخراسان وتبریز
مفتوح ہو گیا یہ شخص محض پیری اور مریدی کی برکت سے اِس شوکت و دولت کو پہونچا
تھا سلاطین صفویہ کو یہانتک غلو تھا کہ شاہ اسماعیل صفوی مروج طریقۂ اثنا عشری
نے ایک ٹوپی سرخ رنگ ایجاد کی جس کے بارہ گوشے ہوتے تھے اور ہر ایک گوشے مین
ایک امام کا ائمہ اثنا عشریہ مین سے نام لکھا جاتا تھا اور یہ ٹوپی خاص شیعۂ اثنا عشری کے
اوڑھنے کے واسطے بنوائی گئی تھی تاکہ شیعہ اور غیر شیعہ مین فرق و تمیز رہے اور چونکہ سُرخ رنگ
کو ترکی زبان مین قزل کہا کرتے تھے اِس لئے اُسکے اوڑھنے والے قزلباش مشہور ہو گئے
پھر فرقۂ اثنا عشریہ کا زور و شور ایران مین یہانتک بڑھ گیا کہ اُن مین سے ایک بادشاہ
کو علماے اثنا عشری نے صاحب الزمان کا نائب قرار دیکر اُسکے لئے رسم سجدہ جاری کرائی
اور اُس بادشاہ نے زبردستی مخلوق کو اُس مذہب مین ڈالا جس نے انکار کیا قتل کرایا
اہلِ سُنت کے جمعہ و جماعات روکدئے اور خطبون مین ممبرون پر بی بی عائشہ اور بی بی
حفصہ اور بڑے بڑے صحابہ کی علانیہ مذمت بیان کرانا شروع کی بلکہ کوچہ و بازار مین
اُنپر لعنت کرائی ہزارہا علماے اہلِ سُنت کو قتل کرایا اُن کی مساجد خراب کرادین اور اُنمین سے
بڑے بڑے علما کی قبرین اُکھڑوا کر ہڈیان جلوادین جیسے عین القضاۃ ہمدانی اور قاضی
ناصر الدین بیضاوی وغیرہ اور ہزارون اہل سنت خانہ بدوش و تباہ و برباد ہو کر توران
مین بادشاہان ماوراءالنہر کے پاس پناہ گزین ہوئے زوال دولت صفویہ کے بعد سلاطین زندیہ
بھی اسی مذہب پر ہوئے اور زندیہ سے سلاطین قاچاریہ نے یہ سلطنت چھین لی کہ فتح علیخان
قاچار طہماسپ ثانی کا سپہ سالار تھا نادر شاہ نے اُسے قتل کرادیا اُسکے دو بیٹے تھے محمد حسین خان
محمد حسن خان محمد حسن خان کے بیٹے آقا محمد خان نے لطف علی خان زند پر کہ سلاطین زندیہ کا آخری بادشاہ
ہے غلبہ پاکر سلطنت ایران حاصل کی اور سنہ ۱۲۱۰ھ مین مستقل طور پر سلطنت مذکور کا تخت نشین
ہو کر آقا محمد شاہ کے نام سے مشہور ہوا اور ۲۱ ذیحجہ سنہ ۱۲۱۱ھ مین اُسکے مقتول ہونے کے بعد
اُسکا بھائی فتح علی شاہ حکمران ہوا اور ۱۹ جمادی الاولی سنہ ۱۲۵۰ھ کو اُس نے انتقال کیا
تو محمد شاہ والی سلطنت ہوا اور اُسنے جب ۶ شوال سنہ ۱۲۶۴ھ کو وفات پائی تو اُس کا بیٹا

سلاطین زندیہ
سلاطین قاچاریہ

ناصر الدین شاہ فرمان روا ہوا اب اُسکی اولاد مین سے احمد شاہ مالک سلطنت ایران ہے اور اُن تمام سلاطین قاچاریہ کا مذہب اثنا عشری ہے اُن کے غلو کا یہ حال ہے کہ ناسخ التواریخ مین جہان جہان خلفاے ثلثہ اور بی بی عائشہ صاحبہؓ کے تاریخی حالات تمام کئے ہین وہان اُن پر مطاعن بھی ضرور لکھدیے ہین اور جوابون کو چھوڑ دیا ہے بلکہ کسی جلیل القدر صحابی کو جو اُن کے چند واجب التعظیم صحابہ سے باہر ہے طعن و تشنیع سے معاف نہین رکھا ہے کہین رمز و کنایے کے طور پر اور کہین صاف لفظون مین ہر ایک کو بُرا کہا ہے اور عیب نکالا ہے۔ سرجان مالکم کی تاریخ مین لکھا ہے کہ مذہب شیعہ کا رواج ایران مین وہان کے رہنے والون مین اتفاق پیدا ہو جانے کا سبب واقع ہوا ہے اور بقدر حب وطن کے دلون مین راسخ ہو گیا ہے اُس زمانے مین ایرانیون کو وہ تعصب مذہبی باقی نہین رہا جو پہلے تھا اور اُسکا سبب یہ نہین ہے کہ اُن مین ترقی و تربیت آگئی ہے بلکہ جوش دھیما ہو گیا ہے اہل سنت جماعت کو کافر نہین قرار دیتے کہتے ہین یہ لوگ مسلمان ہین مگر مؤمن نہین اِسلئے کہ اُنھون نے اُن لوگون کی خلافت کو قبول کر لیا ہے جنھون نے آل رسول کا حق مار لیا اور جور کے ساتھ خلافت چلائی پس یہ لوگ اسوجہ سے خطا مین ڈوبے ہوئے ہین۔

سنہ ایک ہزار ہجری مین دکن ملک ہندوستان مین سلاطین بہمنیہ اور عادل شاہیہ سلطنت کرتے تھے اور ان سب لوگونکا مذہب اثنا عشری تھا اور تشیع مین بہت غلو رکھتے تھے۔

سلاطین خاندان بہمنیہ

خاندان بہمنیہ کا بانی اول شاہ علاء الدین حسن گنگو بہمنی ہے کہ چوتھی ربیع الاول ۷۴۸ھ مین ملک دکن کا فرمان روا ہوا اور اُس خاندان کا آخری شاہ کلیم اللہ بہمنی بن محمد شاہ بہمنی ہے جو اپنے ملک سے بیدخل ہو کر ۹۳۳ھ مین برہان نظام شاہ کے پاس جا کر وہین راہی ملک بقا ہوا اُس خاندان نے ملک دکن مین ایک سو بیاسی برس تک سلطنت کی انکا دار السلطنت احمد آباد بیدر تھا۔

سلاطین خاندان عادل شاہیہ

یوسف عادل شاہ جو ۸۹۵ھ یا ۸۹۶ھ مین بیجاپور واقع ملک دکن کا بادشاہ ہوا تھا اُس کی طبیعت مین بھی ایران کے رہنے سے اور شیخ صفی کے

[illegible]

خاص خاص معتقدون کے ملنے جلنے سے تشیع کی گرمجوشی بیٹھ گئی تھی اُسنے اِس مذہب کو اپنی سلطنت کا طریقہ ٹھہرایا یعنی اُسی مذہب کی تائید و حمایت کرتا تھا ان عادل شاہیون سے چوتھا بادشاہ ابراہیم عادل شاہ سنہ ۹۴۱ھ مین تخت نشین ہوا تو اُسنے اپنے اسلاف کے مذہب کو ترک کر دیا اور خطبے مین سے ائمہ اثنا عشر کے نام نکلوا دئے اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا اور اُس سُرخ ٹوپی کا اوڑھنا موقوف کرا دیا جو کلاہ دوازدہ ترک کہلاتی تھی اور سپاہ شیعہ کی علامت سمجھی جاتی تھی سنہ ۹۶۵ھ مین ابراہیم عادل شاہ کے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا علی عادل شاہ مذہب اثنا عشری پر ہوا اُسکا مذہب باپ کے سامنے ہی سے یہ تھا اُسنے اپنے اجداد کا مذہب اُجالا کیا اور غالی شیعون کا طریقہ اختیار کیا اور خطبے مین ائمہ اثنا عشر کا نام داخل کرا دیا اور لفظ علی ولی اللہ کلمات اذان مین داخل کرا دیا اور ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین جو شیعہ تقیہ کرنے لگے تھے اُن کو حکم دیدیا کہ علی الاعلان کوچہ و بازار مین اپنے کام مین مشغول رہین یہی حال ان فرمانرواؤن کی حکومت مین رہا یہانتک کہ سکندر شاہ کے ہاتھ سے سنہ ۱۰۹۷ھ مین قلعہ بیجاپور نکل گیا اور اُسکو قلعہ دولت آباد مین عالمگیر شہنشاہ ہندوستان نے قید کر دیا پس عادل شاہیون کا سلسلہ منقطع ہو گیا اُس خاندان مین دس آدمی دو سو برس تک فرمانروا رہے۔

نظام شاہیہ خاندان مین جسکی بنیاد احمد شاہ نومسلم نے ڈالی تھی اُسکا بیٹا برہان نظام شاہ تخت احمد نگر پر بیٹھا تو اُسنے سنہ ۹۴۴ھ مین شاہ طاہر کی ہدایت سے مذہب اثنا عشری کو رواج دیا ائمہ اثنا عشر کے نام سکے اور خطبے مین ڈلوائے اور باقی صحابہ کے نام خارج کر دئے سنہ ۹۹۷ھ مین میران حسین پانچوین بادشاہ کے مارے جانے سے مذہب کا تبدل واقع ہوا اور سُنی غالب آئے۔

ملک تلنگ واقع دکن مین قطب شاہی بھی اثنا عشری تھے پہلا شخص جسنے یہ خود مختار حکومت قائم کی سلطان قلی ہے جو سلطان محمود بہمنی کے عہد مین مرتبہ امارت کو پہونچا اور قطب الملک خطاب پایا اور سنہ ۹۱۸ھ مین امارت و سپہ سالاری سے نکلکر بادشاہت قائم کی اور اپنا نام قطب شاہ رکھا اُسنے اپنی سپہ سالاری اور امارت کے زمانے ہی سے

ائمہ اثناعشر کے نام خطبون مین ڈلوادے تھے اور جب بادشاہ بنا اور اُسکو یہ خبر پہونچی کہ شاہ اسماعیل صفوی ایران کے تخت پر بیٹھا تو اُسکی تقلید سے کیونکہ اُسکو اپنا مرشدزادہ جانتا تھا اصحاب ثلثہ کے نام خطبون مین سے نکلوا ڈالے جبکہ برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کی ہدایت سے احمدنگر مین بطور شیعون کے خطبہ پڑھا تو قطب شاہ نے بھی اُس کی حمایت کے بھروسے پر مذہب تشیع کے مراسم واحکام برملا جاری کرائے اور اہل شیعہ اصحاب ثلثہ کو علانیہ بےادبی کے ساتھ یاد کرنے لگے اور قطب شاہ کی اولاد کے عہد مین یہ بات جاری رہی۔

ریاست حیدرآباد مین جو **نعل صاحب کی درگاہ** مشہور ہے اور عشرۂ محرم مین وہان مجمع کثیر رہا کرتا ہے اور ہر قسم کی نذر و نیاز وہ چڑھاوے لوگ کیا کرتے ہین وہ ایک گھوڑے کا نعل ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ حضرت امام حسینؓ کے گھوڑے کا نعل ہے یہ نعل قطب شاہیون کے زمانے مین اُسوقت کے بادشاہ نے ایک سوداگر سے تبرک سمجھکر خریدا تھا اُس نعل کو ایک لکڑی پر علم کی صورت نصب کرکے ایک خاص مکان مین رکھا گیا ہے جسے نعل صاحب کی درگاہ کہتے ہین نعل صاحب پر اسقدر اعتقاد ہے کہ شاید اتنا کسی دوسرے پر نہو گا۔ نعل صاحب کے گروہ معتقدان مین سب سے بڑا نمبر تمام شہر کے سائیسون کا ہے حیدرآباد کے سُنّی شیعہ شریف رذیل امیر غریب غرض ہر جماعت اور ہر طبقے کے لوگ اور خاندان کے ممبر اُسپر اعتقاد رکھتے ہین اُسکے نام سے فقیر بنتے ہین اور اس قسم کے معتقدون اور عموماً نذر و نیاز چڑھانے والون مین مسلمانون سے ہندو اور مردون سے زیادہ عورتون کی تعداد ہوتی ہے عشرۂ محرم مین نوین تاریخ کی رات کو نعل صاحب کی سواری نکلتی ہے جب سب تعزیے نکل جاتے ہین تو نعل صاحب کی سواری کا شور و غل ہوتا ہے اور بڑی دھوم سے نکلتی ہے شہر کے تمام سائیس سواری کی جلو مین ہوتے ہین اور ہر سائیس ایک بڑی سی مشعل ہاتھ مین لئے ہوتا ہے اور گھماتا جاتا ہے اور اُن سب کے ہاتھ مین لکڑیان اور ڈنڈے اور لاٹھیان رہتی ہین یہ جماعت کی جماعت مختلف فقرے چلاتی جاتی ہے جن کا نمونہ یہ ہے (۱) دولہ دولہ (ہے)

(۲) دولہ یا علی (۳) نعل صاحب پتھر گھٹی (اِس لحاظ سے کہ نعل صاحب کی درگاہ محلہ پتھر گھٹی مین واقع ہے) (۴) کیا خوب چلی دستی (۵) جم جم کے لگا تیغہ۔ اِس طور پر اور بھی مہمل فقرے مین جنکا نہ سر معلوم ہوتا ہے نہ پیر۔ نعل صاحب کی سواری کے ساتھ سائیسون کی مشعلون کے علاوہ خاص ریاست کے صرف سے ہزار کے قریب مشعلین روشن رہتی ہین سرکاری مشعلین معمولی نہین ہوتین بلکہ بڑے صرفے سے تیار ہوتی ہین اُنکا ہینڈل بہت بڑا ہوتا ہے اور اُسپر ابرک کے پھول پتّے لگے رہتے ہین نعل صاحب کے مختلف جگہون پر ڈھٹی بندھتی ہے دوسرے الفاظ مین ایک نہایت بیش قیمت کپڑا اُنکی نذر ہوتا ہے وہ جگہین یہ ہین (۱) نظام حیدرآباد (۲) وزیر اعظم (۳) ڈیوڑھی سرسالار جنگ۔ نعل صاحب کا چکر صبح آٹھ بجے کے قریب ختم ہوتا ہے نعل صاحب کا حال بطور جملہ معترضہ کے آگیا تھا اب مین پھر مطلب اصلی کی طرف رجوع کرتا ہون۔

بعض شیعہ بادشاہان مغلیہ

ہمایون بن بابر شہنشاہ ہندوستان شیعہ ترکمانون کی بہت خاطر اور دلجوئی کرتا تھا اور ہمایون کے بیٹے اکبر کے عہد مین عبدالرحیم خان خانخانان وغیرہ امرا کا مذہب تشیع تھا بلکہ اکبر خود بھی برملا تشیع کا اظہار کرنے لگا تھا اور اُسکے بیٹے جہانگیر کے عہد مین اُسکی بیگم نورجہان اور بیگم کے رشتہ دار جنکا یہی مذہب تھا سلطنت پر حاوی ہوگئے تھے اور اُنکے پاس عراق اور ایران کے تمام شیعہ اثنا عشری بھرے پڑے تھے۔

والیان اودھ

تمام ملک اودھ مین شیعون کی حکومت رہی ابتدا والیانِ اودھ کی برہان الملک عرف میر محمد امین نیشاپوری سے ہوئی جو امام موسیٰ کاظم کی اولاد سے تھا ورمحمد شاہ شہنشاہ ہندوستان نے اُسے صوبہ دار اودھ کا کیا تھا اور جب اُس کے جانشین مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے ۱۱۶۵ہجری مین بمقام دہلی بغاوت کی تو فریقین کے تقضیے اختلاف مذہب کے غیظ وغضب سے جوگنے ہوگئے چنانچہ سُنّی شیعون کے لڑنے والونکا لقب اور ما بہ الامتیاز اُن کی ایک آواز تھی یعنی سُنّی دم چار یار اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے اور صفدر جنگ کے جانشین نواب شجاع الدولہ نے ۱۱۸۸ھ مین قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ مین جو کہ

شیعون کی بستی ہے نواب مظفر جنگ ابن نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد کو شیعہ
کیا اور شجاع الدولہ کے جانشین آصف الدولہ کی ہدایت سے ۱۲۰۶ھ ہجری مین نواب
سید محمد علی خان ابن نواب سید فیض اللہ خان والی رام پور نے ملت اثنا عشری اختیار
کرلی تھی - فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد مین لکھنؤ مین تھا اُسنے
ایک علم دریاے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کردیا اور شہر کے لوگون سے یہ بات کہی
کہ مجکو خواب مین یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ مین جو علم معرکۂ کربلا مین تھا
وہ فلان مقام پر دفن ہے تو اُسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کرکے اُس
مقام پر گیا اور جگہ کو کھود کر وہ علم نکال لا اور اپنے گھر مین کہ محلہ رستم نگر مین واقع تھا نہایت
تعظیم کے ساتھ رکھا اِس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ کہ ہزار جان و دل
سے شہداے کربلا کے جان نثار تھے اُس علم کی زیارت کے لئے فقیر بیگ کے گھر پر گئے
اور علم کی زیارت کی اب اہلِ شہر بھی جو اِس طریق کے تھے جوق جوق آنے لگے
شیرینیان اور نیازین حاجتمندون نے حاضر کرنی شروع کین جب فقیر بیگ نے قضا کی
تو اُسکے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ بدستور جاری رکھا اور اُسکی آمدنی سے
اوقات بسر کرتا تھا عشرۂ محرم مین زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چھت
کی عوض کھپریل تھی عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد مین تعمیر ہوئی جیسا کہ
مفتاح التواریخ مین لکھا ہے اِس مکان کا نام درگاہ حضرت عباس ہے اُس کی آمدنی
کچھ خادمون کے حصے مین آتی تھی اور کچھ سرکار مین داخل ہوتی تھی - رفتہ رفتہ وہان کی
آمدنی لاکھون روپیہ سالانہ کو پہونچی ہر جمعرات کو خصوصًا نوچندی جمعرات کے دن اُس
درگاہ مین بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والون کے سوا ہزارون تماشائی اور
شہر کی پری پیکر طوائفین بن ٹھن کر جمع ہوتی تھین سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی
دھوم دھام سے رہا ارباب شہر اب تک لکیر پیٹتے ہین اب نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرائش
وزینت ریاست اور دھوم جب تک قائم رہی علانیہ تشیع مین بڑا غلو رہا اُسکا ادنیٰ نمونہ
یہ ہے کہ میر حیدر بخش نائب آغا حسن علی خان نے صحابہ کے نام لکھ فرش کے تلے بچھوائے تھے

تاکہ پائمال ہون لکھنؤ کی کربلاے تال کٹورہ مین ابتک یہ بات موجود ہے معتمد الدولہ وزیراعظم غازی الدین حیدر کے ہاتھ سے میر حیدر بخش بہت خراب ہوا۔ وقائع دلپذیر مین مذکور ہے کہ بادشاہ بیگم زوجہ غازی الدین حیدر والی اودھ نے اپنی طبیعت سے ایک چھٹی صاحب الزمان کے واسطے ایجاد کی چھٹی یہ ہے کہ عورت زچہ جننے سے چھ دن کے بعد مع بچہ غسل کرتی ہے اور عمدہ لباس پہنکر جلسہ کرتی ہے بادشاہ بیگم اس رسم کو اُس امام عالی مقام کی طرف منسوب کرکے ہرسال ماہ شعبان مین اداکرتین اور بہت سا روپیہ خرچ کرتی تھین اور اشرافون کی دوشیزہ اور خوبصورت لڑکیان روپیہ خرچ کرکے یا کسی دوسری تدبیر سے بہم پہونچاکر ائمہ اثنا عشر کی اُنکو ازواج بناتین اور اُن ائمہ کی ازواج کا نام ٹھنکر وہی نام اُن لڑکیون کے رکھتین اور ان لڑکیون کا لقب اچھوتی مقرر کیا تھا اچھوتی اُس چیز کو کہتے ہین جو چھونے کے قابل نہو تاکہ آلودہ و نجس نہوجائے مگر حضرت فاطمہ زہرا کی پاسداری کی وجہ سے حضرت علیؑ کے لئے کوئی عورت تجویز نہین کرتی تھین اگر اُن مین سے کوئی جوان ہوجاتی اور دل اُسکا مناکحت کو چاہتا تو مانع آتین اور کہتین کہ بعد زوجیت ائمہ اطہار کے دوسرے کے ساتھ تزویج اور عقد کرنا اور اُس سے ہم بستر ہونا ملت پاس وادب اور رعایت قانون اسلام مین حرام ہے غازی الدین حیدر کے بعد جب نصیرالدین حیدر مسند نشین ہوئے تو انھون نے بھی گیارہ ازواج ائمہ احدی عشر کے لئے جمع کین اور دوسرے ائمہ کے واسطے بھی اچھوتیان جمع کین جیسے حضرت قاسم اور حضرت عباس وغیرہ کے لئے اور جب کسی امام کی ولادت کا دن آتا تو بادشاہ اپنے آپکو حاملہ عورتون کی طرح بہ تصنع دردزہ اور نفاس وغیرہ مین مبتلا کرتے اور بچے کی جگہ ایک مرصع گڑیا بادشاہ کے سامنے رکھدی جاتی اور بادشاہ خود ہی زچہ خانے مین رہتے اور ویسے ہی کھانے کھاتے جیسے زچہ کھاتی ہے اور چھٹا روز ہوتا تو بادشاہ زچہ کی طرح غسل کرتے اور اُس مصنوعی بچے کو گود مین لیکر لنگڑاتے ہوئے صحن مکان مین نکلتے تاکہ آسمان کے تارون کو دیکھین اس طرح چھٹی ہوتی ائمہ احدی عشر مین سے ہرایک امام کی زوجہ کو طلائی مورت بچے کی دی گئی تھی اور دوسرے ائمہ کی زوجات کو نقرئی مورت دی گئی تھی

اور جبکہ سوائے ائمہ احدی عشر کے دوسرے کسی امام کی ولادت کا دن آتا تو اُسکی زوجہ خود بطرز معمولی زچہ خانے مین جاتی اور وہی مراسم ادا کئے جاتے جو بادشاہ کے ساتھ کئے جاتے تھے اور اصطلاح مین اِس رسم کو اچھوتہ کہتے تھے۔ امجد علی شاہ ثریا جاہ کو مذہب اثنا عشریہ مین نہایت غلو تھا اُن کے عہد مین مذہب شیعہ نے خوب رونق پائی تھی سنت وجماعت کا حساب وشمار ہنود مین تھا اودھ کے پچھلے بادشاہ واجد علی شاہ سے فروری ۱۸۵۶ء مطابق جمادی الاخری ۱۲۷۲ھ ہجری مین انگریزون نے ملک نکال لیا شاہ معزول نے اپنی ایک تالیف کے صفحہ ۲۰۴ مین جسکا نام مجموعہ واجدیہ ہے لکھا ہے اسامی ملعونان و ملعونات کہ تاقیامت بر آنہا لعنت باید کرد اور اُسکے بعد مین صفحے اصحاب کبار وغیرہ کے نامون سے بھر دئے ہین جن مین حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ بی بی عائشہؓ وغیرہ داخل ہین۔

نوابان رامپور کا مذہب

رامپور کے جو بعض بعض رئیس اثنا عشری ہوئے یہ بھی اہل لکھنؤ ہی کی ہدایت وتربیت کا اثر تھا چنانچہ نواب سید فیض اللہ خان کے پوتے نواب سید محمد سعید خان ابن نواب سید غلام محمد خان اور اُن کے جانشین نواب سید یوسف علی خان یہی مذہب رکھتے تھے مگر اُن کے وقت مین بالکل غلو کو دخل نہ تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اہلِ سنت کے سامنے صحابہ کو بُرا کہہ سکے۔ نواب سید حامد علی خان صاحب بہادر رئیس حال بھی یہی مذہب رکھتے ہین۔

عقائد اثنا عشریہ کی تفصیل

اصول دین پانچ ہین (۱) توحید۔ اسی مین صفات ثبوتیہ وسلبیہ داخل ہین (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) معاد

بیان توحید معرفت اللہ تعالیٰ کی واجب ہے ہر مکلف پر کیونکہ وہ منعم ہے تاکہ ہم اُسکا شکر کرین۔ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور واجب الوجود لذاتہ ہے یعنی اپنے وجود مین غیر کا محتاج نہین اور اُسپر عدم جائز نہین۔

بیان صفات ثبوتیہ اللہ تعالیٰ قدیم ازلی ہے یعنے اُسکے وجود پر عدم سابق نہین باقی ہے ہمیشہ رہیگا یعنی اُسکے وجود کو عدم لاحق نہین ہوتا مختار ہے یعنی اگر چاہے کرے اور اگر چاہے نہ کرے اور عالم ہے یعنی تمام چیزین اُسکے نزدیک ظاہر اور حاضر ہین زندہ ہے

یعنی سمیع ہے اُس سے کہ قادر ہووے اور جاننے اور ہر مقدور پر قادر ہے اور ہر معلوم کا عالم ہے اور متکلم ہے بغیر زبان کے اور اللہ کے متکلم ہونے سے یہ مطلب ہے کہ کسی جرم سماوی یا جسم ارضی مین کلام ایجاد کیا تاکہ اپنی غرض کو خلق کی طرف پہونچاوے پس اِس قسم کے کلام کو اُسکا اپنی ذات کی طرف نسبت دینا بھی اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے بغیر کان اور آنکھ کے مطلب یہ ہے کہ مبصرات اور مسموعات کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر اعضا کے مدرک ہے یعنی اُس چیز کو جانتا ہے جسکا ادراک حواس سے ہوتا ہے اور صاحب ارادہ ہے یعنی ترجیح دیتا ہے فعل کی جس وقت جانتا ہے اُسکی مصلحت کو اور اللہ تعالیٰ صادق ہے حق بات کہتا ہے کذب سے منزہ ہے اور کارہ ہے یعنی ترجیح دیتا ہے ترک فعل کی جس وقت مفسدہ فعل کے ہونے مین جانتا ہے اور واحد ہے اُسکا کوئی شریک اُلوہیت مین نہین۔

بیان صفات سلبیہ اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ عرض ہے اور نہ جوہر ہے اور نہ کسی جہت مین ہے اور نہ کسی مکان مین ہے اور وہ نظر کے ساتھ نہین دکھ سکتا دنیا مین نہ آخرت مین کیونکہ وہ مجرد ہے اور رویت کے لئے جسم و جہت شرط ہے اور وہ خود بھی کہتا ہے لن ترانی یعنے ہرگز نہین دیکھے گا تو مجھے اور لا تدرکہ الابصار نہین پا سکتین اُسکو آنکھین اور اللہ کے لئے نہ ولد ہے نہ زوجہ اور متحد اپنے غیر سے نہین ہو سکتا اور مرکب کسی شے سے نہین ہے اور نہ حلول کے ساتھ متصف ہے اور نہ کسی ایسی صفت کے ساتھ جو اُسکی ذات مقدس پر زائد ہو متصف ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو ذات الٰہی کا حدوث لازم آئیگا اسلئے کہ محل حوادث ہوگی اور اگر وہ صفت قدیم ہو تو قدما کا تعدد لازم آئیگا اور یہ باطل ہے پس صفات ثبوتیہ اُسکے عین ذات ہوئے اور اللہ تعالیٰ عالم بالعلم اور قادر بالقدرۃ نہین ہے بلکہ علم اور قدرت عین ذات اُسکی ہین اور تعدد صفات سے تعدد معنی کا نہین ہوتا اگر عالم بالعلم اور قادر بالقدرت ہو تو محتاجی اُسکی صفات کی جانب لازم آئے اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ قادر و عالم بالذات واحد ی المعنی ہے اُس مین مجال تعدد نہین ہے۔

بیان عدل اللہ تعالیٰ عادل اور حکیم ہے دبرائی کرتا ہے نہ واجبات مین خلل ڈالتا ہے

کیونکہ قبیح کا فعل قبیح ہے اور واجب مین خلل ڈالنا اللہ تعالیٰ کا نقصان ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے منزہ ہے اور غیر سے غنی ہے رضا بہ قضا و قدر واجب ہے اور ہر چیز کہ ہے اور موجود قضا و قدر سے ہے اور ان دونون سے جبر و ظلم لازم نہین آتا اس لئے کہ قضا و قدر علم اور بیان کے معنے مین ہے یعنی ہر شے کو جانتا ہے جس حالت پر کہ وہ ہے اور اُسکو ملائکہ سے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مکلفین کو جن چیزون کے ساتھ تکلیف دی ہے اُنکا بدلہ ثواب ابدی کے ساتھ تکلیف کے مقابلے مین دیتا ہے اور اُن آلام کا بھی عوض دیتا ہے جو مکلفین کی ذاتون پر زائد ہین اگر ایسا نہ کرے تو ظلم لازم آئے اور اللہ تعالیٰ عادل ہے پس عوض پہونچانا واجب ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ اصلح ہے ورنہ عبث لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ عبث سے بَری ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے لطف ضروری ہے کیونکہ خلق کو پیدا کیا اور اُس مین خواہش رکھی پھر اگر لطف نہ فرماتا تو قبیح کام پر آمادہ کرنا لازم آتا جو قبیح ہے اور لطف سے مراد یہ ہے۔ ادلہ کا نصب کرنا اور عقل کامل کا دینا۔ اور رسولوں کا بھیجنا اُن کے زمانے مین۔ اور انقطاع رسل کے بعد امام کا باقی رکھنا تاکہ غرض فوت نہو جائے۔

بیان نبوت ہمارے نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہین وہ رسول از روے حق و صدق کے ہین اُنکا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے کہ حق و باطل مین فارق ہے اور باقی ہے قیامت تک اور حجت ہے خلق پر اور وہ اعجاز بوجہ زیادتی فصاحت و بلاغت کے ہے اِس طرح پر کہ جب سے آپنے تحدی فرمائی اِس امر پر کہ اگر مین پیغمبر نہین ہون اور یہ کلام الٰہی نہین تو اُسکی ادنیٰ سی سورت کے مثل لاؤ کسی سے اُس کا جواب آج تک ممکن نہوا اور آپ بعثت کے قبل اپنے نفس پر نبی تھے اور بعد اُسکے آپ کافۂ خلق کی طرف رسول ہوئے اور تمام انبیا اپنے افعال و اقوال مین معصوم ہین۔ تمام عیوب اور گناہ اور سہو و نسیان سے اول عمر سے آخر عمر تک پس جہان کلام مجید مین معصیت اور سہو کا ذکر ہے وہ واجب التاویل ہے اور انبیا کا اپنے اہلِ زمانہ سے افضل ہونا واجب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہوگا اور وہ تمام

انبیا و مرسلین سے افضل و اشرف ہین اُنکی معراج جسم عنصری کے ساتھ علانیہ بیداری مین حق ہے اخبار صحیح متواتر سے ثابت ہے منکر اُسکا دائرہ اسلام سے خارج ہے آپ دروازہ ہاے آسمان سے تشریف لے گئے اسمین حاجت خرق والتیام افلاک کی باقی نرہی اُنکا دین ادیان سابقہ کا ناسخ ہے۔

بیان امامت امام کا ہونا لطف الٰہی ہے جس طرح نبی کا ہونا لطف ہے پس نبی کے بعد امام کا وجود اللہ کی جانب سے اُسکے حکم سے واجب ہے ورنہ قبح لازم آئے گا جو محال ہے اور امام بعد جناب رسالت مآب کے بلا فصل علی بن ابی طالب ہین اور اُن کے بعد گیارہ امام اُن کی اولاد مین سے ہین یعنی حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن العابدینؑ بن حسینؑ پھر محمد باقر بن علی پھر جعفر صادق بن محمد باقر پھر موسیٰ کاظم بن جعفر پھر علی رضا بن موسیٰ کاظم پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی پھر محمد صاحب الزمان بن حسن عسکری یہ سب از روے حق کے ائمہ آدمیان کے ہین ایک بعد دوسرے کے۔ ہر امام انمین سے ایک بعد ایک کے از روے نصوص متواترہ خلافت کے منصوص ہے اور اُنکا اپنے افعال و اقوال مین معصوم و مطہر ہونا واجب ہے تمام گناہ اور سہو سے خواہ صغیرہ ہون خواہ کبیرہ عمداً اور سہواً اور ائمہ کا اعلم اور افضل ہونا بھی واجب ہے اور مہدی منتظر امام محمد بن حسن عسکری ہین کہ اپنے والد کے زمانے مین پیدا ہوئے اور غائب ہین اور زندہ ہین اور باقی ہین جب تک دنیا باقی ہے اور غیبت اُنکی اپنی خواہش طبعی سے نہین کیونکہ وہ معصوم ہین پھر کیسے واجب مین کمی اور خلل کرتے اور نہ پروردگار کی جانب سے ہے کیونکہ وہ عادل اور حکیم ہے پھر قبیح کام کیسے کرتا اور نظرون اور اوقات سے اخفا قبیح ہے بلکہ اُنکی غیبت کافرون کی کثرت اور دوستون کی قلت کی وجہ سے ہے اور اُنکا ظاہر ہونا ضرور ہے اور امام کی غیبت مین خلق کو اس طرح فائدہ پہونچتا ہے جسطرح آفتاب سے فائدہ پہونچتا ہے جبکہ وہ بادل کی آڑ مین ہوتا ہے۔

بیان معاد اللہ تعالیٰ اجسام فانی کا اعادہ کریگا جیسے کہ دنیا مین تھے تاکہ مستحقین کو

حق پہونچے انبیا نے اسکی خبر دی ہے پس اعتقاد معاد جسمانی پر واجب ہے اور ائمہ معصومین زمانۂ مہدی علیہ السلام مین جماعت امم سابقہ اور لاحقہ کے ساتھ رجوع کرینگے تاکہ اپنی دولت اور حق کا اظہار کرین اللہ نے جو قرآن مین فرمایا ہے ویوم نحشر من کل امة فوجًا یعنی وہ روز جس مین ہم ہر امت مین سے ایک گروہ اٹھائین گے اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ امامت حضرت علی اور اُنکی اولاد مین سے نہین نکلتی ہے اگر نکلی بھی تو غیر ونکے ظلم سے اور یا جناب امیر کے یا اُن کی اولاد کے تقیہ کرنے سے۔ اور جن جن باتونکی نبی علیہ السّلام نے خبر دی ہے اور بتواتر ہم تک پہونچی ہین جیسے انبیاے سابقہ کی نبوت اور ارسال رسل اور کتب منزلہ اور وجود ملائکہ اور احوال قبر اور ثواب قبر اور عذاب قبر اور سوال منکر ونکیر اور زندہ ہونا قبر مین اور احوال قیامت اور حساب اور سوال اور میزان اور صراط اور بولنا اعضا کا اور اُڑنا نامۂ اعمال کا اور جنت کا ساتھ نعیم اور حور وقصور اور غلمان کے اور دوزخ کا ساتھ عذاب سخت کے فی الحال موجود ہونا اور مظلوم کا ظالم سے انصاف کرنا اور قعرہاے جنہم اور حوض کوثر جس کے ساقی حضرت علیؓ ہین کہ اُس سے پیاسون کو قیامت مین سیراب کرینگے اور نبی اور ائمہ معصومین کی شفاعت اُن لوگون کے حق مین جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہین۔ اور فرقۂ شیعہ مین سے ہین اور اللہ تعالیٰ کا اہل قبور کو اُٹھانا اور قیامت کے موافق اُن سب کا اعتقاد واجب ہے اُن مین سے کسی بات مین شک نہین کیونکہ معصومین نے انکی خبر دی ہے اور کتاب اللہ مین بھی انکا ذکر آیا ہے۔ منکر انکا ملحد یا منافق ہے[1]

اثنا عشریہ قرآن مین کمی بیشی کے قائل نہین اور یہ جو مشہور ہے کہ شیعۂ اثنا عشریہ کہتے ہین کہ صحابہ نے دس پارے قرآن مجید کے کم کر دئے اور بعض شیعہ سورۂ حسنینؑ اور سورۂ فاطمہؑ اور سورۂ علیؑ پڑھا کرتے ہین یہ جہلا کی گپ ہے آجتک سلف سے لیکر خلف تک کوئی محقق اثنا عشری یہ عقیدہ نہین رکھتا چنانچہ علماے اثنا عشری اس خیال کی براءت اپنی کتابون مین بڑے شد ومد سے کرتے ہین شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ اپنے رسالۂ عقائد مین کہتے ہین کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا

[1] منقول از رسالہ اعتقادیہ صفحہ ۱۲

وہی ہے کہ جواب لوگون کے پاس موجود ہے نہ اُس مین کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ تفسیر مجمع البیان مین کہ جو اثنا عشریون کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضیٰ کہتے ہین کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام مین تھا وہی اب بھی ہے بلا تفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب مین کہتے ہین کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن میں تغیر و تبدل کے قائل ہین سو یہ غلطی ہے محققین شیعہ مین سے کوئی بھی اسکا قائل نہین اور جو کوئی کہے تو اُس کا کیا اعتبار ہے ملا صادق شرح کافی کلینی مین لکھتے ہین کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہیگا محمد بن الحسن آملی کہتے ہین کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کریگا یقینی طور پر جان جائیگا کہ قرآن مین بچند وجوہات کمی زیادتی ناممکن ہے اور اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت کے آبائے کرام آدم سے تا بہ عبداللہ پدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب ایمان تھے اور یہ مسئلہ مذہب امامیہ مین اتفاقیہ ہے کہ کسی کو اُس مین بحث و کلام نہین پس جس نبی یا وصی کا ماں باپ مومن نہوگا وہ نبی اور وصی نہوگا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے باپ تارخ تھے آزر بُت تراش نہ تھے اور حضرت علیؑ کے باپ ابوطالب بھی مسلمان تھے مگر ہان وہ جناب تقیہ کرتے تھے جیسا کہ کلینی نے کافی مین لکھا ہے کہ جناب صادق نے فرمایا ہے کہ ابوطالب اصحاب کہف کی طرح تھے کہ اپنے ایمان کو چھپایا اور شرک ظاہر کیا پس اللہ نے اُنکو دوچند اجر عطا کیا اور اُنکے ایمان کے چھپانے کا سبب یہ تھا کہ اس پردے مین امداد اور کفالت آنحضرت کی خوب ترین وجہ پر ممکن ہوجائے جیسا کہ فاضل کاشانی نے صافی مین لکھا ہے۔ اثنا عشریہ کہتے ہین کہ جناب رسول خدا اور علی ایک نور تھے جب حضرت آدمؑ پیدا ہوئے تو اُس نور کو اُن کی پشت مین جگہ دی پھر ہمیشہ خداوند تعالیٰ اُس نور کو ایک صلب پاک سے دوسرے صلب پاک کی طرف منتقل کرتا رہا پھر اُس نور کے دو حصے کئے ایک حصے کو عبداللہ کی صلب سے باہر لایا اور دوسرے کو صلب ابوطالب سے اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ علیؑ مجھ سے ہے اور مین علیؑ سے ہون اُسکا گوشت میرا گوشت ہے اور اُسکا خون میرا خون ہے اور اُن کے نزدیک ائمہ کی موت اُن کے قبضۂ و اختیار مین ہوتی ہے چنانچہ اس قاعدے کو کہ ائمہ اپنے اختیار سے مرتے ہین کلینی نے

اصول کافی مین بہت سی روایتون سے ثابت کیا ہے اور اُسکے واسطے علیحدہ باب باندھا ہے اور اُنکے نزدیک متعہ کی حلیت کا اعتقاد لازم ہے۔ اور تراویح رمضان اور موزون پر مسح کرنے کے منکر ہین[۱] اور کہتے ہین نماز پیچھے ہر مسلمان کے جائز نہیں[۲] فروع مین اثنا عشریہ کی دو قسمین ہین اصولیہ اور اخباریہ۔

ضمیمہ

بحر المذاہب۔ تذکرۃ المذاہب۔ موئد الافاضل۔ خطط مقریزی اور ملل و نحل شہرستانی مین شیعہ کے فرقون کے یہ نام اور لکھے ہین۔ شریکیہ انکا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علیؓ شریک ہین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت مین۔

تناسخیہ یا متناسخیہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ ارواح کو تناسخ ہوا کرتا ہے اور بعض متناسخیہ یہ کہتے ہین کہ جب روح دنیا مین آتی ہے بعد اسکے کہ وہ موت اول کے ساتھ دنیا سے جا چکی تھی تو بکری کے بچے مین داخل ہوتی ہے پھر اُس سے بھی کسی حقیر چیز مین انتقال کرتی ہے اسی طرح نقل کرتے کرتے گندگی اور غلاظت کے کیڑون مین نقل کرتی ہے اور یہ آخری جسم ہوتا ہے کہ اُسکو ملتا ہے بلکہ یہانتک ہوتا ہے کہ روح لوہے مٹی اور کے برتنون مین نقل کر جاتی ہے اور آگ مین پکنے اور پامال ہونے اور گلائے جانے اور گلنے پگھلنے اور خوار و خراب رکھے جانے سے عذاب پاتی ہے جس قدر گناہ روح کے ہوتے ہین اُسی قدر اُس کو عذاب ہوتا ہے۔

مخطیہ ان کا اعتقاد ہے کہ جبریل علیہ السلام چوک گئے۔

خلفیہ۔ ان کا قول یہ ہے کہ نماز غیر امام کے پیچھے جائز نہین۔

رجعیہ یا راجعیہ ان کا قول ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب عنقریب رجوع کرنے والے ہین اپنے اعدا سے انتقام لینگے (دیکھو خطط) اور بعض کہتے ہین کہ راجعیہ کی یہ رائے ہے کہ حضرت علیؓ ابر مین ہین اور دنیا مین قیامت سے قبل رجوع کرینگے اور رعد انکے گھوڑے کی [illegible]

[illegible]

ڈپٹ کی آواز ہے اور برق اُس گھوڑے کی نسل کی آگ ہے (دیکھو بحر)
متربصیہ۔ تربص یعنی انتظار خروج امام کا کرتے ہین۔
ابدیہ۔ کہتے ہین کہ حضرت علیؓ نبوت مین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہین۔
لاعنیہ۔ یہ طلحہؓ اور زبیرؓ اور معاویہؓ اور بی بی عائشہؓ پر لعنت کرتے ہین۔
متراضیہ۔ اِن کا قول ہے کہ سلطان مسلم پر خروج جائز ہے۔
حزنیہ۔ عبداللہ بن عمرو حزنی کے متبع ہین اور آمریہ اور جبیہ اور جلالیہ اور کشاف اصطلاحات الفنون مین کہا ہے کہ امامیہ مین سے ایک گروہ کا نام سلفیہ ہے اور قاضی عیاض نے شفا کے تیسرے باب مین کہا ہے کہ شیعہ کے ایک فرقہ کا نام عنبریہ ہے یہ لوگ عبیداللہ بن حسن عنبری کی طرف منسوب ہین یہ بصرے کا قاضی تھا اسنے عقائد اور عقلیات مین تقلید کو جائز کیا تھا کہتا تھا کہ انبیا کا جھوٹ بولنا اُن باتون مین جو خدا کی طرف سے لائے ہین کسی مصلحت کی وجہ سے جائز ہے۔ بعض نسخون مین عبیداللہ کی جگہ عبداللہ ہے اور عنبری قبیلۂ بنی عنبرہ کی طرف منسوب ہے۔
کیتالیہ۔ ملل ونحل مین شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہ فرقہ احمد بن کیتال کی طرف منسوب ہے یہ ایک شخص کا اہلِ بیت مین سے داعی تھا جو بعد جعفر صادقؓ کے مخفی رہتا تھا اُسنے اپنے آپ کو ظاہر نکیا احمد نے مسائل علمیہ پر واقفیت حاصل کرکے اپنی راے کے ساتھ ملا دیا اور ہر ایک علمی مسئلے مین ایک نئی تحقیق پیدا کرلی جو نہ سمعیات کے مطابق تھی نہ عقلیات کے بلکہ بعض قول اُسکے جس کے بھی مخالف تھے جبکہ اُسکی بدعت پر ائمہ کو اطلاع ہوئی تو اُس سے نفرت کرنے لگے اور اُسکو بُرا کہنے لگے جب کیال کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے دعویٰ کیا کہ مین امام ہون اور دوبارہ یہ دعویٰ کیا کہ مین قائم ہون اور منتظر ہون اُسکے معتقدون نے اُسکے ان دعوون کو تسلیم کیا۔ احمد کے مذہب کی بنیاد اس بات پر تھی کہ جو کوئی آفاق کو انفس کے ساتھ موافق کرسکے اور ان عالم علوی اور سفلی کے راستے بتا سکے اور جسکی ذات مین تمام علوم جمع ہون اور اُس بات پر قدرت رکھتا ہو کہ ہر کلی کو اُسکے شخص معین جزئی مین بیان کرسکے وہی قائم ہے اور کہتا تھا کہ دنیا مین کوئی شخص اس صفت کے ساتھ سوا میرے

پیدا نہین ہوا اور یہان عربی وعجمی مین بہت سی کتابین اِن مطالب کے بیان مین احمد نے لکھ ڈالین اُسنے عالم آفاق کو عالم علوی اور عالم نفوس کو عالم سفلی قرار دیا تھا۔ کہتا تھا تین عالم ہین۔ عالم اعلیٰ عالم ادنیٰ عالم انسانی عالم اعلیٰ مین پانچ مکان تجویز کئے تھے ایک مکان الاماکن جس مین کوئی چیز موجود نہین اور وہ سب کو محیط ہے اور شرع مین جو عرش وارد ہوا اُس سے یہی مکان الاماکن مراد ہے اِسکے تلے مکان نفس اعلیٰ کا ہے اُسکے تلے مکان نفس ناطقہ کا اُسکے تلے مکان نفس حیوانی کا اُسکے تلے مکان نفس انسانی کا نفس انسانی عالم نفس اعلیٰ پر چڑھ گیا تھا اور مکان نفس ناطقہ اور نفس حیوانی کے پھٹ گئے تھے نفس انسانی وہان جاکر گونگا متحیر حیرت زدہ محبوس ہوکر رہگیا اور سڑ گیا اور اُسکے اجزا مستحیل ہوگئے اسلئے عالم سفلی مین گر گیا اور اِسی عفونت کی حالت مین مدتون تک رہا پھر نفس اعلیٰ نے اپنے انوار اُسپر ڈالے پس اُس عالم مین جو ترکیب پیدا ہوئین اور زمین و آسمان اور مرکبات یعنی معدنیات و نباتات و حیوانات اور انسان بنے اور اس ترکیب سے انسان بلاؤن مین پھنس گیا کبھی سرور کبھی غم کبھی آرام کبھی اندوہ و محنت اُسکو پہونچنے لگی یہانتک کہ قائم ظاہر ہوکر اُسکو حالت کمال کو پہونچائے اور ترکیب رفع ہوجائے اور متضادات باطل ہوجائین اور روحانی جسمانی پر ظاہر ہوجائے اور وہ قائم احمد ہے پھر احمد نے اپنے قائم ہونے پر اس طرح استدلال کیا تھا کہ کہتا اِس نام مین چار حرف جمع ہین جو چارون عالم کے مقابل ہین الف نفس اعلیٰ کے مقابل ہے اور حا نفس ناطقہ کے اور میم نفس حیوانیہ کے اور دال نفس انسانیہ کے اور عوالم علوی کے مقابلے مین عوالم سفلی جسمانی ثابت کرتا تھا کہتا تھا کہ آسمان خالی ہے اور وہ مقابل مین مکان الاماکن کے ہے اور آسمان کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے ہوا اور ہوا کے تلے زمین اور زمین کے تلے پانی یہ چارون اُن عوالم علوی کے مقابل ہین پھر کہتا تھا کہ انسان آگ کے مقابلے مین ہے اور پرند ہوا کے مقابلے مین اور حیوان زمین کے مقابلے مین اور مچھلی پانی کے مقابلے مین اور پانی کے مرکز کو اسفل المراکز قرار دیا تھا اور مچھلی کو اخس المرکبات بتایا تھا اور انسان کا مقابلہ عالم روحانی و جسمانی سے اِس طرح کیا تھا کہ کہتا تھا انسان مین جو پانچ حواس ہین اُن مین سمع مکان الاماکن اور آسمان کے مقابل ہے اور بصر نفس اعلیٰ اور آگ کے مقابل ہے

اور قوت شامہ نفس ناطقہ اور ہوا کے مقابل ہے اور قوت ذائقہ نفس حیوانی اور زمین کے مقابل ہے اور قوت لامسہ نفس انسانی اور پانی کے مقابل ہے اور کہتا تھا کہ میرے نام کے حرفون مین سے الف انسان پر دلالت کرتا ہے اور حا حیوان پر اور میم طائر پر اور دال مچھلی پر اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل اسم احمد کے حروف کے مطابق بنائی ہے قد مثل الف کے کیا ہے دونون ہاتھ حا کی طرح اور شکم مانند میم کے اور دونون پاؤن مثل دال کے اور کہتا تھا کہ انبیا اہلِ تقلید کے رہبر ہین اور اہلِ تقلید اندھے ہین اور قائم اہلِ بصیرت کا رہبر ہے اور اہلِ بصیرت اولو الالباب ہین اور بصیرت عالم علوی و سفلی کے مقابلہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے میزان اہلِ علم سے مراد بتاتا تھا اور صراط اپنے نفس کو جانتا تھا اور کہتا تھا جنت بصیرت حاصل کر لینے کا نام ہے اور دوزخ اسکے خلاف پر پہونچ جانے سے مراد ہے۔

صحیفۂ جفر جامعہ مصحف فاطمہ

ناسخ التواریخ کی دوسری کتاب کی چوتھی جلد مین بصائر الدرجات اور کتاب کافی سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے علم جفر کا حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا هو جلد ثور مملو علما یعنی وہ بیل کی کھال ہے کہ علم سے بھری ہوئی پھر سائل نے عرض کیا جامعہ کیا ہے آپ نے جواب دیا تلك صحيفة طولها سبعون ذراعا فی عرض الادیم مثل فخذ الفالج فیہا کل ما یحتاج الناس الیه ولیس من قضیة الا وفیہا حتی ارش الخدش وہ ایک صحیفہ ہے جسکا طول ستر گز ہے اور عرض موافق اندازہ پوست ران شتر جسیم دوکوہانہ کے ہے اسمین تمام وہ چیزین مندرج ہین جنکی آدمیون کو احتیاج پڑتی ہے کوئی حکم اور کوئی بات اُس سے نہین چھوٹی ہے حتی کہ کسی چیز کے چھلنے کا بھی حال ہے ناسخ التواریخ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جفر جامعہ ایک چیز ہے چنانچہ اسکے صفحہ ۱۰۳ مین عبارت کافی کا ترجمہ یون کیا ہے فرمود کہ جفر جامعہ صحیفہ ایست کہ ہفتاد ذراع درازی آنست در عرض چرمے مانند ران شتر دوکوہانہ۔ مگر مناجۃ الطرب مین بیان کیا ہی کہ سید السند نے لکھا ہے کہ جفر اور جامعہ دو کتابین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لکھی ہوئی ہین

اِن دونون کتابون مین علم الحروف کے قاعدے پر تمام حوادث جو قیامت تک ہوتے رہینگے بیان کیے ہین اور جتنے ائمہ اُن کی اولاد مین ہوئے ہین اُن کو یہ علوم حاصل تھے۔

امام رضا نے قبول ولی عہدی کا خط مامون عباسی کو لکھا اُسکا مضمون یہ ہے۔ اے مامون! تم نے ہمارے حقوق کو بہ نسبت اگلون کے زیادہ پہچانا مین تمہاری ولی عہدی قبول کرتا ہون مگر جفر اور جامعہ اِس بات کو صاف بتارہی ہین کہ یہ ولی عہدی اتمام کو نہین پہونچے گی اور ابن خلدون وغیرہ نے کہا ہے کہ کتاب جفر کی اصل یون ہے کہ ہارون بن سعید عجلی فرقۂ زیدیہ کے راس رئیس کے پاس ایک کتاب تھی اُسکے مطالب جعفر صادقؓ سے مروی تھے اُس کتاب مین تمام اہلِ بیت کے حالات عموماً اور بعض اشخاص کے حالات بالخصوص مذکور تھے یہ نسخہ جعفر صادقؑ کے پاس بیل کی کھال پر لکھا ہوا تھا اُسی سے ہارون عجلی نے نقل لی تھی اور اُسکا نام جفر رکھا تھا کیونکہ بکری کی کھال کو جفر کہتے ہین آخر یہی نام اُس کتاب کا پڑ گیا اُس کتاب مین قرآن مجید کے حل اور اسرار مقصود اور عجیب عجیب معنے حضرت جعفر صادقؑ سے مروی ہین اور ابن خلکان لکھتا ہے کہ شیعہ لوگ جسقدر قرآن کی تفسیر کرتے ہین اور اُسکے غوامض و مشکلات کو حل کرتے ہین وہ سب اِسی جفر سے ہے جس کو سعید بن ہارون عجلی نے اپنے اشعار ذیل مین ذکر کیا ہے ؎ الم تران الرافضین تفرقوا ؛ فکلھم فی جعفر قال منکرا ؛ کیا تم نہین جانتے کہ رافضیون مین کیا اختلاف ہے ہر ایک نے جعفر صادقؑ کے حق مین بُرے بُرے قول کہے ہین ؎ فطائفۃ قالوا امام ومنھم ؛ طوائف سمتہ النبی المطھرا ؛ کسی نے تو اُنکو امام کہا اور کسی نے اُنکو نبی معصوم سمجھ لیا ؎ ومن عجب لم اقضہ جلد جفرھم ؛ برئت الی الرحمٰن ممن تجفرا ؛ اور مجھے تو اُن کے جفر کے چمڑے سے نہایت تعجب ہوتا ہے مین جفر جاننے سے برارت چاہتا ہون اور خدا کی طرف پناہ لیتا ہون۔ ابن قتیبہ لکھتے ہین کہ شیعون کا خیال ہے کہ اُن کے امام نے علم جفر مین تمام ضروریات دین و مذہب کو لکھ دیا ہے اور جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر کردیا ہے۔ شیعہ جب امام بولتے ہین تو مراد اُس سے جعفر صادقؑ ہوتے ہین۔ اِسی مضمون کو ابو العلا معرّی نے اپنی اِن شعرون مین باندھا ہے

؎ لقد عجبوا لاھل البیت لما ۔ اتاھم علمھم فی مسک جفر ۔ لوگونکو بڑا تعجب ہوا جب اہلِ بیت رسول کو پوست جفر کے ذریعہ سے علم حاصل ہوا ۔ و مراٰۃ النجوم وھی صغری ۔ ارتہ کل عامرۃ وقفر ۔ اور مراٰۃ النجوم نے انکو تمام دنیا کی آبادیان اور ویرانے دکھادئے حالانکہ وہ چہوٹا سا ہے ناسخ التواریخ کی جلد مذکورہ مین یہ بھی مسطور ہے کہ امام جعفر نے فرمایا کہ مصحف فاطمہ کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاطمہ جناب رسولؐ خدا کی وفات کے بعد پچہتر دن تک زندہ رہین اس عرصہ مین نہایت غمگین رہتی تھین جبریل انکے پاس آتے اور تسلی اور تعزیت کرکے انکے دلکو بہلاتے اور انکو رسول خدا کے مراتب ومقامات سے آگاہ کرتے اور انکو خبر دیتے کہ انکے بعد انکی اولاد پر یہ یہ واقعات گذرینگے حضرت علی ان سب باتونکو لکھ لیتے تھے انھین تحریرات کا نام مصحف فاطمہ ہے بصائر الدرجات مین مروی ہے کہ حماد بن عثمان کہتا ہے کہ جعفر صادق نے فرمایا کہ زنادقہ ۱۲۸ھ ہجری مین ظہور کرینگے کیونکہ مینے مصحف فاطمہ مین یہ بات لکھی ہوئی دیکھی ہے اور حضرت جعفر نے فرمایا کہ یہ مصحف حلال و حرام کا ظاہر کرنیوالا نہین بلکہ اُس چیز کا علم بتانیوالا ہے جو آگے کو ہونیوالی ہے ۔ فواتح سبعہ کے حاشیہ پر مذکور ہے الجفر والجامعۃ کتابان لعلی رضی اللہ عنہ ان دونون کتابون مین علم حروف کے طریق پر ختم عالم تک جو کچھ حالات دنیا مین پیدا ہونگے مذکور ہین یعنی فواتح سبعہ مین بیان کیا ہے کہ حضرت علی جفر سے واقف تھے اور وہ اٹھائیس جزو ہین اور ہر جزو مین اٹھائیس صفحے ہین اور ہر صفحے مین اٹھائیس سطرین اور ہر سطر مین اٹھائیس خانے ہین اور ہر خانہ مین چار حرف مرقوم ہین پہلا حرف تو جزو ثانی کے عدد کے مطابق ہے اور دوسرا حرف صفحہ کے عدد کے موافق ہے اور تیسرا حرف سطر کے عدد کے مطابق ہے اور چوتھا حرف عدد خانہ کے موافق ہے مثلاً جعفر بیسوین خانے مین تیسرے جزو کے سولھوین صفحہ کی سترھوین سطر مین ہے چنانچہ جعفر کا جیم حرف ابجد کا تیسرا حرف ہے تیسرے جزو کے عدد کے مطابق اور عین سولھوان حرف ہے حروف ابجد کے عدد صفحہ کے موافق کہ سولھوان ہے اور فا سترھوان حرف ہے حروف ابجد کے عدد سطر کے مناسب کہ سترھوان ہے اور را حرف ابجد سے بیسوان ہے عدد خانہ کے مطابق کہ وہ بھی بیسوان ہے حضرت علیؑ کے وارث جفر سے عالم کا حال استخراج کرتے تھے مامون نے حضرت امام علی موسی رضا سے ۲۰۱ھ ہجری مین بیعت کی اور عہد نامہ لکھا اور امام سے بھی عہد نامہ طلب کیا امام نے مامون کے عہد نامے کی پشت پر یہ لکھا الجامعۃ والجفر یدلان علی ضد ذلک وما ادری مایفعل بی ولا بکم ان الحکم الا للہ یقص الحق وھو خیر الفاصلین لکنی امتثلت امر امیر المؤمنین واثرت رضاہ واللہ یعصمنی وایاہ ۔ جب تھوڑا زمانہ گذرا

توبعض ارکان دولت نے مامون کو پشیمان کیا اور حضرت امام زہر سے شہید کر دئے گئے صاحب کشف الغمہ کہتا ہے کہ مین نے سنہ [illegible] ہجری مین ان دونون عہدنامونکو حضرت امام کے اور مامون کے خط سے دیکھا ہے ۔

فرقۂ خوارج

سب سے پہلا جو علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کرکے اُنسے جُدا ہو گئے اور تبرا کیا یہی فرقہ ہے جب سنہ ۳۷ ہجری مین معاویہ اور حضرت علیؓ کے لشکر دون مین بمقام صفین ماہ صفر سے جنگ شروع ہوئی اور معاویہ کی فوج کے دل حضرت علیؓ کی تلوار سے چھوٹ گئے اُسوقت معاویہ نے کلام مجید نیزون پر رکھوا کر باواز بلند کہلایا کہ یہ کلام اللہ ہمارے تمہارے درمیان ہے اُسوقت مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی بیس ہزار شمشیرزنون کے ساتھ حضرت امیر کی خدمت مین آئے اُنکی پیشانیون پر سجدے کی نمایان نشانیان تھین اور ایک جماعت قاریان قرآن کی بھی کہ جو بعد اُسکے خوارج کہلائے اُنکے ساتھ تھی اور عرض کیا کہ آپکو معلوم ہے کہ ہمنے حضرت عثمانؓ کو اسلئے قتل کیا تھا کہ وہ کلام اللہ کے مطابق کام نہین کرتے تھے جب اہل شام آپسے یہ استدعا کرتے ہین کہ مطابق کتاب اللہ کے تصفیہ کر لیا جائے تو اُنکی راے کو ماننا چاہیے ورنہ ہم آپکو مثل اُنھین کے قتل کر ڈالینگے یا ہم آپکو مخالفین کے سپرد کر دینگے حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ تم اپنے حق و صدق پر دشمنون سے لڑے جاؤ یہ کام اُنھون نے تمھارے فریب دینے کے لئے کیا ہے مین اُنسے زیادہ مستحق ہون اِس بات کا کہ کتاب اللہ کے موافق احکام جاری کرون معاویہ اور عمرو بن عاص اور ابن ابی معیط اور حبیب بن مسلم اور ابن ابی سرح اور ضحاک بن قیس ایسے دیندار اور فرمانبردار قرآن کے نہین۔ مین اُنکو خوب جانتا ہون یہ شعبدہ اُنھون نے اِسلئے کھڑا کیا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی حاصل کرین مگر اُن لوگون نے حضرت امیر کے ارشاد کو نہ مانا اشعث بن قیس نے حضرت امیر سے کہا کہ تمام لشکر آپ کا قرآن پر رغبت رکھتا ہے اور جو امر معاویہ نے تجویز کیا ہے اُس سے بدل راضی ہے مجھے حکم ہو کہ معاویہ کے پاس جاکر اُنکا مافی الضمیر دریافت کرون آپ نے اُسکو کہدیا کہ تیری خوشی وہ معاویہ کے پاس گیا اور کہا تمنے کس لئے قرآن اُٹھائے ہین کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ایک میری طرف سے اور ایک حضرت علیؓ کی طرف سے حَکَم (ثالث) مقرر ہو اور وہ جو کچھ کتاب اللہ کی رو سے فیصلہ کر دین اُسپر فریقین عمل کرین پھر شامیون نے کہا کہ ہم اپنی طرف سے عمرو بن عاص کو ثالث کرتے ہین بعد اشعث بن قیس اور قاریان قرآن نے کہا کہ حضرت علیؓ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری ثالث مقرر ہون حضرت علیؓ نے کہا کہ مین ابو موسیٰ سے راضی نہین ہون اسلئے اُنھین اس کام کے لائق نہین جانتا اسلئے کہ وہ کئی مہینے تک مجھسے منحرف رہے تھے اور لوگونکو میری متابعت سے روکتے تھے یہانتک کہ مین نے اُنکو

امن دیا اور اپنے پاس بلایا اگر ثالث کا ہونا ضروری ہے تو عبداللہ بن عباس کو میری طرف سے ثالث مقرر کرنا چاہئے عراقیون نے کہا کہ وہ آپ کے عزیز و قریب ہین کوئی غیر شخص ہو حضرت علیؓ نے کہا کہ اچھا مالک اشتر کو مقرر کرو اشعث نے کہا کہ یہ سارا فتنہ اُنھین کا تو پیدا کیا ہوا ہے وہ گھوڑا دوڑانا جنگ کرنا جانتے ہین قرآن کے موافق حکم کرنا کیا جانین اور حضرت علیؓ کو اس بات پر مجبور کیا کہ اُنھون نے ابوموسیٰ اشعری کے لئے ثالث مقرر ہونے کی اجازت دیدی اور عمرو بن عاص معاویہ کی طرف سے پنچ قرار پائے اور اقرارنامہ جانبین سے ۱۳ صفر ۳۸ھ ہجری کو قلمبند ہوا اشعث نے اِس خیال سے کہ تمام لشکر عراق و شام کو اِس صلح کی خبر ہوجائے بعد اسکے کوئی شرائط صلح کے خلاف کام نہ کرسا اول اقرارنامے کو لیجا کر لشکر شام کی صفون مین سُنایا اُنھون نے اُسے تسلیم کیا اور خوش ہوگئے پھر لشکر عراق کی صفون مین سُنانے کو آیا لشکر حضرت علی مین جہان چار ہزار آدمی جماعت بنی عزوم کے کھڑے تھے اُنکے پاس جاکر سُنایا تو معدان اور جعدان دو بھائی اُس کاغذ کا مضمون سُنکر نہایت غضبناک ہوگئے اور کہنے لگے لاحکم الا للہ یعنی حکم و حکومت خاص اللہ کے لئے ہے یہ کہکر تلوارین میان سے نکالکر لشکر شام مین گھس گئے اور کشت و خون کے بعد مارے گئے یہ کلمہ اول اُنھین دونون بھائیون کے مُنھ سے نکلا پھر اشعث قبیلہ مراد کے پاس آیا اور وہ کاغذ سُنایا تو اُس قبیلے کے سردار کو بہت ناپسند ہوا اور کہنے لگا لاحکم الا للہ ولو کرہ المشرکون پھر اشعث قبیلہ بنی راسب مین آیا تو اُنھون نے اقرارنامہ سُنکر کہا لاحکم الا للہ لا نرضی ولا نحکم الرجال فی دین اللہ یعنی حکم سوا خدا کے نہین اور ہم کسی کو اجازت نہین دیتے کہ دین الٰہی مین حکومت کرے پھر قبیلہ بنی ربیعہ یا قبیلہ بنی یشکر بن وائل مین سے ایک جوان نے اشعث سے مضمون کاغذ کا سُنکر انکار کیا اور اول لشکر شام مین گھس پڑا وہان لڑ بھڑ کر لشکر عراق مین آیا اور یہان لڑا اور پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو جس طرح مین معاویہ سے بیزار ہون اُسی طرح حضرت علیؓ سے بیزار ہون اور مارا گیا اور بعض کہتے ہین کہ اول جسنے لاحکم الا للہ کہا اور خارجی ہوا وہ حجاج بن عبداللہ معروف بہ برک ہے جو قبیلہ بنی سعد بن زید بن مناۃ بن مرہ بن تمیم سے تھا

سلہ ناسخ التواریخ مین حساب لگا کر بتایا ہے کہ ۳۸ھ کاتبون کی غلطی سے مشہور ہوگئے ہین یہ اقرارنامہ ۳۷ھ ہجری مین لکھا گیا تھا ۱۲ منہ

پھر اشعث قبیلۂ بنی تمیم مین آیا اُنھون نے بھی مضمون کا غذ سنکر کہا لا حکم الا للہ یقضی بالحق وھو خیر الفاصلین یعنی حکم خاص خدا کے لئے ہے جو حق کے ساتھ حکم دیتا ہے اور حق کو باطل سے جدا کرتا ہے عروہ بن اویہ برادر مرداس تمیمی نے کہا اتحکمون الرجال فی امر اللہ لا حکم الا للہ یعنی کیا آدمی خدا کے حکم مین مداخلت کرتے ہین حالانکہ حکم سوا اللہ کے کسی کے لئے نہین بعد اسکے اشعث حضرت علی کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ تمام لشکر سارے لشکر عراق نے سر تسلیم خم کیا مگر تھوڑے سے بنی راسب کے آدمی اور کچھ اور قبیلون کے آدمی اُسکو ناپسند کر کے کہنے لگے کہ لا حکم الا للہ اور ہم شام و عراق دونون کے آدمیون سے بیزار ہین اور سب سے جنگ کرینگے حضرت علیؓ نے کہا اُنکو اُنکے حال پر چھوڑ دینا چاہئے یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ چارون طرف سے لوگ جمع ہو گئے اور یہ وہ ہین کہ خوارج کہلائے حضرت علیؓ سے چلا چلا کہتے تھے لا حکم الا للہ الحکم للہ یا علی۔ اے علی حکم اللہ کے لئے ہے نہ تمھارے لئے ہم نہین چاہتے کہ آدمی اپنے اجتہاد سے دین الٰہی مین حکومت کرین ہم اللہ کے حکم کے موافق معاویہ سے جنگ کر رہے تھے تاکہ وہ اُس بات کو تسلیم کرلین جسے ہم نے اختیار کیا ہے اور ہم نے جو پہلے پنچ مقرر کرنے کے لئے رائے دی تھی یہ ہم سے گناہ ہوا اب ہم اُس گناہ سے توبہ کرتے ہین تم بھی اے علی توبہ کرو اور پھر بدستور معاویہ سے جنگ شروع کرو حضرت علیؓ نے اُنکو سمجھایا مگر خوارج نے آپ کا ارشاد نہ مانا اور یہی کہتے رہے کہ آپ اپنی اُس رائے کو بدل دین اور توبہ کر لین اور معاویہ سے جو معاہدہ کیا ہے اُسے توڑ ڈالین اور مہلت جنگ کو موقوف کر دین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جبکہ ہمنے معاہدہ اپنی مرضی سے کیا اور عہدنامہ لکھا گیا تو اب نقض عہد نہین کر سکتے خوارج نے جو دیکھا کہ حضرت علیؓ نے اُن کی بات کی وقعت نہ کی تو اُن سے منحرف ہو گئے اور اُنکے ہمراہ کوفے کو نہ گئے۔ موضع حروراء (بفتح حاے حطی و ضم راے مہملہ و سکون واو و راے مہملہ والف ممدودہ) مین کہ کوفے سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے جا کر ٹھہر گئے اِس لئے اُنکو حروریہ بھی کہتے ہین یہ چھ ہزار آدمی تھے اِنھون نے اپنا شعار و تندا لا حکم الا للہ مقرر کرکے اپنا امیر القتال شبث بن ربعی کو اور امیر الصلوۃ عبد اللہ بن الکوا الیشکری کو بنایا

اور حضرت علیؓ کا نام مخفی رکھدیا اور کہتے تھے کہ حضرت علیؓ اگر خلیفہ برحق تھے تو تحکیم پر کیون راضی ہوئے اور اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو خلافت کیون قبول کی اور مسلمانون اور معاویہ سے کیون جنگ کی اور کس لئے اتنے مسلمانون کا کشت وخون کیا حضرت علی اُن کے پاس گئے اور کمان کو ٹیک کر نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ ایک خطبہ کہا اور اُن کو سمجھایا کہ تمکو معلوم ہے کہ مین ثالثی کو سب سے زیادہ مکروہ جانتا ہون مین نے کراہتہً اُسے قبول کیا ہے خوارج نے کہا کہ مقرر ایسا ہی ہوا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تمنے پھر کیون میرا ساتھ چھوڑا بولے ہم سے گناہ ہو گیا تھا کافر ہوگئے تھے پھر پشیمان ہوئے توبہ کرلی آپ بھی پشیمان ہوکر توبہ کرلین تاکہ ہم آپکے ساتھ شریک ہوکر آپ کے دشمنون سے جنگ کرین حضرت علی نے کہا استغفر اللہ من کل ذنب خوارج نے سمجھ لیا کہ حضرت علی نے قبول تحکیم سے توبہ کرلی اور وہ سب اُنکے ہمراہ کوفے کو چلے گئے اشعث بن قیس سے کہ منافق اور فتنہ انگیز تھا ایک روز حضرت علی سے کہا کہ لوگ یہ بات مشہور کررہے ہین کہ آپ تحکیم کو ضلالت جانتے ہین اور اُس سے پشیمان ہین اور جو اُسے اچھا جانتا ہے اُسے کافر سمجھتے ہین آپ نے لوگون کے اِس گمان کے دفعیہ کی غرض سے مسجد مین خطبے مین یہ کہا کہ کوئی یہ نہ جانے کہ مین تحکیم سے پشیمان ہون جس نے یہ خیال کیا اُسنے غلطی کی اور جو حکومت کو ضلالت جانتا ہے وہ گمراہ ہے جب خوارج نے آپکی زبان سے یہ بات سُنی تو دوبارہ یہ کہکر لا حکم الا للہ لشکر مین سے نکل کر موضع حروراء مین چلے گئے اور کہنے لگے ان علیا ومعاویۃ قد اشرکا فی حکم اللہ یعنی تحقیق حضرت علی اور معاویہ نے دین خدا مین شرک کیا ہے اور اُنھون نے خوارج بصرہ کو بھی لکھا کہ مسلمانون نے برخلاف کتاب اللہ کے دو آدمیون کو ثالث مقرر کیا ہے اور سب کافر ہوگئے ہین اُنھون نے جواب بھیجا کہ تمھاری راے صحیح ہے ہم بھی بہت جلد تم سے آکر ملتے ہین جب خوارج حروراء مین جمع ہوگئے تو عبداللہ بن وہب راسبی کے ہاتھ پر کہ اُن مین بہت متقی تھا اُن سبنے بیعت کی اور یہ عہد باندھ لیا کہ جن لوگون نے حکم الٰہی کے برخلاف ثالث مقرر کئے ہین اُنسے جنگ کرینگے حروراء مین اول چار ہزار آدمی جمع ہوئے تھے پھر ایک جماعت اُن مین

اور مل گئی جس سے ساڑھے بارہ ہزار آدمی ہوگئے عبداللہ بن عباس نے حضرت علیؓ کے حکم سے حروراء جاکر اُن سے مناظرہ کیا مگر وہ راجع طرف حق کے نہوئے اور نہروان کو چلے گئے جو بغداد اور واسط کے درمیان مین دجلہ کی شرقی جانب واقع ہے اِنکو رستے مین جو مسلمان ملتا اُسے مار ڈالتے اور مال و اسباب لوٹ لیتے نہروان مین حضرت علی کی طرف سے عبداللہ بن خباب صحابی حکمران تھے اتفاقاً خوارج اہل بصرہ اور ابن خباب سے نہروان کے قریب ملاقات ہوگئی خوارج نے اُنسے ابوبکرؓ و عمرؓ کی بابت دریافت کیا کہ کیسے تھے عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونون بہت اچھے تھے پھر اول و آخر زمانۂ خلافت عثمانؓ بن عفان کی بابت دریافت کیا جواب دیا از اول تا آخر حق جو حق پسند تھے پھر علیؓ کی بابت قبل و بعد مقرر کرنے حَکَم کے دریافت کیا جواب دیا وہ تم لوگون سے زیادہ اللہ کے حکم سمجھنے اور جاننے والے اور دین حق پر چلنے والے ہین خوارج نے یہ جواب سنکر کہا تم لوگون کو اُن کے نامون کی وجہ سے اچھا کہتے ہو اور اُنکو ذبح کر ڈالا اور اُن کی بیوی کا پیٹ پھاڑ کر مار ڈالا حضرت علی معاویہ سے جنگ کے لئے ملک شام پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے کہ آپکو یہ خبر پہونچی کو خوارج ملک مین فساد کرتے ہین اور مسلمانون کو جہان پاتے ہین مار ڈالتے ہین اور اُنکا ارادہ یہ ہے کہ حضرت علی شام کو چلے جائینگے تو ہم کوفے کو لوٹ لین گے اور عیال و اطفال اہل کوفہ کو مار ڈالین گے آپ نے شام کا ارادہ ملتوی کرکے خوارج کا تعاقب کیا اور نہروان پہونچکر خوارج کو بہت کچھ سمجھایا تو آٹھ ہزار مان گئے اور توبہ کرکے حضرت علی کی اطاعت قبول کرلی مگر چار ہزار نے نہ مانا اُن کے سردار عبداللہ بن وہب راسبی اور حرقوص بن زہیر معروف بہ ذوالثدیۃ تھے امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے اُنسے مقابلہ کیا اور دو ہزار چھ سو کو تہ تیغ کر ڈالا وہ دونون سردار بھی کام آئے باقی بچ کر نکل گئے اور حضرت علی کی طرف سے کل نو آدمی مقتول ہوئے۔ بعد ازان خوارج کے بقیۃ السیف مین سے ایک گروہ انبار کی طرف چلا گیا امیرالمؤمنین علی نے اُنکی پامالی کے لئے ایک لشکر بھیجدیا جسنے اُنکو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا اُنکے علاوہ ایک چھوٹا سا گروہ ہلال بن علیہ کے ساتھ میدان

جنگ سے جان بچا کے بھاگ گیا تھا انکے استیصال پر آپ نے معقل بن قیس کو مامور فرمایا چنانچہ اسنے ہلال کے کل ہمراہیون کو قتل کر ڈالا تیسرے گروہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ برتا گیا چوتھے کے ساتھ مداین مین جنگ ہوئی پانچوین کے ساتھ شہرزور مین غرض یکے بعد دیگرے جہان جہان یہ گئے انکا وہین سر پکڑ کے رگڑ دیا گیا معدودے چند جن مین ذرا دم خم باقی تھا انکا شریح بن ہانی نے خاتمہ کر دیا باقی رہے ضعفا جن کا شمار انگلیون پر ہو سکتا تھا اور جو پچاس نفر سے زائد نہ تھے انھون نے امن حاصل کر لی۔ اور مروج الذہب مین لکھا ہے کہ حضرت علی کے لشکر مین سے نو آدمی مارے گئے اور خوارج تمام کام آگئے صرف دس زندہ بچے اور روضۃ الاحباب مین مذکور ہے کہ عبداللہ بن وہب راسبی کے ساتھ ایک ہزار آٹھ سو خوارج رہگئے تھے جو سب مارے گئے اور تاریخ طبری مین بیان کیا ہے کہ جنگ نہروان مین حضرت علی کی طرف سات آدمی مقتول ہوئے تھے اور تاریخ اعثم کوفی مین آیا ہے کہ خوارج کے چار ہزار آدمیون مین سے صرف نو زندہ بچے کل مارے گئے اُن نو مین سے دو خراسان مین جا کر سجستان مین آباد ہوئے اور دو یمن کو چلے گئے اور دو عمان مین جا بسے اور دو دریاے فرات کے کنارے پر مقام شن مین آباد ہوئے اور ایک تل فافان مین آباد ہوا اب سارے خوارج انھین نو آدمیون کی نسل سے ہین خوارج گناہ پر تکفیر کرتے تھے امام پر خروج و قتال روا رکھتے تھے یہ سب کے سب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی محبت اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بغض مین غالی ہین یہانتک کہ بعض خوارج نے ابن ملجم قاتل جناب امیر کی مدح مین قصائد اور ابیات لکھی ہین اور اہل سنت و جماعت نے اُنکا دندان شکن جواب دیا ہے یہ سب کلام استیعاب مین موجود ہے جلد دوم دین خالص کے صفحہ ۳۰۶ مین نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے لا حکم الا للہ سے مراد خوارج کی یہ تھی کہ ہم کوئی چیز قبول نہین کرتے مگر جو قرآن مین ہے اور اِس سے غرض اُنکی یہ تھی کہ ہم حدیث کا بھی اتباع نہین کرتے حالانکہ ایمان کامل نہین ہوتا جب تک سنت رسولؐ کی اتباع کی جائے جس طرح قرآن کی اتباع کی جاتی ہے کیونکہ جس ذات نے ہمکو قرآن پہونچایا ہے اُسیکا کلام حدیث ہے قرآن تو ہمنے رسول ہی سے

۴ دیکھو تاریخ ابن خلدون ۱۲۰

جاتا ہے پس جب رسول کے ایک بیان کو نہ مانا تو قرآن سے بھی انکار ٹھہرا نہج البلاغت مین مرقوم ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی جب ابن عباس کو خارجیون کے مناظرے کے لئے بھیجتے تھے تو فرماتے کہ لا تُخَاصِمْهُمْ بالقرآن فان القرآن حَمَّالٌ ذو وجوہ تقول ویقولون ولکن حاجّهم بالسنة فانهم لم یجدوا عنها مَحِيصًا یعنے قرآن کے ساتھ اُن سے بحث نکرنا اس لئے کہ قرآن مین بہت سی وجہین ہین تم بھی اُس سے استدلال کروگے اور وہ بھی اُس کے ساتھ اپنی دلیل لائین گے لیکن اُن کے ساتھ سنت سے گفتگو کرنا کہ اُنکو اُس سے چھٹکارا نہو سکیگا اور الزام پا جائینگے بہرصورت خوارج اہل تحکیم کے شرک پر اس آیت کے ساتھ استدلال کرتے ہین لا یشرك فی حکمه احدا یعنے خداے پاک اپنے حکم مین کسی کو شریک نہین کرتا[1] بعض کی راے یہ ہے کہ حروریہ اور خوارج مین قدرے فرق ہے حروریہ کے نزدیک کبیرہ کا مرتکب مشرک ہوتا ہے ورنہ عامۂ خوارج کا یہ مذہب ہے کہ وہ کافر ہے نہ مشرک اور بعض خوارج کے نزدیک وہ منافق ہے دوزخ کے تلے کے طبقے مین جسکا نام ہاویہ ہے رہیگا اور مؤید الافاضل مین لکھا ہے کہ خوارج کے نزدیک مرتکب صغیرہ وکبیرہ دونون کافر ہین اور کہتے ہین کہ ایمان جملہ طاعات کا نام ہے فرض ہون یا نفل حروریہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ ایک کبیرہ کرنے سے نام مرتکب کا بدل جاتا ہے نہ مومن کہلائے نہ کافر نہ مشرک اور حکم اُسکا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا۔ ان کو مرتکب کبیرہ کے واسطے وعید وخوف کے ثابت کرلے ہین اور یہ مانتے ہین کہ وہ ہمیشہ دوزخ مین رہے گا بڑا غلو ہے اسلئے اُنکو وعیدیہ بھی کہتے ہین انکا اتفاق ہے اس بات پر کہ ایمان اجتناب کرنا ہے ہر معصیت سے پس یہ قوم ضد ہے مرجیہ کی نفی واثبات وعد ووعید مین اس سے معلوم ہوا کہ حروریہ ایک قوم ہے خوارج کی جسطرح خوارج کے سات فرقے اور ہین

[1] ما نقلنا بالله حیث حکمتنا ... لا تقول ... ولا یشرك فی حکمه احدا ۱۲ منه

الاشعری و معاویة عمرو بن العاص فقالوا بهم
علی رضی اللہ عنہ ابا موسیٰ
کے مسئلۃ التحکیم لما حکم
ثم کو عصوا ... ما ...
الصحابة ...
علی بن ابی طالب ... و ...
الطائفة خرجها علی سیدنا
تمام اول فرقة من هذه
کے خوارج کے حال مین لکھا ہے
الترمذی ... الاخوان
ابو داؤد ... بن سلیمان

بحر المذاہب[1] مین لکھا ہے کہ خوارج کو **محکمہ** بھی کہتے ہین اِس وجہ سے کہ انھون نے دونون حکم (یعنی ابوموسیٰ اشعری و عمرو بن العاص) سے انکار کیا تھا اور مشہور یہ ہے کہ محکمہ ایک قسم ہے خوارج کی زائد اُن سات فرقون پر اور محکمہ اُن کو اسلئے کہتے ہین کہ اُنھون نے جناب امیر سے یہ بات کہی کہ حَکَم (ثالث) اسکو مقرر کرنا چاہئے جو حکم کتاب اللہ کے موافق کرے اور جب بوجہ فریب عمرو بن عاص کے ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ جناب مرتضیٰ نے تحکیم (ثالثی) کو نامنظور کیا تو اِس وجہ سے وہ لوگ خفا ہوگئے اور جناب امیر کو چھوڑ دیا۔

خوارج کو **نواصب** بھی کہتے ہین مگر فتاوی عزیزی مین مذکور ہے کہ نواصب فرقہ جُدا ہے اور خوارج جدا نواصب مغرب اور شام مین بہت تھے متوکل عباسی اور اُسکا وزیر علی بن جہم دونون ناصبی تھے سنہ ۲۳۶ھ مین متوکل نے امام حسینؑ کی قبر کے گرد اگرد کی تمام عمارات تڑوا ڈالین اور حکم دیا کہ کوئی زیارت کے واسطے نہ جائے اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف بہ ابن سکیت کو جسکی تالیفات سے اصلاح المنطق لغت مین مشہور کتاب ہے اپنے بیٹون کے مقابلے مین امام حسنؑ و حسینؑ کی تعریف کرنے پر مروا ڈالا اور اُسکے مصاحبون مین سے ایک مسخرہ عبادہ نامی تھا وہ مخنث اپنے پہننے کے کپڑون کے نیچے ایک گول تکیہ باندھ کر توندیلا کر لیتا تھا اور اپنا سر کھول دیتا تھا کیونکہ اُسکی چندیا پر بال نہ تھے اور ناچتا تھا اور کہتا تھا آیا توندیلا جس کے سر پر بال نہین مسلمانون کا خلیفہ علی اور متوکل بیٹھا ہوا شراب پیتا اور ہنستا تھا اور پر دس برس حکومت کر کے سنہ ۲۴۷ھ مین مارا گیا عجب یہ ہے کہ شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ مین اُسکو اُن اقطاب مین شمار کیا ہے جنھین ظاہر مین بھی حکومت اور سلطنت حاصل ہوئی۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ محمد امین خان وزیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان بھی اہل بیت رسالت کے ساتھ نہایت عداوت رکھتا تھا یہانتک کہ ایک مینا کی زبان صرف اِس وجہ سے کاٹ لی کہ وہ علی ولی اللہ کہا کرتی تھی جب میر جملہ عظیم آباد کی صوبہ داری پر مقرر ہوا تو امرا اُس سے ملاقات اور رخصت کے لئے آنے لگے نعمت اللہ خان خلعت روح اللہ خان ایام عاشورہ اور مراسم تعزیہ داری کی وجہ سے ملنے نہ جا سکا جب تعزیے ختم ہوچکے تو ایک دن میر جملہ کے

[1] بحر المذاہب کی اصل عبارت یہ ہے وسموا الخوارج لخروجہم علے علی رضی اللہ عنہ وسموا المحکمۃ لانکارہم الحکمین ابا موسی وعمرو بن العاص ۱۲ منہ

پاس گیا اتفاقاً محمد امین خان بھی وہان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے دیر سے آنے کا عذر بیان کیا اور کہا ماتم کی وجہ سے اس عرصے تک حاضر نہو سکا دیر سے آنے کی معافی چاہتا ہون محمد امین خان نے کنایے کے طور پر کہا کیا آپ کے دولت خانے پر کوئی صاحب مرگئے ہین نعمت اللہ خان نے جواب دیا کہ موت تو کوئی واقع نہین ہوئی سید الشہدا کا ماتم تھا محمد امین خان نے کہا کہ اے صاحب اسکے کیا معنے یزید اور حسین دو صاحبزادے تھے پس ہم کو یہ مناسب کب ہے کہ ایک کا ماتم کرین اور دوسرے کو برا جانین اور اسکا اور اُسکے رفیقون کا ماتم نکرین غرضکہ فرق ان دونون فرقون مین یہ ہے کہ خوارج اُن صحابہ کی جنہون نے باہم لڑائیان کین (جیسے طلحہ۔ زبیر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ اور عمرو بن عاص) تکفیر کرتے ہین اور نواصب صرف حضرت علی اور اُن کی اولاد سے بغض و عداوت رکھتے ہین۔ متاخرین مین سے عبد الحمید مغربی بھی ناصبی ہے جسنے ایک کتاب تالیف کرکے اُس مین جناب امیر کی نسبت دو قسم کے مطاعن لکھے ہین ایک وہ کہ فقط نواصب ہی نے اُنکو بیان کیا ہے شیعہ اور اہل سُنت اُنکا انکار کرتے ہین اور اِس قسم کا اعتبار نہین اسلئے کہ وہ محض افترا اور بہتان ہے ایسے مطاعن سے اُن جناب پر ذرا الزام عائد نہین ہو سکتا اور وہ مطاعن یہ ہین مثلاً شرکت حضرت عثمان کے قتل مین اور شرکت بی بی عائشہ کی زنا کی تہمت مین وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسری قسم کے مطاعن وہ ہین جن کی اصلیت کتب شیعہ اور کتب اہل سُنت دونون مین موجود ہے اور دونون فرقون کے ہان سے اُنکی صحت ہو سکتی ہے اِس قسم کے مطاعن کا جواب اہل حق نے البتہ دیا ہے اور اہل حق کو اُن مطاعن کا کوئی افسوس نکرنا چاہیئے اِسلئے کہ کوئی آدمی دنیا مین ایسا نہین ہوا جس کے حق مین بدگو اور عیب جویون نے طعن اور قدح نکیا ہو خود بجناب کبریاے اُنکی حرف گیریان کیجاتی ہین مصرعہ قیل ان الالہ ذو ولد ۔ حضرت آدم سے لیکر تا حضرت خاتم النبیین فرقۂ حشویہ نے بہ تقریب انکار عصمت انبیا علیہم السلام کے کیسے کیسے صغائر و کبائر کو جناب انبیا کی طرف منسوب کیا ہے اور آیات و احادیث سے بزعم خود ثابت کیا ہے۔ یہود نے انکار عصمت ملائکہ مین یہی چال چلی ہے شیعہ نے خلفاے ثلثہ اور ام المؤمنین عائشہ پر

کتنے طعن کئے ہین لیکن دانشمند جانتے ہین کہ یہ باتین اُن کی شان مین کوئی نقصان نہین پیدا کرسکتین سہ واذا اتتك نقیصتی من ناقص * فھی الشھادۃ لی بانی کامل * یعنی جب پہونچے تیرے پاس کوئی بُرائی میری کسی ناقص بدگو کی طرف سے تو یہی گواہی ہو میرے لئے اس بات کی کہ مین کامل ہون۔

خوارج کا نام شُراۃ بھی ہے خوارج کہتے ہین کہ ہمنے اپنی جانون کو دین کے واسطے خرید کرلیا ہی اسلئے کہ ہمنے ائمہ ظالم کی رفاقت سے کنارہ کشی کی اِس وجہ سے ہم شراۃ ہین کسی نے کہا یہ نام اُنکا اسلئے ہوا کہ وہ مسلمانون پر نہایت غضبناک تھے۔ اور خوارج کو مارقہ بھی کہتے ہین اور وجہ تسمیہ احادیث ذیل سے معلوم ہوگی ابوسعید خدری سے بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول علیہ السلام مال غنیمت کہ حنین سے آیا تھا ہر آدمی کو بقدر حاجت بانٹ رہے تھے کہ آپ کے پاس قبیلۂ بنی تمیم مین سے ایک آدمی آیا جسے ذوالخویصرہ کہتے تھے آپ سے کہنے لگا کہ تقسیم مین عدل کرو اور سب کو برابر دو آپ نے فرمایا افسوس تیرے حال پر جب مین نے ناانصافی کی تو اور کون انصاف کریگا حضرت فاروق نے آپ سے عرض کیا کہ حضور حکم دین تو مین اِسکی گردن ماردون حضرت نے فرمایا کہ ایسا مت کرو اسلئے کہ اُسکے ایسے یار ہونگے جن کے نماز اور روزون کے مقابلے مین تم لوگون کو اپنے نماز اور روزے حقیر معلوم ہونگے اور قرآن پڑھین گے مگر قرآن اُن مین تاثیر نکرے گا دین سے ایسے نکلین گے جیسے تیر شکار مین سے پیکان سے پر تک نکل جاتا ہے اور تیر مین کچھ اثر نہین پایا جاتا حالانکہ تیر نجاست اور خون مین ہوکر نکلا ہے اُسکے بعض اصحاب کی علامت یہ ہے کہ ایک مرد ہوگا سیاہ رنگ کہ اُسکے ایک بازو مین افزونی ہوگی پستان عورت یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح کہ وہ ہلتی ہوگی بغاوت کرینگے یہ لوگ اُن سے جو سب آدمیون سے بہتر ہونگے ابوسعید کہتے ہین کہ جب حضرت علیؓ نے خوارج سے جنگ کی تو مین اُن کے ہمراہ تھا جب فتحیاب ہوئے تو حکم دیا کہ اُس شخص کو مقتولین مین سے تلاش کرو جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی تلاش کیا تو اُسکی لاش ملی اور دیکھا تو وہی علامت موجود تھی جو آنحضرتؐ نے بیان کی تھی اُس

شخص کو ذوالثُدَیّہ بھی کہتے تھے ثاے مثلثہ کے ضمہ اور دال مہملہ کے فتحہ اور تشدید
یاے تحتانی سے یہی اُن خارجیون کا سردار تھا اور جنھون نے کہا ہے کہ ذوالخویصرہ
سردار خوارج تھا یہ سہو ہے کیونکہ خوارج کا ظہور حضرت علیؓ کے زمانے مین ہوا ہی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ ذوالخویصرہ کی اصل سے خوارج نکلینگے اور حضرت علیؓ
اور اُن کے یارون سے جو اپنے زمانے کے لوگون سے بہترین جنگ کرین گے اور
شریک بن شہاب سے نسائیؒ نے روایت کی ہے کہ ابو برزہ کہتے تھے کہ آنحضرتؐ نے
ذوالخویصرہ کے اُن گستاخانہ الفاظ کے بعد فرمایا یخرج فی آخر الزمان قوم کان ھذا
منھم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم
من الرمیۃ سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال
آخر زمانے مین ایک قوم نکلے گی گویا کہ یہ شخص اُنھین مین سے ہے قرآن پڑھینگے کہ اُن کے
گلے کی ہنسلیون سے نہین بڑھیگا اسلام سے نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے
اُن کی علامت یہ ہے کہ اُنکے سر منڈے ہونگے وہ ہمیشہ خروج کرتے رہینگے یہانتک کہ
اُن مین سے پچھلا شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلیگا اور حدیث متفق علیہ مین حضرت علیؓ
سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے حق مین بطور پیشین گوئی کے
فرمایا تھا یقولون من خیر قول البریۃ لا یجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون
من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان
فی قتلھم اجرا لمن قتلھم یوم القیامۃ یعنی بہترین قول خلق کہینگے (مطلب یہ ہے
کہ قرآن بیان کرینگے) ایمان اُن کا اُنکے گلون سے تجاوز نکریگا دین سے اس طرح
نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے تم اُنکو جہان پاؤ مار ڈالو قیامت کے دن
اُنکے قاتل کو ثواب ملیگا اور اُنھین کے حق مین ابو سعید خدریؓ سے مسلم نے روایت
کی ہے یکون امتی فرقتین فیخرج من بینھما مارقۃ یلی قتلھم اولیٰھم بالحق
میری امت دو فرقے ہو جائے گی اُن مین سے ایک اور جماعت نکلنے والی خروج کریگی
ان مارقہ کو وہ شخص قتل کریگا جس کو حق سے بہت قربت حاصل ہوگی امت کے دو

فرقے

فریق ہوجانے سے مراد یہ ہے کہ ایک جماعت امیرالمؤمنین علیؑ کی طرفدار ہوگئی اور دوسری نے معاویہ کی جانبداری کی اور اُن میں سے جس تیسری جماعت نے خروج کیا وہ مارقہ یعنی خوارج ہیں حضرت علی مرتضیٰؓ نے جن کو اُس وقت حق کے ساتھ بہ نسبت تمام امت کے زیادہ قربت حاصل تھی اُن مارقہ کے ساتھ قتال کیا تھا۔

خوارج کے بعض عقائد

ایک بار عاصم حبشی (بنو بسطام کے آزاد غلام) سے جو خارجی تھا اور عمر بن عبدالعزیزؒ سے گفتگو ہوئی تھی وہ یہاں لکھی جاتی ہے کہ سننے کے قابل ہے عاصم کے ہمراہ ایک دوسرا خارجی بھی تھا

عمر بن عبدالعزیزؒ تم لوگوں کو کس امر نے خروج اور انتقام پر مجبور کیا ہے۔

عاصم۔ ہمکو تمھاری سیرت سے کسی قسم کا اشتعال یا خیال انتقام نہیں پیدا ہوا تم بے شک عدل واحسان سے کام لیتے ہو لیکن تم یہ بتاؤ کہ کرسی خلافت پر تم کس طرح متمکن ہوئے لوگوں کے مشورے اور رضامندی سے یا بزور وغلبہ۔

عمر بن عبدالعزیز۔ نہ تو میں نے اِسکی خواہش کی اور نہ میں نے بزور وغلبہ اُسکو حاصل کیا مجھ سے پیشتر ایک شخص نے میری ولیعہدی کی لوگوں سے بیعت لی تھی اس بنا پر میں نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی اور کسی نے اُس سے اختلاف وانکار نکیا اور تمھارا مذہب بھی یہی ہے کہ امیرالمؤمنین وہی ہے جو لوگوں کی رضامندی سے امیر بنایا جائے اور عادل ہو اور اگر میں حق کا مخالف ہوں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔

عاصم اور اُسکا ہمراہی لیکن ایک بات باقی رہگئی اور وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے خاندان والوں کے افعال وحرکات سے مخالفت کی ہے اور اُسکو مظالم کے نام سے موسوم کرتے ہو بس اگر تم ہدایت پر اور وہ ضلالت وبیدینی پر رہے ہوں تو اُن سے بیزاری ظاہر کرو اور اُن پر لعنت بھیجو۔

عمر بن عبدالعزیزؒ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگوں نے بہ قصد آخرت خروج کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اُسکا راستہ بھول گئے ہرگز اللہ جل شانہ نے کسی پر لعن کرنا شروع نہیں کیا ای

اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لعان مبعوث کیا ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا ہے ومن عصانی فانک غفور الرحیم (یعنی جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو بے شک تم غفور ورحیم ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ (یعنی یہی لوگ ایسے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے پس انہی کی راہونکی پیروی کر) ہین نے اُنکے اعمال کو جو مظالم سے تعبیر کیا ہے پس اس قدر اُسکی مذمت کافی ہے اور اگر گنہگارون پر لعن کرنا واجب ہی تو بیشک تمپر یہ واجب ہے کہ فرعون پر لعن کیا کرو حالانکہ تم اُسپر لعن نہین کرتے حالانکہ وہ بدترین خلائق تھا پس ہین کیسے اپنے خاندان پر لعن کرون جبکہ وہ نمازین پڑھتے اور روزے رکھتے تھے بے شک ظلم کرنے سے وہ کافر نہین ہوسکتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ایمان وشریعت کی طرف بُلایا ہے جو اُس پر عمل کرے گا اُس سے یہ فعل قبول کیا جائے گا اور جو شخص کوئی نیا امر نکالیگا اُسپر حد جاری کی جائے گی۔

عاصم اور اُسکا ہمراہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو توحید اور اُس چیز کے اقرار کی بھی تو دعوت دی ہے جو اُنپر نازل ہوئی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز۔ اُن لوگون ہین سے کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ جو اُسکا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ ہین سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نکرونگا اصل یہ ہی کہ اُن لوگون نے جان بوجھ کر اپنے کو ورطۂ گمراہی ہین ڈالدیا ہے۔

عاصم۔ تو تم اُن سے بیزاری ظاہر کرو اور اُنکے احکام کو رد کردو۔

عمر بن عبدالعزیز۔ تم لوگ جانتے ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہلِ ردّت سے جسوقت جنگ کی تھی اُن کی خونریزی بھی کی تھی اور اُن کی عورتون بچون کو لونڈی اور غلام بنالیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن کو فدیہ کے ساتھ واپس کردیا تھا اور ابوبکر سے بیزاری نہین ظاہر کی تھی اور تم لوگ بھی اُن دونون ہین سے کسی ایک سے بھی بیزاری نہین ظاہر کرتے ہو اچھا اہلِ نہروان کی بابت کیا جواب دوگے تم جانتے ہو کہ اہلِ کوفہ اُن لوگون کے گروہ سے نکل آئے تھے اور پھر وہ نہ لڑے اور نہ اُن سے

متعرض ہوئے تھے اور جو اہلِ بصرہ نے خروج کیا تھا تو اُن لوگون نے عبداللہ بن خباب اور اُن کی بیوی کو جو حاملہ تھین مار ڈالا تھا اُن گروہون مین جو نہین لڑا تھا اُس نے قاتلین اور متعرضین سے بیزاری نہین ظاہر کی اور نہ تم اُن مین سے کسی سے بیزاری ظاہر کرتے ہو تم لوگون کو یہ امر کیونکر نفع بخش ہوگا جبکہ تم جانتے ہو کہ اُن کے اعمال مین اختلاف تھا اور تم مجھے میرے خاندان والون سے بیزاری ظاہر کرنے پر مجبور کرتے ہو حالانکہ مذہب اور دین ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود نہ کرو بے شک رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو امن دی ہے جسنے شہادت اسلام (یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی دی ہے اور اُسکا مال وخون حرام فرمایا ہے اور تم لوگ اُسی شخص کو قتل کرتے ہو اور باقی مذہب والون کو امن دیتے ہو اور اُن کے مال وخون کو ناروا سمجھتے ہو۔

خوارج کا مذہب یہ ہے کہ اِن چار حالتون مین اہل قبلہ کا خون مباح وحلال ہے۔ (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے۔ (۲) کوئی بدعت اُس سے حادث ہو۔ (۳) سلطان سے بغاوت کرے۔ (۴) فرائض کو ترک کرے۔ اور ترک کو حلال جانے اور یہی مذہب معتزلہ کا بھی ہے مگر اہلِ سُنت کے نزدیک تین حالتون مین اہلِ قبلہ کا خون مباح ہے۔ (۱) اسلام کے بعد کافر ہو جائے (۲) محصن ہونے کے بعد زنا کرے (۳) کسی کو بغیر حق کے مار ڈالے اور باغی کا قتل کرنا اُسوقت تک جائز ہے کہ وہ مقابلہ کرتا ہے اور جب دب جائے لڑائی چھوڑ دے تو اُسکا قتل کرنا درست نہین۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ امت محمدیؐ مین جسنے اول تکفیر کرنا شروع کی وہ معتزلہ اور خوارج ہین[1] اور اکثر خوارج کا یہ قول ہے کہ امام کا مقرر کرنا کسی حال مین امن کا زمانہ ہو یا فتنہ وفساد کا نہ اللہ پر واجب ہے نہ بندون پر نہ شرعی طور پر نہ عقلی طور پر پھر اگر اُسے مقرر کر دین تو جائز ہے اور اگر نہ مقرر کرین تو بھی جائز ہے[2]

[1] رسالہ نفائس مولفہ سلیمان بن عبد الوہاب بن ... وقد سئل شیخ الاسلام ابن تیمیہ عن التکفیر الواقع فی هذه الامة من اول من احدثه وابتدعه فاجاب اول من احدث فی الاسلام المعتزلة وعنهم تلقی من تلقاه ۱۲ وکذلک الخوارج هم اول من احدثه فی الاسلام

[2] دیکھو اربعین فی اصول الدین مولفہ امام فخر الدین رازی اور شرح طوالع الانوار مولفہ عبداللہ بن عمر قاضی بیضاوی اور مطالع الانظار مولفہ ابو الثنا شمس الدین ۱۲ منہ

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین کہتے ہین کہ خوارج جسنے نصب امام کو واجب نہین بتایا ہے مگر اُن مین سے ایک گروہ کہتا ہے کہ حالت فتنہ مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ امن کی حالت مین واجب ہے انتہی شرح مقاصد اور نہایۃ العقول مین یہ دونون مذہب ہشام بن عمرو غوطی اور ابو بکر اصم کی طرف منسوب کئے ہین جو معتزلی ہین بعض کتب مین لکھا ہے کہ خوارج کہتے ہین کہ معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے خلاف کیا تو اس مین معاویہؓ حق پر تھے۔ خوارج قیاس کے منکر ہین وہ کہتے ہین کہ عقل کے لئے ایک نظیر کو دوسری نظیر پر حمل کرسکنے کی سبیل حاصل نہین نہ احکام شرعیہ مین اور نہ غیر احکام شرعیہ مین از قبیل عقلیات واصول دینیہ کے[1] اور بعض خوارج فرضیت زکوۃ کے منکر ہین اور نماز کو سوا اپنے امام کے دوسرے کے پیچھے روا نہین رکھتے اور اُن کے نزدیک نماز کا وقت سے تاخیر کرکے پڑھنا اور روزۂ رمضان کا ماہ رمضان کا چاند دیکھنے سے قبل رکھنا جائز ہے اور نکاح کرنا ولی کی موجودگی کے بغیر صحیح ہے اور ایک درم کا دو درم کو دست بدست بیع کرنا جائز قرار دیتے ہین اور موزہ پہنکر نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہین اور اُنکے نزدیک موزے پر مسح کرنا درست ہے اور سلطان کی فرمانبرداری اِن کے ہان ضروری نہین انکے اعتقاد مین امام کا قرشی اور معصوم ہونا لازم نہین عادل ہونا کافی ہے اور عادل ہونے سے یہ مراد ہے کہ متقی اور پرہیزگار اور بامروت ہو گناہ کبیرہ کا مرتکب نہو کہتے ہین کہ اگر امام ظلم وجور کرے تو اُسکا معزول کرنا واجب ہے یا اُسکو مار ڈالنا چاہئے اور کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے لئے اپنے بعد نص نہین کی تھی اور اُن کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہین ہوتا پس نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کرتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کا قبح دریافت ہوسکتا ہے بلکہ یہ سب باتین شرع سے جانی جاتی ہین یہی رائے مشبہہ کی ہے[2]

خوارج کے مصنفین مین سے عبداللہ بن زید اور محمد بن حرب اور یحییٰ بن کامل اور سعید بن ہارون ہین[3]

خوارج کا زیادہ مجمع عراق اور شام مین تھا۔ خوارج نے اجماع کا انکار کیا ہے[4]

منتخب تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ خوارج کی دو قسمین ہین۔ (۱) خوارج کوفہ

(۲) خوارج بصرہ۔ خوارج بصرہ کی تعداد خوارج کوفہ سے زیادہ ہے خوارج کوفہ بیس ہزار کے قریب تھے خوارج کوفہ کا رئیس نافع بن ازرق تھا اسلئے اُنکو ازارقہ کہا کرتے تھے علی العموم خوارج کا مذہب یہ ہے کہ امام عادل ہو نبی علیہ السلام اور حضرت صدیق اور حضرت عمر کے مذہب پر پھر خوارج بصرہ وکوفہ نے فروع میں اختلاف کیا ہے خوارج بصرہ کہتے ہین کہ امام قریش مین سے چاہیے اُن مین سے کسی خاندان اور قبیلے کا ہو اور خوارج کوفہ کہتے ہین کہ ہاشمی ہو خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اہل بیت مین سے اور وہ حضرت علیؓ کی اولاد کہ نہ عباس اور حمزہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی اولاد (انتہی ترجمۃ کلامہ) مجھے اس کلام مین نظر ہے اسلئے کہ ابوبکرؓ صدیق اور عمرؓ فاروق کی امامت کو عموماً خوارج مانتے ہین اور انکی سیرت اور ان کے زمانۂ خلافت کو سب سے اچھا جانتے ہین اور جب کہ امامت کے ساتھ ہاشمی اور علوی کی قید لگائی جائے گی تو ان خلفا کی امامت باطل ٹھہرے گی کیونکہ یہ نہ ہاشمی ہین نہ علوی یہ قید تو شیعہ مانتے ہین۔

خوارج کے مختلف ممالک مین وقتاً فوقتاً خروج کرنے پر ایک سرسری نظر

سنہ ۴۱ مین جماعت مسلمین نے متفق ہو کے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی انھین دنون فروہ بن نوفل اشجعی نے حضرت علی وحسن رضی اللہ عنہما سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور پانچ سو کی جمعیت سے شہرزور مین آٹھہرا تھا جب معاویہ کی حکومت کی بیعت ہو گئی تو فروہ نے انپر خروج کیا معاویہ نے یہ خبر پا کے اہل کوفہ کو اُس سے جنگ کرنیکا حکم دیدیا اُس کے بعد خوارج نے ملے سے عبداللہ بن ابوالحریشی کو امیر بنایا اہل کوفہ سے ایک گھمسان لڑائی ہوئی بعد ازان خوارج نے حوثرہ بن وداع اسدی کے پاس اجتماع کیا اور ڈیڑھ سو کی جمعیت سے نخیلہ کی طرف بڑھے اس گروہ مین ابن ابوالحریشی کے باقی ماندہ ہمراہی بھی شریک تھے معاویہ کے حکم سے عبداللہ بن عوف نے انسے جنگ کی اور اُسکے کل ہمراہیونکو باستثنائے پچاس کے مار ڈالا جو جان بچا کے کوفہ پہونچے اور متفرق ومنتشر ہو گئے یہ واقعہ جمادی الاخری سنہ ۴۱ کا ہے معاویہ کوفہ سے شام کو چلے گئے تو فروہ بن نوفل اشجعی نے

پھر خروج کر دیا شہر زور مین ابن ربعی کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے کوفے کے حاکم مغیرہ بن شعبہ نے شبیب بن ابجری کی طرف ایک شخص کو روانہ کیا جسنے اسکو قتل کر ڈالا یہ شبیب ابن ملجم کے دوستون سے تھا یہی معاویہ کے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوشخبری لے کے آیا تھا معاویہ نے اس خیال سے کہ یہ مبادا مجھپر بھی اپنا ہاتھ صاف نکرے شبیب کے قتل کا حکم دیدیا یہ خبر پاکے کوفے کے اطراف وجوانب مین چھپ رہے اور لوگون کو معاویہ کے برخلاف اُبھارنے لگا بعد ازان مغیرہ کو یہ خبر لگی کہ خوارج مین سے چند لوگ حملے کا قصد کر رہے ہین اور اُنکا سردار معن بن عبداللہ محاربی ہے مغیرہ نے معن کو گرفتار کرا کے مار ڈالا بعدہ مغیرہ پر ابو مریم نے جو بنی حرث بن کعب کا آزاد غلام تھا خروج کیا اُسکے ساتھ عورتین بھی لڑنے کو نکلی تھین مغیرہ کے حکم سے چند آدمیون نے اُنکو قتل کر ڈالا پھر ابو لیلیٰ نے چند خدّام کے ساتھ خروج کر دیا سنہ ۴۲ھ مین معقل بن قیس ریاحی کے ہاتھ سے مارا گیا اِن واقعات کے بعد ابن عامر والی بصرہ پر بصرے مین سہم بن غالب جہنی نے ستر آدمیون کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا جس مین حطیم یعنی یزید بن مالک الباہلی بھی تھا ابن عامر اور بعض صحابہ نے انمین سے اکثر آدمیون کو قتل کر ڈالا جو باقی رہگئے انھون نے امن حاصل کر لی۔ جب سنہ ۴۵ھ مین زیاد وارد بصرہ ہوا تو حطیم ایک گروہ مجتمع کرکے بصرہ پر بڑھا بصرے کے قریب پہونچ کے اُسکے ہمراہی بخوف جان اُس سے علیحدہ ہوگئے زیاد نے حطیم کو گرفتار کرا کے قتل کیا پھر خوارج کا اجتماع کوفہ مین ہوا یہ لوگ جنگ نہروان کے بقیۃ السیف تھے جو کسیقدر زخمی ہو کے مقتولین مین دب دبا کے رہ گئے تھے مستورد بن علفہ تیمی انکا امیر تھا مقام ساباط مین معقل بن قیس کے ہاتھ سے شکست پائی مستورد اور معقل دونون لڑکے مارے گئے بقیہ خوارج کا مقابلہ کرکے نعیمن عمر بن بکر بن شہاب تمیمی نے کام تمام کر دیا باستثنا پانچ چھ آدمیون کے ایک شخص بھی جانبر نہوا اب زیاد خوارج کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگا اور اُن مین سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا۔ بعد اُسکے سنہ ۵۲ھ مین ابن خراش عجلی نے تین سو آدمیون کی جمعیت سے زیاد پر خروج کیا اور مارا گیا۔ پھر مقام بصرہ مین سنہ ۵۸ھ مین خوارج کے ستر آدمیون نے عبدالقیس کے قبیلے سے خروج کیا اور طواف کے ہاتھ پر عبیداللہ بن زیاد کے قتل کرنے کی بیعت کی

ابن زیاد کو اُسکی اطلاع ہوئی اُسنے فوج بھیجی سب کے سب لڑکے مارے گئے اِس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے خوارج پر سختی شروع کی اُن مین سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا اور خوارج کی جستجو و گرفتاری و قتل مین بڑی کوشش کی زمان حکومت عبد الملک بن مروان مین کوفے سے اُن لوگون نے خروج کیا اُنکا سردار نافع بن ازرق تھا اور اُنکی بغاوت کا سیلاب بصرے تک پہونچ گیا پھر نجدہ بن عامر نے جو نافع بن ازرق کے ہمراہیون سے تھا زور باندھا پھر خوارج نے سنہ ۷۱ھ مین حجاج بن یوسف ثقفی گورنر بصرہ و کوفہ یعنی عراق پر چڑھائی کی اور سنہ ۷۷ھ تک اُسکو اپنی لڑائیون مین مصروف رکھا سنہ ۷۶ھ مین صالح بن مسرح تمیمی نے بنو امرء القیس بن زید مناۃ سے خروج کیا یہ مارا گیا تو خوارج نے شبیب کو اپنا سردار بنایا بعد شبیب ڈوب گیا اور خوارج مین نفاق پیدا ہوگیا ایک گروہ کثیر مارا گیا عہد حکومت عمر بن عبد العزیز مین سر صدی پر شوذب خارجی نے دو سو آدمیون کی جمعیت سے سرزمین جوخی مین خروج کیا تھا یہ قبیلۂ بنی یشکر سے تھا اور اِسکا نام بسطام تھا اور آخر کار لشکر شام کے ہاتھ سے مع اپنے کل ہمراہیون کے قتل ہوا اِس واقعہ کے بعد خوارج نے ایک مدت مدید تک دم نہین مارا یہانتک کہ عہد حکومت ہشام بن عبد الملک سنہ ۱۲۰ھ مین بہلول بن بشر بن شیبان الملقب بہ کثارہ نے خروج کیا اُسکے ساتھ ستر آدمیون سے زیادہ نہ تھے زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ بہلول اور اُسکے جانشین اور سب خوارج مار ڈالے گئے اس واقعہ کے دو برس بعد بختری صاحب اشہب نے خالد قسری پر خروج کیا اور آخر کار اُسکے گروہ مین سے ایک بھی جانبر نہوا اہل کوفہ کے ہاتھ سے سب مارے گئے بعدہ وزیر سختیانی نے چند نفر کی جمعیت سے خالد پر حیرہ مین خروج کیا لشکر خالد نے سب کو قتل کر ڈالا اُسکے بعد صحاری بن شبیب بن یزید نے اطراف جبل مین خروج کیا بالآخر صحاری اور اُسکے کل آدمی مارے گئے اِن واقعات کے بعد خوارج مین پھر ایک تازہ جوش اُن دنون پیدا ہوا جبکہ عراق و شام مین فتنہ و فساد برپا ہو رہا تھا اور مروان حمار اُس بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف تھا سرزمین کفر توثا مین سعید بن بہدل شیبانی نے اہل جزیرہ کے دو سو آدمیون کی جمعیت سے علم بغاوت بلند کیا یہ حروریون

کے خیالات کا پابند تھا انھیں دنون بسطام بیہسی نے ربیعہ کے اسی قدر آدمیون کے ساتھ خروج کر دیا اور یہ سعید کے خیالات کا مخالف تھا اسکو سعید نے تباہ کرا دیا اور خود سعید عراق مین جا کے مرگیا ضحاک بن قیس اسکا جانشین ہوا یہ مروان کے مقابلے مین کام آیا اسکے بعد خیبری خوارج کا سردار ہوا اور مارا گیا بعد شیبان بن عبد العزیز یشکری کو جسکی کنیت ابو الدلف تھی خوارج نے اپنا سردار بنایا اسکو بنو سعد کے ایک افسر نے مار ڈالا۔ پھر ابو حمزہ خارجی و طالب الحق نے خروج کیا اور مروان بن محمد کے لشکر سے شکست پا کر بھاگ گئے ان حوادث کے بعد خوارج کی ایسی ہوا بگڑی کہ تا زمانِ ظہورِ دولت عباسیہ کسی نے سر نہ اٹھایا پھر سنہ ۱۳۸ھ مین ملبد شیبانی خارجی نے جزیرہ مین علم بغاوت بلند کیا منصور عباسی کے حکم سے خازم بن خزیمہ اس سے لڑا اور ملبد کو مع اسکے ساتھیون کے مار ڈالا پھر سنہ ۱۴۸ھ عہد حکومت منصور ہی مین حسان ہمدانی نے اطراف موصل مین خروج کیا اور آخر کار میدان جنگ مین اسیر ہو گیا حسان نے خوارج کے عقائد اپنے مامون حفص بن اشیم سے سیکھے تھے حفص بن اشیم فقہائے خوارج سے تھا منصور کو اسکے خروج کی خبر پہونچی تو اسنے تعجب سے کہا ہمدان سے خارجی حاضرین نے عرض کیا یہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے منصور بولا تب ہی منصور کو تعجب اس وجہ سے ہوا تھا کہ ہمدانی عام طور سے شیعان علی مین داخل تھے سنہ ۱۶۰ھ مین مہدی عباسی کے عہد مین یوسف بن ابراہیم نے خراسان مین خروج کیا ایک گروہ کثیر اسکے پاس مجتمع ہو گیا مہدی نے یزید بن مزید شیبانی برادر زادہ معن بن زائدہ کو اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد یزید نے یوسف کو مع اسکے چند ہمراہیون کے قید کر لیا پھر سنہ ۱۶۹ھ مین خلیفہ مہدی ہی کے دور حکومت مین حمزہ بن مالک خزاعی نے جزیرہ مین علم بغاوت بلند کیا مگر اسکے بعض ہمراہیون نے سازش کر کے اسکی پر حوصلہ زندگانی کا خاتمہ کر دیا بعد اسکے آخری زمانہ مہدی مین بنو تمیم کے ایک خارجی یاسین نامی نے سرزمین موصل مین خروج کیا جس کے خیالات صالح بن مسرح سے بہت زیادہ ملتے جلتے تھے خلیفہ مہدی کے سپہ سالار کے مقابلے مین مع اپنے چند ہمراہیون کے مارا گیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے خلیفہ رشید کے دور حکومت سنہ ۱۷۸ھ مین بنو تغلب سے ولید بن طریف خارجی نے جزیرہ مین

سر اٹھایا خلیفہ نے یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی کی ماتحتی مین ایک عظیم الشان لشکر مقابلے پر روانہ کیا رمضان سنہ ۱۷۹ھ مین جنگ ہوئی خارج نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا آخرکار ولید مارا گیا ان واقعات کے بعد خوارج کا دور دورہ عراق و شام سے جاتا رہا اگر کسی نے کہین پر متفرق طور سے شاذ و نادر سر اٹھایا تو مقامی حکام نے فوراً سر کچل دیا باستثناے خوارج بربر کے جو افریقہ مین تھے کیونکہ دعوت خارجیہ ان مین اُس زمانے سے شیوع پذیر ہوئی تھی جب سے کہ عکرمہ بربری سنہ ۱۲۲ھ مین افریقہ گیا تھا بعد اسکے اباضیہ و صفریہ کی دعوت بربر مین سے ہوازہ اور لمایہ اور نفزہ اور مغیلہ مین اور زناتہ مین سے بنو مغراوہ و بنو یفرن مین پھیل گئی خوارج مین سے بنو رستم کی ایک دولت مغرب اوسط مین تھی بعدہ انہی لوگون مین سے عہد حکومت عبیدیین مین ابو یزید بن مخلد مغربی افریقہ چلا گیا تھا اس سے اور خلفاے عبیدیین سے اکثر لڑائیان ہوئین پھر بعد اسکے یوماً فیوماً خوارج گرتے ہی گئے یہانتک کہ انکے قواے حکومت مضمحل ہوگئے انکی جماعت منتشر و متفرق ہوگئی اب انکے آثار اُن بربر کے اعقاب مین باقی ہین جنکا زمانہ دور اول مین گذرا ہے ابن خلدون کہتا ہے کہ اس وقت تک (یعنی آٹھوین صدی ہجری تک) صحراے بلاد زناتہ مین اُنکا تر قصور ... به دواه یه اور شعوب زناتہ سے مغراوہ مین باقی ہے جو راسبیہ کے نام سے موسوم اور عبداللہ بن وہب راسبی کی طرف منسوب کئے جاتے ہین یہ پہلا شخص ہے جسکی عہد خلافت علی بن ابی طالب مین بیعت کی گئی تھی اِس زمانے تک بوجہ دوری عقائد اہل سنت وجماعت کے وہ لوگ اپنے انھین خیالات فاسدہ مین گرفتار ہین اور اسی طرح جبال طرابلس و زناتہ مین اِس مذہب کا بوجہ مجاورت بربر کے ایک اثر باقی ہے اور لوگ اس مذہب کے پابند ہین ان بلاد سے اسوقت تک ہمارے پاس رسائل اور بڑی بڑی کتابین ان کی فقہ و عقائد و فروع کی آتی ہین جنکا منشا سنت و طریق سنت کے مٹانے کا ہے مگر باوجود اصول فاسد ہونے کے انکا طریقہ تالیف و ترتیب نہایت نفیس ہوتا ہے۔ اطراف بحرین و عمان مین بلاد حضرموت و شرقی یمن اور اطراف موصل مین بھی اِن کے

آثار ہر دولت کے دور مین پائے جاتے تھے یہان تک کہ علی بن مہدی نے خولان سے یمن مین خروج کیا اور اِس مذہب کی علانیہ دعوت دی اتفاق سے اُسوقت جو لوگ ملوک یمن تھے وہ اُنپر غالب آئے اور بنو صلیحی نے اُن کو پامال کر ڈالا جو دعوت عبیدیین کے بانی تھے اور یمن کے اُن ممالک کو جو اُن کے قبضے مین تھے چھین لیا زبید اور اطراف زبید پر بھی بنو نجاح وابن زیاد کے آزاد غلامون سے قبضہ لے لیا بیان کیا جاتا ہے کہ اُسوقت تک بلاد حضرموت (ملک یمن) مین اُس گروہ کے کچھ لوگ باقی ہین۔ زنجبار (ملک افریقہ) کا سلطان فرقۂ اباضیہ مین سے ہے۔

خوارج کے فرقون کی تفصیل یہ ہے

ایک بیہسیہ یہ لوگ بیہس بن ہیصم بن جابر کی طرف منسوب ہین جو قبیلہ بنی سعد بن ضبعہ سے تھا شرح مواقف مین اِسی طرح ہے اور غنیۃ الطالبین اور ملل ونحل شہرستانی مین ابو بیہس لکھا ہے اور صحیح یہی ہے اِسلئے کہ تعریفات سید شریف مین لکھا ہے البیہسیۃ اصحاب ابی بیہس بن الہیصم بن جابر اور نفائس الفنون مین بھی ابی بیہس ہے اور شیخ ابو نصر مکی کی تعریفات مین ابو بیہس الہیصم بن جابر مرقوم ہے اور ابن خلدون کی تاریخ مین بھی ابی بیہس ہیصم بیان کیا ہے اُسنے زمانۂ ولید بن ہشام مین شہرت حاصل کی تھی حجاج نے اُسکے گرفتار کرنے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ نہ لگا اور مدینے کو بھاگ گیا وہان عثمان بن حیان مزنی نے گرفتار کر لیا ولید کو جب اِسکی گرفتاری کی خبر پہونچی تو عثمان کو لکھا کہ اِس کے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کٹوا کر قتل کرا دو عثمان نے حکم کی تعمیل کی ابو بیہس نے ابراہیم اور میمون کی تکفیر کی ہے اِسلیے کہ بیعت امامت مین اُنکو اختلاف تھا اِسی طرح واقفیہ کی بھی تکفیر کی ہے اِسکا اعتقاد ہے کہ ایمان عبارت ہے اقرار اور معرفت خدا اور اُس چیز کے علم سے جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی ہے جو کوئی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جسکی حلت و حرمت سے واقف نہو وہ کافر ہے اور بعض بیہسیہ کی یہ رائے ہے کہ وہ شخص کافر نہین ہوتا جب تک امام مطلع ہوکر اُسپر حد جاری

لکرے اور جس چیز پر حد جاری نہین ہوتی وہ معاف ہے اور جس وقت امام سے کفر صادر ہوگا تو ساری رعیت بھی کافر ہوجاے گی اور اطفال کا حال کفر و ایمان مین اُن کے مان باپ کا سا ہے اگر وہ کافر ہین تو یہ بھی کافر ہونگے اور جو مان باپ ایماندار ہین تو یہ بھی ایماندار ہونگے اور بعض یہ کہتے ہین کہ شراب کا نشہ حلال ہے اور نشے کی حالت مین آدمی کے قول پر مواخذہ نہین اور بعضون کی یہ راے ہے کہ جب نشے کی حالت مین ارتکاب گناہ کبیرہ کا ہو تو وہ نشہ حرام ہوجاتا ہے اور افعال عباد کو عباد کی طرف منسوب کرتے ہین اِس فرقہ کو ہیصمیہ بھی کہتے ہین ابن خلدون کہتا ہے کہ فرقۂ بیہسیہ فرقۂ اباضیہ سے ہے۔

دوسرے مرداسیہ یہ فرقۂ ابو بلال مرداس حنظلی کی طرف منسوب ہے اِسکی مان کا نام ادیہ اور باپ کا نام مدیر تھا اور قبیلۂ بنی تمیم سے تھا اور نہایت عابد اور زاہد اور پرہیزگار تھا جنگ نہروان مین حاضر تھا اُسکی بیوی بنی یربوع کی عورت تھی اور اپنے زمانے کی عابدہ عورتون مین سے تھی ابن زیاد نے اِس عورت کو گرفتار کر کے قتل کروا ڈالا اور تمام خوارج کے ساتھ مرداس کو بھی قید کر دیا مگر جیلر نے اُسکو عابد و زاہد پاکر اجازت دیدی کہ شب کو اپنے مکان کو چلا جایا کرے ایک دن ابن زیاد نے تجویز کی کہ کل اِن تمام محبوس خوارج کو قتل کر ڈالنا چاہیے ابو بلال کے ایک دوست نے جو ابن زیاد کا مقرب تھا اُسکو امیر کے اِس ارادے سے اطلاع دیدی مگر یہ اپنے معمول کے موافق مکان سے محبس کو چلا گیا داروغہ نے ابو بلال سے کہا کہ امیر کا یہ ارادہ ہے کیا تمکو بھی اِسکی خبر ہو چکی ہے ابن مرداس نے کہا ہان مجھکو یہ حال معلوم ہے داروغہ نے کہا کہ پھر تم موت کے منھ مین کیون چلے آئے ابو بلال نے جواب دیا کہ آپ نے مجھپر احسان کیا تھا پھر مین کیسے روپوش ہو کر آپکو کشاکش مین ڈالتا جب خوارج کو ابن زیاد نے قتل کرنا شروع کیا تو جیلر نے یہ سارا قصہ اُس سے بیان کر کے سفارش کی اور رہائی دلادی ابو بلال مرداس خوف جان سے اہواز کی طرف چلا گیا اور ابن زیاد سے متوحش ہو کر ۵۸ھ مین چالیس آدمیون کے ساتھ اہواز مین خروج کیا جس طرف اِسکا گذر ہوتا تھا مسلمانون کا مال و اسباب چھین کے اپنے ہمراہیون کو

دیدیتا تھا جو کچھ باقی بچتا وہ صاحب مال کو واپس کردیتا ابن زیاد نے اسکی روک تھام کرنے کو اسلم بن زرعہ کلابی کو دو ہزار پیادون کی جمعیت سے روانہ کیا لڑائی ہوئی مرداس نے اتنی دلیری سے اسلم کی فوج کا مقابلہ کیا کہ اسکو شکست فاش ہوئی تب ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کو روانہ کیا جس نے ایک مقام مین ان کل خارجیون کو بحالت نماز کسی کو رکوع مین کسی کو سجدے مین قتل کرڈالا کسی نے اپنی حالت تک نہ تبدیل کی یہ واقعہ سنہ ۶۱ ہجری کا ہے عباد بن علقمہ مرداس کا سر کاٹ کر بصرے کو لیگیا یہ تمام خوارج جو اُسکے ساتھ شریک تھے مرداسیہ ہین خوارج مین اُسکو ورع کی وجہ سے بہت عظمت تھی یہ شخص جنگ صفین مین سیدنا علیؓ کے ہمراہ تھا اور بوجہ تحکیم کے اُن سے علیحدہ ہوگیا تھا نہروان کی لڑائی مین خوارج کے ساتھ شریک ہوکر جناب امیر سے جنگ کی تھی اسکا مذہب یہ تھا کہ عورتون کا جہاد مین شریک ہونا حرام ہے اور کہتا تھا جو ہم سے جنگ کریگا ہم اُس سے جنگ کرینگے اور جو ہماری طرفداری کریگا ہم اُس کے دوست ہین اور کہتا تھا جب تک لڑائی مین دشمن کی طرف سے ابتدا نہو اُس سے نہ لڑنا چاہئے ایکبار ابن عامر والی بصرہ کو اسنے قبا پہنے دیکھا تو بُرا مانا اور کہنے لگا یہ فساق کا لباس ہے ابو بکر نے اُسکو جواب دیا کہ سلطان کے حق مین ایسے الفاظ نہ کہنا چاہئے اِس لئے کہ جو سلطان سے بغض رکھتا ہے اللہ اُس سے بغض رکھتا ہے۔

تیسرے ازارقہ یہ ابی راشد نافع بن ازرق بن قیس بن نہار بن انسان بن اسد بن صبرہ بن ذہل بن دول بن حنیفہ کی طرف منسوب ہین جب ابو بلال مرداس مارا گیا عبید اللہ بن زیاد نے اُسکے اصحاب کو بہت تنگ کیا تو نافع نے خوارج سے کہا کہ اللہ نے تمپر جہاد فرض کیا ہے حکام ظالم تمپر ظلم کرتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ مکے کو چلو اگر عبد اللہ بن زبیر تمہارے مذہب کے موافق نکلین تو اُنکے ساتھ شریک ہوکر حکام ظالم پر جہاد کرو اور اگر وہ تمہاری رائے سے مخالف ہون تو اُن کو حرم مین سے نکالدینا چاہئے چنانچہ یہ اُنکے پاس گئے اور اُنکے شریک ہوکر فوج شام سے لڑے فوج شام بوجہ انتقال یزید کے مکے سے شام کو لوٹ گئی تو انھون نے عبد اللہ بن زبیر کے سامنے حضرت عثمانؓ کے

بہت سے مطاعن بیان کیے کہا کہ جو لوگ اُن کے قتل میں شریک تھے ہم اُنکو اچھا جانتے ہین اور جو لوگ اُن کے دوست ہین ہم اُن سے بیزار ہین آپ کی راے اُن کے حق مین کیا ہے عبداللہ نے کہا کہ جو حضرت عثمانؓ کو بُرا جانتا ہے مین اُس سے بیزار ہون اور اُن کے دوست کا دوست ہون اُنکی خوبی مین کوئی کلام نہین تو نافع بن ازرق اور عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ بن اباض اور حنظلہ بن بیہس اور بنو ماخوز اور بنو سلیط بن یربوع سے عبداللہ و عبیداللہ و زبیر سرداران خوارج کہ سب بنی تمیم سے تھے اُنکو چھوڑ کر بصرے کو چلے آئے اور بکر بن وائل کے قبیلے سے ابو طالوت اور ابو فدیک عبداللہ بن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ کو چلے گئے جب ابن زیاد پر رعایا نے ہمارے طرف سے بغاوت کر رکھی تھی تو نافع بن ازرق نے تین سو خوارج کی جمعیت کے ساتھ بصرے مین خروج کیا اور جیلخانے کو توڑ ڈالا مگر اہل بصرہ آمادگی کے ساتھ ان خوارج کے مقابلے کو کھڑے ہو گئے اسلئے نافع وہان نہ ٹھہر سکا اور شوال ۶۴ھ مین اہواز پہونچا نجدہ بن عامر بھی اسکے ہمراہ تھا بہت سے خوارج نے اُسکا ساتھ نہ دیا اُن مین سے عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ بن اباض ہین نافع اور اُسکے اصحاب ابو بلال کی راے پر تھے[1] اور مولا نا علی کو بوجہ ثالثی کے کافر کہتے تھے اور حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور بی بی عائشہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور اُن مسلمانون سے جو اُنکے ہمراہ تھے بیزار تھے اُنکو بُرا کہتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سب ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اور کہتے تھے کہ ہمارے مخالفین کے شہر دار الکفر ہین اور جو اُن مین سکونت اختیار کرے وہ بھی کافر ہے اور اطفال ہمارے مخالفین کے دوزخ مین جائینگے اور مخالفین کی اولاد اور عورات کو قتل کرنا حلال جانتے تھے اور کہتے تھے کہ مشرکین کے اطفال اپنے ماں باپ کے ساتھ دوزخ مین جائینگے اور وہان ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اور مسلمانونکی امانتون کو جائز سمجھ کے صرف کر ڈالنا اُنکے نزدیک روا تھا کیونکہ یہ اُنکو کفار مین شمار کرتے تھے اور تقیہ کو قول و فعل دونون مین حرام بتاتے تھے اور رجم زانی محصن کے منکر تھے اسلئے کہ قرآن مین مذکور نہین کہتے تھے کہ جو کوئی محصنہ عورت پر زنا کی تہمت کرے

اُسکو حد مارنا چاہئے اور جو کوئی محسن مرد پر تہمت کرے اُسپر حد جاری نہین ہوگی اور چور کا ہاتھ قلیل وکثیر مین کاٹنا چاہئے اور اُنکے زعم مین مرتکب کبیرہ کافر ہے اور وہ ہمیشہ کفار کی طرح دوزخ مین رہیگا اور استدلال اسپر اِس سے کرتے تھے کہ شیطان نے جو گناہ کبیرہ کیا تو وہ کافر ہو گیا کیونکہ اُس کو اللہ نے حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کر اُسنے نافرمانی کی اور سجدہ نکرنا کبیرہ گناہ ہے ورنہ ابلیس اللہ کی وحدانیت کا عارف تھا یہی حال مسلمان کا ہے کہ گو وہ اللہ کی وحدانیت کا عارف ہوتا ہے مگر کبیرہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے[1] اور کہتے تھے کہ نبی سے صدور گناہ جائز ہے اور ہر گناہ اُنکے نزدیک کفر ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی کوئی نبی مبعوث کرے اور اُسکے علم مین یہ بات ہو کہ یہ نبوت کے بعد کافر ہو جائیگا اور ابن ملجم قتل حضرت علیؓ سے خطاوار نہین ہوا بلکہ حق پر تھا۔ کتاب[2] الاوائل مین ابو ہلال عسکری نے کہا ہے کہ نافع بن ازرق جس کی طرف ازارقہ منسوب ہین اس آیت مین رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا یعنی اے رب زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا نچھوڑنا تحقیق اگر تو انکو چھوڑیگا تو وہ تیرے بندون کو بہکا دینگے اور بدکار کفر کرنے والا جنینگے یون تاویل کرتا تھا کہ جو لوگ ہم سے مخالف ہین اُنکے بچون کو قتل کرنا اور اُنکی عورتون کو ہلاک کرنا حلال ہے جب اُس سے یہ قول ظاہر ہوا تو اُسکے اصحاب مین سے ایک گروہ اُس سے پھر گیا پھر رستقاباذ مین نافع مارا گیا انتہی کلامہ ازارقہ کے نزدیک مومنین کے لئے رویائے صالحہ نہین بلکہ اُنکی خوابین بھی ایک قسم کی وحی ہین جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سے منقطع ہو گئی[3] تاریخ کامل مین مذکور ہے کہ نافع نے ازارقہ سے کہا کہ جو ہمارے ہم مذہب جہاد مین شریک نہوئے اُنکے ساتھ دوستی رکھنا حلال نہین نہ اُنکے ساتھ مناکحت حلال ہے نہ اُنکا ذبیحہ کھانا حلال ہے اور نہ اُنکی شہادت قبول کیجاتی

---

[1] ولا شک ... [illegible] ... لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا [illegible]

[2] هو الذی نسبت الیه الازارقة ... [illegible]

... تاویل نافع بن الازرق ... [illegible]

... سے بھی نقل کیا ہے ... [illegible]

[3] ... معلوم ہوا ... [illegible] ... منقول از تاریخ [illegible]

شان سے علم دین سیکھنا چاہیے نہ انکو وراثت پہونچ سکتی ہے انکے اطفال کا قتل کرنا درست ہے
اُن سے نفرت رکھنا چاہیے اور تمام مسلمان کفار ہین مثل کفار عرب کے پس اُنکے واسطے
عدہا مین ہونا چاہیے یا قتل کئے جائین یا اسلام قبول کرین نافع کے کچھ اصحاب نے اُسکی
اِس راے سے اتفاق کیا اور کچھ نے مخالفت کی اُن مخالفین مین سے ایک نجدہ بن عامر ہے
اور یہ شخص یمامہ کو چلا گیا نافع نے ابن اباض اور ابن صفار کو یہ سب اپنی راے لکھ بھیجی
ابن صفار نے نافع کا خط پڑھ کر رکھدیا اور اپنے اصحاب سے اُسکا حال نہ بیان کیا اِس خیال سے
کہ مبادا اُن مین تفرقہ اور اختلاف پڑ جائے مگر ابن اباض نے وہ خط لیکر پڑھا اور کہا
اللہ نافع کو موت دے یہ راے اسکی صحیح نہین اگر قوم مشرک ہوتی اُسوقت یہ معاملات اُسکے
ساتھ کرنے کے قابل تھے مگر وہ شرک سے بری ہین لیکن وہ کفار نعمت و احکام ہین ہمکو صرف
یہ چاہیے انکو قتل کرین جب تک ہماری رائے وہ نہ تسلیم کرلین اور سوا قتل کے کوئی اور معاملہ
انکے ساتھ نہ برتنا چاہیے ابن صفار بولا اللہ تم دونون سے بیزار ہوا اسلیے کہ تونے نہایت
قصر کیا اور ابن ازرق نے غلو کیا اور اسی طرح اور خوارج کہنے لگے اور ان مین بڑا اختلاف
پڑ گیا ۶۵ھ ہجری تک نافع کو بڑی شوکت حاصل ہوگئی اسلیے کہ اُسوقت ملک مین سازش
و فساد کے جال پھیلے ہوئے تھے اور عبید اللہ بن زیاد سے نافع کا ابھی تدارک نہوسکا تھا کہ بصرہ
سے شام کو بھاگ گیا اور عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے عبد اللہ بن حرث بن نوفل بن حرث
بن عبد المطلب بصرے کا حاکم مقرر ہوا تو اُسنے پانچہزار آدمی مسلم بن عبیس بن کریز بن حبیب
کی ماتحتی مین مقرر کرکے ازارقہ سے جنگ کے لیے روانہ کئے اہواز کے علاقہ مین ۱۵ جمادی الاولی
سنہ ۶۵ھ مین دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی اثنائے جنگ مین پہلے تو مسلم مارا گیا بعد ازان
نافع بن ازرق اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اپنا امیر بنایا اور ازارقہ نے اپنا سردار
عبد اللہ بن ماخور کو مقرر کیا تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد حجاج اور عبد اللہ بھی راہی عالم
آخرت ہوئے تب اہل بصرہ نے ربیعہ بن اخدم کو اور ازارقہ نے عبید اللہ بن ماخور کو امارت
کی کرسی پر بٹھایا لڑائی جاری رکھی یہانتک کہ شام ہوگئی اتفاق وقت سے ازارقہ کی
کمک پر کچھ لوگ آگئے جس سے اُنھون نے تازہ دم ہوکر اہل بصرہ پر حملہ کردیا اہل بصرہ اِس ناگہانی حملے سے

گئے اگر بھاگ کھڑے ہوئے ربیعہ بن اخدم مارا گیا اہل بصرہ نے بجائے اسکے حارثہ بن بدر کو امیر بنایا حارثہ نہایت تیزی سے منہزمین کو لوٹا کے پھر میدان جنگ مین لایا اور کمال چستی سے لڑکے ازارقہ کو پسپا کردیا اور اس خیال سے کہ مبادا ازارقہ پھر یورش نکرین اہواز مین ڈیرے ڈالدئے بعد اسکے عبداللہ بن زبیر نے حکومت بصرہ سے عبداللہ بن حرث کو معزول کرکے قباع یعنی حرث بن ربیعہ کو مامور کیا ازارقہ نے فوراً بصرہ پر حملہ کردیا احنف بن قیس نے رائے دی کہ ازارقہ کی جنگ پر مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کرنا چاہئے وہی کچھ انکے دانت کھٹے کریگا اہل بصرہ نے بھی اسکی بابت عبداللہ بن زبیر سے خط وکتابت کی عبداللہ بن زبیر نے اسکو منظور فرمایا چنانچہ مہلب لشکر اسلام سے بارہ ہزار فوج منتخب کرکے ازارقہ کی طرف بڑہ چلی روانہ ہوا اس اثنا مین حارثہ بن بدر مع ان لوگون کے جو جنگ ازارقہ مین اسکے ہمراہ تھے آپہونچا حرث بن ربیعہ نے انکو بھی مہلب کی طرف واپس کردیا اور حارثہ کشتی پر سوار ہوکر بقصد بصرہ چلا اتفاق سے کشتی نہر مین ڈوب گئی مہلب کے مقدمۃ الجیش پر اسکا بیٹا مغیرہ تھا اس سے اور ازارقہ کے مقدمے سے لڑائی ہوئی مغیرہ نے ازارقہ کے مقدمے کو سوق اہواز سے پسپا کرکے مادرتک پیچھے ہٹا دیا اسوقت مہلب سولاف مین ٹھہرا ہوا تھا ازارقہ نے مغیرہ سے شکست کھا کے مہلب کے لشکر پر ایک پرزور حملہ کردیا جسسے مہلب کی رکاب کی فوج تتر بتر ہوگئی لیکن شام ہوجانے کی وجہ سے لڑائی خود بخود رک گئی اور اگلے دن تک بلا کسی تحریک کے لڑائی موقوف رہی اس اثنا مین مہلب فرصت پاکے وجیل کو قطع کرکے عقیل مین آاترا بعدہ وہان سے کوچ کرکے ازارقہ کے قریب پہونچ کے مورچہ قائم کردیا اور اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھدوائی پہرول وجاسوس مقرر کردئے ایک روز شب کے وقت ازارقہ کے لشکر سے عبیدہ بن ہلال و زبیر بن ماخور لشکر مہلب پر شب خون مارنے کو آئے ہشیار پاکے واپس چلے گئے۔

مہلب نے بقصد جنگ خروج کیا ازد وتمیم اسکے میمنہ مین تھے قبیلہ بکر وعبدالقیس میسرہ مین اور اہل عالیہ قلب مین ازارقہ کے میمنہ مین عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ مین زبیر بن ماخور تھا فریقین نے نہایت اطمینان واستقلال سے لڑائی شروع کی بعد ازان لحظہ بلحظہ

اسکی سختی بڑھتی گئی آخرالامر مہلب کے لشکر کے قدم استقامت میدان جنگ سے ڈگ گئے کمال تیزی سے حواس باختہ بھاگ کھڑے ہوئے منہزمین نے بھاگ کر بصرہ میں دم لیا مہلب نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے اپنے بھاگے ہوئے لشکر کو آواز دی جس سے تقریباً تین ہزار آدمی ٹھہر گئے جو تشنہ نبرد آزما رہے تھے مہلب انکو تسلی اور جوش مردانگی کی داد دیتا ہوا لشکر ازارقہ پر لوٹ پڑا اور شدت سے لڑائی کا آغاز کر دیا ازارقہ جواب تک نہ دے سکے عبیداللہ بن ماخور اور بہت سے سردار مارے گئے باقی جو رہے اُنھوں نے طرف اصفہان و کرمان میں جا کے دم لیا اور زبیر بن ماخور کو اپنا امیر بنا کے اصطخر کی طرف چلے آئے مصعب ابن زبیر نے جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے والی عراق ہو کے وارد بصرہ ہوئے تھے مہلب کو بلاد موصل وجزیرہ اور ارمینیہ کی حکومت پر بھیج کر حکومت فارس و جنگ ازارقہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو مامور کر دیا عمر نے حکومت فارس کے زینے پر قدم رکھتے ہی اپنے بیٹے عبیداللہ کو ازارقہ کی جنگ پر بھیجدیا ازارقہ نے اُسکو مار ڈالا بعد ازان زبیر امیر ازارقہ اور عمر بن عبداللہ والی فارس سے چھڑ گئی عمر بن عبداللہ نے ازارقہ کو ہزیمت دیکے اُن کے ستر آدمیون کو مار ڈالا قطری بن فجاۃ و صالح بن مخراق محاصرہ توڑ کے مع ازارقہ نیشاپور کی جانب چلے گئے عمر بن عبداللہ نے نیشاپور میں پہونچ کے لڑائی چھیڑ دی ازارقہ نے نیشاپور سے ہزیمت اُٹھا کے اصفہان کا قصد کیا۔ اصفہان میں اچھی طرح دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ تپ لرزہ نے مزاج پرسی کر لی گھبرا کے عمر بن عبداللہ کے لشکر کی گذرگاہون سے بچتے ہوئے فارس کی طرف بڑھے ساجور اور ارجان ہوتے ہوئے بقصد عراق وارد اہواز ہوئے چونکہ عمر بن عبداللہ بھی انکے پیچھے پیچھے نہایت تیزی سے قطع منازل کر رہا تھا اور مصعب کا لشکر پل پر پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑا تھا اسوجہ سے زبیر نے مع ازارقہ کے اہواز سے نکل کے سرزمین صرصر کو طے کیا اور مدائن پر متواتر شبخون مارنے لگا اہل مدائن کے لڑکون اور مردون کو قتل کر ڈالتا اور حاملہ عورتون کے پیٹ پھاڑ پھاڑ کے بچے نکال کے مار ڈالتا تھا والی مدائن مقاومت سے عاجز ہو کے

بھاگ کھڑا ہوا انھین ازارقہ کا ایک گروہ قتل وغارت کرتا ہوا کرخ تک پہونچ گیا ابوبکر بن مخنف مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی میدان جنگ ازارقہ کے ہاتھ رہا ابوبکر بن مخنف عین معرکہ مین کام آیا تب والی کوفہ حرث بن ربیعہ قباع نے ازارقہ کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا ازارقہ مجبوراً کے بھاگ کر رے پہونچے یزید بن حرث بن رویم شیبانی والی رے میدان جنگ مین ہزیمت پا کے مارا گیا بعد اُسکے ازارقہ نے اصفہان کا رخ کیا اصفہان کا امیر عتاب بن ورقا تھا چند مہینے اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے شہر پناہ کے دروازہ پر روزانہ جنگ کرتے رہے عتاب بن ورقا طول محاصرہ سے گھبرا کے شہر پناہ کا دروازہ کھول کے باہر نکل آیا اور کھلے میدان لڑ کر ازارقہ کو ہزیمت دیدی زبیر امیر ازارقہ مارا گیا عتاب نے ازارقہ کو چارون طرف سے گھیر لیا ازارقہ نے قطری بن فجاءۃ مازنی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کی کنیت ابو نعامہ تھی اور اسکے ہمراہ کرمان کی طرف چلے گئے اور پھر وہان سے مجتمع ہو کے اصفہان کی جانب لوٹے اصفہان مین تو داخل نہو سکے اہواز جا پہونچے اور وہین قیام کر دیا اسی اثنا مین مصعب نے مہلب کو موصل وجزیرہ وغیرہ کی حکومت سے واپس بلا کے جنگ ازارقہ پر مامور کیا مہلب نے ایک باقاعدہ لشکر مرتب کر کے خوارج کا قصد کیا مقام سولاف مین مقابلے کی نوبت آئی آٹھ ماہ تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی مصعب کے مارے جانے کے بعد عبدالملک کے حکم سے حجاج امیر عراقین ہو کے آیا تو مہلب نے اُسکے حکم سے ازارقہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اُنکو ایک خفیف جنگ کے بعد کازرون کی طرف پسپا کر دیا اور مہلب نے بہ قصد جنگ ازارقہ نیشاپور مین قیام کیا اور تقریباً ایک سال وہین ٹھہرا ہوا لڑتا رہا کرمان ازارقہ کے قبضہ مین تھا اور فارس مہلب کے تصرف مین جبکہ ازارقہ کی رسد فارس سے بند ہو گئی تو مجبور ہو کے میدان جنگ سے کرمان کی طرف لوٹے اور مقام جیرفت مین پہونچ کے مورچہ قائم کیا مہلب نے لڑ کر اُن کو پسپا کر دیا مہلب کا کل فارس پر قبضہ ہو گیا اور وہ برابر اٹھارہ مہینے تک ازارقہ سے جنگ کرتا رہا لیکن کبھی کسی قسم کی کامیابی اُسکو حاصل نہوئی بعد اسکے اتفاق وقت سے خود ان لوگون مین اختلاف پیدا ہو گیا بعض نے اس اختلاف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ مقطر نامی ایک شخص قطری کی جانب سے کرمان کے کسی شہر کا عامل تھا اُسنے ازارقہ مین سے ایک

شخص کو قتل کر ڈالا ازارقہ نے قطری سے مقطر کے قصاص لینے کو کہا قطری نے جواب دیا کہ مقطر سے غلطی ہو گئی اِس غلطی کی تاویل کر دینا چاہئے اور یہ سابقین میں سے بھی ہے میں اِسکو قتل نکرونگا ازارقہ میں اِس جواب سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ ازارقہ کے لشکر میں ایک شخص تھا جو زہر آلود تیر بناتا تھا جس سے مہلب کے لشکر کو بیحد نقصان پہونچتا تھا مہلب نے ایک خط لکھ کے ایک شخص کے حوالے کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اِس خط کو ازارقہ کے لشکر میں اس طرح پر چھوڑ آؤ کہ کوئی شخص تمکو نہ دیکھنے پائے اتفاق سے یہ خط سردار لشکر ازارقہ کے ہاتھ پڑ گیا کھولا تو لکھا ہوا تھا تمہارے زہر آلود تیر بھیجے ہوئے ہمارے پاس پہونچے اِسکے صلے میں ہم تمکو ایک ہزار درم بھیجتے ہیں سردار لشکر نے تیر ساز کو بلا کے دریافت کیا تیر ساز نے انکاری جواب دیا سردار لشکر نے اُسکے قتل کا حکم دیا عبد ربہ الکبیر نے اُس تیر ساز کے قتل سے ناراضگی ظاہر کی اور یہی امر ازارقہ میں اختلاف کا باعث ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ مہلب نے ایک نصرانی کو قطری کے پاس بھیجا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ قطری کے روبرو جاتے ہی سجدہ کرنا جوں ہی اُس نصرانی نے قطری کو سجدہ کیا ازارقہ نے اُسکو قتل کر ڈالا اور اُسی الزام کی پاداش میں قطری کو معزول کر کے عبد ربہ الکبیر کو امارت کی کرسی پر بٹھا دیا ازارقہ کے گروہ کا چوتھا یا پانچواں حصہ قطری کے ہمراہ ہو گیا تینوں قطری اور عبد ربہ الکبیر کے ہوا خواہوں میں لڑائی ہوئی بعد ازاں قطری تو طبرستان چلا گیا اور عبد ربہ الکبیر کرمان میں ٹھہرا رہا مہلب نے قطری کے چلے جانے کے بعد لڑائی چھیڑ دی اور جیرفت میں اسپر محاصرہ ڈالدیا بالآخر عبد ربہ الکبیر طول محاصرہ سے گھبرا کے مع اپنے مال و حریم و اسباب کے نکل کھڑا ہوا مہلب نے نہایت سختی سے حملہ کیا نامی نامی جنگ آور ازارقہ کے مارے گئے لڑتے لڑتے آلات حرب ٹوٹ گئے ازارقہ کمال بے سروسامانی سے بھاگے مہلب مظفر و منصور جیرفت میں داخل ہوا اور چند ساعت آرام کر کے تعاقب کی غرض سے سوار ہو گیا جیرفت سے چار فرسنگ کے فاصلے پہ عبد ربہ الکبیر کو جا گھیرا صبح سے دوپہر تک کمال شدت سے لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ لڑنیوالے لڑتے لڑتے تھک گئے مہلب نے لڑائی موقوف کر دی محاصرہ ڈالے رہا بعد ازاں ازارقہ نے

ا ٹنے اور مارنے کا باہم عہد و پیمان کرکے دوبارہ لڑائی شروع کردی اور اس مردانگی سے لڑے کہ مہلب اور اُسکے ہمراہیوں کے چھکّے چھوٹ گئے مگر آخر کار مہلب کو فتحیابی ہوئی ازارقہ میدان جنگ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے تقریبًا چار ہزار ازارقہ مارے گئے ازان جملہ خود عبد ربہ الکبیر بھی تھا اُس معرکہ خونریز سے ازارقہ کے گروہ کا کوئی متنفس جانبر نہین ہوا مگر معدودے چند جنکا شمار انگلیوں پر ہوسکتا تھا۔

جن دنون ازارقہ مین نزاع پیدا ہوگیا تھا حجاج نے سفیان بن ابر کلبی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ قطری کی سرکوبی کو طبرستان کی جانب روانہ کردیا تھا اتفاق سے اسحاق بن محمد بن اشعث بھی لشکر کوفہ کو لئے ہوئے اُسی دن طبرستان کے قریب پہونچا دونون نے متفق ہوکے قطری سے طبرستان کے ایک گھاٹے مین مقابلہ کیا اثناے جنگ مین قطری کے ہمراہی قطری سے علٰحدہ ہوگئے اور قطری خود گھوڑے سے گر کر ایک غار مین جاپڑا اس عرصے مین ایک عجمی اُس طرف سے ہوکے گذرا قطری نے پانی کی خواہش ظاہر کی عجمی نے خدمت کا معاوضہ طلب کیا قطری نے اپنے آلات حرب دیدینے کا وعدہ کیا عجمی اُس سے رخصت ہوکے اُس غار کے اوپر چڑھ گیا اور اوپر سے ایک بھاری پتھر گرا دیا قطری کا سر زخمی ہوگیا عجمی فرط خوشی سے چلا اُٹھا چند لوگ اہل کوفہ کے دوڑ پڑے اور قطری کو مار کر سر کاٹ لیا قطری کے مارے جانے کے بعد سفیان نے بلاجدال وقتال ازارقہ کا محاصرہ کرلیا رسد اور غلّے کی آمد بند کردی شدت گرسنگی اس درجہ بڑھی کہ گھوڑون کو ذبح کرکے کھا گئے جب گھوڑون اور چوپایون نے بھی کفایت نہ کی تو مارنے اور مرجانے کی قسمین کھاکے محاصرہ توڑ کے لڑتے ہوئے نکلے سفیان نے سبھون کو پامال کرڈالا بعض علماے تاریخ کا یہ بیان ہے کہ قطری اور عبد ربہ الکبیر کے مارے جانے سے جو ازارقہ کے پچھلے رئیس تھے ازارقہ کی حکومت منقرض ہوگئی پہلا رئیس انکا نافع بن ازرق تھا تقریبًا بیس برس تک اُنکا زور رہا۔

چوتھے نجدات یہ لوگ نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سامر بن مفرح کے متبع ہین

بیان

خطط مقریزی وغیرہ مین نجدہ کے باپ کا نام عامر ہی لکھا ہے اور امام رازی نے نہایۃ العقول مین کہا ہے کہ نجدات نجدہ بن عمیر کے متبع ہین اور شرح مقاصد مین نجدہ بن عویمر کے اصحاب بتایا ہے ابن خلدون نے نجدہ کے پردادا کا نام سیار بیان کیا ہے اور تاریخ یافعی مین لکھا ہے کہ نجدہ نون اور جیم اور دال مہملہ کے ساتھ ہے یہ شخص بنی حنیفہ سے تھا کہ ملک یمامہ مین ایک اسلام ہے قبیلہ تمیم سے نافع بن ازرق کے ہمراہ رہتا تھا جب اُسنے مذہب مین بعض باتین اپنی طرف سے پیدا کین تو یہ اُس سے علیحدہ ہوگیا اور یمامہ کو چلا گیا اور وہان ابو طالوت سے بیعت کرلی اور بنو حنیفہ کے شہر حصارم کو جس مین چار ہزار کے قریب رقیق (غلام) تھے لوٹ لیا اور اُن سبھون کو اپنے ہمراہیون مین تقسیم کردیا یہ واقعہ سنہ ۶۵ھ کا ہے بعد اسکے ایک قافلے سے تعرض کیا جو بحرین یا بصرے سے مال وغیرہ لئے ہوئے عبداللہ بن زبیر کے پاس جاتا تھا نجدہ نے اُسکو لوٹ لیا اور ابو طالوت کے پاس لیگیا اور کہا کہ مال تو تقسیم کرلو اور ان آدمیون سے زمین مین محنت و مزدوری کھیتی باڑی کراؤ کہ یہ بات بہتر ہے خوارج نے اُسکے قول کے موافق تعمیل کی اور کہا ابو طالوت سے نجدہ ہمارے لئے بہتر ہے اور ابو طالوت کو چھوڑ کر نجدہ سے بیعت کرلی ابو طالوت بھی اُس بیعت مین شریک ہوگیا یہ واقعہ سنہ ۶۶ھ کا ہے اور نجدہ کی عمر اُس وقت مین تیس سال کی تھی اِسکو لوگ امیر المؤمنین کہتے تھے اسکے اصحاب کو نجدیہ اسلئے نہین کہتے کہ درمیان ان کے اور نجد کے رہنے والون کے فرق رہے بیعت لینے کے بعد نجدہ نے بنو کعب بن ربیعہ پر چڑھائی کی اور نہایت سختی کے ساتھ اُنکو پسپا کیا بعدہ وہان سے لوٹ کر یمامہ کی طرف آیا اور تین ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ سنہ مین بحرین کی طرف کوچ کیا اور عبد القیس کے قبیلے کو تباہ کردیا اُنکے جسقدر عورت و مرد ہاتھ لگے اُنکو لونڈی و غلام بنایا نجدہ آپ قطیف مین ٹھہرا اور اپنے بیٹے مطرح کو قوم عبد القیس کے مفرورون سے لڑائی کے لئے توبر کی طرف روانہ کیا مطرح اور بہت سے آدمی یہان مارے گئے نجدہ کے قدم بحرین مین جم گئے مصعب بن زبیر حاکم بصرہ نے سنہ ۶۹ھ مین عبداللہ بن عمیر لیثی اعور کی ماتحتی مین چار ہزار آدمیون کا لشکر نجدہ کی سرکوبی کو روانہ کیا نجدہ نے اِس فوج کو شکست دی پھر نجدہ نے عطیہ بن اسود کے ہمراہ

ایک جماعت عُمّان کو بھیجی عطیہ نے اُس طرف کے شہر فتح کر لئے اور اپنی طرف سے اس مقام کا ابوالقاسم کو افسر کر کے عطیہ چلا گیا اہلِ عمان نے ابوالقاسم کو مار ڈالا اور عمان سے خوارج کو نکال دیا اُسکے بعد عطیہ و نجدہ مین مخالفت پیدا ہو گئی عطیہ نجدہ سے علٰحدہ ہو کے عمان چلا آیا اہلِ عمان نے شہر مین داخل نہونے دیا اور عطیہ اُسے تسخیر نکر سکا مجبور ہو کے براہ دریا کرمان کی طرف چلا گیا اور یہان اپنا مقام کر دیا اور ایک ٹکسال درہمون کی جاری کی اور اِن دراہم کا نام عطویہ رکھا اور کرمان مین عطیہ اتنا جما کہ جب مہلب نے اسپر لشکر بھیجا تو یہان سے سیستان کو بھاگ گیا اور پھر یہان سے سندھ کی طرف چلا گیا اور پھر مقام قندابیل مین سواران مہلب کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعض کہتے ہین کہ خوارج کے ہاتھ سے قتل ہوا جیسا کہ علاّمہ ابن اثیر نے تاریخ کامل مین تصریح کی ہے۔ اور الخطط والآثار مین مذکور ہے کہ نجدہ نے عطیہ بن اسود کو سیستان کی طرف بھیجا تھا اُسنے اپنا مذہب و مرو مین ظاہر کیا پس اُسکے متبع عطویہ مشہور ہو گئے۔

نجدہ نے ابن عمیر کی شکست کے بعد بادیہ نشینون سے صدقہ وصول کرنا شروع کیا اور کاظمہ مین بہت سے بنی تمیم اِسکے آدمیون کے ہاتھ سے مارے گئے اور پھر اہلِ صنعا سے بیعت لی پھر نجدہ نے اہلِ حضرموت پر ابو فدیک کو فوج دیکر بھیجا اُسنے ان سے صدقہ وصول کیا اور نجدہ ۶۸ھ یا ۶۹ھ مین آٹھ سو یا دو ہزار چھ سو آدمیون کی جمعیت کے ساتھ مکے کو گیا اور عبداللہ بن زبیر سے ایک معاہدہ قرار پا کر حج کیا پھر نجدہ مدینے کی طرف آیا اہلِ مدینہ اِس سے آمادہ بہ جنگ ہوئے مجبور ہو کے طائف کی طرف چلا گیا اثناے راہ مین عبداللہ بن عمر بن عثمان کی ایک لڑکی سے ملاقات ہو گئی خوارج نے اُس غریب لڑکی کو پکڑ کے نجدہ کے پاس پہونچا دیا اور پھر بنظر امتحان نجدہ سے اُس لڑکی کے فروخت کرنے کا سوال کیا نجدہ نے کہا مین نے اِسکو آزاد کر دیا اِسپر خوارج نے جواب دیا کہ اِس سے نکاح کر لو نجدہ بولا یہ اپنے نفس کی مختار ہے اور مین تو اِس سے نکاح کرنا پسند نہین کرتا نجدہ نے ابن عمر بن خطاب کو ایک خط لکھا اُسمین کئی چیزون کے مسئلے دریافت کئے ابن عمر نے جواب دیا کہ ابن عباس سے دریافت کرنا چاہئے چنانچہ

اُسنے اُنسے دریافت کیا جب نجدہ طائف کے پاس آیا تو عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی اُسکے پاس آئے اور اپنی قوم کی طرف سے اُس سے بیعت کی اور اِس طرح اہل طائف اُسکے شر سے محفوظ رہے یہان سے نجدہ بحرین کو چلا آیا اور یہ حکم دیا کہ کوئی تاجر یمان سے اور یمامہ سے غلہ حرمین کی طرف نہ لیجائے ابن عباس نے نجدہ کو ایک خط لکھا کہ جب ثمامہ بن اثال اسلام لایا تو اُسنے غلّے کی روانگی اپنے ہان سے اہلِ مکہ کی طرف بند کردی حالانکہ اہلِ مکہ اُسوقت مین مشرک تھے حضرت سرورِ عالم نے اُسکو لکھا کہ اہلِ مکہ اہل اللہ ہین اِن سے غلے کی رسد نہ بند کرنا چاہئے اُسنے اِرشاد کی تعمیل کی باوجودیکہ ہم مسلمان ہین تو نے ہم سے غلہ روک دیا نجدہ نے یہ تحریر دیکھکر اپنے اُس امتناعی حکم کو منسوخ کر دیا بعد اسکے نجدہ کے اصحاب اُسکی طرف سے بدظن ہونے لگے اور اُسکی مخالفت پر آمادہ ہوئے تو اُسکے نائبون کو جابجا رعایا نے اپنے ہان سے نکالنا شروع کیا اور وجہ اختلاف کی یہ ہوئی کہ ابو سنان حی بن وائل نے نجدہ سے کہا کہ جو شخص تم سے بیعت تقیہ کی راہ سے کرے اُسے قتل کر ڈالنا چاہئے نجدہ نے ابو سنان کو بہت سخت و سُست کہا اور کہا کسی کو اللہ نے علم غیب نہین دیا ہے اِسلئے ہمکو چاہئے کہ ظاہر پر حکم کرین اور عطیہ بن اسود بھی نجدہ کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا تھا اور سبب اسکا یہ تھا کہ نجدہ نے ایک چھوٹا سا لشکر بحری مقامات کو بھیجا اور ایک لشکر بری مقامات کو روانہ کیا اور لشکر بحری کو لشکر بری سے زیادہ دیا تو اِس بات پر عطیہ نے نجدہ سے نزاع کیا اور ناراض ہوا نجدہ نے عطیہ کو ڈانٹا اور لوگون کو اشارہ کردیا کہ اُسے قتل کر ڈالین عطیہ نے اپنے غصے کو ضبط کر کے نجدہ کے سردارون مین سے ایک شخص پر شراب نوشی کی حد جاری کرنے کی درخواست کی کہ وہ شراب پیا کرتا تھا نجدہ اُسکی نسبت کہنے لگا کہ اگرچہ وہ شراب پیتا ہے مگر دشمنون کے حق مین ہلاہے بے درمان ہے اور تحقیق سرورِ عالم نے مشرکین سے مدد چاہی تھی نجدہ کے اصحاب اُسکی اِس بات سے ناخوش ہوئے اور اُنکی ناخوشی کا ایک اور سبب بھی پیدا ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ عبدالملک نے نجدہ کو تحریر کیا کہ جو کچھ تمنے آج تک مخلوق کی خونریزی کی ہے اور مال چھینے ہین وہ تمکو معاف کئے جاتے ہین

اور تمکو یمامہ کا مالک کیا جاتا ہے بشرطیکہ تم ہماری اطاعت کرلو خوارج کو اس خط کا کسی
ذریعہ سے پتہ لگ گیا عطیہ نے کہا کہ یہ تحریر عبدالملک کی ضرور اس بات پر دلالت کرتی ہو
کہ اُسنے نجدہ کے دین مین کوئی خرابی اور کمزوری پائی ہوگی اور عطیہ اُسے چھوڑ کر عمان کو
چلا گیا اسی طرح بہت سی باتین جمع ہوگئین کہ نجدات نے ابو فدیک عبداللہ بن
ثور کو اپنا رئیس مقرر کرلیا جو بنی قیس بن ثعلبہ کے قبیلے سے تھا اور اب نجدات
فدیکیہ کہلانے لگے نجدہ علاقہ ہجر کے ایک گاؤن مین چھپ گیا ابو فدیک نے اُسکی
تلاش کے لئے آدمی متعین کئے فدیکیہ نے اُس سے کہدیا تھا کہ اگر تم نجدہ کو تلاش
کرکے قتل نہ کروگے تو ہم سب تم کو چھوڑ دینگے - فدیکیہ نے ۷۲ھ مین نجدہ کو تلاش کرکے
قتل کرڈالا - نجدہ نہایت بہادر اور سخی تھا نجدہ کے مارے جانے سے کچھ فدیکیہ قاتلون سے
ناراض بھی ہوئے اور ابو فدیک کو چھوڑ دیا بلکہ مسلم ابن جبیر نے ابو فدیک پر چھری سے
حملہ کیا اور بارہ زخم پہونچائے مسلم کو فدیکیہ نے قتل کرڈالا اور ابو فدیک کو اُس کے مکان
مین اُٹھا کرلے گئے اور علاج کے بعد اُسے آرام ہوگیا ابو فدیک نے بحرین پر قبضہ کرلیا
اور خالد بن عبداللہ کو جو عبدالملک کی طرف سے بصرے کا حاکم تھا اور بہ تعمیل حکم عبدالملک کے
خوارج کی لڑائی پر مامور تھا ہزیمت دیدی عبدالملک نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کے نام
ایک فرمان بایں مضمون بھیجا کہ اہل کوفہ و بصرہ کو جنگ ابو فدیک پر آمادہ کرکے ایک لشکر
مرتب کرلو چنانچہ عمر بن عبیداللہ کی تحریک سے دس ہزار آدمی مجتمع ہوگئے عمر بن عبیداللہ
نے اُنکو آلات حرب سے مسلح کرکے ۷۳ھ مین ابو فدیک کی طرف کوچ کردیا اہل کوفہ میمنہ مین
تھے اور اہل بصرہ میسرہ مین رفتہ رفتہ یہ لشکر بحرین پہونچا اور صف آرائی کرکے ابو فدیک
اور اُسکے ہمراہیون پر حملہ کردیا پہلے ہی حملے مین ابو فدیک کا میسرہ پیچھے ہٹا اور یہ لوگ
جوش کامیابی مین بڑھتے چلے گئے مگر مغیرہ بن مہلب اور مجاعہ اور عبدالرحمن اور لشکر
سواران اہلِ کوفہ کی طرف آملے اس اثنا مین اہلِ میسرہ واپس ہوئے اور اہلِ میمنہ نے
خم ٹھونک کے خوارج پر حملہ کردیا خوارج کے قدم استقامت میدان جنگ سے اُکھڑ گئے
اہل میمنہ اُنکے لشکرگاہ مین گھس پڑے جو کچھ پایا لوٹ لیا ابو فدیک کو قتل کرڈالا اور

اسکے ہمراہیون کو ایک خندق مین گھیر لیا یہانتک کہ مجبور ہوکے نکلے پس اُن لوگون نے
اُن مین سے چھ ہزار آدمیون کو قتل کیا اور آٹھ سو کو گرفتار میر سید شریف نے شرح مواقف
مین لکھا ہے کہ نجدات مین سے ایک فرقے کا نام عاذریہ ہے اور اُن کو عاذریہ کہنے کی وجہ
یہ ہے کہ نجدہ نے ایک بار اپنے بیٹے کو قوم قطیف کی مہم پر بھیجا اُسنے وہان کے لوگون کو
قتل کیا اور اُنکی عورتون کو پکڑ لیا اور قبل تقسیم کے اُنسے نکاح کر لیا اور تقسیم سے قبل مال
غنیمت مین سے خرچ کر ڈالا جب نجدہ کے پاس آئے اور اُسے اِن معاملات کی خبر ہوئی
تو اُسنے کہا تمکو یہ مناسب نہ تھا اُنھون نے جواب دیا کہ ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسا کرنا ہمکو
مناسب نہین نجدہ نے بوجہ جہل کے اُن کے عذر کو مان لیا نجدہ کے اصحاب مین بعد اس کے اختلاف
پڑ گیا جن لوگون نے اُسکے اِس حکم کو تسلیم کیا اُنکا یہ مذہب ٹھہر گیا کہ دین دو باتون کا نام ہے
ایک اللہ اور رسول کی معرفت اور حرام جاننا اُن مسلمانون کے قتل کرنے کو جو اپنے موافق
ہین دوسرے اقرار کرنا ساتھ اُس چیز کے جو اللہ کے پاس سے آئی ہے بالاجمال کہ اِن باتونکی
عدم واقفیت سے معذور نہین اِسکے سوا جو تحریم و تحلیل اور تمام شرائع و فروع ہین اُن مین
بسبب جہل کے لوگ معذور رکھے جاتے ہین اسلئے کہ اِن کو عاذریہ بھی کہتے ہین باقی تمام
باتون مین سارے نجدات سے متفق ہین اور نجدات کا عقیدہ یہ ہے کہ مجتہد خطا کرنے سے
گناہگار نہین ہوتا ہے اور جو کوئی برخلاف اسکے مجتہد کو معذب جانتا ہے وہ کافر ہے اور جلسے
لقمہ مین خون اہل ذمہ کے حلال ہین اور جس نے نظر حرام کی یا جھوٹ بولا یا کسی صغیرہ پر
اصرار کیا اور اُس سے توبہ نکی تو وہ کافر ہے اور جس نے زنا کیا چوری کی شراب پی بغیر
اصرار کے اِن افعال پر وہ مومن ہے کافر نہین اور اِنکا زعم یہ ہے کہ آدمیون کو امام کی
حاجت نہین مگر جبکہ وہ دیکھین کہ انصاف و عدل کی آپس مین رعایت نہو سکے گی تو اُس وقت
امام کا مقرر کرنا جائز ہے اور واجب العمل صرف کتاب اللہ ہے اور نجدات
سارے احکام مین ازارقہ سے خلاف رکھتے ہین ایک تکفیر صحابہ مین اُسکے
موافق ہین لیکن غنیۃ الطالبین مین مذکور ہے کہ تمام خوارج جناب امیر
کو بوجہ تحکیم کے اور اُن لوگون کو جو گناہ کبیرہ کرتے ہین کافر قرار دیتے ہین لیکن

نجدات کا یہ مذہب نہین ہے۔

پانچوین اصفریہ زیاد بن اصفر کی طرف منسوب ہین بعضون نے لکھا ہے صفریہ بفتح صاد مہملہ نعمان بن صفر کے اصحاب ہین کسی نے کہا کہ یہ منسوب ہین طرف عبداللہ بن صفار کے وہ ایک شخص بنی مقاعس مین سے تھا نام اسکا حارث بن عمر بن کعب بن سعد بن زید بن مناۃ بن تمیم بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہے کسی نے کہا یہ نام انکا بسبب صفرت (زردی) مرض کے ہوا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ چونکہ کثرت عبادت کی وجہ سے وہ زرد رنگ ہوگئے تھے اِسوجہ سے انکو صفریہ کہنے لگے بعض نے کہا صفر بکسر صاد ہر بہرحال یہ سارے اقوال مین ازارقہ کے موافق ہین مگر زانی سے رجم ساقط نہین بتاتے اور نہ اطفال مشرکین کو کافر و دوزخی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے عقیدے مین موافق ہے اور وہ قتال مین شریک نہو تو کافر ہے اور کہتے ہین تقیہ قول مین جائز ہے نہ عمل مین اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ جس گناہ پر حد جاری ہوسکتی ہے مثلاً چوری اور زناکاری اُسکے مرتکب کو کافر کہنا چاہیے اور جس گناہ مین بوجہ اُسکی عظمت کے حد نہین ہے جیسے ترک نماز اور ترک روزہ اُسکا مرتکب کافر ہے اور کہتے ہین کہ جو عورت ہمارے دین مین موافق ہے اُس کا نکاح کر دینا اُس شخص سے جو اُسکے دین مین نہین اُسی جگہ جائز ہے جہان تقیہ کے سوا چارہ نہو اور جہان علانیہ رہتے ہون وہان ناجائز ہے صفریہ کو زیادیہ بھی کہتے ہین ایک نام انکا نکاریہ بھی ہے اِسلئے کہ نصف حضرت علی و ثلث حضرت عثمانؓ و سدس بی بی عائشہؓ کو ناقص کرتے ہین۔ خلافت عبدالملک بن مروان کے عہد مین فرقہ صفریہ مین سے صالح بن مسرح تمیمی نے (بنو امرء القیس بن زید مناۃ سے) خروج کیا یہ شخص عقائد کا پابند اور عابد و زاہد تھا سرزمین موصل و جزیرہ مین اکثر قیام پذیر رہتا تھا اُسکے تلامذہ بھی تھے جن کو یہ قرآن و فقہ کی تعلیم دیتا تھا کبھی کوفہ مین اپنے احباب اور شاگردون سے ملنے کو آجاتا تھا وہ لوگ اسکی ضروریات مہیا کر دیتے تھے حجاج کو اسکی خبر لگی گرفتاری پر لوگون کو مامور کیا صالح کوفہ چھوڑ کے اپنے شاگردون کے پاس موصل چلا آیا اور اُن لوگون کو خروج پر اُبھارنے لگا اس اثنا مین شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی کا

ایک خط آپہونچا جس مین اسنے جنگ کرنے کی ترغیب دی تھی صالح نے جواب بامین تمہارے ہی انتظار مین ہون جس قدر جلد ممکن ہو آجاؤ مین ہمہ تن خروج پر آمادہ ہون شبیب مع اپنے چند دوستون کے جس مین اسکا بھائی مصاد اور محلل بن وائل یشکری تھا آپہونچا اور صالح کے اتفاق رائے سے ماہ صفر ۷۶ھ مین خروج کردیا لشکریون کو قبل جنگ دعا کرنے کی ہدایت کی اور خونریزی اور مال واسباب کے لوٹنے کا انکو اختیار دیدیا اتفاق سے جزیرے مین محمد بن مروان کی سواری کے جانور مل گئے جن کو ان لوگون نے گرفتار کرکے اپنے ہمراہیون کو سوار کرادیا محمد بن مروان والی جزیرہ کو خوارج کے خروج اور انکی اس بیجا حرکت کی اطلاع ہوئی تو اسنے سرکوبی کو ایک ہزار کی جمعیت سے عدی بن عدی کندی کو مامور کیا پس اسنے حران سے نکل کے خوارج کا رخ کیا چونکہ صلح پسندی مزاج مین زیادہ تھی اسوجہ سے جنگ خوارج کو پسند نکرتا تھا قبل آغاز جنگ ایک قاصد خوارج کے پاس روانہ کیا اُن لوگون نے قاصد کو قید کردیا اور خود مسلح و مرتب ہوکے عدی کے سر پر آپہونچے عدی اُسوقت نماز چاشت پڑھ رہا تھا جیون تیون نماز پوری کرکے بہ قصد جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا اور اسکی رکاب کی فوج بھی بے ترتیبی کے ساتھ میدان مین آگئی خوارج کے میمنہ پر شبیب تھا اور میسرہ پر سوید بن سلیم خوارج نے حملہ کیا عدی کو شکست ہوئی خوارج نے عدی کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور آمد تک تعاقب کرتے چلے آئے محمد بن مروان نے یہ خبر پاکے خالد بن جزء سلمی اور حرث بن جعونہ عامری کو ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوج کے ساتھ دو مختلف راہون سے روانہ کیا اور یہ ہدایت کردی کہ تم مین سے جو شخص میدان جنگ مین کامیاب ہوگا وہی اپنے دوسرے ہمراہی کا امیر اور سردار لشکر سمجھا جائے صالح کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے شبیب کو حرث کی طرف روانہ کیا اور خود خالد پر حملہ آور ہوا بازار کارزار نہایت سختی سے گرم ہوگیا محمد بن مروان کے لشکر نے پہلے سے خندق کھود لی تھی اور مورچہ قائم کررکھا تھا خواہ مخواہ خوارج کو پسپا ہونا پڑا اسرزمین جزیرہ و موصل کو دسکرہ تک طے کرگئے حجاج نے اس ہزیمت سے آگاہ ہوکے حرث بن عمیرہ بن ذی الشعار کو تین ہزار فوج کوفہ کی جمعیت سے روانہ کردیا مابین موصل و صرصر کے ملاقات ہوگئی خوارج کے ہمراہ اس وقت صرف نوّے آدمی تھے سوید بن سلیم کو

ہزیمت ہوئی صالح بن مسرح مارا گیا شبیب زمین پر گر پڑا پھر سنبھل کر اُٹھا اور صالح کی لاش پر کھڑے ہو کے اپنے ہمراہیون کو پکارنے لگا ستر آدمی کے قریب مجتمع ہو گئے شبیب مع اُن لوگون کے ایک قلعہ مین جو اُس مقام پر تھا جا کے پناہ گزین ہو گیا حرث نے قلعہ کا محاصرہ کر کے دروازے کو جلا دیا اور اِس قصد سے کہ صبح ہوتے ہی جنگ چھیڑی جائے گی اپنے لشکرگاہ مین لوٹ آیا شبیب نے اپنے ہمراہیون سے کہا تم اپنے دوستون مین سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو اور ہمارے ہمراہ خروج کرو خوارج نے اُسی کی بیعت کی اور آگ کو مشتعل ہونے کے خیال سے بجھا کے رات ہی کے وقت خروج کر دیا حرث اِس اچانک حملے سے گھبرا کے اُٹھا اور اپنے ہمراہیون کو تیاری کا حکم دیا ہنوز وہ تیار نہونے پائے تھے کہ لشکر کا ایک حصہ پسپا ہو کے مداین کی جانب بھاگا اور شبیب اُن کے مال و اسباب کو لوٹتا ہوا سرزمین موصل کی جانب چلا گیا اِسکا باقی حال فرقۂ شبیبیہ مین آئیگا۔

صالح کی قبر وہین ہے جو خارجی اُسکے پاس سے گذرتا وہ ضرور سر منڈاتا[1]

ابو یزید پسر کنداد ساکن شہر نو در علاقۂ قسطیلیہ نے کہ نہایت بدصورت تھا مذہب نکاریہ اختیار کر کے لوگون کو اِس مذہب کی طرف وعظ و نصیحت کرنا شروع کی جب اُسکی جماعت بھاری ہو گئی تو ۳۳۳ھ مین قسطیلیہ مسخر کیا پھر تبسہ اور سبتہ اور ضلبلہ دراریس کو فتح کر لیا قائم بامر اللہ علوی اسماعیلی والیِ افریقہ جو ائمۂ مہدویہ مین سے ہین فوج تیار کر کے قیروان اور رقادہ کی حفاظت کو بڑھے ابو یزید نے اُنھین شکست دی اور ٹونس اور قیروان اور رقادہ بھی فتح کر لیا یہانتک کہ قائم بھی شکست پا کر مہدویہ مین محصور ہو گئے روضۃ الصفا ناصری مین ذکر کیا ہے کہ ابو یزید نے جب قیروان مین قتل و غارت کا حکم دیا تو مشائخ اور سادات اور اعیان و اشراف شفاعت کے لئے نکلے اور اُس سے کہا کہ باشندون کو قتل و غارت سے معاف رکھا جائے ابو یزید نے جواب دیا کہ قیروان بیت المقدس سے زیادہ بزرگ نہین ہے وہ شہر قتل و غارت سے خراب ہوا اگر قیروان کو خرابی پہونچے تو کیا مضائقہ ہے قائم کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے اسماعیل منصور نے ابو یزید پر چڑھائی کی اور ۳۳۵ھ مین ابو یزید کو پوری شکست دی اور اُسکا سر برتک پیچھا کیا اور کئی برس تک یونہی ابو یزید

۷۷ فرقۂ ابو یزیدیہ

سوڈان کے شہرون کی طرف بھاگا پھر منصور نے بھی پیچھا نہ چھوڑا یہان تک کہ اُسکا قلع وقمع کردیا اور ۱۳۶ھ مین وہ گرفتار ہوا اور اُسکی کھال نکلوا کر بھس بھروا یا گیا۔

چھٹے اباضیہ۔ یہ عبداللہ بن اباض کے اصحاب مین اسکا نام حارث بن عمر بھی لکھا ہے بعض نے عبداللہ بن یحییٰ اباضی لکھا ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ فرقہ منسوب ہے طرف اُباض (بضم الف) کے اُباض ایک گاؤن ہے یمامہ کے علاقہ مین مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع مین لکھا ہے اباض الف کے ضمے اور باے موحدہ کی تخفیف اور اُسکے بعد الف اور ضاد معجمہ سے ایک گاؤن ہے یمامہ کے علاقہ مین اُس مقام پر خالد بن ولید اور مسیلمہ سے جنگ ہوئی تھی اور اتحاف ذوی الالباب بشوارد لب الالباب مین رضی الدین نے اباضی الف کے کسرے سے لکھا ہے اور کہا ہے کہ اباضی فرقۂ اباضیہ مین کا ایک شخص اور اباضیہ کا پیشوا حارث اباضی ہے یہ منسوب ہے طرف عبداللہ اباض کے اور معارف ابن قتیبہ مین مذکور ہے کہ عبداللہ بن اباض قبیلۂ بنو مرہ سے ہے جو عبید سے ہے اور وہ تمیم سے ہے کہ احنف بن قیس کا ایک گروہ ہے اُس شخص نے مروان بن محمد کے عہد مین خروج کیا تھا مروان کے حکم سے عبداللہ بن محمد بن عطیہ نے اُس سے جنگ کرکے قتل کیا اور بعض کہتے ہین کہ عبداللہ تمام معاملات مین اُسکا رفیق تھا تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ جب خوارج نے عبداللہ بن زبیر سے مفارقت کی تو یہ بھی اُس گروہ کے ہمراہ تھا اور بصرے مین چلا آیا اور نافع بن ازرق کے ساتھ خروج نہ کیا اور جب نافع نے اِس مضمون کا خط اُسکو لکھا کہ جو شخص اہل قبلہ مین سے ہمارا مخالف ہے وہ کافر ہے اُسکے ساتھ مناکحت ناجائز ہے اُسکے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا نادرست ہی اُسکو وراثت نہین پہونچ سکتی اُسکے بچون کو قتل کرنا چاہئے اُس سے نفرت کرنا چاہئے تو عبداللہ بن اباض نے اِس راے سے نافع کی اختلاف کرکے کہا کہ جو اہل قبلہ مین سے ہمارا مخالف ہے وہ کافر نعمت والاحکام ہے مشرک نہین اور اُسکا حکم منافق کا ہے اور اُسکے ساتھ مناکحت اور اُسکی وراثت جائز ہے۔ اور ہتھیار اور گھوڑا مخالفون کا جنگ مین لے لینا جائز ہے اور اُسکے علاوہ ناجائز ہے اور کہا ہے ہمارے مخالفین کے شہر دارالاسلام مین مگر جو پایۂ تخت سلطان کا ہے وہ دارالکفر ہے اور مخالفون کی گواہی ہمپر مقبول ہے اور

[illegible]

اُسکے نزدیک ایمان تمام نہین بغیر عمل صالح کے اور اُسکے زعم مین مرتکب کبیرہ ہو جو مومن نہین اسلئے کہ اعمال ایمان مین داخل ہین اور یہ مرتکب کبیرہ کو کافر نعمت جانتا ہی نہ کافر ملت اور اِسکے اعتقاد مین استطاعت قبل فعل کے ہے اور بندون کے افعال کا خالق خدا ہے اور تمام عالم اصل تکلیف کے فنا ہونے کے ساتھ فنا ہو جائیگا اور اولاد کفار کی تکفیر و تعذیب مین متوقف ہے اور متوقف ہے اِسمین بھی کہ نفاق شرک ہے یا نہین اور اِس بات مین متردد ہے کہ کوئی ایسا رسول ہونا جائز ہے یا نہین جس کے ساتھ صدق دعوی نبوت پر کوئی معجزہ نہو اور جن احکام کی اُسپر وحی آتی ہو اُنکی تعمیل کا اُسکے امتیون پر حکم نہو اور امیر المؤمنین علی اور اکثر صحابہ کو کافر کہتا ہی - اور یہ اباضی چار فرقے ہوگئے ہین -

(۱) **حفصیہ** یہ ابو حفص بن ابی مقدام کے متبع ہین شرح مواقف اور تعریفات سید شریف مین اسی طرح لکھا ہے اور شہرستانی کی ملل و نحل مین صرف حفص واقع ہے یہ شخص عبداللہ بن اباض کا ایک پیرو تھا اور منفرد تھا ساتھ اِس قول کے کہ معرفت الٰہی ایمان و شرک مین متوسط ہے پس جسنے اللہ کو پہچانا اور رسول اور بہشت و دوزخ وغیرہ کا انکار کیا یا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا وہ کافر ہے مشرک نہین باقی اباضیہ نے اِسکا انکار کیا اور کہا کہ وہ مشرک ہے حفصیہ کہتے ہین کہ اِس آیت مین کالذی استھوتہ الشیطان فی الارض حیران یعنی مانند اُس شخص کے کہ ڈالدیا ہے اُسکو شیطان نے زمین مین حیران لفظ حیران سے مراد حضرت علیؓ ہین -

(۲) **یزیدیہ** یزید بن انیسہ کے اصحاب ہین یہ اباضی کہتا تھا کہ قریب ہی اللہ ایک رسول عجم سے مبعوث کریگا اور اُسپر ایک دفعہ ہی پوری کتاب اُتریگی جس سے شریعت محمدی منسوخ ہو جائیگی اور اُس پیغمبر کا دین صابیانی ہوگا جسکا قرآن مین ذکر ہے اور اُسکے زعم مین ہر گناہ صغیرہ و کبیرہ شرک ہے اور جن لوگون نے اپنے اوپر حد جاری ہونے کے کام کئے وہ مشرک ہین -

فائدہ ابو القاسم نے طبقاتؔ[سلہ] الامم مین کہا ہے کہ صابئین ہندوستان کے بڑے گروہ ہین

سلہ طبقات الامم کلہا [illegible] ومنہم ... فاما تقول ... بازل العالم وانہ ... بذات علۃ العالم ... الباری جل وعز ... والتعظیم الی ... الکواکب ... لما صوروا تمثیلہا بما ... الیہا بانواع القرابین ... بحسب ما علموا من طبیعتہا ... کلا لم یبعثنا الیہ [illegible] المستجلبوا ... بذلک قواہا م

وبعضہم وافقوا اہل السفل علی اختیار صور ... ویسمون کل صورۃ منہا باسم الصور ... م

مین سے ہین مگر یہ قول لحاظ ہے قرآن شریف مین دو جگہہ انکا ذکر آیا ہے حالانکہ اہل ہند مین سے کسی قوم کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مین ذکر نہین کیا لفظ صابئین صبئ سے مشتق ہے جن مین دوسرا حرف باے موحدہ ہے اور تیسرا حرف ہمزہ صبأ کہتے ہین ایک دین سے نکل کر دوسرے دین مین داخل ہونے کو صابی وہ شخص ہے جو ایک دین سے نکل کر دوسرے دین مین داخل ہو آنحضرت کو بھی کفار عرب صابی کہا کرتے تھے اس لئے کہ آپنے وہ دین ظاہر کیا تھا جو اُن کے دین کے خلاف تھا اور مفسرین کے صابئین کے مذہب کے بیان مین کئی قول ہین۔

(۱) مجاہد اور حسن کہتے ہین کہ وہ مجوس مین سے ایک گروہ ہے اور یہود نہ اُن کا ذبحہ کھاتے ہین نہ انکے ساتھ نکاح بیاہ کرتے ہین۔

(۲) قتادہ کہتے ہین کہ یہ لوگ فرشتون کی عبادت کرتے ہین اور سورج کی طرف دن مین پانچ بار نماز پڑھتے ہین۔

(۳) صحیح یہ ہے کہ وہ کواکب پرست ہین اور دو قسم کے اعتقاد رکھتے ہین ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو پیدا کیا اور یہ حکم دیا کہ کواکب کی تعظیم کرنا اور اُن کو اپنی نماز اور دعا کا قبلہ بنانا چاہئے دوسرا یہ کہ اللہ افلاک و کواکب کا خالق ہے پھر عالم کے تمام معاملات بُرائی بھلائی صحت مرض کو کواکب نے پیدا کیا ہے اور سب چیزون کے مدبر یہی ہین اس لئے بشر کو اُن کی تعظیم کرنا چاہئے اور یہ کواکب اللہ کی عبادت کرتے ہین۔ کذا فی مفاتیح الغیب۔

(۳) حارثیہ (براے حطہ) ابو حارث اباضی کے پیرو ہین شرح مواقف۔ تعریفات سید شریف اور کشاف اصطلاحات الفنون مین اسی طرح لکھا ہے اور ملل و نحل شہرستانی اور اتحاف ذوی الالباب مین ابو الحارث کی جگہہ حارث ذکر کیا ہے۔ یہ کہتا تھا کہ بندون کے افعال مخلوق الٰہی نہین ہین بندے خود اُن کے خالق ہین اور استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے جیسا کہ مذہب معتزلہ کا ہے۔

(۴) عبادیہ یہ فرقہ ایک بدعت قبیحہ کے ساتھ متفرد ہو" ان کا مذہب یہ ہے کہ جو عبادت ریا کے ساتھ کی جائے اور خداے تعالیٰ کی رضا مندی اُس سے مقصود نہ ہو وہ بھی طاعت ہے

اباضیہ مین سے ایک شخص جس کا نام مختار بن عوف ازدی تھا اور ابو حمزہ کہلاتا تھا ہرسال موسم حج مین آتا اور برخلاف مروان بن محمد کے لوگون کو ابھارتا تھا ۱۲۸ھ مین عبداللہ بن یحیٰی معروف بہ طالب الحق حضرموت سے آیا ابو حمزہ کے کلام سن کے بولا تم میرے ساتھ چلو مین اپنی قوم کا سردار ہون چنانچہ ابو حمزہ طالب الحق کے ساتھ حضرموت گیا اور اُسکی بیعت کرلی اگلے سال ۱۲۹ھ مین طالب الحق نے ابو حمزہ کو مع بلج بن عقبہ ازدی کے سات سو کی جمعیت سے موسم حج مین مکے کی جانب روانہ کیا موقف مین پہونچ کے اُن لوگون نے اپنے قصد کو ظاہر کیا ان دنون مکہ و مدینہ کا عامل عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک تھا اُس نے ابو حمزہ سے تا انقضاے ایام حج و واپسی حجاج مصالحت رکھنے کی درخواست کی ابو حمزہ و بلج بن عقبہ اس امر پر راضی ہوگئے عبدالواحد نے مقام منیٰ مین قیام کیا اور ابو حمزہ قرنِ الثعالب مین خیمہ زن ہوا عبیداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق۔ عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر خطاب اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمن کو مع چند ایسے ہی بزرگون کے ابو حمزہ کے پاس مصالحت کی مضبوطی کی غرض سے بھیجا ابو حمزہ کا علوی و عثمانی کا نام سُنتے ہی چہرہ بگڑ گیا مگر بکری (صدیقی) عمری (فاروقی) کا نام سُنتے ہی بشاش ہو کے بولا ہمنے تمھارے ہی دونون کے باپون کی سیرت کے پھیلانے اور انہی کی اقتدا کے خیال سے خروج کیا ہے عبیداللہ بن حسن نے کہا ہم اِس غرض سے تمھارے پاس نہین آئے کہ تم ہمارے آبا و اجداد کی باہمی تفصیل بیان کرو بلکہ ہم امیر کی طرف سے سفیر ہو کے آئے ہین اور یہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اِس سفارت کو ادا کرینگے غرض ربیعہ اور ابو حمزہ مین مصالحت تا انقضاے میعاد مقررہ قائم رکھنے کا باہم عہد و پیمان ہوگیا مگر عبدالرحمن پہلے ہی قافلے کے ساتھ مکۂ معظمہ سے مدینہ چلا گیا اور اہلِ مدینہ کو ابو حمزہ کے آنے سے خبردار کرکے اُسکی جنگ پر اُبھار دیا روزینہ مین بھی دس دس درہم کا اضافہ کردیا پس لشکر کو ابو حمزہ کی جنگ کے لئے مرتب کیا اُسپر عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر

بن عثمان کو مقرر کرکے کوچ کا حکم دیدیا مقام قدید مین جس وقت یہ لشکر پہونچا ابو حمزہ کے سفیر امن حاصل کرکے اہلِ مدینہ کے لشکر مین آئے اور یہ درخواست پیش کی کہ تم ہم سے جنگ نکرو ہم کو اور ہمارے دشمن کو چھوڑ دو ہم اور وہ بنٹ لیںگے اہلِ مدینہ نے اُس کو منظور نکیا اس اثنا مین ابو حمزہ بھی مع اپنے ہمراہیون کے مدینے مین آ اترا یہ لوگ بظاہر آلات حرب سے آراستہ نہ تھے اور نہ اُن کی شکل و صورت سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ لوگ لڑینگے مگر جس وقت اہلِ مدینہ کے انکار کا حال معلوم ہوا ابو حمزہ کے ہمراہی جھرمٹ باندھ کے نکل پڑے اور نہایت بیرحمی سے قتل کرنا شروع کردیا تقریبًا سات سو آدمی قبیلۂ قریش کے مارے گئے اِسکی خبر عبدالواحد تک پہونچی تو وہ مدینۂ منورہ چھوڑکر شام چلا گیا اور ابو حمزہ نصف ماہ صفر ۱۳۰ھ مین داخل مدینہ ہوا لوگون کو جمع کرکے ممبر پر گیا خطبہ دیا اور علی الاعلان اپنی دعوت کا اظہار کیا وعظ کہا اور اُن لوگون کے اقوال کو رد کیا اور اُنکی راے کی بُرائی بیان کی جو اُسکے معائب بیان کرتے تھے اور ایسے حُسن سلوک اور اخلاق سے پیش آیا کہ کل اہلِ مدینہ نے بطیب خاطر اُسکی تقریر سُنی کہتا تھا مَن زنی فہو کافر و من سرق فھو کافر (جس شخص نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے) تین ماہ تک مدینے مین ٹھہرا رہا بعد ازان اُن لوگون سے رخصت ہو کے شام کی طرف روانہ ہوا اُسکی روانگی سے پیشتر مروان نے خوارج سے جنگ کرنے کو عبدالملک بن محمد بن عطیہ بن ہوازن کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کردیا تھا جو رفتہ رفتہ مین پہونچ گیا وادی القری مین خوارج سے مُڈبھیڑ ہوئی خوارج شکست کھا کے بھاگے ابو حمزہ مارا گیا بقیۃ السیف نے بھاگ کے مدینے مین جان بچائی ابن عطیہ بھی اُن کے تعاقب مین مدینے تک پہونچ گیا ایک ماہ قیام کرکے یمن کی طرف روانہ ہوا عبداللہ طالب الحق کو اُسکی روانگی کی خبر لگی اُسوقت وہ صنعا مین تھا اُسنے اپنے ہمراہیونکو جمع کرکے بارادہ جنگ خروج کردیا طالب الحق اور ابن عطیہ سے لڑائی ہوئی طالب الحق مارا گیا اور ابن عطیہ نے صنعا پر پہونچ کے کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا

ساتوین عجاردہ یہ عبدالرحمٰن بن عجرد کی طرف منسوب ہین شرح مواقف وکشاف اصطلاحات الفنون وارشاد المسلمین وخطط مقریزی مین اسی طرح لکھا ہے اور ملل ونحل شہرستانی مین عبدالرحمٰن کی جگہ عبدالکریم ہے اور تعریفات سید شریف مین عبداللہ بن عجرد مرقوم ہے اور نفائس الفنون مین عبدالکریم تحریر کیا ہے۔ اِن کو عجردیہ[له] بھی کہتے ہین یہ گروہ بخدات کے موافق ہے مگر دو شے مین منفرد ہے ایک یہ کہ اطفال مشرکین دوزخ مین جائینگے دوسرے اطفال سے بری رہنا تا بلوغ وصفائی اسلام واجب ہے اور جب وہ بالغ ہوجائین تو اُن کو اسلام کی دعوت کی جائے اُنکے نزدیک مرد کو اپنی بیٹی نواسی پوتی اور بھائی بہن کی بیٹی نواسی پوتی سے نکاح کرنا جائز ہے[؎] اور یہ دس گروہ ہین۔

(۱) **میمونیہ** میمون بن عمران کے اصحاب ہین شرح مواقف۔کشاف اصطلاحات الفنون ارشاد المسلمین اور تعریفات سید شریف مین اسی طرح ہے اور ملل ونحل مین میمون بن خالد ہے انکا قول یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے گناہ و شر کا ارادہ نہین کرتا جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور مشرکون کے اطفال جنت مین داخل ہونگے اور کہتے ہین کہ استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے اور افعال عباد کا اللہ خالق نہین ہے اور یہ اپنے مخالفین کے اموال کو حلال نہین کہتے جب تک کہ مالک مقتول نہو جب مارا جائیگا تو اسکا مال غنیمت ہوجائیگا۔ اور اُن کے اعتقاد مین سورۂ یوسف قرآن مین سے نہین ہے کیونکہ یہ ایک فحش اور عشقیہ قصہ ہے اُن کے نزدیک ایمان بالغیب باطل ہے اُنکے نزدیک مرد کا اپنی حقیقی پوتیون اور نواسیون اور حقیقی بھتیجیون اور بھانجیون کو نکاح مین لانا جائز ہے۔

(۲) **حمزیہ** - حمزہ بن ادرک شامی کے متبع ہین اُسنے خراسان مین عہد خلافت ہارون الرشید مین خروج کیا تھا خراسان مین ہارون کی طرف سے علی بن عیسیٰ بن ماہان گورنر تھا حمزہ بوشنج کی طرف بڑھا عمرو یہ بن یزید ازدی حاکم ہرات نے چھ ہزار فوج کے ساتھ اُس سے جنگ کی اور شکست پائی پھر علی نے دس ہزار

[له] [illegible] ۱۲

[؎] [illegible] ۱۲

فوج اپنے بیٹے حسین کی ماتحتی مین حمزہ سے جنگ کے لئے بھیجی مگر اسپر حمزہ کا ایسا رعب چھایا کہ مقابل نہو سکا علی نے اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ کو اُس فوج کا افسر کر کے جنگ کے لئے متعین کیا مگر اس فوج کو بھی شکست ہوئی علی نے حمزہ کے مقابلے کے لئے دوبارہ عیسیٰ کو بھیجا بآخر مین حمزہ کے اصحاب سے لڑائی ہوئی حمزہ نیشاپور مین مقیم تھا تمام حمزیہ مارے گئے صرف چالیس آدمی زندہ بچے حمزہ قہستان کی طرف چلا گیا عیسیٰ نے فوجون کو اوق اور جون کی طرف بھیجا اور یہان جو حمزیہ دستیاب ہوئے قتل کئے گئے اور اُن دیہات کو تباہ و برباد کیا اور جلا دیا جو حمزہ کو مدد دیتے تھے حاکم زرنج عبداللہ بن عباس نسفی مال لدوا کر علی کے پاس لئے جاتا تھا حمزہ نے اسفراز مین[۱] سے گھیر لیا عبداللہ نے ایسا جم کر مقابلہ کیا کہ حمزہ پسپا ہوا اور حمزہ کے مُنھ پر زخم آیا حمزہ مع اپنے اصحاب کے کروم مین چھپ گیا اور تھوڑے عرصے کے بعد طاہر بن حسین حاکم بوشنج پر یورش کی ایک مکتب مین تیس لڑکے پڑھ رہے تھے انکو مع معلم کے مار ڈالا طاہر نے یہ خبر سنکر حمزیہ کی تادیب کے لئے خود چڑھائی کی اور ایک مقام پر اُن کو گھیر کر بڑی سختی سے مروا ڈالا اور تمام مال و اسباب اُنکا ضبط کر لیا۔ الخطط والآثار مین لکھا ہے کہ حمزہ کرمان کے ایک جنگل مین غرق ہو گیا حمزیہ تمام باتون مین میمونیہ کے ساتھ موافق تھے مگر اطفال مشرکین کو دوزخ مین بتاتے تھے اِس لئے قدریہ نے اُنکی تکفیر کی اور مسئلۂ قدر مین قدریہ کے ساتھ موافق تھے اِس لئے ازارقہ اُنکو کافر کہتے تھے اپنے مخالفین کے غنائم کو حلال نہ جانتے تھے بلکہ حکم کل مال غنیمت کے جلا دینے کا دیتے تھے۔

(۳) شعیبیہ شعیب بن محمد کے پیرو ہین یہ گروہ میمونیہ کے ساتھ اُنکی ساری باتون مین موافق ہے مگر یہ کہتے ہین کہ بندون کے افعال کا خالق اللہ ہے کیونکہ میمونیہ اس بارے مین قدریہ کی طرف مائل ہین[لہ]۔ نفائس الفنون مین لکھا ہے کہ شعیب میمون کے ساتھ رہتا تھا جب وہ قدر کا قائل ہوا تو اس نے اُس سے تبرا کی۔

(۴) حازمیہ۔ اصحاب حازم بن عاصم۔ شہرستانی کی ملل و نحل مین حازم کے باپ کا نام علی لکھا ہے اور شرح مواقف۔ کشاف اصطلاحات الفنون اور ارشاد المسلمون مین

لہ شعیبیہ وہ ہین جو شعیب بن محمد کے پیرو ہین کلام صرف ... نفائس الفنون ۱۲ ترہات ج ۲ ۱۲ ...

حازم بن عاصم ہے حازمیہ شعیبیہ کے ساتھ موافق ہین مگر علی کرم اللہ وجہہ کے حق ہین متوقف ہین اور تصریح اُنکی بریت کی نہین کرتے جس طرح کہ دوسرون کی بریت کی تصریح کرتے ہین اور انکا قول مسئلہ قدر و مشیت ہین مثل قول اہلِ سُنت کے ہے ولایت و عداوت ہین مخالف خوارج کے ہین کہ اللہ ہمیشہ محب اپنے اولیا کا اور دشمن اپنے اعدا کا ہے اُن کے نزدیک ایمان فرض مجہول ہین اُس کے لئے کوئی دلیل قاطع نہین ہے۔

(۵) **خلفیہ** خلف خارجی کی طرف منسوب ہین یہ لوگ کرمان و مکران کی طرف رہتے تھے اُن کا اعتقاد یہ ہے کہ خیر و شر دونون اللہ کی طرف سے ہین اور کہتے ہین کہ اطفال مشرکین دوزخ مین رہین گے بلا اِسکے کہ اُنھون نے کوئی عمل و شرک کیا ہے اُنکے نزدیک تارک غزا کا کافر ہے۔

(۶) **اطرافیہ** غالب بن شادل سجستانی کے متبع ہین یہ گروہ حمزیہ کے موافق ہے مگر اس بات مین منفرد ہے کہ اطراف ملک کے رہنے والے جن احکام شرعی سے واقف نہ ہونگے وہ اُسمین معذور ہین ایسے احکام کی عدم تعمیل سے اُنپر مواخذہ نہین ہوتا اور اُن لوگون کے بہت سے عقائد اہلِ سُنت و جماعت کے بھی موافق ہین اور مسئلہ قدر مین قدریہ کے مخالف ہین اور اہلِ سنت و جماعت کے موافق اور رواجبات عقلی ثابت کرتے ہین۔

(۷) **معلومیہ** یہ اپنے مقالات مین حازمیہ کے موافق ہین مگر دو مسئلون مین باہم متبائن ہین ایک یہ کہ جسنے اللہ کو مع جمیع اسماء و صفات کے نہ پہچانا وہ کافر ہے مومن نہین دوسرے قدر و مشیت مین موافق اہلِ سُنت کے ہین۔

(۸) **مجہولیہ** - یہ بھی تمام عقائد مین حازمیہ کے موافق ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اللہ کو بعض اسماء و صفات کے ساتھ جاننا بھی مؤمن ہونے کے لئے کافی ہے اور مسئلہ قدر و مشیت مین موافق قدریہ کے ہین۔

(۹) **صلتیہ** - یہ عثمان بن ابی الصلت کے متبع ہین اور بقولے عثمان بن صلت

؎ بعض نسخوں میں [illegible] بنتا ہے [illegible] عثمان بن ابی الصلت [illegible] الصلت بن ابو الصلت [illegible] ۱۲ منہ

بن صامتؒ کے اور بقولے صلتؒ بن صامت کے اور بروایتے صلت بن ابی صامتؒ کے اصحاب ہین یہ گروہ عقائد مین عجاردہ کے موافق ہے اور اِس قول مین منفرد ہے کہ جو اسلام لائے گا ہم اُسکے دوستدار ہین لیکن اُسکے اطفال سے ہم بری ہین اِس لئے کہ اطفال کے لئے اسلام نہین ہے جبتک کہ بالغ نہون بلوغ کے بعد اُنکو اسلام کی طرف دعوت کرنا چاہئے اور بعض صلتیہ سے یہ منقول ہے کہ اطفال خواہ مسلمانون کے ہون یا مشرکون کے اُن کے ساتھ عموماً نہ دوستی ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہون بلوغ کے بعد اُن کو دعوت اِسلام کرنا چاہیے۔

(۱۰) ثعالبہ یا ثعلبیہ یہ ثعلبہ بن عامر کی طرف منسوب ہین یہ عبدالرحمٰن بن عجرد کے موافق تھے مگر اس بات مین مختلف ہوگئے کہ اطفال کے متولی و دوستدار رہنا چاہئے جب تک کہ وہ بلوغ کو پہونچین پس اگر بعد بلوغ کے وہ انکار حق کرین تو اُن سے عداوت رکھنا چاہئے اور اُن سے یہ بھی منقول ہے کہ اطفال سے نہ دوستی رکھنے کا حکم ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہون اور اُنکا ایک قول یہ ہے کہ غلام سے مال کی زکوٰۃ لینا چاہئے اور جب اُسکے پاس مال نہو تو اُسکو زکوٰۃ دینا بھی چاہیے۔ اُنکا قول ہے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہے نہ اُسکی قضا و قدر سے اور بوجہ اختلاف باہمی کے ثعالبہ کے پانچ فرقے ہوگئے ہین اور اُن مین ہر ایک فرقے نے دوسرے کی تکفیر کی ہے۔

(**الف**) اخنسیہ (خاے معجمہ سے) یہ اخنس بن قیس کے متبع ہین اور عقائد مین ثعالبہ کے موافق مگر کئی ایک باتون مین اُنسے خلاف کیا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ اگر کوئی ایسے شہر مین رہے جہان بوجہ خوف کفار کے اپنے دین اسلام کو ظاہر نہ کرسکے تو وہ مومن نہین بلکہ کفر و ایمان مین متوقف سمجھا جاے گا اور اُنکا قول یہ ہے کہ ہم متوقف ہین اُن سب لوگون مین جو دار تقیہ مین رہتے ہین مگر جس کو ہم مومن پہچانین گے اُسکو دوست رکھین گے اور جس سے کفر کو دیکھین گے اُس سے بیزار ہونگے ہمکو جائز نہین کہ ہم کسی اپنے مخالف سے ابتدا بہ قتال کرین اور اُسکا مال چھینین اور مومن عورت کا نکاح اُنکے ہم قوم مشرک کے ساتھ اُنکی راے مین جائز ہے۔

له دیکھو کشاف اصطلاحات الفنون ۱۲ سله دیکھو شرح مواقف و کشاف اصطلاحات الفنون ۱۲ سله ملل و نحل شہرستانی مین مرقوم ہے کہ صلتیہ منسوب ہین عثمان بن صلت یا صلت بن ابی صامت کے ۱۲ منہ

(ب) معبدیہ یہ معبد بن عبدالرحمٰن کے اصحاب ہین اُن کے نزدیک مومن عورت کا نکاح ہم قوم مشرک مرد کے ساتھ ناجائز ہے اور کہتے ہین کہ نہ غلام سے زکوٰۃ لینا چاہئے اور نہ اُس کو دینا چاہئے۔

(ج) رشیدیہ رشید طوسی کے یار ہین انکو عُشریہ بھی کہتے ہین اسلئے کہ ثعالبہ نے کہا کہ جس زراعت کو نہر اور کول وغیرہ سے پانی لگے اسکا محاصل نصف عشر یعنی بیسوان حصہ لینا چاہئے مگر زیاد بن عبدالرحمٰن نے اُسنے کہا نہین بلکہ اُسمین عشر یعنی دسوان حصہ واجب ہے مگر جو شخص یہ کہے کہ بیسوان حصہ لو تو اُس سے بھی بیزاری ضرور نہین پھر رشید نے کہا کہ جب یہ ٹھہرا کہ ایسے شخص سے بیزاری ضرور نہین تو ہم اُسی کے مطابق عمل کرینگے جیسا کہ اُنھون نے کہا پس اِس کام مین دو فرقے بن گئے۔

(د) شیبانیہ شرح مواقف مین میر سید شریف نے اور تعریفات مین شیخ ابو نصر نے کہا ہے کہ یہ لوگ شیبان بن سلمہ کے متبع ہین۔ غنیۃ الاکوان اور المخطط والآثار مین لکھا ہے کہ اُسنے ایام ابو مسلم خراسانی مین خروج کیا تھا ابو مسلم لوگون کو حلقۂ اطاعت خلفاے عباسیہ مین لاتا تھا یہ اُسکی اور علی بن کرمانی کی مدد اور معاونت بمقابلہ نصر بن سیار کے کرتا اِسلئے ثعالبہ اِس سے بیزار ہوگئے تھے جب شیبان مارا گیا تو بعض لوگ کہنے لگے کہ اُسنے توبہ کرلی تھی ثعالبہ نے جواب دیا کہ اُسکی توبہ نامقبول ہے کہ اُس نے ہمارے موافقین فی المذہب کو قتل کیا اور اُنکا مال واسباب چھین لیا اور توبہ قتل مسلمان کے بعد مقبول نہین جب تک قصاص جاری نہو اور مال نہ پھیرا جائے یا اُنکو بخشدیا جائے سب سے پہلے اُسی نے تشبیہ کا قول ظاہر کیا اور اُس کا اعتقاد یہ ہے کہ بندے کو کچھ اختیار نہین اُسکے سارے افعال اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہین۔

یاد رکھو کہ جب ضحاک خارجی کا جانشین ابن خیبری جس کا بیان آگے آتا ہے مارا گیا تو خوارج نے شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کرلی ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اِس کے باپ کا نام عبدالعزیز یشکری تھا ابوالدلف اُسکی کنیت تھی مروان کی فوج سے اُسکی ایک مدت تک لڑائی جاری رہی اکثر خوارج شیبان کی ہمراہی سے علیحدہ

ہو کے اپنے اپنے شہرون کو واپس چلے گئے شیبان بقیہ خوارج کو باہمراہ سلیمان بن ہشام موصل کو لے گیا وہان سے شکستین کھا کے خراسان کو چلا گیا یہ وقت تھا کہ ابومسلم نے علانیہ خراسان مین خلافت عباسیہ کا اظہار کر دیا تھا نصر بن سیار اور علی بن جدیع کرمانی بن علی اور حرث بن شریح مین باہم نزاع ہو رہی تھی شیبان نے بھی ابن کرمانی سے جنگ نصر پر ساز کر لیا نصر نے شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ آؤ ہم اور تم صلح کر کے ابومسلم سے جنگ کرین اور اگر یہ منظور نہو تو سردست ہم سے جنگ موقوف کر دو یہانتک کہ ہم اُس سے نپٹ لین بعد ازان جو جھگڑا ہمارے اور تمھارے درمیان پڑا ہے اُسکو طے کر لینگے شیبان خارجی ان امور کو منظور کرنے مین پس و پیش کر ہی رہا تھا کہ ابومسلم کو اس پیام کی اطلاع ہو گئی فوراً ایک خفیہ پیام علی بن کرمانی کے پاس بھیجا کہ دیکھو شیبان خارجی کو نصر سے صلح نکرنے دینا ہم کو معلوم ہے کہ تم اُسکے ساتھ اُسکی ہمدردی کی وجہ سے نہین ہو تم اپنے باپ کا بدلہ لے رہے ہو اگر صلح ہو جائیگی تو یہ مقصود فوت ہو جائیگا ابن کرمانی اُس دم بھی مین آکے شیبان خارجی کے پاس گیا اور اُسکی ثنا و صفت کر کے نصر سے صلح نکرنے پر آمادہ کر دیا جب ابومسلم نے ہرات پر قبضہ کر لیا یحیٰی بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی یہ سنکے ابن کرمانی اور شیبان کے پاس گیا اور اُنکو نصر سے مصالحت کرنے کی ہدایت کی اور یہ فقرہ دیا کہ اگر تمنے نصر سے مصالحت کر لی تو یہ یاد رکھو کہ ابومسلم اُس سے بھڑ جائے گا اور تم سے متعرض نہوگا کیونکہ خراسان مضر کے قبضہ مین ہے اور اگر تم نے نصر سے مصالحت نکی تو ابومسلم اُس سے مصالحت کر کے تم سے صف آرائی کرے گا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نصر ہی کو آگے بڑھا دو شیبان خارجی کے ذہن مین یہ باتین مرتسم ہو گئین نصر کے پاس صلح کا پیام بھیجا نصر تو اِسکا منتظر ہی تھا منظور کر لیا ابومسلم کو اِس سے آگاہی ہو گئی تو اُسنے نصر و شیبان مین نفاق پیدا کرنے کی غرض سے کہلا بھیجا کہ تین ماہ کی میعاد بہت ہوتی ہے تمنے نصر سے اتنی بڑی مدت کیون مقرر کی ابن کرمانی بولا مین نے نصر سے مصالحت نہین کی مصالحت کی ہے تو شیبان نے کی ہے مین تو اپنے باپ کا عوض لینا چاہتا ہون شیبان نے اُسکا کچھ جواب ندیا اور ابن کرمانی نے

دوبارہ لڑائی کا دروازہ کھولدیا شیبان خارجی نے یہ کہلکے کہ مین بدعہدی نکرونگا اُسکا ساتھ ندیا بالآخر نصر کو ہزیمت ہوئی اور وہ بھاگ کر نیشا پور کو چلا گیا اور ابوسلم کی حکومت کو خراسان مین ایک گونہ اِستقلال حاصل ہوگیا اُس وقت اُسنے شیبان سے کہلا بھیجا کہ تم خلیفہ سفاح کی خلافت کی بیعت کرلو اگر بیعت کرنا نہین چاہتے تو یہانسے کوچ کر جاؤ شیبان نے یہ سُنکے اِبن کرمانی سے امداد طلب کی اُسنے انکار کردیا تب شیبان سرخس چلا گیا ایک گروہ بکر بن وائل کا مجتمع ہوگیا ابوسلم کو اُسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ تم اِس فعل سے باز آؤ شیبان نے قاصدونکو قید کرلیا ابوسلم نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو جسکی کنیت ابوورد تھی شیبان خارجی پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا غرض بسام اور شیبان مین لڑائی ہوئی شیبان شہر مین بھاگ آیا بسام نے اُس کا تعاقب کیا بکر بن وائل نے ان قاصدون کو قتل کردیا جنکو ابوسلم نے شیبان کے پاس پیام لے کے بھیجا تھا اور بسام نے شیبان کی زندگی کا خاتمہ کردیا اور بعض کہتے ہین کہ ابوسلم نے اپنے پاس سے ایک لشکر جنگ شیبان پر بھیجا تھا۔

(ر) مکرمیہ۔ یہ مکرم بن عبداللہ عجلی کی طرف منسوب ہین اُسکا قول یہ تھا کہ تارک نماز کافر ہے اُسکا کفر کچھ ترک نماز کے سبب سے نہین ہے بلکہ اِس لئے کہ وہ اللہ سے جاہل ہے اگر وہ جانتا کہ اللہ میرے پوشیدہ اور علانیہ حالات سے مطلع ہے اور طاعت اُسکی بہتر ہے اور نافرمانی بُری ہے تو وہ کبھی نماز کو ترک نکرتا یہی قول اُسکا تمام کبائر مین تھا یعنی مرتکب اُنکا اللہ سے جاہل ہونے کی وجہ سے کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کی دشمنی اور دوستی اُسکے بندون کے ساتھ وقت موت کے معتبر ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن مرا وہ اللہ کا دوست ہے اور جو کافر مرا وہ دشمن ہے اور اُن اعمال کا اعتبار نہین جو موت سے قبل کئے جائین اسلئے کہ دوامی طور پر اُنکا وثوق نہین کیونکہ کبھی آدمی سے ادا ہوتے ہین اور کبھی فوت بھی ہوجاتے ہین کہتا تھا یہی حال ہماری دوستی اور دشمنی کا ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن دُنیا سے گذرا وہ دوست ہے اور جو کافر اُٹھا وہ دشمن ہے

آٹھوین ضحاکیہ۔ الخطط والآثار مین مقریزی نے اِس فرقے کو سب فرقون سے علٰحدہ لکھا ہے مگر اسکے اُن عقائد کا حال نہین لکھا جن کی وجہ سے اُن کو علٰحدہ مانا ہے بہرصورت یہ فرقہ ضحاک بن قیس خارجی کا پیرو ہے اُسنے مروان بن محمد کے زمانے مین کوفے مین خروج کیا تھا اور اپنا لقب امیر المؤمنین رکھا تھا اور کوفے پر قابض ہو گیا تھا۔ مجالس المومنین مین مذکور ہے کہ جب اِس ضحاک نے لوگونکو اپنے مذہب کی طرف دعوت دینا شروع کی تو مؤمن الطاق ایک دن اُسکے پاس گئے اور کہا مین ایک شخص ہون اپنے دین سے بخوبی واقفیت رکھتا ہون مین نے تمھارے عدل انصاف کی بہت شہرت سُنی ہے اِسلئے مین چاہتا ہون کہ تمھاری صحبت مین رہا کرون ضحاک اس بات سے خوش ہوا پھر مومن الطاق نے اُس سے کہا کہ تمکو حضرت علیؓ سے کیون بغض ہے اُسنے جواب دیا کہ اُنھون نے دین مین ثالث کا تقرر قبول کیا اور جو شخص دین الٰہی مین ثالثی جائز رکھے اُس سے دشمنی رکھنا اور جنگ کرنا حلال ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم مجھے اپنے دین کے اصول سے آگاہ کرو تاکہ مین تمھارے ساتھ مناظرہ کرون اور جب تمھاری حجت مجھپر غالب آجائے تو مین تمھاری اتباع اختیار کرون اور مناسب یہ ہے کہ صواب وخطا کے امتیاز کے لئے دونون طرف سے ایک آدمی ثالث مقرر ہونا چاہئے جو یہ بات بتائے کہ یہ شخص مصیب ہے یہ مخطی ہے ضحاک نے اپنے یارون مین سے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ شخص علم وفضل مین پایہ رکھتا ہے یہ دونون کے درمیان مین ثالث ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم اُس شخص کو اُس دین مین جس مین تم سے مناظرہ کرنا چاہتا ہون ثالث مقرر کرتے ہو ضحاک نے کہا ہان مومن الطاق نے اُس کے متبعون سے کہا کہ تمھارے سردار نے دین الٰہی مین ثالث مقرر کیا تم جانو اصحاب ضحاک نے یہ بات سنتے ہی اتنا مارا کہ وہ مر گیا انتہی یہ بیان قاضی نور اللہ صاحب کا صحیح نہین تحقیق یہ ہے کہ ضحاک خارجی امام ابوحنیفہ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو اُنھون نے پوچھا کس بات سے ضحاک نے کہا تمھارا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ نے معاویہ کے معاملے مین ثالثی مان لی تھی حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالثی ماننے

کے کیا معنے امام صاحب نے کہا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھکو تقریر کی اجازت دو ضحاک نے کہا کہ مین بھی مناظرہ ہی چاہتا ہون امام صاحب نے کہا کہ اگر بحث آپس مین نہ طے ہو تو کیا علاج ضحاک نے کہا کہ ہم دونون ایک شخص کو منصف قرار دیدین چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیون مین سے ایک شخص انتخاب کیا گیا کہ دونون فریق کی صحت غلطی کا تصفیہ کرے امام صاحب نے فرمایا کہ یہی تو حضرت علیؓ نے بھی کیا تھا پھر اُنپر کیا الزام ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکا اُٹھکر چلا گیا[1]

تاریخ کامل و ابن خلدون وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۲۷ھ ہجری مین ضحاک بن قیس شیبانی نے کہ بنی بکر بن وائل کے خاندان سے تھا مروان حمار پر خروج کیا اور عراق کی طرف بڑھا سبب اسکا یہ تھا کہ جب ولید بن یزید بن عبد الملک مارا گیا تو مقام حرورا مین ایک خارجی نے خروج کیا جسکا نام سعید بن بہدل شیبانی تھا اور اُسنے سُنا کہ عراق کی رعایا مین بڑا اختلاف اور شورش ہے تو عراق کی تسخیر کے ارادے سے اُدھر چلا اور راستے مین مرگیا اور اُسنے ضحاک کو اپنا قائم مقام کردیا یہ بھی حرورا کا باشندہ تھا تمام خوارج نے اُس سے بیعت کر لی اور ضحاک شہر موصل کو گیا پھر یہان سے شہر زور مین آیا جو فرقہ صفریہ کے فسادات کا مرکز ہو رہا تھا تو اُسنے یہان فتوحات حاصل کرنے کا ارادہ کیا چار ہزار یا اُس سے کچھ زیادہ آدمی صفریہ مین سے اُسکے پاس مجتمع ہو گئے جب ضحاک نے یہ سُنا کہ عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز اور نضر بن سعید حرشی مین لڑائی ہو رہی ہے تو عراق کا رخ کیا عبد اللہ اور نضر نے خط وکتابت کر کے ضحاک سے مقابلہ کرنے کے لئے سازش کر لی اور دونون نے متفق ہو کے کوفے مین لشکر مرتب کیا ضحاک نے قریب کوفہ پہونچ کے نخیلہ مین پڑاؤ کیا عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز اور نضر مقابلے پر آئے لڑائی شروع ہوئی صبح سے عصر کے وقت تک شدت سے لڑائی ہوتی رہی قریب مغرب عبد اللہ اور نضر کو ہزیمت ہوئی خوارج نے انکے مورچے تک انکا تعاقب کیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی اور یہی واقعہ پیش آیا تیسرے دن کی لڑائی مین اکثر سرداران لشکر میدان جنگ سے

منھ چھپا کے بھاگ گئے ازان جملہ نضر بن سعید حریشی منصور بن جمہور اور اسماعیل برادر خالد قسری وغیرہ تھے مجبور ہو کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی واسط چلا آیا اور ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر لیا جونہی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز واسط مین وارد ہوا نضر سے لڑائی چھڑ گئی ضحاک یہ خبر پاکر دوڑ پڑا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے گھبرا کے موافقت کر لی منصور بن جمہور اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کے ضحاک و خوارج سے آملا اور اسکی بیعت کر لی بعد ازان عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی خوارج مین چلا آیا ضحاک کے پیچھے نماز ادا کی اور اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی اُسکے ساتھ سلیمان بن ہشام بھی تھا یہ مصالحت اِس غرض سے کی گئی تھی کہ خوارج اُسکو چھوڑ کے مروان سے مصروف بہ جنگ ہو جائین چنانچہ سلیمان نے ضحاک کو جنگ مروان پر اُبھارا اور شیبان حروری کی بہن سے عقد کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ضحاک نضر پر محاصرہ ڈالے تھا مصالحت کرنے کے بعد ضحاک کوفے مین واپس آیا اور اہلِ موصل سے سازش کر کے موصل کی طرف بڑھا ان دنون موصل مین مروان کی جانب سے قطران بن اکمہ شیبانی والی شہر تھا اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھولدئے ضحاک گھس پڑا قطران مع اپنے ہمراہیون کے مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی آدمی قلیل تھے سب کے سب مارے گئے ضحاک نے موصل اور اُسکے مضافات پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی خبر مروان کو اُس وقت پہونچی جبکہ وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنے بیٹے عبداللہ کو نصیبین کی جانب روانہ ہونے کو لکھ بھیجا تا کہ ضحاک کو جزیرے کے مابین حائل ہونے سے روک دے چنانچہ عبداللہ آٹھ ہزار سوارون کی جمعیت سے نصیبین کی جانب روانہ ہوا اور ضحاک کے پہونچنے سے پہلے نصیبین مین پہونچ گیا ضحاک نے اُسپر محاصرہ ڈالدیا اُسوقت اُسکے ہمراہ ایک لاکھ قوم تھی مروان تک یہ خبر پہونچی تو وہ نصیبین کے بچانے کی غرض سے ضحاک کی طرف روانہ ہوا اطراف کفرتوثا مین ضحاک سے صبح سے شام تک جنگ ہوا کی بعد مغرب کے ضحاک نے چھ ہزار کی جمعیت سے پیادہ پا ہو کے میدان جنگ کا راستہ لیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ قریب عشا سب کے سب مارے گئے ضحاک کی نعش مقتولین مین چھپ گئی تھی بہت تلاش کے بعد دستیاب ہوئی

ضحاک کے مارے جانے کے بعد اُسکے اصحاب نے ابن خیبری سے جو ضحاک کے لشکر کا ایک سپہ سالار تھا بیعت کرلی اور مروان کے ساتھ میدان جنگ مین معروف جدال وقتال ہوگئے قریب دوپہر کے مروان شکست کھاکے بھاگ کھڑا ہوا خوارج نے اُس کے خیمے تک پہونچ کے خیمے کی طنابین کاٹ دین خیبری اُسکے فرش پر بیٹھ گیا اُسکے دونون بازو دستور لشکر بدستور لڑ رہے تھے لشکر مروان نے خیبری کے ساتھ جمعیت کم دیکھ کر مروان کے خیمہ گاہ مین اُنکا محاصرہ کرلیا لشکریون کے غلام اور اہل خدمت خیمون کی چوبین لیکے جُٹ گئے اُن سبھون کو بات کی بات مین فرش کر دیا انھین لوگون مین ابن خیبری بھی تھا باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے مروان اُس خوشخبری کو سُن کے تقریبًا چھ میل سے اپنے خرگاہ مین واپس آیا خوارج نے بھی ڈٹ کے شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کرلی جسکے فرقۂ شیبانیہ کا حال ثعالبہ کے ضمن مین مذکور ہو چکا۔

نوین شبیبیہ۔ یہ فرقہ منسوب ہی طرف شبیب خارجی بن یزید بن نعیم شیبانی کے یہ شخص صالح بن مسرح کے ہمراہ رہتا تھا جو فرقہ صفریہ کا ایک سرغنہ تھا جب مقام موصل و مصر کے درمیان صالح مارا گیا تو خوارج نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور بعض کہتے ہین کہ خود صالح نے وفات کے وقت شبیب کے لئے وصیت کردی تھی یہ شخص نہایت شجاع تھا عراق مین اُسوقت حجاج بن یوسف ثقفی حکمران تھا اُسنے حرث بن عمیرہ بن ذی الشعار کو اُس سے جنگ کے لئے مقرر کر رکھا تھا جسکے مقابلے مین صالح مارا گیا تھا مگر شبیب حرث کو شکست دیکر اُسکا مال و اسباب لوٹتا ہوا موصل کی جانب چلا گیا اور ملک موصل مین پہونچ کے سلامہ بن سنان تمیمی سے ملاقات کی اور اُسکو خروج کرنے پر ابھارا اُسنے یہ شرط لگائی کہ تیس ۳۰ سوارون کو منتخب کرکے میرے ہمراہ بنو عزہ پر حملہ آور ہو اور اُن سے میرے بھائی کے خون کا بدلہ لو شبیب نے یہ شرط منظور کرلی بنو عزہ پر چڑھ گیا اور نہایت سختی و بیرحمی سے یکے بعد دیگرے اکثر بنو عزہ کو قتل کیا بعد ازان ستر آدمیون کے ساتھ داران پہونچا بنو شیبان کا ایک گروہ جو تعداد مین ہزار کا تھا بھاگ کھڑا ہوا اور اُنکو مطیع کرکے اُنہی مین سے ایک منتخب گروہ کے ساتھ آذربیجان کا

قصد کیا حجاج کے حکم سے سفیان بن ابی العالیہ شبیب کی جنگ کے لئے آیا مقام خانقین مین مڈبھیڑ ہوگئی اور سفیان شکست پاکر بھاگ گیا شبیب مداین ہوتا ہوا نہروان پہونچا اور اپنے ہمراہیون کے حق مین دعاے خیر کرکے قیام کردیا سورہ بن الحر نے اِس مقام پر شبیب پر شبخون مارا لیکن شبیب کے ہمراہیون کے ہوشیار رہنے کی وجہ سے اپنے ارادے مین کامیاب نہوا اور خود ہزیمت اُٹھا کے مداین کی جانب بھاگا شبیب نے تعاقب کیا مگر شبیب مدائن کو فتح نکرسکا تکریت کو چلا گیا اِس ناکامی کے بعد حجاج نے عثمان بن سعید بن شرحبیل کندی ملقب بہ جزل کو چار ہزار فوج کے ساتھ جنگ شبیب پر روانہ کیا شبیب کے دل مین جزل کی جوہروی جنگ آوری اور مردانگی سے خوف پیدا ہوا ایک مقام سے دوسرے مقام پر بلا ترتیب لشکر بھاگتا پھرتا تھا اُسکے ہمراہیون کی تعداد ایک سو ساٹھ سے زیادہ نہ تھی پھر حجاج نے سعید بن مجالد کو لشکر جزل کا امیر مقرر کرکے روانہ کردیا سعید نے قطیطیا مین شبیب سے لڑائی کی سعید مارا گیا اور اُسکی سپاہ بھاگ نکلی مگر جزل نے اپنے بزور حملون سے شبیب کو پسپا کردیا شبیب اِس ہزیمت کے بعد کرخ چلا گیا اور بقصد بازار بغداد دجلہ عبور کیا اور امن حاصل کرکے بازار بغداد مین گیا اور جن جن چیزون کی ضرورت تھی اُن کو خرید کے کوفے کے جانب روانہ ہوگیا حجاج نے یہ سُن کے سوید بن عبدالرحمن سعدی کو دو ہزار کی جمعیت سے شبیب کے مقابلے پر مامور کیا شبیب نے کوفے کو چھوڑ کے حیرہ کا راستہ اختیار کرلیا شبیب دوسرے مقامات کو ہو کے پھر کوفے کو لوٹا حجاج بھی دو منزلیان کرتا ہوا کوفہ پہونچ گیا اور شبیب بھی بازار کوفہ مین داخل ہوگیا اور اُسی قوت خوارج نے مسجد اعظم پر حملہ کردیا چند صالحین کو بحالت نماز قتل کیا اور پھر شور و غل مچاتے ہوئے مسجد بنی ذہل مین پہونچے اور ذہل بن حرث کو نماز پڑھنے کی حالت مین قتل کرکے کوفے سے نکل کھڑے ہوئے اتفاق سے نضر بن قعقاع ذہلی آگیا جب اُسنے شبیب کو دیکھا تو بے ساختہ بول اُٹھا السلام علیک یا ایہا الامیر شبیب نے کہا تجھپر تعت ہو امیر المؤمنین کیون نہین کہتا نضر نے کہا بہتر یہی کہونگا پھر شبیب اس وجہ

کہ نضر کی ماں ناجیہ ہانی بن قبیصہ شیبانی کی بیٹی تھی اپنے مذہب کی تعلیم دینے کے قصد سے مخاطب ہو کے بولا اسے نضر لاحکم الا للہ نضر یہ سمجھ کے کہ یہ خارجی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہوا اٹھا شبیب کے ہمراہی یہ سنتے ہی اسپر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات میں قتل کر ڈالا شبیب نے قادسیہ کی راہ اختیار کی حجاج نے یہ خبر پاکر اپنے سر برآوردہ اور چھٹے ہوئے سوار و نمیں ایک ہزار آٹھ سو آدمیون کو منتخب کر کے ذخر بن قیس کی ماتحتی مین شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا شبیب نے ایک مقام پر ان کو شکست دی ذخر زخمی ہو کر کوفہ کو چلا گیا ذخر کی ہزیمت کے بعد شبیب نے کوفے کا قصد کیا حجاج نے یہ سنکے لشکر کوفہ کو بہ قصد جنگ روانہ کیا شبیب کے ہاتھ سے تمام افسران لشکر کوفہ نے ہزیمت پائی اور موسیٰ بن محمد بن طلحہ مارا گیا شبیب کے ہمراہیون نے کوفہ پر حملہ کرنے کی رائے دی لیکن شبیب نے کسی مصلحت سے کوفے کا رُخ نکیا اور وہان سے روانہ ہو کر خانیجار مین جا اُترا حجاج نے چھ ہزار سپاہ کوفہ کے ساتھ عثمان بن قطن کو شبیب کی لڑائی پر روانہ کیا عثمان کو ایک طرف سے شبیب نے اور دوسری جانب سے اسکے سردار سوید بن سلیم نے گھیر کر قتل کر ڈالا لشکر بھاگ کھڑا ہوا شبیب نے قتل و غارت سے ہاتھ اٹھا کے بیعت کی دعوت دی لشکریون نے بیعت کر لی اور آٹھ سو آدمیون کی جمعیت سے مداین کا قصد کیا اہل کوفہ اسکے مقابلے سے جی چراتے تھے اسوجہ سے کہ اُسنے اِن کے لشکر کو پیہم ہزیمت دی تھی اور اُن کے اکثر امرا کو قتل کر ڈالا تھا اب حجاج نے عبدالملک سے بھی مدد مانگی جسنے دو ہزار فوج روانہ کی اور حجاج نے عتاب کو لشکر کی سرداری پر مقرر کر کے شبیب سے جنگ کے لئے روانہ کیا اُسوقت عتاب کے ساتھ پچاس ہزار سپاہ تھی شبیب اسکی آمد کی خبر سنکے ایک ہزار کی جمعیت سے ساباط مین آگیا نماز ظہر ادا کی بعد ازان اپنے لشکر کو مرتب کر کے مغرب کے وقت عتاب کے لشکرگاہ کے قریب آپہونچا چار سو آدمی اسکے ہمراہیون مین سے اس سفر مین اُس سے علیحدہ ہو کے بیٹھ رہے تھے بقیہ چھ سو کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کے لشکر مرتب کیا دو سو آدمیون کی جمعیت سے سوید بن سلیم کو میسرہ مین رکھا اور اسی قدر فوج کو میمنہ مین محلل بن وائل کی

ماتحتی مین متعین کیا اور خود دو سو کی جمعیت سے قلب مین رہا لڑائی ہوئی عتاب مارا گیا اُسکے مارے جانے کے بعد اُسکے لشکری بھاگنے لگے فتحمند گروہ اپنی تلوارون سے اُنکی جان و تن کا فیصلہ کر رہا تھا شبیب نے یہ حالت دیکھ کر قتل و غارت کی ممانعت کر دی لوگون سے بیعت کرنے کو کہا سبھون نے بیعت کر لی شب آئی تو موقع پا کے بھاگ گئے خاتمۂ جنگ کے بعد شبیب کا بھائی مصاد مداین سے آگیا دو روز تک میدان معرکہ مین ٹھہرا رہا تیسرے روز کوفہ کی طرف کوچ کر دیا اس اثنا مین سفیان بن ابرد کلبی مع لشکر شام کے حجاج سے آملا شبیب نے قریب کوفہ پہونچ کے حمام اعین مین پڑاو کیا حجاج نے حرث بن معاویہ ثقفی کو ایک ہزار جنگی پولس کے ساتھ مقابلے کی غرض سے بھیجا شبیب نے یہ خبر پا کے نہایت تیزی سے حملہ کر کے حرث کو مار ڈالا پھر حجاج کے دو آزاد غلام یکے بعد دیگرے مقابلے کو آئے اور مارے گئے حجاج جھلا کر اہل شام کو ساتھ لیکر خود بقصد جنگ اُٹھ کھڑا ہوا اور اہل شام کے استقلال و ثابت قدمی سے شبیب کو ہزیمت ہوئی مصاد برادر شبیب اور اُسکی بیوی غزالہ ماری گئی حجاج نے حبیب بن عبد الرحمن حکمی کو تین ہزار سوارون کی جمعیت سے شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا حبیب حجاج سے رخصت ہو کے انبار پہونچا تو معلوم ہوا کہ شبیب اسی گرد و نواح مین ہے اُسوقت اُسکے اکثر ہمراہی اُس سے جُدا ہو گئے تھے اسوجہ سے کہ حجاج نے عام طور سے امان دینے کا اعلان کر دیا تھا اتفاق سے بوقت غروب آفتاب حبیب کے لشکر کے پاس آ پہونچا اور پہونچنے کے ساتھ ہی لڑائی کا بازار گرم کر دیا یکے بعد دیگرے گروہ سے لڑنے لگا آدھی رات کا وقت اور لڑائی کا یہ عالم تھا کہ جو جہان تھا وہین پر کوہ کی طرح استقلال کے ساتھ کھڑا لڑ رہا تھا لڑتے لڑتے ہاتھ شل ہو گئے تھے مجبور ہو کے فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا خود بخود لڑنے والون کے ہاتھ لڑنے سے رُک گئے تیس آدمی شبیب کے اور ایک سو آدمی لشکر شام کے معرکہ کارزار مین کام آئے شبیب مع اپنے بقیہ ہمراہیون کے دجلے کو عبور کر کے سرزمین خوخی کی طرف چلا پھر دوبارہ دجلے کو واسط کے قریب عبور کر کے اہواز و فارس کا راستہ اختیار کیا تاکہ کرمان مین پہونچ کے چندے جنگ و گردش زمانہ سے آرام حاصل

کرے شبیب نے کرمان مین چندے آرام کرنے کے بعد بقصد جنگ مراجعت کی اہواز مین سفیان بن ابرد کلبی سے جو عبدالملک کے حکم سے لشکر شام کے ساتھ حجاج کی مدد کو آیا تھا مڈبھیڑ ہو گئی شبیب نے پل کے ذریعہ سے دجلے کو عبور کیا اور اپنے ہمراہیون کو تین گروہ پر منقسم کرکے پیہم تین حملے کیے لیکن سفیان اور لشکر شام نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور موقع پا کے خود بھی حملہ کر دیتے تھے بالآخر خوارج نے گھبرا کے بقصد عبور پل کا رُخ کیا شبیب ایک سو کی جمعیت سے میدان جنگ مین ٹھہرا ہوا لڑتا رہا جب شام ہو گئی اور رات نے اپنے سیاہ دامان سے آفتاب عالمتاب کو چھپا لیا تو شبیب اور اُسکے حریف خود بخود جنگ سے دستکش ہو گئے شبیب نے اِس موقع کو مغتنمات سے شمار کرکے مراجعت کی پل کی طرف آیا اُسکے ہمراہی آگے آگے تھے اور یہ سب کے پیچھے آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا گھوڑے پر سوار تھا پل کو عبور کرنے لگا ایک گھوڑی آگے آگے جا رہی تھی گھوڑا اُسکا اُس گھوڑی کی وجہ سے بگڑا یہ اُسکی پشت سے علیحدہ ہو کر دریا مین گر پڑا اُسوقت اُسکے مُنھ سے یہ کلام نکلا لیقضی اللہ امراً کان مفعولا اور غوطہ کھایا جب پانی کی سطح پر ابھر آیا تو کہا ذلک تقدیر العزیز العلیم اور غرق ہو گیا لاش اُسکی پانی سے نکالکر سفیان کے پاس لے گئے چاک کرا کر دل نکالا تو مثل سنگ کے سخت نکلا جب اُسکی مان سے بیان کیا گیا کہ شبیب مارا گیا تو اُسنے یقین نکیا جب کہا کہ وہ ڈوب گیا ہے تو اس بات کا یقین کر لیا کہنے لگی کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو مین نے دیکھا تھا کہ میرے شکم سے آگ کا شعلہ نکل رہا ہے سمجھ گئی کہ اُسے کوئی چیز نہین بجھا سکتی سوائے پانی کے یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے۔

خطط مقریزی اور غنیۃ الاکوان اور کشف الغمہ عن افتراق الامہ مین لکھا ہے کہ شبیب کا فرقہ انھین فرقہائے خوارج کے ساتھ عقائد مین موافق ہے لیکن اُن سے اِس بات مین منفرد ہے کہ عورت کی امامت و خلافت کو جائز بتاتا تھا اس شبیب نے اپنی مان غزالہ نام کو اپنا خلیفہ کیا تھا اُسنے کوفے مین داخل ہو کر خطبہ پڑھا اور نماز صبح مسجد جامع مین جا کر ادا کی پہلی رکعت مین سورۂ بقرہ دوسری رکعت مین سورہ آل عمران پڑھی مگر مجھے

اس کلام مین نظر ہے اسلئے کہ یہ قول کتب تواریخ کے خلاف ہے صحیح یہ ہے کہ غزالہ شبیب کی منکوحہ تھی اور اُسنے جامع مسجد کوفہ مین دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی تھی جس مین سورۂ بقرہ وآل عمران پڑھی جب شبیب نے کوفہ کے قریب پہونچ کے حمام اعین مین پڑاؤ کیا اور یہان حرث بن معاویہ ثقفی کو شکست دیکر حمام اعین سے بھی کوچ کر کے کوفہ کے قریب مقام سنجہ مین چلا آیا تو شبیب شب کے وقت کوفے مین داخل ہوا اور اُسکی زوجہ نے ایفائے نذر کی۔ بعدازان شبیب کا اہلِ کوفہ سے مجادلہ ہوا۔

فائدہ صحاری بن شبیب بن یزید نے بھی اطراف جبل مین خروج کیا تھا اور خروج سے قبل یہ شخص خالد قسری کے پاس آیا تھا فریضہ کا سوال کیا خالد نے جواب دیا تمکو اِس سے کیا حاصل ہے صحاری یہ جواب پاکے جبل کی طرف چلا گیا خالد کو اپنے اِس جواب دینے سے ندامت ہوئی تلاش کرایا دستیاب نہوا صحاری نے جبل مین پہونچ کے جہان پر چند لوگ تیم اللات بن ثعلبہ کے خاندان کے تھے اُنکو اس واقعہ سے مطلع کیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین نے خالد کے پاس جانے کا یہ حیلہ نکالا تھا تا کہ فلان شخص جو قعدہ صفریہ سے تھا اُسکے بدلے مین اُسکو مار ڈالون خالد نے اُس شخص کو ظلمًا مار ڈالا تھا تیم اللات کے تیس آدمیون نے اُسکے ساتھ خروج کیا اطراف مناذر مین مقابلہ ہوا فریقین نے سختی سے ایک دوسرے پر حملہ کیا بالآخر صحاری اور اُسکے کل ہمراہی مار ڈالے گئے۔

دسوین کوزیہ۔ اِس فرقہ کے خوارج طہارت مین مبالغہ کرتے ہین کہتے ہین کہ بدن کی مالش غسل کے وقت فرض ہے (مستفاد از بحر المذاہب وتذکرۃ المذاہب ومؤید الافاضل وغیرہ)۔

گیارھوین کنزیہ۔ یہ لوگ مال جمع کرتے ہین زکوۃ کی فرضیت کے منکر ہین (منقول از تذکرۃ المذاہب ومؤید الافاضل وبحر المذاہب وغیرہ)۔

بارھوین شمراخیہ۔ یہ فرقہ عبداللہ بن شمراخ کی طرف منسوب ہے اُس کے نزدیک مان باپ کا مار ڈالنا حلال ہے جب اُسنے یہ حکم دیا دار التقیہ مین رہتا تھا اِسکے اِس حکم سے خوارج بیزار ہوگئے اور اِس فرقے کے نزدیک وطی بلانکاح حلال ہے

(منقول از غنیۃ الطالبین و بحر المذاہب و تذکرۃ المذاہب و مؤید الافاضل) توضیح المذاہب میں لکھا ہے کہ شمراخیہ صوفیان بطل میں سے بھی ایک گروہ کا نام ہے۔

تیرھوین بدعیہ۔ یہ فرقہ تمام مقالات مین ازارقہ کے موافق ہے مگر اس بات مین متفرد ہے کہ نماز مین صرف دو رکعت فجر کو پڑھنا چاہئے اور دو رکعت رات کو اور اس قول پر استدلال اس آیت سے کرتے ہین اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے دن کے دونون طرف اور رات کی ساعتون مین نماز پڑھا کر کیونکہ نیکیان برائیون کو دور کرتی ہین یہ لوگ کہتے ہین کہ کم سے کم نماز کی دو رکعت ہین اور وقت اسکا دن کے ان ہی دونون طرفون مین مذکور ہے جو شب کے نزدیک ہین اور یہ فرقہ ازارقہ کے ساتھ اس بات مین متفق ہے کہ جب کفار پر فتح حاصل ہو تو اُن کی عورتون کو قید کر لینا اور اُنکے اطفال کو مار ڈالنا چاہئے اور اپنے اس قول پر استدلال اس آیت سے کرتے ہین رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اے رب زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا بھی چھوڑ نا[1]

تتمہ

الخطط والآثار مین خوارج کے فرقون کے یہ نام اور لکھے ہین اصومیہ یہ یحییٰ بن اصوم کے متبع ہین یعقوبیہ یہ یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین فضلیہ یہ فضل بن عبد اللہ کے پیرو ہین۔

فرقہ مُرجیہ

مرجیہ لفظ ارجا سے نکلا ہے جو مشتق ہے رجا بمعنی امید سے اسلئے کہ مرجیہ کو یہ امید ہے کہ اہل معاصی کو اللہ ثواب دیگا اسیوجہ سے یون کہتے ہین کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہین کرتی ہے جس طرح کہ ہمراہ کفر کے کوئی طاعت نفع نہین دیتی ہے یا یہ لفظ مشتق ہے ارجاء بمعنی تاخیر سے اسلئے کہ انھون نے حکم اصحاب کبائر کو آخرت تک مؤخر رکھا ہے پس دنیا مین صاحب کبیرہ پر کوئی حکم نہین ہو سکتا کہ دوزخی ہے

[1] دیکھو ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین از مولوی عبد الحکیم ... ۱۲

یا جنتی ہے اِس صورت مین مرجیہ وعیدیہ کی ضد ٹھہرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ ارجا ر (بمعنی تاخیر) سے مرجیہ اسلئے بنا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کی تاخیر درجۂ اول سے درجۂ چہارم پر کرتے ہین اِس صورت مین مرجیہ شیعہ کے مقابل ٹھہرینگے اور اہل سنت وجماعت بھی اِس مین داخل ہوجائین گے پہلی صورت مین مُرجیہ یاے تحتانی سے ہو گا اور دوسری صورت مین ہمزہ کے ساتھ مُرجئہ اور اُس شخص کو جو اِس مذہب پر ہو مُرجی بغیر ہمزہ اور کبھی مُرجِئی ہمزہ کے ساتھ بروزن مُرجِعی کہتے ہین مستفاد از منتہی الارب فی لغات العرب اور لسان العرب کی فصل را حرف ہمزہ مین لکھا ہے کہ ارجاء تاخیر کے معنے مین ہے اور اِسکے آخر مین ہمزہ ہے اِسی سے مرجئہ فرقے کا نام بنا ہے جو اِس مذہب پر ہو عرب مین وہ شخص رجل مرجئی بروزن مرجعٌ کہلاتا ہے جب یاے نسبت اسکے آخر مین لگاتے ہین تو کہتے ہین مُرجِئِیٌّ بروزن مُرجِعِیٌّ اور یہ اِس صورت مین ہے کہ اِسکے آخر مین ہمزہ رکھی جائے اور جب ہمزہ نہ قرار دیجائے تو کہتے ہین رجل مرجٍ بروزن مَعطٍ اور اِس صورت مین مُرجِیہ یاے تحتانی کی تشدید کے ساتھ ہے چنانچہ بعض عرب کہتے ہین اَرجَیتُ وَاَخطَیتُ وَتَوَضَّیتُ پس ہمزہ نہین دیتے اور ہمزہ نہ دینے کی صورت مین عرب یاے نسبت مرجی کے آخر مین لگاکر مُرجِیٌّ تشدید آخر کے ساتھ کہتے ہین اور مرجیہ ایک فرقہ ہے مسلمانون کا اُنکا قول ہے ایمان قول ہے بلا عمل کے یعنی ایمان صرف کلمۂ شہادت کے اقرار کا نام ہے گویا اُنھون نے کلمۂ شہادت کے اقرار کو عمل پر مقدم کیا ہے کیونکہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بندے نہ نماز پڑھین نہ روزہ رکھین تب بھی ایمان اُنکو نجات دیدیگا ابن اثیر نے کہا ہے کہ حدیث مین مرجیہ کا ذکر آیا ہے اور وہ ایک فرقہ ہے جسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت مضر نہین ہوسکتی ہے جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی طاعت نفع نہین دے سکتی ہے اور وہ مرجیہ اسلئے کہلاتے ہین کہ اللہ نے اُنسے تعذیب معاصی کو مؤخر کردیا ہے انتہی حقیقت مرجیہ کی یہ ہے کہ انکو اثبات وعد اور نفی وعید و خوف مین مؤمنین سے غلو ہے اور سارے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ اگر اللہ کسی گنہگار کا کوئی گناہ معاف کردے تو پھر اُسپر یہ لازم ہوگا کہ اُس قسم کے گناہ سارے

گنا ہگارون کے معاف کرے اور جس قسم کے گنا ہگار دوزخ سے نکالے تو پھر اُسپر یہ لازم ہوگا کہ اُس قسم کے سارے گنا ہگارون کو دوزخ سے نکالے۔ اور مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ بعض ماہرین مذاہب نے کہا ہے کہ مرجیہ فرقۂ جبریہ ہی جن کا یہ قول ہے کہ بندے کو کسی کام کی قدرت نہین کسی کام کو اُسکی طرف منسوب کرنا اور اُسکی قدرت سے سمجھنا بطور مجاز کے ہی حقیقت مین بندے کا کوئی کام نہین سب کا صانع اللہ ہے اور یہ جو اختیار مین مذکور ہے کہ مرجیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے نہ غسل کرے اور کعبہ کو توڑ ڈالے اور اپنی مان کے ساتھ نکاح کرلے پھر بھی وہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ کے ایمان پر ہے اور یہی مرجیہ کی تفسیر اشعریہ کے ساتھ کی جاتی ہے انتہی یہ سراسر تعصب ہے مرجیہ ایمان اور عمل دو مختلف چیزین قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ایمان اور تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہ ہونا کچھ ضرر نہین کرتا ایک شخص دل سے اگر توحید اور نبوت کا معترف ہے اور فرائض نہین ادا کرتا تو وہ مواخذہ سے بری ہے اور مرجیہ کی رائے یہ بھی ہے کہ دوزخی جب آگ مین ڈالے جائینگے تو وہ وہان بلا عذاب کے رہا کرینگے جس طرح مچھلیان پانی کے اندر رہتی ہین اسی طرح اہلِ نار بھی نار مین رہا کرینگے اور فرقِ جنتیون اور دوزخیون مین اسطرح سے ہے کہ مؤمن جنت کے اندر کھانے پینے کے ساتھ نفع اُٹھایا کرینگے اور کافرون کو دوزخ کے اندر کھانا پینا میسر نہ آئے گا[1]

اور مرجیہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص اِس مضمون کی ثابت نہین کہ فلان میرے بعد امام ہو۔ ابن جوزی کہتے ہین کہ عبد الواحد اسدی معروف بہ ابن برہان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کو بھی ہمیشہ دوزخ مین نہ رکھے گا اِس لئے کہ ہمیشہ عذاب دینا مخلوقات کی شان سے ہے اور طلب انتقام اسکی علت ہے جو غضبناک کو عارض ہوتا ہے اور دل مین غضب پیدا ہونے کی علت خون کا جوش مارنا ہے اور یہ باتین اللہ تعالیٰ کے حق مین محال ہین۔ سب سے پہلے جسنے یہ مذہب نکالا ابو محمد حسن بن محمد معروف

[1] ان المؤمنين يتنعمون في الجنة بالاكل والشرب ... كما ان الغرقى ... كالحوت في الماء ... في النار بلا عذاب ... النار ... المرجئة ... اذا دخل اهل النار ... مومن ... [illegible]

[illegible]

یہ ابن حنیفہ بن حضرت علی بن ابی طالب ہین اُنھون نے اِس مسئلے مین گفتگو کی لیکن یہ عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے ہین جس طرح کہ اور مرجیہ نے کیا ہے بلکہ یون کہتے تھے کہ صاحب کبیرہ کافر نہین ہوتا اس لئے کہ ادا ے طاعات اور ترک معاصی اصل ایمان سے نہین ہین اِن کے زوال سے ایمان زائل نہین ہوتا ہے پھر مرجیہ کئی طرح پر ہو گئے۔

قسم اول - مرجیۂ خالص یہ قائل صرف ارجا کے ہین اور یہ یونسیہ عبیدیہ غسانیہ ثوبانیہ مریسیہ ہین

قسم دوم - مرجیہ قدریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ وقدریہ کے اِن لوگون کے سرگروہ محمد بن شبیب اور صالحی اور خالدی اور ابو شمر ہین۔

قسم سوم - مرجیہ جبریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ وجبریہ کے جیسے جہم بن صفوان۔

قسم چہارم - مرجیہ خوارج یہ خوارج بھی ہین اور مرجیہ بھی ہین جیسے ثوبانیہ شہرستانی نے ملل والنحل مین لکھا ہے کہ مرجیہ نے بعض اُن مسائل مین خوارج کے ساتھ اتفاق کر لیا ہے جو امامت سے تعلق رکھتے ہین۔ اور ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اول موجد ارجا کا بصرے مین حسان بن بلال بن حارث مزنی ہے اور بعض نے یون ذکر کیا ہے کہ موجد اول ارجا کا ابو سلت سمان ہے اُسنے ۱۵۲ھ ہجری مین وفات پائی ہے۔

تفصیل مرجیہ خالص کے فرقون کی

پہلا فرقہ یونسیہ ہے یونس بن عمر نمیری کے متبع ہین بعض نسخون مین یونس کے باپ کا نام عمران لکھا ہے اُسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان اللہ کا پہچاننا اور اُسکے سامنے عاجزی اور ترک گردن کشی اور اُسکی دوستی دل مین رکھنا ہے اور ان مین سے علیحدہ ہر خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ پس جس شخص مین یہ تمام خصلتین جمع ہون وہ مومن ہے اور اُسکو ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہین کرتی نہ کسی گناہ پر اُسکو عذاب ہوگا اور نہ کسی طاعت کے ترک کرنے سے سزا پائیگا کیونکہ سوائے معرفت الٰہی کے اور طاعات ایمان کے قبیل سے نہین ابلیس اللہ کی وحدانیت کو پہچانتا تھا

مگر بوجہ تکبر اور سرکشی کے کافر ہوگیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ یعنی شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ تھا کافرون سے جس کے دل مین اللہ کی محبت اور خوف بیٹھ گیا اور اُسکے ساتھ دل سے دوستی رکھی اور عاجزی کی پھر اُسنے خدا کے حکم کی تعمیل نکی تو وہ اُس سے گناہگار نہین ہوتا اور اگر اُس سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اُسکے اخلاص ویقین مین فرق نہین آتا اور محبت واخلاص کی وجہ سے جنت مین جائیگا نہ طاعت واعمال کے سبب سے۔

دوسرا فرقہ عبیدیہ۔ یہ عبید المکذب کے اصحاب ہین۔ شرح مواقف وارشاد المسلمین اور میر سید شریف محمد اکبر کے الہامیہ مین مکذب ہی ہے مگر ملل ونحل مین اُسکی جگہ مکتب لکھا ہے الکا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری صفات اُسکی ذات کی غیر ہین اور وہ ذات مقدس آدمی کی صورت پر ہے اور باقی عقائد مین یونسیہ کے ہم مشرب ہین۔

تیسرا فرقہ غسانیہ ہے یہ غسان بن ابان کوفی کے متبع ہین یہ شخص محمد بن حسن شیبانی کا شاگرد تھا اور نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر تھا اسکا مذہب ایمان مین یہ تھا کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے لیکن کم نہین ہوتا اور یہ کہتا تھا کہ ہر خصلت کا خصال ایمان مین سے بعض ایمان (یعنی حصۂ ایمان وجزو ایمان) نام ہے اور اُس کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ ایمان نام ہے خدا اور رسول کی معرفت کا اور اجمالاً اُن چیزون کی معرفت کا جو شارع سے پہونچی ہین اور تفصیل کی ضرورت نہین اور معرفت اجمالی سے مراد یہ ہے کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ نے حج فرض کیا ہے مگر یہ معلوم نہین کہ کعبہ کہان ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ مکے مین نہو اور کسی جگہ ہو اور اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا مگر یہ یقین نہین کہ جو محمد مدینے مین تھے وہی محمد ہین یا اُنکے سوا کوئی اور ہین اور سور کا گوشت اللہ نے حرام کیا ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ جس جانور کو عرف مین سور قرار دیکر حرام جانتے ہین یہ وہی ہے یا غیر واضح رہے کہ اِس قول سے مراد غسان کی یہ ہے کہ یہ احکام حقیقت ایمان مین داخل نہین ہین اور کچھ یہ نہین ہے کہ اُسکو ان چیزون کے باب مین شک تھا بلکہ وہ جانتا ہے کہ اگر مؤمن یہ سمجھ لے

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہین یا کوئی اور ہین اور کعبہ یہی ہے یا کوئی اور ہے تو اُس کے ایمان مین فرق نہین آسکتا کیونکہ ایمان کی حقیقت مین اُن کو دخل نہین ہے اِن مین شک کرنے سے اور اُنپر اعتماد نرکھنے سے ایمان باطل نہین ہوتا شرح مواقف مین لکھا ہے کہ غسان اپنے مذہب کے رواج دینے کے لئے لوگون سے یہ کہا کرتا تھا کہ یہی راے امام ابوحنیفہ کی ہے حالانکہ یہ محض افترا تھا بلکہ معتزلہ نے بھی امام ابوحنیفہ اور اُنکے تابعین کو مرجیہ کہا ہے اور وجہ شاید اسکی یہ ہوگی کہ جو لوگ مسئلہ قدر مین معتزلہ سے مخالفت کرتے تھے وہ اُنکو مرجیہ مشہور کردیتے تھے یا امام صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق نہ زیادہ ہوتی ہے نہ کم تو معتزلہ کو اس سے یہ خیال پیدا ہوگیا ہوگا کہ امام صاحب نے جو عمل کو حقیقت ایمان سے خارج کردیا ہے تو اُنکے نزدیک مغفرت کے لئے ایمان کافی ہے اُسکے ہوتے ہوے کسی عمل مفروضہ کا ترک اور گناہ ضرر نہین کرتا کیونکہ اعمال ایمان مین داخل نہین بلکہ زمخشری نے بوجہ تعصب مذہب اعتزال وقدر کے سارے اہلِ سنت کو کشاف مین مرجیہ وجبریہ کہدیا ہے اسلئے کہ وہ عمل کو حقیقت ایمان مین داخل نہین کرتے اور نہ یہ کہتے ہین کہ بندہ افعال کا خالق ہے اور یہ صاحب کشاف کی غلطی ہے اسلئے کہ اہلِ سنت وجماعت کہتے ہین کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اقرار سے اور عمل سبب ہے کمال ایمان کا نہ یہ کہ ایمان قول ہے بلا عمل پس اُنکا مذہب توسط ہے جبر وقدر مین دین خالص مین سید صدیق حسن کہتے ہین کہ یہ قول بھی اتم نہین کہ سارے اہلِ سُنت حقیقت ایمان مین عمل کو داخل نہین کرتے اسلئے کہ حنابلہ وشافعیہ کل اِس بات کے قائل ہین کہ ایمان کی حقیقت مین اعمال داخل ہین اور یہی راے بعض حنفیہ کی بھی ہے اور یہی قول مالکیہ کا ہے اور اِسی کو معتبر جانا ہی جیسا کہ مالابدمنہ مین مذکور ہے ہان مشہور یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عمل ذات ایمان مین داخل نہین مگر یہ ضعیف ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات مین اسکی تاویل یون کی ہے کہ امام صاحب مجتہد ہین اور مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور

صواب پر بھی ہوتا ہے اور خطا پر اسکے لئے ایک اجر ہے جیسا کہ صواب پر دو اجر ملتے ہین
فقیر مولف اس رسالے کا کہتا ہے کہ جمہور معتزلہ و خوارج کا یہ مذہب ہے کہ عمل بھی
ایمان کا جزاور رکن ہے اور مشہور یہ ہے کہ تمام محدثین شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کا بھی
یہی مذہب ہے حالانکہ اُن کے اور معتزلہ و خوارج کے مذہب مین بڑا فرق ہے
معتزلہ کے نزدیک تارک طاعات مؤمن نہین رہتا اس لئے کہ اُن کے نزدیک اعمال
ماہیت ایمان کا جز ہین گو معتزلہ تارک طاعات کو کافر نہین بتاتے مگر مؤمن بھی نہین
جانتے اور خوارج تارک طاعات کو کافر کہتے ہین اور محدثین انکے تارک کو دائرہ ایمان
سے خارج نہین جانتے کیونکہ انکے نزدیک عمل ایمان کامل کی شرط ہے مگر بعض آدمیون
نے جو دیکھا کہ بظاہر محدثین ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل کو بتاتے ہین اور احادیث سے
اسکا ثبوت دیتے ہین تو یہ خیال کیا کہ انکا مذہب جمہور اہلِ سُنّت کے خلاف ہے اور
فرقۂ معتزلہ و خوارج کے موافق ہے حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے کسی طرح محدثین کے
نزدیک عمل اصل ایمان کی حقیقت مین داخل نہین بلکہ ایمان کامل کی شرط ہے
اور صاحب تصدیق و اقرار بوجہ ایمان کامل کے اگرچہ مؤمن ہے لیکن ناقص الایمان ہے
اور ایسے شخص کو مؤمن فاسق کہتے ہین جمہور اہلِ سُنّت یعنی اشاعرہ و ماتریدیہ کے
نزدیک اعمال حقیقت ایمان کا نہ جز ہین نہ رکن ہین اور نہ شرط ہین ایمان دوسری
چیز ہے عمل دوسری چیز اور بڑی دلیل اعمال کے ایمان مین داخل نہونے پر یہ ہے
کہ اللہ نے ایمان کو عمل صالح کے ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ سورہ کہف مین ہے
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا
یعنے جو لوگ ایمان لائے ہین اور اچھے کام کئے ہین اُنکے لئے جنات فردوس مہمانیان ہین
اور معاصی کے ساتھ بھی چنانچہ اس آیت مین وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا
اگر دو فرقے مسلمانون کے آپس مین لڑ پڑین اور دوسری جگہ ہے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان مین کچھ ظلم
یعنی بلا نے اور سورۂ انفال مین ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا یعنی جو لوگ

ایمان لانے اور ہجرت کی پہلی آیت میں ایمان کو قتال کے ساتھ اور دوسری میں ظلم کے ساتھ جمع کیا ہے اور تیسری میں عدم ہجرت کے ساتھ حالانکہ شے اپنی ضد یا اپنے جز کی ضد کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان فعل اعضا کا نام نہیں ہے اور نہ اعمال نیک اُس میں داخل ہیں اور نہ اعمال بد ایمان کے برباد کرنے والے ہیں کیونکہ ایمان ضد اور مقابل کفر کے ہے اور عمل نیک مقابل ہے گناہ کے پس اگر عمل ایمان میں داخل ہو تو چاہیئے گناہ کفر ہوجائے حالانکہ یہ بات سب کے نزدیک ہے کہ عبادت اور طاعت نکرنے سے بندہ گنا ہگار رہتا ہے کافر نہیں ہوتا پس اِس سے صاف ظاہر ہے کہ عمل ایمان میں داخل نہیں ہے۔

طرفہ یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین میں جہان تہتر فرقون کا ذکر کیا ہے وہان مرجیہ کے بارہ فرقے شمار کئے ہین اُن میں حنفیہ کو بھی مرجیہ کہا ہے ان الفاظ کے ساتھ اما المرجیۃ ففرقہا اثنی عشر فرقۃ الجہمیۃ وفلانۃ وفلانۃ والحنفیۃ واما الحنفیۃ فہم اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ الخ مگر اس میں علماے محققین کو کلام ہے یہانتک کہ شیخ القطب عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ اِس بات کے قائل ہین کہ اِس عبارت کو معاندین نے غنیہ میں اپنی طرف سے داخل کردیا ہے بلکہ محققین کو تو اسمین بھی کلام ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہین ہرگز ثابت نہ شدہ کہ این از تصنیف آن جناب ست اگرچہ انتساب آن بآن حضرت شہرت دارد نظر برین کہ شاید ہمان حرف از ان جناب بود ترجمہ کردم اور غنیہ میں یہ بھی غلط کہا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ایمان معرفت ہے اسلئے کہ امام صاحب اور تمام حنفیہ نے تصریح کردی ہے کہ ایمان کی حقیقت تصدیق ہے اور معرفت کا قول کسی سے منقول نہیں اور معرفت کے ابطال پر دلیل یہ ہے کہ یہ ایمان کے لغوی معنے کے مغائر ہے جب یہ معنے لئے جائین گے تو نقل لازم آئیگی جو اِصطلاح میں اسے کہتے ہین کہ لفظ کے اصل معنے موضوع لہ بالکل متروک الاستعمال ہوکر دوسرے معنون کے لئے لفظ کا استعمال

کیا جائے ایسے استعمال کو نقل اور لفظ کو منقول کہتے ہین مثلاً کوفتہ کے معنے کوٹے ہوئے کے ہین اب کوفتہ خاص اُن کبابون کو کہتے ہین جو گوشت کو کوٹ پیسکر بنا لیتے ہین اور تصدیق اور معرفت مین بڑا فرق ہے اِس لئے کہ تصدیق کے لئے دل کا قصد اور کسب اور تحصیل شرط ہے اور معرفت کبھی بلا کسب بھی حاصل ہو جاتی ہے مثلاً کسی شخص کی نگاہ بلا ارادہ کسی جسم پر جا پڑے تو اُسے اِس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہ جسم دیوار ہے یا دیوار نہین پتھر ہے یا پتھر بھی نہین درخت ہے وغیرہ وغیرہ پس اگر کوئی مُصَدِّقؔ صدق کو اپنے اختیار سے مخبر کی طرف منسوب کر دے تو اُسکا نام تصدیق ہوگا اور اگر یہ بات خود بخود اُسکے دل مین آ جائے کہ یہ مخبر صادق ہے اور ارادے اور اختیار کو کام مین نہ لایا ہو تو یہ معرفت ہوگی نہ تصدیق۔

بہر صورت امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب کو مرجیہ کا ہم اعتقاد خیال کرنا درست نہین اِسلئے کہ ارجاء تو یہ ہے کہ یہ سمجھین کہ عذاب و عقاب اور مواخذہ کسی طرح نہوگا اور ایمان کے ہوتے کوئی گناہ نقصان نہ پہونچا سکے گا سو یہ عقیدہ حنفیہ کا کب ہے بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے مین ہے جسے چاہے معاف کرے جسے چاہے عذاب دے اور گنہگار کے واسطے عذاب بھی ثابت کرتے ہین اور اُس کے ضرر سے خائف رہتے ہین ہان لُطف پر اُنکی نظر بھی ہے اِسلئے جانب معرفت و امیدواری کی رعایت رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر اللہ چاہے تو بغیر توبہ کے تمام گناہ بخشدے اور فاسق کو دوزخ مین نڈالے امام ابو حنیفہ کو اِس سے کچھ بحث نہ تھی کہ یہ مسئلہ فلان شخص یا فلان فرقے کا ہے وہ اصل حقیقت کو دیکھتے تھے اور مغز سخن کو پہونچتے تھے جب یہ بحث اُنکے سامنے پیش کی گئی تو اُنھون نے علانیہ کہا کہ ایمان اور عمل دو جدا گانہ چیزین ہین اور دونون کا حکم مختلف ہے اِسپر بہت لوگون نے اُنکو بھی مرجیہ کہا لیکن وہ ایسا مرجیہ ہونا خود پسند کرتے تھے محدثین اور فقہا مین سے جو لوگ امام صاحب کے ہمزبان تھے اُنکو بھی یہی خطاب عنایت ہوا محدث ابن قتیبہ نے اپنی مشہور و مستند کتاب المعارف مین مرجیہ کے عنوان سے بہت سے فقہا اور محدثین کے نام گنائے ہین جنمین سے چند یہ ہین

ابراہیم تیمی اور عمرو بن مرہ اور طلق الحبیب اور حماد بن سلیمان اور عبد العزیز بن ابوداؤد اور خارجہ بن مصعب اور عمر بن قیس الماصر اور ابو معاویۃ الضریر اور یحیی بن زکریا اور مسعر بن کدام حالانکہ ان میں سے اکثر حدیث و روایت کے امام ہیں اور صحیح بخاری و مسلم میں ان لوگوں کی سیکڑوں روایتیں موجود ہیں نواب صدیق حسن خان وغیرہ جو اسپر خوش ہیں کہ امام صاحب کو حضرت پیران پیر نے یا بعض محدثین نے مرجیہ کہا ہے ابن قتیبہ کی فہرست دیکھتے تو شاید انکو ندامت ہوتی اس بحث کے متعلق امام ابوحنیفہ کی ایک تحریر موجود ہے جس کے طرز استدلال و استنباط نتائج سے امام صاحب کی وقت نظر کا اندازہ ہوسکتا ہے اور اصل مسئلے کی حقیقت کھلتی ہے اسلئے اس موقع پر ہم اسکا حوالہ دینا مناسب سمجھتے ہیں یہ تحریر عثمان تبی کے ایک خط کا جواب ہے جو انھوں نے امام صاحب کو لکھا تھا عثمان اس زمانے کے ایک مشہور محدث تھے عام لوگوں میں جب امام ابوحنیفہ کے ان خیالات کے چرچے ہوئے تو انھوں نے امام صاحب کو ایک دوستانہ خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ لوگ آپ کو مرجیہ کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ آپ مومن کا گمراہ ہونا جائز قرار دیتے ہیں مجھکو ان باتوں کے سننے سے نہایت رنج ہوتا ہے کیا یہ باتیں صحیح ہیں اس خط کے جواب میں امام صاحب نے ایک طولانی خط لکھا ہے جسکو قلائد العقیان میں چھٹے باب کے اندر ایک علیحدہ فصل میں پورا نقل کیا ہے اسکے فقرے کہیں کہیں سے ہم انتخاب کرتے ہیں حمد و نعت کے بعد عثمان تبی کی دوستانہ نصیحت اور خیرخواہی کا شکریہ ادا کرکے اصل مضمون اس طرح شروع کیا ہے میں آپکو بتاتا ہوں کہ رسول اللہ کے مبعوث ہونے سے پہلے تمام لوگ مشرک تھے رسول اللہ جب مبعوث ہوئے تو لوگوں کو اس بات کی طرف دعوت کی کہ خدا کو ایک مانیں اور رسول اللہ جو کچھ لائے اسکو تسلیم کریں پس جو شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا اور شرک چھوڑ دیتا تھا اس کی جان و مال حرام ہوجاتا تھا پھر خاص ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے تھے فرائض کے احکام آئے پس اسکا پابند ہونا عمل ٹھہرا اور خدا نے اسی طرف اشارہ کیا ہے الذین امنوا وعملوا الصالحات ومن یومن باللہ ویعمل صالحا اس قسم کی اور

آیتین ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل کے نہونے سے ایمان جاتا نہین رہتا البتہ اگر تصدیق واعتقاد نہو تو مومن کا اطلاق نہین ہوسکتا عمل و تصدیق کا دو جداگانہ چیز ہونا اُس سے بھی ظاہر ہے کہ تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہین لیکن اعمال کے لحاظ سے مراتب مین فرق ہوتا ہے کیونکہ دین ومذہب سب کا ایک ہی ہے کیونکہ خدا نے خود کہا ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسی وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ یعنے تمھارے لئے اُسی دین کو شروع کیا جسکی وصیت نوح کر گئے تھے اور جو تجھپر وحی بھیجی اور جسکی وصیت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ کو کی وہ یہ ہے کہ دین قائم رکھو اور اُسمین متفرق نہو آپکو جاننا چاہئے تصدیق مین ہدایت اور اعمال مین ہدایت یہ دونون دو چیزین ہین آپ ایک شخص کو جو فرائض سے ناواقف ہو مومن کہہ سکتے ہین پس ایسا شخص فرائض کے لحاظ سے جاہل اور تصدیق کے لحاظ سے مومن ہے خود خدا نے قرآن مین یہ اطلاقات کئے ہین کیا آپ اُس شخص کو جو خدا کے اور رسول خدا کے پہچاننے مین گمراہ ہو اُس شخص کی برابر قرار دینگے جو مومن ہو لیکن اعمال سے ناواقف ہو خدا نے جہان فرائض بتائے ہین اُس موقع پر ارشاد فرمایا ہے یبین اللہ لکم ان تضلوا یعنے خدا نے اسلئے بیان کیا کہ تم گمراہ نہو دوسری آیت مین ہے ان تضل احدھما فتذکر احدھما الاخری یعنی ایک گمراہ ہو تو دوسرا یاد دلادے حضرت موسیٰؑ کی زبان سے فرمایا فعلتھا اذا وانا من الضالین یعنی جب مین نے وہ کام کیا تب مین گمراہ تھا اِن آیتون کے علاوہ اور بھی آیتین ہین جو اِس دعوے کے ثبوت کے لئے دلائل قاطعہ ہین اور حدیثین تو اور بھی واضح اور صاف ہین حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ امیر المومنین کے لقب سے پکارے جاتے تھے تو کیا اِس کے یہ معنے تھے کہ وہ صرف اُن لوگون کے امیر تھے جو فرائض اور اعمال کے پابند تھے حضرت علیؓ نے شام والون کو جو اُنسے لڑتے تھے مومن کہا کیا قتل سے بڑھکر کوئی گناہ ہے پھر جو لوگ قتل کے مرتکب ہوئے کیا آپ قاتلین اور مقتولین دونون کو برسرحق قرار دیتے ہین اگر آپ صرف ایک کو یعنی حضرت علیؓ اور طرفداران حضرت علیؓ کو برسرحق تسلیم کرینگے

تو دوسرے فریق کو کیا کہیں گے اِس سے خوب سمجھ لیجیے اور غور کیجیے میرا یہ قول ہے کہ اہلِ قبلہ سب مؤمن ہیں اور فرائض کے ترک سے کافر نہیں ہو سکتے جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرائض بجالاتا ہے وہ مؤمن اور جنتی ہے جو ایمان اور اعمال دونوں کا تارک ہے وہ کافر اور دوزخی ہے جو شخص ایمان رکھتا ہے اور فرائض اُس سے ترک ہو جاتے ہیں وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گناہگار مسلمان ہے خدا کو اختیار ہے اُس پر عذاب کرے یا معاف کر دے امام صاحب نے جس خوبی سے اِس دعوے کو ثابت کیا ہے انصاف یہ ہے کہ اِس سے بڑھکر نہیں ہو سکتا۔

چوتھا فرقہ تومنیہ ہے یہ لوگ ابو معاذ تومنی فیلسوف کے متبع ہیں اِسکا اعتقاد تھا کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور محبت اور اخلاص اور اُس چیز کے اقرار سے جسکی پیغمبر خدا نے تبلیغ کی ہے اور اُن سب کے یا بعض کے ترک کرنے سے کافر ہوتا ہے اور کہتا تھا کہ جس معصیت کے کفر ہونے پر اتفاق نہو تو اُسکے کرنے والے کو کافر کہنا چاہیئے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ وہ گناہگار ہو گیا اور فسق کیا اور ترک کرنا نماز کا حلال جانکر کفر ہے اور قضا کی نیت سے ترک کرنا کفر نہیں فسق ہے اور یہ سارے خصائل جنکو ایمان کہتے ہیں اُن میں سے بعض خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ ہے۔ کہتا تھا کہ کوئی نبی کو مار ڈالے یا اُسکے طمانچہ مار دے تو وہ کافر ہوتا ہے لیکن وہ اِس لئے کہ اُس نے پیغمبر کو قتل کیا یا طمانچہ مارا بلکہ اِس لئے کہ اُسنے پیغمبر کی تکذیب کی اور ہتک کیا ہے اور اُس کو دشمن رکھا ہے۔

پانچواں فرقہ مریسیہ ہے شذرات الذہب میں ابن اہدل سے نقل کیا ہے کہ مریسیہ مرجیہ کا فرقہ بشر بن غیاث بن عبدالرحمن مریسی کی طرف منسوب ہے اور علامہ کفوی نے طبقات حنفیہ میں بشیر بن غیاث بن عبدالرحمن مریسی معتزلی لکھا ہے بعض مؤلفین نے اُسکے فرقے کو معتزلہ میں شمار کیا ہے اُسکا باپ یہودی تھا اور قوم کا رنگریز تھا کوفہ میں رہتا تھا بشر مریسی نے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور اُن سے تھوڑا سا اخذ بھی کیا ہے پھر ابو یوسف تلمیذ امام اعظم کی صحبت اختیار کر کے اُنسے فقہ

سیکھا اور حدیث کو سُنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عُیَینہ وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہانتک کہ فائق ہوکر امام ابو یوسف کے اخص اصحاب سے ہوا کہتا تھا کہ مشائخ صوفیہ کی باتون مین سے کسی بات نے میرے دل مین قرار نہین پکڑا جب تک کہ مین نے دو گواہ نہایت عادل کتاب وسنت سے اُسپر ناطق نہین پائے مگر چونکہ یہ شخص اخیر مین علم کلام اور فلسفہ مین مصروف ہوگیا تھا اس لئے لوگ اُس سے پھر گئے اور امام ابو یوسف اکثر اُسکی مذمت کرتے اور جب سامنے آتا تو مُنھ پھیر لیتے تھے اُسنے امام ابو یوسف سے بہت سی روایتین اور مذہب مین اقوال بیان کئے ہین جن مین سے غریب قول یہ ہو کہ گدھے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ نفی صفات الٰہی اور خلق قرآن کا قائل تھا جیسا کہ عقیدہ معتزلہ کا ہے اسپر اہل سنت نے اُسکی تکفیر کی ہے اور اُسکا اعتقاد یہ تھا کہ بندون کے کام مخلوق خدا ہین استطاعت فعل کے ساتھ ہے جیسا کہ عقیدہ اہل سنت کا ہے اسلئے معتزلہ نے اُسکو کافر ٹھہرا دیا دوسرا عقیدہ اُسکا یہ تھا کہ ایمان نام ہے تصدیق قلبی اور اقرار زبانی دونون کا اور کفر انکار کا نام ہے اور اُسکے نزدیک سجدہ کرنا چاند سورج اور بُت کو کفر نہین لیکن کفر کی علامت ہے بشر کا ایک قول یہ بھی ہے کہ کسی پیغمبر کو قتل کر ڈالنا یا اُسکے تپانچہ مار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور کفر کی وجہ یہ ہے کہ اُسنے پیغمبر کی تکذیب کی اُس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اُسکو قتل کیا یا تپانچہ مارا اسی طرح اور بہت سے اقوال شنیع اُس سے صادر ہوئے جن کے سبب سے عہد خلیفہ رشید مین سزا یاب بھی ہوا مگر صحیح یہ ہے کہ رشید کو جب یہ خبر پہونچی کہ بشر مریسی کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے تو کہنے لگا کہ اگر وہ میرے ہاتھ آیا تو اس سختی سے قتل کراؤنگا کہ آجتک اس طرح کوئی نہ مارا گیا ہے بشر چھپ گیا اور عرصہ بیس سال تک کہ رشید زندہ رہا وہ مخفی رہا یہ نحو کا علم نہین جانتا تھا آواز اُسکی بہت بڑی تھی امام شافعی سے اکثر مناظرہ رکھتا تھا۔ امام شافعی نے جب اُس سے

[illegible]

مسئلہ خلق قرآن ونفی صفات الٰہی مین مناظرہ کیا تو اُس سے یہ بات کہی کہ تو آدھا کافر ہے اسلئے کہ قائل خلق قرآن کا ہے اور صفات الٰہی کی نفی کرتا ہے اور آدھا مومن ہے اِس لئے کہ قائل قضا و قدر و خلق اکتساب عباد کا ہے بشر مریسی نے کچھ اوپر ستر برس کی عمر پائی اور ۲۱۸ھ مین اُسکا انتقال ہوا ہے [1] اور بعض کہتے ہین کہ ۲۱۹ھ مین فوت ہوا مریس جس کی طرف یہ منسوب ہے فتح رائے مہملہ اور یائے تحتانی اور سین مہملہ کے ساتھ ایک قصبہ ہے جو ملک مصر مین واقع ہے [2]

مرجیۂ غیر خالص

ایک غیلانیہ۔ یہ لوگ منسوب ہین طرف مروان بن غیلان یا ابو مروان غیلان دمشقی کے اس گروہ مین تین خصلتین جمع تھین ارجا۔ قدر۔ خروج۔ قدریہ ہونے کی وجہ سے کہتے تھے کہ فاعل خیر و شر کا بندہ ہے اور خارجی ہونے کی وجہ سے کہتے تھے کہ امام کا غیر قرشی ہونا بھی جائز ہے جو کوئی کتاب و سنت کے مطابق عمل کرے وہ قابل امامت ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے انکے نزدیک ایمان نام ہے معرفت ثانی کا اور وہ اللہ تعالیٰ کا پہچاننا اور اُسکے ساتھ محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور مین عاجزی اور لاچاری کرنا اور اِس بات کا اقرار ہے کہ رسولؐ اللہ کی جانب سے ہین اور جو کچھ اللہ کی جانب سے وہ لایا ہے حق ہے غیلانیہ کی اصطلاح مین اِس تفصیل کا نام معرفت ثانی ہے اور وہ کہتے ہین کہ معرفت اول فطری ضروری ہے اور وہ جاننا اِس بات کا ہے کہ کوئی عالم کا بنانے والا اور میری ذات کا پیدا کرنیوالا ہی سو معرفت اول کو ایمان مین دخل نہین معرفت ثانی کا نام ایمان ہے اور غیلانیہ کے نزدیک سارے اعمال ایمان سے خارج ہین اور اُنکا قول ہے کہ حدوث اشیا کا علم ضروری ہے یعنی بالبداہت ثابت ہے غور و تامل کا محتاج نہین۔

دوسرے شبیبیہ۔ یہ محمد بن شبیب مرجی قدری کے متبع ہین اُسکے نزدیک ایمان نام ہے معرفت و اقرار اللہ اور اُسکے رسولون کا اور اُن چیزونکا جنکا کرنا عند العقل ناجائز ہی

[1] تبصیر [illegible]
[2] تبصیر [illegible]

اور جن چیزون کا کرنا عقل کے نزدیک جائز ہے اُنکا اعتقاد ایمان نہین اور کہتا تھا اعمال
ایمان مین داخل نہین اور سارے افعال اختیاریہ کا خالق بندے کو جانتا تھا۔

تیسرے ثوبانیہ۔ یہ ثوبان کے متبع ہین یہ پہلے مرجی تھا پھر خارجی معتزلی ہو گیا
اُسکا قول یہ تھا کہ ایمان عبارت ہے اللہ اور اُسکے رسولون کے پہچاننے سے اور اُنکا اقرار
کرنے سے اور اُن کامون کے اعتقاد سے جنکا کرنا عقل کے نزدیک ناجائز ہے [1]
اور جن کا کرنا عقل کے نزدیک جائز ہے اُنکا اعتقاد کرنا ایمان نہین گویا اُس نے ایمان کو
واجب بالعقل قبل ورود شرع کے ٹھہرایا تھا اس قول مین غسانیہ اور یونسیہ سے
علٰحدہ تھا اور مومنین کے عذاب دوزخ سے نجات پانے پر اُسکو یقین نہ تھا اور اعمال کو
ایمان مین داخل نہین کرتا تھا۔

چوتھے شمریہ۔ یہ فرقہ ابو شمر مرجی قدری کی طرف منسوب ہے وہ کہتا تھا کہ ایمان
عبارت ہے خدائے تعالیٰ کو پہچاننے اور اُس سے محبت رکھنے اور اُسکے سامنے عاجزی کرنے اور
اس بات کا اقرار کرنے سے کہ وہ یکتا ہے کوئی اُسکے مثل نہین اور ان چیزونکو ایمان
جب کہتے ہین کہ انبیا اُنپر حجت اور دلیل لائین اور جب وہ حجت لائین تو انبیا کا اقرار اور
اُن کی تصدیق بھی ایمان اور معرفت سے ہے اور اقرار اُن احکام کا جو انبیا اللہ کے
پاس سے لائے ہین ایمان مین داخل نہین اور خصال ایمان مین سے ہر خصلت نہ
پورا ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ بلکہ جب ساری خصلتین جمع ہو جاتی ہین تو وہ مجموعہ ایمان
ہوتا ہے اور خصلتہاے ایمان کے لئے عدل کی شناخت ضرور ہے اور شناخت عدل سے مراد ہے
یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ تمام خیر و شر کا بندہ آپ خالق ہے نہ خدائے تعالیٰ اور بعض اعمال
کو ایمان مین داخل نہین کرتا تھا اور اُسکا قول ہے کہ جو شخص گناہ کبیرہ کرے تو اُسکو

[1] بفعلہ فلیس الاعتقاد بمعنی الایمان — غرض اس سے یہی کہ ناظر صاحب — سا غلط فہمی کی ہے پھنس — لان فعلہ واما ما جاز فی العقل ان — بلغہ و رسلہ و بکل ما یجوز فی العقل — یون لکھا ہے کہ الایمان ھو المعرفۃ والاقرار — عقل کے واجب ہوا اور شرح مواقف مین — بجا لانا اس کام کا ہے جسکا نازیبا — ہامہ مین اسکا یون ترجمہ کیا ہے ایمان — فعلہ اور کشف الغمہ عن افتراق — والایمان فطری یجب فی العقل — نے تیرہ الاکراہ مین کیا — وابن عیسی بن [illegible]

علی الاطلاق فاسق نکہنا چاہیئے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ یہ فلان بات مین فاسق ہے۔

تکملہ

غنیۃ الطالبین مین مرجیہ کے ذیل کے جن فرقون کو بھی لکھا ہے۔

معاذیہ۔ یہ لوگ منسوب ہین طرف معاذ کے اُسکا قول ہے جسنے طاعت الٰہی کو ترک کیا اُسکے حق مین کہنا چاہیئے کہ اُسنے فسق کیا یون نکہنا چاہیئے کہ وہ فاسق ہے کیونکہ اسم فاعل کا صیغہ دوام پر دلالت کرتا ہے اور فاسق اللہ کا نہ دوست ہے نہ دشمن ہے اسلئے کہ دوست مؤمن ہی اور دشمن کافر اور وہ اِن دونون سے علٰحدہ ہے۔

یونانیہ۔ یہ فرقہ منسوب ہے یونان کی طرف اِن کا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان صرف اس بات کا نام ہے کہ خدا اور اُسکے رسول کو پہچان لے اور زبان سے اقرار کرے اور جس کام کا کرنا روا نہین اُسے نکرے۔

صالحیہ۔ اُس فرقے کا نام صالحیہ اسلئے مقرر ہوا کہ اُنھون نے ابو الحسین صالحی کے مذہب کو اختیار کیا ہی صالحی کہتا ہے کہ ایمان نام ہے معرفت خدا کا علی الاطلاق یعنی یہ جان لے کہ عالم کا کوئی صانع ہے اور کفر جہل ہے اِس معرفت سے اور تثلیث کا قائل ہونا کفر نہین مگر یہ کافری سے ظاہر ہوتا ہے سوا ایمان کے اور کوئی چیز عبادت نہین اور خطط مقریزی مین مرجیہ کے ضمن مین لکھا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو بن صالح کی طرف منسوب ہین اور شہرستانی نے ملل ونحل مین فرقہ مرجیہ کے بیان مین کہا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو صالحی کے متبع ہین اور جو عقیدہ انکا غنیہ مین ذکر ہوا ہے اُس کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ صالح کے نزدیک اللہ کی معرفت عبارت ہو اُسکی دوستی رکھنے اور اُسکے سامنے خضوع کرنے سے اور خدا کی معرفت تو ہو اور رسول کا منکر ہو تو یہ بات جائز ہے اور عقل کے نزدیک روا ہے کہ خدا پر ایمان لائین اور رسول پر ایمان نہ لائین اسلئے کہ رسول نے اپنی زبان سے یہ بات کہی ہے کہ جو مجھپر ایمان نلایا وہ کافر ہے اور کہتا تھا کہ نماز اللہ کی عبادت نہین اُسکی عبادت یہی ایمان ہے اور ایمان معرفت الٰہی کا نام ہے اور ایک خصلت ہے نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اِسی طرح کفر بھی

ایک مصلحت ہے نہ بڑھے نہ گھٹے اور یہ شخص اس بات کا معتقد ہے کہ فاعل خیر وشر کا بندہ ہے اور کہتا ہے کہ امام قریش کے سوا اور شخص بھی ہوسکتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق عمل کرے وہ امامت کے قابل ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ بعض وہ مرجی ہین جنھون نے قدر کو ارجا کے ساتھ جمع کیا ہے جیسے صالحی اور ابو شمر اور محمد بن شبیب اور غیلان مگر فرقہ صالحیہ کہ جو صالحی کے اصحاب ہین معتزلہ کے ضمن مین ذکر کیا ہے اور غنیہ اور ملل ونحل وغیرہ مین کوئی فرقہ صالحیہ معتزلہ مین نہین بیان کیا۔

تذکرۃ المذاہب ومؤید الافاضل وغیرہ مین مرجیہ کے اتنے نام اور فرقے اور لکھے ہین تارکیہ۔ شاملیہ۔ راجیہ۔ شاکیہ۔ تہمیہ۔ عملیہ۔ منقوصیہ۔ مستثنیہ۔ اشریہ۔ بدعیہ۔ مشبہہ۔ حشویہ۔

تارکیہ کہتے ہین ایمان صرف فرائض ہین اور سوا فرائض کے کوئی عبادت فرض نہین **راجیہ** کہتے ہین جسنے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہا تو اُسے طاعت نفع پہونچاتی ہے اور معصیت ضرر نہین دیتی۔

شاملیہ کہتے ہین کہ بندہ جب طاعت بجالاتا ہے تو اسکا نام مطیع ہوجاتا ہے اور جب عصیان کرتا ہے تو اُسکا نام عاصی ہوتا ہے اور جائز ہے کہ اسکے خلاف بھی ہو یادرکھو کہ شاملیہ تذکرۃ المذاہب کے مطابق ہے اور مؤید الافاضل مین اسکی جگہ سائبہ ہے۔

شاکیہ انکو ایمان پر یقین نہین ہوتا شک مین ہین۔

تہمیہ کہتے ہین کہ ایمان کا مبنیٰ عمل پر ہے پس جو امر ونہی کی تعمیل نہین کرتا وہ کافر ہے۔

عملیہ کہتے ہین کہ ایمان عمل اعضا کا نام ہے۔

منقوصیہ کہتے ہین کہ ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا نہین۔

مستثنیہ اسلئے کہلاتے ہین کہ انکے نزدیک ایمان مین استثنا کرنا یعنی یہ کہنا کہ مین مومن ہون انشاء اللہ جائز ہے۔

اشریہ کہتے ہین کہ قیاس باطل ہے دلیل ہونا اُسکا صحیح نہین۔

بدعیہ کہتے ہین کہ سلطان کی اطاعت واجب ہے اگرچہ گناہ پر ہو۔
مشبہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔
حشویہ کہتے ہین کہ واجب اور سنت اور نفل کے درمیان کوئی فرق نہین۔
خلط مقریزی بین مرجیہ کے اتنے فرقون کے صرف نام اور لکھے ہین جحدریہ اصحاب جحدر بن جیمی زیادیہ اتباع محمد بن زیاد کوفی اور ناقصیہ اور بہشمیہ۔

فرقۂ نجاریہ

یہ فرقہ حسین بن محمد بن عبداللہ نجار کی طرف منسوب ہی عبداللہ کا باپ جولاہہ تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ ترازو بناتا تھا غرض کار ہنے والا تھا اسکے مناظرات نظام کے ساتھ رہتے تھے ایک بار مناظرے مین جب کچھ حجت نہ لاسکا تو نظام نے اُسکو دھتکار کر کہا اللہ جار رُسوا کرے تجھکو اللہ تجھکو کون عالم اور ذی فہم جانتا ہے دیا نسے تب مین مبتلا ہوکر اٹھا بیمار پڑ کر مرگیا۔ اس کے متبع اِس اعتقاد مین ہین کہ خالق افعال اللہ ہے اور بندہ کاسب ہے اور استطاعت فعل کے ہمراہ ہوتی ہے اور مسئلہ قضا و قدر اور وعد و وعید اور امامت حضرت ابوبکرؓ مین موافق اہلِ سنت کے ہین اور نفی صفات الٰہی یعنی علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر و حیات و خلق قرآن یعنی حدوث کلام الٰہی اور انکار رویت حق تعالیٰ مین ساتھ نظر کے موافق معتزلہ کے ہین نجار کہتا تھا کہ اللہ آخرت مین بندون کے دلون مین ایک قوت پیدا کردیگا جس سے اُسکو پہچان لینگے پھر وہ قوت دونون آنکھون کی طرف منتقل ہوجائیگی جسکی وجہ سے آنکھون کو بھی شناسائی اللہ کی حاصل ہوجائیگی اِسی شناسائی کا نام رویت ہے اور اللہ ارادہ کرنے والا خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے اور جاننے والا بھی خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے ارادہ و علم صفت علحدہ اُسکی ذات سے نہین اور اللہ نفع و ضرر و خیر و شر کا

کہ نجاریہ حسین بن محمد نجاری ... اور فرق ضروب ہین
اور عینیۃ العالمین من ہم
بن محمد بن عبداللہ النجار
کہا النجاریۃ اتباع الحسین
اور جہمیہ اکثر ان مین ہین
اصحاب حسین بن محمد نجار
مع ابن ... النجاریۃ اصحاب
کے ہین اور علی ... الزعفرانی
فی المذاہب اور ترمذی
الفاظ سے مختلف ...
اصحاب محمد بن الحسین النجار
ملل النجاریۃ

ارادہ کرتا ہے اور اُسکے صاحب ارادہ ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ کسی کا مغلوب و مطیع نہین ہو اُسکو مجبور کر کے اپنی خواہش پوری نہین کرا سکتے اور قدرت حادثہ کے لئے بھی تاثیر ثابت کرتا ہے اور اُسکا نام کسب رکھا ہے جیسا کہ اہلِ سنت کا مذہب ہے اور اُسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ کی ذات ہر مکان مین موجود ہے اور اس سے یہ مراد نہین کہ اُسکا علم یا قدرت ہر مکان مین موجود ہے اور کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب ہی کچھ شرع پہ موقوف نہین اور کہتا تھا کہ مرتکب کبیرہ بقدر اپنے گناہ کے دوزخ مین عذاب پاکر اُس سے نکلیگا ہمیشہ دوزخ مین کفار کی طرح رہنا عدل کے خلاف ہے اور سارے نجاریہ اللہ کے لئے ایک ارادہ ثابت کرتے ہین جو کچھ پیدا ہوتا ہے اُن کے خیر و شر اور ایمان و کفر اور طاعت و عصیان کا اسی کے ذریعہ سے ارادہ کرتا ہے اور عامۂ معتزلہ کی رائے اِسکے خلاف ہے اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر و نکیر کا منکر تھا اور کہتا تھا ایمان زائد ہوتا ہی کم نہین ہوتا ہے اور کہتا تھا اعراض مجتمع ہو کر جسم بنا ہے۔ نجاریہ تین فرقے بن گئے ہین۔

ایک برغوثیہ یاران محمد بن عیسیٰ الملقب بہ برغوث ان کا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی جسوقت پڑھا جائے تو عرض ہی اور جسوقت کسی شے کے ساتھ لکھا جائے تو وہ جوہر ہے۔

دوسرے زعفرانیہ (عین مہملہ و فا کے ساتھ) انکا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی غیر ہے ذات الٰہی سے اور جو چیز ذات الٰہی سے غیر ہے وہ مخلوق ہے پس کلام الٰہی بھی مخلوق ہے اور جو یہ کہے کہ مخلوق نہین وہ کافر ہے۔

تیسرے مستدرکہ اِنکا قول یہ ہے کہ کلام الٰہی مخلوق ہے مطلقاً لیکن ہم متابعت سنت و اجماع کی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ مخلوق نہین ہے یعنی اِسوجہ سے کہ سنت سے ثابت ہوا ہے اور اجماع اسپر ہو چکا ہے کہ کلام الٰہی مخلوق نہین ہے ہمکو بھی اِسکا قائل ہونا پڑا ہی کہ وہ مخلوق نہین ہے مگر رائے انکی یہ ہے کہ کلام الٰہی کے غیر مخلوق ہونے سے مراد یہ ہے کہ اُسکی جو ترتیب اور عبارت ہے حروف اور اصوات مخصوص کے ساتھ یہ مخلوق نہین ہو جو مخلوق ہے اُسکی ترتیب اور عبارت اِسکے خلاف ہے جسپر یہ ترتیب خاص دلالت کرتی ہو اور اُس محکی عنہ کی یہ حکایت ہے اور اِس تاویل کے ساتھ انھون نے کلام الٰہی کی نسبت

مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے تعارض اقوال کو دفع کیا ہے اور اُنکا زعم یہ ہے کہ جو کوئی دین مین ہمارا مخالف ہے اُس کی ساری باتین غلط ہین یہانتک کہ اُسکا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا بھی کذب ہے۔

فرقۂ جبریہ

لفظ جبریہ کو باے موحدہ کے فتح کے ساتھ قدریہ کی مناسبت سے استعمال کر لیتے ہین ورنہ دراصل باے موحدہ کے سکون[له] سے ہے کیونکہ جبر کی طرف منسوب ہی انکو مجبرہ بھی کہتے ہین رسالۂ جبر و اختیار مین ملا باسو حاشی نے لکھا ہے کہ بندہ بعض افعال اختیاریہ کا مجاز ہے اور معنے اِس قول کے یہ ہین کہ افعال اختیاریہ کو اسکی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے مرتعش کی طرف حرکت ارتعاشی کا منسوب کرنا کہ جب مرض رعشہ پایا جاتا ہے جو بندہ کے اختیار مین نہین ہے تو بطریق وجوب کے اُس سے حرکت ارتعاشی صادر ہوتی ہے۔ اِسی طرح جب وہ امور پائے جاتے ہین جو بندے کے اختیار مین نہین ہوتے تو بطریق وجوب کے اُس سے حرکت اختیاری سرزد ہوتی ہے جیسے کاغذ مین حروف لکھے ہوتے ہین تو اُسکو اُن حرفون کے حاصل کر لینے کا اختیار نہین ہوتا بجز اِسکے کہ وہ کاغذ اُن حرفونکا محل ہوتا ہے غرضکہ معنے اِس قول کے کہ بندے کو بعض فعلون کا اختیار بھی ہے یہ ہین کہ جب تین یا چار باتین پائی جاتی ہین تو فعل ضرور پایا جاتا ہے۔

(۱) قدرت جسکی وجہ سے فعل کے اقدام پر جرأت ہوتی ہے۔

(۲) اس بات کا تصور یا اعتقاد کہ یہ فعل اچھا ہے ہو بھی جائیگا کوئی مانع موجود نہین ہے

(۳) شوق جو اِس تصور یا اعتقاد کے بعد پورے طور پر پیدا ہوتا ہے۔

(۴) ارادہ بعض کہتے ہین کہ شوق مؤکد کا نام ارادہ ہے اور بعض کے نزدیک دونون مین فرق ہے پس ایسا اختیار ثابت کرنا ضروری ہے اسی کے اشاعرہ معتقد ہین بلکہ ماتریدیہ جو اختیار ثابت کرتے ہین اُسکو بھی اِس معنے پر حمل کیا جائے جیسا کہ بعض مواضع سے سمجھا جاتا ہے تو اِس صورت مین اشاعرہ و ماتریدیہ کے مطلب مین خلاف نرہیگا مگر جبریہ ایسے اختیار کے بھی منکر ہین انکے غلاۃ کا قول ہے کہ بندے مین قدرت قبل اور بعد اور

ہمراہ فعل کے نہین اور نہ اُسے اپنے کامون مین کسی طرح اختیار حاصل ہے اور نہ کاموںین اُسکے کسب کو دخل ہے وہ مجبور محض ہے اُسکے کامون کو اُسکی ذات کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے جمادات کی طرف کسی کام کی نسبت کی جاتی ہے مثلاً کہتے ہین چکی چلتی ہے پرنالہ بہتا ہے نہر جاری ہے اس بیان سے جبریہ اور اہل سنت کا فرق ظاہر ہو گیا اہل سنت کا مذہب جبر و تفویض مین متوسط ہے کیونکہ انکے نزدیک بندون کے افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندے کاسب ہین مگر اُن کے کسب و عمل کو فعل کے پیدا کرنے مین کوئی اثر نہین مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ ائمہ کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبریہ سے مراد اشاعرہ ہین اور قدریہ سے مراد معتزلہ ہین اور علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ مجبرہ وہ ہین جنھون نے کہا ہے کہ ہمارے لئے کچھ کرنے کی قدرت نہین ہم مجبور ہین جب ہم کوئی کام کرتے ہین تو اللہ اُسوقت اُس کام کو ہمارے لئے پیدا کر دیتا ہے اور بندون کی طرف کام بطور مجاز کے منسوب کر دئے جاتے ہین نہ حقیقۃً جیسے کہتے ہین نہر جاری ہے چکی چلتی ہے اور اپنی اِس راے کے اوپر قرآن کے ساتھ استدلال کرتے ہین حالانکہ اُسکے معنے بالکل نہین سمجھتے ہین اِس کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ مجبرہ کو مرجیہ بھی کہتے ہین اسلئے کہ وہ امر الٰہی کو مؤخر کرتے ہین اور کبائر کا ارتکاب کرتے ہین۔ جبریہ کی دو قسمین ہین ایک جبریہ خالص کہ بندے کے لئے فعل کی قدرت بالکل ثابت نہین کرتے۔

دوسرے جبریہ متوسط کہ بندے کے لئے قدرت غیر مؤثرہ ثابت کرتے ہین مگر جو لوگ قدرت حادثہ کے لئے فعل پیدا کرنے مین اثر ثابت کرتے ہین اور اُس اثر کو کسب و عمل کہتے ہین وہ جبری نہین معتزلہ و شیعہ کی یہ زیادتی ہے کہ اُنھین بھی جبری قرار دیتے ہین یون تو اُن معتزلہ پر بھی جو افعال مؤلدہ کے قائل ہین جبریہ کا اطلاق صادق آتا ہے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ نجاریہ و ضراریہ بھی جبریہ متوسط مین سے ہین اور شہرستانی نے اُنکو جبریہ خالص کے ذیل مین لکھا ہے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جبریۂ خالص کے کئی گروہ ہین۔

اول جہمیہ۔ یہ لوگ جہم بن صفوان ترمذی کے متبع ہین جو راسب کا آزاد غلام تھا

ابن ابی حاتم کی کتاب مین مذکور ہے کہ جہم کوفے کا رہنے والا اور فصیح تھا مگر کم علم تھا اور ابن خزیمہ بھی کہتے ہین کہ جہم کوفی الاصل تھا اور ترمذ مین گھاٹ پر رہتا تھا اور فصیح تھا مگر اعلیٰ درجے کا عالم نہ تھا امام احمد حنبل نے جہمیہ کے رد مین ایک رسالہ لکھا ہے اس مین کہتے ہین ہمکو معلوم ہوا ہے کہ جہم کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ وہ اکثر اللہ تعالیٰ کی نسبت بات چیت کرتا تھا ایک جماعت کفار کی اُسکو ملی جو سمنیہ کہلاتے تھے یہ لوگ سومنا کی طرف منسوب ہین کہ یمن مین ایک بُت تھا سمنیہ نے جہم سے کہا کہ ہم تم سے گفتگو کرتے ہین اگر تمھاری حجت غالب آئے تو ہم تمھارا دین اختیار کرین گے اور اگر ہماری حجت تمپر غالب آئے تو تم ہمارے دین مین آجانا پھر اُن مین اس طرح گفتگو ہونے لگی۔

سمنیہ۔ تمکو اس بات کا یقین ہی کہ ہمارا اللہ ہی
جہم۔ ہان مجھکو اسکا یقین ہی۔

سمنیہ۔ تمنے اللہ کو کبھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہی
جہم۔ مین نے کبھی نہین دیکھا

سمنیہ۔ تمنے کبھی اللہ کی زبان سے کلام سُنا ہی
جہم۔ مین نے کبھی اللہ کی زبان سے کلام نہین سُنا

سمنیہ۔ کبھی تمنے اُسکی بو سونگھی ہی
جہم۔ جی نہین۔

سمنیہ۔ کبھی تمنے اُسکو چکھا ہی
جہم۔ کبھی نہین۔

سمنیہ۔ کبھی تمکو اللہ نے چھوا ہی۔
جہم۔ مجھکو کبھی نہین چھوا۔

سمنیہ۔ پھر تمنے کیسے جانا کہ وہ ہمارا اللہ ہی۔

جہم یہ بات سُنکر متحیر ہوکر رہگیا اور چالیس دن تک اس فکر مین مبتلا رہا کہ کس کی عبادت کرون اور چالیس دن بوجہ شک کے نماز نہ پڑھی پھر اُسنے ایک دلیل مثل نصاریٰ کے پیدا کی نصاریٰ کا زعم یہ ہی کہ جو روح حضرت عیسیٰؑ مین ہی وہی اللہ کی روح ہی اور اللہ مین سے ہی پس جب اللہ یہ ارادہ کرتا ہی کہ کوئی چیز پیدا کرے تو وہ اپنی بعض مخلوق مین داخل ہوتا ہے اور اُسکی زبان سے کلام کرتا ہی اور جس بات کو چاہتا ہے اُسکا حکم دیتا ہے جسکو نہین چاہتا اُسکی ممانعت کرتا ہی اور وہ نظرون سے غائب ہی جہم نے بھی اسی طرح ایک حجت پیدا کی اور سمنی سے یون ہم کلام ہوا۔

جہم۔ کیا تمکو یہ نہین معلوم کہ اللہ کی روح تم مین ہی — سمنیہ۔ ہان یہ ضرور معلوم ہو کہ اللہ کی روح جسم مین ڈالی گئی

جہم۔ تمنے وہ روح کبھی اپنی آنکھ سے دیکھی ہی — سمنی۔ نہین دیکھی۔

جہم۔ تمنے کبھی اسکا کلام اپنے کانون سے سنا ہے — سمنی۔ نہین۔

جہم۔ تمنے کبھی اسکو یا اسنے تمکو کبھی چھوا ہے — سمنی۔ جی کبھی نہین۔

جہم۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کا ہی کہ نہ وہ اِن آنکھون سے دکھتا ہو نہ اُسکی آواز سُنی جاتی ہے نہ اُسکی بو سونگھی جاتی ہی اور وہ نظرون سے غائب ہی اور نہ وہ کسی خاص مکان مین رہتا ہی اور جہم نے اپنے اِس کلام کی بنا اُن آیات پر قائم کی جو متشابہات ہین جیسے لیس کمثلہ شیٔ یعنی اللہ کی مثل کوئی چیز نہین اور وھو اللہ فی السموات والارض یعنی اللہ آسمان اور زمین مین ہی اور لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار یعنی اُسکو نہین دیکھ سکتین آنکھین اور وہ دیکھتا ہے آنکھونکو۔ اِس حکایت کو ابن ابی حاتم نے بھی کتاب الرد علی الجہمیہ مین خلف بن سلیمان بلخی سے اور ابن خزیمہ نے بھی توحید مین قدامہ سے روایت کیا ہے جہم نے اپنے مذہب کا اظہار ترمذ مین کیا تھا وہ کہتا تھا اللہ کے سوا کوئی فاعل نہین ہی مجازاً بندے کو فاعل کہدیتے ہین بندے کو نہ قدرت مؤثرہ حاصل ہی نہ کاسبہ یعنی نہ وہ فعل ایجاد کر سکتا ہے نہ فعل کا کسب کر سکتا ہی بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے جو کچھ اُس سے صادر ہوتا ہی وہ اِس طرح صادر ہوتا ہے جیسے جمادات سے اور نہ اِس بات کو مانتا تھا کہ ایک شے دو قادرون کی قدرت کا مقدور واقع ہوتی ہے[1]

جہم کو جبر مین اسقدر تشدد ہی کہ ثواب وعقاب کو بھی جبر کہتا ہے اور تکلیف کو بھی جبر خیال کرتا ہے اُسنے اہل اسلام پر بہت سے شکوک ڈالے جسکا اثر ملت اسلامیہ بہت بُرا ظاہر ہوا اور بہت سے آدمیون نے اُسکی متابعت کی فلاسفہ یونان کی طرح اُسکے قول کا انجام بھی تعطیل تھا سارے صفات الٰہی کا منکر تھا معتزلہ بھی اِس نفی صفات مین جہم کے موافق ہین اور یہ سب **معطلہ** کہلاتے ہین اور جہم کہتا تھا اللہ کا اُس چیز کے ساتھ وصف کرنا جس کے ساتھ مخلوق موصوف ہوتی ہے جائز نہین پس اللہ کے لئے کوئی صفت مثلاً عالم یا حی

[1] قادرین ۱۲ منہ — ولا ممکن زایدین — بشیئو الکتاب الصمد — للہ وصل ولم — وانعا لہ مخلوق — لا ازلیا الصمد — فرد غیر انقص — ان التعب — قائم لہ عوا — قی مین بیو — بہا رتسم — علی الغنی — علم حی

یا مرید وغیرہ ہونے کی اُسکے نزدیک ثابت نہ تھی اسماے حُسنیٰ کی حقیقتون کا منکر تھا کہتا تھا کہ اللہ کا نام اُنکے ساتھ مجازاً رکھا گیا ہے یا مقصود اُنسے کچھ اور ہے مگر اُن کے یا ان کے معنے نہین معلوم ہوسکتے اور استوی علی العرش کا منکر تھا کہتا تھا اللہ ہر مکان مین ہے ابوشکور سالمی نے تمہید مین لکھا ہے کہ اُسنے ایک بار امام مالک سے سوال کیا کہ یہ جو قرآن مین ہے الرحمٰن علی العرش استوی تو اللہ تعالیٰ عرش پر کیونکر قائم ہے اُنھون نے جواب دیا کہ الاستواء غیر مجہول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ اور اسکے بعد یہ کہا کہ تو مجھے گمراہ معلوم ہوتا ہے دیدار الٰہی کا بھی قائل نہ تھا اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر و نکیر اور پل صراط اور حوض کوثر اور ملک الموت کا انکار کرتا تھا اور یہ بھی مثل شیعہ اور معتزلہ کے کرامات اولیا کو باطل کرتا تھا اور معجزات انبیا کو ثابت و صحیح مانتا تھا کہتا تھا اگر کرامات کی تصدیق کی جائیگی تو معجزات کا ابطال لازم آئیگا اور انبیا اور اولیا مین مابہ الامتیاز کچھ نہ رہیگا اور قرآن کو مخلوق بتاتا تھا اور کہتا تھا جنت و دوزخ جنتی اور دوزخیون کے اُن مین داخل ہونے اور اُن کے جنت و دوزخ سے متلذذ و متالم ہوجانے کے بعد فنا ہوجائیگی اور سواے ذات باری کے کچھ باقی نہ رہیگا قرآن مین جہان خلود کا وعدہ کیا گیا ہے وہ حقیقت پر محمول نہین ہے بلکہ مبالغہ و تاکید پر محمول ہے اسکا مذہب یہ ہی کہ ایمان قلب کے ساتھ ہے نہ زبان کے ساتھ اور جس نے اللہ کو پہچان لیا اور زبان سے ایمان کا اقرار نکیا تو وہ کافر نہین ہوتا ہے اسلئے کہ علم خاموشی سے زوال نہین پاتا ہے اور کہتا تھا کہ جہان ایمان ہوتا ہے وہان کوئی گناہ نقصان نہین پہونچا سکتا مرد مؤمن گناہون کی سزا سے ایمن ہے اور جو شخص دل سے ایمان لایا وہ کافر نہوگا بلکہ مؤمن ہی اسلئے کہ علم و معرفت انکار سے زائل نہین ہوتے معتزلہ نے استطاعت کی نفی کرنے کی وجہ سے اسکی تکفیر کی ہے اور اہلِ سنت نے صفات الٰہی کی نفی کرنے اور قرآن کو مخلوق ماننے اور دیدار الٰہی کا انکار کرنے کی وجہ سے اُسکی تکفیر کی ہے جہم اِس بات مین متفرد تھا کہ سلطان ظالم پر خروج کرنا جائز ہے اور اُس کے نزدیک سب علوم خواہ تصوری ہون یا تصدیقی نظری ہین یعنی عقل سے غور اور فکر کے ساتھ حاصل ہوتے ہین اور اُسکا قول ہی کہ ایمان نام ہے

اللہ کی معرفت کا اور بعض جہمیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہیں ان دونوں باتوں کی معرفت کا نام ایمان ہے جہم کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا علم حادث ہے لیکن نہ ایسی صفت سے جس کے ساتھ غیر اللہ موصوف ہوتا ہے اِسی طرح کہتا تھا کہ کلام الٰہی بھی حادث ہے اور اللہ کو اُسکا متکلم نہ سمجھنا چاہیے اور کہتا تھا کہ یہ بات جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کو قبل اُسکے پیدا ہونے کے جانے اِس لئے کہ اگر اُسکو پہلے سے علم تھا پھر اُسنے پیدا کیا تو اُسکا علم بدستور باقی رہا یا نہ باقی رہا اگر باقی رہا تو وہ جاہل ٹھہرا اسلئے کہ علم اِس امر کا کہ یہ چیز عنقریب پیدا ہوگی مغائر ہے اس علم کے کہ یہ چیز پیدا ہو چکی اور اگر باقی نہ رہا تو یہ متغیر ہو گیا اور متغیر مخلوق ہے قدیم نہیں ہے اور جب حدوث علم کا ثابت ہوا تو پھر اس بات سے خالی نہیں کہ اُسکی ذات میں حادث ہوگا جس سے ذات محل حادث ہو جائیگی یا ذات باری میں تو نہیں بلکہ کسی محل میں حادث ہوگا اس صورت میں محل اُسکے ساتھ موصوف ہوا نہ باری تعالیٰ اِس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ علم کے لئے محل نہیں ہے کتاب الاوائل میں ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے کہ جسنے اول یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کلام نہیں کیا وہ جہم ہے اور یہ قول اُسکے خصوصیات میں سے ہے انتہی مگر تحقیق یہ ہے کہ جس نے دین اسلام میں اول یہ کہا کہ اللہ نے کلام نہیں کیا وہ جعد بن درہم ہے اور اِسی نے اول یہ بھی کہا تھا کہ قرآن مخلوق ہے جعد کا قول تھا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے خود کلام نہیں کیا تھا بلکہ کلام اور آواز کو درخت میں پیدا کر دیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اُسی درخت سے وہ کلام سنا تھا اسی طرح جعد یہ بھی کہتا تھا کہ جبرئیلؑ نے خدائے پاک سے قرآن نہیں سُنا تھا بلکہ جبرئیلؑ نے لوح محفوظ میں سے پڑھ لیا تھا جب خالد بن عبد اللہ قسری گورنر عراق نے اُسکی یہ بات چیت سُنی تو پکڑ لیا اور عید اضحی کے دن خاص اِسی بات کی سزا میں ذبح کر ڈالا اول خالد نے ممبر پر چڑھکر مسلمانوں سے خطبے میں بیان کیا کہ تم قربانی کرو اللہ اُسے قبول کریگا اور میں آج جعد بن درہم کو قربان کرتا ہوں اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل نہیں بنایا اور نہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کلام کیا خالد یہ کہکر ممبر پر سے اُترے اور جعد کو ذبح کر ڈالا

یہ واقعہ تابعین کے زمانے کا ہے ابن تیمیہ نے کتاب العقل والنقل مین لکھا ہے کہ جہمیہ اور معتزلہ یہ کہتے ہین کہ قرآن اللہ تعالیٰ سے مبائن ہے یہی حال اُسکے سارے کلام کا ہی اور اللہ تعالیٰ نے درخت مین کلام پیدا کر دیا تھا اُسی کو حضرت موسیٰؑ نے سُنا تھا اور ہوا مین کلام پیدا کیا تھا تو اُسے جبرئیلؑ نے سُنا تھا اور اللہ کا کوئی ایسا کلام نہین جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہو۔[1]

تفسیر جامع البیان مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے آخر مین ایک عربی کا رسالہ لگا ہوا ہے اُس مین بیان کیا ہے کہ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب مین فرق یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہین اللہ نے حضرت موسیٰؑ سے حقیقت مین کلام کیا اور بولا تھا مگر یہ کلام اِس طرح کا تھا کہ اللہ نے کسی غیر چیز مین پیدا کر دیا تھا اُس سے حضرت موسیٰؑ نے سن لیا اور وہ غیر چیز یا تو کوئی درخت تھا یا ہوا یا اور دوسری چیز۔ اللہ کی ذات کے ساتھ کلام قائم نہین ہو سکتا اسیطرح نہ کوئی دوسری صفت جیسے قدرت مشیت رحمت حیات وغیرہ اُسکی ذات کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے اور جہمیہ کبھی تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کسی طرح کلام نہین کیا اور کبھی یہ بات صاف طور پر تو مُنھ سے نہین نکالتے کیونکہ اِسمین صریح دین اسلام اور دین نصاریٰ اور یہود سے خلاف لازم آتا ہے بلکہ بظاہر اِس بات کا اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا مگر ساتھ ہی اتنی تاویل کر دیتے ہین کہ اللہ نے اپنے کلام کو غیر چیز مین پیدا کر دیا تھا اور دلیل اپنے مطلب پر یہ بیان کرتے ہین کہ کلام کی حقیقت حروف و آواز ہین اور یہ دونون محدث ہین اور حروف و آواز اُسی چیز کے ساتھ قائم ہوتے ہین جو متغیر ہو اور اللہ تعالیٰ متغیر نہین پس اللہ کے ساتھ کلام قائم نہین ہو سکتا۔

اُسی رسالہ عربی مین ذکر کیا ہے کہ جہمیہ کو اِس بات کا جو جواب دیا ہے اُسکی تین قسمین ہین یہ جواب تین گروہون نے دئے ہین۔

(۱) کُلّابیہ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ یہ کہتے ہین کہ اللہ کے کلام کی حقیقت حروف

---

[1] کتاب العقل والنقل کی عبارت یہ ہے ان الجهمية واتباعهم من المعتزلة قالوا ان القرآن بائن من الله وكذلك سائر كلامه وزعموا ان الله يخلق كلاماً في الشجرة فسمعه موسى وخلق كلاماً في الهواء ۱۲

[illegible]

و آواز نہین بلکہ وہ تو ایک معنی اور مفہوم ہے جو متکلم کی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے حروف اور آواز تو اس معنے کے بیان کرنے کے لئے ہین اور وہ معنے ماموں کے اعتبار سے امر ہے اور بہ نسبت منہی عنہ کے نہی ہے اور مخبر بہ کے اعتبار سے خبر ہے جبکہ اس معنے کو عربی الفاظ مین ادا کیا تو قرآن کہلایا اور عبرانی مین ادا کیا تو توریت نام پایا اور سریانی مین ادا کیا تو انجیل نام ہوا پس کلام ایک ایسی چیز ہے جو انہی دونون قسمون مین حقیقتہً مشترک ہے یا ایسا ہو کہ کلام خالق پر کلام کا اطلاق مجازی طور پر ہے اور کلام مخلوق پر اُسکا اطلاق حقیقتہً ہے یہ راے متاخرین اصحاب مالک اور شافعی اور احمد اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی ہے۔

(۲) اگرچہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہی ہین لیکن یہ دونون چیزین محدث نہین یہ مذہب سالمیہ کا ہے جو ابو الحسن بن سالم کے اصحاب ہین انکی راے یہ ہے کہ قرآن مع حروف و آواز کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پہلا گروہ جس طرح کلام نفسی کو قدیم مانتا ہے یہ دوسرا گروہ برخلاف اُسکے کلام لفظی کو قدیم کہتا ہے انکی دلیل یہ ہے کہ بغیر حروف و آواز کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنی امر و نہی اور خبر نہین ہوسکتا جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ توریت اور انجیل اور قرآن ایک ہی معنی ہے اختلاف صرف عبارات مین ہے جو اُس معنے پر دلالت کرتی ہین یہ اُسکی غلطی ہے اس تقدیر پر آیت کرسی اور قل ھو اللہ احد اور تبت یدا ابی لھب اور توریت اور انجیل ایک ہی چیز قرار پا جائینگے اس گروہ نے ابن کُلّاب کے قول کو تسلیم نہین کیا ہے یہ گروہ قرآن لفظی کو قدیم بتلاتا ہے اور اس صورت مین حروف اور آواز کی ذاتون کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کہ یہ دونون اللہ کی ذات کو لازم ہین اور با و شین و میم وغیرہ ہمیشہ سے موجود ہین اور موجود رہین گے کوئی شے اُن سے سابق نہین یہ سب اللہ کی ذات کے ساتھ ازل سے قائم ہین یہ دوسرا مذہب بعض اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ کا بتایا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ کہتا ہے کہ ہمنے مانا کہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہین اور حروف

و آواز محدث بھی ہین مگر اُن کے محدث ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ انکا مخلوق ہونا اور اللہ سے منفصل ہونا واجب ہی تو یہ بات ممنوع ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ قدیم نہین ہین تو یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہین مگر ہم ایسے کلام کو جو قدیم نہو محدث بھی نہین قرار دیتے یہ گروہ اِس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے جو کلام کیا نہ وہ قدیم تھا نہ محدث اِس فرقے کی یہ رائے ہے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اور جب چاہتا ہے نہین کرتا یہ بات بھی اُسی قبیل سے ہے جس طرح اسنے اپنے کلام مین فرمایا ہے خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یعنے اللہ نے آسمان و زمین چھ دن مین بنائے پھر عرش پر قرار پکڑا اور ثم استوی علی السماء وھی دخان پھر چڑھا آسمان کی طرف اور وہ دھوان تھا اور ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکة یعنے انکے پاس اللہ اور فرشتے ابر کے سائبانون مین آوین ایسی باتین قرآن مین بہت ہین اور حدیث مین اکثر مقامات پر آیا ہے کہ اللہ جب چاہتاہی اپنے افعال اور کلام کو جو اُسکی ذات کے ساتھ قائم ہین واقع کرتا ہے پس جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے وہ اُسی کا کلام ہے نہ کسی غیر کا اور مخلوق خالق کے ساتھ قائم ہو نہین سکتا اور نہ رب مخلوق کا محل ہو سکتا ہے اللہ کی ذات پاک کے ساتھ وہی کلمات اور افعال قائم ہوتے ہین جن کو وہ چاہتا ہے اور یہ چیزین مخلوق نہین ہوتین مخلوق وہ ہی جو مبائن ہو اور اللہ کا کلام اُس سے مبائن نہین وہ اُسی سے موجود ہے اُسی کے ساتھ قائم ہے یہ مذہب محدثین اور صوفیہ اور فقہا کا ہے۔

حافظ نے فتح مین کہا ہے کہ جہمیہ کی جو مذمت اہل سنت نے کی ہے تو وہ صرف مذہب جبری کی وجہ سے نہین بلکہ سلف نے اُنکی مذمت پر اسوجہ سے بھی اتفاق کیا ہی کہ صفات الٰہی کے منکر ہین یہانتک کہ کہتے ہین قرآن اللہ کا کلام نہین اور وہ مخلوق ہے۔

اُستاد ابو المنصور ابو القاہر بن طاہر تمیمی نے کتاب الفرق بین الفرق مین کہا ہی کہ مبتدعہ کے رئیس چار ہین اُن مین سے ایک جہم ہے جو اللہ کے اوصاف کا منکر تھا اور بندے کو مجبور محض بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ کا علم حادث ہے اور اللہ کو متکلم نہ کہنا چاہیے

اور وہ اپنے بندون سے کلام نہین کرتا امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک مبالغہ کیا کہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہین بخاری نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم کا کلام ایک صفت بے معنے ہے اور ایسا مکان ہے جسکی بنیاد نہین ابن ابی حاتم نے معتمر بن سلیمان کے ذریعہ سے حلاد طفاوی سے روایت کی ہے کہ سلم بن احوز مازنی کو جو خراسان مین تھا خبر پہونچی کہ جہم اِس بات کا منکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تو اُسے قتل کر ڈالا اور یہ واقعہ سنہ ۱۳۰ھ کا ہے اور ابو القاسم لالکائی کا قول کتاب السنۃ مین یہ ہے کہ جہم سنہ ۱۳۲ھ مین مارا گیا اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ جس وقت مروان بن محمد کے قبضے مین زمام حکومت آگئی اور اُسنے اپنی جانب سے عراق کی گورنری پر یزید بن عمر بن ہبیرہ کو مامور کیا تو ابن ہبیرہ نے خراسان کی نیابت پر نصر بن سیار کو بحال رکھا نصر نے مروان کی بیعت کی حرث بن شریح کو اِس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مجھے یزید بن ولید نے امان دی تھی نہ کہ مروان نے ذہن مین یہ آنا تھا کہ نکل کھڑا ہوا اور اپنے ہوا خواہون کو مجتمع کرکے ایک لشکر مرتب کر لیا نصر سے تحریک کی کہ شریک جماعت رہو جو کام کیا جائے شورے سے کیا جائے نصر نے منظور نکیا تب حرث کے کہنے سے جہم بن صفوان نے کھڑے ہو کر نصر کے عادات خصائل بیان کرکے لوگون پر اُس امر کو جسکی اُسکو دعوت دی گئی ظاہر کر دیا (اور وہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرو) اِس سے عوام الناس پر بہت بڑا اثر پڑا یونہی جماعت بڑھتی گئی نصر نے حرث کو کہلا بھیجا مین تمکو ماوراء النہر کی حکومت دئیے دیتا ہون ساتھ ہی اسکے تین لاکھ درم بھی دونگا حرث نے اِس سے انکار کیا ان واقعات کے بعد نصر و حرث نے متفق ہوکے جہم بن صفوان و مقاتل بن حیان کو حکم مقرر کیا ان دونون نے باتفاق راے یہ فیصلہ کیا کہ نصر معزول کر دیا جائے اور حکومت خراسان کی بابت شورے ہونا چاہئے اور اہل خراسان جس سے راضی ہون وہی اُنکا امیر مقرر ہو کر اُن مین حکم عدل کے ساتھ کرے مگر نصر نے اِس تجویز کو نامنظور کیا حرث نے اِس انکار سے مخالفت کی اور اعلان جنگ کرکے لڑائی کی تیاری کر دی مگر شہر مرو پر سلم بن احوز مازنی

کے ہاتھ سے شکست پاکر بھاگا یہ سالم نصر کا ایک سردار تھا بعد ازان نصر نے جدیع بن علی کرمانی کو بلا بھیجا یہ اُسوقت اَزْد و ربیعہ مین موجود اور حرث کا بھی خواہ تھا کرمانی بن علی امن حاصل کرکے نصر کے پاس آیا باتون باتون مین نصر کے مصاحبین نے کرمانی سے سخت کلامی کی جس سے اُسکو نصر کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی اُٹھکر چلدیا لیکن اُسکے ہمراہیون مین سے جہم بن صفوان کو گرفتار کرکے ان لوگون نے مارڈالا اور طبری نے واقعات سنہ ۱۲۸ھ مین ذکر کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے نصر بن سیار خراسان کا گورنر تھا حرث بن شریح نے اُسپر خروج کیا اور جہم اُس وقت حرث کا میر منشی تھا اور جب نصر نے جہم اور مقاتل کے فیصلے کو نامنظور کیا تو حرث اور نصر مین مدت تک لڑائی رہی یہانتک کہ حرث سنہ ۱۲۸ھ ہجری مین مارا گیا جہم کی نسبت بعض کا قول یہ ہے کہ وہ بھی میدان جنگ مین کام آیا اور بعض کہتے ہین کہ وہ پکڑا گیا اور نصر نے سالم بن اَحْوَز کو حکم دیا کہ اِس کی گردن ماردے جہم نے معافی چاہی مگر سالم نے قتل کئے بغیر نہ چھوڑا اور وہ مقام مرو مین قتل کیا گیا اور ابن ابی حاتم نے سعید بن رحمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم سنہ ۱۳۰ھ مین مارا گیا اور ممکن ہے کہ حرث سے دو برس کے بعد جہم کا قتل واقع ہوا ہو پس کرمانی نے جو یہ کہا ہے کہ ہشام بن عبد الملک کے ایام خلافت مین جہم مارا گیا یہ صحیح نہین شاید اُسکو سہو ہو گیا ہے کہ اُسکا ذہن جعد بن درہم سے جہم کی طرف منتقل ہو گیا جو ہشام کے عہد مین خالد قسری امیر عراق کے حکم سے مارا گیا جو یہ کہتا تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہین بنایا اور نہ حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا یہ مقالہ خاص جعد ہی نے اول مُنھ سے نکالا ہے جہم نے اُسکی تقلید کی ہے اِسلئے اسکا نام مقالۂ جہمیہ مقرر ہو گیا۔

اور بخاری نے کتاب خلق الافعال مین لکھا ہے کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ جہم جعد بن درہم کا شاگرد تھا اور جہم کا واقعۂ قتل جعد کے واقعہ سے بہت بعد ظہور مین آیا ہے کہ وہ عہد ہشام بن عبد الملک کا نہ تھا شاید کرمانی کو یہ دھوکا اِس روایت سے ہوا ہے جو ابن ابی حاتم نے صالح بن احمد بن حنبل کے طریق سے روایت کی ہے اُنھون نے کہا ہے مین نے ہشام بن عبد الملک کے دفتر مین نصر بن سیار حاکم خراسان کے نام اِس مضمون کا

حکم دیکھا ہے کہ ایک آدمی نے جس کا نام جہم ہے تجہیز شورش کر رکھی ہے اگر تو اُس پر کامیاب ہو تو اُسکو قتل کر ڈالیو کرمانی نے اِس سے یہ خیال کر لیا ہوگا کہ ہشام کے عہد مین جہم مارا گیا ہے حالانکہ اِس حکم سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ہشام کے وقت مین مارا گیا ہو اسلئے کہ جہم نصر سے لڑتا رہا ہو اور ہشام کے عہد مین نصر اُسپر کامیاب نہوا ہو بعد انتقال ہشام کے جہم کو شکست دیکر اُسکو قتل کیا ہو۔

تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین جہمیہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہین۔ معطلیہ۔ مرابضیہ۔ مترافیہ۔ واردیہ۔ حرقیہ۔ مخلوقیہ۔ نمیریہ۔ فانیہ۔ زنادقیہ۔ قبریہ۔ واقفیہ۔ لفظیہ۔

معطلیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق ہین۔

مرابضیہ کہتے ہین کہ اللہ کے علم و قدرت اور مشیت مخلوق ہین۔

واردیہ کہتے ہین کہ جو دوزخ مین داخل ہوگا پھر وہ اُس سے باہر نہ نکلے گا اور مومن دوزخ مین داخل نہ ہونگے۔

حرقیہ کہتے ہین کہ دوزخی جلین گے مگر نہ اِس طرح کہ اُنکا اثر باقی نہ رہے۔

مخلوقیہ کہتے ہین کہ قرآن مخلوق ہے۔

نمیریہ کہتے ہین کہ حضرت سرور عالم حکیم ہین نہ رسول۔

فانیہ کہتے ہین کہ جنت و دوزخ فنا ہو جائیگی۔

زنادقیہ کہتے ہین کہ معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو ہوا تھا نہ جسم کو اور اللہ نہ قیامت مین دکھ سکتا ہے نہ خواب مین اور یہ قیامت کے منکر ہین اور عالم کو قدیم جانتے ہین۔

قبریہ عذاب قبر کے منکر ہین۔

واقفیہ کہتے ہین کہ یہ معلوم نہین کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔

لفظیہ کہتے ہین کہ قرآن قاری کا کلام ہے نہ اللہ کا مہر انور مصنفہ مولوی وکیل احمد سکندرپوری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم جو قرآن کا تلفظ کرتے ہین تو یہ لفظ جو ہمارے منھ سے نکلتے ہین مخلوق ہین اُنکو وہ لوگ جو الفاظ قرآن کو بھی قدیم سمجھتے تھے مبتدع کہتے تھے اور اُنکا نام لفظیہ رکھا تھا چونکہ محمد بن اسماعیل بخاری کا بھی

یہی مذہب تھا اسلئے انکو محمد بن یحیٰی بن عبد اللہ خالد بن فارس ذہلی لفظیہ کہتے تھے اور ذہلی ایک ایسے جلیل الشان محدث ہین جنھین ابن داؤد امیر المؤمنین فی الحدیث اور ابو حاتم امام اہل زمان کہتے تھے اور جنسے بخاری ایسی احادیث کی روایت کرتے ہین جنکو بخاری نے اپنے مشائخ سے نہین پایا اور سوائے انکے کسی سے وہ روایت نہین ملی ذہلی محمد بن اسمٰعیل بخاری کو مبتدع کہتے تھے اور قابل مجالست نہین سمجھتے تھے بلکہ ذہلی نے یہ حکم دیا کہ جو شخص بخاری کے پاس جائے اُسکو متہم سمجھنا چاہیے اسلئے کہ بخاری کی مجلس مین ایسا ہی شخص حاضر ہوگا جو اُنکے مذہب پر ہوگا جب بخاری نیشا پور مین رہنے لگے تو مسلم بن الحجاج بخاری کے پاس زیادہ آتے جاتے تھے جب ذہلی و بخاری مین مسئلۂ لفظ مین اختلاف ہوا تو لوگون کو منع کیا کہ وہ بخاری کے پاس نہ جائین چنانچہ لوگون نے بخاری کے پاس کا جانا چھوڑ دیا مگر مسلم نے نہ مانا اور برابر بخاری کے پاس جاتے تھے ذہلی نے ایک دن کہا کہ جو شخص لفظ کا قائل ہو اُسے یہ حلال نہین کہ ہماری مجلس مین حاضر ہو چونکہ مسلم قائل بہ لفظ تھے وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور چادر عمامے پر ڈال لی اور چلے گئے اور احمد بن سلمہ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے تب ذہلی نے یہ کہا کہ یہ شخص میرے شہر مین نہ رہے تو بخاری ڈرے اور اُنھون نے سفر اختیار کیا چنانچہ اِس قصے کو ذہبی نے سیر اعلام النبلا مین لکھا ہے ذہبی اُس مین لکھتے ہین قال الحاکم انبانا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الاخرم سمعت ابن علی المخلدی سمعت محمد بن یحییٰ یقول قد اظہر ھذا البخاری قول اللفظیۃ واللفظیۃ عندی شر من الجہمیۃ یعنے محمد بن یحیٰی کہتے تھے کہ اِس بخاری نے لفظیہ کا قول ظاہر کیا اور میرے نزدیک لفظیہ جہمیہ سے بُرے ہین۔

ابن تیمیہ نے اپنے رسالے مین جو خاص اللہ کے کلام کرنے کی بحث مین لکھا ہے یہ چار نام بھی ذکر کئے ہین **خلقیہ** اور **حدوثیہ** اور **اتحادیہ** اور **اقترانیہ**۔

بعض رسائل مین لکھا ہے کہ جہمیہ اتحادیہ جنکو اپنے مذہب مین نہایت غلو ہے اِس بات کے مدعی ہین کہ جو کچھ ہمکو الہام حاصل ہوتا ہے وہ اُس چیز سے افضل ہے جو حضرت موسیٰ کو حاصل ہوئی تھی (مراد اِس سے اللہ کا حضرت موسیٰ سے کلام کرنا ہے)

دوم بکریہ یہ بکر بن اخت عبدالواحد کے اصحاب ہین یہ شخص اِس عقیدے بین نظام کے موافق تھا کہ انسان صرف روح ہے اور یہ بھی زعم کرتا تھا کہ اللہ قیامت کے دن ایک ایسی صورت مین دکھائی دیگا جسکو وہ پیدا کریگا لوگ اُسی صورت سے بات چیت کرینگے صاحب کبیرہ منافق ہی دوزخ کے سب سے تلے کے طبقے مین ہوگا اسکا حال کافر کے حال سے بھی بدتر ہے پیاز اور لہسن کے کھانے کو حرام بتاتا تھا وضو کو قرقر شکم سے واجب کہتا تھا اور حضرت ابو بکر کی خلافت پر نص ہونے کا قائل تھا۔

سوم ضراریہ یہ ضرار بن عمرو کے اصحاب ہین یہ منفرد تھا ساتھ کئی مقالات کے کہتا تھا اللہ کی رویت قیامت کے دن ایک اور حاسہ سے ہوگی جو ان حواس خمسہ سے زائد ہوگا اور ابن مسعود اور ابی بن کعب کی قرارت کا منکر تھا اور کہتا تھا انکی قرارت کے مصحف وہ قرآن نہین جسکو اللہ نے نازل کیا ہے اور عامۂ مسلمین کے دین مین شک کرتا تھا اور کہتا تھا شاید یہ لوگ کفار ہین ۔ جسم کو اعراض مجتمعہ بتاتا تھا۔شہرستانی ملل و نحل مین کہتا ہو کہ حفص فرد بھی مسئلہ تعطیل مین ضرار کے موافق ہے کیونکہ دونکا قول یہ ہو کہ باری تعالیٰ کو جو عالم اور قادر کہتے ہین اِس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ جاہل اور عاجز نہین اور اُسکے واسطے ایسی ماہیت ثابت کرتے ہین جسکو سوا اُسکے کوئی نہین جانتا اور کہتے ہین کہ یہ قول امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب کی راے کے مطابق ہے اُسکے تابعین نے اُسکے قول کی یون تاویل کی ہے کہ مراد ضرار کی اِس قول سے کہ اللہ کے لئے ایک ماہیت ہے اُسکی ذات سے علٰحدہ یہ ہے کہ اللہ پر اسکا نفس ظاہر ہے وہ اُسے بخوبی جانتا ہو کسی قسم کی دلیل اور خبر کی اُسکو ضرورت نہین ہے اور ہم اُسکو دلیل اور خبر سے جانتے ہین اور بندے کے کام اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہین بندہ اُنکا کاسب ہی اور جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلون مین مشترک ہو اور اہلِ سنت کا یہ قول ہے کہ ایک چیز دو قدرت مؤثرہ کا مقدور نہین بن سکتی بلکہ دو قدرت کا سبب بھی ایک مقدور سے متعلق نہین ہوسکتین پس دید کو خالد کے کام پر قدرت حاصل نہوگی۔ اور ضرار کہتا تھا کہ جائز ہے کہ اللہ اعراض کو اجسام سے بدل دے اور کہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

صرف اجماع صحابہ کا حجت ہی پس احکام دین مین خبر احاد نامقبول ہے کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلا واجب نہین جب تک رسول نہ آئین اور حرام وحلال کو نہ بتائین اُسکی معرفت واجب نہین اِسکے نزدیک امامت غیر قرشی کی بھی جائز ہے بلکہ جب قرشی اور گنوار مسلمان جمع ہون تو گنوار کو اس منصب کے لئے منتخب کرنا چاہئے کیونکہ اُسکے طرفدار کم ہونگے پس کوئی کام شرع کے خلاف کریگا تو اُسکا معزول کرنا آسان ہوگا اگرچہ معتزلہ بھی امامت غیر قرشی کی جائز رکھتے ہین مگر قرشی پر اُسکو تفوق نہین دیتے۔

مؤید الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین جبریہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہین:
مضطریہ۔ افعالیہ۔ معیہ۔ مفروغیہ۔ بحاریہ۔ مشمنیہ۔ کسلیہ۔ سابقیہ۔ جیبیہ خوفیہ۔ فکریہ۔ حسبیہ۔

مضطریہ اس لئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک خیر و شر اللہ کی طرف سے ہے بندے کو انکے صدور مین اختیار نہین۔

افعالیہ اِس لئے کہتے ہین کہ اِن کے نزدیک بندے سے افعال صادر ہوتے ہین مگر اُن پر بندے کو قدرت نہین۔

معیہ یہ نام انکا اِسلئے ہوا کہ انکا قول ہے کہ فعل وقدرت دونون بندے کو حاصل ہین۔

مفروغیہ اِسلئے کہلاتے ہین کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ بغیر اختیار کے ہوتا ہے۔

بحاریہ یہ کہتے ہین کہ بندون کو جو اللہ پاک سزا دیتا ہے وہ اپنے افعال کی وجہ سے دیتا ہے نہ بندون کے افعال پر۔

مشمنیہ اسلئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ جس چیز پر نفس ٹھہر جائے اور اُسے اختیار کرلے وہ خیر ہے اور جس کو نفس چھوڑ دے اور مکروہ جانے وہ شر ہے۔

کسلیہ یون کہلاتے ہین کہ انکے نزدیک ثواب وعذاب نیک وبدکام کے سبب سے نہین حاصل ہوتے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ کسبیہ ہے اور بحر المذاہب مین یون ہی ہے

سابقیہ یہ نام انکا اسلئے مقرر ہوا کہ انکا زعم یہ ہے کہ سعادت وشقاوت بندونکی تقدیر ازل سے مقرر ہو چکی ہین نہ انھین طاعت سے نفع ہو پہنچے گا نہ گناہ سے ضرر ہو۔

جیبیہ ان کو اس لئے کہتے ہین کہ اُن کا قول ہے کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین دیتا اور اللہ ہمارا حبیب ہے۔

فکریہ اس لئے مشہور ہوئے کہ ان کے نزدیک فکر عبادت سے افضل ہے جس کے جتنے عمل زیادہ ہوتے ہین اُسکی اتنی ہی تکالیف ساقط ہو جاتی ہین اور خلق پر اُس کی احتیاج کا پورا کرنا واجب ہے اور وہ مسلمانون کے مال مین شریک ہے سو جو اُسے منع کرے وہ ظالم ہے۔

خوفیہ اس لئے کہتے ہین کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حبیب سے حبیب کو خوف نکرنا چاہئے اور اللہ ہمارا حبیب ہے۔

حسبیہ یہ توریث اور وراثت کے منکر ہین۔

انھی جبریہ مین سے ایک فرقہ کا نام بطیخیہ ہے یہ اسماعیل بطیخی کے متبع ہین اور دوسرے کا صباحیہ کہ ابو صباح بن معمر کی طرف منسوب ہین۔

فرقۂ قدریہ

قدریہ بفتح دال اور کبھی سکون دال سے بھی استعمال کرتے ہین کذا فی المرقاۃ اور یہ قدریہ منسوب ہین قدر کی طرف کیونکہ وہ کہتے ہین کہ بندون کے تمام افعال مین بندون کی قدرت جو اللہ کی پیدا کی ہوئی ہوتی ہے مؤثر ہوتی ہے پس بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے قضا و قدر الٰہی کو اُس مین دخل نہین اور اپنے کامون مین بندہ محتاج خدا کا نہین ہے قدریہ اور جبریہ فرقے دونون ایک دوسرے کی ضد ہین کیونکہ یہ عبد کو قادر و مختار کہتے ہین اور جبریہ بالکل عاجز و مجبور بتاتے ہین ابو المنتہی نے شرح فقہ اکبر مین لکھا ہے کہ قدریہ عام ہے اور معتزلہ خاص ہے اسلیے کہ تمام معتزلہ قدریہ ہین اور بعض دوسرے فرقے بھی قدریہ ہین پس کل معتزلہ قدریہ ہوئے اور کل قدریہ معتزلہ نہین ہوئے پہلی جو بدعت زمانۂ صحابہ مین نکلی وہ یہی مذہب قدریہ کا ہے سب سے پہلے جسنے اِس مسئلے کو چھیڑا معبد بن خالد جہنی ہے جب بصرے مین اُسنے اس مسئلے مین

گفتگو شروع کی تو بہت سے اہلِ بصرہ اُسکی راے پر چلنے لگے معبد نے اِس راے بدعت انگیز کو ایک شخص سے لیا تھا اُسکا نام ابو یونس سنسویہ تھا اُسکو اسواری کہتے تھے جب یہ فتنہ بڑھا تو حجاج نے بحکم عبد الملک بن مروان سنہ ۸۰ ہجری مین اُسکو عذاب دیکر سولی پر چڑھایا یہ خبر جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پہونچی اور اُنھون نے بات چیت معبد جہنی کی سنی تو قدریہ سے بیزاری ظاہر کی ایک جماعت اِس بدعت مین معتقد معبد کی ہو گئی تھی اور ابن سیار نظام اور ہشام بن عمرو فوطی اور اصم کو قدر مین بڑا مبالغہ تھا قاضی عطا بن یسار بھی معتقد قدر کے تھے وہ اور معبد دونون حسن بصری کے پاس آتے جاتے اور کہتے کہ یہ لوگ خونریزی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارے اعمال اللہ کی تقدیر پر جاری ہین حسن نے کہا یہ اعداء اللہ جھوٹے ہین **تنبیہ** قدریہ کی منشا اِس قول سے کہ بندہ خالق افعال ہے یہ نہین ہے کہ وہ صفت خالقیت مین اللہ تعالی کی مثل ہے اور جو قوت و استقلال اللہ تعالی کو اِس صفت مین حاصل ہے ویسے ہی بندے کو بھی حاصل ہے بلکہ وہ بندے کی خالقیت کو غیر مستقل جانتے ہین اس لئے کہ یہ اپنے افعال کے پیدا کرنے مین اُن اسباب اور آلات کا محتاج ہے جو باری تعالی نے پیدا کئے ہین پس بندے کی اور خدا کی خالقیت مین زمین و آسمان کا فرق ہے پس جن لوگون نے یہ کہا ہے کہ قدریہ جو بندے کو خالق اُسکے افعال کا جانتے ہین اُن کے مذہب پر بے گنتی خدا لازم آتے ہین اسی طرح جنھون نے یہ کہا کہ مجوسیون اور قدریون مین یہ فرق ہے کہ مجوس خالق شر درد و قبائح کو سواے ذات یزدان کے جانتے ہین اور اُسے شریک الوہیت بتاتے ہین مگر ایک ہی شریک مانتے ہین زیادہ کی شراکت کے قائل نہین اور قدریہ بہر مور ضعیف اور سگ وگربہ کو خدا کا شریک خلق و ایجاد مین جانتے ہین یہ سراسر تعصب ہی چونکہ ہمارے علماے ماتریدی کو اُنکی راے کے ابطال مین بہت کچھ اصرار تھا اسواسطے بیانات مین بڑا مبالغہ کیا ہے اور اُنکی گمراہی کے اثبات مین دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈلے ہین اور یہانتک کہدیا ہے کہ قدریہ مجوس سے بھی بدتر ہین کہ ہر بشر کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہین مجوس تو خدا کا ایک ہی شریک بتاتے ہین اور یہ بے تعداد شرکا

ثابت کرتے ہین لیکن قدریہ کو مشرک کہنا جائز نہین اسلیئے کہ شرکت یا الوہیت مین ہوتی ہی یا عبادت مین الوہیت مین خدا کا شریک مجوس ثابت کرتے ہین اور عبادت مین بت پرست قدریہ بیچارے تو بندے کو خالق یا مخترع غیر مستقل بتاتے ہین مگر حدیث مین جو وارد ہے القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ قدری اِس امت کے مجوس ہین اس لئے بعض علما کہتے ہین کہ قدریہ کافر ہین بعد اسکے اختلاف ہی کہ کفر انکا تاویلی ہے یا ارتدادی مگر قول مختار یہ ہے کہ کافر نہین بلکہ فاسق ہین کیونکہ یہ بھی قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہین بس جو علما اُنکو کافر کہتے ہین وہ تو اُنکے حق مین رعایت حقوق اسلام سے منع کرتے ہین اور جو فاسق کہتے ہین وہ جائز رکھتے ہین اور اِس حدیث کو زجر و تغلیظ اور اُن کے اعتقاد کی بُرائی بیان کرنے پر حمل کرتے ہین اور حق یہ ہے کہ قدریہ کو مجوس جو کہا ہے سو مراد اِس سے صرف تشبیہ ہی جسمین یہ ضرور نہین کہ مشبہ سب طرح کی مماثلت اور مشابہت مین مشبہ بہ کا مساوی ہو اور تمام احکام مین دونون شریک ہون بلکہ سالمی کہتا ہے کہ اِس حدیث کا مصداق قدریہ مین سے صرف وہ فرقہ ہے جسے شیطانیہ کہتے ہین اور محمد بن نعمان شیطان الطاق کی طرف منسوب ہی۔

فرقہ مشبہہ

بیان کرتے ہین کہ جسنے سب سے پہلے تشبیہ کا قول ظاہر کیا وہ شیبان خارجی ہی جسکے متبعون کو شیبانیہ کہتے ہین اُسنے مروان بن محمد کے عہد مین خروج کیا تھا اور سنہ ۱۳۰ھ مین مر گیا اور بعض کہتے ہین کہ خلیفہ سفاح کے سپہ سالار کے ہاتھ سے شکست پا کر سنہ ۱۳۳ھ مین والی عمان کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو مسلم خراسانی کے ایک افسر کے مقابلے مین کام آیا۔ مشبہہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی مخلوق کے ساتھ مشابہ ہی اسی لئے جناب باری کی تمثیل محدثات کے ساتھ دیتے ہین اللہ کی صفات کے ثابت کرنے مین انکو بڑا غلو ہے یہ معتزلہ کی ضد ہین جو اللہ کے لئے صفات ثابت نہین کرتے کیونکہ اثبات صفات مین اللہ تعالی کی تشبیہ لازم آتی ہے اور جسنے اللہ کو اُسکی مخلوق کے

ساتھ تشبیہ دی وہ مشرک ہی اسی طرح یہ لوگ اور جو انکی طرح اللہ کے لئے صفات ثابت نکرین وہ **معطلہ** کہلاتے ہین اور اہلِ سنت یہ کہتے ہین کہ تعطیل اور تشبیہ دونون کی نفی کی جائے **تعطیل** یہ ہے کہ اُس ذات مقدس کے لئے صفات کمال ثابت نکرین اور **تشبیہ** اسے کہتے ہین کہ اُسکے واسطے صفات کمال اِس نہج سے ثابت کرین کہ مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا ہوجائے اور مثال دونون قسمون کی اِس طرح ہے کہ جب کہین کہ خدا عالم نہین ہے یا عالم کا اطلاق خدا پر نکرنا چاہئے یہ تعطیل ہوگی اِس لئے کہ صفت علم سے کہ جو صفت کمال ہی اُسکو معطل اور معرا کردیا اور اگر یون کہین کہ جس طرح ہم عالم ہین خدا بھی عالم ہے یہ تشبیہ ہی اِس لئے کہ خدا کو صفت علم مین مخلوق سے مشابہ کردیا ہے اور اگر کہین کہ خدا کو علم حاصل ہے اِس طرح کہ ہمارے علم سے اُسکے علم کو کسی طرح مشابہت نہین یہ صورت علم کے اثبات اور تشبیہ کی نفی ہے اسی طرح سمع اور بصر اور تمام صفات کو خیال کرلینا چاہئے اور توضیح اسکی یہ ہے کہ ہم اشیا کو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہین اور اِس دیکھنے مین ہمکو کمال حاصل ہوتا ہی مگر یہ کمال نقصان سے خالی نہین اسلئے کہ ہمکو یہ کمال قوت باصرہ اور عضو مخصوص کی اعانت کے بدون حاصل نہین ہوتا یہی بہت بڑا نقصان ہی کہ ہمارے عجز کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور خدا پاک ہے اِس سے کہ کوئی عضو یا جز رکھتا ہو یا کسی چیز کے ادراک مین کسی عضو کی طرف احتیاج پڑے اور ہمارا علم عدم کے بعد حاصل ہوا ہے اور خدا اِس سے منزہ ہے کہ اُسکو علم جہل کے بعد حاصل ہوا ہو اور ہمکو کسی شئے پر علم جب آتا ہے کہ اُس کا مفہوم خاطر نشین ہوجائے اور یہ بھی ہمارے نقصان کی وجہ سے ہے اور خدا محل حوادث ہونے سے منزہ ہے اور جب چیز غائب ہوجاتی ہے تو ہمارا علم بھی زائل ہوجاتا ہے اور خدا مین علم کا زوال محال ہے اور ہمارا علم علتون کا معلول ہے اور خدا کے علم کے واسطے علت کی ضرورت نہین حاصل یہ ہے کہ خدا کے لئے اشیا کا علم اِسطرح ثابت کرنا چاہئے جس مین کمال پیدا ہو اور نقصان کے وجوہات جو ہمارے علم مین لازم ہین اُن کی نفی کرنا چاہئے۔ شہرستانی ملل ونحل مین کہتا ہے کہ امام مالک بن انس

اورامام احمد بن حنبل اور داؤد بن علی بن محمد اصفہانی المعروف بہ داؤد ظاہری
تھے باوجودیکہ متشابہات کو اُنکے معانی ظاہری پر حمل کیا اور تاویل کی طرف متوجہ نہوئے
لیکن کہا کہ ہمکو یقین ہے کہ اللہ کسی چیز کے مشابہ نہیں ہے اور نہ کوئی چیز مخلوق میں سے
اُسکے مشابہ ہوسکتی ہے اور تشبیہ سے احتراز کیا۔ اور داؤد جوار بی اور نعیم بن حمدان
مصری وغیرہ اصحاب حدیث کہتے ہین کہ اللہ ذی صورت ہے اُس کے لئے اعضا ہین
اور بعض نے کہا ہے کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم اور داؤد ظاہری اور ابن حزم
اور شوکانی یہ پانچون بڑے بھاری مجسمہ ہین اور اِس ملت کے خلفا ہین۔
کتاب تیسیر مین حنابلہ کو بھی مجسمہ مین شمار کیا ہے اور مجسمہ کو اہل بدعت قرار دیا ہے
یہ یاد رہے کہ بعض آیات واحادیث مین ایسے الفاظ ہین جنکے ظاہری معانی اللہ تعالیٰ
کی جسمیت پر دلالت کرتے ہین مثلاً الرحمن علی العرش استوی یعنے وہ بڑے مرتبے والا
عرش پر قائم ہوا وجاء ربك والملك صفا صفا یعنی جبکہ آویگا تیرا پروردگار اور
آوینگے فرشتے صفون کی صفین ثم دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ
پھر نزدیک ہوا پس اُترآیا پھر رہگیا فرق دو کمان کی برابر یا اُس سے بھی نزدیک
ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھ کے اوپر ہے ویبقی وجہ ربك
یعنی باقی رہیگا منھ تیرے رب کا یوم یکشف عن ساق جس دن کھولی جائیگی
پنڈلی اور ابوہریرہؓ سے صحیح بخاری ومسلم مین مروی ہے وامّا النار فلا تمتلی حتے
یضع اللہ رجلہ یعنی دوزخ نہین بھرنے کی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اُسمین اپنا پاؤن
رکھیگا اور ابوہریرہؓ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے
لما قضی اللہ الخلق کتب کتابا فھو عندہ فوق عرشہ جبکہ مقدر کیا اللہ تعالیٰ نے
پیدا کرنا مخلوق کا تو ایک کتاب لکھی پس وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس اُسکے عرش پر ہے
اور ابوہریرہؓ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ کل لیلة
الی السماء الدنیا نزول فرماتا ہے رب ہمارا ہر رات مین طرف آسمان دنیا کے اور احمد
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا

وعدنی ربی ان یدخل الجنۃ من امتی سبعین الفا بلاحساب علیہم ولا عذاب مع کل الف سبعون الفا وثلث حثیات من حثیات ربی وعدہ کیا ہی مجھسے پروردگار میرے نے کہ داخل کریگا بہشت مین میری امت سے ستر ہزار بلاحساب وعذاب کہ ہر ہزار کے ساتھ ستر اور تین لپین میرے رب کے لپونسے ہونگے اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہی ان اللہ یمسک السموات یوم القیامۃ علی اصبع والارضین علی اصبع الخ یعنے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمین کو دوسری انگلی پر اور عبد اللہ بن عمر سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے ان قلوب بنی آدم بین اصبعین من اصابع الرحمٰن تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیون کے درمیان مین ہین اور مسلم نے روایت کی ہے یمین اللہ ملئی یعنی اللہ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا ہے جواب اسکا یہ ہی کہ یہ کلام ظاہری اور ظنی ہین اور اللہ تعالیٰ کا جسمیت سے منزہ ہونا یقینی ہے اور یقینیات کے مقابلے مین ظنیات کا اعتبار نہین اور یہ بھی مسلمات سے ہے کہ جبکہ دو دلیلین آپس مین مخالف ہون تو انپر اس طرح عمل کرنا چاہیئے کہ ظواہر کی تاویل کردینا چاہیئے اور اس تاویل کی دو صورتین ہین ایک تاویل اجمالی وہ یہ ہے کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھ انسے مراد ہے وہ حق ہے اور انکی کیفیت کو معلوم کرنے کے درپے نہو اور تفصیل انکی اللہ تعالیٰ کے تفویض کردے پس استویٰ حق تعالیٰ عرش پر اور اسی طرح ید ووجہ وساق وقدم واصبع وحثیات وغیرہ کہ قرآن وحدیث اسپر ناطق ہین خبر متواتر اور اجماع سلف سے ہمکو پہونچا ہے کہ یہ الفاظ اپنے معانی ظاہری پر محمول ہین مذہب اسلم یہی ہے اور سلف نے یہی اختیار کیا ہی اور صحابہ کا سارا عہد اسی حالت پر گذرا تھا یہانتک کہ اکثر متکلمین متاخرین نے دوسری راہ تاویل تفصیلی کی اختیار کی مثلاً مراد استوا سے استیلا اور ید سے قدرت اور وجہ سے ذات ہے اور مراد قدم سے حدیث نار مین قدم بعض مخلوقات الٰہی کا ہے اور رب کے نزول فرمانے سے مراد یہ ہے کہ حکم اسکا اور رحمت اسکی یا ملائکہ اس کے

اُترتے ہیں اور حشیمات یعنی لبیں یا مٹھیاں کنایہ ہے کثرت اور مبالغہ سے اور اصبع کنایہ ہے تصرف اور غلبۂ قدرت اور عظمت الٰہی سے اور اصلی معنی مراد نہیں ذہبی نے سیر النبلا میں قتیبہ اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ اور مزنی اور ابو حاتم رازی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کی تاویل نہیں کرتے تھے ظاہری معنے پر حمل کرتے تھے اور بھی ذہبی نے کتاب العرش میں اسی قسم کے اقوال کہ جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق جل شانہ عرش پر ہے بلا کیف صدہا صحابہ اور تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل کئے ہیں اور احادیث نبویہ بھی جو اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے پر دلالت کرتی ہیں ذکر کی ہیں اور کتاب فقہ مالکی میں لکھا ہے کہ اللہ کی ذات عرش پر ہے اور اس کا علم ہر مکان میں ہے۔ اور ملا علی قاری کی شرح قصیدہ بدء الامالی اور ابن ہمام حنفی مؤلف فتح القدیر کی مسایرہ اور ابن عبد العزیز بخاری حنفی کی کتاب کشف الاسرار شرح اصول بزدوی اور ابو شکور حنفی کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب صحابہ وغیر صحابہ و ائمہ وغیر ائمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سب کا یہ ہے کہ حق جل شانہ کی فوقیت عرش پر و ید و وجہ وغیر صفات بلا کیف ہیں اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہیں تاویل کا منشا صرف اسیقدر رہی کہ جب مجسمہ نے اس قسم کی آیات و احادیث سے تجسم کا خیال کیا تو علما نے اُنکے الزام و اسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ یہ معانی ماول مراد ہیں بلکہ اس غرض سے کہ تجسم کا شبہ دفع ہو جائے ورنہ یہ الفاظ سب معانی ظاہرہ پر محمول ہیں اور کیفیات ان سب کی مجہول ہیں اور اسمیں تجسم بھی لازم نہیں آتا ہے کیونکہ جب کیفیت مجہول کی گئی اور اس بات کا بھی خیال رہا کہ اللہ کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور تنزیہ پورے طور پر کی گئی تو تجسم کسی طرح لازم نہ آئیگا پس مراد الٰہی پر ایمان لانا چاہئے اور ان کی تاویلات سے سکوت اولیٰ ہے۔

اور یہ جو اس قول کے رد میں کہا ہے کہ اگر اسی طرح ہو تو قرآن معلوم المعنی نہ رہے اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن کے نزول کا فائدہ صرف فہم معانی میں منحصر نہیں کہیں مجرد ایمان ہی مطلوب ہوتا ہے چنانچہ متشابہات میں بھی منظور رہے۔

تاویل الاحادیث مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ صفات تشبیہی باری تعالیٰ مثل ہاتھ پاؤن وغیرہ مین صراط مستقیم یہی ہے کہ اُنکے ظواہر پر چھوڑا جائے اور اُن کی کیفیت وجود سے بحث و تفتیش نکی جائے اور مجملاً یہ اعتقاد رکھے کہ جوکچھ اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ سے ارادہ کیا ہے وہی حق ہے اور باوجود ظاہر پر چھوڑنے کے یہ نکہے کہ یہ ارادہ کیا ہے اور وہ ارادہ نہین کیا کیونکہ نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مسائل کی تحقیق کیفیت مین بحث کی اور نہ اُنکے اصحاب نے اور نہ تابعین نے ایسی تدقیقات مین اول معتزلہ مشغول ہوئے کہ اُنھون نے فلاسفہ سے جو اسلام کے مخالف تھے ایسی باتین چرائین پھر بعض اہلِ سنت نے بھی ایسی تدقیقات مین معتزلہ کی موافقت کی شرح عقائد نسفی مین لکھا ہے کہ مشبہہ کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہین ہوتا پس نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کرتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کا قبح دریافت ہوسکتا ہے بلکہ یہ سب باتین شرع سے جانی جاتی ہین۔

مشبہہ کے مختلف فرقے ہین بعض تو اتنا ہی کرتے ہین کہ اللہ کو مخلوق کے ساتھ مشابہ کرتے ہین اور حادثات کے ساتھ اُسکی تمثیل بیان کرتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ مانند اجسام کے ہے اور گوشت اور خون کی مثل ہے اور بعض یہانتک غلو کرتے ہین کہ اُسکو مخلوق اور حادث بنا دیتے ہین اسلئے کہ کہتے ہین وہ جسم ہے اور خون ہی اور گوشت ہی ایسے فرقے مجسمیہ کہلاتے ہین اور اِن مین سے سب ایک ہی طریقے پر نہین ہین کوئی شیعہ غلاۃ مین داخل ہے کوئی امامیہ ہے کوئی کرامی ہے وغیرہ وغیرہ مگر سب خاص اِس بدعت مین مشترک ہین چنانچہ تھوڑا سا بیان اُنکا غلاۃ شیعہ و امامیہ کے فرقہا سے ہشامیہ و جوالیقیہ و بنانیہ و مغیریہ و میثمیہ و یونسیہ مین ہوچکا اور جو صرف مشبہہ ہین اُنکا ذکر یہان ہوتا ہی۔

ایک مشبہہ مقاتلیہ ہین یہ ابوالحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر ازدی کی طرف منسوب ہین شہرستانی نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ سرخیل مشبہین صفات الٰہی مین سے مقاتل بن سلیمان ہین اور شیعہ و کرامیہ نے انہی کی اتباع کی ہے ان

لوگون نے یہانتک مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو خلق کے مشابہ کردیا غنیۃ الطالبین مین لکھا ہو کہ ان کا مذہب یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور جثہ ہے انسان کی صورت پر وہ گوشت اور خون اور اعضا سر زبان گردن رکھتا ہے مگر یہ چیزین اُسکی مخلوق مین سے کسی کے مشابہ نہین نہ مخلوق مین سے کوئی اُسکے مشابہ ہے یعنی اگرچہ اللہ اسم اعضا کے اطلاق مین اشیا کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے مگر حقیقت مین دونون باہم مخالف ہین۔ تاج المکلل مین لکھا ہے کہ مقاتل سنہ ۱۵۰ھ مین بصرے مین فوت ہوئے تھے اصل انکی بلخ سے ہے علامۂ عصر تھے علما ان کے باب مین مختلف خیالات رکھتے ہین بعض اُنکی روایات کو قابل وثوق سمجھتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ کذب ہین ابو حاتم محمد بن حبان بستی نے کہا ہے کہ مقاتل علم قرآن کو یہود و نصاریٰ سے سیکھا کرتے تھے جو کچھ اُنکی کتب توریت و انجیل کے مطابق ہوتا اخذ کرتے اور یہ شبہ تھے رب العالمین کو مخلوقات کے مشابہ کرتے تھے میزان الاعتدال کی جلد ثانی مین ذہبی لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ کہا اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہین اور مقاتل نے اثبات صفات الٰہی مین اتنی افراط کی کہ اللہ کو مثل مخلوق کے بنا دیا۔ تاریخ ابن خلکان مین مذکور ہے کہ مقاتل نے بغداد مین علم حدیث حاصل کیا تفسیر قرآن مین یکتائے عصر تھے ایک تفسیر اُنکی مشہور ہے شافعی سے حکایت کی گئی ہے کہ تمام آدمی تین چیزون مین تین شخصون کی عیال ہین مقاتل بن سلیمان کے تفسیر مین اور زہیر بن ابی سلمیٰ کے شعر مین اور امام ابو حنیفہ کے کلام مین۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے کہ مقاتل دعوی کرتے تھے کہ عرش کے تلے جو کچھ ہے اُسکا حال مجھسے دریافت کرو ایک آدمی نے یہ بات سُنکر اُنسے سوال کیا کہ جب آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو کس نے اُنکا سر مونڈا تھا مقاتل نے کہا کہ یہ بات تمھارے علم سے نہین اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اُس دعوے مین نیچا دکھانا چاہا اور سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ جب اُنھون نے وہ دعوے کیا تو ایک شخص نے اُن سے دریافت کیا کہ چیونٹی کو آپ جانتے ہین بھلا فرمائیے تو اُسکی آنتین حصۂ مقدم مین ہوتی ہین یا مؤخر مین مقاتل اِس سوال سے متحیر ہو کر رہ گئے

سفیان کہتے ہین کہ مین نے سمجھ لیا کہ یہ اُنکو اُس تعلّی کی اللہ نے سزا دی ہے اور مقاتل کا میلان ارجا کی طرف بھی تھا اُنکا قول ہے کہ قیامت کے دن اللہ دوزخ کے اوپر ایک راستہ بچھائے گا اور مومن گناہگارون کو اُسپر سے گذرنے کا حکم ہوگا بس اُنکو دوزخ کی آنچ اور حرارت بمقدار گناہ کے پہونچے گی اور اِس الم مین اُنکا عذاب پورا کر لیا جائے گا پھر بہشت مین داخل کئے جائینگے۔

دوسرے مشبہ حشویہ ہین یہ اس بات کے قائل ہین کہ اللہ جسم ہے کہ طول و عرض و عمق اور گوشت و خون رکھتا ہے اُسکے اعضا بھی ہین مگر یہ سب چیزین اُسکی مخلوق سے مغائر ہین اور کعبی نے بعض حشویہ سے حکایت کی ہے کہ اُنکا زعم یہ ہے کہ اللہ کا دیدار دنیا مین ہو جانا بھی جائز ہے اور کہتے ہین کہ عرش اللہ کے چارون طرف سے چار چار اُنگل زیادہ اور بڑھا ہوا ہے[1] انکے نزدیک سوا بنی امیہ کے کوئی اور امام نہین اور لاور رسول خدا مین سے کسی کو امام نہین مانتے[2] اسماے الٰہی کے ان کے نزدیک تین مراتب ہین اسماے ذات اسماے صفات اسماے افعال[3]

شہرستانی نے ملل و نحل مین حشویہ کے ذکر مین بیان کیا ہے کہ اشعری نے محمد بن عیسیٰ سے حکایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مضر اور کہمش اور محمد ہجیمی کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کے دوستون کو اُسکے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کرنا اور اللہ کو چھونا جائز ہے اور اللہ کے دوستان صادق دنیا و آخرت مین اُس سے گلے ملتے ہین اور اُنکو یہ مرتبہ اُسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ انسان بہت سی ریاضات کرکے حد اخلاص و اتحاد تک پہونچ جاتا ہے۔

اور داؤد جواربی سے حکایت کی ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی داڑھی اور شرمگاہ کے سوال سے تو معاف رکھو کیونکہ خبر مین یہ دو چیزین ثابت نہین ہوئین باقی اور سب چیزون سے سوال کرو اور کہا اللہ تعالیٰ جسم اور گوشت اور خون ہے اُسکے لئے اعضا ہین ہاتھ پاؤن سر زبان دو آنکھین دو کان رکھتا ہے مگر اُسکی یہ چیزین ایسی نہین جیسی

[illegible]

له من كل جانب اربع اصابع ١٢ منه

يفضل العرش

على الدنيا وانه

انه يجوز رويته

وحكي الكعبي عن بعضهم

عرض وطول وعمق

الله تعالى جسم وله

الجماعة المحشوية

عبارت یہ ہے وقالت

منہاج السنہ کی

جلد اول مختصر

مخلوقات کی ہوتی ہین اللہ کی اور مخلوق کی یہ چیزین باہم مشابہ نہین اور داؤد کا یہی عقیدہ بیان کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ سر سے سینے تک کھوکھل ہے باقی ٹھوس ہے اُسکے بال سیاہ اور سیدھے ہین اور اُسکے بال گھونگروالے بھی ہین اور جو کچھ قرآن وحدیث سے ثبوت کو پہونچتا ہے مثلاً ہاتھ منھ پہلو آنا جانا فوقیت وغیرہ یہ سب الفاظ اپنے معانی ظاہری پر جاری ہین یعنی جب انکو اجسام پر اطلاق کرتے ہین اور جو کچھ اُنسے مفہوم ہوتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کے حق مین بھی مراد ہے اور اس قسم کی باتین اُسنے اللہ تعالیٰ کے لئے بہت کچھ ثابت کی تھین اور احادیث بہت سی باتین اپنی طرف سے لگاکر انکو پیغمبر علیہ السلام کی طرف منسوب کیا تھا اور یہ تمام باتین یہود کے ہان سے لی تھین اسلئے کہ اللہ کے لئے تشبیہ اُنھی مین بہت ہے۔

حشویہ کے نزدیک انبیا معصوم نہین اُنسے عمداً گناہ کبیرہ کا صدور ممکن ہے اور بہت سے دلائل اس بات پر ظاہر کرتے ہین چنانچہ بعض دلائل اُن کے یہ ہین۔

اول حضرت آدمؑ کی نسبت قرآن مین وارد ہے وعصی آدم ربہ یعنے آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ (۲) فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه پھر آدمؑ نے اپنے رب سے کئی باتین سیکھین پس اللہ نے اُسکی توبہ قبول کی ظاہر ہے کہ توبہ گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (۳) آدمؑ کی زبانی قرآن مین ہے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے پروردگار ہمنے اپنے نفسون پر ظلم کیا اگر تو ہمارے گناہ نہ بخشے گا تو ہم زیانکارون مین سے ہو جینگے ظلم سے مراد گناہ ہے اور یہ جو آدمؑ نے کہا کہ اگر تو نہ بخشیگا تو ہم زیانکارون مین سے ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ گناہ کبیرہ تھا (۴) قرآن مین ہے فازلهما الشیطان عنها فاخرجهما مما کانا فیه یعنی آدمؑ وحواؑ کو شیطان نے لغزش دی اور انکو وہان کے آرام سے نکالا یا لغزش دینے سے جنت سے نکالا جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے گناہ کبیرہ صادر ہوا (۵)۔ آدمؑ وحواؑ کے حق مین اللہ فرماتا ہے فلما اتٰهما صالحا جعل له شرکاء فیما اٰتٰهما یعنی جب اُن کو صحیح وسالم لڑکا دیا تو اللہ کے لئے شریک اُس چیز مین مقرر

کرنے لگے کہ اُنکو دیا تھا اور شرک اکبر الکبائر ہے۔

دوم۔ حضرت ابراہیمؑ کے حق مین قرآن مین وارد ہے فلما جن علیه اللیل رأ کوکبا قال ھذا ربی جب ڈھک لیا اُسکو رات نے ایک تارے کو دیکھا کہا یہ میرا پروردگار ہے پس اگر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے سچے اعتقاد سے تارے کو پروردگار کہا تو شرک کیا اور اگر سچے اعتقاد سے نہین کہا تو جھوٹ بولے۔ (۲) قرآن مین ہے اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ یعنی جس وقت حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے رب میرے تو مجھکو دکھا کہ کیونکر تو مردون کو زندہ کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کو شک تھا کہ اللہ تعالیٰ کو مُردے کے زندہ کرنے کی قدرت ہے یا نہین اور یہ شک ہی کفر ہے۔

سوم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک نبی اسرائیل کی حمایت مین ایک قبطی کے مُکا مارا جس کے صدمے سے وہ مر گیا اور قبطی کا مار ڈالنا محض ناحق تھا اور اُسکو امر اتفاقی نہین کہہ سکتے اِسلئے کہ حضرت موسیٰؑ نے اُسکے مرجانے کے بعد خود کہا ھذا من عمل الشیطان انه عدو مضل مبین یہ حرکت شیطان کی ہوئی تحقیق وہ دشمن گمراہ کرنیوالا ہے پس قتل عمد تھا کہ محض خصومت کی راہ سے وقوع مین آیا چنانچہ اسیواسطے حضرت موسیٰؑ نے پروردگار کے آگے استغفار کیا۔ (۲) سورۂ اعراف مین ہے لما رجع موسیٰ الی قومه غضبان اسفا قال بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم والقی الالواح واخذ براس اخیه یجرہ الیه یعنی جب موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آیا غصے سے افسوس کرتا ہوا بھائی کو کہا کیا بُری نیابت کی تمنے میری بعد میرے۔ تمنے کیون جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور تختیان ڈالدین اور بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا ظاہر ہے کہ حضرت ہارونؑ برادر موسیٰؑ پیغمبر تھے اب یہان دو صورتین ہین کہ یا موسیٰؑ نے کسی گناہ کی پاداش مین اُنکو یہ نصیحت کی یا ناحق اُنکو ستایا اگر پہلی صورت صحیح ہو تو ہارونؑ کا گناہ لازم آتا ہو اور دوسری صورت کی صحت مین موسیٰؑ گنہگار ٹھہرتے ہین اور بہر صورت نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انبیا سے صدور معصیت جائز ہے۔

چہارم۔ حضرت داؤدؑ اپنے کوٹھے پر کھڑے تھے کہ ایک عورت پر نظر جا پڑی جو

نہارہی تھی وہ نہایت خوبصورت تھی پسند آگئی حضرت داؤدؑ نے اُسکا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اُوریا کی منکوحہ یا منگیتر ہے اور اُوریا اُن دنون حضرت داؤدؑ کے بھانجے ثواب نامی کے ہمراہ بلقا کی طرف قلعہ کے محاصرے مین مشغول تھا حضرت داؤدؑ نے اپنے بھانجے کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ دیگر اعداے دین سے لڑنے کو بھیجے اور اُس زمانے مین حال یہ تھا کہ جو کوئی تابوت سکینہ لیکر لڑائی مین جاتا تھا اسنا لوٹتا تھا کہ فتحیاب ہوتا تھا یا مارا جاتا تھا چنانچہ اوریا بھی ایک لڑائی مین مارا گیا حضرت داؤدؑ نے اُس عورت سے نکاح کرلیا اور حضرت داؤدؑ کے نکاح مین ۹۹ عورتین پہلے سے تھین اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے اُنکے پاس بھیجے اُن مین سے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کرکے کہا ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیھا وعزنی فی الخطاب یعنی یہ شخص میرا بھائی ہے اِسکے پاس ننانوین بھیڑین موجود ہین اور میرے پاس ایک بھیڑ ہے مجھ سے کہتا ہے کہ وہ ایک بھیڑ بھی مجھکو دیدے تاکہ سو پوری ہوجائین اور مجھ سے سختی کے ساتھ کلام کرتا ہے سو یہ فتوی اِس رمز کا تھا کہ جب انبیاے ایسا فعل وقوع مین آئے کہ کسی عورت شوہردار کے خاوند کو قتل کراکر اُسکی بی بی نکاح مین لائے تو اورون سے کیا بعید ہوگا۔

پنجم۔ حضرت سلیمانؑ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد جس وقت کہ پیش کئے گئے سلیمانؑ کے سامنے تیسرے پہر کو عمدہ عمدہ گھوڑے۔ حضرت سلیمانؑ کے سامنے یہ گھوڑے پچھلے دن مین پیش ہوئے تھے بعد نماز عصر وہ اُنکے دیکھنے مین مصروف ہوئے اخیر دن مین ورد پڑھا کرتے تھے وہ فوت ہوگیا اور بعض کہتے ہین کہ اُس تماشے کی وجہ سے عصر کی نماز قضا ہوگئی اور آفتاب غروب ہوگیا اور وہ نماز اُن پر فرض تھی فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب حضرت سلیمانؑ نے کہا تحقیق مین نے مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے دوست رکھا یہانتک کہ سورج اوٹ مین چھپ گیا خلاصہ کلام یہ ہے کہ گھوڑون کی دل لگی مین نماز کا فوت کردینا اور یاد الٰہی سے غافل ہوجانا گناہ ہے

(۲) اللہ فرماتا ہے ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب قال رب اغفرلی یعنی ہمنے حضرت سلیمانؑ کو جانچا اور ہمنے اُسکے تخت پر ایک بدن ڈالدیا پھر اُسنے رجوع کیا حق کی طرف بولا اے میرے رب معاف کر مجھکو کیفیت اس واقعہ کی یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک بت پرست کافر کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اُسکا باپ انکے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ لڑکی رات دن اپنے باپ کے غم مین روتی رہتی تھی حضرت سلیمانؑ نے اُسکے کہنے سے ایک سنگی تصویر اُسکے باپ کی تیار کرادی تاکہ اُسکو دیکھکر اپنے دل کو تسلی کرتی رہے لڑکی اپنی موروثی عادت کے موافق اُسکی پرستش کرنے لگی چالیس دن کے بعد حضرت سلیمانؑ کو صورت واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اُس بُت کو توڑا اور اُس لڑکی پر خفا ہوئے اور خلوتخانے مین بیٹھکر استغفار مین مشغول ہوئے جب استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کر جاتے اُس مین اسم اعظم لکھا تھا ایک جن اُس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لیگیا اپنی صورت حضرتؑ سلیمان کی سی بنالی جب اُنکو یہ حال معلوم ہوا تو اسکے خوف سے نکل گئے جب اُنکا قصور خدا نے معاف کیا تو چھ مہینے کے بعد خراب کے لٹنے مین وہ انگشتری اُس جن کے ہاتھ سے دریا مین گر پڑی مچھلی نگل گئی وہ شکار ہوئی اُسکے پیٹ مین سے وہ انگشتری نکلی اور حضرت سلیمانؑ کو ملی وہ لیکر اپنے تخت سلطنت پر پھر آئے پس جسد مُلقیٰ عبارت اس جن سے ہے۔

ششم حضرت یونسؑ نے بادشاہ ملک نینوا و موصل کو نصیحت کی جب اُس نے نہ مانا تو اُس سے کہا کہ اگر میری بات پر ایمان نہ لائے گا تو تجھپر چالیس دن مین عذاب الٰہی نازل ہوگا اور جناب الٰہی مین عرض کی کہ میرے اس وعدے کو پورا کر ورنہ مین خفیف ہونگا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے عذاب کا وعدہ دینے مین جلدی کیون کی اب صبر کرنا چاہئے ایمان انکا مقدر ہے راہ راست پر آجائینگے حضرت یونسؑ اس بات سے بہت غمگین ہوئے اور ایک مہینے کے بعد مع قبائل اُس شہر سے نکلے راستے مین دریا مین گرائے گئے مچھلی اُنکو نگل گئی وہان استغفار کیا سو باہر آئے اسی طرف اشارہ ہے اس آیت مین وذا النون اذ ذہب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ الخ یعنے یونسؑ

جب خفا ہو کر چلا گیا اور سمجھا ہم اُسکو نہ پکڑ سکینگے حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت یونسؑ نے ایک تو بے حکم الٰہی اُن لوگون سے عذاب آنے کا دن مقرر کر دیا دوسرے غضب کی حالت مین وہان سے کہین چلدئے اور غضب گناہ ہے تیسرے گمان کیا کہ اللہ قادر نہین ہے اور قدرت الٰہی مین شک کرنا کفر ہے۔

ہفتم یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے خلوتخانے مین لیجا کر اصرار کیا کہ مجھ سے صحبت کرو تو آپ نے بھی زلیخا پر قصد بد کر لیا تھا کہ اُس سے اُن کی عصمت نرہی کما قال اللہ تعالیٰ لقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہٖ یعنی زلیخا نے حضرت یوسفؑ کا قصد کیا اور حضرت یوسفؑ نے زلیخا کا قصد کیا اگر وہ اپنے رب کی قدرت نہ دیکھ لیتا۔

ہشتم۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے مین جب دیکھا کہ میری قوم دین اسلام کی طرف متوجہ نہین ہوتی تو اللہ سے یہ خواہش کی کہ کوئی ایسی چیز نازل کرے جس سے انکا دل میری بات کے سننے کی طرف مائل ہو تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ والنجم نازل کی پس جب مسجد الحرام مین حضرت اسکو پڑھنے لگے اور اِس مقام پر آئے افرأیتم اللات والعزیٰ ومنات الثالثۃ الاخریٰ بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ کو اور منات تیسرا پچھلا ان الفاظ کے بعد آپنے کہا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی یہ بت بہت معزز ہین اور اُنکی شفاعت کی امید کی جا سکتی ہے جب مشرکون نے یہ الفاظ سُنے تو بہت مسرور ہوئے اور جب حضرت آیت سجدہ پر پہونچے اور سجدہ کیا تو اُنھون نے بھی کیا یہان تک کہ ولید بن مغیرہ و ابی احیحہ سعید بن العاصی بسبب کبر سن کے سجدہ نہ کر سکے تو دونون نے مٹھی مین مٹی لیکر اور پیشانی کے پاس لاکر اُسی پر سجدہ کر لیا اور آپس مین بولے کہ محمدؐ نے ہمارے معبودون کا ذکر خوبی کے ساتھ کیا اور اُنکے واسطے شفاعت ثابت کی اور ہم کو بھی اُنکے حق مین اِسی قدر اعتقاد ہے کہ یہ کہ ہم اُنکو پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا اور زندہ کرنے والا یا مارنے والا جانتے ہین اور جبکہ محمدؐ نے بھی ہمارے ساتھ اِس امر مین اتفاق کر لیا تو اب ہم بھی اُنسے صلح کرتے ہین اور آئندہ اُنکو اور اُنکے یارونکو ایذا و تکلیف نہ دینگے

جبرئیل حضرت کے پاس آئے کہ آپ نے کیا کیا جو چیز ہم نے آپ کو نہ بتائی تھی وہ آپنے لوگون سے بیان کی حضرت غمگین ہوئے اور اللہ کے غصے سے ڈرے تو آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله آیاته والله علیم حکیم یعنے تجھ سے پہلے جو رسول یا نبی بھیجا جب اُسنے تلاوت کی شیطان نے اسکی تلاوت مین کچھ اپنی طرف سے ملا دیا پھر اللہ شیطان کا ملایا مٹاتا ہے پھر اللہ اپنی باتین پکی کرتا ہے اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمتون والا جبکہ آیت مشرکون نے سُنی تو پس ہم کہنے لگے کہ محمدؐ نے جو ہمارے معبودون کی وہ منزلت خدا کے نزدیک ہونا بیان کی تھی اب اُس قول سے پشیمان ہوگئے ہم بھی اس صلح کو قائم نہین رکھتے ۔ (۲) قرآن مین ہے واستغفر لذنبك معافی مانگ اپنے گناہ کی اس سے بالبداہت ظاہر ہے کہ حضرت سے گناہ سرزد ہوئے تھے جنکی معافی چاہنے کے لئے اللہ نے ارشاد کیا اور عصمت کے خلاف ہے (۳) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضی الٰہی کے خلاف اسیران بدر کو فدیہ لیکر رہا کو دیا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات عتاب نازل کین ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا والله یرید الاخرة والله عزیز حکیم لولا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب علیم نبی کے لئے یہ لائق نہ تھا کہ اُسکے ہان قیدی آئین یہانتک کہ خونریزی کرین ملک مین تم دنیا کا اسباب چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ زور آور حکمت والا ہے اگر اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہوتا کہ پہلے گذرا تو تمپر اُس لینے مین بڑا عذاب آپڑتا ۔ (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار زید کے مکان مین آئے وہ تو نہ تھے مگر اُنکی منکوحہ زینب سامنے بیٹھی تھی اُسے دیکھا تو پسند آگئی اور کہنے لگے سبحان اللہ مقلب القلوب زینب نے اپنے خاوند سے آپ کا کلام بیان کیا زید اپنے دل مین سمجھ گئے کہ زینب رسول اللہ کو اچھی معلوم ہوئی اور اُس سے مواصلت چاہتے ہین زید نے زینب سے کہا کہ شاید رسول اللہؐ کی تجھپر طبیعت آگئی ہے اگر تو بھی راضی ہے تو ہین تجھے طلاق دیدون تاکہ وہ تجھ سے نکاح کرلین زینب بولی

مجھے اِس بات کا اندیشہ ہے کہ تمنے طلاق دی اور اُنھون نے نکاح نکیا تو پھر مین کہین کی نرہونگی زید آپ کے پاس آئے اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدون حضرت کے دل مین اگرچہ زینب کا عشق تھا مگر کچھ سُوچ کر منع کردیا لیکن زید نے طلاق دے ہی دی جب عدت کے دِن پورے ہو چکے تو حضرت نے اُسکو زوجہ بنالیا پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کیسی تھی کہ پرائی عورت کو دیکھ کر عاشق ہو گئے عشق عصمت کے خلاف ہے اور زید کو زینب کے طلاق دینے سے منع کرنا حضرت کے دلی منشا کے خلاف تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے بطور عتاب کے فرمایا تخفی فی نفسك ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ یعنی تو اپنے جی مین وہ بات چھپاتا تھا جسکو اللہ ظاہر کرنے والا ہے اور تو لوگون سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ سے تجھکو زیادہ ڈرنا چاہئے تھا اِس سے معلوم ہوا کہ جو بات چھپاتے تھے یعنی تعلق قلب وہ دراصل بُری بات تھی کیونکہ وہی بات چھپائی جاتی ہے جو عقل وعادت دونون کے نزدیک قبیح ہوتی ہے اور جائز بات کے چھپانے مین نبی علیہ السّلام نے کبھی کسی سے حیا نہین کیا

(۵) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین اگر تم شرک کروگے تو تمھارے عمل اکارت جائینگے اور تم خاسر ہوجاؤگے اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت سے شرک بھی ظہور مین آیا تھا جس سے بچنے کے لئے جناب باری نے اُن کو تنبیہ کی۔

(۶) حق تعالیٰ حضرت سے فرماتا ہی ووجدك ضالا فهدیٰ یعنی تجھکو راہ بھولا ہوا پایا پھر راہ سوجھائی یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے اِس بات پر کہ حضرت ابتدائے حال مین گمراہی مین مبتلا تھے جس کو حق تعالیٰ نے اپنی ہدایت سے دور کیا۔

(۷) اللہ فرماتا ہے یاایھا النبي اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین اے نبی پرہیز کر اور ڈر خدا سے اور اطاعت وفرمانبرداری کفار ومنافقین کی مت کر اِس آیت سے عدم تقویٰ اور اطاعت کفار نافرمانی الٰہی مین آپکی نسبت ظاہر ہے

تنبیہ حشویہ کے اِن دلائل کا جواب اہل سنت نے نہایت کافی طور پر دیا ہے اور یہ تمام جواب ہمنے اپنی کتب کلامیہ مین بالتفصیل ذکر کئے ہین چونکہ ہمنے اِس

رسالے مین صرف ہر فرقے کے عقائد کو ذکر کیا ہے اُن کے جوابات کے بیان کرنے کا التزام نہین کیا ہے اسلئے وہ جواب یہان نہین لکھے۔

تیسرے مشبہ کرّامیہ - یہ فرقہ ابو عبداللہ محمد بن کرام بن حراق بن خزابہ سجستانی کی طرف منسوب ہی لفظ کرام مین کاف مفتوح اور رائے مہملہ مشدد ہے اور بعض کہتے ہین کہ کاف کے کسرے اور رائے مہملہ کی تخفیف سے ہے - یہ شخص بعد سنہ دو سو ہجری کے گذرا ہی کم علم تھا ہر ایک مذہب سے اُسنے تھوڑے بہت مسائل رطب و یابس لے لئے تھے اور اُنکو اپنی کتاب مین لکھکر رواج اُسکا ممالک اغنام و غرجہ و غور و علاقہ خراسان مین دیا تھا اسی لئے اُسکا نام ہو گیا اور ایک مذہب ٹھہر گیا سلطان محمود بن سبکتگین اُسکے مذہب کے ناصر و مددگار رہے اُنکی طرف سے اہل حدیث و شیعہ پر آفت رہی محمد بن کرام نے اثبات صفات مین یہانتک غلو کیا کہ نوبت تجسیم و تشبیہ کی پہونچی رج سے پھر کر شام مین آیا زغرہ مین ماہ صفر سنہ ۲۵۵ ہجری مر کر بیت المقدس مین مدفون ہوا وہان اُسکے متبع بیس ہزار سے زیادہ تھے اُن شہرون مین انکے سوا اور بہت لوگ تھے جنکا شمار نہین ہو سکتا ہی اور کرامیہ کئی گروہ ہین ایک عابدیہ دوسرے اسحاقیہ تیسرے ثونیہ چوتھے زرینیہ پانچوین واحدیہ چھٹے ہیصمیہ وغیرہ لیکن یہ سب ایک ہی فرقہ گنا جاتا ہے اِسلئے کہ بعض انکے تکفیر بعض کی نہین کرتے یہ سب کے سب مجسمہ ہین اتنی بات ہے کہ انمین بعض کا قول یہ ہی کہ اللہ قائم بنفسہ ہے اور بعض اُسکو اجزائے موتلفہ کہتے ہین اور اُسکے لئے جہات و نہایات بتاتے ہین انکے اعتقاد مین اللہ جسم ہے اور اُسکی حد و نہایت ہی اسفل کی طرف اور اُسکا ملاقات کرنا اجسام ماتحت سے جائز ہے اور وہ عرش پر ہے اور عرش جانب بالا سے اسکا مماس ہے اور جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ حرکت اور نزول کرے اور ان مین باہم اِس امر مین اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عرش پر ہے یا عرش کے بعض حصہ پر متاخرین کرامیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر نہین بلکہ عرش کے محاذی ہے اوپر کی جانب سے پھر اِن مین بھی اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ اُسمین اور عرش مین غیر متناہی دوری ہے اور محمد بن ہیصم کہتا ہے کہ نامتناہی دوری ہے اور وہ عالم کے مبائن ہے

یہ شخص تحیز ومحاذات کی نفی کرتا ہے فوقیت ومباینت کو ثابت کرتا ہے جو کرامیہ باری تعالیٰ کو فوق کی جہت مین کہتے ہین نہایت کی بابت اُن مین اختلاف ہے بعض نہایت کو جہات ستہ مین ثابت کرتے ہین بعض جہت تحت مین اور جو نہایت کے منکر ہین وہ کہتے ہین کہ باری تعالیٰ عظیم ہے ان مین سے بعض عظمت کے یہ معنے کہتے ہین کہ وہ باوجود وحدت کے جمیع اجزاے عرش پر ہے عرش اُسکے نیچے ہے بعض کہتے ہین کہ عظمت کے یہ معنے ہین کہ وہ جمیع اجزاے عرش سے ملا ہوا ہے اور کرامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ محل حوادث ہے یعنی قول وارادہ وادراکات ومرئیات ومسموعات کا محل ہے اور یہ سب حادث ہین اور جو حوادث اُسکی ذات مین حلول کئے ہوئے ہوتے ہین اُنھین پر قدرت رکھتا ہے اور جو اُس مین حلول کئے ہوئے نہین بلکہ اُسکی ذات سے الگ ہین اُنپر اُسکو قدرت نہین اور کرامیہ کہتے ہین کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حادث اِسوقت قائم ہوتا ہے جبکہ خدا کو مخلوق کے ایجاد کرنے مین اُسکی احتیاج پڑے پھر کرامیہ کے فرقون مین باہم اختلاف ہے بعض کی یہ راے ہے کہ جس حادث کی اللہ تعالیٰ کو احتیاج ہوتی ہے وہ ارادہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ قول کن ہے (کہ امر ہے بمعنی ہو) پس جب ضرورت ہوتی ہے تو قدرت الٰہی اِس قول کو یا ارادے کو ذات الٰہی مین پیدا کردیتی ہے اور وہ قدرت قدیم ہے پھر باقی مخلوقات اِس ارادے یا قول کن کے ذریعہ سے ظہور مین آتی ہے کرامیہ یہ بھی کہتے ہین کہ جو حادث خدا کی ذات سے قائم ہوتا ہے اُسکا نام حادث ہے اور جو اُسکی ذات سے قائم نہین ہوسکتا اُسے محدث کہا کرتے ہین حادث نہین کہتے کرامیہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماے صفات وافعال توقیفی ہین اور اُنکا قول ہے کہ حسن وقبح اللہ کی طرف سے حکم کا موجب ہوتا ہے کیونکہ اللہ ہی حاکم ہے پس اگر فرض کرلیا جاے کہ رسول نہ آتے اور شرع نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ افعال ایجاد کرتا تو افعال اُسی طرح واجب ہوتے جس طرح شریعت حقہ مین اب واجب ہوے ہین اور اِنکا اعتقاد یہ ہے کہ اگر اللہ کسی کو اپنے بندون مین ایسا جانتا کہ وہ ایمان نہ لائیگا تو اُسکا پیدا کرنا ہی عبث ہوتا اور نبوت اور رسالت دو صفتین ہین جو نبی کی ذات کے ساتھ قائم ہوتی ہین اور اُسکی

ذات سے مخصوص ہوتی ہین مگر وحی اور کار تبلیغ او معجزہ اور عصمت اُسکی ذات کے ساتھ مختص نہین دوسرے لوگ بھی اُنسے متصف ہو سکتے ہین اور جس کسی مین یہ اوصاف موجود ہون وہ رسول ہے خواہ اُسکو رسول بناکر بھیجا ہو یا نہ بھیجا ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایسے ہی آدمی کا رسول بنانا واجب ہی اور جس مین ایسے اوصاف نہون اُسکا رسول بنانا جائز نہین خلاصہ یہ ہے کہ کرامیہ کے نزدیک بہت سے آدمی رسول ہین اسوجہ سے کہ اُن مین رسالت کی صفات موجود ہین مگر اُن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف واسطے ہدایت اور دعوت کے بھیجا نہین ہے اِسلئے وہ نبی نہین۔ نبی وہی رسول ہین جنکو خاص اِس کام کے واسطے مبعوث کیا ہے جس رسول کو اللہ نبی بناکر بھیجتا ہی اُسے اِن کی اصطلاح مین **مرسل** کہتے ہین اور جسے نہین بھیجتا وہ **رسول** تو ہی مگر مرسل نہین اور اللہ کو کسی مرسل یعنی کسی نبی کا انبیا مین سے معزول کرنا جائز ہے مگر رسول معزول نہین ہوسکتا اور اُنکے نزدیک انبیا سے ہر ایسے گناہ کا سرزد ہونا جائز ہے جو حد واجب کرتا ہو اور اس سے عدالت جاتی رہے اور اللہ پر واجب ہے کہ لگاتار رسول بھیجتا رہے اور نبی جبتک معجزہ نہ دکھائے حجت نہین ہوسکتا اور انبیا سے کفر کا صادر ہونا جائز ہے اور دو امام کا ایک وقت مین ہونا جائز ہے حضرت علیؓ و معاویہؓ دونون کو وقت واحد مین امام بتلاتے ہین مگر اتنی بات کہتے ہین کہ جناب امیر سنت پر تھے اور معاویہ خلاف سنت پر مگر فرمانبرداری انکی بھی رعیت پر واجب تھی ہدایہ فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ کرامیہ کے نزدیک دو امامونکا ایک جگہ مین ہونا بھی جائز ہے بعض کرامیہ کا یہ زعم تھا کہ اللہ کے دو علم ہین ایک علم سے وہ سارے معلومات کو جانتا ہے اور دوسرے علم سے علم اول کو پہچانتا ہی اور کرامیہ کے نزدیک ایمان وہ اقرار ہے جو اللہ تعالیٰ نے ازل مین اپنی مخلوق سے لیا تھا جبکہ فرمایا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو سب نے کہا بَلٰی یعنی ہان تو ہمارا رب ہے سو یہ قول یعنی بلیٰ کا کہنا ایمان ہی اور یہ ایمان یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار سب آدمیون مین مساویانہ موجود ہے مگر مرتدین مین نہین۔ اِن کے نزدیک منافق کا ایمان باوجود اِسکے کہ اُسکے ساتھ کفر بھی موجود ہے نبی کے ایمان کے برابر ہے اسوجہ سے کہ اِس

ایمان یعنی اقرار ازلی میں سب برابر ہیں اور کلمۂ شہادت بوقت ردّت کے وقت مرتد کے واسطے ایمان ہے اوروں کے واسطے ایمان نہیں غیر مرتد کے واسطے وہ اقرار ازلی ایمان ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت صرف اقرار زبانی ہے اور اقرار کی دو صورتیں ہیں غیر مرتدین کا خواہ وہ مؤمن ہوں یا کافر وہی اقرار ازلی ایمان ہے اور مرتدین کا ایمان قول مفرد ہے یعنی کلمۂ شہادت کا زبان سے کہنا تعریفات شیخ ابونصر تکی وغیرہ میں لکھا ہے کہ بعض علمائے کرامیہ کی رائے یہ ہو کہ تعذیب وتنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی۔ ابن کرام فقہ میں کئی مسائل کے ساتھ متفرد ہے کہتا تھا مسافر کو عوض نماز خوف کے دو تکبیریں کہنا کفایت کرتا ہے اور ایسے کپڑے میں جو بالکل نجاست میں ڈوبا ہوا ہو نماز کو جائز بتاتا تھا اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ نماز روزہ زکوٰۃ حج اور ساری عبادات بغیر نیت کے صحیح ہوتی ہیں فقط نیت اسلام کی کفایت کرتی ہے ہاں نیت نوافل میں واجب ہوتی ہے اور نماز سے باہر آنا کھانے یا پینے یا جماع کے ساتھ عمداً جائز ہے پھر اسی پر باقی نماز کو بنا کر سکتا ہے تاریخ ابوالفدا میں حالات ۵۹۵ھ ہجری میں مذکور ہے کہ امام فخرالدین رازی غیاث الدین سلطان غور کے پاس گئے تو اُنے بہت تعظیم وتکریم کی اور ایک مدرسہ ہرات میں اُن کے لئے تیار کردیا کرامیہ ہرات میں کثرت سے تھے اُنپر یہ بات شاق گذری اور غوریہ عموماً اسی مذہب پر تھے امام فخرالدین شافعی تھے اور کرامیہ کے مذہب پر مناقضہ بھی کرتے رہتے تھے علمائے کرامیہ وحنفیہ وشافعیہ نے جمع ہوکر سلطان سے عرض کیا کہ امام سے ہمارا مناظرہ کرادینا چاہیے سلطان کے حکم سے مجلس مناظرہ منعقد ہوئی سلطان اُس مجلس میں تشریف لایا قاضی عبدالمجید بن عمر المعروف بابن القدوہ نے جو کرامیہ ہیصمیہ کے طریقے پر تھا امام سے بحث کی جب سلطان اُٹھ گیا تو امام نے قاضی کو بہت کچھ ملامت کی کرامیہ کو قاضی نے اشتعال طبع دلاکے غدر کی صورت پیدا کردی سلطان نے اُنکو سمجھا کر شورش رفع کی اور امام کو وہاں سے رخصت کردیا۔

چوتھا فرقہ مشبہ منہالیہ یہ منہال بن میمون کے متبع ہیں۔

اختلاف تاریخ وسال مین معذوری

اگر کسی مقام پر کسی تاریخ یا مہینے یا سال مین اختلاف اِس رسالے کا اور کتب کے ساتھ پایا جائے تو اُسپر گرفت نکرنا چاہئے معذوری کے قابل ہے اِس لئے کہ اِس فن کی کتب مین نہایت اختلاف سالہاے ولادت و وفات و مدت عمر وغیرہ کی بابت پایا جاتا ہے کہ بعضون نے ایک واقعہ مین بعض سنون کی اور بعضون نے اُسی واقعہ مین دوسرے سنون کی تصحیح کی ہے اور اِس وجہ سے دل کو اطمینان کسی پر بخوبی نہین ہوسکتا اور بعضون نے سنون کو عبارت عربی مین لکھا ہے اور بعضون نے عبارت فارسی مین اور بعضون نے ہندسون مین درج کیا ہے اور ایسے مقامات تصحیف کا موجب ہین اسلئے بہت سے مصنفون نے اُن کے بیان کرنے مین مسامحت کی ہے اور جیسا اتفاق واقع ہوا ایک دو روایتون کی نقل پر اختلاف کے ساتھ یا بدون اختلاف کے قناعت کرلی ہے اِسلئے کہ مقصود اہلِ علم و مذاہب اور ائمہ وغیرہ کے ترجمون سے یہ ہے کہ اُنکا حال معلوم ہوجائے اور یہ کھل جائے کہ فلان شخص کونسی صدی کے قرن مین تھا اور یہ غرض نہین کہ مہینے اور دن اور سال بھی معلوم ہون اِسی لئے اکثر مقامات پر لکھدیتے ہین کہ فلان شخص فلان سال کے حدود مین تھا اگر کسی کو طبقات وغیرہ کے چند نسخے جمع کرنے سے اور ایک کی تطبیق دوسرے کے ساتھ دینے سے کسی سال کا رجحان معلوم ہوجائے تو یہ نہایت خوبی کی بات ہے۔

دوسرا حصّہ متفرق فرقون کے بیان مین

یہ جتنے فرقے ابھی بیان کئے سوا انکے اور بہت ایسے فرقے ہین جو دین اِسلام مین پیدا ہوئے اُنکا ذکر متفرق کتابون مین پایا جاتا ہے مین بھی اُنکو یہان ذکر کرتا ہون۔

فرقۂ اول سالمیہ

یہ ابوالحسن بن سالم کی طرف منسوب ہین یہ کہتے ہین کہ اللہ کے کلام کی حقیقت حروف

اور آواز ہین لیکن یہ چیزین محدث نہین ہین ان کے نزدیک قرآن مع حروف اور آواز کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پس یہ کلام لفظی کو قدیم مانتے ہین کیونکہ بغیر حروف اور آواز کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنی امر و نہی اور خبر نہین ہوسکتا غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ ابن سالم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت مین امت محمد علیہ السلام کے ایک آدمی کی صورت مین نظر آئیگا اور وہ قیامت مین انس و جن اور ملائکہ اور حیوانات سب خلق پر ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے کہ اگر اُسے ظاہر کر دے تو تدبیر عالم مین خلل آجائے اور انبیا کے لئے ایک راز ہے اگر وہ اُسے ظاہر کر دین تو اُنکی نبوت باطل ہو جائے اِسی طرح علما کے لئے ایک بھید ہے کہ وہ اگر اسے ظاہر کر دین تو اُنکا علم جاتا رہے اور اللہ کو قیامت مین کفار دیکھین گے اور وہ اُنسے حساب لے گا اور ابلیس نے حضرت آدمؑ کو دوسری مرتبہ سجدہ کر لیا تھا اور شیطان جنت مین کبھی داخل ہونے نہین پایا اور جبریلؑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے حالانکہ اپنی جگہ سے دور نہین ہوتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تو اُن کے نفس کو اِس سے تعجب پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ تجھکو تیرے نفس نے تعجب مین ڈالا نظر اُٹھا کر آگے کو دیکھ موسیٰؑ نے دیکھا تو اُنکو سو کوہ طور نظر آئے کہ ہر ایک پر ایک موسیٰ تھا اور اللہ تعالیٰ بندون سے طاعات چاہتا ہے گناہ نہین چاہتا اور اللہ نے اُنکے گناہونکو اُنکے ساتھ چاہا ہے اُنسے نہین چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل حصول نبوت و نزول جبریل علیہ السلام سے قرآن حفظ کیا کرتے تھے اور جب کوئی قاری قرآن کو پڑھتا ہے تو اللہ قرآن کو اُسکی زبان سے ادا کرتا ہے جو لوگ قرآن کسی کی زبان سے سنتے ہین تو وہ درحقیقت اللہ سے سنتے ہین اور اللہ ہر مکان مین ہے عرش اور ماسوائے عرش مین کوئی امتیاز نہین ۔

فرقۂ دوم واحدیہ

انکو محمودیان بھی کہتے ہین اس فرقے کا پیشوا محمود ہے محمود اپنی ذات کو

شخص واحد کہتا تھا اور مہدی موعود جانتا تھا اور اُسکا یہ دعویٰ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین منسوخ ہوگیا اب یہ محمود کا دین ہے۔

رسید نوبتِ رندانِ عاقبت محمود	گذشت آنکہ عرب طعنہ بر عجم مے زد

گیلان کے علاقے مین ایک گانون ہے مسجوان محمود وہا کا رہنے والا تھا سنہ چھ سو ہجری مین اُسنے ظہور کیا تھا کہتا تھا کہ جب جسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل ہوا تھا تو مین پیدا ہوا قرآن مین ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی جلدی بھیجے گا تجھکو پروردگار تیرا مقام محمود مین اِس سے یہی مراد ہے۔ توضیح اس بیان کی یہ ہے کہ عناصر مین قوت پیدا ہوتی ہے تو اُسکو صورت معدنی حاصل ہوتی ہے پھر استعداد اسکی اور ترقی کرتی ہے تو صورت نباتی اُسپر فائز ہوتی ہے پھر قوت مین اور ترقی آتی ہے تو صورت حیوانی اُسکو ملتی ہے پھر اِن عناصر کی قوت اُس سے بھی زیادہ ترقی کرتی ہے تو صورت انسانی پاتی ہے اِن عناصر نے جنکو صورت انسانی حاصل ہوچکی تھی ایسی ترقی کی کہ اُس سے انسان کامل ظہور مین آیا اِسی طرح جسد انسانی کے اجزا حضرت آدمؑ کے وقت سے ترقی مین تھے یہانتک کہ رتبۂ محمدی اُسکو عطا ہوا اور جب یہ اجزا بالکل کمال کو پہونچ گئے تو محمود ظہور مین آیا اور یہ کہ حضرت سرور عالم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا انا وعلی من نور واحد یعنی علی اور مین دونون ایک نور سے ہین ولحمك لحمی وجسمك جسمی یعنی علیؓ کا گوشت میرا گوشت ہے اور علی کا جسم میرا جسم ہے یہ اشارہ ہی اِس بات کی طرف کہ تمام انبیا واولیا کے اجزاے اجساد کی صفوت وقوت مل گئی تو اُس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی کرم اللہ وجہہ کا جسم تیار ہوا پھر اِن دونون بزرگون کے جسد کے اجزا جمع ہوئے تو اُنسے جسد محمود بنا خاک کو نقطہ کہتا تھا اور تمام عناصر اُسکے نزدیک خاک سے پیدا ہوئے ہین اور نقطۂ خاک ہی واجب اور مبدء اول ہو محمود کہتا ہے کہ سورج آگ ہے اور چاند پانی ہے اور آسمان ہوا ہے اور تناسخ کا قائل ہے اِس طور پر کہ جب ذی روح مرتا ہے اور مٹی مین مل جاتا ہو تو اُسکے بدن کے اجزا جمادات یا نباتات کی صورت مین ظہور کرتے ہین اور وہ نباتات

انسان یا جانور کی غذا ہو کر پھر وہی انسان یا حیوان پیدا ہوتا ہے اور نفس ناطقہ مجرد
کے وجود کا قائل نہین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ اسنے استعین بفضل
الذي لا اله الا هو مقرر کیا تھا محمود کی بہت سی تصنیفین ہین اسکا اعتقاد تھا کہ آدم
اور عالم کے دورے ۶۴ ہزار سال مین تمام ہونگے اور اپنے معتقدون پر اس بات
کی تاکید رکھتا تھا کہ ہمیشہ پارسائی اور درویشی کے ساتھ رہنا چاہئے یہ کہتا تھا کہ جب
کوئی شخص بالکل تعلقات کو چھوڑ دے اور کسی چیز کی طرف رغبت نہ رکھے صرف اسقدر
غذا کی ضرورت رکھے جو انفاس کے باقی رکھنے کے لئے کافی ہو تو ایسا شخص ہمیشہ ترقی
کرتا رہتا ہے اور یہ واحد ہو جاتا ہے اور اللہ کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے اگر کسی
امین کو عورت کی خواہش ہو تو چاہئے کہ عمر مین ایک بار اُس سے صحبت کرلے اور اگر
زیادہ خواہش ہو تو سال مین دو بار ایسا کرلے اور اگر اتنا صبر کر سکے تو چالیس دن کے بعد
صحبت کیا کرے اور انتہا یہ ہے کہ ہفتے مین ایک بار ایسا کر لیا کرے اور کہتا تھا کہ جب
کوئی جسم انسانی سے حیوانی مین اور جسم حیوانی سے نباتی مین اور نباتی سے جمادی مین
یا برعکس اسکے تناسخ کرتا ہے تو اسکے اگلے جنم کی باتین دوسرے جنم مین پہچان لیجاتی ہین
اور قاعدہ اِس شناخت کا یہ ہے کہ اِس پچھلے جسم مین جو اسکے عادات ہوتے ہین
اُسنے اگلے جسم کے عادات معلوم ہو جاتے ہین اور واحدیہ کی اصطلاح مین ایسی
شناخت رکھنے والے آدمی کو محصی کہتے ہین اور اِسی بنیاد پر اُنھون نے یہ قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس مین آئے اور اُس شخص کے مُنھ سے اول
جس چیز کا موالید ثلثہ مین سے نام نکلے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اِس پیدایش سے پہلے وہ
وہی چیز تھا جسکا نام اُسکے مُنھ سے نکلا واحدیہ کہتے ہین کہ جو فریب پیشہ حاجی عبائے
کربلائی کہ ایک قسم کا دھاری دار کپڑا ہے پہنے پھرتے ہین اور مکر و فریب سے کام
لیتے ہین جب یہ مرینگے تو آئندہ جنم مین اگر جسم حیوانی مین انتقال کیا تو گلہری
بنائے جائینگے اور اگر جسم نباتی مین انتقال کیا تو دھاریون دار تربوز ہونگے اور اگر
پتھر کے جسم مین انتقال کیا تو سنگ سلیمانی بنائے جائینگے محصی اِن باتون سے خوب

واقفیت رکھتا ہو اور کرم شب تاب اپنی جگنو بخیلی ہے کہ بتدریج نزول کرکے اِس جسم مین آیا ہو اور کتا اگلی پیدایش مین ترک قزلباش تھا اور اُسکی ٹیڑھی دم تلوار ہے جس کی یہ صورت ہوگئی ہے اور لوہے کا کمال کو پہونچ جانا یہ ہے کہ اس سے کوئی نبی یا ولی مارا جائے اور انکا قول یہ ہے کہ پیدائش اول مین امام حسینؑ حضرت موسیٰؑ تھے اور یزید فرعون تھا اُس پیدایش مین حضرت موسیٰ نے فرعون کو دریاے نیل مین ڈبو دیا تھا اِس پیدایش مین حضرت موسیٰؑ امام حسینؑ ہوئے اور فرعون یزید بنا اور یزید نے امام حسینؑ کو فرات کا پانی ندیا اور اُنھین ہلاک کیا اور کہتے ہین جو کوئی حیوانات و نباتات و جمادات مین سے جواب سیاہ ہین وہ پہلے سیاہ رو آدمی تھے اور جواب سفید ہین وہ گورے آدمی تھے اور یہ تمام فرقہ آفتاب کی تعظیم کرتا تھا اور اُسے قبلہ جانتا تھا اور اُنکے یہان ایک دعا رائج تھی کہ آفتاب کی طرف مُنھ کرکے پڑھتے تھے اس فرقے کے خواص اور مستند آدمی امین کے لقب سے پکارے جاتے ہین درویش صفا اور درویش بقاے واحد اور درویش اسماعیل اور مرزا نقی اور شیخ لطف اللہ اور شیخ شہاب اور تراب اور کمال اس فرقے کے امین تھے بلکہ جتنے علما اور اولیا محمود کے عہد مین تھے یا جنھون نے اُسکے بعد ظہور کیا ہے سب کو واحدیہ محمود کا متبع قرار دیتے ہین ایک واحدی کا قول ہے کہ خواجہ حافظ شیرازی کا بھی یہی مذہب تھا اور چونکہ محمود زیادہ تر ساحل رود ارس پر رہتا تھا اس لئے خواجہ نے اپنے اِس شعر مین فرمایا ہے ؎

اے صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس	بوسہ زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس

واحدیہ فرقے کے آدمی تمام ایران مین پھیل گئے تھے مگر اپنے مذہب کو کسی پر ظاہر نہین ہونے دیتے تھے اسلئے کہ شاہ عباس بن شاہ خدابندہ صفوی نے اِن مین سے ہزارہا آدمیونکو مروا ڈالا تھا واحدیہ کہتے ہین کہ شاہ عباس نے بھی تراب اور کمال سے یہ مذہب حاصل کر لیا تھا مگر پھر دنیاداری اور شہرت کی غرض سے اُنکو مروا ڈالا اور بعض واحدیہ یہ کہتے ہین کہ شاہ عباس اِس مین کامل تھا پس جسکو اِس مذہب مین کامل نہ پاتا اُسے

[illegible]

مرواڈالتا اور انکی اصطلاح مین دینہ اُن لوگون کو کہتے ہین جنھون نے اپنی وزارت سے دین محمود مین ترقی نہین کی ہے واحدیہ کہتے ہین کہ یہ بھی دینہ نے عداوت کی وجہ سے مشہور کردیا ہے کہ محمود نے اپنے آپ کو تیزاب مین ڈالدیا تھا یہ بات بالکل غلط ہے محمود نے تمام قرآن کی اپنی رائے کے موافق تاویل کرکے اپنے مذہب پر آیات سے استدلال کیا تھا شاہ حمزہ صاحب نے فصل الکلام مین لکھا ہے کہ محمودیونکا کلمہ یہ ہے لا الہ الا المرکب المبین مراد ان کی مرکب المبین سے آدمی ہے۔

فرقہ سوم روشنیان

یہ فرقہ بایزید بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے یہ شخص غالبا سنہ ۹۳۱ھ مین ابراہیم خان افغان لودی کے عہد مین شہر جالندھر صوبہ پنجاب مین پیدا ہوا تھا بایزید سراج الدین انصاری کی ساتوین پشت مین ہے۔ حیات افغانی مین لکھا ہے کہ اوڑ ایک قوم ہے پٹھانونکی بایزید اسمین سے تھا اسکی ماں کا نام بنین بنت محمد امین تھا بایزید کو طفلی سے تحقیق کا شوق تھا اور ہمدردی اسکے خمیر مین پڑی ہوئی تھی اگر اپنی زراعت کو دیکھنے جاتا تو دوسرے کاشتکارون کی زراعت کو بھی رکھاتا اور اکثر دریافت کیا کرتا کہ زمین و آسمان تو موجود ہین مگر خدا کہان ہے بلوغ کے پہونچنے پر اپنا مرز و بوم چھوڑکر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس کالی گرم واقع کوہِ سے روہ کو چلا گیا حیات افغانی مین اخون درویزہ کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ جب بایزید کو کچھ زر نقد ہاتھ لگا تو گھوڑون کی تجارت کے لئے سمرقند کو گیا اور وہان سے دو گھوڑے خرید کر کے ہندوستان مین آیا اور کالنجر مین پہونچکر ملا سلیمان کالنجری کی صحبت مین رہا ملاے مذکور سے مسئلہ تناسخ سنا تو بایزید کا عقیدہ تناسخی ہوگیا اور جبکہ کالنجر سے پلٹ کر کالی گرم مین آیا تو اپنے عقیدۂ تناسخی سے مذہبی فساد شروع کیا عبداللہ کو بیٹے کی یہ بات ناگوار گذری یہان تک کہ فرزند کو چھری سے مجروح کیا بعد اسکے بایزید کالی گرم سے ننگرہار کو چلا گیا اور ہمند قوم کے ملک سلطان احمد کے گھر رہنے لگا ننگرہار کے علما نے سب کو اسکی بات قبول کرنے

رو کردیا اسلئے کسی نے اُسکی متابعت نکی اسوجہ سے بایزید یہان بھی نہ ٹھہرا پشاور ہو چکر غوریا خیلون مین مقیم ہوا ان لوگون مین علم کم تھا اکثر اُسکی پیروی کرنے لگے بایزید نے اپنی شہرت پیری و پیشوائی کے طلاق مین کرکے عوام الناس سے کہا کہ درگاہ خدا کی طرف بجز پیر کامل کے رسائی نہین مین تمکو رہنمائی اور ہدایت کرونگا اِس طرح اُسنے بہت سے لوگ اپنے گرد جمع کرلئے اور شہوت پرستون کے مطیع و منقاد اور خوش کرنے کے لئے عورت و مرد غیر محرم کو یکجا رہنے و کھانے پینے کی اجازت دیدی بایزید جو کچھ کہتا مرید وہی کرتے قوم خلیل کا بہت سا حصہ اُسکا مُرید ہوگیا پھر محمد زئی ہشت نگر مین گیا اور وہان بھی اسی طرح کہا افغانون مین جو زیادہ جاہل تھے وہ اُسکے زیادہ معتقد تھے ہشت نگر مین اُسکی پیری کو بہت رونق ہوگئی عالمون نے مباحثہ کرنے کا قصد کیا اخوند درویزہ نے اُس سے مباحثہ کیا اور اُس مین بایزید مغلوب ہوگیا مگر اُسکے مرید ایسے طاقتور تھے کہ اخوند درویزہ کی کوئی نصیحت اُسپر نہ چل سکی بایزید نے اپنا لقب پیر روشن رکھا اُسنے مریدون پر ظاہر کیا کہ غیب سے مجھکو ندا ہوئی ہے کہ تمکو سب آدمی میان روشن کہا کرین اور تمکو حیات جاودانی عطا کی گئی مگر یہ لقب اُسکے مریدون ہی مین رہا دوسرے لوگون نے پیر تاریک مشہور کردیا محسن خان صوبہ دار کابل جو اکبر بادشاہ کی طرف سے حکمران تھا وہ اِسکا حال سنکر ہشت نگر آیا اور گرفتار کرکے کابل کو لیگیا مدت تک وہان قید رہا پھر رہا ہوکر ہشت نگر واپس آیا اور اپنے تمام اصحاب کو جمع کرکے طوطی کے پہاڑون مین گھس گیا پھر وہان سے تیراہ کو آیا آفریدی اور ورکزئی فرقہ بھی اِسکا مرید ہوگیا اِس طاقتوری کے بعد اُسنے برملا اکبر بادشاہ سے بغاوت کرکے لوگون کو عام بلوے کی اِس طرح ترغیب دی کہ وعظ مین بیان کرنا شروع کیا کہ مغل ظلم پیشہ ہین اُنھون نے افغانون پر حد سے زیادہ ظلم ڈھائے ہین اُنکی اطاعت ترک کرنا چاہئے اِس تحریک سے اکثر سرحدی قومین بادشاہ سے باغی ہوگئین اور اُسکے وعظ سے بڑا فساد پھیل گیا بادشاہی فوج جو اُسکی سرکوبی کو آئی تھی خود ہی سرکوب ہوکر پیچھے کو ہٹ گئی اِس آسان فتح سے اُس کے ہمراہیون کو زیادہ تقویت ہوگئی تیراہ کے لوگون کا یہ حال تھا کہ ظاہر مین بایزید کے

مطیع تھے مگر باطن میں سلطنت مغلیہ کے خیر خواہ تھے بایزید بھی یہ بات خوب جانے ہوئے تھا اسلئے اُسنے ایسے لوگون سے اِس ملک کو اِس طرح پاک کیا کہ بعضون کو قتل کرایا اور بعضون کو ملک سے خارج کیا اور اُسکے اصحاب و مریدین نے تیراہ پر بخوبی قبضہ کرلیا اور ورکزیون کی مضبوط جماعت کے ساتھ ننگرہار پر بھی قبضہ کرلیا اور بہت سے گاؤن بھی لوٹ لاٹ کر برباد کردئے محسن خان صوبہ دار کابل جلال آباد سے تیاری کرکے بایزید پر چڑھ گیا اور شبخون مارا بھاری لڑائی کے بعد بایزید کے ساتھیون نے پوری شکست پائی بعض مارے گئے بعض دشوار گذار پہاڑون پر چڑھ گئے اور بایزید ہشت نگر کو چلا گیا۔

یہ تو بایزید کے دنیوی کارنامے تھے اب اسکے عقائد اور اعمال کی باتین سُنو بایزید ابتدا ریاضت شاقہ کرنے لگا تھا اہل علم و ادب کی بہت خاطر کرتا تھا ایک عامی آدمی تھا مگر قرآن کا مطلب خوب بیان کرتا تھا اور حقائق و معارف ذکر کرتا مرزا محمد حلیم خلف ہمان بادشاہ صوبہ دار کابل کے دربار مین خروج سے قبل اسکا مناظرہ علما کے ساتھ کرایا گیا اسکی تقریر علما کے بیانات پر غالب آئی۔ پھر اُسنے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ مجھکو الہام ہوتا ہے جبرئیلؑ میرے پاس رب العالمین کی طرف سے پیغام لاتے ہین بلکہ اُسکا یہ دعویٰ تھا کہ مین علانیہ خدا کو دیکھتا ہون اور بغیر توسط جبرئیلؑ کے بالمشافہ اُس سے بات چیت کرتا ہون اور کہتا تھا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو انبیا کی نماز پڑھا کرے نماز چھوڑ دے اور انبیا کی نماز معبود کی صفت ہے اور زیادہ تر ذکر خفی کیا کرتا تھا بایزید کہتا تھا کہ مسلمانو نکا اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہین اسلئے کہ یہ خدا سے واقف نہین اور جسنے اللہ کو نہین دیکھا وہ اُسے کیا جانے پس ایسے آدمی کی گواہی کذب ہو مولانا زکریا نے ایکبار اُس سے یہ کہا کہ تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ مین دلون کی خبر رکھتا ہون بھلا بتاؤ تو میرے دل مین کیا ہے اگر تم یہ بتادوگے تو مین تمھارا معتقد ہو جاؤنگا میان روشن بایزید نے کہا کہ تم مین دل کب ہے اگر تم مین دل ہوتا تو بے شک مین اُسکی خبر دیتا مولانا زکریا نے کہا کہ اول مجھکو قتل کرنا چاہیے اگر میرے بدن مین سے دل نکلا تو بایزید کو مار ڈالنا چاہیے اور اگر دل نہ نکلے تو بایزید سے کوئی تعرض نہین بایزید نے کہا کہ یہ دل جسکو تم دل سمجھ رہے ہو یہ تو گوشت

بکری اور گائے مین بھی ہوتا ہے اِس گوشت کے ٹکڑے سے دل مراد نہین دل وہی چیز ہے
اُس مین عرش وکرسی مع دونون کی سمائی ہے پھر مولانا نے کہا کہنے لگے کہ تم دعویٰ کرتے ہو
کہ مجھے قبرون کے حالات معلوم ہین مُردے مجھ سے کلام کرتے ہین ہم تمھارے ساتھ
قبرستان کو چلتے ہین دیکھین تو مردے تم سے کس طرح باتین کرتے ہین بایزید نے کہا کہ اگر
تم مین اُن کی آواز سننے کی قابلیت ہوتی تو مین تمکو خبر کیون کہتا۔ بایزید سے جو عقیدت
نہ رکھتا اُسے کافر وگمراہ جانتا اور جو اُسکو نہ پہچانتا اور وحدت وجود کے طریقے پر نہوتا
اُسکے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھاتا بایزید بہت سے قول عربی زبان مین بیان کرتا اور اُنھین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا۔ بایزید کا قول ہے کہ زبان سے کلمۂ شہادت
کہنا اور اُسکی تصدیق کرنا شریعت کا فعل ہے اور تسبیح وتہلیل اور مدام زبان کے ساتھ ذکر
کرنا اور دل کو وسوسے سے بری رکھنا طریقت کا فعل ہے اور رمضان کے روزے رکھنا اور
کھانا پینا چھوڑنا عورات کے ساتھ مجامعت کو ترک کرنا شریعت کا فعل ہے اور روزہ نفل
رکھنا رزق کم کھانا اور بدی سے باطن کو پاک رکھنا طریقت کا فعل ہے مال کی زکوٰۃ
او عُشر دینا شریعت کا فعل ہے اور فقیر ومحتاج اور روزہ دار کو کھانا دینا عاجز کی دستگیری
کرنا طریقت کا فعل ہے کعبہ کا طواف کرنا لڑائی اور گناہ سے حرم مین بچنا شریعت کا فعل ہے
اور دل کا طواف کرنا اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنا اور فرشتون کی سی طاعت کرنا
طریقت کا فعل ہے۔ ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد مین رہنا اور ماسوی اللہ کا پردہ دل سے
مٹانا اور دوست کے جمال کا نظارہ کرنا حقیقت کا فعل ہے ذات حق کو چشم دل کے
ساتھ دیکھنا اور نور عقل کے ذریعہ سے اُسکو ہر جگہ معلوم کرنا اور کسی مخلوق کو ایذا نہ پہونچانا
معرفت کا فعل ہے اور حق کو پہچانتا اور تسبیح کی آواز کو سننا اور اُسکو سمجھنا قربت کا فعل ہے
اور اپنے وجود کو ترک کرنا اور تمام کام اللہ کے وجود سے سمجھنا اور فضولیات سے بچنا
اور وصال کو سمجھنا وصلت کا فعل ہے اور اپنی ذات کو حق مطلق مین فانی کرنا اور باقی
مطلق ہوجانا اور واحد کے ساتھ موحد ہونا اور شر سے پرہیز کرنا توحید کا فعل ہے اور مسکن اور
ساکن ہونا اور حق مطلق کی صفت اختیار کرنا اور اپنے وصف کو چھوڑ دینا سکونت کا

فعل ہے اور سکونت سے بالاتر کوئی مقام نہیں قربت اور وصلت اور وحدت اور سکونت یہ اصطلاحین خاص اُسکی تراشی ہوئی ہین وہ ان مراتب کو شریعت اور طریقت اور معرفت سے اعلیٰ جانتا تھا اور آدمیون پر ریاضت کرنے کی تاکید کرتا تھا۔ نماز بھی پڑھتا تھا مگر قبلے کے تعین کا مقید نہ تھا جدھر چاہتا پڑھ لیتا اور اِس بات پر اس آیت کے ساتھ استدلال کرتا تھا اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر کو تم مُنھ کرو وہان ہی اللہ متوجہ ہے کہتا تھا کہ پانی کے ساتھ غسل کرنے کی ضرورت نہین ہے ہوا لگنے سے بدن پاک ہو جاتا ہے کیونکہ چارون عنصر پاک کرنے والے ہین اُسکا قول تھا کہ جو کوئی خُدا کو اور اپنی ذات کو نہ پہچانتا ہے تو وہ آدمی نہین پس اگر ایسا آدمی شریر ہے تو وُہ بھیڑیے اور شیر اور سانپ بچھو کے حکم مین ہے اُسکا مار ڈالنا واجب ہے اور اگر نیک اور نماز گذار ہے تو وُہ گاے بکری کے حکم مین ہے اسکا مار ڈالنا جائز ہے اِسی لئے اسنے اپنے متبعون کو حکم دیدیا تھا کہ ایسے آدمیون پر جہان قابو پاؤ مار ڈالو اور دلیل اسپر یہ آیت لاتا تھا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا یعنی وہ چارپایونکی طرح ہین بلکہ انسے زیادہ گمراہ ہین۔ اور کہتا تھا کہ جو کوئی خود شناس نہین زندگی جاوید سے بے خبر ہے وہ مُردہ ہے ایسے شخص کے مال کے وارث بھی ایسے شخص نہین ہو سکتے جو خود بھی مُردہ ہین بلکہ اُسکی میراث زندہ کو پہونچتی ہے اِسلئے نادان کے مار ڈالنے کا بھی حکم دیدیا تھا اگر ہندو کو خود شناس پاتا تو مسلمان ناخود شناس پر اُسکو ترجیح دیتا برسون تک اُسنے اور اُسکے بیٹون نے راستون مین لوگون کو لوٹا ڈاکہ زنی کی اور مسلمانون وغیرہ سے مال چھینا ایسے مال مین سے خمس نکالکر بیت المال مین جمع کرتا جب حاجت ہوتی تو اہل استحقاق کو اُس مین سے دیتا وہ اور اُسکے تمام بیٹے زنا اور فسق و فجور سے محترز رہتے تھے موحدون اور خود شناسون کے مال سے بچتے اور اُنپر ظلم نکرتے تھے بایزید کہتا تھا کہ ناخود شناسون کے قتل کے لئے مین منجانب اللہ مامور ہون مین بار حق تعالیٰ نے مجھسے یہ فرمایا مگر ان لوگون کو قتل کر مگر مین نے ہتیار نہ اٹھائے جب کر رہی حکم ہوا تو مجبور ہوکر جہاد کو مستعد ہوا اِسکی تصنیف سے بہت سی کتابین ہین عربی فارسی ہندی اور پشتو مین۔

مقصود المؤمنین ایک کتاب اُسکی عربی مین ہے اور اسکی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے

جسکو چار زبانون مین لکھا ہے عربی فارسی ہندی اور پشتو۔ اسکا دعویٰ یہ ہے کہ خیر البیان کی ساری باتین وہ ہین جو اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے کہی ہین اسی وجہ سے روشنیان اسکو صحیفۂ آسمانی اعتقاد کرتے ہین اور حالنامہ اُسکی ایک کتاب ہے جسمین اُسنے اپنی سوانح عمری لکھی ہے۔ افغانستان کے پہاڑون مین ایک مقام ہے بھتہ پور وہان پہاڑی پر بایزید کی قبر ہے۔ اسکے پانچ بیٹے تھے۔ شیخ عمر۔ کمال الدین خیرالدین جلال الدین۔ اور نور الدین۔ اور ایک بیٹی تھی جسکا نام کمال خاتون تھا بایزید کے بعد شیخ عمر باپ کا جانشین ہوا پیر روشن کے جتنے اصحاب تھے وہ اُسکے پاس جمع ہوگئے کچھ دنون کے بعد شیخ عمر کا اور یوسف زئیون کا بگاڑ ہوگیا یوسف زئیون کے پیشوا اخوند درویزہ تھے یوسف زئیون نے جمع ہوکر دریاے سندھ کے کنارے اپنے مخالفون پر حملہ کیا اس لڑائی مین شیخ عمر اور اُسکے اکثر ساتھی کام آئے انمین سے دو شخصون کو یوسف زئیون نے آگ مین بھی جلا دیا اور اس معرکہ مین شیخ عمر کا بھائی خیرالدین مارا گیا نور الدین میدان جنگ سے نکلکر بھاگ گیا مگر ہشت نگر کے گوجرون نے اُسکا بھی کام تمام کردیا اور جلال الدین یوسف زئیون کے ہاتھ آکر قید ہوا اکبر بادشاہ نے اسکو مع تمام متعلقین کے یوسف زئیون سے لیکر رہا کردیا اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جلالہ چودہ برس کی عمر مین اکبر کے دربار مین آیا تھا کچھ دنون کے بعد بھاگ کے تیراہ کے پہاڑون مین گھس کر رہزنی جاری کردی قافلون کو لوٹنے لگا راجہ مان سنگھ اور اسکی مدد کو دوسرے افسران شاہی پہاڑون مین جلال الدین سے لڑنے کو سنہ ۹۹۴ ہجری مین گئے مگر وہ مغلوب نہو سکا اسے اکبر بادشاہ جلالہ کہا کرتا تھا کابل اور پشاور کا راستہ اُسوقت کبھی محفوظ نہ رہا کمال الدین اُسکا بھائی پکڑا گیا اور اکبر نے دم واپسین تک اُسکو قید رکھا چند لڑائیون کے بعد جب راجہ مان سنگھ نے زیادہ تعاقب کیا تو جلالہ غزنی کی طرف بھاگ گیا اور وہان قوم ہزارہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکا سر اکبر کے حضور مین بھیجا گیا اکبرنامے کی جلد سوم مین حالات سنہ ۳۰ وسنہ ۳۱ جلوس اکبری کے ضمن مین اس معرکے کو ذکر کیا ہے جب جلالہ مارا گیا تو احداد

بن شیخ عمر بن بایزید کو خلافت ملی یہ بھی اپنے اسلاف کے طریقے کا بڑا پابند تھا جو کچھ مال جہاد مین ہاتھ لگتا اُسے بانٹ دیتا اور خمس بیت المال مین جمع کرتا اور پھر ضرورت کے وقت اُسے غازیون پر تقسیم کرتا جو مسلمان اسکے طریقے کے پابند ہو اُنپر جہاد کرنا جائز جانتا سنہ ۱۰۳۵ہجری مین جہانگیر کے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے معتقد کہتے تھے کہ قل ھو اللہ احد اسی احداد کی شان مین ہے ہزارون افغان اُسکے مُرید تھے اور اُسکو احد کہتے تھے پھر اُسکا بیٹا عبدالقادر اُسکا قائم مقام ہوا اور یہ شاہجہان کے دربار مین حاضر ہوکر امرائے شاہجہانی مین داخل ہوگیا الہٰدد (عاقلی) مین پشاور مین مرگیا جلالہ کا بیٹا الہٰداد نامی رشید خانی خطاب و منصب چارہزاری تک سرفراز ہوکر سنہ ۱۰۴۸ دکن مین فوت ہوا اور مئو مین مدفون ہوا یہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے[1]

الہٰدورد

چہارم دین الٰہی

موجد اسکا جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان ہے اِس بادشاہ نے بچپن کی عمر کہ پڑھنے کا وقت تھا کبوترون مین اُڑائی۔ ذرا ہوش آیا تو کتے دوڑانے لگا اور بڑے ہوکر گھوڑے دوڑانے اور باز اُڑانے لگا۔ نوجوانی تاج شاہانی لیکر آئی۔

مآثر الامرا مین مذکور ہے کہ اکبر جو کچھ ایجاد کرتا اُسکو دین الٰہی کہتے اور اُسنے ہر مذہب اور ہر طریقے کا خلاصہ لاکر اُسکا نام دین الٰہی رکھا تھا اور خوشامدی کہتے تھے کہ یہ جو کچھ اُسنے چھانٹا ہے اللہ کے حکم سے تھا اور یہ لوگ اکبر کو خلیفۃ اللہ کہتے تھے منتخب التواریخ مین مولوی عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ ماہ رجب سنہ ۹۸۷ ہجری مین ایک محضر علماے بادشاہ مذکور نے تیار کرایا جسکا مضمون یہ تھا کہ امام عادل مطلقاً مجتہد پر فضیلت رکھتا ہے اور وہ مجاز ہے اِس بات کا کہ کسی مسئلہ مختلف فیہ مین روایت مرجوح کو ترجیح دیدے معاملات شرعی مین کسی کو اُسکی راے سے انکار کرنے کی مجال نہین کیونکہ امام عادل معاملات کو مجتہدین سے زیادہ سمجھتا ہے

[1] [illegible]

پس جو اُس سے مخالفت کرے وہ دنیا و عقبیٰ مین مستوجب عذاب ہے بلکہ امام عادل کو اختیار ہے کہ کوئی حکم ایسا بھی اپنی طرف سے جاری کردے جو نص کے مخالف ہو مگر اُسمین خلائق کی رفاہت مد نظر ہو اور سا امام عادل کے ایسے مسائل کی تعمیل سب پر واجب ہی اور مراد اس امام عادل سے اکبر کی ذات تھی اِس محضر پر مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی صدر الصدور اور قاضی القضاۃ قاضی جلال الدین ملتانی اور صدر جہان مفتی کل ممالک ہندوستان اور شیخ مبارک ناگوری اور غازی خان بدخشی کی مہرین اور دستخط تھے ان مین سے بعض نے بہ طیب خاطر اور بعض نے طوعًا و کرہًا دستخط اور مہر کی تھی اِس فتوے کے حاصل ہونے کے بعد اکبر نے اپنے اجتہادات جاری کئے اور تمام تحریم و تحلیل کی ہوتونی پر نوبت پہونچی اور سا اپنی عقل سے دین مین باتین پیدا کرنے لگا اسلام کا نام تقلید رکھدیا کہتا تھا کہ قرآن مخلوق ہے وحی محال ہے اور امامات و نبوات مین تشکیک کرنے لگا جنون اور فرشتون اور تمام مغیبات اور معجزات و کرامات سے انکار صریح کردیا اور قرآن کے تواتر اور اُسکے کلام الٰہی ہونے کے ثبوت کو محال قرار دیا کہتا تھا کہ بدن کے فنا ہو جانے کے بعد روح کا باقی رہنا اور ثواب و عذاب کا بغیر تناسخ کے ہونا محال ہے اور پھر علانیہ حکم دیدیا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ بھی کہا کرین مگر جب دیکھا کہ عوام کے مزاجون مین اس سے ایک قسم کی برہمی آگئی ہے تو اِس حکم کی تعمیل صرف اُن لوگون کے ساتھ مخصوص کردی گئی جو اُسکے درباری تھے اور علماے دنیا طلب نے اُسکے راضی کرنے کے واسطے یہانتک کیا کہ کتابون کے دیباچے لکھے تو اُن مین حمد کے بعد نعت پیغمبر کی جگہ اکبر کا ذکر کرتے اگرچہ اِن باتون سے اُسکی دور دور بدنامی ہو گئی مگر ہزارون آدمی اُسکی تقلید بھی کرنے لگے اور یہ لوگ اپنی جانون کو بادشاہ کا مُرید کہتے تھے اور بیربر وغیرہ سے آفتاب کے فضائل سُنکر اُسکی تعظیم و تکریم کرنے لگا اور نوروز جلالی مقرر کرکے اُس دن بڑا جشن کیا جاتا اور دعا تسخیر آفتاب کی آدھی رات کو اور طلوع کے وقت پڑھا کرتا یہ دعا ہندوون سے اُسکو پہونچی تھی جہانگیر اپنے تزک مین لکھتا ہے کہ اکبر یکشنبہ کی اس وجہ سے بہت

تعظیم وتکریم کرتا تھا کہ یہ دن آفتاب کی طرف منسوب ہے اور حکم دیدیا تھا کہ تمام ملک مین اُس دن کوئی جانور ذبح نکیا جائے اگرچہ بعض دوسرے دنون مین بھی ذبح کی ممانعت تھی مگر یک شنبہ کو ممالک محروسہ مین اس حکم کی سختی سے پابندی کرائی جاتی تھی اور آفتاب کو حضرت نیر اعظم کہتا تھا گاؤکشی اور اُسکا گوشت کھانا حرام کردیا آتش پرستون سے آتش کے فضائل معلوم کرکے آگ کی تعظیم کرنے لگا اور حکم دیا کہ بطور آتشکدون کے محل مین آگ کی حفاظت کی جائے اور وہ ہمیشہ روشن ہو کیونکہ آگ اللہ کی ایک آیت اور اُسکا نور ہے اور جلوس سے کے پچیسوین سال مین نوروز کے دن اُسنے آگ اور سورج کو سجدہ کیا اور یہ مقرر کردیا تھا کہ جب شام کو شمعین اور چراغ روشن ہون تو ہمارے مرید سروقد تعظیم کو کھڑے ہوجایا کرین اور ایک زنار مرصع بجواہر تیار کرا کے جبرًا برہمنون کے ہاتھ سے پہنی اور راکھی بندھوائی اور قشقہ ماتھے پر کھچوایا پھر علما نے بادشاہ سے عرض کیا کہ صاحب الزمان جو خلاف و اختلاف ہنود و مسلمانون مین سے دور کرنے والے ہین وہ حضور ہین اور اُنھون نے بیان کیا کہ محمود بسجوانی نے اپنے رسائل مین صاف تصریح کردی ہے کہ سنہ ۹۹۰ھ مین باطل کا مٹانے والا شخص ظاہر ہوگا اور اُسنے ہر جگہ صاحب دین کو شخص کے ساتھ تعبیر کیا ہے جسکے بحساب جمل نوسو نوے عدد ہوتے ہین اور خواجہ مولانا شیرازی مکہ معظمہ سے بعض شرفا کا رسالہ لایا جس مین مرقوم تھا کہ بموجب احادیث صحیح کے سات ہزار سال کہ مدت دنیا کی ہے پوری ہوچکی اور اب وقت مہدی موعود کے ظہور کا آپہونچا ہے اور اِس قسم کی باتین شیعہ نے بھی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے بادشاہ کے سامنے نقل کین اور یہ سب باتین جمع ہوکر اکبر کو نبوت کا دعویٰ ہوا مگر صاف لفظ نبوت کا نام نہ لے سکا بلکہ دوسرے پہلو مین اُسکو ظاہر کیا اور سب مریدون نے یہ مقرر کرلیا کہ بادشاہ کی محبت کے سامنے مال وجان اور ناموس و دین ہیچ ہے جب ہزار سال ہجری پورے ہوگئے تو اکبر نے خیال کیا کہ ہزار سال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے گذر گئے اِسی قدر اِس دین کے باقی رہنے کی مدت تھی اب اِس دین کے احکام وارکان کا باقی رکھنا بھی ضرور نہین اِسی لئے اپنی طرف سے

نئے قواعد وضوابط ایجاد کرنے لگا حکم دیا کہ سکے مین تاریخ الفی رحلت سے لکھی جائے
علما نے بادشاہ کے لئے رسم سجدہ جاری کی اور اُسکا نام زمین بوس رکھا اور یہ حکم دیا
کہ جو کوئی شراب رفاہت اور معالجے کی غرض سے پئے تو یہ مباح ہے اور بادشاہ نے
داڑھی منڈوانے کے لئے لوگون کو حکم دیا اُسکے سارے اہلِ دربار نے داڑھیان منڈوائین
مصاحبون نے اکبر سے داڑھی منڈوانے کے باب مین دلائل بھی بیان کئے کہ اگلے مرتاضون
نے جو داڑھیان رکھین تو یہ ایک قسم کی ریاضت تھی اور وہ اِس کام مین ملامتی تھے اور اب
ملامت اور ریاضت داڑھی کے صفار رکھنے مین ہے اسلئے کہ اب داڑھی کے منڈوانے کو
فقہائے نادان عیب قرار دیتے ہین اور بعض مفتیون نے ایک مجہول روایت بھی نکال دی
اور وہ یہ ہے کما یفعله بعض القضاة اور لفظ عصاة کو تحریف بتاتے تھے اور کہتے تھے
کہ قاضیان عراق کا عمل داڑھی کے منڈانے پر تھا حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک پرانی
کرم خوردہ کتاب مین ایک عبارت لکھکر پیش کی جسکو شیخ اکبر محی الدین بن عربی کی طرف
منسوب کیا تھا مفاد اُس عبارت کا یہ تھا کہ صاحب الزمان بہت سی عورات رکھے گا
اور داڑھی منڈاتا ہوگا اور اُسکی چند صفتین اور ایسی بتائی تھین جو شہنشاہ مین موجود تھین
اور ایک حدیث موضوع علمائے اکبری نے اُسکے حضور مین پیش کی کہ ایک صحابی کے فرزند
داڑھی منڈائے ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو دیکھکر کہا کہ اہل بہشت کی
یہ وضع ہوگی پھر یہان تک نوبت پہونچی کہ مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ اور اکثر امرا نے اقرارنامے اپنی
طرف سے اِس مضمون کے گذرانے کہ دین اسلام مجازی تقلیدی جسکو باپ دادون سے
سنتے آئے تھے ہمنے چھوڑا اور دین الٰہی اکبرشاہی مین داخل ہوئے اور مراتب چارگانہ خلاص یعنی
یعنی ترک مال ترک جان ترک ناموس ترک دین ہمنے قبول کیا اکبر ایسے لوگونپر زیادہ اعتماد
کرکے اُنکی تربیت کرتا فرضیت غسل جنابت کو موقوف کردیا اور دلیل اِسپر یہ بیان کی کہ
انسان کا خلاصہ نطفۂ منی ہے جو نیک وبد کی پیدائش کا تخم ہے پھر اسکے کیا معنے کہ پیشاب
وپیخانہ پر تو غسل واجب نہین اور اس لطیف چیز کا خروج غسل کا موجب ہو بلکہ مناسب
یہ ہے کہ اول غسل کیا جائے اور بعد اُسکے جماع کیا جائے اور کہا مردے کے لئے کھانا پکاکر

فاتحہ دینا بیکار ہے کیونکہ مردہ جماد ہے اُسے اس سے کیا حظ حاصل ہوگا بلکہ جسدن بچہ پیدا ہو اُس دن ایک جشن ترتیب دیا جائے اور اس جشن کا نام جشن حیات رکھا تھا۔ سوءر اور شیر کا گوشت مباح کر دیا تھا تاکہ جو اسکو کھائے اُسمین صفت شجاعت آجائے اور حکم دیا کہ چچا پھوپھی ماموں خالہ وغیرہ کی بیٹیون سے جن سے قریب کا رشتہ ہو نکاح نکیا جائے کہ اولاد کمزور ہوتی ہے اور بی بی عائشہ صدیقہ کے زفاف کا حضرت سرورکائنات سے جو بی بی صاحبہ کی ۹ سال کی عمر مین واقع ہوا تھا منکر تھا اور سونا اور ریشم پہننا مرد کے لئے جائز قرار دیا نماز اور حج اور زکوۃ کو ساقط کر دیا اور تاریخ عربی کو تغیر دیکر ابتدا اُسکی سال جلوس سے مقرر کی اور عربی مہینے اُڑا کر ملوک عجم کے طور پر مہینے مقرر کئے اور زردشتیون کے آئین کے موافق سال مین چودہ عیدین مقرر کین اسلام کی عیدون کو بیرونق کر دیا اور اپنے جدید سنہ کا سال وماہ الٰہی نام رکھا اور سکون اور مہرون پر تاریخ الفی قائم کی تاکہ اس سے ظاہر ہو کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم ہو چکا آگے کو نہ چلیگا اور حکم دیا کہ چونکہ ہزار سال ہجری ختم ہو چکے لہذا ایک تاریخ ایسی تصنیف ہو جس مین بجائے ہجرت کے رحلت کا لفظ سنوات مین لکھا جاوے اور اُسکا نام تاریخ الفی رکھا اس تاریخ کے کچھ حصے ہمنے کتب خانۂ ریاست رام پور مین دیکھے ہین۔ عربی کا پڑھنا لکھنا اور اُسکی اصطلاحون کا استعمال کرنا عیب مین داخل ہو گیا حکم دیدیا کہ فقہ وحدیث وتفسیر کا پڑھانا موقوف کر کے نجوم حکمت طب حساب شعر اور تاریخ کے فن پڑھائے جائین اور حروف مخصوصۂ عربی یعنی ثا۔ حا۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ عین۔ قاف کا تلفظ مین گرانا شروع کیا جو کوئی اکبر کے سامنے عبداللہ کو ابداللہ اور احدی کو اہدی کہتا تو بہت مسرور ہوتا۔ نبوت اور کلام الٰہی اور رویت الٰہی اور تکلیف اور تکوین اور حشر ونشر مین طرح طرح کے شبہات پیدا کئے اور تشیع کا برملا اظہار کرتا اور خلفاے ثلٰثہ کے حق مین جسقدر مطاعن ہوتے اُسکے دربار مین بیان کئے جاتے جنگ صفین اور قضیۂ فدک وغیرہ معاملات مین صحابہ کا ذکر نہایت برائی کے ساتھ کیا جاتا۔ بلکہ تمام انبیا کی زلات کو اُنکی نبوات سے انکار کا ذریعہ قرار دیا خصوصاً حضرت داؤدؑ اور زوجۂ اوریا کے قصے کو نہایت بُرائی کے ساتھ بیان کرتا اور حضرت داؤدؑ کو اسوجہ سے اچھا نہ جانتا اکبر کے

نام کی رعایت کی وجہ سے تحریرون کے عنوان پر اللہ اکبر لکھا جانے لگا بلکہ عوام کی زبانون پر سوا اس کلمے کے کوئی چیز باقی نرہی ملا شیرازی نے اِس طوفان بے تمیزی مین دس شعر کا ایک قطعہ کہا تھا جس کے یہ اشعار ہین۔

تا بزاید ہر زمان کشور بر انداز آفتے — فتنۂ در کوے حوادث کہ خدا خواہد شدن
با عقاب قرض خواہ مجیع اوار باب عشق — بار سر او ذمۂ گردن ادا خواہد شدن
فیلسوف کذب را خواہد گریبان پارہ شد — خرقہ پوش زہد را آتھوئی ادا خواہد شدن
شورش عزت اگر در خاطر آرد جاہلے — کز خلائق مہر پیغمبر جدا خواہد شدن
خندہ مے آید مرا زین بیت پس کز ظرفگی — نقل بزم منعم و درد گدا خواہد شدن
پادشہ امسال دعوے نبوت کردہ است — گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

نوروز کے جلسون مین اکثر علما اور صلحا کو شراب کے جام پلوا دئے نوروز کے پچھلے دن کی بڑی تعظیم کرتا محمد اور مصطفیٰ اور احمد الفاظ اُسکو ایسے گران معلوم ہوتے کہ جن مقربین کے نامون مین یہ الفاظ موجود تھے اُنکے نام بدل دئے محمد یار اور محمد خان کی جگہ رحمت لکھتے اور بولتے ایک دن راجہ بیربر اور فتح اللہ شیرازی وغیرہ اہلِ دربار کے سامنے کہنے لگا کہ عقل یہ بات کسی طرح گوارا نہین کرتی کہ ایک شخص خوابگاہ سے آسمان پر چلا جائے اور خدا سے باتین کرکے اپنے مکان پر لوٹے تو اُسکا بستر بدستور گرم ہوا ور اُسکے اِس دعوے کی لوگ تصدیق کرلین اور ایک پانؤن کو اُٹھا کر کہنے لگا کہ ممکن نہین جب تک دوسرا پانؤن زمین پر نرہے ہم کھڑے ہوسکین اور معجزہ شق قمر کا بھی منکر تھا قمر کے شق ہونے کو محال جانتا تھا۔ آفتاب کی عبادت چار وقت کرتا سحر شام دوپہر آدھی رات کو ہندؤن نے ایک ہزار ایک نام آفتاب کے سنسکرت مین اُسکو سکھا دئے تھے اُنھین روزانہ بطور ورد کے پڑھتا ہندوون کے طور پر ریاضت کرتا جوگیون سے خلوت مین صحبت رکھتا اُن سے اعتقادات اور مراقبہ اور خلع بدن وغیرہ کے طریق سیکھتا سر پر چندیا کے بال منڈاتا اور باقی آس پاس رکھتا اِس اعتقاد سے کہ کامل مکمل کی روح اِس راہ سے کہ قوت وہم کا منفذ ہے خروج کرتی ہے اور اُس وقت رعد اور صاعقہ کی سی آواز کرتی ہے اور یہ دلیل ہے

اِس بات پر کہ بیت گناہون سے پاک وصاف ہے صاحب نجات وسعادت ہے اور اِس بات کی بھی علامت ہے کہ روح نے کسی پادشاہ ذی شوکت مین حلول کیا ہے اور اپنے طریق کا توحید الٰہی نام رکھا تھا اور جبکا یہ اعتقاد نہوتا اوسے مردود واجب القتل جانتا اور اپنی جماعت خاص اور مریدون کے نام جوگیون کے چیلون کی مثل رکھے تھے اکبر روز صبح کے وقت سورج کے نام پڑھتا اور اُسکی پرستش کرتا جن لوگون کو اِس موقع پر پہونچنے کی دسترس نہوتی وہ باہر کھڑے رہتے اور جب پادشاہ اپنے اُس وظیفے سے فارغ ہو کر برآمد ہوتا تو یہ لوگ سجدے مین گر جاتے بعض آدمی ایسے تھے کہ جب تک وہ صبح کو پادشاہ کی زیارت نکر لیتے کھانا پینا منھ دھونا اُنپر حرام تھا یہ درشنیہ کہلاتے تھے ہندوون نے اکبر پر ظاہر کیا تھا کہ آپ مین ایک ہندو اوتار کی روح نے حلول کیا ہے اور ہندو اکبر کو رام اور کرشن کی مثل سمجھتے تھے اور پُرانے پُرانے کاغذونپر یہ باتین لکھکر اُس کے سامنے پیش کرتے کہ ایک بادشاہ عالمگیر ہند مین پیدا ہوگا جو برہمنونکی عزت اور گاے کی محافظت کریگا دنیا مین عدل وانصاف جاری کریگا۔ سلطان خواجہ مرا تو اکبر نے اُسکی قبر مین روزن رکھوائے جنکے ذریعہ سے سورج کی شعاعین اُسکے جسد پر پڑتی تھین کہا سورج کی روشنی گناہون کو پاک کرتی ہے حکم دیا کہ کوئی مرد اپنے نکاح مین دو عورتین جمع نکرے مگر جبکہ عورت اُسکی بانجھ ہو اور حیض اُس سے منقطع ہو جائے اولاد کے جننے کی عمر گذرے اور حکم دیا کہ جب مُرید ہمارے آپس مین ملین تو ایک اللہ اکبر کہے اور دوسرا جل جلالہ یہ سلام اور جواب سلام کی جگہ تجویز کیا تھا غرض انھین باتون مین اکبر مبتلا رہا اور اپنے متبعون کو مبتلا رکھا ۱۳- جمادی الاخری سنہ ۱۰۱۴ھ ہجری مین ۵۱ برس حکومت و سلطنت کرکے اِس دنیا سے انتقال کیا یہ لوگ اِسکے نورتن کہلاتے تھے اور مقربان خاص تھے۔

(۱) مرزا عبد الرحیم خان خانان پسر بیرم خان ترکمان (۲) خان اعظم عزیز مرزا کوکلتاش ہفت ہزاری (۳) حکیم ابوالفتح گیلانی (۴) ملک الشعرا علامہ ابوالفیض فیضی فیاضی (۵) موتمن الدولہ ابوالفضل (۶) حکیم ہمام (۷) راجہ ٹوڈر مل صدر دیوان (۸) راجہ بیربل سہ ہزاری (۹) راجہ مان سنگھ پنجہزاری اکبر کے

زمانے مین بیربل اور ملا دو پیازہ ظرافت اور بذلہ سنجی کے دو ہیولے قرار دئے گئے تھے۔ بیربل کا وجود تو ثابت ہوتا ہے ملا دو پیازے کی شخصیت کا پتا نہین چلتا اگر ملا عبد القادر صاحب بدایونی کو اس شہرتِ عام کا مفہوم قرار دیا جائے تو کسی طرح درست نہو گا کیونکہ یہ ملا صاحب اِس جمہوری ظرافت سے قطعی پاک تھے جو ملا دو پیازہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے بیربل کی ذات مین بھی جو حاضر جوابیان پیوست کی گئی ہین انکی اصلیت بھی واقع کے خلاف ہے وہ بچارا برہمن اس شگفتہ طبعی سے کوسون دور تھا۔

تذکرہ اکبر کے عہد مین کچھ لوگ پکڑے گئے تھے وہ الٰہی مشہور تھے کہتے تھے ہم وزیر سلطان ہین اور خدا کے سے اختیار اپنے لئے ثابت کرتے تھے جب اُنسے کہا گیا کہ اِس خرافات سے توبہ کرو تو جواب دیا توبہ داہ ماست[ملہ] اِسطرح شریعت اور دین اسلام اور نماز و روزہ وغیرہ کے جُدا جُدا نام اُنھون نے اپنی طرف سے اختراع کئے تھے۔

فرقہ پنجم فرود

عالمگیر شہنشاہ ہندوستان کے آخر عہد مین میر محمد حسین نام ساکن مشہد مقدس رضوی جو علم عربیت و منطق مین دستگاہ رکھتا تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے زمانے مین کابل مین آیا اور امیر خان کے میر منشی کا بیٹا اُسکا شاگرد ہو گیا اِس ذریعہ سے امیر خان کے حضور مین محمد حسین کی رسائی ہوئی امیر خان نے اُسے لائق فائق شریف پاکر اپنی لے پالک لڑکی کے ساتھ شادی کر دی پھر کچھ عرصے کے بعد شاہی خوشبو خانہ کا داروغہ کرا دیا یہ شخص نہایت جاہ طلب تھا عمدۃ الملک کے بیٹون کو کئی طرح کے شعبدے دکھلاکر اپنا معتقد کر لیا خاصکر ہادی علی خان پسر عمدۃ الملک اُس سے بہت عقیدت رکھنے لگا جب عمدۃ الملک اور عالمگیر کا انتقال ہو گیا تو تمام عطر اور گلاب کو جو بادشاہ کے لئے خریدا تھا ساٹھ ستر ہزار روپے کو لاہور مین فروخت کر کے اور وہ روپے قبضے مین لاکر فقیری لے لی چونکہ طامع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہ آئی اِسلئے ایک نئی راہ نکالنے کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے شاگرد قدیم یعنی اُس منشی زادے کو موافق کر کے صلاح کی کہ

ملہ اِس لفظ کے معنے منتخب التواریخ کے مصنف نے بھی کچھ نہیں لکھے ۱۲

ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان مین ایجاد کر کے الہام اور نزول وحی کا دعوی
کرین تاکہ اولیا انبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو پھانس کر کسی قدر ہجوم خلائق کرین
بعدہ مرجع انام ہو جائینگے بس ایک کتاب عمدہ دلچسپ نئی زبان اور قواعد کے ساتھ بناکر
آقوزہ مقدس اُسکا نام رکھا تیز تو تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس اور پُرانی فارسی
کے بھی کسی قدر بطور عربی کے ترخیم کر کے جو صاف طور پر صرف و نحو قواعد عربی کے
مناسب نہ تھے درج کئے اور **بیگوکیت** کا دعوی کیا اور کہا یہ رتبہ مابین امامت و نبوت
کے ہے کہا کہ ہر پیغمبر اولوا العزم کے نو بیگوک ہوئے ہین اِسیطرح حضرت خاتم الانبیا کے
نو بیگوک تھے اول بیگوک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے دوسرے امام حسن تیسرے امام حسین
چوتھے زین العابدین پانچوین محمد باقر چھٹے جعفر صادق ساتوین موسی کاظم آٹھوین علی رضا
اور امام علی رضا تک امامت اور بیگوکیت دونون رتبے جمع تھے پھر محمد تقی بن علی رضا سے
یہ دونون منصب جدا جدا ہو گئے امام علی رضا کے بعد بیگوکیت مجھے ملی اور امامت محمد تقی کو
اور مین خاتم بیگوکیت ہون اور تعداد بیگوکیت کی اِس خاص ترتیب کے ساتھ امامیہ
مذہب والون کے سامنے بیان کرتا تھا اور جس وقت اہل سنت سے ملتا تو خلفاے اربعہ اور
چار خلفاے بنی امیہ و خاندان بنی عباس کو جنکی نیکی مشہور ہے بیگوک گن کر نوان بیگوک
اپنی ذات کو بتاتا اور کہتا کہ مجھے کسی مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن
کرنے والا ہون اور وحی کے نزول کا بھی مدعی تھا اور کچھ قاعدے مقرر کر کے بعض دنون
کو مثل عید ہاے اسلام کے محترم سمجھتا تھا اور اپنے مریدون کو جن کا لقب **فربود** رکھا تھا
یہ ہدایت کی تھی کہ اِن دنون کی عزت کیا کرین اور کہتا تھا مجھپر وحی دو طور سے
نازل ہوتی ہے ایک اِس طرح کہ ایک قرص نورانی مثل آفتاب کے سامنے آتی ہے
اور اُسپر کلمات منقش ہوتے ہین مین اُنھین سمجھ لیتا ہون اور وہی قرص نورانی پھر
مجھپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتی ہے دوسرے اِس طرح کہ ایک آواز آتی ہے اور کلمات
جنھین مریدون سے بیان کرتا ہون اُس آواز سے سنتا ہون اور السلام علیک
کے آخر مین اپنی راے سے کلمہ **خفشان نمود بود ال** بڑھا دیا تھا اور جس روز کہ
تھا

اول اول اُسکے اعتقاد کے بموجب وحی اُسپر نازل ہوئی تھی اسکا نام روز جشن رکھا تھا اُس روز بھاری جشن ہوا کرتا تھا اُسکے مرید عبیر وغیرہ خوشبویات آپس مین اُڑاتے اور خوشیان مناتے اور دُو عَلَم ہمراہ لیکر اور ایک اونچی سی ٹوپی اوڑھکر اپنے مریدون کے ساتھ اُن کوہستان کی جانب جہان دیول رانی کی عمارات دھولی بھٹیاری کے محلون کے نام سے مشہور ہین جاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ اول بار وحی خاص اُسی مقام مین مجھپر نازل ہوئی تھی اور روز جشن سے چھ یوم پیشتر سے روزہ رکھتا ساتوین ذی حجہ کو روز جشن مقرر تھا اور یکم ذیحجہ سے روزہ رکھا کرتا تھا اور روزون کے دنون مین کسی سے کلام نکرتا اور ایک دن کا نام روز رسولان رکھا تھا اُس دن بھی بڑا اجتماع اور اژدہام ہوتا تھا اور ہر روز سوائے نماز پنجگانہ کے مریدون پر یہ بھی مقرر کیا تھا کہ تین بار میری زیارت کیا کرین پہلا وقت زیارت کا طلوع آفتاب بعد نماز صبح مقرر کیا تھا اور دوسرا وقت دوپہر کا اور تیسرا غروب آفتاب کا وقت کہ ہنوز شفق کی سرخی مغرب مین ہو اور آداب زیارت کے یہ تھے کہ خود مع خلفا کے درمیان مین کھڑا ہوتا اور مریدون کو حکم تھا کہ اُسکے گرد بطور چار دیوار مربع کے صفین باندھکر کھڑے ہون پھر ہر صف اُسکی طرف مُنھ کر کے چند کلمے جو اُسکے اختراعی تھے پڑھتی اور اُس کے بعد سر جھکا کے اُسکے بائین جانب پھر جاتی تاکہ صف شمال رویہ مغرب رویہ ہو جائے اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہوجائے جب مقابلہ چارون سمت کا چارون صفون کے آدمی تمام کر چکتے تو زمین کی طرف دیکھتے پھر آسمان کو پھر شش جہت کو اُسکے بعد زیارت تمام ہوتی اور سب آدمی چلے جاتے ایک دعویٰ اُسکا یہ بھی تھا کہ مین وہی محسن ہون جو بچہ حضرت فاطمہ زہرا کے شکم سے ساقط ہوا تھا اور اپنے چار خلفا بنائے تھے ایک وہی شاگرد پسر منشی خلیفہ تھا اور اُسکا نام اپنی مخترع زبان مین دوجی بار رکھا تھا اور دوسرا خلیفہ اسکا سالا میر باقر تھا اور دو خلیفہ اور تھے اور اپنا نام نمود اللہ اور نمود اور احمود رکھا تھا اور اسی ڈھب کے نام اپنے مریدون کے اپنی طرف سے مقرر کرتا اور اُسے نشان کہتا اُسکے تین بیٹے تھے اول نمانمود دوم فغار سوم دید

اور دو دختر تھین نمائمۂ کلان اور نمائمۂ خرد اور اقربا سے زوجہ کے نام نمایارہ اور نمودیار اور نماد وغیرہ تجویز کئے تھے اور نغفار کے بیٹے کا نام نمود ید تھا چونکہ مالدار تھا اسلئے اپنی بے پروائی ظاہر کرتا اور لوگون کے ہدایا واپس کر دیتا یہ حالت دیکھ کر عوام اور زیادہ گرویدہ ہوتے پھر لاہور سے بہادر شاہ کے عہد مین دلی آیا ہادی علی خان بن امیر خان جو بادشاہ کا مقرب تھا اُسکا بہت معتقد تھا اسلئے اُسکے کام نے قوت پکڑی اور اسی طرح اور بھی کئی امیر اُسکے مرید ہو گئے اور اُسکے پیروون کی ترغیب سے آہستہ آہستہ دوسرے آدمی بھی اُس کے حلقۂ اطاعت مین داخل ہونے لگے اور لوگ کثرت سے اُسکی طرف رجوع کرنے لگے اور عوام کو اُسکا استغنا نہایت پسند آیا جبکہ بہادر شاہ نے لاہور مین انتقال کیا اور شاہزادون مین اختلاف پیدا ہوا تو اُسکو یہ اچھا موقع اور فرصت ملی اور اب تک جو کسی قدر ایسی باتون کو در پردہ بیان کرتا تھا اور اپنے مخترعات کو علانیہ ظاہر کرنے سے ڈرتا تھا اب بے خوفی کے ساتھ سب باتین بیان کرنے لگا اور اپنی بنائی ہوئی کتابون کو رواج دیا اور سر عام اپنے دعاوی کا اظہار کیا اگر عوام مین سے کوئی اُس سے بحث کر بیٹھتا تو بوجہ اِسکے کہ کچھ علم معقول و منقول جانتا تھا بیچارے کو مکابرے اور مجادلے کے ساتھ ہرا دیتا تھا اور یہ حال دیکھکر عوام کا اعتقاد اُسکی جانب اور بڑھتا جب فرخ سیر بادشاہ ہوا تو یہ مدبر اور تجربہ کار نہ تھا اُسلئے اُسکے حال سے متعرض نہوا اور امیر الامرا حسین علی خان زیادہ تر لڑائیون اور سفرون مین مصروف رہتا تھا اور قطب الملک عیش و عشرت کا بندہ تھا یہ تمام اسباب ایسے جمع ہو گئے کہ نمود کے کام نے خوب ہی ترقی کی اور ہادی علی خان کو بھی بہت بڑی حمایت اُسکی تھی یہ شخص امیر کبیر اور نہایت نامور تھا ہادی علی خان کی عقیدت نے اُسکے کام کو دوبالا کر دیا تھا فرخ سیر بھی بعض امراے نادان کی ترغیب سے شب کے وقت چند خواجہ سرا ہمراہ لیکر اُسکی ملاقات کو گیا اُسنے دانائی یہ کی کہ بادشاہ سے بے اعتنائی کی حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور تھوڑی دیر نہین کھولا فرخ سیر نے نہایت الحاح و خوشامد کی اور نمود کی اولاد اور بادشاہی خواجہ سرا بھی منت و سماجت کرنے لگے مُتوقع دروازہ کھولا

بادشاہ نے نہایت ادب کے ساتھ سلام عرض کیا اُسنے بادشاہ کے واسطے مرگ چھالا بچھوا کر کہا ؎

پوست تخت گدائی و شاہی — ہمہ داریم آنچہ مے خواہی

فرخ سیر پر اُسکے استغنا کا گہرا اثر ہوا کئی ہزار روپے اور اشرفیان پیش کین اُس نے قبول کیا اور ایک قرآن اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دیکر کتابت کی اجرت کے ستر روپے اُس مین سے لے لئے بادشاہ قرآن کو سر پر رکھکر رخصت ہوا اور حجرے سے نکلکر اُس کے مریدون پر وہ زر نقد تقسیم کر دیا بادشاہ کی حاضری کی شہرت نے اُسکا اور اعتبار بڑھا دیا اور اب وہ تجمل و شان کے ساتھ رہنے لگا اپنی عیدون کے ایام مین نہایت تجمل و احتشام کے ساتھ نکلتا بازارون مین سے یہ اژدہام لیکر گذرتا اُسکے مرید زور زور سے اُس کے اختراعی کلمات کہتے جاتے فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کے عہد مین محمد امین خان وزیر کو جب اسکا مفصل حال معلوم ہوا تو اُسنے اِسکی گرفتاری کا حکم دیا اور یہ وہ وقت تھا کہ کچھ پیشتر سے وزیر کو مرض قولنج شروع ہو چکا تھا سپاہی دوپہر کے وقت اُسکے مکان پر پہونچے کھانا کھا رہا تھا اگرچہ اِس خبر سے بہت پریشان ہوا مگر حواس درست کرکے یہ تدبیر کی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ جسکا نام وید تھا اور بہت خوبصورت تھا گیہون اور جو کی چند روٹیان اور تھوڑا سا فقیرانہ سالن جو تیار تھا سپاہیون کے پاس بھیجکر کہلا یا کہ چونکہ تم اِس فقیر کے ہان آئے ہو اور یہ وقت کھانے کا ہے اِسلئے یہ ماحضر کھا لو اور اِس عرصے مین فقیر بھی حاضر ہو جائے گا سپاہیون نے اِس لڑکے کی صورت جمیل پر رحم کھا کر قدرے توقف کیا اُدھر محمد امین خان پر قولنج نے شدت کی جب یہ خبر اِن سپاہیون کو پہونچی تو سب متحیر ہو کر واپس چلے گئے محمد امین خان شدت مرض سے بیہوش تھا جب ذرا افاقہ ہوا تو دریافت کیا کہ اُسکو پکڑ کر لائے لوگون نے بیان کیا کہ آپکی بیماری کی وجہ سے اُسکی گرفتاری مین توقف ہوا محمد امین خان نے کہا کہ کل ضرور اُسکو لانا چاہئے مگر رات مین محمد امین کے مرض نے ایسی شدت کی کہ مرنے کے قریب ہو گیا ہادی علی خان وغیرہ نمود کو محمد امین خان کی خبرین بار بار پہونچاتے تھے یا تو وہ بھاگنے والا تھا یا جب یہ سُنا کہ محمد امین خان اب جان بر نہو سکیگا تو صبح کو بہت سے اپنے متبع اور فقرائے شہر جمع کرکے

باطمینان تمام مکان سے باہر نکلا اور دروازے کے پاس کی مسجد مین جاکر بیٹھ گیا لوگ محمد امین خان کے واقعہ کو نمود کی بددعا کا اثر سمجھے محمد امین خان کے بیٹے قمرالدین خان کو بھی تشویش پیدا ہوئی اور اپنے باپ کی حالت ردی دیکھکر پانچہزار روپے اپنے دیوان کے ہاتھ اُسکے پاس بھیجکر معذرت کی اور تعویذ طلب کیا نمود نے جانکنی کی خبر سُن لی تھی اسلئے اپنے معتقدین سے کہتا تھا کہ مین نے ایک تیر اُسکے جگر مین مارا ہی ہرگز جان بر نہوگا اور مین بھی شہادت کے انتظار مین بیٹھا ہون میرا دادا بھی مسجد ہی مین شہید ہوا تھا مگر مین اس وجہ سے کہ ایک مرتبہ شہید ہوچکا ہون اب شہید نہین ہونے کا اور مراد اُسکی اپنی اِس شہادت سے وہی اِسقاط حمل حضرت محسن ہے قمرالدین خان کا بھی آدمی جا پہونچا اور نہایت سماجت کی کہ آپ محمد امین خان کا قصور معاف کرین اور ایک تعویذ لکھدین نمود نے بڑے تکلف کے ساتھ اپنے ایک مرید سے یہ آیت لکھوادی و ننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمة للعالمین ولا یزید الظالمین الا خسارا یعنی ہم اُتارتے ہین قرآن مین سے وہ چیز جس سے مرض دفع ہون اور مہربے ایمان والون کے لئے اور نہین زیادہ کرتا ظالمون کو مگر نقصان اور دیوان کو دیا اور یہ کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا اور خود اُن روپیون کے لینے سے انکار کیا اور کہا مین تو اِسکو نہین لیتا مگر ان فقرا کو جو حاضر ہین دیدو چنانچہ وہ روپیہ مساکین حاضرین کو دیدیا گیا اور ایسا ہی ہوا کہ دیوان کے پہونچنے سے پیشتر وزیر مرگیا جب یہ خبر مشہور ہوئی تو نمود کی کرامت کا زیادہ چرچا ہوگیا دو تین سال کے بعد نمود مرگیا اُسکا بڑا بیٹا تما نمود سجادہ نشین ہوا یہ زیادہ لالچی اور کوتہ اندیش تھا چنانچہ جو جائداد نمود نے خلفا کو دی تھی اُسکا دبانا چاہا دوجی بار نے بہت سمجھایا کہ مجھ سے تنازع اچھا نہین تما نمود نے تمانا دوجی بار نے لاچار ہو کر ایک دن سب مریدون کو جمع کرکے اُنسے کہا کہ آپ لوگ نمود کا اور میرا خط پہچانتے ہو جو پہچانتے تھے اُنھون نے اقرار کیا دوجی بار نے وہ مسودات جو نمود نے اور اُسنے باہم صلاح سے مرتب کئے تھے اور دونون نے کمی بیشی اپنے اپنے قلم سے کی تھی نکالکر دکھائے اور کہا کہ اِس مذہب کی

بنیاد نمود اور بندے کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سے ہوتا تو کمی بیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے یہ دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ سب باطل ہے اور منحرف ہوگئے اور تمام کام بگڑ گیا نما نمود کے بعد فغار سجادہ نشین ہوا یہ شخص زبان آور اور خوش اخلاط اور متواضع تھا کچھ تھوڑا سا علم بھی رکھتا تھا یہ شخص محمد شاہ کے عہد سے احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد تک زندہ رہا اور نادر شاہ کی معاودت کے بعد محمد شاہ کو فقرا کی صحبت کا شوق پیدا ہوا تو یہ بھی بادشاہ کے پاس جانے لگا محمد شاہ کے بعد احمد شاہ کے عہد مین نواب بہادر جاوید خان خواجہ سرا سے جو بادشاہ کا بڑا مقرب تھا رسوخ پیدا کرکے اسکی مصاحبت مین رہنے لگا چند آدمی جاوید خان کو خوش کرنیکے لئے ایک کتاب الہامات جاویدیہ کے نام سے بنا رہے تھے اسکی تالیف مین یہ بھی شریک ہوگیا دید فغار سے پہلے مرا فغار بھی وسط حکومت احمد شاہ مین فوت ہوا فغار کے آخری عہد مین اسکے باپ کے اکثر مرید یا تو مر گئے یا تائب ہو کر فغار سے منحرف ہوگئے تھوڑے سے نادان اور جاہل اس مسلک پر باقی رہے تھے فغار کے انتقال اور دلی کی خرابی کے بعد نما نمود یارا نے چند اقربا کو جو باقی رہ گئے تھے ہمراہ لیکر بنگالے مین میرن ولد جعفر علی خان کے پاس چلا گیا اُس نے اخراجات کے واسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کردیا اور قدم رسول کا متولی بنا دیا یہ شخص مع چند عورات کے سنہ ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ تھا۔

فرقہ بست و ششم وہابیہ

لفظ وہابی کے لفظی معنے وہاب والا یا بندۂ خدا ہین مگر دو معنے اسکے برے بھی ہین جن مین وہ اب عموماً استعمال کیا جاتا ہے اُن مین سے ایک معنے کو تو مذہبی محاورے مین بُرا سمجھا جاتا ہے دوسرے معنے کو پولٹیکل اصطلاح مین برا سمجھتے ہین۔ مذہبی محاورے مین اسکے معنے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو سمجھے جاتے ہین جسکو اکثر مسلمانان ہند عرب روم مصر دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہین اور اُسکے عقائد و اعمال یہ بیان کرتے ہین کہ وہ معجزات انبیا و کرامات اولیا کا منکر تھا اور تمام مسلمانون کا (جو اُسکے عقائد سے مخالف تھے) قاتل و مکفر تھا۔ پولٹیکل محاورے مین اسکے معنے باغی و بدخواہ سلطنت کے

لئے جاتے ہین جسکی مناسبت پہلے معنے مذہبی سے یہ بیان کی جاتی ہے کہ محمد بن عبدالوہاب ایسا ہی تھا سلطنت روم کا وہ باغی رہا اور بارہا اُس سے لڑا اور مکہ مکرمہ پر متغلب ہوگیا جسکو آخرکار محمد علی پاشا ے مصر نے مغلوب کیا۔

یہ محمد بن عبدالوہاب قوم بنی تمیم سے ہے سنہ ۱۱۱۱ ہجری مین مقام عینیہ مین جو ایک مقام ہے ملک نجد مین پیدا ہوا اس لئے اسکے مقلد نجدیہ بھی کہلائے اس کے باپ نے بڑی کوشش سے شریعت اسلام کی تعلیم دی بعدہ اسنے مکہ معظمہ اور بصرہ مین علوم دین تحصیل کیا اور کتب احادیث صحاح ستہ کا عالم ہوا پھر اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کا حج کیا اور مدینہ طیبہ مین زیارت کر کے شیخ عبداللہ بن ابراہیم کا مرید ہوا برسون اسنے فقہ مین تعلیم حاصل کی بعدہ یہ اپنے وطن کو گیا اسنے ظاہرا شریعت اسلام کی پابندی اور اُسکے اصول مین فرق نہ کیا یعنے جو لوگ فال دیکھتے یا شگون مانتے یا مزارات کی تعظیم کرتے یا مزارات کو آراستہ کرتے یا مسکرات کو استعمال کرتے یا ریشمی کپڑے پہنتے اُنکو برا کہتا کہ یہ باتین شریعت رسول کے خلاف ہین قرآن شریف اور احادیث کو پڑھکر اسنے خیال کیا کہ اصول شریعت اسلام مین حال کی آمیزشات کی وجہ سے بڑا تفاوت پیدا ہو گیا ہے تب یہ آمادہ ہوا کہ لوگون کو خاص احکام اور شریعت اسلام اُس قاعدے پر سکھاوے اور رواج دیوے جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور عمل کیا ہے اور خیال کیا کہ دنیا کے مسلمان بھٹک گئے ہین جو پیر اور اولیا کے قول کی پیروی کرتے ہین اور یہ رواج اُنھون نے اپنے فائدے کی غرض سے دئے ہین اسنے صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی کو اپنا ہادی اور رہنما قرار دیا اور بہت سے رسالے اپنے عقائد مین تالیف کئے۔ اسکے کئی قلمی رسالے بحث توحید اور ترک بدعت و شرک مین کتب خانہ ریاست رامپور مین میری نظر سے گذرے ہین غرضکہ لوگون نے اِسکا کہنا مانا اور اِسکے طریقے کو تسلیم کیا۔ جلد دوم فتوحات اسلامیہ مین شیخ احمد دحلان نے لکھا ہے کہ اسکے معتقدون کو یہانتک خیال تھا کہ جو کوئی محمد بن عبدالوہاب کہتا ہے جو شخص اُسے نہ مانے وہ کافر مشرک حلال الدم والمال ہے جو آیات قرآنی

مشرکین کے حق مین اُتری ہین اُنھین مسلمانون کے حق مین حمل کیا جیسے ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعاءھم غافلون اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اُس شخص کو پکارتا ہے کہ جو اُسکو قیامت تک جواب ندے گا اور وہ پکارنے اُسکے سے غافل ہین (ایضاً) ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک یعنی اللہ کے سوا اُس چیز کو مت پکار جو نہ تجھکو نفع دے اور نہ تجھکو ضرر پہونچا سکے۔ محمد بن عبدالوہاب نے کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی یا ولی یا صالح کو پکارے یا اُس سے شفاعت کا سوال کرے سو وہ اُنھین مشرکین کی طرح ہے اور ان آیات کے عموم مین داخل ہے اور آنحضرت اور انبیا و اولیا و صلحا کی زیارات کو جانا شرک قرار دیا اور کہا کہ کسی نبی یا ولی کو وسیلہ سمجھکر پکارنا شرک ہے اور جو کسی کام کو سوا اللہ کے کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے گو بطور مجاز عقلی کے ہو یہ بھی کفر ہے جیسے مجھے اِس دوا نے نفع پہونچایا یا اِس ولی کی وجہ سے میرا یہ کام ہو گیا اور اللہ نے جو مشرکین کی زبانی فرمایا ہے ونعبدھم لا لیقربونا الی اللہ زلفی یعنے ہم اُنکی عبادت اسلئے کرتے ہین کہ وہ ہم کو اللہ کے پاس پہونچا دین سو جو کوئی وسیلہ کسی بزرگ سے ڈھونڈھتا ہے وہ مثل اُنھین مشرکین کے ہے جو کہتے تھے کہ ہم بتون کی پرستش صرف تقرب الی اللہ کے لئے کرتے ہین کیونکہ مشرکین بھی خالق اُن بتون کو نہین جانتے تھے جیسا کہ مسلمان اِن اہلِ قبور کو خالق نہین جانتے ہین بلکہ کہتے تھے خالق وہی اللہ ہے چنانچہ اللہ خود فرماتا ہے ولئن سألتھم من خلق السموات والارض لیقولون اللہ یعنے جو تو اُنسے پوچھے کہ کسنے پیدا کیا ہے آسمانون اور زمین کو تو کہین اللہ نے پس اللہ نے جو اُنکو کافر و مشرک کہا وہ صرف اِس وجہ سے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اصنام کی عبادت تقرب الی اللہ کے لئے کرتے ہین علی ہذا یہ مسلمان بھی انھین مشرکین کی طرح ہین۔ اہلِ سنت نے بھی اسکے رد مین بہت سے رسالے لکھے اور اسکے شکوک کا بخوبی جواب دیا یہانتک کہ اسکے بھائی شیخ سلیمان نے بھی اُسکے اقوال کا رد کیا اِس شخص کا بھی ایک رسالہ کتب خانۂ ریاست رامپور مین میری نظر سے گذرا ہے۔

احادیث اور آیات سے اِسی بات پر زور دیا ہے کہ مسلمان ایسی باتون سے مشرک
نہین ہو سکتے اور جن باتون کو محمد بن عبد الوہاب نے ناجائز اور ممنوع قرار دیا ہے اُن کے
جواز پر شیخ سلیمان نے دلائل لکھے ہین۔ سرجان مالکم نے اپنی تاریخ کے باب ۲۲ مین
وہابیون کے عقائد بیان کئے ہین کہ وہ لوگ وحدانیت واجب الوجود اور رسالت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقر ہین لیکن کہتے ہین کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کسی طرح
نسبت نہین انکا اعتقاد یہ ہے کہ کسی پیغمبر یا امام یا ولی کو کسی قسم کا تصرف بندون کے
معاملات مین حاصل نہین اور نہ بعد وفات کے آخرت مین اُنکو کوئی مدد یا فائدہ رسانی
کا منصب حاصل ہو سکتا ہے اور جو مسلمان قرآن کی تاویل کرتے ہین اُنھین یہ کافر
جانتے ہین اور ایسے مسلمانون کے ساتھ غزا اور جنگ کرنا لازم جانتے ہین اور جو القاب
عزت و احترام پر دلالت کرتے ہین وہ انکے نزدیک سوا اللہ کے اور پر اطلاق کرنا مکروہ
ہے وہی اکیلا تقدیس ور تمجید کے لائق ہے اور نص قرآن سے ثابت کرتے ہین کہ اُن
فرقہاے اِسلام کے ساتھ جو ہمارے طریق پر نہین محاربہ کرنا لازم ہے اور اُنسے یہانتک
جنگ کرنا چاہیے کہ یا اِس طریق کو اختیار کرین یا مثل کفار کے جزیہ دیا کرین اور
جب یہ لوگ ہمارے طریق کو اختیار نہ کرین بلکہ جزیہ اپنی جانون پر لازم کرلین تو لباس
موٹا پہنین گھوڑے پر سوار نہوا کرین رہنے کے لئے مکانات عالیشان نہ بنائین اور
اُنکا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو خراج اُس طرح نہین لیا جایا کرے جیسے پیغمبر علیہ السّلام
لیا کرتے تھے مثلاً خمس اور زکوۃ وغیرہ وہ غیر مشروع ہے اور محمدؐ و علیؓ وغیرہ کی قسم کھانا
حرام ہے اِسلئے کہ قسم عبارت ہے اِس سے کہ جو کچھ دل مین مخفی ہے اُسپر شہادت طلب
کرے اور امورات مخفی کا جاننے والا سواے ذات پاک رب العالمین کے کوئی اور
نہین ہے اور قبرون پر گنبد وغیرہ عمارات بنانا ایک قسم کی بت پرستی جانتے ہین اِسی طرح
مزارات اولیا اور انبیا وغیرہ کو عین بت پرستی سمجھتے اِسی لئے کہتے کہ مزارات اولیا کو
توڑ ڈالنا چاہئے اور اُن کے اسباب و سامان آرائش کا دنیا کے مشروع کامون مین
صرف کرنا اللہ پاک کی خوشنودی کا باعث جانتے اور مردون کی تعزیت کو حرام جانتے

اسلئے کہ مسلمان پاک کی روح جنت مین جاتی ہے اور یہ مسرت کا موجب ہے نہ سوگ کا اخبار کو قابل عمل نہین سمجھتے کتاب اللہ کو کافی جانتے اور اُنکا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے جو اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نیک آدمی جانتے ہین جنھین اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہی جن استعمالات اور رسوم کا مثل ختنہ وغیرہ کے قرآن مین ذکر نہین مگر اسلام مین وہ جاری ہین اُنھین قابل عمل ورد آمد قرار دیتے ہین مگر کہتے ہین کہ انکو رسوم وعادات سمجھکر ان کی متابعت کرنا چاہیئے عبادات مذہب مین انکا شمار نہین ہوسکتا بڑا اصول انکا یہ ہے کہ جو لوگ انکے طریقے پر نہین اُنکو قتل کرنا اُنکے مالونکو لوٹنا درست ہی اور اس معاملے مین مسلمانون کو یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر خیال کرتے ہین۔

ہم آگے چلکر وہابیون کے ایک رسالے سے مضامین کا اقتباس کرینگے اُن سے اندازہ ہو جائیگا کہ یہ باتین جو اُنکی نسبت بیان کی گئی ہین کہانتک صحیح ہین اور کہانتک غلط ہین کہتے ہین اصل مذہب اُن نجدیونکا حنبلی تھا اس مذہب کے لوگ حجاز ویمن وغیرہ مین بہت ہین اور نیا مذہب نکالنے کی نسبت اُن کی طرف بظاہر غلط ہے۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہین کہ جب محمد بن عبد الوہاب کے ہان اور جماعت کا مجمع ہوا تو شہر کے حاکم سے مخالفت ہوئی بمعاینہ اس کیفیت کے محمد بن سعود زبردست رئیس درعیہ کے پاس بھوجھکر جو بنی عینیہ سے تھا پناہ چاہی اسنے حمایت کی بوجہ حمایت رئیس درعیہ کے وہابی سلسلہ قائم ہوا اور رئیس درعیہ نے اس جدید مذہب والے سے خاندانی رشتہ وقرابت قائم کرکے اسکو تقویت دی محمد بن عبد الوہاب کے کامون کے ظہور کی ابتدا ۱۱۴۳ ہجری سے ہوئی تھی اور انتشار کی ابتدا ۱۱۷۱ سے ہے اس رئیس درعیہ کا فرزند عبد العزیز مشہور وہابی ہوا جب ۱۲۰۶ ہجری مین ابن عبد الوہاب اور محمد بن سعود رئیس درعیہ کا بھی انتقال ہوا تو عبد العزیز اُس کا قائم مقام ہوا اس نے فوج وہابی کو آگے بڑھایا اور دور دور گوشہاے ملک کو فتح کیا اِس نے کربلاے معلّٰی پر بھی چڑھائی کی یہ فوج سعود بن عبد العزیز کی ماتحتی مین تھی ۱۷ ذی الحجہ ۱۲۱۶ ہجری

مطابق سنہ ۱۸۰۱ء کو صبح کے وقت جب فوج وہان پہونچی تو حکم دیا کہ کافرون مشرکون کو
مارو اور قتل کرو چھ گھڑی تک قتل عام کیا سات ہزار آدمی کربلا کے مارے گئے
جن مقتولون مین سے مولانا فخرالدین عبدالصمد ہمدانی مؤلف بحرالمعارف بھی
ہین روضۂ اقدس امام ہمام سیدالشہدا علیہ السلام کا پھر ادب نکیا جو کچھ نقد وجنس
خزانۂ درگاہ مین جمع تھا وہ سب وہابیون نے لے لیا اور درعیہ کو لے گئے۔ عبدالعزیز نے
ایک جماعت علما کی مکہ معظمہ کو بھی بھیجی تھی کہ وہان کے لوگون کو طریقۂ محمد بن عبدالوہاب
پر لائین مگر علمائے حرمین نے اُنکے رد پر کمر باندھی اور اُنکی بات نہ چلنے دی یہ واقعات
شریف مسعود بن سعید بن زید کے وقت مین جس نے سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین انتقال کیا واقع
ہوئے اور شریف نے اُن علمائے وہابیہ کو قید کر دیا بعض درعیہ کو لوٹ گئے پھر عبدالعزیز نے
بارہ ہزار فوج اپنے فرزند کلان سعود کو دیکر حرمین پر چڑھائی کرائی سعود نے خوب
معرکہ آرائیان کین اور فتح حاصل ہوئی اسنے تمام ترکی سلطنت فتح کر لینے کا ارادہ کیا تھا
کہتے ہین یہ نہایت خوش رو عقیل ہونہار اور تدبیر جنگ مین یگانہ تھا چونکہ اسکی مونچھین
اور داڑھی گھنی تھی اسلئے درعیہ کے لوگ ابوالشارب کہتے تھے تمام مقامات سے عرب
جوق جوق آکر اسکے گرد جمع ہو گئے سعود نے سنہ ۱۲۱۷ مین طائف کو گھیر لیا اور وہان قبضہ
کر کے ہزارہا آدمیون کو تہِ تیغ کیا اہلِ مکہ نے یہ کیفیت دیکھکر سنہ ۱۲۱۸ مین اطاعت کر لی
۱۴ روز تک لشکر وہابیہ نے وہان مقیم رہکر مسلمانون کو اپنے طریقے کے بموجب ہدایت
کی اور اس طریقے کا برتاؤ ہوا تھے اور تسبیح اور تعویذ اور ریشمی کپڑے سب سے زبردستی
چھین لئے اور اُن کو سب کے روبرو آگ مین جلا دیا جب نماز کا وقت آتا تو شرعی
لوگ دُرّے لیکر نکلتے اور نمازیون کی کثرت سے مسجدین بھر جاتی تھین اور تمام آدمی

؎ دیکھو ترجمہ دو ضمیمہ ... فصل چہارم ذکر کربلا و ... باب ... صفحہ ۳۲۶
... اموال مشہد قبر الحسین رضی اللہ عنہ ... ثم عادوا الی درعیۃ ...
فلما علموا واطلعوا النہب والسبی ...
... دخلوہا عنوۃ ... البیوت
وہابی اس مقام کی بے حد ... کربلا
۱۰؎ ... واقع ہوئی ...
سنہ ۱۸۰۱ء ... ہجری ...
... کی تھی ... ۱۲۱۶
عبدالعزیز کے حالات میں ... ۱۲۱۶ء میں کربلا
؎ تاریخ ... الا وہابیہ ...

پنجگانہ نماز مسجد مین ادا کرتے تھے۔

سعود اور اُسکے ساتھی اپنی جانون کو غازی اور موحد قرار دیتے ہین چنانچہ فتح مکہ معظمہ کے حالات مین انکا ایک رسالہ ہے جس کو حمد و نعت کے بعد ان الفاظ کے ساتھ آغاز کیا ہے و بعد فانا معاشر غز والموحدین اس رسالے مین لکھتے ہین کہ اللہ تعالے نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہم مکے مین ہفتے کو دوپہر کے وقت ماہ محرم ۱۲۱۸ ہجری مین داخل ہوئے اہلِ مکہ نے اگرچہ ہم سے مخاصمت کی مگر اللہ نے اُن کے دلون مین ہمارا وہ رعب پیدا کر دیا کہ آخر کار روب گئے اور اُنھون نے امیر سعود سے امان چاہی ہم نے مکے مین داخل ہو کر اُس شخص کو امن دی جو حرم مین تھا اور ہم حرم مین لبیک کہتے ہوئے داخل ہوئے تھے ہمارے لشکر نے حرم شریف کا بڑا پاس و لحاظ رکھا نہ کوئی درخت کاٹا نہ کوئی جانور شکار کیا نہ کسی ذی روح کو مارا سواے ہدی کے یا اُن جانورون کے جو اللہ نے ہمارے لئے حلال کئے ہین جب ہم عمرہ تمام کر چکے تو امیر سعود کے حکم سے میدان اصد مین باشندگان مکہ جمع کئے گئے اور اُس وقت علماے مکہ سے وہ باتین بیان کی گئین جن کی وجہ سے ہم اُن سے قتال کرتے ہین اور اُنکو جتایا کہ تمھارے اور ہمارے درمیان دو باتون کی وجہ سے خلاف ہے۔

(۱) اخلاص توحید اور اقسام عبادات کی شناخت اور یہ کہ کسی سے دعا کرنا اُسے پکارنا یہ بھی اقسام عبادات مین سے ہے اور معنی شرک کی تحقیق جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر جہاد کیا تھا اور شرک کا ترک کرنا بانی دین ارکانِ اسلام پر مقدم رکھا گیا تھا۔

(۲) امر معروف و نہی عن المنکر جسکا اب تم لوگون مین نام کے سوا اثر باقی نہین رہا سب نے ان باتون کو تسلیم کیا اور امیر سعود سے کتاب و سنت پر بیعت کی امیر نے اُن سب کے قصور معاف کر دئے اور ہمکو کوئی شفقت اُنپر باقی نہ رہی اور اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہونے لگا اور اُن سب کو جتا دیا گیا کہ ہم وہی بات دین مین قبول کرتے ہین جو کتاب و سنت سے ثابت ہے یا سلف صالح کے آثار سے ظاہر ہوئی ہے جیسے خلفاء ائمہ

اربعۂ مجتہدین اور یا وہ لوگ جنھون نے ائمہ اربعہ سے حاصل کیا ہے غرضکہ قرن ثالث تک
کے آثار سے جو بات ہمپر ظاہر ہوئی ہے ہم اُسی کو قبول کرتے ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمادیا ہے خیر کم قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم
یعنی تمام امت سے بہتر میرا قرن ہے پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اُنکے متصل ہین پھر وہ لوگ
کہ اُنکے متصل ہین اور ہم ہر وقت حق بات کے شریک ہین اور جو بات عار روشن ہے
اُسی کی متابعت کرتے ہین اور اس باب مین ہمکو اُن لوگون سے مخالفت واقع ہونے
سے کوئی پروا نہین جو آگے گذر چکے ہین اور ہمنے سب کو یہ سمجھا دیا کہ اموات سے طلب
حاجات کرنا شرک ہے اور ہمارے اِس قول پر جسنے کوئی شبہہ وارد کیا ہمنے اسکو دلائل
قاطعہ قرآن وحدیث سے بخوبی دفع کردیا یہانتک کہ سب کو ہمارے اقوال پر پورا پورا
یقین حاصل ہوگیا اور اُنکے خاطر نشین یہ امر ہوگیا کہ جو شخص سوا ے اللہ کے کسی اور سے
اُسکی مخلوق مین سے دعا کرتا ہے اور اُسے پکارتا ہے یہ کہکر یا رسول اللہ یا ابن عباس
یا عبد القادر اور یہ سمجھتا ہے کہ اُنکے پکارنے سے مجھے نفع پہونچیگا ہم سے شر دفع ہوگا مریض
کو آرام ہوجائیگا دشمن پر فتح حاصل ہوگی وغیرہ وغیرہ یہ شرک اکبر ہے ایسا شخص مشرک ہے
اُسکا قتل حلال ہے اور ہمنے سب کو یہ جتا دیا کہ قبرون پر جو گنبد بنا ے جاتے ہین یہ اِس
زمانے مین بمنزلے بت پرستی کے ہوگیا ہے اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ صاحب مقبرہ سے
حاجت طلب کرینگے اور اُسکے سامنے گریہ وزاری کرینگے اور وہ ہماری مشکلات کو حل کریگا
جیسا کہ زمانۂ جاہلیت مین دستور تھا۔ اِن سب لوگون مین مفتی حنفیہ شیخ عبدالملک قلعی
اور حسین مغربی مفتی مالکیہ اور عقیل بن عمر علوی اور محمد التستی بھی حاضر تھے بعد اِس کے
ہمنے تمام مقبرے اور گنبد توڑ ڈالے جن مین لوگ جمع ہوکر دعائین کیا کرتے تھے
اُن منہدمہ عمارات مین مکان بی بی خدیجہ اور قبہ المولد بھی شامل ہین تاکہ مسلمانون
کو معلوم ہوجا ے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم ضرور نہین یہانتک کہ اِس بقعۂ پاک مین
اِن طاغوت کا نام باقی نہ رہا اور تمام رسوم جاتے رہے تمباکو پینے کے تمام آلات (حقے) تلف
کرا دیے اور منادی کرادی گئی کہ یہ حرام ہے اور بھنگڑون کے مساکن اور اُن لوگون کے

مکانات جو فسق و فجور مین نامزد تھے جلوا دئے اور حکم عام سُنا دیا گیا کہ تمام مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کرین اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھا کرین وہ امام ائمہ اربعہ کے مذہب مین سے کسی مذہب کا مقلد ہو پس اِس کارروائی سے ایک عمدہ حالت توحید کی پیدا ہو گئی اور سب رعایا ے مکہ متفق ہو کر رہنے لگی اور اُنپر شریف عبدالمعین کو حاکم کر دیا اور رعایا ے مکہ معظمہ کو رسائل شیخ محمد دیدئے گئے جن مین مطالب کو عمدہ تقریرون کے ساتھ قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے اور ایک رسالہ اُن سب رسائل سے منتخب کر کے عوام کے لئے تیار کر دیا گیا کہ اُن کی مجلسون اور محفلون مین پڑھا جایا کرے اور علما ان لوگون کو معانی سمجھا دیا کرین مطالب اُس رسالۂ منتخب کے یہ ہین۔ عبادت کا نام اُس وقت تک عبادت نہین ہو سکتا جب تک توحید کے ساتھ نہو جیسے کہ نماز جب تک طہارت کے ساتھ نہو نماز نہین کہلاتی پس جبکہ شرک عبادت مین داخل ہوا تو عبادت فاسد ہو گئی جیسے کہ حدث سے طہارت فاسد ہو جاتی ہے پس جو شخص یا رسول اللہ یا ابن عباس۔ یا عبدالقادر کہے وہ مشرک ہے جب تک توبہ نکرے اُسکا قتل حلال ہے اسی طرح جو اللہ کے سوا دوسرے کے نام پر ذبح کرے یا اللہ کے سوا دوسرے کی نذر مانے ایسے لوگونپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا ہے پھر چار قاعدے لکھکر رسالے کو ختم کر کے کہا کہ حسین بن محمد بن حسن ابریقی حضرمی ثم الجہانی نے امیر سعود اور اُسکے دوستون سے بہت سے مسئلے دریافت کئے جس کے جواب مین ہمنے اُس سے بیان کیا کہ ہمارا مذہب اصول دین مین وہی ہے جو اہل سنت و جماعت کا ہے اور ہم طریقۂ سلف پر چلتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ہم اِس بات کے مقر ہین کہ آیات و احادیث مین جو صفات الٰہی وارد ہوئی ہین وہ اپنے ظاہر ہی پر محمول ہین اور معانی اُنکے اللہ جانتا ہے اور خیر و شر جملہ اللہ کی مشیت سے ہین جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بندے کو افعال کے پیدا کرنے پر قدرت نہین بندہ کاسب ہے جسکی وجہ سے اللہ اُسکو ثواب از راہ فضل دیتا ہے اور عذاب اُسپر بوجہ عدل کے کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر کوئی شے واجب نہین اور اللہ کا دیدار قیامت مین بلا کیفت اور بے احاطے کے ہوگا اور ہم فروع مین

امام احمد بن حنبل کے تبع ہین اور ائمۂ اربعہ کے مقلدون کو ہم بُرا نہین جانتے ہان جو انکے سوا اسلام مین مذاہب ہین انکے ہم منکر ہین جیسے زیدیہ اور امامیہ وغیرہ کیونکہ انکا مذہب منضبط نہین سو ہم ایسے لوگون کو ائمۂ اربعہ کی تقلید پر مجبور کرتے ہین اور نہ ہم اجتہاد مطلق کو بُرا جانتے ہین ہان ہم بعض اُن مسائل اجتہادیہ کے مخالف ہین جن کے خلاف ایسی نص جلی قرآن وحدیث سے معلوم ہوتی ہے جو نہ منسوخ ہے نہ مخصص نہ اسکے معارض کوئی قوی نص موجود ہے پس ایسی صورت مین ہم مذہب کی تقلید نہین کرتے جیسے ارث جد کا اور اخوت پس ہم ارث جد کو مقدم رکھتے ہین یعنی میراث جد کو دلواتے ہین بھائی کو نہین دلواتے اگرچہ یہ بات مذہب حنابلہ کے خلاف ہے۔ ہم اُن باتون کے کرنے کے لئے حکم دیتے ہین جو ظاہر شرح سے مفہوم ہوتی ہین اُن باریکیون پر عمل نہین کرتے جو علما نے پیدا کی ہین اور ہم قرآن کے سمجھنے کے لئے تفاسیر متداولہ معتبرہ سے مدد لیتے ہین اور ایسی تفاسیر ہمارے نزدیک یہ ہین تفسیر ابن جریر اور اُسکا مختصر جو ابن کثیر شافعی نے کیا ہے بغوی بیضاوی تفسیر خازن تفسیر حداد جلالین وغیرہ اور احادیث کے سمجھنے کے لئے انکی شروح ذیل ہمارے نزدیک معتبر ہین عسقلانی و قسطلانی شروح بخاری اور نودی شرح مسلم اور مناوی شرح جامع صغیر اور ہم کتب احادیث رسول خصوصاً صحاح ستہ اور انکی شروح سے زیادہ رغبت رکھتے ہین اور مذاہب مین جسقدر علوم وفنون کی کتب موجود ہین مثلاً اصول وفروع اور قواعد وسیر ونحو وصرف وغیرہ ہم انھین اچھا جانتے ہین اُن مین سے کسی کے تلف ہونے پر ہماری مرضی نہین ہان جس سے شرک پیدا ہونے کا اندیشہ ہے وہ کتاب ہمارے نزدیک بری ہے جیسے روض الریاحین یا جس سے عقائد مین خلل آتا ہے جیسے علم منطق اسکو ہم حرام جانتے ہین اور جو بعض بدوون نے رعایائے طائف کی بعض کتابین تلف کردی تھین وہ انکی حماقت اور جہل کی وجہ سے واقع ہوا نہ ہمارے حکم سے اور ہمنے اس فعل پر انکو سزا بھی دی اور ہم جنگ مین عورتون اور بچون کا قتل کرنا جائز نہین رکھتے اور ہم پر لوگ یہ بہتان کرتے ہین کہ ہم حق بات کو مٹاتے ہین اور لوگون کو دھوکا دیتے ہین اس طرح کہ اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتے ہین اور جسقدر ہمارے علم کے موافق ہوتا ہے

اسیقدر حصہ حدیث کا لیتے ہین اور اُن کی شرحون کی طرف رجوع نہین کرتے اور ہم آنحضرت کے رتبے کو گھٹاتے ہین اس طرح کہ انکو کہتے ہین کہ وہ قبر مین گل گئے ہین اور اُنکو رتبۂ شفاعت حاصل نہین اور اُن کی قبر کی زیارت کرنا مستحب نہین اور ہم معنی لا الہ الا اللہ کے نہین جانتے تھے یہانتک کہ اُنپر یہ آیت اُتری فاعلم انہ لا الہ الا ہو یعنے تو جان لے نہین کوئی معبود سوا اُسکے اور ہم علما کے اقوال پر التفات نہین کرتے اور مؤلفات اہل مذاہب کو تلف کراتے ہین اور ہم مجسمہ ہین اور ہم اپنے زمانے کے لوگون کو اور چھٹی صدی کے بعد کے لوگون کو عموماً کافر جانتے ہین سوا اُس شخص کے جو ہمارے عقائد پر ہو اور جنسے ہم بیعت لیتے ہین تو پہلے اُنکو یہ سنا دیتے ہین کہ وہ مشرک ہین اور اُنکے مان باپ بھی اگر مر گئے ہین تو مشرک مرے ہین اور ہم نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی ممانعت کرتے ہین اور قبور مشروعہ کی زیارات مطلق حرام جانتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ جو ہماری چال ڈھال پر ہے اُس سے سارے تکالیف حتّٰی کہ فرض بھی ساقط ہو جاتا ہے اور ہم اہل بیت نبوی کا حق نہین سمجھتے اور ہم اُنپر جبر کرتے ہین اس بات کے لئے کہ اپنے غیر کفو سے بھی نکاح کرلین اور ہم بعض بوڑھے مردون پر جبر کرتے ہین کہ اپنی جوان عورتون کو طلاق دیدین تاکہ وہ نوجوانون سے نکاح کرلین یہ سب باتین دروغ ہین جو ایسی باتین ہماری طرف منسوب کرتا ہے وہ مفتری ہے جو ہم سے ملے اور ہماری مجلس مین آئے تو اُسے قطعاً یقین ہو جائے کہ ایسی باتون کی کوئی اصل نہین دشمنان دین نے ہم پر اُن کو باندھ لیا ہے تاکہ لوگ ہم سے نفرت کرنے لگین۔

بیان عقائد

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہو سکتا اور نہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا جبکہ وہ اللہ تعالی کی وحدانیت مین شرک نکرتا ہو اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا رتبہ تمام مخلوق الٰہی سے افضل و اعلیٰ ہے اور اپنی قبر مین حیات ہین اور اُنکی حیات شہدا کی حیات سے ابلغ ہے اسلئے کہ وہ سب سے افضل ہین اور وہ سنتے ہین سلام اُسکا جو اُنپر سلام بھیجے اور اُنکی زیارت مسنون ہے مگر خاص اُسی قصد سے سفر کرنا نہ چاہئے بلکہ مسجد نبوی

امام احمد بن حنبل کے تبع ہین اور ائمہ اربعہ کے مقلدون کو ہم برا نہین جانتے ہان
جو انکے سوا اسلام مین مذاہب ہین انکے ہم منکر ہین جیسے زیدیہ اور امامیہ وغیرہ کیونکہ انکا
مذہب منضبط نہین سو ہم ایسے لوگون کو ائمہ اربعہ کی تقلید پر مجبور کرتے ہین اور نہ ہم اجتہاد
مطلق کو برا جانتے ہین ہان ہم بعض اُن مسائل اجتہادیہ کے مخالف ہین جن کے خلاف
ایسی نص جلی قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہے جو نہ منسوخ ہے نہ مخصص نہ اسکے معارض
کوئی قوی نص موجود ہے پس ایسی صورت مین ہم مذہب کی تقلید نہین کرتے جیسے ارث جد کا
اور اخوت پس ہم ارث جد کو مقدم رکھتے ہین یعنی میراث جد کو دلواتے ہین بھائی کو نہین
دلواتے اگرچہ یہ بات مذہب حنابلہ کے خلاف ہے۔ ہم اُن باتون کے کرنے کے لئے حکم
دیتے ہین جو ظاہر شرع سے مفہوم ہوتی ہین اُن باریکیون پر عمل نہین کرتے جو علما نے
پیدا کی ہین اور ہم قرآن کے سمجھنے کے لئے تفاسیر متداولہ معتبرہ سے مدد لیتے ہین اور
ایسی تفاسیر ہمارے نزدیک یہ ہین تفسیر ابن جریر اور اُسکا مختصر جو ابن کثیر شافعی نے
کیا ہے بغوی بیضاوی تفسیر خازن تفسیر حداد جلالین وغیرہ اور احادیث کے سمجھنے کے لئے
انکی شروح ذیل ہمارے نزدیک معتبر ہین عسقلانی وقسطلانی شروح بخاری اور نووی
شرح مسلم اور مناوی شرح جامع صغیر اور ہم کتب احادیث رسول خصوصاً صحاح ستہ اور انکی
شروح سے زیادہ رغبت رکھتے ہین اور مذاہب مین جسقدر علوم و فنون کی کتب موجود ہین
مثلاً اصول و فروع اور قواعد و سیر و نحو و صرف وغیرہ ہم انھین اچھا جانتے ہین اُن مین سے
کسی کے تلف ہونے پر ہماری مرضی نہین ہان جس سے شرک پیدا ہونے کا اندیشہ ہے
وہ کتاب ہمارے نزدیک بری ہے جیسے روض الریاحین یا جس سے عقائد مین خلل آتا ہے
جیسے علم منطق اسکو ہم حرام جانتے ہین اور جو بعض بدوون نے رعایاے طائف کی بعض
کتابین تلف کر دی تھین یہ انکی حماقت اور جہل کی وجہ سے واقع ہوا نہ ہمارے حکم سے
اور ہمنے اس فعل پر انکو سزا بھی دی اور ہم جنگ مین عورتون اور بچون کا قتل کرنا جائز نہین رکھتے
اور ہم پر لوگ یہ بہتان کرتے ہین کہ ہم حق بات کو مٹاتے ہین اور لوگون کو دادن دیتے ہین
اس طرح کہ اپنی راے سے قرآن کی تفسیر کرتے ہین اور جسقدر ہمارے علم کے موافق ہوتا ہے

اسیقدر حصہ حدیث کا لیتے ہین اور اُن کی شرحون کی طرف رجوع نہین کرتے اور ہم آنحضرت کے رتبے کو گھٹاتے ہین اس طرح کہ اُنکو کہتے ہین کہ وہ قبر مین گل گئے ہین اور اُنکو رتبۂ شفاعت حاصل نہین اور اُن کی قبر کی زیارت کرنا مستحب نہین اور وہ معنی لا الہ الا اللہ کے نہین جانتے تھے یہانتک کہ اُنپر یہ آیت اُتری فاعلم انہ لا الہ الا ھو یعنے تو جان لے نہین کوئی معبود سوا اُسکے اور ہم علما کے اقوال پر التفات نہین کرتے اور مؤلفات اہلِ مذاہب کو تلف کراتے ہین اور ہم مجسمہ ہین اور ہم اپنے زمانے کے لوگون کو اور چھٹی صدی کے بعد کے لوگون کو عموماً کافر جانتے ہین سوا اُس شخص کے جو ہمارے عقائد پر ہو اور جنسے ہم بیعت لیتے ہین تو پہلے اُنکو یہ سنا دیتے ہین کہ وہ مشرک ہین اور اُنکے مان باپ بھی اگر مر گئے ہین تو مشرک مرے ہین اور ہم نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی ممانعت کرتے ہین اور قبور مشروعہ کی زیارات مطلق حرام جانتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ جو ہماری چال ڈھال پر ہے اُس سے سارے تکالیف حتّٰی کہ فرض بھی ساقط ہو جاتا ہے اور ہم اہلِ بیت نبوی کا حق نہین سمجھتے اور ہم اُنپر جبر کرتے ہین اس بات کے لئے کہ اپنے غیر کفو سے بھی نکاح کرلین اور ہم بعض بوڑھے مردون پر جبر کرتے ہین کہ اپنی جوان عورتون کو طلاق دیدین تاکہ وہ نوجوانون سے نکاح کرلین یہ سب باتین دروغ ہین جو ایسی باتین ہماری طرف منسوب کرتا ہے وہ مفتری ہے جو ہم سے ملے اور ہماری مجلس مین آئے تو اُسے قطعاً یقین ہو جائے کہ ایسی باتون کی کوئی اصل نہین دشمنان دین نے ہم پر اُن کو باندھ لیا ہے تاکہ لوگ ہم سے نفرت کرنے لگین۔

بیان عقائد

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہو سکتا اور نہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا جبکہ وہ اللہ تعالٰی کی وحدانیت مین شرک نکرتا ہو اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا رتبہ تمام مخلوق الٰہی سے افضل و اعلیٰ ہے اور اپنی قبر مین حیات ہین اور اُنکی حیات شہدا کی حیات سے ابلغ ہے اسلئے کہ وہ سب سے افضل ہین اور وہ سنتے ہین سلام اُسکا جو اُنپر سلام بھیجے اور اُنکی زیارت مسنون ہے مگر خاص اُسی قصد سے سفر کرنا نہ چاہئے بلکہ مسجد نبوی

پڑھنا بھی ہم جائز نہین رکھتے اور نماز تراویح سنت ہے اور اُسکو جماعت سے ادا کرنے مین مضائقہ نہین اور ماہ رمضان مین آخری جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد پانچون وقت کی نماز بہ نیت قضائے عمری پڑھنا ممنوع ہے اور جنازے کے ساتھ زور سے ذکر کرنا بھی ممنوع ہے اور طبل جنگ کے سوا سارے باجے لہو ولعب مین داخل ہین اور بیاہ مین دف بجانا مضائقہ نہین اور پنجگانہ نماز کے بعد مشائخ کے لئے فاتحہ پڑھنا بدعت ہے اور ہمارے نزدیک ابن قیم اور اُنکے اُستاد ابن تیمیہ اہلِ سُنت کے امام ہین مگر ہم ہر مسئلے مین اُن کے مقلد نہین کئی مسائل مین ہم اُن کے مخالف ہین مثلاً ہمارا یہ مذہب ہے کہ تین طلاق ایک لفظ سے ایک ہی مجلس مین واقع ہوجاتی ہین اور وقف صحیح ہی اور نذر ماننا جائز ہے اور جو نذر گناہ نہو اسکا پورا کرنا واجب ہے اور اُن دونونکا یہ مذہب نہین یہانتک اِس رسالے کا بیان تھا۔

اب سننا چاہئے کہ جب سعود مکے مین اپنی کارروائی کامل کر چکا اور پورا پورا تسلط ہو گیا تو اُسنے سلطان روم کو اپنی کامیابی کا خط اِس عبارت سے لکھا از جانب سعود سلطان قسطنطنیہ کو ظاہر ہو کہ مین تاریخ ۴ محرم ۱۲۱۸ ہجری کو مکۂ معظمہ مین داخل ہوا باشندون مین امن رکھی مین نے تمام وہ چیزین اِس مقام متبرک سے دور کین جنکی پرستش بتونکی مانند یہان کے لوگ کرتے تھے مین نے تمام محصولات جو خلاف شرع تھے دور کئے ہین نئے اُس قاعدے کو حسب احکام نبوی کل مقرر کیا جس کو تمنے مقرر کیا تھا مین چاہتا ہون کہ تم حکام دمشق وقاہرہ کو حکم دو کہ شہر مین وہان کے لوگ ڈھول وقرنا بجاتے نہ آئین کہ اِن چیزون سے مذہب کو کچھ فائدہ نہین ہے خدا تمپر اپنا فضل وکرم رکھے۔

بعد اِسکے سعود نے جدے کا محاصرہ کیا شریف غالب بن مساعد بن سعید بن سعد بن زید کہ وہان موجود تھا جواب دیتا رہا ۱۲۱۸ ہجری مین عبد العزیز حالت نماز مین ایک جیلان کے باشندے کے ہاتھ سے جسکا نام عبد القادر اور مذہب شیعہ تھا مقتول ہوا سعود جدے کا محاصرہ اُٹھا کر درعیہ کو چلا گیا اور باپ کا قائم مقام ہوا شریف غالب نے میدان خالی پاکر مع فوج سلطانی جو شریف پاشا کے ماتحت تھی مکے کو کوچ کیا

اور وہان پرازسرنو قبضہ کرکے جو وہابی موجود تھے اُنکو نکال دیا مگر وہابیون کے قبضے مین طائف بدستور رہا جہان پر عثمان مضائفی اُنکی طرف سے منتظم تھا سعود درعیہ سے اپنی فوج لیکر حرمین کی طرف روانہ ہوا اور بتدریج تمام حکومت شریف پر قبضہ کرکے سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین پھر مکے کا رُخ کیا اور اُسکا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ باشندگان مکہ بھوکون مرنے لگے اور کتے حلال کرکے کھانے لگے آخرکار شریف غالب نے مجبور ہوکر ذیقعدہ سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین سعود کی اطاعت کرلی پھر وہابیون نے فتوحات مدینۂ منورہ مین حاصل کین اور ایسی کامل کارروائی کی کہ کسی چیز کو اپنا تسلط کئے بغیر باقی نہ چھوڑا اور اولیا کی قبور کے گنبد توڑ ڈالے اور حجرۂ مبارک کا تمام مال واسباب لوٹ لیا سعود نے چاہا کہ مرقد منور رسول مقبولؐ سے چادر اُٹھالے مگر خواب مین بشارت ہوئی اور حضور رحمت گنجور نے فرمایا کہ خبردار اس حرکت سے باز رہنا تب یہ باز رہا اور اپنی طرف سے مدینۂ منورہ کے باشندون مین سے ایک شخص کو جسکا نام مبارک بن مضیان ہے مدینے کا حاکم مقرر کردیا۔ غرضکہ سنہ ۱۲۲۰ تک اچھی طرح ان وہابیونکا حجاز پر تسلط ہوگیا ان مقامات مین نو برس کامل اس سعود وہابی کی حکومت رہی۔

جلد دوم فتوحات اسلامیہ مولفہ شیخ احمد دحلان واقعات سلطان سلیم ثالث بن مصطفیٰ ثالث مین لکھا ہے کہ عثمانیہ سلطنت سے وہابیون کا انتظام اسلئے نہو سکا کہ وہ نصاریٰ کی جنگ مین مصروف تھی اور نہایت کمزور ہو رہی تھی فوج وہابی اسقدر کثیر و زبردست ہوگئی کہ سلطان ترکی کو اپنی سلطنت جاتی رہنے کا خوف پیدا ہوا تب محمد علی پاشاہ والی مصر کو حکم دیا کہ وہابیون کے تسلط کو مقامات متبرک سے دور کرنے کے واسطے زبردست فوج سے چڑھائی کی جائے بموجب حکم سلطانی پاشاے مذکور نے فوج جمع کی اور اُسے اپنے بیٹے طوسون پاشا کی ماتحتی مین بھیجا مگر صفرا اور جدیدہ کے مقام پر اس لشکر نے عربون سے جو وہابیون کی مدد کو جمع ہوئے تھے ذیحجہ سنہ ۱۲۲۶ھ مین ایسی شکست فاش پائی کہ بہت کم لوگ بچکر گرتے پڑتے مصر کو واپس ہوسکے اور تمام مال واسباب وہابیون کے ہاتھ لگا پھر محمد علی پاشا نے دوسرا لشکر تیار کرکے بذات خود سنہ ۱۲۲۸ھ مین وہابیون پر

چڑھائی کی اور یہ فوج تمام مقبوضات وہابیہ کو فتح کرتی ہوئی صفرا اور حدیدہ تک پہونچ گئی اور اُسے بھی ماہ رمضان مین نہایت حسن تدبیر کے ساتھ عربونکو ملا کر بلا مقابلہ فتح کر لیا سپہ سالار لشکر وہابیہ کو ایک لاکھ ریال رشوت مین دیئے اور دوسرے افسرون کو اٹھارہ اٹھارہ ہزار ریال دیے اور اُن کے واسطے وظیفے مقرر کئے یہ سلا کام شریف غالب کی پیروی اور کوشش سے ہوا شریف مذکور بظاہر وہابیون کے ہمراہ تھا مگر دَرپردہ یہ کارروائیان کرکے اُنکی بیخ کنی کرتا تھا پھر عسکر سلطانی ماہ ذیقعدہ مین مدینے مین داخل ہوا اور اوائل محرم ۱۲۲۸ مین دریا کے رستے سے جدے پہونچکر اسپر قبضہ کر لیا یہ سارے کام خفیہ طور پر شریف غالب کی رائے سے ہوئے پھر وہ چھپ کر فوج وہابیہ سے نکلکر سلطانی لشکر مین چلا گیا مکہ اور جدہ مین سلطانی فوج کے داخل ہوتے ہی عثمان مضائفی طائف سے فرار ہو گیا مگر آخرکار گرفتار ہو کر قسطنطنیہ بھیجدیا گیا اور وہان قتل ہوا پھر محمد علی پاشا نے تمام وہابیون کو حجاز مین سے چن چن کر قتل کرایا۔

۸۔ جمادی الاولی ۱۲۲۹ ہجری کو ۶۸ برس کی عمر مین سعود بن عبدالعزیز بن محمد بن سعود مرا تو درعیہ مین اُس کا بیٹا عبد اللہ جانشین ہوا یہ اگرچہ جری تھا مگر جنگی داؤن گھات سے محض بے خبر تھا محمد علی پاشا نے اپنے بیٹے ابراہیم کو اس کے تباہ کرنے کے لئے فوج دیکر روانہ کیا اس نے ۱۲۳۱ مین درعیہ پہونچکر متواتر لڑائیون کے بعد ذی قعدہ ۱۲۳۳ مین عبداللہ بن سعود کو مع امرا کے قید کر لیا جو قسطنطنیہ مین بحکم سلطانی قتل ہوا اُس کے بیٹے ترکی عبد اللہ کو خیال حکومت ہوا مگر دبدبۂ سیاست سلطان محمد خان والی قسطنطنیہ سے زباد کو بھاگا اور مارا گیا بعدہ اُس کے بیٹے **فیصل** نے زباد مین اپنی حکومت قائم کی ۱۸۶۲ء مین پالگریو سیاح اور ۱۸۶۵ء مین سر لوئس پیلی اس سے ملاقی ہوئے ۱۲۸۲ مین فیصل نے انتقال کیا تو اُسکا بیٹا عبد اللہ قائم مقام ہوا ہرچند کہ وہابیون کی فوجی قوت نابود ہو گئی تھی تاہم محمد بن عبدالوہاب نے جو اصول قائم کئے تھے بعض مذہبی رہنما اسکی تقلید کرتے تھے آج کل وہابی اخوان کہلاتے ہین۔

ہندوستان مین وہابیت کا شیوع

اگر کوئی شخص ملک ہندوستان سے حج بیت اللہ کو جاتا اسکو وہابی خیالات کے مولوی ملتے چنانچہ سید احمد صاحب ساکن رائے بریلی ۱۸۲۲ء مین بعد الفراغ حج ہندوستان کو آئے تو ارادہ کیا کہ شمالی ہندوستان کا اسلام درست کرین لوگون نے سادات جانکر تعظیم کی اور اپنا مقتدا تسلیم کیا یہ تمام شمالی ہند مین اپنے مقلدین بنانے کے لئے پھرتے تھے پٹنہ مین اپنا نائب مقرر کیا اور دہلی پہونچے مولوی محمد اسماعیل اِن کے بہت بڑے مقلد ہوئے سید احمد صاحب واعظ نہ تھے واعظ مولوی محمد اسماعیل صاحب تھے جنکی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا ہوجاتا تھا جیسا کہ کسی بزرگ کی کرامت کا اثر ہوجاتا ہے ایک مرتبہ وہ کلکتہ مین سکھون پر جہاد کا وعظ فرمارہے تھے اثنائے وعظ مین کسی شخص نے اُن سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر جہاد کرنے کا وعظ کیون نہین کہتے وہ بھی تو کافر ہین اِسکے جواب مین مولوی اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچھ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم انگریزون کی رعایا ہین اپنے مذہب کی رو سے یہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم کبھی شریک نہون۔

سید احمد صاحب نے ۱۸۲۶ء اور ۱۸۳۱ء کے درمیان سکھون پر جہاد اس خیال سے کیا کہ وہ مسلمانون کو حد سے زیادہ حیران اور دق کرتے تھے ۱۸۲۶ء مین وہ پشاور کی سرحد پر یوسف زئی فرقون مین گئے اور اُنھون نے سکھون پر جہاد کا اشتہار دیدیا کوہستانی قومین سب حنفی مذہب رکھتی تھین اور بہ نسبت ہندوستان کے سارے مسلمانون کے اُنکو اپنے مذہب کا عقیدہ زیادہ تر مستحکم اور استوار ہے اور وہ اُن مسلمانون سے کہ اُنکا سا عقیدہ نہین رکھتے ہین دوستانہ نہین پیش آتے ان قومون کو مذہب اِن وہابیون کا پسند نہ تھا نہ اُن کے مسائل کو اچھا جانتے تھے مگر اس سبب سے کہ وہ سکھون کے جور وستم سے نہایت تنگ وحیران تھے وہابیون کے اس منصوبے مین شریک ہوگئے اگر سکھون پر

حملہ کیا جائے اور اُنھون نے اِن قومون کی مدد سے پشاور فتح کرلیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والیِ کابل کے بھائی سلطان محمد خان کے حوالے کردیا مگر سلطان محمد خان نے فریب سے تھوڑے عرصے کے بعد پشاور کو گورنمنٹ سکھ کو دیدیا جب اِس طرح سنہ ۱۸۲۶ء مین سکھون کے ہاتھ پھر پشاور لگ گیا اور پٹھانون مین آپس مین فساد عظیم برپا ہوا اور اُن وہابیون کے بہت سے ہمراہیون کو اُنھون نے قتل کرڈالا تو وہ مجبور ہوکر ہزارہ کو چلے آئے اُسوقت سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل دونون کے دل چھوٹ گئے اور اُن کے پیرودن کی ہمتین ٹوٹ گئین اُنکو معلوم ہوگیا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے باعث ہم سے دلی عداوت رکھتے ہین اب ہمکو اُن سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکھنی چاہئے اور ہماری یہ قلیل جماعت کسی طرح سکھون پر کامیاب نہین ہوسکتی اور اُن سے مقابلہ نہین کرسکتی اِس وجہ سے اُنھون نے کہا کہ اب ہمارے مذہب کے موافق جہاد جائز نہین رہا پھر ہندوستانیون مین خود اختلاف آرا ہوگیا کہ آیا سید احمد صاحب ہمارے امام ہونے کی قابلیت رکھتے ہین یا نہین چنانچہ ان مین سے اکثر کی تو یہ راے تھی کہ وہ اِس کام کے لائق نہین ہین اور بعض نے اِسکے خلاف بیان کیا مگر مولوی اسماعیل صاحب نے اِس حالت مین بھی اِن جھگڑون کے دفعیہ کیواسطے حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکھی جو سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تھی لیکن لکی یہ تمام کوششین بے فائدہ ہوئین سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہوگئے اور آخرکار سنہ ۱۲۴۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۱ء مین خادی خانکی دغابازی سے سکھون کے مقابلے مین جسکا سپہ سالار شیر سنگھ تھا لڑکر سید احمد صاحب میدان جنگ مین کام آئے سید احمد صاحب نے شاہ عبد القادر صاحب سے علم حاصل کیا تھا مگر علم صرف ونحو وقراءت پڑھکر تصوف کی طرف متوجہ ہوگئے علم ظاہر مین سید صاحب کو پوری قدرت حاصل نہ تھی گو بعض کتب اوراد جیسے حصن حصین وغیرہ پڑھی تھین مگر علم باطن مین بہت محنت کی تھی مولوی اسماعیل صاحب بھی اُنکے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور مولوی عبد الحی اِس واقعہ سے قبل کابل کے راستے مین عارضۂ تپ ولرزہ سے فوت ہوچکے تھے سید صاحب کی

شہادت کے بعد اور بہت لوگون نے جہاد یونکا ساتھ چھوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تھامنے کے لئے مصلحتہً یہ خبر مشہور کردی کہ سید احمد ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامت غائب ہوکر کسی پہاڑ کی کھو مین پوشیدہ ہوگئے ہین مگر آخر کار جب اس دھوکے کا حال کھل گیا تو سید احمد کے پیرو اپنے گھرون کو ہندوستان واپس چلے آئے اور کچھ تھوڑے سے مسلمان پہاڑون مین جاکر ستانہ مین آباد ہوئے یہ گاؤن سید اکبر شاہ کا تھا جو سید احمد صاحب کا مشیر اور خزانچی تھا اور اخوند سوات نے وادی پشاور کا حاکم بھی مقرر کیا تھا ان مین سے اکثر مسلمان پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے تھے مولوی عنایت علی اور مولوی ولایت علی اُن مین سرگروہ تھے یہ دونون پٹنے کے رہنے والے تھے ۱۸۵۷ء مین باغیون کی وجہ سے انکی تعداد بڑھ گئی انگریزی سرکار نے جنگ امبیلہ مین انکو شکست دی آخر ۱۳۰۰ھ ہجری تک بمقام بلوسی قریب ...۳ کے آباد تھے اور وہی شیخ عبداللہ بن فیصل حاکم نجد انکا حاکم تھا اس حاکم کی بیٹی کی شادی امام محمد صدر بازار پشاور سے ہوئی تھی تاکہ وہابی لوگ نجد اور ہندوستان مین بڑھین۔

مولوی سید احمد کے پیرو اب بھی باغستان مین آباد ہین اور وہ مجاہدین کے لقب سے مشہور ہین زبان انکی زیادہ تر اُردو ہے پنجابی بھی بولتے ہین سکھون کے بعد یہ جماعت وقتاً فوقتاً انگریزون سے لڑتی رہی اور ہندوستان کی خفیہ تحریک کو برابر قائم رکھا اب انکا صدر مقام چمرقند (بروزن سمرقند) ہے وزیرستان مین بھی انکی ایک شاخ تاحال موجود ہے۔

سعود نجدی اور سید احمد صاحب نے جو کام تلوار سے نہین کیا تھا وہ بوجہ ارزانی چھاپے کے لوگون نے قلم سے کیا مولوی محمد اسماعیل صاحب نے جو صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان مین لکھا ہے اُسکا اثر لوگون پر پڑتا ہے مولوی صاحب رد شرک و بدعت کے جوش مین بعض باتین ایسے لہجے مین لکھ گئے ہین جنکی وجہ سے وہ لوگ جو اُن کے طریق پر نہین انکو مطعون کرتے ہین مثلاً تقویۃ الایمان مین ان الشرک لظلم عظیم کے فائدے مین لکھتے ہین کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اور اسی کتاب مین حدیث اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم کے فائدے مین لکھتے ہین

کہ اولیا و انبیا امام و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہین وہ سب انسان ہی ہین اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اُن کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہمکو اُنکی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم اُنکے چھوٹے ہین اور اکثر مقامات مین اولیا و انبیا جن اور شیطان اور بھوت اور پری کو شامل اس طرح پر ذکر کیا ہی کہ حفظ مراتب پیدا نہین ہے احکام شرعیہ بیان کرنے مین نہایت آزادی سے کام لیا ہے اور لکھتے ہین کہ کسی کو پکارنا اور منتین ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اُسکو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا کفر ہے گو اُسکو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے اور گو وہ ولی و نبی ہو یا جن و شیطان یا بھوت و پری اور ایسا شخص شرک مین ابو جہل کی برابر ہے اور کسی پیر و پیغمبر کی قبر کو دور و نزدیک سے قصد کر کے جائے یا وہان روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھائے اُنکے نام کی چھڑی کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤن چلے اُنکی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اُسپر شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھکر التجا کرے مراد مانگے مجاور بنکے بیٹھ رہے تو اُسپر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ ختم جسمین پڑھتے ہین یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یعنی اے شیخ عبدالقادر دو تم اللہ کے واسطے ناجائز ہے۔

یادگار غالب مین لکھا ہے کہ امتناع نظیر خاتم النبیین کے مسئلے مین مولانا اسماعیل شہید کی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے یعنی آنحضرت کا مثل اِسلئے پیدا نہین ہو سکتا کہ اُسکا پیدا ہونا آپکی خاتمیت کے منافی ہے نہ اِس لئے کہ خدا اُسکے پیدا کرنے پر قادر نہین ہے برخلاف اِسکے مولانا فضل حق خیرآبادی کی جسکو وہابیون سے سخت مخالفت تھی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممتنع بالذات ہے اور جس طرح خدا اپنا مثل پیدا نہین کر سکتا اسی طرح خاتم النبیین کا مثل بھی پیدا نہین کر سکتا

اعلام الناس کے حصۂ چہارم مین جسکا لقب تحذیر المومنین من اکفار المسلمین ہے لکھا ہے کہ مولوی محمد اسماعیل شہید فی سبیل اللہ کی تکفیر کے فتوے مکۂ مبارک کے مفتیون سے لکھوا کر لائے گئے اور ابتک ناانصاف مولوی اس بزرگ اعلائے کلمۃ اللہ مین تصانیف کرنے والے اور آخر اِسی راہ پر اپنی جان فدا کرنے والے کے کفر پر لکھ رہے ہین

سالہاسال سے آمین بالجہر کے باب مین حنفیہ اور وہابیون کے جھگڑے چلے آتے ہین جو مختلف شہرون ہندوستان و پنجاب (لاہور۔ امرتسر۔ لودھیانہ۔ میرٹھ۔ تاجپور ضلع دربھنگہ و بچرہ وغیرہ) مین مختلف صورتون اور عدالتون (دیوانی فوجداری) مین پیش ہوچکے ہین کسی عدالت سے اِن مقدمات کی نسبت کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہین ہوا جو قطعی اور حکم اخیر سمجھا جاتا اور وہ اِن مقدمات کا دروازہ بند کر دیتا دلی مین دونون فریق کے طرفدارون نے مسائل فرعیہ اختلافیہ مثلاً نجاست آب اور نماز مین آمین بالجہر اور رفع یدین اور رفع سبابہ اور قرارت خلف امام اور قیام مین دونون ہاتھون کو سینے پر رکھنے اور بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرنے مین تنازعات برپا کئے بعض نے انکو حرام سمجھا اور بعض نے مثل مؤکدہ غرضکہ جادہ اعتدال سے گذر گئے ہر فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل سنت وجماعت تقریر و تحریر مین کہنے لگا اور طرح طرح کے اشتہار اور رسائل مشتہر کئے یہان کے فساد سے اور شہرون اور قصبون کے مسلمانون مین بھی تزلزل و تکرار واقع ہوئی اور نوبت بہ فوجداری پہونچی اسلئے صاحب کمشنر دہلی نے ایک معاہدہ علماے اہل حدیث (وہابیہ) اور علماے فقہ (حنفیہ) سے لکھواکر کمشنری قسمت دہلی مین داخل کرایا جسکی نقلین تمام ہندوستان مین مشتہر ہوئین اسپر دہلی لکھنؤ عظیم آباد وغیرہ کے ۲۸ علما کی مہرین اور دستخط ہین جن مین مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی عبدالحلیم صاحب لکھنوی بھی ہین یہ معاہدہ ۲۶ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۹۵ھ ہجری کا لکھا ہوا ہے خلاصہ مضمون اِسکا یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے پس جو شخص کرے اسکو منع نہ کیا جائے اور اُسکے پیچھے بلاشبہہ نماز پڑھنی چاہئے اور جو منکر ہے اُسپر اعتراض نہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے کوئی کسی کو بُرا اور بد مذہب نہ جانے مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین مین سے مانع اور مزاحم نہو عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین

ہر ایک اپنے عمل بجالانے کا مجاز و مختار ہے پس ہم سب کو اس بات کا اشتہار دیتے ہین
کہ ہر واعظ اپنے وعظ مین دلائل نکراری و مسائل اجتہادی وغیرہ بیان نکرے البتہ وقت
تدریس حدیث شریف کے اُسکے دلائل اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اُسکے دلائل
بیان کئے جاوین اور طعن و تشنیع نکیا جاوے علیٰ ہذا القیاس ہر موقع تحریر پر سواے دلائل
کتب کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے
مضمون کی شائع کرے جس مین مذاہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان کی توہین صریحی
ہو اسکے تدارک کی حکام سے استدعا کی جاوے الی آخرہ۔

اس فرقے کے سرگروہ مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین
جب بعزم حج حرمین کو گئے تو وہان اُن کو بعض ہندوستانیون نے عقیدہ وہابیہ کی وجہ
سے گرفتار کرا دیا اُنھون نے سید عثمان پاشا گورنر حجاز و کمانڈر انچیف عربستان
کے اجلاس مین عین مکہ مکرمہ مین وہابیت سے جسکو اعتزال سے تعبیر کیا گیا ہے
انکار کیا گورنر حجاز نے ترکی زبان مین ان کے انکار کی تصدیق مین ایک دبکاری محافظین
مدینہ منورہ کے نام جاری کیا جسکا ترجمہ یہ ہے یہ جناب محافظین مدینہ منورہ سعادت مآب
حضرت صاحب ان ہندوستانی مولویون مین سے نذیر حسین اور ایک شخص انکے شاگردون سے
ان دونون پر انکے ہموطنون کی طرف سے جو معتزلہ ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی اس لئے
ان دونون پر مواخذہ کرکے ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت سے ان دونون کا
بری ذمہ ہونا ثابت ہوا وہان بھی اگر انکے حق مین کوئی الزام لگایا جائے تو اس سے
ان کی برارت ذمہ معلوم ہونے کے لئے یہ تحریر کی جاتی ہے از مکہ تاریخ
۱۶- ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری۔

نواب مولوی سید محمد صدیق حسن خان بن سید اولاد حسن بریلوی مولد
قنوجی موطن بھی اس طریقے کے بہت معاون تھے یہ یکشنبہ ۱۹ جمادی الاولی سنہ ۱۲۴۸ ہجری
کو پیدا ہوے اور چہارشنبہ ۲۸ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۷ ہجری کو بعارضہ استسقا مقام بھوپال
مین انتقال کیا اور سنہ ۱۲۸۸ ہجری مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال کے ساتھ

عقد نکاح ہوجانے سے مرتبۂ نوابی وامارت کو پہونچے بسنہ ۱۲۸۸ ہجری مین بیگم صاحبہ کی استدعا کے بموجب اُن کا خطاب نواب والا مرحوم برٹش گورنمنٹ نے منظور کرکے حکم دیدیا کہ تمام تحریرات قلمرو بھوپال و برٹش گورنمنٹ کے مراسلات مین یہی خطاب لکھا جایا کرے انکا نسب امام زین العابدین تک منتہی ہوتا ہے مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی اور مولانا شیخ حسین بن محسن انصاری قاضی حدیدہ اور مولانا یعقوب دہلوی برادر مولانا محمد اسحاق اور مولوی عبد الحق بن فضل اللہ ساکن نیوتنی سے کتب علوم فنون کی تحصیل وتکمیل کی اور سند حاصل کی اور احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی اور محمد بن ابی بکر بن قیم جوزی اور سید محمد اسماعیل بن امیر یمانی اور محمد بن علی شوکانی کی مصنفات سے بہت استفادہ کیا اور انکی راے کی اتباع کی اپنے کو محمدی مشرب سُنی مذہب نقش بندی طریقہ پر لکھتے حالانکہ کسی سے بیعت نکی تھی انھون نے علم حدیث وتفسیر ودرایت وغیرہ مین بزبان عربی وفارسی واردو بہت سی تالیفات کین اور لاکھون روپے کے صرف سے چھپوا کر انکو شایع کیا اور علما نے اُنپر تقریظین لکھین ہندوستان بلکہ عرب وروم ومصر مین کوئی ایسی جگہ نہوگی یا کم ہوگی جہان کوئی اہل علم یا علم کا ذکر واثر ہو اور اُنکی کوئی تالیف وہان نہو اسی وجہ سے اُنکو بعض علما نے جو اس طریقے کے پابند ہین اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے انکی عربی انشا پردازی کی میرے سامنے جناب مولوی عبد الحق صاحب مرحوم خیرآبادی کہ میرے اُستاد ہین تعریف فرماتے تھے مگر باوجود اس کمال کے نواب صاحب کی تالیفات مین بڑی خرابی یہ ہے کہ اُنکو اپنی تالیفات مین تحقیق وتدقیق کا التزام نہین صرف جمع وتالیف انکو پیش نظر رہتی تھی لہذا وہ ہر قسم کے مسائل کو محقق ہون خواہ غیر محقق مناسب وضروری ہون خواہ غیر مناسب غیر ضروری اپنی تالیفات مین اکثر بلفظہ نقل کردیتے تھے یہی وجہ ہے کہ انکے ہم عصرون اور ہم چشمون (مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ علما) نے انکی تالیفات پر نکتہ چینی کی ہے اور انکے بعض مسائل مین غلطی و تحقیق سے مخالفت ایسی ثابت کر دکھائی ہے کہ اُسکو نواب صاحب نے بھی مان لیا ہے اور صاف لکھدیا ہے کہ ہم صرف ناقل ہین ہمکو اس سے بحث نہین ع تلان امر من

حق و تحقیق کون قول ہے نواب صاحب کی غرض مضامین کو اپنی کتاب مین درج کرنے سے غالبًا اپنی جمعیت اور ہمہ دانی اور ہر مسئلے مین حاضر جوابی کا اظہار تھا۔

بطور نمونے کے عرض کرتا ہون کہ کتاب البلغہ فی اصول اللغہ مین جو قسطنطنیہ مین طبع کرائی ہے کتب علم لغت کے ذکر مین باب میم مین کہا ہے مصدر فیوض اللغہ نذیر الدین شائق فی زمان دولۃ الامیر نواب احمد یار خان ببلدۃ بانس بریلی انتہی یہ رسالہ قلیل الحجم زبان اُردو مین قواعد فارسی مین ہے نہ علم لغت مین چنانچہ اُسکا مؤلف دیباچہ مین کہتا ہے بعد حمد اور صلوٰۃ کے یہ نالائق نذیر الدین حسن شائق قرشی ہاشمی ابن شاہ غلام محی الدین اویسی التماس رکھتا ہے کہ یہ رسالہ کہ نام اسکا مصدر فیوض ہے اور تاریخ اسکی تصنیف کی اس نام سے حاصل ہوتی ہے واسطے فارسی سیکھنے والون کے شہر بریلی مین بیچ رفاقت اور ملازمت امیر عالی مقام سردار والا احتشام سخن سنج معنی شناس کرم گستر فیض اساس نواب عالی جناب احمد یار خان خلف نواب ذو الفقار الدولہ ذو الفقار خان بہادر دلاور جنگ کے جمع کیا گیا انتہی اور نواب صاحب کی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے کہ احمد یار خان کوئی والی ملک ہونگے حالانکہ ایسا نہین یہ حافظ رحمت خان والی بریلی کے پوتے ہین جنکی ریاست ۱۱۸۸ھ ہجری مین شجاع الدولہ کے ہاتھ سے برباد ہو گئی تھی ملک الشعرا مہدی علی زکی مرادآبادی کا شعر ہے ؎

دِل مجھ سے رہا جُدا ہمیشہ — گویا وہ ضمیر منفصل ہے

نواب صاحب نے اِس کو اس طرح اپنا کر لیا ہے ؎

دِل ماند ز من جُدا ہمیشہ — گوئے کہ ضمیر منفصل ہست

جس زمانے سے نواب صاحب نے بیگم صاحبہ کے کاروبار مین شراکت یا مددگاری کی تھی گورنمنٹ کے افسر برابر خوش انتظامی کے مداح رہے اور گورنمنٹ نے بیگم صاحبہ کی تحریک سے اُنکے لئے خطاب نواب والا جاہ امیر الممالک اور اتواپ سلامی وغیرہ مقرر کئے۔

نواب صاحب نے ایک بات بہت ہی فتوت اور اخلاق کے خلاف کی کہ بیگم صاحبہ کا دل اُنکی ولی عہد نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کی طرف سے ناخوش کر دیا اور اُنکو رنج پہونچاتے رہیں

کوئی کسر نہ چھوڑی جسکا انتقام منتقم حقیقی کی طرف سے یہ ہوا کہ ۱۸۸۵ء میں سر لیپل گریفن ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے لارڈ ڈفرن ویسرائے ہند کے سامنے نواب صاحب کو گورنمنٹ کا مخالف اور مخالفین گورنمنٹ کا خیر خواہ ثابت کر کے نواب صاحب کا خطاب نوابی اور سارے اعزاز جو گورنمنٹ نے اُنکو دئے تھے سلب کرا دئے مگر بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال نے جنکو اپنی طرف سے عطائے خطاب نوابی کا اختیار حاصل ہے اُنسے یہ خطاب واپس نہوں لیا اور اِس سلب اعزاز اور واپسی خطاب کا سبب یہ الزامات ہیں جو نواب صاحب پر لگائے گئے تھے (۱) خرابی انتظام ریاست (۲) عام رعایا پر ظلم (۳) ملازمت مین مذہبی رعایت (۴) مذہب رعایا (ہنود و شیعہ و حنفیہ) سے بیجا تعرض (۵) بندوبست مین بیجا تشدد جسکی وجہ سے سات ہزار آدمی جلا وطن ہو گئے (۶) وہابی مذہب کی تائید (۷) مسمّی ورین محمد کی معرفت مہدی سوڈانی کو روپیہ بھیجنا (۸) مجموعۂ خطب۔ ہدایۃ السائل ترجمان وہابیہ۔ اقتراب الساعۃ وغیرہ کتابون مین گورنمنٹ کی مخالفت مین مضمون لکھنا اور اُن مین گورنمنٹ سے جہاد و بغاوت کی ترغیب دینا وغیرہ وغیرہ گورنمنٹ کی اِس کارروائی سے خوف زدہ ہو کر آگرہ بھوپال اور لاہور کے ہم مشربان نواب صاحب نے نواب صاحب کو خصوصًا اور تمام وہابیون کو عمومًا گورنمنٹ کے نزدیک اُسکی سلطنت کا خیر خواہ ثابت کرنے کے لئے گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد کی ممانعت مین رسائل و تحریرات شائع کرنا شروع کین مگر اُنکے مخالفین نے فورًا تاڑ لیا کہ یہ سب صرف آج کل کسی مصلحت یا حکمت عملی کی نظر سے کیا جاتا ہے اور نواب صاحب کے مخالفین نے یہ بات اخبارات مین شائع کرا دی کہ جب ۱۸۸۱ء مین جنرل ڈیلی وغیرہ کے ذریعے سے گورنمنٹ پر کھل گیا کہ نواب صاحب کی ایسی کتابین جن مین انگریزون سے جہاد کی ترغیب ہے شائع ہوئی ہین اور گورنمنٹ کو یہ بات ناگوار گذری تب سے نواب صاحب نے اپنی سابق تصنیفات کے برخلاف گورنمنٹ سے جہاد کی ممانعت مین کتابین تصنیف کین نواب صاحب کا تحریرات مانع جہاد کا شائع کرانا اِس موجودہ خطر کے خوف سے تھا جسکے سامنے ہونے کا دس برس پیشتر اُنکو یقین ہو گیا تھا مگر نواب کے دوستون نے نواب صاحب کے ایما سے اِن الزامات کے جوابات اکثر

دیسی اور بعض انگریزی اخبارات مین درج کرائے۔
ہمین مولوی مسعود خان ابن جناب مولوی نظام الدین خان مرحوم رامپوری کی زبانی جو نواب صاحب کے بڑے معتمد تھے یہ خبر پہونچی ہے کہ جب گورنمنٹ نے نواب صاحب پر عتاب کیا تو اُنھون نے اپنی بہت سی بنائی ہوئی کتابین جو طبع ہو چکی تھین اور گورنمنٹ کے کان تک اُن کے الفاظ مخالفانہ نہ پہونچے تھے جلوا دین۔

ہندوستان کے وہابی اپنی جانون کو ابن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرنا نہین چاہتے

وہابی اپنے آپ کو اہلِ حدیث اور اہلِ سنت اور محدث اور عامل بالحدیث اور موحد سمجھتے ہین کیونکہ انکو یہ زعم ہے کہ ہمارا طریقہ سراسر علم قرآن و حدیث ہے رائے و قیاس سے بالکل دور ہو اور ادلہ کتاب و سنت سے بہت نزدیک ہے اور اپنے مخالفون ومقابلون کو بدعتی کہتے ہین اور ابن عبدالوہاب نجدی سے بیزاری ظاہر کرتے ہین نواب صدیق حسن خان نے بھی ابن عبدالوہاب کو بُرا کہا ہے چنانچہ اپنے رسالہ الحطہ فی احوال الصحاح الستہ مین جو ۱۲۸۳ھ مین طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا حال بیان کر کے لکھا ہے اِنکی بہت مشہور خصلتین جنکو بُرا سمجھا جاتا ہے دو خصلتین ہین اہل لوگون کو بلا دلیل کافر کہنا دوسرے بیگناہ خون بہانا۔
نواب صاحب ترجمان وہابیہ مین جسکو اُنھون نے ۱۳۰۱ھ مین چھپوایا ہے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہین یہ لوگ اِس لقب سے کمال نفرت رکھتے ہین اور انکار کرتے ہین اور انکو وہابی کہنا ایسا بُرا لگتا ہے جیسے گالی دینا جب ہم اپنے تئین کسی اگلے بڑے اماموں کی طرف منسوب نہین کرتے اور اپنے تئین حنفی اور شافعی کہتے ہین اور نہ حنبلی اور مالکی کہنے سے راضی ہوتے ہین تو پھر محمد بن عبدالوہاب کے پیچھے چلنے اور اُسکے طریقہ مین اپنے تئین داخل کرنے پر کب راضی ہونگے۔
اور سر سید احمد خان تہذیب الاخلاق مین ایک مقام پر لکھتے ہین کہ وہابی اپنے آپ کو محمدی کہتے ہین اور رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر مین فرماتے ہین کہ یہ لوگ لفظ غیر مقلد کو بھی

ویسا ہی برا سمجھتے ہیں جیسا کہ لفظ وہابی کو اس گروہ کا قدیمی خطاب اہل حدیث ہے جس سے وہ زمانۂ تقرر مذاہب اربعہ میں مشہور تھے غرض اُنکی اس سے یہ ہے کہ لفظ وہابی وغیر مقلد کا اطلاق اس گروہ سے اُڑ جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ جو لوگ آج کل وہابی سمجھے جاتے ہیں یا انھیں اہل حدیث کی چال ڈھال پر ہیں جنکا کتب اہل سنت میں حنفیہ و شافعیہ کے مقابلے میں ذکر کیا جاتا ہے وہ لوگ یہ ائمہ ہیں - یزید بن ہارون یحییٰ بن سعید - احمد بن حنبل - اسحاق بن راہویہ - عبد الرحمٰن بن مہدی - عبد الرزاق ابوبکر بن ابی شیبہ - مسدد - ہناد - فضل بن دکین - علی بن مدینی وغیرہ اور اُن کے بعد کے طبقے کے جیسے امام بخاری - مسلم - ابوداؤد - عبد بن حمید - دارمی - ابن ماجہ - ابویعلیٰ - ترمذی - نسائی - دارقطنی - حاکم - بیہقی - خطیب بغدادی - دیلمی - ابن عبدالبر وغیرہ - ۱۹ - جنوری ۱۸۸۸ء کو گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ پنجاب سے حکم نافذ ہوا کہ سرکاری کاغذات میں لفظ وہابی کو مسدود کیا جائے مگر اس حکم کے ساتھ یہ بھی احتمال تھا کہ اس فرقے کے بجائے لفظ وہابی کے لفظ غیر مقلد سے مخاطب کیا جائے لیکن اس گروہ کے مختلف صوبجات ہندوستان پنجاب ممالک متحدہ اودھ بمبئی مدارس بنگال ممالک متوسط کے تین ہزار ایک سو چھتیس اعیان اشخاص سے یہ ظاہر کرنے پر کہ ہم لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا جانتے ہیں جیسا کہ لفظ وہابی کو -

گورنمنٹ ہمکو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی معاف رکھے اور ہم کو بجز اہل حدیث کے کسی لفظ سے مخاطب نکرے جسکا اثر و نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے نزدیک لفظ غیر مقلد بھی ویسا ہی دل آزار سمجھا گیا جیسا لفظ وہابی سمجھا گیا اور اس گروہ کو اسکے استعمال سے معاف رکھا گیا۔

ڈاکٹر ہنٹر صاحب ممبر کونسل واضع قانون نے ایک رسالہ لکھکر اُسمیں ان لوگوں کو گورنمنٹ کا بدخواہ قرار دیا تھا اس رسالے سے بہت سے افسران گورنمنٹ نے دھوکا کھایا اور سمجھ لیا کہ وہابی گورنمنٹ کے باغی کا نام ہے یا گورنمنٹ سے بغاوت دینا پیون کا کام ہے جسکو سید احمد خان نے عمدہ تفصیل سے اُٹھایا اور خوب ثابت کر دکھایا ہے

کہ یہ فرقہ جسکو وہابی کہا جاتا ہے گورنمنٹ کا مخالف نہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے ناواقفی کے سبب دھوکا کھایا ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ سید صاحب نے تہذیب الاخلاق مین ایک مقام پر وہابیون کو فرقۂ ضالہ بتاتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ آج تک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہین گذرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو۔

حیات افغانی مین یہ فقرہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ چند عرصے سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہین اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہین اور اکثر عثمان زئی اور ناصر اللہ کی اولاد جو گڑھی اسمٰعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرفدار ہین۔

فرقۂ وہابیہ کے بعض عقائد

مولوی افضل احمد مفتی شہر لودھیانہ لکھتے ہین کہ وہابیہ کی دو قسمین ہین اُن مین سے ایک تو وہ ہین جنھون نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی اور اجماع امت سے علیحدہ ہو کر تقلید شخصی کا انکار کر دیا ان سے ہم کو کچھ سروکار نہین مگر دوسری قسم کے وہابیہ انکا فتنہ نہایت عظیم و ضرر رسان ہے یہ وہ لوگ ہین جو ظاہر مین بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہین کہ ہم مقلد اور پکے حنفی ہین اور تقلید امام کو تمام اصول و فروع مین واجب سمجھتے ہین مگر عقائد مین اکثر غیر مقلدون سے بالکل متفق ہین اسلئے امامت انکی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہین۔ فہرست انکے عقائد کی حسب ذیل ہے

(۱)۔ خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ ملخصاً از رسالہ یک روزی مولفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ ہجری۔

(الف) اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لا نسلم بلفظہ الخ۔ یکروزی و تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع نولکشور بار دوم ۱۸۷۶ء۔

(ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں اختلاف ہوا ہی کہ خُلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے خلاف ہے بلفظہ براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد ساکن انبیٹھی صفحہ ۲ مطبوعہ مطبع بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ ۱۳۰۹ھ۔ وصیانۃ الایمان از مولوی محمد اسماعیل دہلوی۔

(۲)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ ملخصاً۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۰۔

(۳)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً ایضاً صفحہ ۱۴-۱۹۔

(۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً ایضاً صفحہ ۵۵۔

(۵)۔ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے گا اپنے حکم سے اُسکا شفیع بنا دیگا بلفظہ ملخصاً ایضاً صفحہ ۴۳۔

(۶)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حیات النبی نہیں مرکر مٹی ہو گئے بلفظہ ملخصاً ایضاً صفحہ ۶۰۔

(۷)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ کچھ جانتے ہیں ملخصاً ایضاً صفحہ ۸۶-۲۴-۲۹۔

(۸)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے ایضاً صفحہ ۱۰-۲۶-۲۷۔

(۹)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ایضاً صفحہ ۷-۲۷-۵۸۔

(۱۰)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ایضاً صفحہ ۱۰-۴۴۔

(۱۱)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے

کھڑا ہونا شرک ہے۔ ایضاً صفحہ ۴۰-۴۱-۴۳۔

(۱۲)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ملخصاً ایضاً۔ صفحہ۔ ۲۳۔

(۱۳)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے ایضاً صفحہ ۳۱۔

(۱۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہین۔ بلفظہٖ۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳۔

(۱۵)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ ملخصاً بلفظہٖ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱۔

(۱۶)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمرو۔ بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ بلفظہٖ حفظ الایمان مولفہٗ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ ہجری صفحہ ۷۔

(۱۷) خدا سے ہمکو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین۔ بسط البنان مولفہٗ مولوی اشرف علی صفحہ ۷۔

مصرعہ با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست بلفظہٖ

(۱۸) حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے ملخصاً۔ ایضاح الحق از مولوی محمد اسماعیل دہلوی۔ صفحہ ۴۲۔ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ ہجری۔

(۱۹)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے۔ اور بمثل کنھیا کے جنم کے ہے ملخصاً فتویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۳۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۶۔

(۲۰)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز مین خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے بلفظہ صراط مستقیم از مولوی محمد اسمعیل صفحہ ۸۶۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ ہجری۔

(۲۱)۔ کعبۃ اللہ شریف مین جو چار مصلے بنائے گئے ہین وہ مذموم ہین۔ بلفظہ سبیل الرشاد۔ مولفہ مولوی رشید احمد۔

(۲۲)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ بارھوین شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارھوین شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا حرام ہے مثل ہنود۔ فتواے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶-۱۷۔

(۲۳)۔ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم۔ دہم۔ چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہین براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔

تذکرہ

تعریبات الشافیہ مین لکھا ہے وفی ذلک القرن الاخیر ظہر بالیمن شیخ کبیر یقال لہ الشیخ المکرمی فصنع مذہبا الیہ ینتہی وکان ظہورہ مقارنا بظہور مذہب الوہابیۃ ببلاد النجد والدرعیۃ یعنی جس زمانے مین وہابیون کا نجد مین ظہور ہوا تھا تو قریب اسکے ملک یمن مین ایک بڑے شیخ نے جسے شیخ مکرمی کہتے تھے ایک نیا مذہب اپنی طرف سے بنایا تھا مگر اس مذہب کی تفصیل کچھ نہین لکھی اور نہ کسی اور کتاب مین نظر سے گذری۔

فرقہ ہفتم بابی

یہ فرقہ باب کی طرف منسوب ہے جسکا اصلی نام علی محمد ہے اور مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اسکا باپ جسکا نام محمد رضا ہے شیراز کا تاجر تھا دستور کے موافق باب نے پہلے فارسی پڑھی اور اسکے بعد عربی کی چند ابتدائی کتابین دیکھین تعین کر پھر فوراً سخت ریاضتین کرکے زہد مین شہرت حاصل کرلی پھر کربلا مین سید کاظم مجتہد کے حلقۂ درس مین جا شریک ہوا اسکے انتقال کے بعد اس کے بہت سے شاگرد ساتھ لیکر

کوفہ کی مسجد میں جا پہونچا اور بہت دیاضتیں کر کے لوگون کو اپنی طرف مائل کر لیا پھر سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین اپنے عقیدت کیشون سے اِس امر کا اظہار کیا کہ جس مہدی صاحب الامر کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ مین ہی ہون اور اسکے ثبوت مین بعض احادیث جن مین مہدی کے وجود کے آثار بتلائے گئے تھے پیش کین اور کہا کہ جو آثار اُس مہدی مین بتلائے گئے ہین وہ مجھ مین پورے طور سے موجود ہین جب اُسکے ثبوت مین معجزہ طلب کیا گیا تو باب نے جواب دیا کہ میری تقریر و تحریر ہی معجزہ ہے اِس سے بڑھکر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی دن مین ہزار شعر مناجات مین تصنیف کرتا ہون اور پھر اپنے قلم سے لکھتا بھی ہون اور چند مناجاتین پیش کین جن مین اعراب تک درست نہ تھا جب اسپر اعتراض ہوا تو آپ کیا جواب دیتے ہین کہ علم نحو ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے اب تک غضب الٰہی مین گرفتار تھا اب مین نے خدا کے حضور مین اُسکی شفاعت کی جس سے اُسکی خطا معاف ہوئی اور حکم ہو گیا کہ نحوی غلطیون کا کوئی مضائقہ نہین اور آئندہ سے اگر کوئی غلطی کرے تو کچھ حرج نہین عوام کو مطیع کرنے کے لئے ایک اچھی تدبیر سوجھی اور حکم دیا کہ چونکہ میرے وجود سے غرض تمام ادیان کا متحد ہو جانا ہے جسکی وجہ سے مین آئندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف خروج کرونگا اور جلد روئے زمین پر قبضہ کرونگا لہذا جب تک تمام ادیان متحد نہو جائین اور تمام دنیا میری مطیع نہو جائے تمام تکالیف شرعیہ ملتوی پس اب اگر میرے مریدون مین سے کوئی شخص منہیات شرعی کا مرتکب ہو یا احکامات شرعی ادا نکرے تو اُسپر کوئی مواخذہ نہین اِس وجہ سے بہت سے عوام اُسکے مطیع ہو گئے اِسکے مذہب مین حقیقی بہن سے بھی مبتلا ہونا زنا مین شمار نہین کیا جاتا تھا اور ایک عورت کا نو آدمیون کو نکاح مین لانا جائز تھا کسی مذہب کا وہ پابند نہ تھا اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا اسکے متبعین مین علانیہ فسق و فجور کا بازار گرم ہو گیا عورتین بے پردہ مجلسون مین شریک ہوتین اور شرابین پلاتین اور باب نے سمجھدار لوگون کو آئندہ کی بہبودی و ترقی کی امید دلائی اور وعدہ کیا کہ جب ساری روئے زمین پر میرا قبضہ ہو جائیگا تو تمھارے حقوق سب سے مقدم سمجھے جائینگے غرضکہ ایک اچھی خاصی

جماعت باب کی مطیع ہوگئی باب نے اپنے مریدون کو چند احکامات بھی دئے تھے جو بطور اشعار ادا کئے جاتے تھے اور وہ یہ تھے۔

(۱)۔ چونکہ تمام دنیا کا میرے زیر نگین ہونا اس غرض سے کہ تمام دنیا ایک مذہب ہو جائے ضروری ہے لہذا مین آئندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف سارے جہان پر حملہ آور ہونگا تاکہ دنیا میرے تحت و تصرف مین آجائے اور وہ تمام اغراض جو میرے وجود سے مقصود ہین پورے ہوجائین اور اس سے ضرور ہے کہ اعداے خدا کی جانین جسم سے جُدا ہونگی اور ہزارون خون کی ندیان جاری ہونگی پس جملہ مریدین باصفا کو حکم دیا جاتا ہے کہ بطور ایک علامت و شگون کے اپنے خطوط کو سرخ کیا کرین۔

(۲)۔ السلام علیک کی عوض مرحبا بک سلام کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔

(۳)۔ اذان مین میرا نام بھی داخل ہوا اور اسکا یہ قول بھی تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ نے مجھ سے بیعت کی اور یہ کہ ابتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ الگ الگ اور جدا جدا تھے مین اُن دونون کا جامع ہوا اور اسی وجہ سے میرا نام بھی علی محمد ہے۔ اسکے اقوال مین سے ایک یہ بھی تھا کہ جس طرح کوئی آدمی بغیر باب یعنی دروازے کے گھر کے اندر نہین جاسکتا ہے اسی طرح بغیر اسکے کہ مجھے دیکھین اور مجھسے اجازت حاصل کرین خدا اور دین خدا تک نہین پہونچ سکتے مریدین نے جب اس قول کو سُنا تو اُسکا لقب ہی باب کر دیا اور باب نے بوشہر مین پہونچکر بعض مرید بطور منادی کے شیراز بھیجے تاکہ وہ لوگونکو باب کے مہدی موعود ہونے کا یقین دلائین اور جو لوگ اسکے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کرین انسے بیعت لین اپنا تصنیف کیا ہوا کلام بھی جس مین سے کسی کا نام قرآن کسی کا نام مناجات رکھا گیا تھا اُنکو دیا گیا تاکہ وہ اُسکو لوگون کے روبرو پیش کرین اور وہ بجاے قرآن مجید اور صحیفۂ سجادیہ کے کہ امام سجاد کی تصنیف کردہ مناجاتین ہین پڑھا کرین۔

تاریخ گلزار شاہی اور کشکول محمد علی شیرازی مین لکھا ہے کہ باب کا خلیفہ ملا حسین بشرویہ ہوا اور قرۃ العین نام ایک خوبصورت عورت نائب نبی یہ عورت عربیت مین دستگاہ

رکھتی تھی کچھ عبارتیں لکھکر کہا یہ جواب کلام اللہ ہے اور دعوت طریقۂ باب کی جانب کر تصوف میں چھپ رہا تھا شروع کی جوق جوق مخلوق شیعہ وغیرہ میں سے اُس عورت کے حسن وجمال ور کلام کی فریفتہ ہوکر گمراہ ہوگئی بلکہ جلاء العینین میں لکھا ہے کہتے ہیں کہ بعض یہود ونصاریٰ نے بھی مذہب باب کی اتباع کی ۔

اس وقت فارس کا گورنر نظام الدولہ تھا جب اُسکو یہ خبر معلوم ہوئی توفوراً باب کی گرفتاری کا حکم دیا کسی قدر پولس بھی خفیہ طور سے بھیجدی پولس نے باب کو گرفتار کرلیا اور پابجولان اُسکے وطن اصلی شیراز میں لاکر اُسکے اصلی مکان میں محبوس کردیا پھر مجمع عام میں لاجواب کروا کے قتل کرنے کی غرض سے باب کے حاضر ہونے کا حکم دیا باب حاضر ہوا تو نظام الدولہ نے اُسکی بڑی تعظیم وتکریم کی اور یوں اُسکے گرفتار کئے جانے پر افسوس کیا پھر یہ ظاہر کیا کہ میری رائے کا دفعۃً یوں بدل جانا ایک خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ہے اور اخیر میں یہ بھی کہدیا کہ اب میری آرزو یہی ہے کہ میرا جان ومال آپ پر فدا ہو اور یہ تمام فوج وتوپخانہ وغیرہ جو میرے ماتحت ہے آپ کی تائید میں کام آئے یہ تمام تقریر کچھ ایسی بے ساختگی سے کی گئی تھی کہ مکار باب نے بھی اُسکو صحیح خیال کیا اور نظام الدولہ کی بڑی تعریف وتوصیف کی اور اُس سے کہا کہ تم اِس ایمان لانے کے صلے میں جب ساری دنیا میری مطیع وماتحت ہوجائیگی ترکی سلطنت کے حاکم مقرر کئے جاؤگے اِس کا جواب نظام الدولہ نے دیا افسوس آپ نے میری نیت پہچاننے میں غلطی کی مجھے اِس دنیائے دون کی کوئی خواہش وطمع نہیں ہے جس سے میں ترکی سلطنت کا حاکم بنائے جانے سے خوش ہوسکوں میری تو تمام آرزو یہ ہے کہ آپ کے روبرو آپکی امداد وحمایت کرتے شہید ہوؤں اور جاودانی سلطنت کا مالک بنوں غرض اِس قسم کی بہت سی باتیں کیں جس سے باب بالکل مطمئن ہوگیا اب اُس وقت نظام الدولہ نے کہا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے علما پر حجت تمام کردیجائے جس سے عوام کا مطیع ہونا آسان ہوگا باب نے جو نظام الدولہ کی باتوں کو صحیح سمجھتا تھا اِس امر پر اپنی رضامندی ظاہر کردی نظام الدولہ نے مجلس مناظرہ قائم کی جسقدر علمائے شیعہ شیراز میں موجود تھے جمع ہوئے باب نے بڑے ہی

مستقل طور سے علما کو مخاطب کرکے یون تقریر شروع کی کہ اے حضرت جب میرا قرآن وس قرآن سے جو بالفعل آپ کے پاس ہے کئی حصہ بہتر ہے اور وہ دین جس کو مین آپ لوگون کے لئے پیش کرتا ہون اس دین سے جسپر آپ عمل کرتے ہین کئی درجہ اچھا ہی تو میری سمجھ مین نہین آتا کہ کیون آپ لوگ میری مخالفت کرتے ہین مین صرف آپ لوگون کی بہتری کے لئے قبل اسکے کہ بزور شمشیر آپ کو ماننا ضروری ہو اس دین کو قبول کرنے کے لئے کہتا ہون اگر آپ کو اپنی جانون پر رحم نہین آتا تو کیون اپنے ساتھ اپنے کنبے اولاد مال ومتاع سب کی تباہی کے درپے ہو للہ انپر رحم کیجئے خدا کے لئے سوچئے اور اپنی جانون کو ہلاکت مین نڈالئے۔

باب یہین تک تقریر کرنے پایا تھا کہ نظام الدولہ نے بات کاٹکر کہا مرحبا سبحان اللہ خوب آپ نے تقریر فرمائی مین اپنے دخل دینے کا معافی خواہ ہون مگر ساتھ ہی یہ بھی عرض کرونگا کہ قبل اسکے کہ آپ تقریر فرمائین بہتر ہوگا کہ چند سطرین اپنے قرآن کی لکھ دیجئے تاکہ یہ حضرات اسکو دیکھ بھی لین اور پورے طور سے اتمام حجت ہو جائے باب نے وہین بیٹھکر چند سطرین تحریر کین اور انھین پیش کیا لوگون نے جب اُنکو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن مین اعراب تک درست نہین اُسوقت نظام الدولہ نے کہا کہ جب تو دو سطرین صحیح نہین لکھ سکتا تو پھر یہ کیا ہرزہ سرائی کر رہا ہے کیا انھین دو سطرون سے تیرا کلام خدا کے کلام سے بھی بڑھ گیا اب مین ایسی حالت مین بجز اسکے کہ تیرے قتل کا حکم دون اور کیا کرسکتا ہون مگر قبل اسکے کہ ایسا حکم دیاجائے مناسب ہے کہ تیری خوب تادیب کیجائے حکم کی دیر تھی کہ باب پر مار پڑنے لگی اور ایسی سخت مار پڑی کہ اوسان خطا ہوگئے باب چلا کی سے پکارنے لگا توبہ کردم توبہ کردم مگر نظام الدولہ نے اُسکا منھ کالا کروا کر اور تمام شہر مین گشت کروانے کے بعد شیخ ابو تراب کی مسجد مین لیجاکر توبہ کروائی اور بعد اسکے احتیاطاً باب کو قید بھی کر دیا۔

اصفہان کا گورنر معتمد الدولہ صوفیون فقیرون وغیرہ کی صحبت کا زیادہ مائل رہا کرتا تھا اُسنے باب کو درویش کامل سمجھکر رہائی دلواکر اپنے پاس بلا لیا معتمد الدولہ نے بھی ایک

مجلس مناظرہ قائم کی گئی مگر اس مقصد کے لئے جو نظام الدولہ نے کی تھی کہ باب کو لاجواب کرے بلکہ اسکے برعکس اسلئے کہ باب دوسروں کو لاجواب کرے مجلس مناظرہ مرتب ہوئی اور اُس میں اہل شیعہ کی طرف سے مرزا سید محمد اور آغا محمد مہدی اور میرزا محمد حسن مباحثہ کے لئے مقرر ہوئے مجلس جمع ہوئی چونکہ پہلے تجربہ ہو چکا تھا لہٰذا باب نے یہاں پہلے تقریر کرنا نامناسب خیال کیا اور اجازت دی کہ فریق مخالف تقریر کرے توسب سے پہلے آغا محمد مہدی نے باب سے سوال کیا۔

آغا مہدی۔ جتنے لوگ یہاں اسوقت موجود ہیں یا تو مجتہد ہیں جو خود مسائل کو احادیث سے اخراج و استنباط کرتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جنھیں اپنی لیاقت نہیں ہے جس سے وہ احکام و مسائل کا استخراج کرسکیں یہ لوگ کسی مجتہد کی تقلید کرتے ہیں آپ ان دونوں میں سے کس میں شامل ہیں۔

باب۔ میں کسی کی تقلید نہیں کرتا اور نہ قیاس سے کام لیتا ہوں جیسے کہ مجتہد کرتے ہیں بلکہ ایسا کرنا میرے نزدیک حرام و ناجائز ہے۔

آغا مہدی۔ آپ کہتے ہیں کہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مجتہد ہیں لیکن آپ کو مجتہد ہونے سے انکار ہے تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ جن مسائل پر آپکا عمل ہے اور جنکا آپ حکم دیتے ہیں وہ قیاسی نہیں بلکہ یقینی ہیں لیکن چونکہ ہمارے نزدیک باب علم مسدود ہے اور خدا کی حجت غائب ہے لہٰذا جب تک امام آخر الزمان کا ظہور نہو جائے اور اُن سے ملاقات نہ کرلے اور خود اُنکی زبان سے مسائل فقہ کو نہ سن لے کوئی شخص اس امر کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اُس کے مستخرجہ مسائل یقینی ہیں پس آپکو اسکے یقینی ہونے کا ثبوت دینا ضروری ہے۔

باب۔ تو بیچارہ جو ابھی متعلم ہے مجھ جیسے شخص کے ساتھ جسکا مقام قلبی ہے کس طور سے مباحثہ کرسکتا ہے یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں تیری عقل کچھ بھی کارگر نہیں ہوسکتی بس بجائے اِسکے کہ فضول بکواس کرے جا اپنی جا بیٹھ پر خاموش بیٹھا رہ۔

مرزا محمد حسن۔ شاید آپ کو بھی اِس امر سے انکار نہو گا کہ جو شخص اس مقام پر

پہونچ جاتا ہے تمام چیزین اُسکے روبرو ہو جاتی اور کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہین تھی جو بات پوچھئے اُسکا جواب ملتا ہے۔

باب۔ (نہایت ہی جرات کے ساتھ) بیشک آپکی رائے ٹھیک ہے جو آپ چاہتے ہین پوچھئے مین اُنکا جواب دونگا۔

محمد حسن۔ حضرت جواد علیہ السلام کی نسبت یہ منقول ہے کہ ایکسہی قدم مین مدینے سے طوس پہونچ گئے تھے عقلاً یہ محال و ناممکن معلوم ہوتا ہے آپ کے نزدیک یہ واقعہ کس طور پر ہوا اور یہ بیان کیجئے کہ حضرت علیؑ کی نسبت جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک ہی رات ایکہی وقت مین چالیس آدمیون کے مہمان ہوئے تھے صحیح ہے تو اُسکو دلائل عقلی سے ثابت کیجئے ایسے ہی چند امور کی نسبت جو عقلاً محال ہین سوال ہوا اور کہا گیا کہ اُنکو عقلی طور سے ثابت کیجئے۔

باب۔ یہ باتین نہایت دقیق ہین آپ اگر مناسب سمجھین تو مین اُنکو مفصلاً لکھے دیتا ہون

محمد حسن۔ آپ کی مرضی لکھ دیجئے۔

اتنے مین کھانا تیار ہوا اور سب لوگ کھانا کھانے لگے اِس عرصے مین باب نے چند سطرین لکھین اور جس وقت کھانا کھا کر لوگ جانے لگے تو اُسوقت مرزا محمد حسن کو باب نے اپنی تحریر دی مرزا محمد حسن نے دیکھکر کہا کہ یہ تو ایک خطبہ ہے جسمین کسی قدر حمد ہے اور نعت اور باقی مناجات ہے لیکن تم سے جن امور کی نسبت سوال کیا تھا اُن مین سے ایک کا جواب بھی نہین بہت سے لوگ تو پہلے جا چکے تھے اور جو رہ گئے تھے وہ بھی چلتے پھرتے نظر آئے اور مباحثہ یون ہی ناتمام رہگیا اِس مباحثے سے باب کی وقعت جو معتمدالدولہ کے دل مین تھی ذرا بھی کم نہوئی بلکہ اور زیادہ ہو گئی مشکل یہ آ پڑی کہ باب کی علانیہ تائید کرنے مین مجتہدین کو جنھیں ایران مین بہت بڑی قوت حاصل ہے بدگمانی پیدا ہوتی جس سے معتمدالدولہ کو خود اپنی جان بچانی مشکل ہو جاتی آخرکار مناسب سمجھا گیا کہ باب مخفی رکھا جائے اور لوگون سے اِس امر کا اظہار کر دیا کہ وہ خارج البلد کر دیا گیا چند مہینے تک اِسی طور سے باب اصفہان مین رہا اور اپنے مریدون کو اطراف و جوانب مین دعوت کے لئے بھیجتا رہا اور یون پوشیدہ ہی

پوشیدہ ملک مین باب کا اثر پھیل رہا تھا اتفاق سے چند ہی روز کے بعد معتمد الدولہ مرگیا اور اُس سے باب کا ایک بڑا حامی دنیا سے جاتا رہا معتمد الدولہ کے مرنے کے بعد جب لوگون کو معلوم ہوگیا کہ باب خارج البلد نہین کیا گیا ہے بلکہ یہان موجود ہے تو اُسوقت لوگون نے دربار ایران مین عرضی بھیجی کہ باب یہان موجود ہے اب اُسکی نسبت جو حکم ہو اُسکی تعمیل کی جائے اسپر حاجی مرزا آقاسی نے جو اُسوقت وزیر اعظم تھا یہ حکم بھیجدیا کہ اصفہان سے لیجاکر آذربائجان کے قلعۂ چہریق مین محبوس کردیا جائے اُدھر تو باب قلعہ چہریق کی ہوا کھا رہے تھے اُدھر اُنکے مُریدون نے فساد مچایا اور متواتر کامیابیان حاصل کین اور ایک بہت بڑا گروہ اُسکے مریدونکا پیدا ہوگیا جسکی وجہ سے آخر سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین یعنی باب کے ادعاے مہدیت سے تین سال بعد محمد شاہ والیِ ایران نے اپنے ولیعہد ناصر الدین کو جو اُسوقت آذربائجان کے ویسرلے تھے اس امر کا حکم بھیجدیا کہ باب قلعۂ چہریق سے بلوا لیا جائے اور اُس سے پھر مباحثہ ہو حاجی مرزا آقاسی نے بھی ایک چٹھی ناصر الدین کو لکھی جسمین شاہ ایران کے حکم کی تعمیل کرنے پر بڑا زور دیا گیا تھا جب انکو فرمان پہونچا اور اُسکے ساتھ وزیر اعظم کی چٹھی بھی تو اُنھون نے فوراً باب کے تبریز مین حاضر ہونیکا حکم دیا جب باب تبریز مین آیا تو اُس سے اتنی رعایت کی گئی کہ بجاے جیلخانے کے کاظم خان داروغۂ فرش کے مکان مین اُتار اگیا دوسرے روز ملا محمود جو تبریز کا مجتہد اعظم تھا اور جسکا خطاب نظام العلما تھا اور ملا محمد ممقانی اور نیز بہت سے مجتہد جمع ہوئے اور باب بھی بلایا گیا اور مباحثہ شروع ہوا یہ باب کا اخیر مناظرہ تھا۔

نظام العلما۔ (باب سے مخاطب ہوکر) قرآن شریف اور صحیفۂ سجادیہ کے نام سے جو کتابین آپ کی طرف سے شائع کی گئی ہین کیا وہ فی الواقع آپکی لکھی ہوئی ہین۔

باب۔ یہ کلمات خاص خدا کے ہین۔

نظام العلما۔ اس مجلس مین یون معمے کے طور پر گفتگو کرنی مذاہبی مفید نہین جو کچھ کہئے صاف صاف کہئے

باب (نظام العلما کی گفتگو سے غصے مین آکر) ہان ہان یہ میری لکھی ہوئی کتابین ہین۔

نظام العلما۔ آپ نے اپنا نام اسمین شجرے کے طور پر لکھا ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا ہے وہ خدا کا قول ہوتا ہے۔

باب۔ رحمك الله۔ بے شک آپکی رائے درست ہے۔

نظام العلما۔ آپ کے مریدون نے جو آپ کو باب کا لقب دیا ہے کیا آپنے اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔

باب۔ مجھے میرے مریدون نے یہ لقب نہین دیا بلکہ خاص خدا نے یہ لقب مجھکو عطا فرمایا ہے کیونکہ مین آج کے دن باب علم ہون۔

نظام العلما۔ حضرت امیر جو باب علم تھے اُنھون نے اجازت دیدی تھی کہ جس کسی کو جو کوئی بات کسی علم مین پوچھنی ہو وہ مجھسے پوچھے مین دریغ نکرونگا چونکہ آپ بھی باب علم ہونے کے مدعی ہین لہذا مین اپنے شکوک وشبہات آپ پر پیش کرتا ہون تاکہ آپ اسکو حل کرین سب سے پہلے علم طب کے متعلق سوال کرتا ہون۔

باب۔ مین نے طب نہیں پڑھی۔

نظام العلما۔ اچھا خیر علم دین ہی سہی لیکن چونکہ علم دین بغیر قرآن وحدیث سمجھنے کے نہین آتا اور قرآن وحدیث کا سمجھنا صرف۔ نحو۔ منطق وغیرہ پر موقوف ہے لہذا مین سب سے پہلے علم صرف کے متعلق سوال کرتا ہون۔

باب۔ مین نے علم صرف بچپن مین سیکھا تھا جو اِس وقت میرے پاس حاضر نہین۔

نظام العلما۔ خیر ذرا اس آیت کی تفسیر کردیجئے هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا اور نیز اِسکی ترکیب نحوی بیان کیجئے دوسرے سورۂ کوثر کا شان نزول بیان ہو اور یہ بھی کہئے کہ اِس سورت سے پیغمبر کی کیا تسلی ہوئی جسکا سورت مین ذکر ہے۔

باب۔ (متفکر ہوکر) ذرا مہلت دیجئے۔

نظام العلما۔ یہ تو قرآن کے متعلق ہوا اب حدیث کو لیجئے اِس حدیث کے معنے بیان ہون جو مامون اور حضرت امام ثامن رضا علیہ السلام کے درمیان گذری تھی

قال مامون ما الدليل على خلافة جدك على ابن ابی طالب ... بة القسنا

قال لولا انسائنا قال لوالدا بنائنا فسکت مامون۔

باب۔ یہ حدیث نہین ہے۔

نظام العلما۔ ولو فرضنا اگر حدیث نہین تو آخر ایک عرب کا مقولہ تو ہے پس اسکا مطلب فارسی مین بیان کیجئے۔

باب نے اِسکے لئے بھی مہلت مانگی۔

نظام العلما۔ اب فقہ کو لیجئے علامۂ حلی کے اس قول کا مطلب کیا ہے اذا دخل الرجل علی الخنثیٰ والخنثیٰ علی الانثیٰ وجب الغسل علی الخنثیٰ دون الذکر والانثیٰ۔

نظام العلما۔ اب بلاغت کے متعلق صرف اسقدر کہدیجئے کہ فصاحت و بلاغت کی کیا تعریفین ہین اور اُن مین نسب اربعہ مین سے باہمی کیا نسبت ہے منطق کے متعلق یہی کہدینا کہ شکل اول کیون بدیہی الانتاج ہے آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

باب نے ایک کا بھی جواب نہ دیا اور سب کے واسطے مہلت مانگی۔

نظام العلما۔ اب ایک اور بات باقی ہے وہ یہ کہ جو شخص باب علم ہونے کا مدعی ہو اُسکے پاس ضرور ہے کہ کوئی کرامت بھی ہو کیا آپ کے پاس بھی کوئی کرامت ہے۔

باب۔ (بڑے دلیرانہ انداز سے) کہئے کون کرامت آپ دیکھنا چاہتے ہین۔

نظام العلما۔ اعلیٰ حضرت محمد شاہ کے پیر مین درد ہے اُسکو دور کر دیجئے۔

باب۔ یہ تو نہین ہوسکتا۔

ناصر الدین ولی عہد۔ نظام العلما بڈھا ہوگیا ہے جسکی وجہ سے وہ ہر وقت ہمارے پاس حاضر نہین ہوسکتا اُسکے بڑھاپے کو زائل کر دیجئے۔

نظام العلما۔ (ولی عہد سے) یہ شخص جملہ علوم سے عاری ہو کسی چیز سے اسکو متعلق مس نہین ہے

باب۔ (غصے مین آکر) مین وہ ہون جسکا ہزار سال سے انتظار کیا جارہا تھا۔

نظام العلما۔ آہا آپ صاحب الامر ہین۔

باب۔ بیشک۔

نظام العلما۔ صاحب الامر شخصی یا نوعی۔

باب - صاحب الامر شخصی -

نظام العلما - تیرا اور تیرے باپ کا نام کیا ہو اور تیرا مولد کون شہر ہو اور تیری عمر کیا ہو -

باب - میرا نام علی محمد ہے اور میرے باپ کا نام میرزا رضا ہے اور میری جاے پیدایش شیراز ہے اور میری عمر ۳۵ سال کی ہے -

نظام العلما - صاحب الامر کا نام محمد اور اُنکے والد کا حسن اور اُنکی جاے پیدائش سرمن راے اور اُنکی عمر ہزار سال ہے تو صاحب الامر نہین ہو سکتا -

باب - مین اپنی ایک کرامت تم سے کہتا ہون کیا تم لوگ میری بات کا یقین کرو گے -

سب لوگ - کہئے کہئے -

باب - میری کرامت یہ ہو کہ مین ایک ہی دن مین ایک ہزار بیت لکھتا ہون -

سب لوگ - اگر یہ بات سچ بھی ہو تو بھی یہ تیری کرامت نہین ہو سکتی کیونکہ زود نویس کاتب اِس سے بھی زیادہ لکھتا ہے -

ملا محمد ممقانی - تو نے اپنے قرآن مین لکھا ہے اول من امن ربی نور محمد وعلی اِس سے کیا تیرا یہ مطلب ہو کہ مین اِن دونون سے بہتر ہون -

باب - سوچنے لگا اور کچھ جواب ندیا -

ایک مجتہد - خدا نے آیہ خمس مین قرآن مین فرمایا ہے فان للہ خمسہ تم نے اپنے قرآن کے بجاے خمس کے ثلث لکھا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ آیت بالا منسوخ ہو گئی اگر یہ بات ہے تو اُسکی منسوخی کا ثبوت آپ کے ذمے ہے -

باب - ثلث اِس وجہ سے کہ وہ خمس کا نصف ہے -

(سب لوگ ہنسنے لگے) -

ملا محمد ممقانی - فرض کیا کہ ثلث خمس کا نصف ہو لیکن اِس سے سوال کا جواب نہین نکلتا وجہ بتلائیے کہ کیون ثلث دینا چاہئے جبکہ خدا نے خمس فرمایا -

(وہی خاموشی - جواب ندارد) -

باب - (تھوڑی دیر کے بعد) میری دوسری کرامت یہ ہو کہ مین فی البدیہ خطبہ پڑھتا ہون

اور پڑھنے لگا الحمد للّٰہ الذی رفع السموات والارضِ (ت کو فتحہ اور ض کو کسرہ) و سب لوگ ہنسنے لگے)۔

شاہزادۂ ناصرالدین نے فرمایا کہ باین حالت دعویٰ صاحب الامری چونکہ تو ایک دیوانہ سا معلوم ہوتا ہے لہذا مین تیرے قتل کا حکم نہین دے سکتا ہان صرف تنبیہ و تادیب کا حکم دیتا ہون تاکہ لوگون کو ثابت ہو جائے کہ تو صاحب الامر نہین ہے حکم کی دیر تھی کہ مار پڑنے لگی جیسے نظام الدولہ کے پاس یہ شخص مار پڑنے کے وقت توبہ کردم پکارنے لگا تھا ایسا ہی یہان بھی توبہ کردم کے نعرے مارنے لگا غرض اس دفعہ کچھ مفید نہین ہوا جب اچھی طرح مار پڑ چکی تو پھر قلعۂ چہریق مین قید کر دیا۔

قرۃ العین۔ حاجی محمد علی زنجانی۔ ملا حسین شیرویہ معروف بہ سید علی اعظم۔ سید یحییٰ بن سید جعفر دارابی الملقب بہ کشاف۔ وغیرہ اُسکے بڑے بڑے داعی تھے جنھون نے سلطنت ایران مین ہل چل ڈالدی کیونکہ یہ لوگ علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے امور حرب سے بھی واقفیت رکھتے تھے اس وجہ سے اعیان و ارکان سلطنت کی یہ رائے قرار پائی کہ باب کو قتل کر دینا چاہیے جب تک یہ زندہ ہے آئے دن فتنہ و فساد پیدا ہوتے رہین گے اور علما نے بھی اُسکے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیدیا اس لئے باب پھر قیدخانے سے تبریز مین لایا گیا۔ ایک شب حشمۃ الدولہ نے اُس سے کہا کہ تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ مجھپر وحی اُترتی ہے اور میرا قرآن اِس قرآن سے فصیح ہے اگر اس دعوے مین سچے ہو تو اِس چراغدان بلوری کے حق مین دعا کرو تاکہ کوئی آیت نازل ہو باب نے فوراً آیت نور کا کچھ ٹکڑا کچھ آیت ملک سے ملا کر حل کیا اور پڑھ دیا۔ حشمۃ الدولہ نے وہ کلمات لکھا لیے پھر باب سے کہا یہ آیت وحی آسمانی ہے اُسنے کہا جی ہان حشمۃ الدولہ نے کہ وحی کبھی دل سے فراموش نہین ہوتی اگر واقع مین وحی ہی تو دوبارہ تو پڑھو جب باب نے دوبارہ پڑھا تو دوسرے طور پر تھا۔ آخر کار اُس کے قتل کا حکم صادر ہوا مگر مجمع عوام سے پوشیدہ اِسواسطے قتل کرانا مناسب نہ سمجھا گیا کہ عوام دھوکے مین پڑجائین گے اور یہ سمجھین گے کہ امام نے غیبت اختیار کر لی ہے بس جمعہ تقی

پیر کے دن ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ھ ہجری کو ملا محمد علی زنجانی کے ساتھ حمزہ مرزا کے حکم سے نشان سے باندھا گیا اور اُن فوجی آدمیوں کو جو عیسوی مذہب تھے حکم دیا کہ باڑھ ماریں یہ لوگ اُسکے مریدوں کے قصّوں اور فسادوں سے خوب واقف تھے گولیان باد ہوائی چلانے لگے مگر ملا محمد علی کے زخم کاری آیا اور اُسنے مرتے وقت باب سے کہا کہ آپ اب مجھ سے راضی ہوئے اور جان دیدی باب سپاہیوں سے پکار کر کہنے لگا کہ تم میری کرامت دیکھتے ہو کہ گولیوں کی آہنی بوچھاڑ ہے مگر پھر بھی میرے کوئی گولی نہیں لگتی اور خطا جاتی ہیں ایک گولی باب کی رسی میں لگی تو کٹ گئی اور وہ کھل کر بھاگا اور ایک سپاہی کی کوٹھری میں جا چھپا اور کہنے لگا کہ اے لوگو یہ میری کتنی بڑی کرامت ہے کہ ایک گولی نہیں لگی بلکہ میں رہا ہو گیا پھر تو یہ حال ہوا کہ کوئی اُسکی طرف گولی نہیں چلاتا تھا بلکہ صدہا عورت و مرد اُسکے گرد اس میدان میں جمع ہو کر چلاتے اور غل مچاتے تھے مگر حکام کی تاکید سپاہیوں نے پھر اُسے پکڑ لیا اور کئی گھونسے مارے اور گولی ماردی گئی اور لاش اُسکی گلی کوچوں میں پھروا کر شہر کے باہر ڈلوا دی[لے]

باب کے قتل کے بعد شیخ علی نامی ایک بابی نے امیر سلیمان کو اپنا ہم مذہب بنا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ ناصر الدین شاہ والی ایران کو قتل کر دینا چاہیے اُس نے وس یا بارہ آدمی اپنے ہم مشرب ساتھ لیکر ہنگام سواری میں شاہ پر حملہ کیا اگرچہ زخم سخت لگا مگر جان سے بچ گئے تحقیقات کے بعد سلیمان اور شیخ علی اور وہ ہمراہی مروا دیے گئے اور جسقدر بابی ہاتھ لگے وہ ایران سے نکلوا دیے گئے۔ قرۃ العین بھی ماری گئی مرزا حسن خلیفۂ باب اللہ جسکا لقب باب نے صبح ازل مقرر کیا تھا اور مرزا حسین جسکا خطاب بہاء الحق ہے بھاگ کر بغداد میں چلے گئے اور یہاں بابیوں کی جماعت دن بدن بڑھنے لگی سنہ ۱۸۶۲ء میں فارس کی گورنمنٹ نے ترکی گورنمنٹ سے استدعا کی کہ بابیوں کے سرگروہ لیڈروں کو بغداد سے کسی دوسری جگہ میں منتقل کر دے کیونکہ بغداد فارس کے نزدیک ہونے کی وجہ سے اہل فارس کے لئے بابیوں کی طرف سے تکلیف کا باعث ہے۔ ترکی گورنمنٹ نے صبح ازل اور بہاء الحق کو بغداد سے

لے ۹ جولائی ۱۸۵۰ء صفحہ ۲۵

قسطنطنیہ مین تبدیل کر دیا یہان اُنھون نے بہت سے آدمی اپنے طریقے مین ملا لئے سفیر ایران نے سلطان عبدالعزیز خان سے سارا ماجرا بیان کیا۔ سلطان نے انکو قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل بھجوا دیا۔ ایڈریانوپل مین ایک عجیب معرکہ ہوا۔

صبح ازل نے جو باب کے بعد اپنے آپ کو اُسکا جانشین ظاہر کرتا تھا اعلان کر دیا کہ جس باب کے آنے کی مرزا محمد علی نے پیشین گوئی کی تھی وہ مین ہی ہون جب اُسنے یہ اعلان کیا تو دوسری طرف بہاء الحق نے اعلان کر دیا کہ جس باب کے آنے کی مرزا محمد علی نے پیشین گوئی کی تھی مین ہی ہون اس طرح بابیو مین دو گروہ ہو گئے۔ بعض نے صبح ازل کو اپنا لیڈر تسلیم کیا اور بعض نے بہاء الحق کو۔

بہاء الحق کے معتقدین کی تعداد ۹۶ فی صدی تھی اور صبح ازل کے معتقدین کی تعداد مشکل سے ۳ یا ۴ فی صدی تھی اُس وقت سے بہاء الحق کے معتقدین اپنے آپ کو بہائی اور صبح ازل کے معتقد اپنے آپ کو ازلی کہنے لگے۔ دونون فریقون مین سخت نزاع پیدا ہوئی۔ یہانتک کہ ترکی گورنمنٹ دخل دینے کے لئے مجبور ہو گئی اور اُسنے اُن دونون لیڈرونکو علٰحدہ کر دیا صبح ازل کو تو جزیرۂ قبرس مین اور بہاء الحق کو شہر عکہ مین بھیجدیا۔ چونکہ بابی لوگون کی ایک کثیر تعداد بہاء الحق کی معتقد تھی اسلئے بابیون کو بہائی یا بہاء الحق کا معتقد بھی کہا جاتا ہے۔ اسی بنا پر سید علامہ خیرالدین نعمان آلوسی زادہ مفتی حنفیۂ بغداد نے کتاب جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین مین بیان کیا ہے وکذا الفرقۃ المعروفۃ بالبابیۃ وھم اتباع محمد حسین واخیہ الذین ادعیا انھما الباب۔ یعنی فرقۂ بابیہ محمد حسین اور اُسکے بھائی کا تبع ہی جنھون نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم باب ہین بعض تحریرون مین صبح ازل کا نام مرزا یحیٰی اور اُسکے بھائی کا خطاب بہاء الحق ہے پایا گیا ہے صبح ازل کے معتقدین کی تعداد بالکل خفیف اور قطعی گمنام ہے۔

فرقۂ بابیہ کے عقائد

بہشت و دوزخ کے بارے مین بابیون کا یہ عقیدہ ہے کہ بہشت اور دوزخ انسان کے

محض اندرونی حالات کا نام ہے۔ اور وہ کسی خاص جگہ سے تعلق نہین رکھتے ایک انسان جیتے جی بہشت مین رہ سکتا ہے اگرچہ وہ خاک کا باشندہ ہو بشرطیکہ وہ اُن باتون پر یقین کرتا ہے جو کہ باب نے ظاہر کی ہین اور وہ سرور الٰہی کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے تو وہ بہشت مین رہتا ہے خواہ وہ ایک گھسیارہ ہی کیون نہو لیکن اگر وہ غلط اعتقادات مین پھنسا ہوا ہے اور دنیا کے پیچھے بھاگ کر دکھی ہوتا ہے تو وہ دوزخ مین رہتا ہے خواہ وہ بادشاہ ہی کیون نہو۔ الغرض بابیون کے نزدیک بہشت اور دوزخ انسانی اندرونی حالات سے تعلق رکھتے ہین جگہ سے تعلق نہین رکھتے۔

حشر و نشر کے باب مین بابیون کا اعتقاد یہ ہے کہ قیامت ہر ایک انسان کی زندگی سے تعلق رکھتی ہے اگر وہ گناہ آلودہ زندگی بسر کرتا ہے تو وہ مردہ ہے لیکن جون ہی اسکو خدا کے برگزیدہ انسانون کے تعلق مین آنے کا موقع ملتا ہے اور وہ نئی زندگی پاتا ہے اِس سے حشر ہوتا ہے گناہ کی زندگی کو چھوڑکر نیکی کی زندگی حاصل کرکے نئی زندگی پاتا ہی حشر و نشر ہے اِسکے سوا قیامت کچھ بھی نہین ہے اور یوم الحساب کے بارے مین انکا اعتقاد ہے کہ ہر ایک انسان کے اپنے اعمال ہی اِسکے فرشتے ہین جو کہ اسکو نیکی یا بدی کی طرف لیجاتے ہین۔ خدا کہین غائب نہین ہے بلکہ جب ہی ہم خدا کو اپنے اندر دیکھتے ہین تب ہی ہمارے لئے خدا کی ملاقات کا دن ہوتا ہے۔ یہ دن قیامت سے وابستہ نہین ہے بلکہ ہماری زندگی سے تعلق رکھتا ہے اور یہ نہان کی روحانی حالت کا نام ہے۔

دوسرے مذاہب کے مقتداؤن کے باب مین بابیون کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ سب کم و بیش خدا کی قدرت کو ظاہر کرتے ہوئے آئے تھے اور وہ مذہب خدا کی ایک ہستی کا نشان بتاتے ہین۔ بابی لوگ روح کی ہدایت کے قائل نہین وہ مرنے کے بعد روح کی زندگی کے قائل ہین مگر وہ اِس بات کے قائل نہین کہ موت کے بعد وہ اسی مردہ جسم کے ساتھ زندہ ہوگی۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم حظیرۃ القدس مین لکھتے ہین کہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین

بہاء الحق کا ایک مرید ہندوستان میں آیا اور علاء الدین احمد خان رئیس لوہارو کو اپنا معتقد کر لیا اور طریقۂ بابیہ کے بیان میں ایک رسالہ لکھکر ذکر الاسرار فی معارج الاغیار المسن بریدان یتعارج الی اللہ المقتدر الجبار نام رکھا اور اپنا نام اُس رسالے میں جمال الدین بہروی الاصل قسطنطینی المسکن ظاہر کیا اور رسالہ بہائیہ کے ساتھ اس رسالے کو ملقب کیا کیونکہ وہ بہاء الحق کا مرید تھا مضامین اُس رسالے کے وحدۃ الوجود وغیرہ کے قبیل سے ہیں اِس شخص کو ہمنے بھی دیکھا ہے رام پور میں آیا تھا اور یہان کئی آزاد منش جنٹل مین اور ایک دو پرانی فیشن کے امیر بھی اسکے معتقد ہو گئے تھے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہتا تھا بعضون کا خیال یہ تھا کہ یہ شخص انگریزون کا مخبر ہے تاریخ گلزار شاہی اور کشکول محمد علی شیرازی میں فرقۂ بابیہ کا حال مجمل اور ناسخ التواریخ میں مفصل مرقوم ہے۔

یکم مئی ۱۸۹۶ع کو ناصر الدین شاہ قاچار والی ایران محمد رضا بابی کے ہاتھ سے مارے گئے اور اُنکے فرزند صلبی شاہ مظفر الدین تخت نشین ایران ہوئے۔

فرقۂ ہشتم نیچری

نیچر ایک انگریزی لفظ ہے اور وہ ٹھیک ٹھیک مرادف ہے لفظ فطرۃ اللہ اور قانون قدرت کے۔ نیچری وہ مسلمان کہلاتے ہیں جو سید احمد خان کی تعلیمات کے پیرو اور اُنکی ایجادی پالیسیون پر قدم بہ قدم چلنے والے ہیں اور پرانی وضع کے حاسد نئی تہذیب کے قائل جنٹل مین بننے کے شائق ہیں۔ یورپ میں سائنس اور مذہب میں جو رزم آرائیان ہوئیں وہ اسوقت نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتی ہیں جب وہان علم طبقات الارض نے یہ بات ثابت کی کہ یہ دنیا لاکھون برس سے قائم ہے اور انسان بھی بجائے پانچ چھ ہزار برس کے ہزارون صدی سے دنیا میں آباد ہے تو مذہب والون کو مخالفت کرنے کی بڑی گنجائش ملی علی ہذا القیاس جس وقت ڈارون اور والس نے یہ ثابت کیا کہ جو جاندار چیزیں ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں

وہ خود بخود ایک دوسرے کی تبدیلی سے پیدا ہوتی ہین یہانتک کہ انسان بھی ایک حیوانی موجد سے پیدا ہوا ہے تو مذہب والون کے پیر تلے کی مٹی نکل گئی لیکن چونکہ ان مباحثون مین عقل وضمیر نے سائنس کی تائید کی لہذا مذہبی آخرکار سائنس والون سے دوستی پیدا کرنے پر مجبور ہوئے اسوقت فرقۂ سائنس زبردست ہوچکا تھا وہ مذہب کی دستگیری کا خواہان نہ تھا بلکہ مذہب کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اسلئے یورپ مین دو فرقے ہوگئے ایک کا نام مذہبی دوسرے کا نام نیچری ہوا یہی حال ہندوستان کے مسلمانون کا ہوگیا ہے کہ جو مذہبی باتون کو تاویلات کے ذریعہ سے سائنس کا ہم آہنگ بتاتے ہین وہ نیچری کہلاتے ہین فرزندان اسلام مین سے جو لوگ سائنس کے پرفضا میدانون کی ہوا کھاکر نکلے ہین اصول اسلام کے زیر و زبر کرنے مین انکا نمبر زنادقہ۔ ملاحدہ۔ فلاسفہ۔ اہل سائنس اور آریہ سماجیون سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ کھلا ہوا دشمن اسقدر مضرت رسان نہین ہوتا جسقدر دوست نما دشمن

سید احمد خان ۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء مین دہلی مین پیدا ہوئے ان کے دادا سید ہادی ہرات سے ہندوستان مین آئے تھے ان کے جد عالمگیر ثانی کے عہد مین پانسو سوار اور ایک ہزار پیدل پر افسر تھے اور سید احمد خان کے پرنانا دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فریدالدین خان مصلح جنگ دہلی مین عہدۂ وزارت پر ممتاز تھے سید احمد خان کے باپ محمد تقی خان بہادر شاہ کے وقت مین دہلی کے وزیر ہوئے مگر اسوقت دہلی کا آفتاب اقبال غروب ہونے کو تھا۔

سید احمد خان ابتدا مین مولوی مخصوص اللہ صاحب نبیرۂ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی خدمت مین حاضر ہوکر کسی قدر صرف و نحو سے آشنا ہوئے اور تعویذ گنڈے بھی سیکھے لیکن جب یہ نسخہ نہ چلا تو گورنمنٹ برٹش کی طرف رجوع کیا بیس سال کی عمر مین انگریزی ملازمت حاصل کی پہلی مرتبہ عدالت صدر امین کے سرشتہ دار ہوئے تین سال کے اندر نائب سرشتہ دار کمشنری مقرر ہوکر آگرے بھیجدئے گئے اور سال بھر سے کچھ زیادہ زمانہ گذرا تھا کہ فتحپور سیکری کے صدر الصدور ہوئے پانچ برس کے بعد

اسی عہدے پر دہلی بھیجدئے گئے اور اس عرصے مین سید صاحب پکے وہابی متبع مولوی اسماعیل صاحب مرحوم ہو گئے۔

سنہ ۱۸۴۷ء مین ایک کتاب جسکا نام آثار الصنادید ہے لکھکر شہر دہلی کے اہل علم و فضل مین شہرت اور عزت حاصل کی بلکہ یہ کتاب عام طور پر ایسی مقبول ہوئی کہ فرنچ زبان مین بھی ترجمہ ہو گیا اور اِسی کتاب کے صلے مین رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگلستان کے فیلو بنائے گئے۔ سنہ ۱۸۵۰ء مین رہتک بھیجے گئے اور پانچ برس کے بعد بجنور آئے سنہ ۱۸۵۷ء مین غدر ہو گیا اور سید صاحب اپنی خیرخواہی اور حکام رسی کے ذریعہ سے بڑی ترقی کر گئے اور اِس خیرخواہی مین دو سو روپیہ ماہوار کی خاص پنشن انکے اور انکے فرزند کلان کے لئے تا مین حیات منظور ہوئی۔

۱۸۵۸ء مین سید صاحب نے حالات غدر کا ایک رسالہ شائع کیا بعد اسکے ۱۸۶۰ء مین ایک کتاب لکھی جس کا نام ہندوستان کے وفادار مسلمان تھا مقصد سید صاحب کا ان کی تحریر سے مسلمانون کی طرف سے انگریزون کے خیالات کی کدورت کا نکالنا تھا اب سید صاحب کا کام زیادہ ترقی کرنے لگا اور خوش بیانی اور عالی دماغی کی وجہ سے انگریزون مین بڑے فاضل فلاسفر مانے گئے اور انھون نے مسلمانون کی طرف سے گورنمنٹ کو اطمینان دلانے اور اپنی ترقی اور خیرخواہی کے لئے ایک کتاب تبئین الکلام بائبل کی تفسیر مین لکھکر عیسائیون اور مسلمانون کو باہم ملانا اور ایک بنانا چاہا لیکن اِس امر محال کے وقوع مین سید صاحب ناکام رہے۔

سنہ ۱۸۶۹ء مین سید صاحب مع سید محمود و سید حامد کے ولایت انگلستان گئے اور جب تک ولایت مین رہے علاوہ فرلو کے ۲۵۵ پونڈ سالاد ملتا رہا ۱۸۷۰ء کے آخر مین ہندوستان واپس آئے بعد ۱۸۷۸ء مین کونسل واضعان قانون کے ممبر مقرر ہوئے اور ۱۸۸۰ء مین دوبارہ لارڈ رپن نے وہی خدمت انکے سپرد کی ۱۸۸۲ء مین ایجوکیشنل کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے اور چند سال کے بعد کے سی ایس آئی کا خطاب گورنمنٹ سے اور ایڈنبرا یونیورسٹی سے

ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی - سید صاحب نے جو کلکتہ مین برہمو سماج مذہب کو ہونہار دیکھا اور اُسکے اصول کو یورپ کے فلاسفرون اور ایشیا کے معلمون کے مطابق خیال پاکر اُسکو از حد پسند کیا اور جو دل مین مراد تھی اُسکو بلا محنت و مشقت پایا لیکن یہ بات نہ تنہا اُنکے مقصد بلکہ اُنکی شان کے بھی خلاف تھی کہ وہ کھلم کھلا اسلام کو ترک کر کے ایک بنگالی بابو کے مرید اور امت کہلاتے پس دل مین یہ سوچا کہ برائے نام تو اسلام ہو مگر اُسکو برہمو سماج مذہب کے مطابق کیجیے لفظ نبی اور ملائکہ اور جبریل وجنت و دوزخ و وحی و الہام و شیطان بلکہ آسمان و جن کو تو بحال خود رہنے دیجیے اور ہر مسلمان سے کہیے کہ مین اِن چیزون پر ایمان رکھتا ہون تاکہ مسلمانون کو مجال تکفیر نہو اور اُن الفاظ کے معانی بالکل پلٹ دیجیے **بیان نبوت** سید صاحب کہتے ہین کہ نبوت ایک فطری ملکہ تہذیب اخلاق کا ہوتا ہے اور جس شخص مین جس فن کا ملکہ بدرجۂ کمال ہوتا ہے وہ اُس فن کا امام یا پیغمبر ہے لوہار بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے شاعر بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے ایک طبیب بھی فن

[illegible]

طب کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جس میں اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اُسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے خدا اور پیغمبر میں بجز اُس ملکۂ نبوت کے جسکو ناموس اکبر کہتے ہیں اور بزبان شرع میں جبرئیل کہتے ہیں اور کوئی مجسم ایلچی پیغام پہونچانے والا نہیں ہوتا خود اُسی کے دل سے فوارے کے مانند وحی اُٹھتی ہے اور خود اُسی پر نازل ہوتی ہے وہ اپنا کلام نفسی ان ظاہری کانوں سے اِس طرح پر سنتا ہے جیسے کوئی دوسرا شخص اُس سے کہہ رہا ہے وہ اپنے آپ کو ظاہری آنکھوں سے اس طرح پر دیکھتا ہے جیسے دوسرا شخص اُسکے سامنے کھڑا ہوا ہے ان واقعات کے بتلانے کو اگرچہ یہ قول یاد آتا ہے — ع

قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

مگر ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی کم رتبہ ہو اُسکا ثبوت دیتے ہیں ہزاروں شخص ہیں جنھوں نے مجنونوں کے حالات دیکھے ہونگے وہ بغیر بولنے والے کے اپنے کانوں سے آواز سنتے ہیں تنہا ہوتے ہیں مگر اپنی آنکھوں سے اپنے پاس کسی کو کھڑا ہوا باتیں کرتا ہوا دیکھتے ہیں وہ سب اُنھیں کے خیالات ہیں جو سب طرف سے بے خبر ہو کر ایک طرف مصروف اور اُس میں مستغرق ہیں اور باتیں سنتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں پس ایسے دل کو جو فطرت کی رو سے تمام چیزوں سے بے تعلق اور روحانی تربیت پر مصروف اور اُس میں مستغرق ہو ایسے ادراکات کا پیش آنا کچھ بھی خلاف فطرت انسانی نہیں ہے ہاں اِن دونوں میں فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے اور پچھلا پیغمبر گو کافر پچھلے کو بھی مجنون بتاتے تھے یہ مثال سید صاحب نے فلاسفہ کے اقوال سے استنباط کی ہے چنانچہ شرح مواقف میں لکھا ہے مال ما ذکروہ فی الخاصۃ الثالثۃ الی تخیل مالا وجود لہ فی الحقیقۃ کما للمرضی والمجانین یعنی اِس تیسری شرط میں مآل قول فلاسفہ کا معاملہ نبوت میں طرف تخیل ایسی چیزوں کے ہے جنکا حقیقت میں کچھ وجود نہیں جیسے کہ مریضوں اور مجنونوں کا حال ہوتا ہے۔ یہ تو سید صاحب نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور تہذیب الاخلاق میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ خلقت انبیا کی دیگر انسانوں سے

ایک نوع جدا گانہ ہے بشر صرف اُس کی جنس ہے اور صاحب الوحی ہونا اُسکی فصل ہے اور یہ ایک ملکہ ہے جو خلقت انبیا مین پیدا کیا ہے پس جس طرح کہ حیوان اور انسان مین ناطق فصل ہے اسی طرح انسان اور انبیا مین ذوالوحی ہونا فصل ہے۔ اور تفسیر مین ایک مقام پر لکھا ہے کہ نبی اور امت کی مثال راعی اور غنم کی سی ہے مگر نبی اور امت انسانیت مین شریک ہین مگر نبی اور امت مین فطرت نبوت کی ایسی فصل ہے جیسے کہ راعی اور غنم مین ناطقیت کی یہ مضمون سید صاحب نے سعدی کے اس شعر سے اخذ کیا ہی سہ

درین راہ جز مرد داعی نرفت	گم آن شد کہ دنبال راعی نرفت

ورنہ علماے اسلام نے انبیا اور عام انسانون مین بجز اسکے کہ انکو ایک صفت نبوت کی ملگئی ہو اور کچھ فرق نہین سمجھا اور اسی لئے اشاعرہ اور ماتریدیہ نے نبی اور امت کی مثال سلطان اور رعیت کی سمجھی ہے پس ما بہ الامتیاز نبی اور غیر نبی مین وہی صفت نبوت ہی

بیان معجزہ

معجزہ اثبات نبوت یا خدا کی طرف سے ہونے پر دلالت نہین کرتا کیونکہ اثبات نبوت کے لئے اول خدا کا وجود اور اسکا متکلم ہونا ثابت کرنا چاہئے پھر یہ ثابت کرنا چاہئے کہ وہ اپنی طرف سے رسول و پیغمبر بھیجا کرتا ہے پھر یہ ثابت ہونا چاہئے کہ جو شخص دعوی نبوت کرتا ہے وہ درحقیقت اُسکا بھیجا ہوا ہے ہم پہلی دو باتون سے قطع نظر کرتے ہین کیونکہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید مین ایسے مقامات پر اکثر اہل کتاب مخاطب ہین جو ان دونون پہلی باتون کو مانتے تھے اور اسلئے معجزات سے صرف تیسری بات کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے مگر وہ تیسری بات بھی معجزے سے ثابت نہین ہوسکتی اور سید صاحب یہ بھی کہتے ہین کہ کوئی معجزہ کسی نبی کا خلاف نیچر و خلاف فطرت اللہ نہین ہو صرف ثبوت اُسکے وقوع کا درکار ہے اور جب ثابت ہوا کہ فلان امر واقع ہوا تو بلاشبہہ اُسپر یقین کیا جائیگا اور یہ بھی یقین کیا جائیگا کہ فطرۃ اللہ یعنی نیچر کے مطابق ہے گو کہ اُسکی ماہیت ہماری سمجھ مین نہ آئے کیونکہ ہزارون کام نیچر کے ایسے ہین جنکی ماہیت ہماری سمجھ سے باہر ہے معجزات انبیا قانون فطرت کے پورا کرنے والے ہین اور تھے تین

کہ حضرت سلیمانؑ غبارے پر سوار ہوتے تھے جو دخان یا ہوا کے زور سے چلتا تھا اور کوئی معجزے کی بات نہ تھی اور حضرت موسیٰؑ جو بنی اسرائیل کو لیکر شہر مصر سے نکلا اور فرعون نے مع اپنے لشکر کے تعاقب کیا تو رات کو رات حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل سمیت دریا سے پار اُتر گئے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت بسبب جوار بھاٹے کے جو سمندر میں آتا رہتا ہے اُس مقام پر کہیں خشک زمین نکل آئی تھی اور کہیں پایاب رہجاتی تھی بنی اسرائیل خشک اور پایاب رستے سے راتوں رات میں اُتر گئے اور یہ کوئی معجزے کی بات نہ تھی فرعون نے جب تعاقب کیا تو وہ وقت پانی کے بڑھنے کا تھا دریا میں پانی بڑھ گیا جیسے اپنی عادت کے موافق بڑھتا ہے اور ڈباؤ ہو گیا جس میں فرعون اور اُسکا لشکر ڈوب گیا اور حضرت مسیحؑ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بھی منکر ہیں۔

بیان ملائکہ و شیطان و جن

ملائکہ اشخاص متحیزہ بالذات نہیں قرآن میں جو لفظ ملک یا ملائکہ یا جبرئیلؑ آتا ہے اُس سے انسان کی قوت ملکیہ مراد ہے جس طرح شیطان سے قوت بہیمیہ حضرت آدمؑ کے قصے میں سجود ملائکہ سے قوائے ملکیہ کا انسان کے تابع ہوجانا مراد ہے اور شیطان سے قوت حیوانیہ یعنی قوائے بہیمی و سبعی مراد ہے جو مبدا شہوات اور غضب کا ہے جنکا منشا یعنی محل تولد نار یعنی حرارت ہے ابلیس کے نام سے پیدا ہونے کے یہی معنے ہیں سید صاحب کے نزدیک انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوتی اور قوائے بہیمی کا ہے اور دونوں قوتوں کے بے انتہا ذریات ہیں جو ہر ایک قسم کی نیکی اور بدی میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی انسان کے فرشتے اور انکی ذریات اور انسان کے شیطان اور اُنکی ذریات ہیں غرضکہ سید صاحب کے نزدیک شیطان کا وجود خارج میں نہیں ہے بلکہ وہ انسان ہی میں موجود ہے خارج عن الانسان نہیں ہے۔ سید صاحب نے فرشتوں کے آسمان پر سے اُترنے اور پرواز ہونے کو بطور تمسخر کے چیلوں کے منڈلانے سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ اِس بات کے سمجھنے سے کہ خدا تعالیٰ جو اپنے جاہ و جلال اور اپنی قدرت اور اپنے افعال کو

فرشتون سے نسبت کرتا ہے تو جن فرشتونکا قرآن مین ذکر ہے اُنکا کوئی اصلی وجود نہین ہوسکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور اُن قوے کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق مین مختلف قسم کے پیدا کیئے ہین ملک یا ملائکہ کہا ہے جن مین سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے پہاڑون کی صلابت پانی کی رقت درختون کی قوت نمو برق کی قوت جذب و دفع غرضکہ تمام قوے جنسے مخلوقات موجود ہوئی ہین اور جو مخلوقات مین ہین وہی ملک اور ملائکہ ہین جن کا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے اور توریت کی کتاب پیدایش کے باب ۳۲ مین جو حضرت یعقوبؑ سے شب بھر ایک فرشتے کا کشتی لڑنا پھر فرشتے کا یعقوبؑ کو لنگڑا کرنا اور یعقوبؑ سے فرشتے کا رخصت مانگنا اور یعقوبؑ کا فرشتے سے برکت مانگنا اور یعقوبؑ کا اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھنا اور کہنا کہ مین نے خداوند (یعنی فرشتہ) کو روبرو دیکھا ہے بیان ہے سید صاحب اِسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ نقرس یا وجع الورک کا درد تھا اور اُن کے نزدیک جن سے ایک جنگلی قوم کہ جو لوگون سے پوشیدہ رہتی تھی مراد ہے اور قرآن مین ہے کہ جنات حضرت سلیمانؑ کے حکم کے موجب قلعہ اور تصویرین تیار کرتے تھے سید صاحب کہتے ہین کہ صرف چند لُہار یا کاریگر یہ کام بناتے تھے۔

بیان اعجاز قرآن

تمام علما و مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ خدا نے قرآن کے من اللہ ثابت کرنے کو یہ معجزہ قرآن مین رکھا ہے کہ ویسا فصیح کلام کوئی بشر نہین کہہ سکتا اور نہین کہہ سکا پس اُنھون نے اِس قسم کی آیتون مین فاتوا بسورۃ من مثلہ (یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کی مانند تم بھی بنا لاؤ) اور فاتو بعشر سور مثلہ قرآن کی مانند سے فصاحت و بلاغت مین مانند ہونا مراد لیا ہے لیکن سید صاحب کہتے ہین کہ میری سمجھ مین اِن آیتونکا یہ مطلب نہین کہ قرآن مجید اعلیٰ سے اعلیٰ فصاحت و بلاغت پر واقع ہے اور جوکہ وہ ایسی وحی ہے جو پیغمبر کے قلب نبوت پر نہ بطور معنے اور مضمون کے بلکہ بلفظہٖ ڈالی گئی تھی اِسلیئے ضرور تھا کہ وہ ایسے اعلیٰ درجۂ فصاحت پر ہو جو بے مثل

و بے نظیر ہو مگر یہ بات کہ اُسکی مثل کوئی نہین کہہ سکا یا کہہ سکتا اُسکے من اللہ ہونے کی دلیل نہین ہو سکتی بہت سے کلام انسانون کے دنیا مین ایسے موجود ہین کہ اُنکی مثل فصاحت و بلاغت مین آج تک دوسرا کلام نہین ہوا مگر وہ من اللہ تسلیم نہین ہوتے نہ ان آیتون مین ایسا کوئی اشارہ ہے جس سے فصاحت و بلاغت مین معارضہ چاہا گیا ہو بلکہ صاف پایا جاتا ہی کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہو اُسمین معارضہ چاہا گیا ہے۔

بیان رویت الٰہی

اُنکے نزدیک رویت الٰہی محال ہے وہ کہتے ہین کہ انسان کے دل مین کسی چیز کے دیکھنے کی خواہش تین طرح پیدا ہوتی ہے یا اُسکا حال اور اوصاف سننے سے یا دل مین کسی خاص قسم کا ذوق و شوق پیدا ہو جانے سے یا اُسکا حال کہنے والے کی بات پر یقین نکرنے سے موسیٰ کو بھی خدا کے دیکھنے کا شوق ہوا مگر وہ شوق دوسری قسم کا تھا جسکے غلبے مین انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور ہونے نہونے کی بات کہہ اُٹھتا ہے بنی اسرائیل نے بھی خدا کا دیکھنا چاہا مگر یہ سوال اُنکا تیسری قسم کا تھا موسیٰ کی اس بات پر کہ خداے پروردگار عالم موجود ہے اور اُسنے موسیٰ کو اپنا پیغمبر کیا ہے یقین نہین لاتے تھے اور اس بنا پر اُنھون نے کہا تھا کہ ہمین خدا کو دکھا دے جب تک ہم علانیہ خدا کو نہ دیکھ لینگے تجھپر ایمان نہ لائینگے حضرت موسیٰ اپنے شوق کے سبب جس مین انسان کو ذہول ہو جاتا ہے بھول گئے کہ خدا ان آنکھون سے دکھائی نہین دے سکتا اور بنی اسرائیل نے اپنی حماقت سے یہ چاہا کہ علانیہ ہم خدا کو دیکھ لین اور یہ نہ سمجھے کہ نہ خدا اپنے تئین دکھا سکتا ہی اور نہ کوئی خدا کو دیکھ سکتا ہے یہ تمام واقعات موسیٰ و بنی اسرائیل پر سینا کے مقام مین گذرے تھے وہان ایک سلسلہ پہاڑ و نکا ہے جسکو طور سینا اور کبھی صرف طور بھی کہتے ہین کچھ شبہہ نہین ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ کے زمانے مین وہ کوہ آتش فشان تھا جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم علانیہ خدا کو دیکھنا چاہتے ہین تو وہ بجز اُسکی قدرت کاملہ کے ایک عظیم الشان کرشمے کے اور کچھ اُنکو نہین دکھا سکتے تھے پس وہ اُنکو اس پہاڑ کے

قریب ہو گئے جسکی آتش فشانی اور گڑگڑاہٹ اور زور و شور کی آواز اور پھرون کے اڑنے کے خوف سے وہ بیہوش ہو گئے یا مردے کے مانند ہو گئے خدائے تعالیٰ اُن تمام کامون کو جو اُسکے قانون قدرت سے ہوتے ہین خود اپنی طرف منسوب کرتا ہے جن کے منسوب کرنے کا بلاشبہ وہ مستحق ہے اسیطرح ان واقعات عجیبہ کو بھی اُسنے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

بیان نعمات ولذات جنت

یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اُس مین سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہین باغ مین شاداب اور سرسبز درخت ہین دودھ اور شراب ور شہد کی ندیان بہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی ساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہانکی گھوسنین پہنتی ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے گلے مین ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دھرا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کونے مین کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کونے مین کچھ ایسا بیہودہ پن ہے جسپر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہے تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین! اس امر کے ثبوت کے لئے کہ بانی مذہب کا ان چیزون کے بیان کرنے سے صرف اعلیٰ درجہ کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مقصود تھا نہ واقعی ان چیزون کا بہشت مین موجود ہونا ایک حدیث کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون جو ترمذی نے بریدہ سے روایت کی ہے اس مین بیان ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ بہشت مین گھوڑا بھی ہوگا آپ نے فرمایا کہ تو سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر جہان چاہیگا اڑتا پھریگا پھر ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہان اونٹ بھی ہوگا آپ نے فرمایا کہ وہان جو کچھ چاہوگے سب کچھ ہوگا پس اس جواب سے مقصود یہ نہین ہے کہ درحقیقت بہشت مین اونٹ اور گھوڑے موجود ہونگے بلکہ صرف اُن لوگون کے خیال مین اُس اعلیٰ درجہ کی راحت کا خیال پیدا کرنا ہے جو اُن کے خیال اور اُنکی عقل و فہم وطبیعت کے مطابق اعلیٰ درجے کی ہو سکتی تھی غرض کہ اُن کے نزدیک جنت و دوزخ صرف خوشی و غمی کا

نام ہے باقی حوریں اور نہریں اور میوجات جو قرآن اور نبی اسلام نے بیان فرمائے ہیں وہ محض رغبت اور خوف ولانے کو اس خوشی وغم کی ان چیزوں کے ساتھ تفسیر یا تشریح کردی ہے ورنہ کچھ نہیں دوسری جگہ سید صاحب فرماتے ہیں کہ بہشت کی ماہیت خود خدا تعالی نے بیان فرمائی ہے وہ تو یہ ہی فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاءً بما کانو یعملون یعنی کوئی جانتا نہیں کہ کیا انکے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت چھپا رکھی گئی ہے اسکے بدلے میں جو وہ کرتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حقیقت بہشت کی فرمائی جیسے کہ بخاری وسلم نے ابو ہریرہ کی سند پر بیان کی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالی اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر یعنی اللہ تعالی نے فرمایا تیار کی ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اسکا خیال گذرا ہی پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی کے اور چاندی سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ وشراب اور شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں تو یہ تو قرآن کی آیت اور خدا کے فرمودے کے بالکل مخالف ہی کیونکہ ان چیزونکو توانسان جان سکتا ہے اور اگر فرض کیا جائے کہ ویسی عمدہ چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سنیں تو بھی ولا خطر علی قلب بشر سے خارج نہیں ہوسکتیں عمدہ ہونا ایک اضافی صفت ہے اور جبکہ ان سب چیزونکا نمونہ دنیا میں موجود ہے تو اسکی صفت اضافی کو جہاں تک کہ ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل میں اسکا خیال گذر سکتا ہے حالانکہ بہشت کی ایسی صفت بیان ہوئی ہے کہ لا خطر علی قلب بشر پس بہشت کی جو یہ تمام چیزیں بیان ہوئی ہیں درحقیقت جو بہشت میں قرۃ اعین ہوگا اسکے سمجھانے کو بقدر طاقت بشری تمثیلیں ہیں نہ بہشت کی حقیقت۔

بیان جنت ودوزخ کے بالفعل موجود ہونے کا

قرآن میں خدائے تعالی نے جنت ودوزخ کا ذکر کیا ہے اور انکی نسبت لفظ اُعِدَّتْ ماہ

جس کے معنے تیار یا آمادہ کے ہین چار جگہ قرآن مجید مین آیا ہے اول تو سورہ بقرہ مین دوزخ کی نسبت ہی فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين ڈرو اُس آگ سے جسکا ایندھن آدمی ہین اور پتھر اور تیار ہے کافرون کے واسطے پھر سورۂ آل عمران مین ہے واتقوا النار التی اعدت للکافرین اور اسی سورت مین جنت کی نسبت دوسری جگہ ہے اعدت للمتقین اور پھر سورہ حدید مین ہے اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ اور اس لفظ پر علماے اسلام نے استدلال کر کے یہ عقیدہ قائم کیا ہے الجنۃ والنار مخلوقتان یعنی بہشت اور دوزخ دونون پیدا ہو چکی ہین یعنی بالفعل موجود ہین مگر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ ان آیتون سے یا اعدت کے لفظ سے یہ نتیجہ نہین نکلتا تمام قرآن کی طرز بیان اس طرح پر ہے کہ آیندہ کی باتونکا جو یقینی ہونے والی ہین ماضی کے صیغون سے بیان کیا جاتا ہے جو اُنکے قطعی ہونے پر دلالت کرتی ہین اسی طرح ان آیتون مین جو باتین ہونے والی ہین اُنکو بطور ہو چکنے کے یعنی ماضی کے صیغے سے بیان کیا ہے مثلاً پہلی آیت مین فرمایا ہے بچو اُس آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین اور جو ہے کافرون کے لئے آدمیون پر ایندھن کا اطلاق اُسوقت ہو سکتا ہے جب آگ بھڑکانے کے لئے آگ مین ڈالے جاوینگے اور یہ اُن علماے اسلام کے نزدیک اگر یہ ہوگا تو قیامت مین حساب و کتاب کے بعد ہوگا پس اسوقت نہ کوئی آدمی جہنم کی آگ کا ایندھن ہے اور نہ کوئی ایسی آگ موجود ہے جسکا ایندھن آدمی ہون ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ایسا ہوگا پھر اگر ایسا ہوگا تو بالفعل ایسا ہونا قائم نہ رہا۔

بیان آسمان

سید صاحب آسمانون کے وجود کے منکر ہین اور اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ سماوات جمع ہے سماء کی جس کے معنی اونچے کے ہین یونانی مسئلے مسلمانون مین بہت رائج ہو گئے تھے اور سب ذالاشاذ و نادر بطور سچے مسئلون کے تسلیم کئے جاتے تھے یہانتک کہ قرآن کے بیانات کو بھی اُنکے مطابق کیا جاتا تھا آسمانون کا مسئلہ بھی ایسا ہی تھا جسمین علماے

اسلام نے کچھ تھوڑی ترمیم کی تھی اور اُسکے جسم کے کروی محیط ارض ہونے اور ستارون کے اُسمین جڑے ہوئے ہونے اور سورج کے گرد زمین چکر کھانے کو ویسا ہی تسلیم کیا تھا جیسا کہ یونانیون نے بیان کیا تھا اسلئے تفسیرون مین اور مذہبی کتابون مین آسمان کے وہی معنے یا اُسکے قریب قریب مروج ہو گئے جو یونانی حکیمون نے بیان کئے تھے اور بہت بڑی غلطی یہ پڑ گئی کہ لفظ تو لیا قرآن کا اور اُسکے معنے لئے یونانی حکیمون کے اور رفتہ رفتہ وہ معنے ذہن مین ایسے راسخ ہو گئے کہ اُسکا انکار کرنا گویا قرآن کا انکار کرنا ٹھہر گیا مگر ایسا سمجھنا بناے فاسد علی الفاسد ہے اِسکے بعد سید صاحب اپنی طرف سے معنی لکھتے ہین کہ قرآن مجید مین سما کا اطلاق اُس وسعت پر بھی ہوا ہے جو ہر شخص اپنے سر کے اوپر دیکھتا ہے اور اُس نیلی نیلی چیز پر بھی ہوا ہے جو گنبدی چھت کے موافق ہر شخص کو اُسکے سر کے اوپر دکھائی دیتی ہے اور اُن چمکتے جسمون پر بھی ہوا ہے جنکو ہم ستارے یا کواکب کہتے ہین بادلون پر بھی ہوا ہے جو مینھ برساتے ہین مگر قرآن نے آسمان کے وہ معنے جو یونانی حکیمون نے بیان کئے ہین کہین نہین بتلایے سید صاحب کے نزدیک آسمان سے مراد بلندی وجود[له] ہے اور چونکہ یہ بُعد غیر متناہی ہی متصل یکے بعد دیگرے اسلئے اِسکو سبع سموات کے ساتھ تعبیر کیا ہے ۔

[له] [illegible] بمعنی [illegible] ۱۲

اب ہم سید صاحب کے بعض عقائد تہذیب الاخلاق وغیرہ سے انتخاب کرتے ہین

(۱) خدا علۃ العلل جمیع کائنات کا ہے اور وہ علۃ العلل اپنے معلومات کے تمام حالات کا علم واقعی رکھتی ہے جسکو وہ تقدیر کرتے ہین یعنی اُنکی تحقیق مین علم باری کا نام تقدیر ہے ۔ (۲) صفات باری عین ذات ہین ۔ (۳) اگر تمام موجودات کے عوارض غریبہ یا مخفیہ معدوم ہو جائین تو جو کچھ باقی رہیگا وہ ناقابل عدم ہوگا ۔ (۴) قانون فطرت کبھی نہین ٹوٹتا کیونکہ جو کچھ خدا کرتا ہے وہی قانون فطرت ہے ۔ (۵) عقل رہنما ہے اور اسلام وکفر مین جو تمیز کرنے والی ہے وہ بھی عقل ہے ۔ (۶) حسن وقبح تمام اشیا کا عقلی ہے (۷) مسئلہ مین الجبر والاختیار کوئی چیز نہین بلکہ انسان اپنی جبلت اور فطرت مین مجبور ہے اور اپنی قدرت مین مختار ہے ۔

سید صاحب نے اِس مسئلے کو تفصیل سے دوسری عبارت مین یون بیان کیا ہے کہ وہ قوے جو خدائے تعالیٰ نے انسان مین پیدا کئے ہین اُن مین وہ قوے بھی جو انسان کو کسی فعل کے ارتکاب کے محرک ہوتے ہین اور وہ قوت بھی جو اُس فعل کے ارتکاب سے روکتی ہے ان تمام قوے کے اِستعمال پر انسان مختار ہے مگر ازل سے خدا کے علم مین ہے کہ فلان انسان کن کن قوے کو اور کس کس طور پر کام مین لائے گا اُسکے علم کے برخلاف ہرگز نہوگا مگر اِس سے انسان اُس قوت کے استعمال یا ترک استعمال پر جبتک کہ وہ قوے قابل استعمال ہے اُس مین ہین مجبور نہین متصور ہو سکتا۔ (۸) اجماع امت یا اجماع جمہور مسلمین یا اجماع جس کی سند قرآن مجید اور حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہو قابل حجت نہین۔ بلکہ عموماً سید صاحب نے یہ کلیہ بغیر کسی قید کے قائم کیا ہو لا اجماع لیس بحجة (۹) سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی تقلید واجب نہین ہے اور سوائے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکا قول وفعل دینیات مین بلا دلیل حجت ہو۔ (۱۰) جو مسئلہ قرآن مجید اور احادیث مین پاؤ اُسپر عمل کرو خواہ شافعی کے مطابق ہو یا حنفی کے (۱۱) کوئی مسئلہ شرعی نیچر یعنی فطرت اللہ کے برخلاف نہین ہو۔ (۱۲) اصل ایمان تصدیق قلبی ہے اور جب تک وہ تصدیق انسان کے دل مین ہے کوئی فعل اُسکو بینہ و بین اللہ کافر نہین کر تا یہ بات قطعیات سے ثابت ہو کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر دل سے یقین رکھتا ہے اُسکا کوئی فعل مع یقین مذکور کے اُسکو کافر نہین کر سکتا پس اگر اُس قول پر جسپر ابوجہل کی نجات منحصر تھی اُسکو یقین ہے تو وہ کسی قوم کے ساتھ تشابہ کرے ولو فی خصوصیات الذین وشعائر الکفر کالزنار والصلیب والاعیاد وہ کافر نہین ہو سکتا (۱۳) معراج روحانی تھی نہ جسمانی۔ (۱۴) واقعہ شق صدر ایک جز ہے اُن تمام واقعات کا جو شب معراج کو واقع ہوئے تھے (۱۵) مذہب اسلام کے تمام احکام نیچر کے مطابق ہین اور بدعات محدثات سے اور خیال اجماع سے اور خطائے اجتہادات سے اور ڈھکوسلۂ قیاسات سے اور شکنجۂ اصول فقہ مخترعہ سے مبرا و پاک ہو (۱۶) غلام بنانا اسلام مین نہین (۱۷) طوفان نوح عام نہ تھا۔ (۱۸) کتب مقدسہ مین

تحریف صرف معنوی ہو (۱۹) ہر آدمی اُس مسئلے مین جو قرآن وسنت مین منصوص نہین اپنے نفس کے لئے مجتہد ہے (۲۰) قرآن مین نسخ جاری نہین ہوا (۲۱) کوئی آیت منسوخ التلاوت نہین۔ (۲۲) جسقدر کلام الٰہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ سب دودفتہ مصحف مین موجود ہے۔ (۲۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نبوت نہین۔ (۲۴) دینیات مین سنت نبوی کی اطاعت مین ہم مجبور ہین اور دنیاوی امور مین مجاز (۲۵) تمام افعال ماموره خواه وہ اعضا کے ہون یا دل وغیرہ کے فی نفسہ حسن ہین اور افعال ممنوعہ فی نفسہ قبیح ہین اور پیغمبر صرف اُن کے خواص حسن یا قبیح کے بتانے والے ہین جیسے کہ طبیب جو دوا کے ضرر اور نفع سے مطلع کرے (۲۶) دین اسلام اُن مجموع احکام کا نام ہے جو یقینی من اللہ ہین۔ (۲۷) تمام افعال اور اقوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل سچائی تھے مصلحت وقت کی نسبت رسول کی طرف کرنی سخت بے ادبی ہے جس مین خوف کفر ہے۔

غرض کہ سید صاحب نے ایک جدید اسلام کی بنیاد ڈالی چنانچہ پرچہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ ۱۲۹۶ ہجری صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۳ و ۱۰۰ مین یون فرماتے ہین الاسلام هو الفطرة والفطرة هی الاسلام یعنی اسلام جو ہے وہ فطرت ہے اور فطرت جو ہے وہ اسلام ہے اور فطرت اسلام کا دوسرا نام ہے لا مذہبی بھی درحقیقت اسلام ہے کیونکہ لا مذہب بھی درحقیقت کوئی مذہب رکھتا ہے اور وہی اسلام ہے الخ اور وہی عین فطرت ونیچر ہے جو آدمی نہ کسی مذہب کو مانتا ہو اور نہ کسی اوتار کو اور نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض اور واجب سے تعبیر کئے گئے ہین بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہو وہ آدمی کسی مذہب مین نہین ہے اور جو لوگ خدا کے بھی قائل نہین وہ بھی مسلمان ہین کیونکہ الخ اُن کے اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا اسکی تائید مین سید صاحب ابوذر کی حدیث کو پیش کرتے ہین صحیح بخاری وصحیح مسلم مین اُنسے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین کوئی بندہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا پھر اسی پر مرا لیکن داخل ہوگا جنت مین ابوذر کہتے ہین مینے عرض کیا گو اُسنے زنا کیا ہو چوری کی ہو فرمایا گو اُسنے زنا کیا ہو چوری

کی ہو پھر مین نے یہی کہا اور آپ نے وہی جواب دیا چوتھی بار مین فرمایا وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر یعنی اگرچہ زنا اور چوری کرے اوپر خاک آلودہ ہونے ناک ابوذر کے یعنی اِس بات کو اگرچہ وہ اچھا نہ جانے۔

لکچر اسلام مین سید صاحب فرماتے ہین کہ جو شخص خدا کو مانتا ہے اور وحدہٗ لا شریک جانتا ہے اور اُسپر یقین رکھتا ہے اور کسی نبی کی تصدیق نہین کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصدیق نہین کرتا اُسکی نسبت یہ کہنا کہ محمدی نہین یا مرادف معنی لیکر یہ کہنا کہ وہ مسلمان نہین ہے بالکل صحیح ہی مگر اُسکو کافر بمعنی مشرک کہنا یا موحد نہ کہنا اسلام کے اصول کی روسے درست نہین۔

سید صاحب نے اکثر مضامین اہل سنت کے عقائد کے خلاف اور فلاسفہ اور معتزلہ کے موافق اپنی تفسیر مین درج کئے ہین بلکہ تفسیر لکھنا اُنکی ایک سینہ زوری تھی اُنکو قرآن واحادیث کے ساتھ کوئی ممارست ومزاولت نہ تھی یہی وجہ ہے کہ قرآن کے الفاظ مین تصحیف وتحریف بھی کہین کہین کر گئے ہین ایک مقام پر اپنی تفسیر مین اُنھون نے بیضاوی کی عبارت نقل کی ہے اُسمین بجاے ذوقوا ما کنتم تعملون کے ذوقوا ما کنتم تعلمون نقل کیا ہی اور اِسکا ترجمہ بھی یہی کیا کہ چکھو جو تم جانتے تھے حالانکہ صحیح ذوقوا ما کنتم تعملون تھا اور اِسکا ترجمہ یہ تھا کہ چکھو جو تم عمل کرتے تھے پس نہایت افسوس ہے کہ جس شخص کو قرآن سے اتنی بھی مناسبت نہو کہ غلط آیت لکھدے اور غلط اُسکا ترجمہ کردے وہ قرآن کی تفسیر کا ارادہ کرے اور تحریف عمل مین لائے۔

خطیرۃ القدس مین لکھا ہے کہ فرقۂ نیچریہ ابھی تک اِسی پر قانع ہے کہ زبانی دعوت کرتا ہے اور بیان کے ذریعہ سے لوگون کو پھانس رہا ہے ابھی انکو یہ قدرت اور موقع نہین ملا اور انکی جمعیت اتنی فراہم نہین ہوئی کہ ہتیار اُٹھا کر اہل صلاح کے ساتھ کشت وخون کرین سید صاحب نے علی گڑھ مین ۲۷- مارچ ۱۸۹۸ء یک شنبہ کی رات کو ۱۰ بجے انتقال کیا دہلی اور لکھنؤ اور رامپور اور بھوپال کے مولوی صاحبون نے سید صاحب کے کفر کے فتوے دئے اور وہ کلمات کفر جو اُن کی نسبت منسوب کئے گئے ہین یہ ہین۔

(۱) متعدد مسائل مین اُنکو مسلمانون سے اختلاف ہے۔ (۲) جو مذہب نیچر یعنی اصلی حالات فطرت انسانی کے برخلاف ہے وہ صحیح نہین ہے اور جو نیچر کے مطابق ہے وہ صرف ایک مذہب ہے جسکو وہ ٹھیٹھ اسلام کہتے ہین۔ (۳) بدعات محدثات ٹھیٹھ اسلام نہین ہین۔ (۴) غلط خیال یا اجماع کا ٹھیٹھ اسلام نہین ہے۔ (۵) قیاس ٹھیٹھ اسلام نہین ہی (۶) اصول فقہ قواعد مخترعہ ہین ٹھیٹھ اسلام نہین ہین۔ (۷) خطاے اجتہادات ٹھیٹھ اسلام نہین۔ (۸) اکثر عالمون نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت غلطی کی ہے۔ (۹) تفسیرین یہودیون کے قصون سے بھری ہوئی ہین اور رومن کیتھولک فرقے سے اخذ کی گئی ہین۔ (۱۰) احادیث کی کتابون کی کوئی حدیث قابل یقین نہین ہی۔ (۱۱) وجود شیطان نہین ہے۔ (۱۲) وجود ملائکہ نہین ہے۔ (۱۳) وجود آسمان نہین ہے۔ (۱۴) طوفان نوحؑ عام نہ تھا۔ (۱۵) بعثت حضرت نوحؑ عام نہ تھی۔ (۱۶) پرند مخنقہ جسکو نصاریٰ نے گردن مروڑکر مارڈالا حلال ہے۔ (۱۷) معراج ایک خواب ہی (۱۸) تصویر کھینچنا جائز ہے۔

سید صاحب کی نسبت علماے حرمین شریفین نے بھی تکفیر کا فتویٰ دیا تھا جس کو مولوی علی بخش خان مرحوم صدر الصدور گورکھپور جو اُس زمانے مین حج کے لئے گئے تھے اپنے ہمراہ لائے تھے اسکی نسبت سرسید تہذیب الاخلاق مین لکھتے ہین جو صاحب ہماری تکفیر کے فتوے لینے کو مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے اور ہمارے کفر کی بدولت اُنکو حج اکبر نصیب ہوا اُن کے لائے ہوئے فتوے کے دیکھنے کے ہم بھی مشتاق ہین۔ سه

بہ بین کرامت بتخانہ مرا اے شیخ	کہ چون خراب شود خانہ خدا گردد

سبحان اللہ ہمارا کفر بھی کیا کفر ہے کہ کسی کو حاجی اور کسی کو حاجی اور کسی کو کافر اور کسی کو مسلمان بناتا ہی

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

سرسید کی اُن تصانیف مین جو اُنھون نے اپنی درمیانی عمر مین کین اور اُنکی آخری عمر کے زمانے کی تصانیف مین زمین و آسمان کا فرق ہے آخری زمانے کی تصانیف مین پُرانی تعلیم کے اثرات صاف صاف ملتے ہین اور نیز اُنکی آخری عمر مین نشست و برخاست

اور بسر زندگی کے طریقون مین بہت سی وہ پُرانی رسمین ملتی تھین جنپر تہذیب الاخلاق کے زمانے مین خاک کے اُڑائے گئے تھے وجہ اسکی صرف یہی ہے کہ کمزور ہو جانے کے بعد انسان اپنی سوسائٹی سے مقابلہ کرنے کی ہمت جب نہین پاتا ہے تو انکو راضی کرنے کے واسطے وہی افعال کرنے لگتا ہے جسکا رواج ہوتا ہے۔

فائدہ ـ نیچری عقائد جو سید صاحب کی بدولت مسلمانان ہندوستان مین پھیلے ہین پُرانے زمانے مین بھی بعض لوگون کے ایسے ہی عقائد تھے موجودہ زمانے مین چونکہ سید صاحب نام برآوردہ تھے اور ایسی باتون کی ابتدا اُنھین نے کی اسلئے ایسے خیالات والے انہی کے متبع کہلاتے ہین اور مذہب نیچری کے بانی یہی سمجھے جاتے ہین اور ایسے عقائد کا نیچری نام انہی کی وجہ سے مقرر ہوا ہے اگلے لوگ دوسرے نام سے مشہور تھے جسکی تفصیل یہ ہے۔

کتاب الملل والنحل مولفہٗ محمد بن عبد الکریم شہرستانی مطبوعہٗ مصر کی جلد اول کے صفحہ ۴۰ مین بعض اہل اہوا کا یہ عقیدہ لکھا ہے کہ ان کے نزدیک سوائے عالم محسوس کے اور کوئی عالم نہین انکا ہر بات مین اپنے ذہن صافی اور فطرت سلیمہ پر اعتماد کلی ہے اور اس گروہ کا نام طبعیہ دہریہ ہے اور ان مین جو لوگ کسی قدر ترقی یافتہ ہین وہ یہ کہتے ہین کہ شریعت اور اُسکے احکام حرام و حلال مصلحت عباد اور رفاہ بلاد کے لئے ہمارے لوگون نے اپنی طبیعت صافیہ سے مقرر کر دئے ہین اور وہ جن روحانی چیزونکی خبر دیتے ہین جیسا کہ لوح و قلم عرش و کرسی ملائکہ وغیرہ سو وہ درحقیقت اُن کے خیالات ہین کہ جنکو وہ جسمانی صورتون کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور اسی طرح آخرت کے احوال جنت اور حور و قصور اور نہر و میوجات جو وہ بیان کرتے ہین محض عوام کی طبیعتون کو رجوع کرنے کی باتین ہین اور اسی طرح دوزخ اور اُسکے عذاب طوق وغیرہ لوگونکے ڈرانے کے لئے بیان کرتے ہین کہ انسے ڈر کر اُن امور مصلحت پر کہ جنکو اُنھونے واجب و فرض ٹہرایا ہے چلین اور جن نامناسب چیزونسے کہ مصلحت وقت جانکر منع کیا اور حرام و مکروہ کہا بچین ورنہ عالم آخرت مین کہ عالم علوی ہے صور جسمانی اور اشکال جرمانی کہان اتنی

فرقہ نہم احمدیہ جو قادیانی کے نام سے معروف ہے

یہ فرقہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف منسوب ہے جنکے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام عطا محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا انکی قوم مغل برلاس ہے قادیان ملک پنجاب کے نامی رئیس ہین انکے بزرگ سمرقند سے اِس ملک مین آئے تھے اور بادشاہ وقت کی طرف سے بہت دیہات بطور جاگیر اُنکو ملے سکھون کے ابتدائی زمانے مین مرزا گل محمد کے پاس ۸۵ گانوٗن اِس نواح کے تھے اور بہت سے گانوٗن سکھون کے متواتر حملون کی وجہ سے انکے قبضہ سے نکل گئے جب وہ فوت ہوئے تو بجاے اُنکے مرزا عطا محمد جانشین ہوئے انکے وقت مین روز بروز سکھ لوگ اُن کی جاگیر دیہات پر قبضہ کرتے گئے اور آخرکار اُنکو قادیان سے بھی نکالدیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد اُنکو زہر دیا گیا پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے مین غلام مرتضیٰ صاحب قادیان واپس آئے اور پانچ گانوٗن دیہات جاگیر مین سے واپس ملے۔

مرزا غلام احمد صاحب کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء مین ہوئی مولوی گل علی شاہ سے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو حاصل کیا اور اپنے والد کے ساتھ انگریزی عدالتون مین اپنے اجداد کے بعض دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے مقدمات مین مشغول رہے اور زمینداری امور کی نگرانی مین لگے اور چند سال اُنکے انگریزی ملازمت مین بھی بسر ہوئے اُنکے والد کے مرنے سے قبل اُنکو تھوڑی سی غنودگی ہوکر یہ الہام ہوا والسماء والطارق یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضا و قدر کا مبدء ہے اور قسم ہے اُس حادثے کی جو غروب کے بعد نازل ہوگا اور اُنکو سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزاپرسی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمھارے والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہوجائینگے جب اُنکو اپنے والد کی وفات کی نسبت یہ الہام ہوا تو بشریت کی وجہ سے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدنی والد کی زندگی سے وابستہ ہین پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا پیش آئے اُسوقت یہ دوسرا الہام ہوا الیس اللہ بکاف

بعبدہ یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہین ہے۔ اُنھون نے کبھی ریاضت شاقہ نہین کی اور نہ مجاہدات شدیدہ مین اپنے نفس کو ڈالا اور نہ گوشہ نشینی کے اہتمام سے کوئی چلہ کشی کی ہان اُن کے والد کے زمانے مین ہی ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک معمر بزرگ اُنکو خواب مین دکھائی دیا اور یہ کہا کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لیئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے سو اُنھون نے کچھ مدت التزام صوم کیا پھر دو تین ہفتے کے بعد اُنھین معلوم ہوا کہ ایسے روزون سے جو ایک وقت مین پیٹ بھر کر روٹی کھا لی جاتی ہے بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کرین سو انھون نے کھانے کو یہانتک کم کیا کہ چند تولہ روٹی مین سے آٹھ پہر کے بعد اُنکی غذا تھی اور آٹھ یا نو ماہ تک اُنھون نے ایسا ہی کیا اس قسم کے روزے سے بہت لطیف مکاشفات اُنپر اُس زمانے مین کھلے چنانچہ بعض گذشتہ نبیون اور اعلیٰ طبقے کے اولیاے امت سے ملاقاتین ہوئین ایک دفعہ عین بیداری کی حالت مین جناب رسول خدا کو مع حسنین و علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کے دیکھا غرضکہ کشف صریح کے ذریعہ سے خداے تعالیٰ سے اصلاح پاکر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ نو ماہ لیکر پھر اُس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑ دیا اور کبھی کبھی اسکو اختیار بھی کیا جب تیرھوین صدی کا اخیر ہوا اور چودھوین صدی کا ظہور ہونے لگا تو خداے تعالیٰ نے اُنکو الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا الرحمن علم القران لتنذر قوما ما انذر اباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اول المؤمنین یعنے خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اُسکے صحیح معنے تجھ پر کھولدیے یہ اسلیے ہوا کہ تا تو اُن لوگون کو بدانجام سے ڈرائے جو بباعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متوجہ کیے جانے کی غلطیون مین پڑ گئے اور تا ان مجرمون کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہونچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہین چاہتے اُنکو کہدے کہ مین مامور من اللہ اور اول المؤمنین ہون اسکے بعد مرزا صاحب نے مسیحیت کا دعویٰ کیا اور اللہ نے الہام مین اُنکا نام عیسیٰ و مسیح موعود رکھا عبارت الہام یہ ہی جعلناک المسیح ابن مریم ہمنے تجھے مسیح بن مریم بنایا اور پھر ایک اور الہام ہوا

الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم انت شیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ کمثلک در لا یضاع یعنی خدا کی سب حمد ہے جسنے تجھکو مسیح بن مریم بنایا تو وہ شیخ مسیح ہے جسکا وقت ضائع نہین کیا جائے گا تیرے جیسا موتی ضائع نہین کیا جاتا۔ مرزا صاحب کے مرید انکے نام کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ لکھتے ہین۔ مرزا صاحب کہتے ہین کہ میرے دل مین اس دعوے کی بنیاد حدیث نہین بلکہ قرآن اور وحی ہے جو مجھپر نازل ہوئی ہان تائیدی طور پر ہم وہ حدیثین پیش کرتے ہین جو قرآن شریف کے مطابق ہین اور میری وحی کی معارض نہین اور دوسری حدیثون کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہین اگر حدیثون کا دنیا مین وجود بھی نہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو حرج نہ پہونچتا تھا وہ کہتے ہین کہ یہ بات صحیح نہین کہ عیسی بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے ہین اور وہ زندہ ہین وہ اپنے قول کی تائید مین لکھتے ہین کہ اللہ تعالی اپنی کتاب عزیز اور قرآن کریم مین انکو متوفیون کی جماعت مین داخل کر چکا ہے اور سارے قرآن مین ایک دفعہ بھی انکی خارق عادت زندگی اور انکے دوبارہ آنے کو ذکر نہین کیا بلکہ انکو صرف فوت شدہ کہکر چپ ہو گیا لہذا انکا زندہ بجسدہ العنصری ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا مین آنا نہ صرف اپنے ہی الہام کی رو سے خلاف واقع سمجھتا ہون بلکہ اس خیال حیات مسیح کو نصوص بینہ قطعیہ قرآن کریم کی رو سے لغو اور باطل جانتا ہون اور نہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل موجود ہے جس نے متوفی کے لفظ کی کوئی مخالفانہ تفسیر کر کے مسیح کی حیات جسمانی پر گواہی دی ہے بلکہ بخاری مین بجائے ان باتون کے اماکم منکم لکھا ہے اور حضرت مسیح کی وفات کی شہادت دی ہے اس زمانے مین خدا تعالی نے چودھوین صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرماکر اس پیش گوئی کی معقولیت کو بھی کھولدیا اور ظاہر فرمایا کہ مسیح کا دوبارہ دنیا مین آنا اس رنگ اور طریق سے مقدر تھا جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا مین آنا ملاکی نبی کی کتاب مین لکھا گیا تھا پس مین جو نزول مسیح کے معنے کرتا ہون وہ نئے معنے نہین ہین بلکہ وہی معنے ہین جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے پہلے نکل چکے ہین کیونکہ نزول

مسیح ابن مریم کا مقدمہ نزول ایلیا نبی کے مقدمے سے بالکل ہم شکل ہے پس جس حالت میں آج تک یہودیوں کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی کہ ایلیا نبی آسمان سے اُترتے اور اسی وجہ سے وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے منکر رہے تو مولویان اسلام کی تمنا کیونکر پوری ہوسکتی ہے کہ کسی وقت حضرت عیسٰی علیہ السّلام خود آسمان سے نازل ہونگے ہمارے مخالف اپنی جہالت سے عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کو حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں اور ہم بروزی طور پر اور ہم مانتے ہیں کہ نزول مسیح کی پیش گوئی پوری ہوگئی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جب تک مجھے خدا نے اِس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہوگیا ہے تب تک میں اسی عقیدے پر قائم تھا جو اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین احمدیہ میں لکھا ہے جب خدا نے مجھپر اصل حقیقت کھولدی تو میں اس عقیدے سے باز آگیا میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہوگیا اور مجھے نور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدے کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفا ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کریگا اور مجھے بتلایا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اِس آیت کا مصداق ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی کتاب میں عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ لکھدیا اور قریبًا بارہ برس تک اِس رسمی عقیدے پر جمار ہا جب وقت وہ آگیا کہ مجھ پر اصل حقیقت کھولدی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے اور مجھے حکم ہوا فاصدع بما تومر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھولکر لوگونکو سنا دے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مہدی آخرالزمان میں ہوں۔

مرزا صاحب نے اپنے مقابلے کے لئے دجّال کی بھی ایجاد کی اُنکا بیان یہ ہے کہ حدیثوں میں دو قسم کی صفات دجّال معہود کی بیان فرمائی گئی ہیں ایک یہ کہ

وہ نبوت کا دعوی کریگا اور دوسرے یہ کہ وہ خدائی کا دعوی کریگا ان دونون باتونکو اگر حقیقت پر حمل کیا جائے تو کسی طرح تطبیق ممکن نہین کیونکہ نبوت کا دعوی اس بات کو مستلزم ہے کہ شخص مدعی خدا کا قائل ہو اور خدائی کا دعوی اس بات کو چاہتا ہے کہ شخص مدعی آپ ہی خدا بن بیٹھے اور کسی دوسرے خدا کا قائل نہو پس یہ دونون دعوے ایک شخص سے کیونکر ہو سکتے ہین۔ مرزا صاحب کہتے ہین کہ دجال ایک شخص کا نام نہین ہے بلکہ وہ دجال کے معنے خود لفظ دجل سے اس طرح نکلتے ہین کہ لغت عرب کی رو سے دجال اُس گروہ کو کہتے ہین جو اپنے تئیں امین اور متدین ظاہر کرے اور دراصل نہ امین ہو نہ متدین بلکہ اُسکی ہر ایک بات مین دھوکہ دہی اور فریب دہی ہو سو یہ صفت عیسائیون کے اُس گروہ مین ہے جو پادری کہلاتے ہین یہ گروہ چونکہ اصل آسمانی انجیل کو گم کر کے محرف اور مغشوش مضمون بنام نہاد ترجمہ انجیل کے دنیا مین پھیلاتا ہے یہ فعل اُنکا دوسرے لفظون مین گویا نبوت کا دعوی ہے کیونکہ انھون نے جعلسازی سے نبوت کے منصب کو اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے جو چاہتے ہین ترجمے کے بہانے سے لکھ دیتے ہین اور پھر اُسکو خدا کی طرف منسوب کرتے ہین پس یہ طریق انکا نبوت کے دعوے سے مشابہ ہے اور اس دام مین گرفتار اکثر عوام عیسائی ہین اور دجال کا دوسرا حزب جنکے افعال خدائی کے دعوے سے مشابہ ہین یورپ کے فلاسفرون اور کلون کے ایجاد کرنے والونکا گروہ ہے جنھون نے اسباب اور علل کے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششون کو انتہا تک پہونچا دیا ہے اور بہت سی کامیابیون کی وجہ سے آخر اس ردی اعتقاد تک پہونچ گئے ہین کہ خدا کی قدرت اور اُسپر ایمان رکھنا کچھ چیز نہین ہے اور دن رات ان تلاشون مین لگے ہوئے ہین کہ خود ہی کسی طرح اس راز کے مالک ہو جائین کہ جب چاہین بارش برسائین اور جب چاہین کسی کے گھر مین لڑکا یا لڑکی پیدا کر دین اور جب چاہین کسی کو عقیمہ بنا دین پس کچھ شک نہین کہ یہ طریق دوسرے لفظون مین خدائی کا دعوی ہے اور اس گروہ کے تابع یورپ کے اکثر خواص عیسائی ہین غرض کہ دراصل یہی لوگ

دجال ہین جنکو پادری یا یورپین فلاسفر کہا جاتا ہے یہ پادری اور یورپین فلاسفر دجال معہود کے دو جبڑے ہین جنمین سے وہ ایک اژدہا کی طرح لوگون کے ایمانون کو کھا جاتا ہے مین ایسے وقت مین آیا ہون کہ جب اندرونی اختلافات انتہا تک پہونچ گئے اور ایک فرقہ دوسرے کو کافر بتانے لگا اس تفرقے کے وقت مین امت محمدیہ کو ایک حَکَم کی ضرورت تھی سو خدا نے مجھے حَکَم کرکے بھیجا ہے اور قرآن اور احادیث سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ آنے والا مسیح چودھوین صدی مین ظہور کریگا علاوہ ان سب امور کے ایک عظیم الشان علامت مسیح موعود کی احادیث صحیحہ مین لکھی گئی ہے کہ وہ ایسے وقت مین آئیگا کہ جب صلیبی مذہب بڑے جوش سے پھیلا ہوا ہوگا جیسا کہ حدیث یکسر الصلیب جو صحیح بخاری مین ہے اسپر دلالت کرتی ہے سو ایسے وقت مین اور ایسے زمانے مین یہ عاجز آیا ہے اور دوسری علامت اشارات احادیث سے مسیح موعود کے لئے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ ممالک مشرقیہ مین مبعوث ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارا ملک ہند خاصکر پنجاب کا حصہ مکہ معظمہ سے بجانب مشرق واقع ہے اور احادیث مین یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبے کا رہنے والا ہوگا جسکا نام کدعہ یا کدیہ ہوگا اور ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدعہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے جسمین مسیحیت اور مہدیت کا مدعی بھی موجود ہے جسکا نام یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کررہا ہے یعنی تیرہ سو عدد جو اس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھوین صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جسکا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے ہماری جدید تحقیق سے جو کسر صلیب کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمکو عطا ہوئی ہے یہ بات خوب صفائی سے ثابت ہوگئی کہ مسیح کا ہرگز رفع جسمانی نہین ہوا ہان ایک سو بیس برس کے بعد رفع روحانی ہوا بلکہ صلیب کے دن نہین رفع روحانی بھی نہین ہوا کیونکہ وہ صلیب کے زخمون سے شفا پاکر ۸۷ برس زندہ رہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جس پیلاطوس گورنر قیصر کے ہاتھ مین عیسیٰ کے مار ڈالنے کی کارروائی تھی اسکی بیوی کو خواب آئی کہ اگر یہ شخص مرگیا تو پھر اسمین تمھاری تباہی ہے اس لئے

اُسنے اندرونی طور پر کوشش کرکے مسیح کو صلیبی موت سے بچالیا مگر یہودی اپنی حماقت سے
سمجھتے رہے کہ مسیح صلیب پر مرگئے حالانکہ حضرت مسیح بخیر و عافیت اپنے حواریون کے پاس آئے
اور انکو مبارکباد دی کہ مین خدا کے فضل سے بدستور اب تک زندہ ہون اور پھر اُن کے
ہاتھ سے لیکر روٹی اور مچھلی کھائی صلیب کی کیلون کے زخم اُنکو دکھلائے اور چالیس
دن تک اُنکے زخمون کا اُس مرہم کے ساتھ علاج ہوتا رہا جسکو قرابا دینون مین مرہم
عیسٰی یا مرہم رسل یا مرہم حوارئین کے نام سے موسوم کرتے ہین اور قانون بوعلی سینا
مین بھی مندرج ہے اور جسکی دوا اُن کو خدا تعالیٰ نے بطور الہام کے اُنپر ظاہر کیا تھا
بعد اسکے مسیح خدا کا حکم پاکر پوشیدہ طور پر اپنے وطن سے سفر کو نکلے اور حواریون کو
تاکید سے منع کر دیا کہ میرے اس سفر کا حال کسی سے مت کہنا اور ملکون کی سیر کرتے ہوئے
نصیبین مین آئے اور وہان سے افغانستان مین پہونچے اور ایک مدت تک اُس جگہ
جسکو نعمان کہلاتا ہے اُسکے قریب سکونت پذیر رہے چنانچہ اُس جگہ شہزادہ نبی کا
چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے اور اُسکے بعد پنجاب مین آئے اور ہندوستان کا
بھی سفر کیا اور غالباً بنارس اور نیپال مین بھی پہونچے پھر پنجاب کی طرف لوٹے چونکہ
سرد ملک کے رہنے والے تھے اِس لئے اُس ملک کی شدت گرمی کا تحمل نکر سکے
وسلئے کشمیر کا قصد کیا اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھون کے
زمانے تک اُنکی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا اور بقیہ عمر سری نگر مین گذاری اور
ایک سو پچیس ۱۲۵ برس کی عمر مین وہین فوت ہوئے اور محلہ خان یار کے قریب دفن کئے گئے
اور اب تک وہ قبر یوز آسف نبی کی قبر اور شہزادہ نبی کی قبر اور عیسٰی نبی کی قبر کہلاتی ہے
اور اس مزار کا زمانہ تخمیناً دو ہزار برس بتلاتے ہین اور عوام و خواص مین یہ روایت
بکثرت مشہور ہے کہ یہ نبی شام کے ملک سے آیا تھا ہمارے علما کی یہ غلطی ہے کہ معاً صلیب کے
ساتھ حضرت عیسٰی کا رفع جسمانی مانتے ہین یسوع کا آسمان پر مع جسم جانا ایک جھوٹا مسئلہ ہے
اور جو مسلمان ایک فرضی دجال اور فرضی مسیح کے منتظر تھے جسکے ماننے سے نئے سر سے
اس شرک کی بنیاد پڑ لی ہے جسکی قرآن شریف بیخ کنی کر چکا ہے اور مسئلہ ختم نبوت بھی

ہاتھ سے جاتا ہے سو خدائے تعالیٰ نے مجھے بھیجا تاکہ مین اِس خطرناک حالت کی اصلاح کرون اور لوگون کو خالص توحید کی راہ بتاؤن اور وہ حوادث ارضی و سماوی جو مسیح موعود کے ظہور کی علامات ہین وہ سب میرے وقت مین ظہور پذیر ہو گئے ہین مدت ہوئی کہ خسوف و کسوف رمضان کے مہینے مین ہو چکا ہے اور ستارۂ ذوالسنین بھی نکل چکا ہے اور زلزلے بھی آئے اور مری بھی پڑی اور عیسائی مذہب بڑے زور شور سے دنیا مین پھیل گیا اور جیسا کہ آغاز مین پہلے لکھا گیا تھا بڑے تشدد سے میری تحقیر بھی ہوئی غرض تمام علامات ظاہر ہو چکی ہین اور کسر صلیب میرے ہاتھ سے یہ ہوئی کہ نشان ظاہر ہوئے اور پیش گوئیان ظہور مین آئین اور پادریون کا منھ بند کیا گیا اور اگر وہ حیا سے کام لین تو آئندہ اعتراض کرنے کی انکو جگہ نرہے اور قرآن کی تعلیم نے جو میری طرف سے بیان کی گئی بڑے بڑے جلسون مین لوگونکا سر جھکا دیا اور عیسائی مذہب کے اصول کو ایسے طور سے توڑا گیا کہ کبھی کسی کو پہلے اِس سے میسر نہ آیا ایسا ہی مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث نبویہ مین یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کرینگے اور اُنکے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھائین گے چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا مین نے ثابت کر دیا کہ وہ لعنتی موت کہ جو نعوذ باللہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس پر تمام مدار صلیبی نجات کا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب نہین ہو سکتی اور کسی طرح لعنت کا مفہوم کسی راستباز پر صادق نہین آسکتا بخاری کی یہ حدیث کہ مسیح آئیگا اور صلیب کو توڑے گا وہ معنے نہین رکھتی جو ہمارے قابل رحم علما بیان کرتے ہین کیونکہ انھون نے اپنی کوتہ اندیشی سے یہ سمجھا ہوا ہے کہ مسیح دنیا مین آکر ایک بڑے جہاد کا دروازہ کھولیگا اور مہدی خلیفہ سے ملکر دین پھیلانے کے لئے لڑائیان کریگا اور تلوار اٹھائیگا اور ایک بڑی خونریزی ہوگی جو دنیا کی ابتدا سے اِسوقت تک کبھی نہین ہوئی ہوگی اور یہانتک خونریزی کریگا جو زمین کو خون سے بھر دیگا اور ایسا سخت دل ہوگا کہ جزیہ بھی قبول نہین کریگا

اُسکی تقسیم اوقات یہ ہوگی کہ کچھ حصہ دن کا تو لوگون کو قتل کرنے مین بسر کریگا اور کچھ حصہ دن کا جنگلون مین جاکر سورون کو مارنے مین گذاریگا اِسی لئے مرزا صاحب ایسے مسیح ومہدی کو خونریز مسیح اور خونریز مہدی کہتے ہین) سو یاد رہے کہ یہ عقیدہ سراسر باطل ہے بلکہ کسر صلیب سے اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ مسیح موعود ایسے زمانے مین آئیگا جبکہ ہر طرف سے ایسے اسباب پیدا ہو جائینگے کہ جنکی پُرزور تاثیرون سے صلیبی مذہب عقلمندون کے دلون سے گرتا جائیگا وہ حق محض جو خدا نے ہمین سمجھایا ہے یہ ہی کہ مسیح جسکا دوسرا نام مہدی ہے دنیا کی بادشاہت سے ہرگز حصہ نہین پائےگا بلکہ اُسکے لئے آسمانی بادشاہت ہوگی اِسلئے مجھے جو مین مسیح موعود ہون زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہین بلکہ ضرور تھا کہ مین غربت اور مسکینی مین آتا اور یہ جو حدیثون مین آیا ہے کہ مسیح حَکَم ہوکر آئیگا اور وہ اسلام کے تمام فرقون پر حاکم عادل ہوگا سو یہ حکومت اُسکی دین کی نہین ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرح غربت اور خاکساری سے آئیگا سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا تاکہ وہ سب باتین پوری ہون جو صحیح بخاری مین ہین کہ یضع الحرب یعنی وہ مذہبی جنگون کو موقوف کردیگا اور اُسکا زمانہ امن اور صلح کاری کا ہوگا۔ لاٹھی اور تلوار سے ہرگز ہرگز دین دلون مین داخل نہین ہوسکتا خدا کے سچے مسیح اور مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آسمانی نشانون کے ساتھ دین کو پھیلائے تاکہ وہ لوگ شرمندہ ہون جنھون نے خدا کے دین اسلام پر ناحق جھوٹے الزام لگائے سو اِس وجہ سے مین نشانون کے ساتھ بھیجا گیا ہون اور ایک بڑا بھاری معجزہ میرا یہ ہے کہ مین نے بدیہی ثبوتون کے ذریعے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کردیا ہے اور اُنکی جائے وفات اور قبر کا پتہ دیدیا ہے مین اسلئے نہین آیا کہ آپ لوگون کو دنیا کے گندے مال مین مبتلا کرون اور آپ پر ہوا و ہوس کے پورے دروازے کھول دون بلکہ مین اسلئے آیا ہون کہ موجودہ دنیا کے خطا سے بھی کچھ کم کرکے خدا تعالیٰ کی طرف کھینچون پس حقیقت مین آپ لوگونکا میرے آنے سے بہت ہی حرج ہوا یہ بات جلد عقلمند اور منصف مزاج کی سمجھ مین آسکتی ہے کہ پھر ایک مجدد اِن مفاسد کے

دور کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے جو سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ موجب ہلاک اور نیز سب سے زیادہ کثرت مین ہوتے ہین اور انھین خدمات کے مناسب حال اُس مجدد کا نام آسمان پر ہوتا ہے اور جبکہ یہ بات واقعی اور صحیح ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس پُرآشوب زمانے مین جبکہ لوگ چارون طرف سے عیسائیت کی پر زہر تعلیم سے ہلاک ہوئے جاتے ہین بڑا کام مجدد کا یہ ہونا چاہئے کہ اہلِ اسلام کی ذریت کو اِس زہر سے بچائے اور صلیبی فتنون پر اسلام کو فتح بخشے اور جبکہ اِس صدی کے مجدد کا یہ کام ہوا تو بلاشبہہ آسمان پر اُسکا نام کاسر الصلیب ہوا مین زور سے اور دعوے سے کہتا ہون کہ جس کسرِ صلیب کا بخاری مین وعدہ تھا اُسکا پورا سامان مجھے عطا کیا گیا ہے اور ہر ایک عقل سلیم گواہی دیگی کہ بجز اِس صورت کے اور کوئی مؤثر اور معقول صورت کسرِ صلیب کی نہین۔ مسیح موعود کے اِسی امت مین سے آنے پر بہت سی گفتگو کرکے یہ حدیث لکھی ہے لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس اِسکے بعد کہتے ہین کہ چونکہ اِس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے خالی ہوکر ظلم سے بھر گئی ہے پھر اُسکو عدل سے پُر کرنا لہذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے اور وہ مین ہون اکثر لوگون نے قلت تدبر سے ان تین نامون کی وجہ سے تین علٰحدہ علٰحدہ شخص سمجھ لئے ہین اور تین قومین انکے لئے مقرر کی ہین ایک فارسیون کی قوم دوسرے بنی اسرائیل کی قوم تیسرے بنی فاطمہ کی قوم مگر یہ تمام غلطیان ہین حقیقت مین یہ تینون ایک ہی شخص ہے جو تھوڑے تھوڑے تعلق کی وجہ سے کسی قوم کی طرف منسوب کردیا گیا ہے مثلاً ایک حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق مین سے ہین پس اِس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیساکہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا پس گویا کہ وہ نصف اسرائیلی اور نصف فاطمی ہوا ہان میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہین اور وہ یہ ہے خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابناء الفارس

یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ اشکر نعمتی رأیت خدیجتی یعنی تمام حمد اور تعریف اُس خدا کے لئے جسنے تمھین فخر دامادی سادات اور فخر علو نسب جو دونون مماثل اور مشابہ ہین عطا فرمایا یعنی تمھین سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی اور میری نعمت کا شکر ادا کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔

مرزا صاحب اپنی کتابون مین بہت جگہ بیان کر چکے ہین کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ کے رنگ مین بھیجا گیا ہے بہت سے امور مین حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے مشابہت رکھتا ہے یہانتک کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش مین ایک ندرت تھی کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اِس عاجز کی پیدائش مین بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ وہ پیغمبر خدا کو مثیل موسیٰ کہتے ہین اور اپنی ذات کو مثیل عیسیٰ قرار دیتے ہین اُنکا قول ہے کہ جیسا کہ ایک سلسلہ چودہ سو برس کی مدت تک موسیٰ سے لیکر عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا ایسا ہی دوسرا سلسلہ جو خدا کے کلام مین اسکے مشابہ کھڑا کیا گیا ہے اِسی چودہ سو برس کی مدت تک مثیل موسیٰ یعنی حضرت محمدؐ سے لیکر مثیل عیسیٰ بن مریم یعنی مرزا صاحب تک ختم ہوا۔

ایک جگہ فرماتے ہین کہ خدا کے فضل و عنایت سے امام الزمان مین ہون اللہ فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمین حاصل ہوسکے وہ ہم مین سے ہے خواہ عیسائی ہو یا مسلمان مرزا صاحب خدا کی قسم کھا کر کہتے ہین کہ خدا کے عظیم الشان نشان مجھپر بارش کی طرح اُتر رہے ہین اور غیب کی باتین مجھپر کھل رہی ہین ہزارہا دعائین ابتک قبول ہوچکی ہین اور تین ہزار نشان ظاہر ہو چکے ہین اور ہر ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ میرے الہامات اور پیش گوئیان انسان کی طاقت سے بالاتر ہین۔ مرزا صاحب نے ایک رات کشفی حالت مین دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ

معلوم ہوتا تھا مگر خواب مین محسوس ہوا کہ اُسکا نام شیر علی ہے اُسنے مرزا صاحب کو ایک جگہ لٹا کر اُنکی آنکھین نکالی ہین اور صاف کی ہین اور میل و کدورت اُنمین سے پھینک دی ہے اور ہر ایک بیماری اور کوتہ بینی کا مادہ نکالدیا ہے اور مصفا نور جو آنکھون مین سے پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اُسکو ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر فرشتہ غائب ہو گیا اور مرزا صاحب اُس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گئے اور کہتے ہین کہ ایک بار مجھکو کشفی طور پر دکھایا گیا کہ مین نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستون کے لئے لکھے ہین اور پھر تمثیل کے طور پر مین نے خدا کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھدیا کہ وہ اُسپر دستخط کر دے سو خدا نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اُسکو جھاڑ دیا اُسکے قطرے میرے کپڑون پر پڑے جنکو مین نے بچشم خود دیکھا۔

ایک بار عالم کشف مین دیکھا کہ مین نے بشمبر داس کھتری کے نوشتۂ قضا و قدر کی نصف قید کو اپنے قلم سے کاٹ دیا مگر بری نہین کیا ایک بار کشف مین دیکھا کہ وہ اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہین۔

ایک بار حالت کشفی مین اللہ کی روح اُنپر غالب ہو گئی اور اُسنے اپنے وجود مین مرزا صاحب کو پنہان کر لیا اور اُنھون نے اِس حال مین دیکھا کہ وہ نئے نظام اور نئے آسمان اور نئی زمین کے پیدا کرنے پر قادر ہین پھر اُنھون نے آسمان و دنیا کو پیدا کیا الی آخرہ۔

لکھتے ہین کہ ایکبار مجھے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا یلاش خدا کا نام ہے یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ ابتک مین نے اُسکو اِس صورت پر قرآن اور حدیث مین نہین پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب مین دیکھا اُسکے معنے مجھپر یہ کھولے گئے کہ یا لا شریک۔ الہام مین بار بار میرا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۶۱ مین الہام ہے سلام علی ابراہیم صافینا ہ الخ۔

جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیونکو دعائین

سکھلائیں تھیں مرزا صاحب کو بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علی محمد وآل محمد وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی اجتہادی باتوں کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔

مرزا صاحب پر کئی بار عدالتوں میں مقدمات بھی دائر ہوئے مگر نہایت کشاکش کے بعد وہ ہر ایک مقدمے میں آخر کار بری ہو گئے ان مقدمات کو رہا بتلا کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں بعض مقدمات اُنپر اپنے سخت لہجہ کی وجہ سے اور بعض کسی کی موت یا ذلت کی پیش گوئی کے سبب سے عائد ہوئے۔

ڈاکٹر ھنری مارٹن کلارک کے اقدام قتل کا مقدمہ اُنپر دائر کیا گیا جو ڈپٹی کمشنر ضلع گورداس پور کی عدالت سے ۲۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کو خارج کیا گیا بری کرنے کے حکم کے آخر میں مرزا صاحب کے حق میں نوٹس بطور تہدید کے لکھا گیا کہ ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جسکو اُنھوں نے خود پڑھ لیا اور اُسپر دستخط کر دیے ہیں باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ اُن مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کیے ہیں جنسے اُن لوگونکی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات اُن کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں جو اثر اُن کی باتوں سے اُن کے بے علم مریدوں پر ہو گا اسکی ذمہ داری اُنہی پر ہو گی اور ہم اُنھیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کرینگے وہ قانون کی زد سے بچ نہیں سکتے بلکہ وہ اُس کی زد کے اندر آ جاتے ہیں۔

مرزا صاحب نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت یہ پیش گوئی کی کہ وہ روز ختم مباحثہ سے ۱۵ مہینہ تک ہاویہ میں ڈالا جائیگا جبکہ آتھم ۱۵ مہینہ کے اندر فوت نہیں ہوا تو مرزا صاحب نے تاویل کی کہ الہام حق کی طرف رجوع کی شرط سے وابستہ تھا عیسائیوں نے مرزا صاحب کی تکذیب کی اور اس تاویل کو نہ مانا تو اُنھوں نے چار ہزار روپیہ اس بات کے لئے دینا کیا

کہ وہ مجلس مین قسم کھا جائے کہ اُسنے دل مین خدا کی طرف رجوع نہین کیا مگر آتھم نے قسم کھانے سے صاف انکار کر دیا مرزا صاحب کہتے ہین کہ الہام مین پیش از وقت شائع کیا گیا تھا کہ آتھم رجوع سے فائدہ اُٹھائے گا لیکن اگر گواہی کو پوشیدہ کریگا تو پھر جلد پکڑا جائیگا اور فوت ہو جائیگا اُسنے شرط پر عمل کیا تو بہ قدر اُس عمل کے تاخیر ہو گئی اور جب گواہی کو چھپایا تو پکڑا گیا اور آخری اشتہار سے چھ ماہ بعد فوت ہو گیا اگر وہ اُس غیرت اور خاموشی اور خوف پر قائم رہتا جو اُس نے پیش گوئی کی میعاد مین اختیار کی تھی تو اُسکو لمبی زندگی دیجاتی اور وہ بیس برس تک اور زندہ رہتا۔

ایک آریہ لیکھرام کی موت کی نسبت پیش گوئی کی کہ وہ چھ برس کے اندر ہلاک کیا جائیگا وہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایسے وقت مین مارا گیا کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی مین ابھی ڈھائی سال باقی تھے مرزا صاحب کہتے ہین کہ جس طرح گوسالہ سامری کے کٹنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بڑی عزت پائی تھی اِسی کے مطابق اِس بندے کی عزت کو بھی اللہ نے زیادہ کیا اور جس طرح گوسالہ بنانے کے بعد خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر طاعون بھیجی تھی اِسی طرح لیکھرام کے مرنے کے بعد بھی اِس ملک مین طاعون پھیلی عبداللہ آتھم کی پیش گوئی جمالی تھی اور لیکھرام کی جلالی۔ یہ پیش گوئی مجھ مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مشترک ہے اور لیکھرام کا حال کسرے یعنی خسرو پرویز سے مشابہ ہے اور جیسا کہ تمام مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ کسریٰ کا مارا جانا ایک بڑا معجزہ تھا ایسا ہی اگر مسلمان چاہین تو گواہی دے سکتے ہین کہ لیکھرام کا مارا جانا بھی ایک بڑا معجزہ تھا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے گورنمنٹ تک یہ شکایتین پہونچائین کہ مرزا صاحب گورنمنٹ انگریزی کے بدخواہ ہین اور بغاوت کے خیالات رکھتے ہین تو اُنھون نے اعلان کیا کہ جس فرقے کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا مقرر کیا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اِس فرقے مین تلوار کا جہاد بالکل نہین

اور نہ اسکا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو جائز سمجھتا ہے اور قطعًا اِس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیان کی جائین یہ نظم بھی اُنھون نے بنائی ہے ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگون کا اب اختتام ہے

اُنھون نے ۱۱ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ایک درخواست شائع کی جس مین گورنمنٹ انگریزی پر ظاہر کیا ہے کہ اِس ملک کے مسلمان مجھے اِس وجہ سے بھی کافر کہتے ہین کہ مین نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور یہ لوگ مجھے اِس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے ہین کہ مین نے خدا کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا ہے اور اُس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہین آخر درخواست مین تحریر کرتے ہین کہ مین سلطنت انگریزی کے مقابل سلطنت روم کو بھی نہین پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے متبعون کا نام فرقہ احمدیہ اور احمدی مذہب کے مسلمان رکھا ہے وہ کہتے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد دوسرا احمد انمین سے محمد جلالی نام تھا اور اِس مین یہ مخفی پیش گوئی تھی کہ آنحضرت اُن دشمنون کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنھون نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانونکو قتل کیا لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین آشتی اور صلح پھیلائینگے اور خدا نے اِن دو نامون کی اسطرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکے کی زندگی مین اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر و شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینے کی زندگی مین اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفونکی بی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیش گوئی کی گئی کہ آخری زمانے مین پھر اسم احمد ظہور کریگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جسکے ذریعہ سے احمدی صفات ظہور مین آئینگی اور تمام لڑائیونکا خاتمہ ہو جائیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

دو بروزوں کی حاجت پڑی ایک بروز محمدی موسوی دوسرا بروز احمدی عیسوی بروز محمدی موسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت محمدیہ کا نام مہدی رکھا گیا اور ہلاک ملل باطلہ کے لئے بجائے سیف کے قلم سے کام لیا گیا اور بروز احمدی عیسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت احمدیہ کا نام مسیح اور عیسیٰ رکھا گیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ہماری مجلس خدا نما ہے اُنکو خدا کی طرف سے عربی فارسی اُردو انگریزی میں الہام ہوتا ہے کبھی ایک ہی سلسلہ الہام میں ایک وقت میں کئی زبانوں کے الفاظ ہوتے ہیں۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۱) لا تخف انك انت الاعلی یعنی کچھ خوف مت کر کہ تو غالب ہے۔

(۲) بکرٌ و ثیبٌ۔ مرزا صاحب اس الہام کے یہ معنے بیان کرتے ہیں کہ خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائیگا جنمیں سے ایک بکر ہوگی دوسری بیوہ

(۳) ایک زمانے میں مرزا صاحب کا دل بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تاہل سے سخت کارہ تھا اور عیالداری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی تو اس حالت کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا سے ہر چہ باید نو عروسے را ہمہ ساماں کنم (یعنی اِس شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمے رہے گا)۔

(۴) یا احمد اسکن انت وزوجك الجنۃ۔

(۵) قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے بنا بنایا توڑ دے کوئی اسکا بھید نہ پاوے۔

(۶) دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں الا ان نصر اللہ قریب فی شائل مقیاس دین یو ول یو گو ٹو امرتسر ہماننگ الہام کی عبارت ہے مطلب اِسکا یہ ہے کہ دس دن کے بعد روپیہ آئیگا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لیے اُونٹنی دُم اُٹھاتی ہے تب اُسکا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہی دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔

(۷) اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اُٹھاؤنگا دنیا میں ایک

نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

(۸) ایک عزت کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب لک خطاب العزۃ ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

(۹) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

مرزا صاحب اپنی دعا کے ضمن مین خدا سے خطاب کرتے ہین تو نے ہی اس چودھوین صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ اُٹھ کہ مین نے تجھے اس زمانے مین اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیون کو دنیا مین پھیلانے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا اور تو نے ہی مجھے کہا کہ تو میری نظر مین منظور ہے مین اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہون تو نے ہی مجھے فرمایا کہ تو وہ مسیح موعود ہے جسکے وقت کو ضائع نہین کیا جائے گا۔ اور تو نے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا کہ تو مجھسے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ تو میری درگاہ مین وجیہ ہے مین نے اپنے لئے تجھے اختیار کیا۔

مرزا صاحب نے البدر مورخہ ۱۹۔ جولائی ۱۹۰۶ء مین شایع کرایا تھا کہ میرا کام یہی ہے کہ مین عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دون اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دون پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہون اور یہ علت غائی ظہور مین نہ آئے تو مین جھوٹا ہون۔

مرزا صاحب نے مباہلے کے مقابلے مین جس مین لعنت ہوتی ہے اعجازی مقابلہ ایجاد کیا ہے کہ فصیح و بلیغ عبارت اُس حد تک لکھی جائے کہ کوئی مخالف اُسکی نظیر بنانے پر قادر نہو۔

مرزا صاحب تحفہ گولڑویہ مین لکھتے ہین کہ ہنود اپنے گذشتہ اوتارون کے نامون پر آئندہ اوتارون کے انتظار کرتے رہے ہین اور اب بھی آخری اوتار کو جس کو کلکی اوتار کے نام سے موسوم کرتے ہین کرشن کا اوتار مانتے ہین اور کہتے ہین کہ جیسا کہ کرشن کی صفات مین سے رودر گوپال ہے یعنی سورونکو ہلاک کرنے والا اور گؤون کو پالنے والا ایسا ہی کلکی اوتار ہوگا یہ ایک کرشن کی صفات کی نسبت استعارہ ہے کہ وہ درندون کو ہلاک کرتا تھا یعنی سورون اور بھیڑیون کو

...کہ یہ قواعد ہیئت کے مطابق نہین یہ عذرات بالکل فضول ہین معجزات ہمیشہ خارق عادت ہی ہوا کرتے ہین ورنہ وہ معجزات کیسے کہلائینگے اگر وہ ...

اور گایون کو پالتا تھا یعنی نیک آدمیون کو اور مراد اس سے یہ ہے کہ زمانے کا دور یہی ایسا آجائے گا اور آسانی ہوا شریرون کو نابود کرتی جائیگی اور نیک بڑھینگے اور پھولینگے اور زمین کو پُر کر دینگے تب اس مسیح پر ردر گوپال کا اسم صادق آئے گا اور مین جو وہی مسیح اور مظہر صفات مذکورہ ہون اسلئے کشفی طور پر مجھے ایک شخص دکھایا گیا گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے وہ میرے سامنے کھڑا ہوا اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ ہے رُدر گوپال تیری استت گیتا مین لکھی ہے اس وقت مین سمجھا کہ تمام دنیا ایک رُدر گوپال کا انتظار کر رہی ہے خدا نے کشفی حالت مین بار ہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قدیم مین کرشن نام ایک شخص جو گذرا ہے وہ خدا کے برگزیدون اور اپنے وقت کے نبیون مین سے تھا اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مین ہون کرشن کی دو صفت ہین ایک رُدر یعنی درندون اور سورون کو قتل کرنے والا یعنی دلائل اور نشانون سے دوسرے گوپال یعنی گایون کا پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکون کا مددگار اور یہ دونون صفتین مسیح موعود کی صفتین ہین مرزا صاحب کی اس آخری الہامی حجت کی داد دینے کو جی چاہتا ہے اس نئی تثلیث نے مسلم عیسائی اور اہلِ ہنود سب کو اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے عقیدے اور رسم و رواج پر قائم رہنے کے باوجود ایک ہی سلسلے مین منسلک کرنے اور سہ رنگی بھیڑون کا ایک گلہ بنانے اور بالآخر نجات دلانے کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اول اول دعوئ مجددیت کیا پھر ظلی طور پہ مسیح موعود ہوئے پھر بروزی مسیح موعود بنگئے جب ترقی ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہو گئے اسی اثنا مین مہدی حَکَم۔ کاسر الصلیب امام الزمان وغیرہ وغیرہ بھی بنتے رہے حتی کہ کرشن ہونے سے بھی نہ چوکے نخوۂ شدہ انکی لَے یہانتک بڑھی کہ اصلی مسیح موعود ہو گئے جب یہ دعویٰ بھی فیاضی کے ساتھ انکی جماعت نے تسلیم کر لیا تو پھر حضرت مسیح سے بھی افضل ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ انکا شعر ملاحظہ ہو۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلام احمد ہے

جب خوش اعتقادون نے اسپر بھی اُلٹ نہ کی تو مرزا صاحب تھے آدمی سمجھدار اُنھون نے خیال کیا کہ جب مصدقین اس بڑی طرح اپنی عقلون کو آم پہ اور ہمارے کلام پر نثار کر رہے ہین تو اب کور کسر انتظار رکھنے کی کوئی وجہ نہین چنانچہ اُنکو فوراً الہام ہوا انت منی بمنزلتہ اولادی اولاد کے بننے کے بعد اب خداے تعالیٰ کے ساتھ بے تکلف دوستی ہوتی ہے چنانچہ اپنے رسالہ ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ مین لکھدیا کہ خداے تعالیٰ اس عاجز سے بہت قریب ہوجاتا ہے اورکسی قدر پردہ اپنے روشن چہرے سے اُتار دیتا ہے اورمین اپنے تئین ایسا پاتا ہون کہ گویا کوئی مجھ سے ٹھٹھا کر رہا ہے۔ لیجیے جب ٹھٹھے بازی تک نوبت پہونچ چکی تو اب برابر کی دوستی مین کیا شبہہ رہا۔ اسکے بعد مرزا صاحب عین خدا ہو جاتے ہین چنانچہ الحکم مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۹۰۵ء مین مرزا صاحب کا الہام لکھا ہے انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون مرتبۂ کن فیکون حاصل ہونے کے بعد انہین اورخداے تعالیٰ مین کیا فرق رہا۔ دیکھیے سلسلہ کہانسے شروع ہوا اور اِسکا خاتمہ کہان ہوا۔ پھر لطف یہ کہ اسکے بعد بھی مجددیت کے پردے کی آڑ لیتے رہے اور مثیل مسیح موعود اور مثیل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو لکھتے رہے۔

غرض کہ مرزا صاحب اپنی تحریرات کے بموجب خدا بھی تھے خدا کی اولاد بھی تھے اور خدا کے دوست بھی تھے۔ کرشن بھی تھے۔ مہدی بھی تھے۔ مجدد بھی تھے۔ مسیح بھی تھے۔ ظلی نبی بھی تھے اور نہ معلوم کیا کیا تھے انپر ایمان فرض بھی تھا کیونکہ نبی تھے اور بالکل فرض نہ تھا کیونکہ صرف مجدد تھے۔ غرض مرزا صاحب سب کچھ تھے۔ اقوال مین تناقض بھی تھا زبانی جمع خرچ کے لحاظ کے پکے دیندار تھے عمل کے لحاظ سے دنیاداری کی بھی انکے سامنے ہستی نہ تھی۔ مرزا صاحب کیا تھے سراسر گلدستۂ عجائب تھے لیکن جو خوش اعتقادی انکی نسبت قائم ہو چکی تھی وہ نہ گئی پر نہ گئی۔ بعض باتون کو بعد مین مرزا صاحب نے خود منسوخ کیا۔

فرماتے ہین کہ جس جس جگہ مین نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا صرف ان معنون سے کیا

کہ میں مستقل طور پر شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ نہ میں بلاواسطہ نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اسکا نام پاکر اسکے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں ان معنوں سے رسول اور نبی ہونے سے انکار نہیں کرتا (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷)۔

ملا عبد اللطیف خوست کو امیر حبیب اللہ خان والی کابل نے اسلام سے پھر جانے اور مرزا صاحب قادیانی کو پیغمبر قبول کر لینے اور پیغمبران علیہم السلام کی توہین کرنے اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سخت گندی گالیاں دینے کی پاداش میں باوجود توبہ کی مہلت کے سنگسار کرا دیا کیونکہ شریعت اسلام میں تاکیدی حکم ہے کہ ایسے شخص کو سنگسار کیا جائے پس مفتیان شریعت کے فتوے کے مطابق ایسا کیا گیا۔

مرزا صاحب نے بڑے شد و مد سے دعویٰ کیا تھا کہ میرا ایک عورت سے نکاح ہونا ضرور ہے جو آسمان پر اُنسے پڑھا جا چکا تھا مگر وہ بی بی باوجود ہزار کوششوں کے اُنکے نکاح میں نہ آئی بلکہ اُس زمانے سے آجتک ایک دوسرے شریف آدمی کی بی بی ہے۔

مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ اب آسمانی منکوحہ کے ملنے کی کوئی امید نہیں تب اُنھوں نے حقیقۃ الوحی میں لکھدیا کہ خدا جس خبر اور وعدے کو چاہے پورا کردے اور جسکو چاہے باطل کردے اور بہت سی پیش گوئیاں اُنکی موت سے باطل ثابت ہوگئیں مثلاً

(۱) مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں فوت نہوا تو میں دجال اور کذاب (اشتہار مرزا صاحب مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء)۔

(۲) جوانی کا واپس آنا (بدر مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۶ء)۔

(۳) ڈاکٹر عبد الحکیم میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نیست و نابود ہوجائے گا (تبصرہ مورخہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء)۔

(۴) مرزا صاحب کی عمر ۹۵ سال کی ہوگی (الحکم ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء)۔

(۵) قیامت خیز زلزلہ آنے کو ہے (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء)۔

(۶) غلام حلیم اور یحییٰ کی بشارت (تبصرہ)۔
(۷) عالم کباب کی پیدایش جسکے پیدا ہوتے ہی تمام عالم کے لئے تباہ ہو جانا تھا اور پھر مرزا ئیون کی فتح اور خوشی ہونی تھی (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء)۔
(۸) دوبارہ زندگی منسوخ شدہ زندگی (البدر ۲۳ - اپریل ۱۹۰۵ء)۔
(۹) دو خواتین مبارکہ تیرے نکاح مین آئینگی جنکو تو نصرت جہان بیگم کے بعد پائیگا اور اُن سے تیری نسل بکثرت ہوگی (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) ان پیش گوئیون کے وقوع مین آنے سے پیشتر - ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۵ - ربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری کو دس بجکر دس منٹ پر بوقت صبح لاہور مین عارضۂ ہیضہ بادر گردہ سے انتقال کیا تاہم اُنھین اپنے کام مین خاصی کامیابی ہوئی اور لاکھون تک اُنکے مریدون کی تعداد پہونچ گئی جن مین کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ اور بڑے بڑے تاجر شامل ہین [1]

تنبیہ - مرزا صاحب نے علمائے اہلِ سنت والجماعت کو جن الفاظ سے یاد کیا ہے اُس سے زیادہ گندے الفاظ کسی کو میسر نہین آسکتے چنانچہ ملاحظہ فرمایئے قصائد احمدیہ وغیرہ - خبیث - شیطان - مضل - کذاب - ناری - غوی - اجہل - احمق شقی - ذئب کلب - ملاعین - اشرار لئام - فتان - دجال مفتری اوباش بے ایمان - بے حیا - وغیرہ وغیرہ مولوی نذیر حسین دہلوی نے مرزا صاحب کے حق مین تکفیر کا فتویٰ لکھا ہے جس پر بہت سے علما کی تصدیق ہے اُس مین اُنھون نے بیان کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اہلِ سنت سے خارج ہین اُنکا عمل اور طریق ملحدین باطنیہ وغیرہ اہلِ ضلال کا طریق ہے اُنکے دعوے واشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق سے اُنکو تیس دجالون مین سے جنکی خبر حدیث مین وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہین اب مسلمانونکو چاہیے کہ اُن سے احتراز کرین اور اُنسے دینی معاملات نکرین جو اہلِ اسلام مین باہم ہونے چاہیین اُنکی صحبت اختیار کرین اور نہ اُنکو ابتدائً سلام کرین اور نہ اُنکو دعوت مسنون مین بلائین اور نہ اُنکی دعوت قبول کرین اور نہ اُنکے پیچھے اقتدا کرین اور نہ اُن کے جنازے کی نماز پڑھین۔

[1] یہ تمام بیان اول سے آخر تک مرزا صاحب کے معتقد مؤلف کی کتاب سے انتخاب کیا گیا ہے اصل عبارت کو بقدر ضرورت نقل کیا گیا ہے ۱۲ منہ

جون سنہ ۱۹۰۹ء مین ریاست رامپور مین علمائے اسلام اور جماعت احمدیہ قادیانی مین نہایت عمدہ مناظرہ ہوا۔ اس مناظرے کے دوران مین ایک نیا مسئلہ جماعت احمدیہ قادیانی سے معلوم ہوا کہ سات برس کے بعد ہر انسان کا جسم بدل جاتا ہے۔
مرزا صاحب کی مسند خلافت پر حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی کے نام سے ہین اور بیعت توبہ اور بیعت اطاعت لیتے ہین۔

فرقۂ دہم اہلِ قرآن

فرقہ اہلِ قرآن کا مذہب جو کہ چند سال سے مسلمانون مین ایک نیا مذہب جاری ہوگیا اس مین اکثر لوگ پنجاب و صوبہ سرحدی و ہندوستان وغیرہ کے شامل ہوچکے ہین اس جدید مذہب کی بنیاد مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے ڈالی ہے اسلئے عام لوگ اس مذہب والونکو بھی چکڑالوی کہتے ہین یہ گروہ ابھی اسلام کے متعدد فرقون مین شمار کئے جانے کے لائق نہین ہوا کیونکہ اس کے معدودے چند پیرو جن مین سے اکثر ناخواندہ ہین صرف لاہور یا اسکے مضافات مین پائے جاتے ہین اور اُنکے عقائد یہان سے آگے نہین بڑھ سکے لیکن اسمین شک نہین کہ انکے اکثر عقائد تمام فرقہائے سابقہ اور موجودہ سے مختلف ہونے کے باعث بہت عجیب ہین دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کے آخر مین جب مین لاہور کو گیا تھا تو اُن سے ملا تھا اور مغرب کی نماز پڑھتے اُنکو دیکھا تھا خود سب سے پیچھے مسجد کے ستون سے تکیہ لگا کر کھڑے ہوئے پڑھے اُن کے ایک بہت ہی غریب آدمی کے سے تھے اور چہرے پر کوئی رئیسانہ شان نہ تھی اور ساتھ ہی اسکے قد و قامت اور بشرے پر وجاہت کے آثار نہین پائے جاتے بلکہ خاکساری برستی ہے یہی حال اُنکے معتقدین کا دیکھا گیا مجھے اُنھون نے اپنے بنائے ہوئے چند رسائل دئے جنکا استنباط ہدیۂ ناظرین کرتا ہون

اہل قرآن کی مذہبی کتابیں ایک حدیث
مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی
(۶) رسالہ مناظرہ واپن
کما جاری آیات بینات
(۵) رسالہ الدرود و الصوم
(۴) رسالہ اشاعۃ القرآن
القرآن بآیات الفرقان
مطلوۃ القرآن بعبادۃ
(۳) الصلوۃ (۲) برہان الفرقان
(۱) رسالہ ترجمہ و تفسیر
ان کے رسالے یہ ہیں
ط

اُنکے نزدیک مسلمانون کی موجودہ نماز اور اُسکے کلمات و تسبیحات کا پڑھنا کفر ہے اسی لئے اُنھون نے اپنے گروہ کے لئے ایک نئی نماز بنائی ہے جو دیگر اہل اسلام کی نماز سے بالکل مختلف ہے جو بات بالفظ قرآن شریف مین صاف مذکور نہین اُن کے نزدیک وہ لغو اور ناقابل عمل ہے خواہ معتبر احادیث - تواریخ یا تواتر سے اسکا ثبوت کامل موجود ہو اُن کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی یا رسول سے افضل نہین بلکہ انبیا سب برابر ہین انبیا کے نام کے ساتھ علیہ السلام کی جگہ سلام علیہ کہتے ہین اور السلام علیک کی جگہ سلامٌ علیک بولتے ہین گروہ اہل قرآن نے ارادہ کیا ہے کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھی جائے اُسے نہ کھا لین انھین اعتراض یہ ہے کہ یہ تکبیر قرآن مین کہین نہین پائی جاتی اور علاوہ اسکے بسم اللہ بھی پوری نہین غرض قرآن کی کوئی اور آیت پڑھی جائے اسلئے کئی چکڑالویون نے ذبیحہ کھانا چھوڑ دیا ہے۔

(**طریق نماز**) عام مسلمان جو نماز پڑھتے ہین یہ قرآن مجید کے مطابق نہین اللہ تعالیٰ نے نہین بتائی بلکہ انھون نے اصل نماز کو بدل ڈالا ہے صرف قرآن مجید ہی کی سکھائی ہوئی نماز پڑھنی فرض ہے اور اسکے سوا اور کسی طرح کی نماز پڑھنا کفر و شرک ہے قرآن مجید ہی نے نماز کی تعلیم دی ہے اور دیگر کسی ذریعہ سے تعلیم نہین دی اس آیت مین واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین یعنی قائم رکھو نماز اور شرک کرنے والون سے نہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگون کو مشرک کہا ہے جنھون نے خدا کی سکھائی ہوئی نماز کو چھوڑ کر اپنی نماز بنالی حضرت کی جن لوگون مین پیدایش و پرورش ہوئی اُن مین بھی یہی نماز مروج تھی وہ لوگ نماز پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے حج کرتے تھے کعبے کو اپنا قبلہ جانتے تھے یہ لوگ مسلمان تھے نماز کے ارکان قیام رکوع قومہ سجدہ جلسہ قعدہ ان مین ٹھیک طور پر جاری تھے لیکن اذکار نماز ان کے صحیح نہ تھے اور آسمانی کتاب صحف ابراہیم کی دعائین وہ چھوڑ بیٹھے تھے اور اپنے امامون محدثون کی بنائی ہوئی دعائین پڑھتے تھے اور ان مین بھی آج کل کے مسلمانونکی طرح

احادیث موجود تھیں جن کو وہ ابراہیم اسماعیل و اسحاق کے اقوال و افعال و تقاریر یقین کرتے تھے چونکہ خاتم النبیین نے انہی لوگون مین پرورش پائی تھی اِس لئے یقینی امر ہے کہ جو نماز آپ کے بزرگ ادا کرتے تھے وہ آپ کو بھی بچپن سے سکھائی گئی تھی اِس نماز مین بھی قیام رکوع سجود موجود تھے اور اِسی لئے اِن ارکان کی کیفیت آپ خود بھی خوب جانتے تھے آپ کے اصحاب بھی جانتے تھے نہ جبرئیل نمونے کی ضرورت تھی اور نہ ہی آپ کو نیا نمونہ بننے کی ضرورت تھی نمونہ پہلے ہی سے موجود تھا صرف اذکار مین کچھ ردوبدل واقع ہوگیا تھا جسکو رفع کردیا گیا لیکن دفعۃً نہین بلکہ بتدریج اور رفتہ رفتہ اشد خوف کی حالت مین دو رکعتین یعنی اور اشد اطمینان کی حالت مین چار رکعات اور اشد خوف و اطمینان کے بین بین کی حالت مین دو اور چار کا مابین یعنی تین رکعات بحالت امن سفر مین قصر نماز جائز نہین بحالت خوف جائز ہے اور انا اعطیناک الکوثر مین وانحر سے اونٹ کی قربانی کا حکم نہین بلکہ مراد نماز مین سینہ کھولکر کھڑا ہونا ہے تکبیر کے ساتھ اپنے کان پکڑنے فرض ہین یہ اقرار جرم و توبہ کی علامت ہے اماموں اور راویون کے مقلد نماز مین کانون کو نہین پکڑتے وہ کانون یا مونڈھو نتک ہاتھ اُٹھاتے ہین ترتیب ارکان نماز کی یہ ہے کہ قیام مین داہنا ہاتھ بائین ہاتھ کی کہنی تک ملاکر دونون دل پر رکھے جائین رکوع و قومہ مین قیام کی طرح ہاتھ باندھے جائین اور اللہ اکبر کی بجائے تکبیر یہ ہے وان اللہ ھو العلی الکبیر نماز جمعہ اور عیدین سے پہلے کھڑے ہوکر خطبے مین قرآن مجید مع ترجمہ سنایا جائے سب آیات ظہر و عصر کے سوا تمام ہر روزمرہ کی نماز دن اور جمعہ اور عیدین مین اِسقدر بلند آواز سے نماز پڑھانے والا پڑھے کہ جسکو اُسکے سوا دوسرے ساتھ کے نمازی بھی سن لیں اور ہر ایک رکن قیام رکوع قومہ سجدہ جلسہ قعدہ سلام وغیرہ مین یکسان بلند آواز سے پڑھی جائین مگر تکبیر و سلام ظہر و عصر مین بھی بلند آواز سے پڑھے جائین اور قرآن مجید سے یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ کوئی شخص نمازیون کے آگے اکیلا کھڑا ہوا ور نہ ہی امام کا لفظ نماز کے متعلق

کتاب اللہ مین کسی جگہ آیا ہے پس نماز پڑھانے والے کو بھی دوسرے نمازیون کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے آگے کھڑا ہونا ہرگز جائز نہین اور نہ اذان مروجہ کا قرآن مجید مین کوئی ذکر ہے اِس لئے اذان کا کہنا ناجائز ہے ہان ندا اور منادی کے الفاظ مذکور ہوئے ہین لیکن اِن سے مراد پانچون اوقات مین موجودہ اذان یہ بھی دیگر رسوم کی طرح ایک رسم ہے۔ قیام رکعت اول مین پڑھے انی وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ان صلوٰتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك امرت وانا اول المسلمين ربنا عليك توكلنا واليك انبنا واليك المصير ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا واغفر لنا ربنا انك انت العزيز الحكيم نفلی آیات قیام اول مین پڑھے على الله توكلنا ربنا لا تجعل فتنة للقوم الظالمين ونجنا برحمتك من القوم الكافرين ربنا لا تجعلنا من القوم الظالمين اور قیام ہر رکعت مین بسم اللہ اور الحمد اور قل هو الله پڑھے رکوع مین پڑھے سبحان ربنا ان كان وعد ربنا لمفعولا الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل ربنا اصرف عذاب جهنم ان عذابها كان غراما انها ساءت مستقرا ومقاما ربنا وسعت كل شيء رحمة وعلما فاغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم ربنا وادخلهم جنت عدن التي وعدتهم يومئذ فقد رحمته وذلك هو الفوز العظيم رکوع مین نفلی دعا ئین پڑھے ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما قومہ مین پڑھے ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته وما للظالمين من انصار ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان ان آمنوا بربكم فامنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد سجدۂ اول و دوم مین رکوع کی سب آیات پڑھی جائین۔ اور جلسہ مین قومہ کی

سب آیات پڑھی جائیں قعدہ میں پڑھے ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیه ان اللہ لا یخلف المیعاد وسع ربنا کل شیء علما علی اللہ توکلنا ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ربنا اتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار قعدہ میں یہ نفلی دعائیں پڑھے ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ربنا امنا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین درود یعنی سلام تمام رسولوں پر سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین اخیر قعدہ کے آخر میں نفلی دعا پڑھے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم خاتمے پر دائیں بائیں اس طرح سلام کرے سلام علیک کتب ربکم علی نفسه الرحمة انه من عمل منکم سوءا بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحیم نفلی آیات سے یہ مراد ہے کہ اُنکے پڑھنے سے ثواب ہو اور اگر نہ پڑھی جائیں تو پھر بھی نماز ہو جاتی ہے (حدیث) یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی نبی نے ماسوا کتاب اللہ کے کوئی قولی یا فعلی یا تقریری حدیث اپنی امت میں جاری کی ہو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ نے ماسوائے کتاب اللہ کے بھی احکام بتائے ہیں وہ حقیقت میں خاتم النبیین پر سب کرتے ہیں کتاب اللہ کے مقابلے میں انبیا اور رسولوں کے اقوال وافعال یعنی احادیث قولی وفعلی وتقریری پیش کرنے کا مرض ایک قدیم مرض ہے اور جس طرح مختلف فرقے

آج کل قرآن مجید کے مقابلے مین احادیث پیش کرتے ہین اور اُنکو محمد رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب کرتے ہین یہی حال اُن لوگون کا تھا جو آپ کے مقابل و مخاطب تھے وہ بھی یقیناً اہلِ حدیث ہی تھے کیونکہ ابراہیمؑ اسماعیلؑ سلیمانؑ یعقوبؑ اسحاقؑ کی احادیث کتاب اللہ کے مقابلے مین پیش کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن انبیا کی ایسی احادیث سے بریت ظاہر کی اور اُن احادیث کو کفر و شرک کہا اور لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ یعنی البتہ اگر تو شرک کریگا تو تیرے تمام عمل برباد ہو جائینگے اس آیت مین بھی مشرکانہ افعال و اقوال مراد ہین جسطرح شرک فی العبادۃ موجب عذاب ہے اسی طرح شرک فی الحکم یعنی مسائل مین سواے اللہ تعالیٰ کے اور کا حکم ماننا بھی اعمال کا باطل کرنے والا باعث ابدی و دائمی عذاب ہے اس وجہ سے احادیث رسول کو نہ ماننا چاہیئے نہ صرف زمانۂ محمد رسول اللہ کے لوگ ہی کتاب اللہ کے مقابلے مین احادیث پیش کرتے تھے بلکہ یہ ملعون کام اس سے بھی پرانا ہے فرعون بھی اہلِ حدیث ہی تھا اور موسیٰؑ کے مقابلے مین یوسفؑ کی احادیث پیش کرتا تھا اور انکو ختم المرسلین جانتا تھا اور موسیٰؑ کو دعویٰ رسالت کرنے کی وجہ سے کافر کہتا تھا اور انکی رسالت سے انکار کرتا تھا حدیث مین صرف ایک خوبی ہے جسکی وجہ سے لوگ اسپر مائل اور فریفتہ ہوتے ہین اگرچہ وہ خوبی جھوٹی اور بے بنیاد ہے اور وہ یہ ہیکہ آنحضرت محمد رسول اللہؐ کے پیارے نام کی طرف منسوب کی جاتی ہے اگر اسمین یہ خوبی نہوتی تو اسکی بُری صورت کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتا رسول اللہؐ اور آپ کی ازواج مطہرات کی جسقدر ہتک اور اہانت ان محدثین اور راویون نے دوستی کے پیراے مین کی ہے شاید کوئی دشمنی کے پیرائے مین بھی نکرتا۔

(قرآن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمان برداری کا ثبوت)

محمد کے سوا قرآن مجید کو بھی کتاب اللہ ہی رسول اللہ کہا گیا ہے اور جس رسول کی فرمان برداری کا حکم ہوا ہے وہ خاص قرآن مجید ہی ہے اور قرآن کریم اور رسول واجب الاتباع دو چیزین نہین ہین بلکہ ایک ہی شے ہے قرآن مجید اور محمد رسول اللہ صرف بیشک دو چیزین ہین لیکن آپکی فرمانبرداری کا حکم قرآن مجید مین کسی جگہ نہین ہوا بلکہ جس

رسول کی فرمانبرداری کا حکم ہوا ہو اُس سے مراد صرف قرآن مجید ہی ہے اور بس آیت ذیل مین قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم رسول سے مراد قرآن مجید ہی ہے محمد رسول اللہ اِس جگہ مراد نہین ہو سکتے کیونکہ وہ صرف اپنے ہی زمانے کے لوگون کے پاس آئے تھے آج کل کے لوگون کے پاس نہین آتے اور قرآن ہر زمانے مین موجود ہے اور ہر زمانے کے لوگون کے پاس نسلاً بعد نسل چلا آتا ہو اور قرآن مین جس جگہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول آیا ہے اُس جگہ رسول سے مراد قرآن مجید ہے یہی حال اذا دُعوا الی اللہ ورسولہ کا ہو اور ماحرم اللہ ورسولہ مین بھی رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہین کیونکہ اس مین یہ بیان ہوا ہو کہ رسول حرام کرتا ہے لیکن محمد کسی چیز کو حرام کرنے کے مجاز ہی نہ تھے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی تو کہہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تم سے اللہ محبت کریگا اِس آیت مین کوئی قرینہ اِس امر کا موجود نہین کہ اس آیت کے مخاطب خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہین کسی مومن یا رسول کا ہر ایک فعل واجب الاتباع نہین ہوتا

(**مسائل فروعیہ وجزئیات فقہ**) پاخانہ پیشاب طبعی امور ہین اور انکے رفع کرنے کے طریقے ہر انسان کے دل مین اللہ نے ڈال رکھے ہین کتاب اللہ کو اِن فروعات کے بتلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی جوتے پہنکر نماز پڑھنا خلاف تعلیم قرآن ہے بخاری وغیرہ کتب حدیث مین اس مضمون کی بہت سی احادیث موجود ہین کہ جوتے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے حتی کہ یہانتک لکھا ہے کہ اگر کوئی مسجد مین آئے اور جوتے مین گندگی لگی ہو تو زمین سے رگڑ کر اُسکے سمیت ہی ضرور نماز پڑھے اب یہ تعلیم کتاب اللہ کے کیسے مخالف ہے موسیٰ کو جب ہمارے خداوند نے کوہ طور پر بلایا تو قبل کسی بات کے یہ کہا کہ اپنی جوتیان اُتار دے کیونکہ تو اپنے رب کے سامنے پاک جگہ مین کھڑا ہی جنب کے لئے قرآن مجید پڑھنا جائز ہے کیونکہ خدا نے قرآن مجید پڑھنے سے جنبی کو نہین روکا صرف نماز سے قرآن مین اُسکو روکا گیا ہے جن احادیث مین یہ ممانعت آئی ہے وہ شل دیگر حدیثون کے رسول پر افترا ہین یہ ممکن نہین کہ اللہ کا رسول اللہ کی کتاب سے بڑھکر حکم بتا سکے

ایسے ہی حائضہ اور نفاس والی کو بھی قرآن مجید پڑھنے یا ہاتھ لگانے کی کوئی ممانعت نہین اسی طرح جنبی کو اور حائضہ اور نفاس والی کو مسجد سے گذرنے کی بھی کوئی ممانعت نہین جنبی کے بدن پر اگر کوئی غلاظت و نجاست نہ لگی ہو تو وہ پاک ہے اگر اسکو پسینا آجائے تو اسکے کپڑے ناپاک نہین ہونگے بعض احادیث مین اس قسم کے بیان ہین کہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہین کہ مین حیض کی حالت مین ہوتی تھی اور رسول اللہ میرے بدن سے بدن لگاتے تھے اور آپ میری گود مین تکیہ کر کے قرآن بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہین کہ رسول اللہ میرے ساتھ لیٹتے تھے اور مین حائضہ ہوتی تھی وغیرہ وغیرہ اب جن لوگون کے دلون مین محمد رسول اللہ کی کچھ وقعت اور قرآن کریم کی ذرا بھی عظمت اور غیرت ایمانی ہے وہ انصاف فرمائین کہ یہ احادیث کس سلوک کی مستحق ہین اللہ تعالیٰ تو حکم دیتا ہے حائضہ عورتون سے جدا ہو اور ان کے قریب نہ جاؤ اور یہان حائضہ بیویون کی گود مین تکیہ کرنا اور ان کے ساتھ لیٹنا رسول پاک کے ذمے لگایا جاتا ہے کیا یہ کبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ اللہ کا پیارا رسول اس طرح اس کے حکم کے خلاف ورزی کرے۔ قرآن مجید مین کوئی میعاد حیض و نفاس کی مقرر نہین نہ اسکی ضرورت ہے ہر عورت اپنے حیض و نفاس کی حالت کو جانتی ہے اس کی تعیین فضول گوئی ہے یہ عورتون کی طبیعتون پر منحصر ہے کسی کو تھوڑے دن حیض آتا ہے کسی کو زیادہ دن کتب حدیث و فقہ مین بے فائدہ اسکے متعلق طول طویل کلام کی گئی ہے وضو کے اعضا کو ایک بار یا دو بار یا تین بار دھونے کی کوئی تعیین نہین غرض صفائی سے ہے جتنے بار دھونے سے ہو جایا کرے اور سکر سے وضو فرض ہے اور جب کوئی شخص اضطرار بے لبسی۔ بے اختیاری۔ لاچاری کی حالت مین ہو تو غسل جنب وضو تیمم قبلہ قیام رکوع سجدہ سب معاف ہو جاتے ہین۔ بے غسل بلا وضو و تیمم دل ہی دل مین نماز پڑھ لے لیکن وقت نہ ٹلنے دے کیونکہ احکام الٰہی خداوند تعالیٰ نے جائز نہین رکھا آیت اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس مین ظہر عصر مغرب تینون نمازون کا حکم ہے مترجمین و مفسرین نے جو دلوک الشمس سے زوال یا غروب شمس مراد لیا ہے انکی غلطی ہے۔

(اسلام)

(مساجد) ایسی تمام مسجدین جن مین احادیث وفقہ کی تعلیم ہوتی ہے ضرار ہین کیونکہ ان مین کتاب اللہ کو ضرر پہونچ رہا ہے ایسا ہی وہ تمام مسجدین جن مین درود وظائف اور مولود ہوتے ہین اور جن مین مروجہ نمازین جو غیر قرآنی ہین پڑھین سب ضرار ہین کیونکہ یہ کتاب اللہ کو ضرر پہونچاتی ہین اور جس مسجد مین اس پاک کتاب کے ساتھ اور بھی مذہبی کتابون کو پڑھایا جاتا ہے سب مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہین مسجد ضرار کی آیت کو عرب کی خاص مسجد سے منسوب ومخصوص کرنا قرآن مجید کی شان کو گھٹانا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ مسجد حرام مین نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہی اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ مین پچاس ہزار کا اور مسجد جمعہ مین پانسو نمازونکا اور قبیلے کی مسجد مین پچیس نمازونکا قرآن مجید مین ان باتونکا کوئی ذکر نہین یہ ملاؤن کی من گھڑت باتین ہین مسجد مین آنے جانے کی دعائین بھی قرآن مجید مین مذکور نہین۔

(حدیث۔ فقہ۔ تفسیر اور تقلید) اگر حدیث وفقہ نہوتی تو قرآن کریم کی طرف سے اسقدر لاپروائی نکی جاتی اِنکے وجود سے قرآن کریم کو بہت کچھ ضرر پہونچا ہی اور پہونچ رہا ہے اور کوئی چیز ایمان کو اسقدر ضرر نہین پہونچا سکتی جسقدر کہ تقلید کلام الٰہی کے فہم صحیح سے جو لوگ محروم رہے وہ بھی اِس بلا کی وجہ سے اپنے امامون اور بزرگون اور باوادیون کی تقلید سے ساموہ دین ہین جس طریقے وروش مذہب کے پابند تھے مترجمین ومفسرین نے آیات قرآن مجید کے ترجمے وتفسیر کو اسی سانچے وقالب مین ڈھالا قرآن کو اپنی آنکھون سے پڑھین تو حقیقت نظر آئے بخاری ومسلم یا ابوحنیفہ شافعی یا فخرالدین وجلال الدین کی آنکھون سے نہ دیکھنا چاہئے۔

(فرشتے) جب یہ اعتقاد لوگون نے سیکھا کہ فرشتے آسمان سے رسولونپر آتے جاتے ہین تو بعض احمقون کو یہ فکر ہوئی کہ وہ کیونکر اتنا طول طویل فاصلہ طے کرتے ہونگے اور ہوا مین کس طرح چڑھتے ہونگے اِسلئے اُنھون نے فرشتون کے واسطے پر تجویز کئے اور اِس مضمون کی حدیثین بھی گھڑ لین کیا خدا فرشتون کو بغیر پرون کے آنے جانے کی قدرت نہین دے سکتا وہ بغیر پرون کے قدرت خداداد سے آسمانون سے آتے جاتے ہین۔

(**نبی پر درود**) ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی مین علی النبی سے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہین ہین بلکہ ہرایک نبی مراد ہے اور آدمؑ سے محمد رسول اللہ تک جسقدر نبی ہوئے وہ سب علی النبی مین داخل وشامل ہین اور مراد یہ ہے کہ ہرنبی پر اللہ رحمت کرتا رہا ہے اور محمد پر بھی۔

(**شفاعت**) قیامت کے دن کوئی کسی کی خیرخواہی یا سفارش نہین کرسکے گا بلکہ ہرشخص اپنے اقربا تک کی خیرخواہی وسفارش سے بیزار ہوگا ہرایک رسول ونبی بھی اپنے بھائی برادران باپ اہل وعیال سے بیزار ہوگا جبکہ وہ اپنے عزیزون خویشون کی کچھ ذرہ بھر بھی خیرخواہی نکر سکین گے تو غیرون کے حق مین وہم وخیال کرنا سراسر فضول ہے اللہ تعالی ہرگز ہرگز اپنے کسی وعدے کا خلاف نہین کریگا اور اپنے جلہ حکم کو کسی کی سفارش سے نہین بدلنے کا بلکہ اگر ملائکہ مقربین اور تمام رسل انبیا بھی ملکر چاہین کہ اپنے کسی پیارے کو جو مجرم ہے سزا سے بچالین تو ایسا بھی ہرگز نہوسکے گا اور قیامت کے دن شفاعت بغرض سفارش ہرگز نہوگی بلکہ محض بغرض شہادت ہی ہوگی اور شہادت صرف اپنے دیدہ وشنیدہ واقعات کی دے سکین گے جسکو انھون نے اپنی آنکھون سے دیکھا اور کانون سے سنا ہوگا۔

(**مردے کو ثواب**) مردے کو بدنی عبادت یا مالی صدقہ وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہین پہونچ سکتا۔

(**آدمؑ کی خلافت اور جبریلؑ کی رسالت**) اللہ تعالی پاک ہے اس بات سے کہ اسکا کوئی خلیفہ بن سکے ہان اللہ تعالی سب کا خلیفہ ہے اور ہو بھی سکتا ہے پس آدمؑ کو خلیفۃ اللہ کہنا سخت غلطی ہے اور صریح وصاف کفر ہے بلکہ وہ جنون کے خلیفہ ہین کیونکہ آدمؑ سے پیشتر اس زمین پر نہین معلوم کس قدر مدت دراز سے جن آباد چلے آتے تھے اور اول ہی سے ہرزمانے مین رسول نبیا کا معلم اُسی زمانے کا جبریلؑ ہوتا رہا ہے اور کتاب اللہ ہرایک اپنے زمانے کے رسول کو پڑھاتا اور رٹاتا رہا ہے اور اپنے زمانے کے رسولون کے موذیون ظالمون کو دفع کرتا رہا ہے کیونکہ خاص اُسی جبریلؑ کا حق ہوتا ہے کہ اُسکے ذریعہ ووسیلے سے رسولون کے موذیون اور ظالمون کو دفع کیا جائے واذ قال

بیلک للملائکۃ مین نص قطعی اور یقینی طور پر خاص وہی جبرئیل مراد ہے جوکہ اُس زمانے کے جن رسولون کا معلم تھا اور بس صرف اِس جبرئیل کی معرفت بدلہ وانتقام جن رسول کا اُسکے موذیون ظالمون جنون سے لیا گیا بعدہ آدمؑ کو اُنھین موذی جنونکا قائم مقام وجانشین بنا دیا خاص یہی سنت اللہ اوائل ہی سے جملہ عباد اللہ مین جاری چلی آتی ہے۔

(عرش) دیگر صفات خداوندی سمع وبصر وغیرہ وغیرہ کی طرح عرش بھی ایک صفت الٰہی ہے اور جس طرح اور صفات خدا اُسکی ذات کی طرح قدیم ہین اسی طرح یہ صفت عرش بھی قدیم ہے۔

(وحی خفی) جس کو وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے وہ رسول پر نازل نہین ہوتی تھی صرف اُنپر قرآن مجید ہی نازل ہوا تھا۔

(صدقہ۔ زکوٰۃ اور مصرف خمس) مال غنیمت مین صدقہ پانچوان حصہ ہے اور مال کسب طیب وغیرہ مین زکوٰۃ کا دسوان حصہ ہے اور سخت مشقت کے کسبون اور جنس زمین کی سخت مشقت والی پیداوار مین بیسوان حصہ معین ومقرر من اللہ ہوا ہے بارہ ماہ کا مل مکمل معافی نفقہ فی سبیل اللہ کے مہینون کی میعاد اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کی گئی ہے یا بارہ ماہ کامل معاف کئے گئے ہین جب بارہ ماہ کامل سونے چاندی پر گذر جائین اور جو کچھ کہ اُس میعاد مین ضروری خرچ کیا جائے وہ سب کا سب خرچ معاف ہوتا ہے اِسکے بعد جو کچھ باقی ماندہ رہ جائے اُس مین عشر یا نصف العشر ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے اور مال غنیمت مین سے جو ذوی القربیٰ اور ابن سبیل کو حصہ دینے کا قرآن مین حکم ہے تو وہان ذوی القربیٰ سے پیغمبر کے قرابتدار مراد نہین بلکہ مؤلفۃ القلوب مراد ہین یعنی وہ لوگ جو مسلمانون کو ناحق ایذا و دُکھ دین اور وہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ کے مطابق کچھ لیکر وہ ایذا سے باز آجائین اِس قسم کا خرچ مال فے مین سے کیا جانے کا جو کفار سے امیر المؤمنین کو بے لڑے ملتا ہے اور ابن سبیل سے مراد قرآن مجید کے پڑھنے والے طالب علم ہین ابن کے معنے لڑکا اور سبیل کے معنے قرآن مجید ہین۔

(قربانی) مکے مین ہر سال لاکھون آدمی حج کو جاتے ہین اور ہر ایک آدمی کم از کم ایک دنبہ یا بکرہ ضرور ذبح کرتا ہے اور قربانی کے دن کئی لاکھ دنبے بکرے اونٹ وغیرہ

ذبح ہو جاتے ہین چونکہ اِسقدر گوشت وہان کھایا نہین جا سکتا بلکہ سُنا جاتا ہے کہ آج کل حکام مکہ ہر سال ایک بڑا گڑھا کھدواتے ہین جس مین قربانی کا گوشت پھینکا جاتا ہے اور پھر مٹی سے دبایا جاتا ہے اگر یہ بات درست ہے تو قربانی کا نہایت بُرا حال ہوتا ہی اور یہ تو اسراف و تبذیر ہے جو خلاف تقویٰ ہے اب جانور ذبح کرنے جائز نہین جب تک کہ کوئی ایسا انتظام نہو جائے کہ گوشت بجاے مٹی مین دبائے جانے کے فقراے مساکین کے کام آئے تب تک تقویٰ اِسی مین ہے کہ بجاے جانور ذبح کرنے کے جانور کی قیمت کے برابر صدقہ دیدیا جاے لیکن جہان گوشت کے لینے والے مومن فقرائے مساکین موجود ہون وہان قربانی ہی کرنا ضرور ہے۔

فائدہ اِس فرقے کے سرگرم ممبر میان چٹھو سوداگر کتب ساکن لاہور تھے جنھون نے اپنی ذات اور مال سے ہر طرح اس فرقے کی سرسبزی اور اس مذہب کی اشاعت مین کوشش کی تھی مگر اب وہ اِس مذہب سے بیزار ہو گئے اِنکا بیان ہے کہ یہ فرقہ بھی قرآن کا کافر ہے اور قرآن کی اِشاعت کرنا نہین چاہتا اِنھون نے اہل قرآن کے نام ۲۵ ہزار کی جائداد وقف کی تھی جس وقف کو اب توڑ ڈالا یہ سب سے پہلے تخمیناً ۴۹ برس حنفی مذہب پر قائم رہے تھے اُسکے بعد اہلِ حدیث بنکر ایک مدت دراز تک اِس فرقے مین سرگرمی سے کام کرتے رہے پھر اہل حدیث سے نکلکر تخمیناً آٹھ سال سے اہلِ قرآن کے نئے مذہب کے مقلد ہو گئے تھے اِنھون اہل حدیث کے نام بھی اپنی دس ہزار کی جائداد وقف کی تھی جب اُن سے علیٰحدہ ہوئے تو وہ وقف بھی توڑ ڈالا۔

تیسرا حصّہ مہدیون کے بیان مین

اعلیٰ طبقے کے کتب حدیث (صحیح بخاری و صحیح مسلم) مہدی موعود کے ذکر سے ساکت ہین دوسرے طبقے کی کتابون مین جو اس مضمون کی حدیثین پائی جاتی ہین وہ جرح سے خالی نہین قاضی ابن خلدون حضرمی نے جو اعتقاد آمد مہدی سے منکر گذرے ہین اپنی کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر مین

ان احادیث کو ایک ایک کرکے رد کیا ہے اور بہت سے علما نے اِن کا جواب دیا ہے۔ مہدی کے حق میں جو حدیثیں آئی ہیں باوجود اختلاف روایات بہت ہیں جمہور کے نزدیک وہ مسلم ہیں فقط ایک ابن خلدون نے احادیث مذکورہ میں کلام کیا ہے اُنکے ظہور کا ضعف ثابت کیا ہے اولیا کے مکشوفات پر بھی اُن کے حق میں جرح کی ہے احادیث مہدی اگرچہ صحیحین میں نہیں مگر ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ طبرانی۔ ابویعلی موصلی وغیرہ کے نزدیک مسلم ہیں بعد بخاری و مسلم کے یہی کتابیں معتبر ہیں خصوصًا جبکہ کوئی حدیث کسی باب میں شیخین کے نزدیک نہو تو پھر یہی احادیث کتب سنن وغیرہ حجت مستقل ہیں پس یہ احادیث مہدی کی ایسی ہیں کہ بعض تقویت بعض کی کرتی ہیں اُن کے لئے شواہد و متابعات بھی علیحدہ ہیں اِن حدیثوں میں بعض حدیثیں صحیح بعض حسن بعض ضعیف ہیں کافۂ اہل اسلام کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ آخر زمانے میں ضرور ایک شخص اہل بیت نبوت سے ظاہر ہوگا جو دین کی تائید کرے گا عدل ظاہر فرمائے گا مسلمان اُسکے تابع ہو جائیں گے اُسکو ممالک اسلامیہ پر غلبہ حاصل ہوگا اُسکو مہدی کہیں گے حضرت عیسیٰ اُسکے سامنے اُترینگے دجال وغیرہ علامات قیامت کا ظہور اُسی کے سامنے ہوگا۔ اب تک بہت سے لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم مہدی ہیں پس بعضوں نے تو اس لفظ سے معنی لغوی مراد رکھے ہیں یعنی مقصود اُن کا یہ تھا کہ ہم ہدایت کرنے والے ہیں اِسمیں تو کچھ گفتگو کی جگہ نہیں اور بعضوں نے دعویٰ کیا کہ ہم وہی مہدی ہیں جنکے ظہور کی قیامت کے قریب پیغمبر خدا نے خبر دی اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ مہدی ابتک پیدا نہیں ہوئے ہیں ظہور کرینگے شیعہ کے بعض فرقوں نے بھی اپنے ائمہ کے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اِس کی تفصیل یہ ہے۔

ذکریا بن امام محمد باقر

(۱) غلاۃ میں سے مغیرہ بن سعید عجلی کے نزدیک جسکا فرقہ مغیرہ کہلاتا ہے مہدی موعود ذکریا بن محمد باقر بن علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب ہیں اور وہ زندہ ہیں کوہ حاجر میں مقیم ہیں جب حکم ربی ہوگا تو اُس سے برآمد ہونگے۔

مغیرہ

(۲) بعض مغیریہ کے نزدیک خود مغیرہ بن سعید عجلی امام منتظر ہے۔

عبداللہ بن معاویہ

(۳) جناحیہ کے نزدیک عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابی طالب امام منتظر ہیں اور وہ اصفہان میں کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہیں عنقریب نکلنے والے ہیں۔

محمد بن حنفیہ

(۴) کیسانیہ میں سے کربیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ امام منتظر اور مہدی موعود ہیں وہ ظہور کرینگے تو سارا عالم عدل سے بھر جائے گا اور مختاریہ کے نزدیک بھی محمد بن حنفیہ مہدی ہیں۔

اسماعیل بن جعفر صادق

(۵) اسماعیلیہ اسماعیل بن جعفر صادق کو مہدی منتظر مانتے ہیں

محمد بن اسماعیل

(۶) اسماعیلیہ میں سے قرامطہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق مہدی ہیں اور وہ زندہ ہیں اور مبارکیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

احمد بن محمد بن حنفیہ

(۷) تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ شیخ قرامطہ نے ایک نوشتہ اپنے متبعوں کو دیا تھا جسمیں مندرج تھا کہ احمد بن محمد بن حنفیہ مہدی ہیں اور وہی مسیح ،عیسیٰ ہیں۔

عبداللہ بن احمد فاطمی

(۸) اسماعیلیہ میں سے مہدویہ کا یہ عقیدہ تھا کہ عبداللہ مہدی موعود تھے جنھوں نے دولت عبیدیہ قائم کی تھی۔

محمد نفس زکیہ

(۹) زیدیہ میں سے بعض جارودیہ کہتے ہیں کہ محمد نفس زکیہ بن عبداللہ محض

بن حسن مثنی بن حسن سبط امام منتظر ہین اور امامیہ ہین سے فرقۂ نفسیہ کا بھی زعم یہی ہے اور ناسخ التواریخ کی پانچوین جلد ہین لکھا ہے کہ خود نفس زکیہ کو بھی یہی یقین تھا کہ ہین مہدی موعود ہون۔

محمد بن قاسم

(۱۰) بعض جارودیہ کے نزدیک محمد بن قاسم بن علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب امام منتظر ہین۔

امام محمد باقر

(۱۱) امامیہ ہین سے باقریہ کے نزدیک مہدی محمد باقر بن علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب ہین۔

امام جعفر صادق

(۱۲) ناؤسیہ کے نزدیک جعفر صادق بن محمد باقر مہدی ہین۔

امام موسیٰ کاظم

(۱۳) ممطوریہ اور موسویہ اور راجعیہ کے نزدیک موسیٰ کاظم بن جعفر صادق مہدی ہین

حسن عسکری

(۱۴) فرقۂ عسکریہ کے اعتقاد ہین مہدی موعود حسن عسکری ہین جو دوبارہ دنیا ہین آئینگے۔

محمد بن حسن عسکری

(۱۵) اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود حسن عسکری کے فرزند محمد ہین اور وہ مرے نہین بلکہ لوگون کی نظرون سے مخفی ہوگئے ہین اور وہ امام زمانہ ہین اپنے وقت پر ظاہر ہونگے محمد بن یوسف گنجی نے کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان ہین لکھا ہے کہ آخر زمانہ تک وہ زندہ رہین گے۔

محمد مہدی عباسی

(۱۶) فتوحات اسلامیہ ہین صواعق محرقہ وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض کہتے ہین کہ مہدی موعود حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہین سے ہوگا

اور ہارون الرشید کے باپ محمد مہدی بن ابو جعفر عبداللہ منصور کو مہدی قرار دیتے ہیں اور اِس بات پر استدلال اور اُس حدیث سے کرتے ہیں جس میں ذکر ہے کہ مہدی اولاد عباس عم رسول علیہ السلام سے ہوگا۔ اِس محمد مہدی کو اِسلئے مہدی موعود خیال کرتے ہیں کہ وہ تمام خلفاے عباسی میں بہتر تھا۔ جس طرح بنی امیہ میں سے عمر بن عبدالعزیز بہتر تھے۔

عمر بن عبدالعزیز

(۱۷) اور اُسی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ایک فرقے نے عمر بن عبدالعزیز کو مہدی بتایا ہے یہ نہایت عادل تھے یہانتک کہ رعیت اُنکو عمر ثانی کہتی تھی یہ خلفاے بنی امیہ کے آٹھوین خلیفہ ہین تمام خلفاے بنی امیہ تا ایام دولت سلیمان بن عبدالملک خلیفۂ ہفتم بنی امیہ حضرت علی مرتضیٰ کی مذمت ممبر و پر کیا کرتے تھے جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو اُنھون نے یہ رسم بد موقوف کی اور اپنے تمام نائبون کو جا بجا لکھا کہ اِس رسم بد سے باز آئین اور موقوف کردین جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور خطبے کے آخر یہ آیت پڑھی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون یعنی اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے واسطے انصاف کے اور احسان کے اور واسطے دینے حق رشتہ دارون کے اور اہل حقوق کے اور منع کرتا ہے بیحیائی اور بُرے کام اور ظلم و ستم سے نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو۔

اُس روز سے علی مرتضیٰ کو بُرا کہنا موقوف ہوگیا اور سب خطیبون نے اِس آیت کا پڑھنا خطبے مین مقرر کیا۔

احمد بن کیّال

(۱۸) فرقۂ کیالیہ کے نزدیک احمد بن کیال مہدی ہے۔

علی محمد باب

(۱۹) ملک ایران مین علی محمد باب نے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا اُس کا بیان فرقۂ بابی مین ہوچکا۔

محمود مسجوانی

(۲۰) محمود بھی اپنی ذات کو مہدی موعود جانتا تھا جسکا ذکر فرقۂ واحدیہ مین ہو چکا

مرزا غلام احمد قادیانی

(۲۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اور کئی دعووں کے ساتھ مہدی آخرالزمان ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا۔

سید محمد جونپوری

(۲۲) ہندوستان مین سید محمد جونپوری نے علانیہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا یہ حنفی المذہب تھے ہدیۂ مہدویہ مین لکھا ہے کہ محمد جونپوری کی جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا یون ہے کہ شہر جونپور مین انکے والد جنکا نام سید خان تھا رہتے تھے اُن سے دو فرزند پیدا ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہی شیخ موصوف ہین ولادت اُنکی شہر جونپور مین عہ ۸۴۷ ہجری مین واقع ہوئی اُنکی والدہ کا نام بی بی اخا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک ہے لیکن متاخرین مہدویہ نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور محمد جونپوری کے باپ دادا کے پہچاننے والے مر گئے تو بمصلحت دعویٰ مہدیت کے محمد کے باپ کا نام بدل کر میان عبداللہ مقرر کر دیا بلکہ صاحب شواہد الولایت سلہ نے مان کا نام بھی آمنہ ٹھہرا دیا حالانکہ مطلع عہ الولایت والا کہ اُس سے مقدم ہے اُنکی مان کا نام بی بی اخا ملک لکھتا ہی جیسا کہ ہدیۂ مہدویہ مین مذکور ہے مگر مطلع الولایت کی اصل عبارت یہ ہے کہ والدۂ آنحضرت کہ نام بی بی آمنہ بود و بی بی اخا ملک نام سید عثمان داشتہ بودند مہدویہ کہتے ہین کہ سید محمد اولاد سے موسی کاظم کے ہین اور در میان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہین کہ اُسکی تفصیل یہ ہے سید محمد مہدی بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن خضر بن سید موسی بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحیٰی

عہ جونپوری کی ولادت [illegible] مصنف [illegible] سید محمود بن سید [illegible] بن سید یوسف بن [illegible] عہ کتاب مطلع الولایت [illegible] تالیف ہوئی [illegible] کی ہجرت ۱۰۱۰ ہجری کی ہے [illegible] سید محمود جونپوری بن سید [illegible] بن سید شہاب الدین [illegible] بن عبدالرحمن بن [illegible] تصنیف عبدالرحمن [illegible] سلہ کتاب شواہد الولایت

بن سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم اور
شمس الولایت مین لکھا ہے کہ سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ
بن امام موسی کاظم اور شمس الولایت مین لکھا ہے کہ سید جلال الدین بن امیر سید
نعمت اللہ بن امیر سید اسماعیل بن امیر امام موسی کاظم اور خاتم سلیمانی مین بھی یہی مندرج ہی
کتاب انصاف نامہ کے باب اول مین لکھا ہی کہ محمد جونپوری سے جب لوگون نے یہ
سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہے یُوَاطِیُٔ اِسْمُہٗ اِسْمِی وَاسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یعنی
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام کے ساتھ موافق ہوگا اور اُسکے باپ کا نام
میرے باپ کے نام کے اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہے تب اُن بزرگ نے
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور بعضون کو یون جواب
دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی بنایا اور بعضونکو یون بھی
جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اُنکا نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ
محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور یہ سہو کاتب ہے کہ محمد بن عبد اللہ لکھدیا ہے
اور مہدی کا نام وہی محمد عبد اللہ ہے القصہ جب عمر اُنکی چار سال و چار ماہ و چار
روز کی ہوئی سید خان نے اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کر کے
زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے
تعلیم کے اُنکو اُنہی کے حوالے کیا چنانچہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اُن کے
پاس جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت اور ذہن
دل پسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہو کر پھر کتب علوم
درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ موشگافی مین دلیر
اور بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماے داناپور نے ان کا لقب
اسد العلما مقرر کیا آبا و اجداد اُن کے طریقۂ چشتیہ رکھتے تھے لیکن اُنکی مریدی کا
مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین اس دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام
نے اُنکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لاکر پہونچایا اور پھر

خود انہنے سیکھا اور شیخ دانیال بھی خضر علیہ السّلام کے اشارے سے ان سے تلقین پاکر مصدق مہدیت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکے بالعکس لکھا ہو کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے جو چار واسطے سے حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ ہین الغرض سید محمد جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ اُن کے نہایت معتقد ہوئے یہانتک کہ سلطان حسین حاکم داناپور نے بھی کہ خراج گذار دلپت راؤ والی ملک کوڑ کا تھا اُنکے ساتھ رابطہ اخلاص پیدا کیا کہ ہر مہم مین اُنکو ہمراہ رکھتا تھا آخرکار شیخ موصوف نے اُسکو راجہ مذکور کی اطاعت سے ننگ و عار دلاکر مستعد جنگ کیا کہ تیس ہزار سپاہ لیکر یہ سید محمد کے ہمراہ روانہ کوڑ ہوا اور پندرہ سو سپاہی ہمراہی سید محمد کی رکاب مین رہے جب یہ خبر دلپت راؤ کو پہونچی ستر ہزار سپاہ ہمراہ لیکر اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان نے قلت سپاہ کی وجہ سے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے مقابلہ جاری رکھا اور اُن پندرہ سو بیراگیون کے ساتھ ایسا حملہ کیا کہ سید محمد جونپوری اور دلپت راؤ دوچار ہوگئے اور وہ شیخ کی تلوار سے مارا گیا اور اُسکے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا راجہ کا دل جسم سے باہر نکل آیا میان دلاور سید محمد کے خلیفہ راجہ مذکور کے بھانجے ہین اُسی جنگ مین دستگیر ہوکر سید محمد کی خدمت مین آئے کہتے ہین کہ راجہ کے دل پر اُس بت کا نقش جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر سید محمد کے جذبہ کا موجب ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہے حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرضکہ سات برس تک کچھ ہوش و حواس نہ تھے مگر فرض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مانند مطلع الولایت وغیرہ مین لکھا ہے کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام اور ایک قطرہ پانی کا کبھی نہ چکھا ایک روز اُنکی بی بی الہدتی نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کر سکتے ہو بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر ان دریاؤن میں کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر کبھی ہوش مین نہ آئے الغرض بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا گا ہے باہوش و گاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال جذب پانچ برس تک رہا کہتے ہین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و روغن

ساڑھے سترہ سیر بروایت بی بی الہدیتی کے کھایا ہوگا بعد اِس حال کے طریقۂ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلاے وطن کرکے مع زن و فرزند و چند مریدکے ناگور کے جنگل کی راہ سے جہانگردی کو نکلے بی بی مذکور اور سید محمود فرزندان کے اور شیخ بھیک وغیرہ ہمراہ تھے اور اُس جنگل مین الہامات اپنی مہدیت کے بھی ظاہر کئے اور اِن ہمراہیون نے تصدیق بھی کی اور وہان سے رفتہ رفتہ شہر چندیری مین پہونچے اور وہان اُن کے وعظ و بیان مین جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہان کے شیخ زادون کو کہ صاحب سجادۂ مشیخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخرالامر مجبور ہوکر اور وہان سے انکو نکالدیا وہان سے شہر مانڈو کو چلے گئے وہان بھی انکا غلغلہ ہوا یہانتک کہ سلطان غیاث الدین نے جس کو اُسکے فرزند سلطان نصیرالدین نے اُن ایام مین قید کردیا تھا شیخ موصوف کے دو مرید سید سلام اللہ اور ابوبکر کو بلا کر باعزاز تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور بیش قیمت تحائف سید محمد کی خدمت مین پیش کئے یہان ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین الہداد نامی کہ فاضل اور شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا اور تا دم مرگ ہمراہ رہا مرثیہ شیخ اور دیوان غیر منقوط اور رسالۂ بارامانت اور رسالۂ ثبوت مہدیت تصنیف اسی کی ہین اور اِسکو خلیفۂ ششم سید محمد کا شمار کرتے ہین غرضکہ اب یہان سے لوگ معتقد ہوکر ہمراہ ہونے لگے اور اِسی شہر مین سید اجمل فرزند سید محمد چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہین اُسکو مدفون کیا غرضکہ سید محمد بعد اِسکے کوچ کرکے شہر چاپانیر مین کہ دارالسلطنت گجرات کا تھا پہونچکر مسجد جامع مین اُترے وہان بھی اُنکے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود بیگڑہ نے بھی ارادہ آنے کا کیا لیکن دو عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کو گئے تھے مانع ہوئے اور میان نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالبعلمی کرتے تھے مُرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الہدیتی زوجۂ کلان سید محمد یہین فوت ہوگئیں اور انکے انتقال کے بعد سے طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑھ برس کے وہان سے برہانپور کی راہ سے دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات

اولیاء اللہ کی زیارت کرکے شہر احمد نگر مین پہونچے اُس وقت احمد نظام الملک نے قلعہ
و باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت
مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اُس کے
جانشین وہی ہوا اور معتقد اس فرقے کا تھا اِسی واسطے سید محمد کے بعد اُن کے خلفا
و مریدین کو مانند شاہ نظام وولاور و نعمت وغیرہ کے گجرات سے طلب کیا تھا اور اپنی
بیٹی سید محمد کے پوتے میران جی بن حمید بن سید محمد مہدی کے عقد نکاح مین دی تھی یہی
سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کرکے شہر
بیدر پہونچے عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن معتقد ہوئے اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین
ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوئے پھر وہان سے سید محمد گلبرگہ کو آئے اور مزار سید گیسو دراز پر
گئے پھر وہان سے روانہ ہوکر قصبۂ رائے باگ ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے
جہاز پر سوار ہوکر روانہ کعبۃ اللہ ہوئے اور بعد طے منازل کے حرم محترم مین پہونچے
اُس مقام مین دعویٰ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَہُوَ مُؤْمِنٌ کا کیا اور میان نظام اور قاضی علاء الدین
نے اٰمنا و صدقنا بول کر جھٹ بیعت کرلی اور بولے کہ دو گواہ بس ہین اور ۹۰۱ھ مین
یہ دعویٰ ہوا تاریخ فرشتہ مین مقالہ سوم کے روضۂ سوم مین ابراہیم بن برہان
نظام شاہ ثانی کے حالات مین غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ ۱۰۰۰ھ ہجری کے اواخر مین
سید محمد جونپوری نے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا اِسی طرح مؤلف عقائد الاسلام کی بھی
یہ غلطی ہے کہ اُسنے لکھا ہے کہ اکبر کے زمانے مین سید محمد جونپوری نے مہدی ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔
الغرض یہان سے سید محمد حضرت آدم کی زیارت کو گئے اور کہا کہ مین نے بابا آدمؑ سے
معانقہ کیا انھون نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر بغیر زیارت حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ سے بعجلت تمام مراجعت کرکے جدے کو آکر
جہاز پر سوار ہوکر بندر دیو گھاٹ پر اُتر کر وہان سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین
آکر مسجد تاج خان بن سالار مین قریب دروازۂ جمال پور کے مقیم ہوئے یہان بھی
اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین

دہین مرید و تارک بنکر رفیق ہوئے انکو مہدویہ خلیفۂ ثالث جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفۂ چارمین ہین اُسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی مسجد مین ایک روز مجمع عام مین سید موصوف نے سنہ ۹۰۳ھ مین دعویٰ مہدیت کا کیا یہ دعویٰ دوم ہی ایک دن اُنھون نے یہ کہا کہ ہم خدا کو دنیا مین انہی آنکھون سے دیکھتے ہین! اس بات کے سنتے ہی علماے گجرات نے اُنکے قتل کا فتوی دیا مگر مولانا محمد تاج نے اُنکو سمجھایا کر کیا تمنے علم ایک سید کے قتل کے لئے ہی پڑھا ہے جبکہ علما و مشائخ گجرات نے سلطان محمود سے شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت بیان کرتا ہے سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اُٹھکر ایک گانؤن سولہ سانتیج نام مین آکر سے میان نعمت کہ خلیفۂ کلان ہین بڑے راہزن اور خونی تھے خون حبشی کے جرم سے بھاگ کر وہان پہونچے اور مرید ہو کر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہو کر شہر نہروالہ پیران پٹن مین کہ علاقۂ گجرات مین سے ہے آکر خان سرور کے لب حوض اُترے یہان اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان خوندمیر وہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بخن برخوردار اور ملک الہداد اور ملک حماد کہ اُنکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہو کر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی کہ فی الحال یہین رہو اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امراے گجرات نے بھی نہ چھوڑا بلکہ نظر بند کر کے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر سید محمد کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین اگر کسی ملک مین نہوے تو ایک فرمان ثانی سلطان محمود کا صادر کرا کر پیران پٹن سے بھی اخراج کروا دیا اور سید محمد کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا تو بولتے تھے کہ مجھکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہے مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکلکر تین کوس کے فاصلے پر قصبہ بدلی مین اُترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان خوندمیر کہ بالاخانے مین محبوس تھے بعد چھ مہینے کے خفیہ نکل کر سید محمد کے پاس آئے یہان سب خاص و عام مریدین کا مجمع ہوا۔

ایک دن سید محمد نے فرمایا کہ مجھکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا بلاواسطہ ہوتا ہے کہ مہدیت کا دعوی کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ اے سید محمد دعوے مہدیت کہلاتا ہوے تو کہلا نہین تو ظالمان مین کا کردونگا اسواسطے مین بصحت عقل وحواس دعوی کرتا ہون کہ انا مہدی مبین مراد اللہ اور اپنا چمڑا دونون انگلیون سے پکڑکر کہا کہ جوکہ مہدیت اس ذات سے منکر ہووے وہ کافر ہو اور مین خدا سے بے واسطہ وغیرہ احکام لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ علم اولین وآخرین کا تجھکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجھکو دی ہے جو تجھکو قبول کریگا وہ مؤمن ہے اور تیرا جو منکر ہووے وہ کافر۔ اسی طرح بہت سی باتین خدائے پاک کی طرف نسبت کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے پکارے امنا وصدقنا یہ دعوی تیسرا ہے کہ سنہ ۹۰۵ ہجری پر ہوا اور مرتے وقت تک اوسپر قائم رہے اسیواسطے اسکو دعوے مؤکد بولتے ہین غرضکہ یہ خبر جب مشہور ہوئی تو شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور وغوغا ہوا کہ جس سید کو یہان سے شہر بدر کیا تھا اُسنے قصبہ بدلی مین جاکر دعوی مہدیت کا کیا پس چند علما قصبۂ مذکور مین آئے اور سید موصوف کے ساتھ مباحثہ وسوال وجواب مہدیت وغیرہ دعاوی کے باب مین دیر تک کرتے رہے اور سید محمد اپنے دعوے سے باز نہ آئے۔

ختم الہدی سبل السوی مین ذکر کیا ہے کہ جسوقت سید محمد کو اس دعوے کا حکم حق تعالی کی جانب سے ہوا ایک حکم نامہ وہان کے بادشاہ کو اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ مین سید محمد اللہ تعالی کے فرمان سے مہدیت کا دعوی کرتا ہون ایسی حالت مین کہ عقل بجا ہے اور سب طرح سے ہوشیار ہون نہ سکر وسہو کی حالت مین اور سب صورتون سے صحت ہے اور کسی طرح کی حاجت نہین اور اس دعوے پر اتباع کلام اللہ اور پیروی رسول اللہ ہردو شاہد ہین پس ہرایک کو کہ بادشاہ ہو یا امیر قاضی ہو یا وزیر تونگر ہو یا فقیر لازم ہے کہ تحقیق کرکے تصدیق کرین اگر بندے کو جھوٹا اور مفتری علی اللہ جانین تو قتل کرین ورنہ ہم جہان جائین گے خلق کو اپنے مدعا پر بلائین گے ان دونون صورتون مین

وبال تمھاری گردن پر ہوگا کہ دونون جہان کی سیہ روئی تمھاری لئے ہے اِس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد چار مہینے آپ اُسی جگہہ اقامت فرمارہے اِس عرصے مین نہ وہان کا بادشاہ معترض ہوا نہ کوئی دوسرا پھر یہان سے شہر جالور کو چلے گئے وہان کے بہت لوگ مرید و معتقد ہوئے پھر وہان سے شہر ناگور مین پہونچے اور وہان بیان کیا فالذی ہاجروا شد واخرجوا من دیارھم شد واوذوا فی سبیلی شد قاتلوا وقتلوا ملنہ است ماشاء اللہ خواہد شد بعد اُسکے وہانسے روانہ ہوئے اور ملک سندھ مین شہر نصر پور مین داخل ہوکے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو گجرات جانے کی رخصت دی - ایک جماعت کثیر اُن کے اصحاب کی سوانہ گجرات ہوئی بی بی شکر خاتون بھی انھی مین تھین پھر وہان سے دار السلطنت ٹھٹھہ مین پہونچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور بہت لوگون نے تصدیق مہدیت کی جب یہ حال وقال یہان کا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا تو نہایت تنگ پکڑا یہانتک کہ چوراسی آدمی سید محمد کے رفقا و اصحاب مین سے مارے فاقون کے مرگئے سید محمد نے بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولو العزم کے ملے ـ القصہ بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ اس درویش کو مع تمام مریدون کے قتل کرو لیکن دریا خان امیر بادشاہ مذکور نے اپنی عرض و معروض سے حکم قتل ملتوی کروا کے مملکت سندھ سے اخراج کروادیا پس سید محمد سب اصحاب کے ساتھ خراسان کو روانہ ہوئے کہتے ہین کہ تقریب نو سو آدمیون کے اُن کے ہمراہ تھے اُن مین سے تین سو ساٹھ اصحاب و مہاجرین خاص کہلاتے تھے غرض کہ بہزار خرابی و بربادی افتان و خیزان یہ قافلہ وارد قندھار ہوا وہان بھی ان کی اس قیل و قال کا چرچا ہوا حاکم قندھار مرزا شہ بیگ نے حکم دیا کہ سید ہندی کو جمعہ کے روز مسجد جامع مین علماے اسلام کے سامنے حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اُسکے دوڑے اور جبرًا و قہرًا کمربند سید کا پکڑ کر اس عجلت سے لے چلے کہ جوتا بھی پہننے نہ دیا اور مریدون نے جب ارادہ ہمراہی کا کیا تو منع کیا بلکہ زدوکوب کی بھی نوبت پہونچی جب سید محمد داخل مسجد ہوئے علما وغیرہ نے ہجوم کرکے سخت سست کہنا شروع کیا سید محمد نے

تحمل کرکے وعظ قرآن شروع کردیا شہ بیگ کہ جوان بست سالہ تھا ان کے بیان پر فریفتہ ہوگیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہوگئی اور سید محمد نے اون کے ہاتھ سے نجات پاکر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہونچے وہان بھی یہی بازپرس پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر سید محمد اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لئے اور گوشہ کمان سب کے سرپر رکھکر ایک ایک کو شمار کرکے کہا کہ کل سب کو قید کرینگے بعد اسکے امیر ذوالنون حاکم شہر واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدیت کا کرین چنانچہ علماے فراہ نے سوال وجواب شروع کئے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت مرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھکر روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کئے چنانچہ علماے مذکورین نے آکر مباحثہ کیا جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے تو خوند میر اور میان نعمت کہ نہر پور سے اپنے وطن کو واپس گئے تھے اور میان محمود فرزند سید محمد کہ شہر نہر والہ مین اپنے والد سے جدا ہوکر تلاش نوکری کے ارادے سے جاکر سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص فراہ کو آئے اور ہدایا و نذر کہ مردم گجرات نے سید محمد کے واسطے میان نعمت کے ہمراہ روانہ کئے تھے راہ مین ان مین سے میان محمود فرزند سید محمد نے خرچ کے لئے کچھ مانگا میان نعمت نے کہا کہ پرائی امانت مین خیانت کرنے مرونگا مگر میان محمود کے خفا ہونے کی وجہ سے خوند میر نے اپنا خرچ راہ مع اصل امانت کے جو انکے ہمراہ تھی پیش کردیا جب کہ فراہ پہونچے تو مسئلہ امانت مین سید محمد نے طرفداری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا مثل گجرات کی یاد تھی کہ ٹک ڈھک کیا تیرے باپ کا مال ہے بعد اسکے سید محمد نے وہ امانت میان نعمت سے طلب کین انھون نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا آشناے راہ سے آپکی طرف روانہ ہوئے آنپر خرچ کیا گیا سید محمد نے کہا کہ ان لوگون کو کسنے طالب خدا بنایا یہ کلام سنتے ہی طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے اور میان نعمت جنکا لقب مقراض بدعت ہے جوش مین آکر مع اہل وعیال روانہ ہوئے سید محمد نے ایک گوجری مثل بول کے انکی

فرمائش کی کہ تو مجھکو دے نہ تو سہاگن ہون مجھکو دو نہار ہینی تو مجھکو چاہ نہ چاہ مین تیرا چاہنے والا ہون اور بہت سا دلاسا کرکے واپس لائے چنانچہ تفصیل اسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہے اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جس کا پوت پوت ہوکر آوے اُسی کا ہے خوشی ہووے غرض کہ ان لوگون کے آنے کے بعد سید محمد چھ مہینے اور زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے اور اکثر بشارات واشارات اپنے اور اپنے مریدون کے فضائل مین اسی عرصے مین بیان کئے گئے ہین القصہ بعد نو مہینے کے ترسٹھ برس کی عمر مین مقام فراہ مین پنجشنبہ کو سنہ ۹۱۰ھ ہجری مین انتقال کیا مضا مہدی تاریخ وفات ہے کہتے ہین انتقال سے پہلے جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہ علامت انتقال کی تھی کیونکہ حضرت رسالت پناہ نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعہ کے وتر ادا کئے تھے شواہد الولایت کے باب ۲۸ مین لکھا ہے کہ سید محمد بروز انتقال اپنی دو جبی بی بیون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ نہ مین مین بیبیون واسطے شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب اُن میخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اُس روز جب سایہ میخ پر پہونچا فرمایا کہ مجھکو بی بی ملکان کے گھر مین لیچلو بی بی ملکان وہان حاضر تھین اُنھون نے عرض کیا کہ آپ پر سختی ہے اور مین خود یہان حاضر ہون اور مین نے اپنی نوبت تمکو بخشدی آپ یہین رہین دریارون نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ خدائے تعالیٰ نے حکم کیا ہے کون بخش سکتا ہے بعد اسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ برادر لوگ ہماری رعایت کرتے ہین اور شرع محمدی کی رعایت نہین کرتے الغرض نہ مانا اور بی بی ملکان گھر مین بہر طور اپنے معین پہونچا یا انتہی القصہ انتقال کے بعد سید محمد کے جنازے کی نماز پرانی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جگہ مین کہ فراہ اور موضع ریچ کے درمیان ہے دفن کیا اور میان الٰہ دین جیہد نے سب کے سامنے چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اُس مین یہ شعر بھی تھا

فضلش کہ بر جمیع پیمبر شد از خدا ۔۔۔ با دا بروز حشر شفاعت گر از خدا

اور سنہ ۹۱۰ھ مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن یکان سلطان حاکم فراہ نے اسکی تکمیل کی غرض دہم کے بعد میان خوند میر اپنے وطن گجرات کو چلے گئے اور نہروالہ مین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا تو قصبۂ سلطان پور مین آکر رہے اُنھون نے اپنی اِس تعجیل معاودت کا یہ عذر بیان کیا تھا کہ میران کی روح نے مجھکو کہا ہے کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے ایک سال فراہ مین ٹھہر کر کہا کہ مجھکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اِسواسطے وہ گجرات مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوند میر بھی انکے قریب وجمار کے واسطے موضع بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجی واڑہ مین رہے اور سید محمود کی طرف سب خلفا و مریدین سید محمد جونپوری کی رجوع ہوئی اِس سبب سے اِن کا شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہوتے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو معلوم ہوئی بھاری زنجیر پانؤن مین ڈلوا کر قید کیا اکتالیس روز کے بعد راجے سون اور راجے مرادی خواہران بادشاہ کی سفارش سے کہ میران کی معتقد تھین رہائی پائی لیکن زخم زنجیر سے پانؤن سڑ گیا اور اڑھائی مہینے کے بعد اِسی وجہ سے پچاس سال کی عمر مین سنہ ۹۱۹ھ مین اپنے والد کی وفات سے نو برس کے بعد مقام بھلوٹ مین قضا کی۔ بعد انتقال محمود کے

میان خوند میر فرقۂ مہدویہ کے رئیس ہوئے اُنھون نے دعوت اِس مذہب کی شروع کی عوام الناس اُن کے مسخر ہونے لگے ستائیس بار مقامات سے اِن کو بدر کیا گیا سلطان مظفر گجراتی نے اِس فرقے کی زیادتی کا حال سنکر کچھ فوج اسکی تباہی کے لئے عین الملک کی ماتحتی مین موضع کھانیل کو بھیجی لشکر بادشاہی نے اِس فرقے کے تمام مکانات جلادئے ساٹھ سوار اور چالیس پیادون کی جمعیت سے مہدویہ نے مقابلہ کیا اکتالیس آدمی انکے کام آئے اور خوند میر زخم تیر سے نابینا ہوگئے شرف الدین مہدوی بھی اسی سوارون کے ساتھ ان کی مدد کو آگیا تھا تمام مہدویہ مع اصل و کمک کے

کھانبیل سے موضع سدراسن کی طرف چلے گئے فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور
سدراسن مین پہونچکر جنگ دوم مین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور
داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ آدمیون کو قتل کیا یہ واقعہ سنہ ۹۳۰ھ مین واقع ہوا تذکرۃ الصالحین
مین مذکور ہے کہ ان مقتولون مین سے پانچ کے سر شہر پٹن کے پاس لے گئے سرون کی
ٹوکری شہر کے دروازے کے پاس رکھدی جب ظہر کی اذان مسجدون مین ہوئی تو وہ سب
ٹوکری سے نکل کر صف آرا ہوئے اور انکے آگے میان خوندمیر کا سر ہوا اور نماز ظہر کے لئے
پیشانی پر سجدہ کیا کہتے ہین کہ انکی تکبیر کی آواز دو سرون نے سُنی اِس جنگ کو مہدوی
لوگ اپنے منھ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور شہداے بدر کا ہم مرتبہ اِس
جنگ کے شہدا کو سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت انا عرضنا الامانۃ علی السموات الایۃ
مین امانت سے مراد یہی جنگ ہے اور انسان سے مراد میان خوندمیر ہین گو کہ اخراج و
قتل وغیرہ اہلِ احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن مہدویہ اپنے ان کلمات و
دعاوی سے باز نہ آئے چنانچہ سنہ ۹۵۲ھ مین شیخ علی متقی نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ
ائمہ چار مذہب کے مکۂ معظمہ سے بادشاہ گجرات کے پاس بھجوائے کہ یہ مہدویہ کافر ہو گئے
ہین اگر یہ لوگ اِس مذہب باطل سے توبہ نکرین تو انکو قتل کرنا بادشاہ اسلام پر واجب ہے
شاہ مظفر بادشاہ گجرات نے فتوون پر عمل کرکے گیارہ آدمیون کو پکڑ کر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفۂ مہدی کی گرفتاری کے عوض مین سید علی فرزند مہدی نے اپنے آپکو
گرفتار کرا دیا اور مقتول ہوئے اور شاہ نعمت موضع لوہ گر مین مع سولہ آدمی ہمراہی کے
مارے گئے اور ملک الہداد خوندمیر کی شکست یابی کے بعد سدراسن سے نکلکر رفتہ رفتہ
ملک مارواڑ مین پہونچکر موضع پاڈکر مین دائرہ باندھ کر رہنے لگے وہان اس قدر
مہدویہ پر سختی پیش آئی کہ ان کے رفقا فاقون کے مارے مرنے لگے یہ لوگ اِسی طرح
ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور فتنہ مہدویہ واقعہ سلاطین دہلی و اکبر آباد کے
حضور مین بھی پہونچا چنانچہ منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ سلیم شاہ
بن شیر شاہ کے عہد مین شیخ علائی بن حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے شیخ عبداللہ

افغان نیازی کی ہدایت سے طریقۂ مہدویہ اختیار کر لیا اور سید محمد جونپوری کی مہدیت کا قائل ہو گیا یہ شخص بیانہ مین رہا کرتا تھا اور اسکی بدولت صدہا آدمی اس طریق پر آ گئے شیخ علائی نماز کے وقت قرآن کی تفسیر کیا کرتا اور ایسے پراثر معانی بیان کرتا کہ اسکی مجلس مین جوق جوق مسلمان حاضر ہونے لگے اور جو اسکے پاس حاضر ہوتا وہ اپنے بالکل اہل وعیال سے قطع تعلق کر کے پیشہ ومال واسباب چھوڑ کر مہدوی ہو جاتا گناہون سے توبہ کر کے سید محمد جونپوری کی مہدیت کا معتقد ہوتا اور جو کچھ وہ پیدا کرتا اُس مین سے دسوان حصہ اللہ کی راہ مین نکالتا اس طرح کے بہت سے آدمی جمع ہو گئے کہ باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے جورو خاوند سے بھائی بھائی سے چھوٹ گئے اور فقر وفنا کا طریق اختیار کر لیا شیخ علائی کو جو کچھ نذر وفتوح مین حاصل ہوتا سب اس مین علی السویہ شریک کرتا اور اگر کچھ نہ ملتا تو یہ لوگ دو دو تین تین روز تک فاقے سے بیٹھے رہتے مگر کسی سے سوال نکرتے اور شیخ علائی ہتیارون سے ہر وقت مسلح رہتا گلی کوچون مین پھرتا کسی مسلمان کو نا مشروع کام کرتے دیکھتا تو اول ملائمت سے سمجھاتا جب نہ مانتا تو سختی سے پیش آتا جو حکام وقت اسکو اپنا معتقد اسمجھتے تھے اُسکی مدد کرتے جب یہ سختی بہت بڑھ گئی اور فساد پیدا ہونے کا احتمال ہوا تو شیخ عبداللہ نے شیخ علائی کو سفر حجاز کے لئے آمادہ کیا اور تین سو ستر خاندان اُسی بے سروسامانی کی حالت مین ہمراہ ہوئے جب خواص پور واقع سرحد جودھپور مین یہ قافلہ پہونچا تو خواص خان نے استقبال کیا اور معتقد ہو گیا لیکن تھوڑے سے عرصے مین مذہب مہدویہ کی بُرائی اُسپر روشن ہو گئی شیخ علائی نے یہ بات سمجھکر خواص خان سے تعلق توڑ دیا اور یہ بہانہ کر کے کہ امر معروف اور نہی منکر مین میری اطاعت نہین کرتا اُس سے رنجش ظاہر کر کے خواص پور سے اپنا قافلہ اُٹھا دیا اور حج کا عزم فسخ کر کے بیانہ کو واپس چلا گیا سلیم شاہ اُن دنون آگرے مین مقیم تھا شیخ علائی کا حال سُنکر اپنے دربار مین بلایا جب شیخ دربار شاہی مین داخل ہوا تو آداب شاہی بالکل ترک کر دئے صرف سلام علیک مشروع طور پر کی سلیم شاہ نے بکراہیت جواب دیا

علیہ السلام مقربین کو یہ بات سخت ناگوار گذری ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب
بہ مخدوم الملک شیخ علائی کا مخالف ہوگیا اور اُسکے قتل کا فتوی بھی دیدیا اور بادشاہ
سے عرض کیا کہ یہ شخص خود بھی مہدیت کا مدعی ہے سلیم شاہ نے مرزا رفیع الدین انجو اور
ملا جلال الحیم دانشمند اور ملا ابوالفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کرکے اِس قضیے کی
تشخیص اُنکے حوالے کی سلیم شاہ کے حضور مین مجلس مباحثہ مقرر ہوئی شیخ علائی علما
سے مغلوب ہوگیا جواب نہ دے سکا مگر اِس طرح قرآن کی آیات کے معانی بیان کرنے لگا
کہ اسکی تقریر نے بادشاہ کے دل مین اثر کر لیا اور بادشاہ نے شیخ سے کہا کہ اگر تم اِس
دعوے باطل کو ترک کردو تو مین تمکو اپنی تمام قلمرو کا محتسب بنا دون اور ابتک تم میرے
بے حکم امر معروف ونہی منکر کرتے رہے محتسب ہوجانے کے بعد میرے حکم سے یہ کام کروگے
مگر شیخ نے سلطان کی بات کو منظور نہ کیا سلطان نے اُسے قتل تو نکرایا سرحد دکن پر ایک
شہر ہے ہنڈیہ وہان بھجوا دیا وہانکا حاکم بہادر خان سلیم شاہ کے امرا مین سے تھا تمام لشکر سمیت
شیخ علائی کا معتقد ہوگیا مخدوم الملک نے اِس بات کو ایک بڑے پیرایے مین پادشاہ سے
عرض کرکے شیخ علائی کو وہان سے واپس طلب کرایا اِس مرتبہ بھی سلیم شاہ نے علما کو
جمع کیا اور اِس قضیے کی تشخیص مین بہت کچھ توجہ کی مخدوم الملک نے بادشاہ سے کہا
کہ شیخ علائی خود بھی مہدی ہونے کا مدعی ہے اور مہدی تمام روے زمین کا بادشاہ ہوگا
سارا لشکر آپ کا اور آپ کے اکثر عزیز بھی درپردہ اُسکے معتقد ہوگئے ہین آپ کی
سلطنت مین فتور پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے مگر بادشاہ شیخ علائی کے قتل پر آمادہ نہوا
بہار مین شیخ بڑہ ایک نہایت دانشمند شخص رہتا تھا شیر شاہ اُسکا بڑا معتقد تھا یہانتک
کہ اُسکی جوتی اپنے ہاتھ سے سیدھی کرتا تھا سلیم شاہ نے شیخ علائی کو اُسکے پاس بھیجدیا
کہ جو کچھ اُسکے حق مین شیخ بڑہ لکھے وہ کیا جائے شیخ بڑہ نے بھی مخدوم الملک کے فتوے کی
تقلید کی اُس زمانے مین مرض طاعون کا بہت زور تھا شیخ علائی بھی اِس مرض مین
مبتلا ہوگیا جب بادشاہ کے حضور مین شیخ بڑہ کے فتوے کے ساتھ پیش ہوا تو
اُسوقت بولنے تک کی اُس مین طاقت نہ تھی سلیم شاہ نے آہستہ اُسکے کان مین کہا

کہ اگر تم میرے سامنے یہ کہدو کہ مین مہدوی نہین ہون تو مین تمکو رہا کر دون مگر اس نے نمانا سلطان نے حکم دیا کہ اسکے کوڑے مارو تیسرے کوڑے مین اسکی جان نکل گئی یہ واقعہ سنہ ۹۰۹ ہجری کا ہے۔

جمال خان مہدوی کی ہدایت سے نظام شاہی خاندان کے چھٹے بادشاہ اسماعیل بن برہان نظام شاہ ثانی نے بھی یہ مذہب اختیار کر لیا تھا فرقۂ مہدویہ کو اسوقت مین بڑی رونق ہو گئی تھی انکے کارنامے تاریخ فرشتہ کے مقالۂ سوم کے روضۂ سوم مین مفصل مندرج ہین۔

علاقۂ جیپور کہ جسکو ڈھونڈھار کہتے ہین وہان اس قوم کی آمد کی ابتدا یون ہوئی کہ امرائے افاغنہ جو دہلی کے اطراف مین سلاطین لودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین اکبر شہنشاہ نے شیر شاہ کی طرفداری کی وجہ سے اُن کا اخراج کیا یہ لوگ مغلوب ہوکر گجرات کو چلے گئے اور وہان علمائے مہدویہ ندو گشت اہل اسلام سے ہراسان ہوکر انکی پناہ مین آئے جب اختلاط پیدا ہو گیا تو پھر افاغنہ نے یہ مذہب اختیار کر لیا اور پھر اپنے تسنن پر باقی رہے جب ان پٹھانون کی صفائی راجہ جیپور نے اکبر سے کرادی تو یہ لوگ ٹونک جیپور کے علاقے مین آ گئے لیکن مذہب مین ویسے ہی دو رنگ رہے چنانچہ ابتک وہی رنگ ہے کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم بنی وغیرہ مہدوی ہین۔

ان دیہات کے سوا بلاد دکن مین بھی مہدویہ جابجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین سرنگ پٹن مین سلطان ٹیپو کے پاس بھی بہت سے افغان مہدوی نوکر تھے ایک بار عدول حکمی کرنے پر فوج سلطانی کے ہاتھ سے کئی سوار مارے گئے باقی وہان سے نکلوائے گئے۔

سردار خان غزنے زئی مہدوی ملازم باجی راؤ والی پونا نے باوجود منع کرنے اپنے آقا کے چھاؤنی انگریزی پر حملہ کیا اور تمام دولت مرہٹہ کو برباد کر گیا باجی راؤ کو انگریزون نے سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین گرفتار کر کے بھٹور پہونچا دیا جب سب دریا ستمین

دکن کی بگڑ گئین تو چارون طرف سے سمٹ کر مہدویہ حیدر آباد دکن مین آئے اور وہان وہ کثرت اور عزت راجہ چندولال پیشکار کی بدولت پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بشاہرات بیش قرار نوکر ہوئے بعض دولتمند ان کے گرد و پیش تک ہوگئے اور یہان اپنی کثرت و ثروت کے غرور مین مقدمات مذہب مین ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی یہانتک کہ سنہ ۱۲۳۷ ہجری مین مولوی عبدالکریم کو بحث مذہب پر میر عالم بہادر کی مسجد مین مار ڈالا چوتھے روز اہل سنت نے بھی مکہ مسجد مین جمع ہوکر مہدویون کے مکانون پر یورش کی اور فساد نے اتنا طول کیا کہ شام تک بہت سے مہدوی اور سنی باہم لڑکر مارے گئے نواب سکندر جاہ مسند نشین تھے انھون نے انگریزی فوج کی مدد سے انکو ملک سے نکالدیا در بدر شہر بشہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرنے لگے ایک مدت دراز اسی طرح گذری اور نواب سکندر جاہ کا انتقال ہوا اور نواب ناصر الدولہ مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد اور بعد مدت کے اہل حیدر آباد کے دلون سے بھی بغض و طیش کم ہوگیا تب لالہ چندولال کے دربار مین نذرانے اور رشوتین دے دیکر ایک ایک دو دو مہدوی آکر گھسنا شروع ہوئے اور راجہ کی نظر عنایت سے پھر انکا جماؤ ہوگیا۔

مہدویہ کے عقائد

مہدویہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین ایک صدیق تھے تو میران کے دربار مہدیت مین دو تھے۔ سید محمود اور خوندمیر۔ اور اگر وہان خلفاے راشدین چار تھے تو یہان پانچ تھے سید محمود۔ خوندمیر۔ میان نعمت۔ میان نظام۔ میان دلاور۔ اور اگر وہان دس شخص ایسے تھے جنکے جنتی ہونے کی بشارت دی گئی تھی تو یہان بارہ تھے پانچ مذکورین اور باقی کے نام یہ ہین۔ امین محمد۔ ملک معروف۔ عبدالمجید۔ ملک جو۔ ملک گوہر۔ ملک برہان الدین۔ اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چہتر فرقے ہین ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ہے

ناجی ہے باقی غیر ناجی - اور سید محمود پسر مہدی کو **مہدی ثانی** بھی کہتے ہین اور میان خوند میر داماد مہدی کو **بدلۂ مہدی** بھی کہتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اُنکے بدلے ہین اُنھون نے کیا اُس جنگ کو جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور **اسد اللہ الغالب** بھی ان کا لقب ہے اور انکے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسۂ مہدی کو حسین **ولایت** کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا کہ پنج فضائل مین منقول ہے اور اُنکی مان **فاطمۂ ولایت** ہین اور مہدی کی سب بیبیان **ازواج مطہرات** اور **امہات المؤمنین** ہین اور مہدی کے نواسے سید محمود نامی کو حسین ولایت قرار دیکر امام حسین شہید کربلا کی برابر یا اُن سے بہتر جانتے ہین اور اُن کی شہادت اِس طرح ثابت کرتے ہین کہ ایک روز سید محمود بعد نماز تہجد کے جانماز پر بیٹھے تھے کہ **یزید کی روح کُتّے** کی صورت مین وہان داخل ہوئی محمود نے اپنے ہاتھ سے اسکو ہانکا اُسنے اُنکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اُسکے درد سے ۲۴ روز کے بعد پندرھوین محرم کو انتقال کیا جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہے - مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تصدیق مہدیت سید محمد جونپوری کی فرض ہے اور انکار اُنکی مہدیت کا کفر ہے اور ۹۰۵ھ ہجری ہے کہ اُنھون نے اِس سنہ مین دعوے مہدیت کا کیا تھا اِس طرف جسقدر اہلِ اسلام گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اِس انکار کے کافر مطلق ہین مسلمان صرف مہدوی ہین اور سید محمد اگرچہ داخل امت محمدی ہین لیکن افضل ہین امراے مؤمنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے اور سید محمد جونپوری سواے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاے مرسل سے افضل ہین اور سید محمد جونپوری اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پورے تابع ہین لیکن رتبے مین دونون برابر ہین دونون مین سرمو کمی بیشی نہین احادیث رسول خدا کی اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن سید محمد کے بیان و احوال سے مقابل کر کے دیکھنا اگر مطابق اُنکے احوال کے ہووین تو صحیح جاننا . نہ غلط ہدیۂ مہدویہ مین

اسی طرح لکھا ہی اور عطیہ مین ہے کہ سید محمد بہ تعلیم الٰہی بہ اتباع نبی مفترض الطاعات ہین پنج فضائل مین تحریر کیا ہے کہ جو کوئی قرآن مہدی مین تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہے اور عقیدہ شریفہ مین بیان کیا ہی کہ جو شخص بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اُس ذات کا ہوگا اگر سوزان کا مؤلف کہتا ہے کہ یہ مذہب منعقد مین مہدویہ کا ہے اور سید میرانجی بن سید سلام اللہ کے رسالہ سلسلہ مین لکھا ہے کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کا فر ہے صحابۂ ولایت سے مراد سید محمد کے اصحاب ہین۔ مہدویہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو شخص تو پورے مسلمان ہین اور سوا ے انکے حضرات انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین چنانچہ پنج فضائل مین ہے کہ شاہ ولاور نے اپنے مہدی سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور عیسٰی علیہ السلام زیر ناف سے بالاے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آئینگے پورے مسلمان ہو جائینگے اب آدھے مسلمان ہین مہدویہ کہتے ہین کہ جو نقل اِس مضمون کی ہماری کتابون مین منقول ہے وہ نقل متشابہ ہے اور متشابہات مین جو اعتقاد اہل سنت کا ہے وہی اعتقاد مہدویون کا ہے اور مہدویہ کے نزدیک تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہے اور اُسکے انکی اصطلاح مین معنے یہ ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیاے بلند مرتبہ اور تمام مؤمنین اور مومنات آدم سے اِس یوم تک سید محمد کے حضور مین پیش کی جاتی ہین اور یہ اُنکا داخلہ اور موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالیٰ کا اُن ارواح کو حکم ہوتا ہے کہ تمنے جس خزانے سے نور لیا تھا پھر اُس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہے اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہے اور جبتک آدمی بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مؤمن نہین ہے مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بہ خدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہو ایسے شخص کے حق مین بھی مہدی نے

حکم ایمان کا کیا ہے چنانچہ عقیدۂ خوند میر مین جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین مذکور ہے کفر و ایمان کے مسئلے مین مہدی سے نقلین اِس طور پر واقع ہین۔
مطلع الولایت سے منقول ہے الحال ہر کہ بر ظاہر شریعت از آتش خلاص یابد و بعد از ظہور این دعویٰ مقبل مومن منکر کافر گردد و فرمودند ہر کہ بر مہدیت این ذات ایمان آرد مومن گردد و ہر کہ انکار کنند کافر گردد اور عقیدۂ شریفہ مین منقول ہے فرمودہ کہ ایمان ذات خداست اِن نقلون سے مفہوم ہوا کہ وہ ایمان عوام کا ہے اور یہ ایمان خواص کا اور دیدار کے مسئلے مین نفی اِس ایمان کی ظاہر ہے نہ اُس ایمان کی اور مہدی کا قول ہے کہ تین پہر خدا کا ذکر کرنے والا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہے اور انکے عقائد سے یہ بھی ہے کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہون مگر اُسمین مشغول رہنے والا بلکہ اُسکا ارادہ رکھنے والا کافر ہے جیسا کہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دُنیا کفر ہے چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور اِن مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہے اگر کوئی شخص اُسکے ساتھ صحبت رکھے یا اُسکے گھر کو جائے یا اُسکے ساتھ الفت رکھے وہ جاوے آن سے نہیں ہے اور آن محمدی سے نہین ہے اور آن خدا سے نہین ہے انتہیٰ اور انکے نزدیک ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کرکے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہے چنانچہ شواہد کے باب سی و سوم مین مرقوم ہے اور جو شخص کہ اِس ہجرت و صحبت کو بجا نہ لائے وہ منافق ہے مہدویہ کے نزدیک مہدیت علم نبوت مین نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہے جیسا کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہے۔ علیہ مین بیان کیا ہے کہ مہدویہ مہدی کی مہدیت کی تصدیق کرکے اُن کو خلیفۃ اللہ تابع تام شریعت رسول اللہ آخذ احکام شرعیہ مبین قرآن مراد اللہ خدا تعالیٰ کی اور صحیح مہلکہ رسول اللہ کی تعلیم سے اور شرع اجتہادیہ اور مسائل اختلافیہ مین حاکم صواب و خطا کا مٹانیوالا بدعت کا چلانیوالا سنت کا احکام ولایت کو ظاہر کرنے والا خاتم ولایت مقیدہ محمدیہ کا ایسا امام کہ جسکی طاعت تمام اہل اسلام پر فرض عین ہے سمجھتے ہین۔ اور انکے نزدیک سید محمد

علم وعمل دونون مین معصوم ہین ہر ایک عمل اور بیان مہدی کا اللہ کی تعلیم سے جاننا اور
اسپر احکام تازہ بتازہ نو بہ نو خدا کی طرف سے اُترنے کا یقین رکھنا ان کے نزدیک فرض ہے
پس اگر کسی مجتہد یا مفسر کا قول موافق حکم و بیان مہدی کے نہو تو وہ قول خطا ہے اور
احادیث آحاد مین سے جو حدیث انکے قول وفعل کے مخالف ہو تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
نہین بلکہ کسی راوی کی غلطی ہے غرض کہ سید محمد کے افعال واقوال سب معصوم ہین اور سید محمد
نے فرمایا ہے کہ نماز دوگانہ ستائیسوین رمضان لیلۃ القدر فرض ہے اور سید محمد نے یہ بھی کہا ہے
کہ آدمی جب کسی قدر مال کا مالک ہو قلیل ہو یا کثیر اُسکا دسوان حصہ خیرات کرنا اُسپر
فرض ہوا یہ عبادت مال ہے برابر زکوٰۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم
بن اسحاق بن عبد الحی مہدوی مین مذکور ہے غرض کہ یہ عُشر وہ عُشر نہین ہے جو کہ محاصل
زمین مین شرع مین مقرر ہے بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہے اور دوگانہ مذکور السابق کے فرض
ہونے کی کیفیت سید مصطفیٰ مہدوی نے اپنی کتاب تالیف سنہ ۱۲۳۶ ہجری اور عطیہ مین یون
لکھی ہے کہ رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھو
جب اُدھر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور بہشتین حور وقصور کے ساتھ آراستہ کی گئی ہین
اور تمام ملائک کھڑے ہین تب سلام اللہ نے عرض کیا کہ یہ شب قدر ہے میران نے فرمایا
کہ اللہ کا حکم ہوا ہے کہ سید المرسلین پر یہ شب بھی نازل کی تھی اور تمھارے واسطے پوشیدہ
رکھی تھی ہزار مہینون کی عبادت مقبول سے ہے مین تجھکو دیتا ہون اے سید محمد امین
دوگانہ شکرانہ ادا کر جیسا کہ حضرت آدمؑ نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیمؑ نے نماز ظہر
پڑھی تھی اور یونسؑ نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسیٰؑ نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسیٰؑ
نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو اے سید محمد
شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت
کر کے نماز دوگانہ ادا کی رکعت اول مین سورۂ ضحیٰ اور رکعت دوم مین سورۂ قدر پڑھی
مہدویہ مین وقت دعا کے ہاتھ اُٹھانا خصوصاً بعد فرض نمازون کے مطلقاً ممنوع و متروک
ہے مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سید محمد خاتم الولایت ہین جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم النبوت ہین اِسی لئے مہدویہ خاتمین بہ صیغۂ تثنیہ کہتے ہین ۔شواہد الولایت کے اتیسوین باب مین لکھا ہے کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہی کہ اولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبہم الایہ اے سید محمد یہ آیت فقط تیرے گروہ کی شان مین ہے پھر میران نے کہا جیسا کہ قوم موسیٰ کا خطاب یہود اور قوم عیسیٰ کا خطاب نصاریٰ اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان ہے ہماری قوم کا خطاب اولی الالباب ہی انتہیٰ اور سترھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے دعویٰ کیا کہ حق تعالیٰ سے مین نے معلوم کیا کہ قرآن مین اشارہ آتین بعض حق ذات مہدی مین اور بعض اُن کے گروہ کے حق مین ہین اور وہ مہدی مین ہون پندرھوین باب مین لکھا ہے کہ میران نے خوندمیر کو کہا کہ تمھاری خبر حق تعالیٰ نے اپنے کلام مین دی ہی چنانچہ اَللّٰہُ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ سے مراد سینۂ خوندمیر ہے فیہا مصباح سے مقصود تجلی حق تعالیٰ ہے المصباح فی زجاجۃ سے مطلوب دل خوندمیر ہی اور الزجاجۃ کانہا کوکبٌ دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد شجر ذات سید محمد ہے کہ چوتھے آسمان پر میرا نام سید مبارک ہی۔

تنبیہ الغافلین مین ملا علی قاری کہتے ہین کہ سُنا گیا ہے کہ مہدویہ اپنے جھونپڑے برابر بناتے تھے اور ہر ایک جھونپڑے مین روزن ہوتا تھا کہ ہر ایک شخص دوسرے شخص کے افعال پر مطلع ہوتا رہے یہانتک کہ اگر ایک مہدوی اپنی عورت سے صحبت کرتا تو دوسرا اُسے دیکھتا رہتا اور اِس تاک جھانک کو یہ لوگ بُرا نہین جانتے انکا قول یہ تھا کہ ہم سب مرد آپس مین بھائی ہین اور ہماری عورتین باہم بہنین ہین ہمارا آپس مین دیکھنا کچھ بُرا نہین انتہی میان نعمت و خوندمیر نے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اُسکے وارثون کو نہ دیکر مہاجرین اغیار پر بالسویہ تقسیم کرنا چاہیے چنانچہ انصاف نامہ کے باب ہشتم سے ظاہر ہے اور سید محمود بن خوندمیر نے کہ مہدی جونپوری کے نواسے اور مہدویون کے خاتم مرشد اور حسین ولایت ہین انصاف نامہ کے باب ہفدہم مین لکھا ہے کہ اُنھون نے معاملہ مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اُنھون نے

میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہین ایضاً اُسی
باب مین لکھا ہے کنہی میان محمود نے دوسری بار معاملہ مین دیکھا کہ مین نے اِس عالم سے
عروج کیا اور عرش وکرسی سے گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالیٰ کے سامنے مہدی کے
بعض اصحاب اپنے سرون کے بال کھولے ہوئے ناچ رہے ہین اور دشکین بجا رہے ہین اُس
جگہ جو کچھ رسولخدا کو دکھلایا تھا مجھکو بھی دکھلایا۔ انتہیٰ اِسی طرح انکے نانا مہدی نے بھی
دعویٰ کیا تھا کہ ایک رات ثلث شب کے وقت مین مع سید سلام اللہ کے افلاک چڑھتا
چلا گیا اور قاب قوسین کا مقام اور کلام ہوا اور یہ عبارت وحی ہوئی یرضیٰ عنک الرحمٰن
انک ماحی البدعۃ والطغیان ومحی السنن والایمان من یرالک لہ الامن والامان
ومن امن بک وجب علیہ الغفران ومن انکر بک حقت لہ النیران۔
سید مصطفیٰ نے اپنی کتاب اثبات مہدیت مؤلفہ ۱۳۳۳ہجری مین طویل عبارت مین اِس
معراج کا حال بیان کیا ہے سید محمد جونپوری کو جو وحی ہوتی تھی وہ کبھی عربی زبان مین
ہوتی تھی کبھی ہندی مین اور کبھی گجراتی زبان مین منجملہ انکے یہ ایک ہندی فقرہ بھی
وحی ہوا تھا اے سید محمد دعویٰ مہدیت کا کھلا ہووے تو کھلا نہین تو ظالمان مین کا کرونگا
چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہے اور اُنکی وحی مین سے یہ عبارت عربی بھی ہے
جو ابتدائے رسالۂ ام العقائد مین لکھی ہوئی ہے قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم
علمت من اللہ بلاواسطۃ جدید الیوم قل انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ
محمد مہدی الزمان وارث نبی الرحمٰن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ
والشریعۃ والرضوان۔ پنج فضائل مین لکھا ہے کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی
نوری ہاتھی پر سوار ہونگے کہ نام اُسکا محمود ا ہوگا اور گرد اسکے انبیا و رسل اولوالعزم اور
اولیا و شہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے ہونگے اور دانت اُس ہاتھی کے
اِس قدر لمبے ہونگے کہ اُنپر تمام فرقۂ مہدویہ سوار ہوگا اور میدان حشر مین گشت کرکے
ذوالجلال کے آگے آکر بی بی مریم کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بی بی آسیہ کے ساتھ
سید محمد کا نکاح ہوگا بعد اِسکے عرصات مین آکر دونون شفاعت کرینگے شواہد الولایت کے

ہو بیسویں باب مین لکھا ہے کہ مہدی نے کہا کہ مجھکو حق تعالیٰ نے تمام ارواح اولین و آخرین کا پیشوا بنایا ہے اور اکیسویں باب کی بیسیویں خصوصیت مین لکھا ہے کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کی برابر فرمایا ہے اور اسپر یہ حدیث بیان کرتے ہین هُم اخوانی بمنزلتی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین شاہ نظام الدین خلیفہ مہدی نے کہا ہے کہ یہ صفت عام اصحاب مہدی کی ہے اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی آگے ہے اور شاہ دلاور خلیفہ مہدی نے کہا ہے کہ یہ لوگ مقام مرسلون کا رکھتے ہین اور بارہ آدمی نسے فاضل ترہین اور کہا کہ یہ سب بھائی ھم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین مگر چار شخص اس سے بڑھکر مقام رکھتے ہین یہ سب مرید شاہ دلاور کے تھے علماے مہدویہ نے اِن اقوال کی تاویلین کی ہین جنکا ماحصل یہ ہے کہ تمام منازل و مقامات مین انبیا کے ہم سر و برابر ہونا لازم نہین آتا۔

سید محمد نوربخش جونپوری

(۲۴۳) سید محمد نوربخش کہ اولیاے مغلوب الحال سے ہین انھین ایک گروہ مہدی موعود جانتا ہے حالانکہ صاحب معارج الولایت لکھتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ انت مہدی یعنی تو مہدی ہے انھون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اُسی دعوے پر رہے آخر جب حج کو چلے اُثناے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی باین معنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون رہنماے خلق ہین طرف عبادت الٰہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اِس دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیون کو اِس اعتقاد سے پھیر دیا اور کہا کہ جب اِس سفر سے پلٹونگا تو باقی مریدون کو بھی اِس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثناے راہ مین وفات پائی بعد اُسکے ہمراہیون نے غائبون کو یہ خبر پہونچائی بعض اِس عقیدے سے پھر گئے اور بعض پہلے اعتقاد پر اڑے رہے۔

میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہے کہ کشمیر کے تمام آدمی حنفی المذہب ہین فتح شاہ والی کشمیر کے زمانے مین (کہ ۸۹۴ھ ہجری سے اُس کا دور حکومت شروع ہوتا ہے)

ایک شخص شمس الدین نامی عراق کی طرف سے آیا اور اپنے آپ کو میر محمد نور بخش کا پیرو ظاہر کیا اور ایک نیا مذہب جاری کیا اور اسکا نام مذہب نور بخش یا نور بخشی رکھا اور طرح طرح کی باتین کفر و الحاد کی پھیلائین اور ایک کتاب فقہ مین بنا کر اُسکا نام احوطہ رکھا اِس کتاب کو لوگون مین رواج دیا یہ فقرہ اُس کتاب مین کا ہے ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ھذہ الامۃ ولا فی فروع سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول من بین الامۃ وکافۃ اہل العالم بالیقین یعنی خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اِس امت مین جو اختلاف ہو اُس کو دور کرون اور اول شریعت محمدی کا اختلاف دور کرکے ویسے قائم کرون جیسے خاص آنحضرت کے زمانے مین تھی اسمین جو کچھ کمی بیشی ہے سب مٹادون اور پھر وہ اختلاف مٹادون جو تمام امتون اور سب مخلوقات کے عقائد مین ہے۔ اِس کتاب کے مسائل مذاہب اہل سنت مین سے کسی مذہب کے مطابق نہ تھے نہ شیعہ کے موافق تھے جن لوگون نے اِس مذہب کو اختیار کیا وہ اصحاب ثلثہ اور بی بی عائشہ کو بُرا کہنے لگے اور سید محمد نور بخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود بتانے لگے اور معاملات و عبادات مین وہ تصرفات کئے کہ تمام باتون مین تفرقہ پیدا ہوگیا کشمیر کے اہل سنت نے اِس کتاب کو ہندوستان کے اہل سنت کے پاس بھیجا جنھون نے اسپر یہ فتویٰ دیا کہ اِس کتاب مین بہت سی غور و خوض کے بعد معلوم ہوا کہ اِسکے بنانے والے کا مذہب باطل ہے وہ اہل سنت کے کسی مذہب پر نہین اور اسکا یہ قول کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے دین محمدی کا اختلاف دور کرنے کے لئے حکم دیا ہے جھوٹ اور دعویٰ کاذبی ہے جہانتک ممکن اور مقدرت مین ہو اِس کتاب کا فنا کرنا ہر دیندار پر فرض ولازم ہے اور اِس مذہب کا مٹانا واجبات سے ہے پس جو لوگ اِس مذہب پر چلتے ہون اُن کو سمجھا کر دھمکا کر اُس سے ہٹانا چاہئے اگر وہ نہ پھرین تو اُنکو سزا دینا اور قتل کرنا واجب ہے اگر توبہ کرلین تو اُنسے کہنا چاہئے کہ مذہب امام ابوحنیفہ کی متابعت اختیار کرین جب یہ فتویٰ کشمیر مین پہونچا تو بہت سے نور بخشیہ مارے گئے اور بعض سے جبرًا یہ مذہب چھوڑایا گیا کچھ ایسے تھے کہ اُنھون نے تصوف کا پردہ اپنے ارتداد پر ڈال لیا۔

لیکن تاریخ فرشتہ کا مؤلف کہتا ہے کہ کتاب احوط میر شمس الدین عراقی کی تصنیف نہین کسی ملحد نے اُسکو بنا یا ہے اور جن سید نور بخش کی طرف یہ لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہین وہ بڑے بزرگ اور نیک تھے حیدر خود کہتا ہے کہ بدخشان مین مَین نے اُن کے پیرون کو دیکھا ظاہرا اُنکا شریعت سے بالکل مطابق تھا اور تمام باتون مین اہل سنت کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے سید محمد نور بخش کی اولاد مین سے ایک شخص نے مجھے اُن کی تالیفات مین سے ایک رسالہ دکھایا تھا اُس کے مطالب نہایت عمدہ تھے اُسمین ایک جگہ لکھے ہین کہ جن لوگون کا یہ خیال ہے کہ سلطنت ظاہری طہارت اور تقوے کے ساتھ جمع نہین ہوسکتی یہ صحیح نہین کیونکہ بڑے بڑے انبیا و رسل نے نبوت کے ساتھ سلطنت بھی کی ہے جیسے حضرت یوسفؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد علیہ السلام

ادریس

(۲۴) ملا علی قاری اپنے اُس رسالے مین جو انھون نے ۹۹۵ھ ہجری مین مہدی موعود وغیرہ کی بابت شہر مکہ مین لکھا ہے کہتے ہین کہ ایک شخص نے جسے ادریس کہا کرتے تھے سلطان بایزید کے عہد مین مہدیت کا دعویٰ کیا اسکے اسّی خلیفہ تھے ایک دن خلفا کو بلاکر کہا کہ مجھکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوا ور جو کچھ تمپر ظاہر ہو مجھ سے بیان کرو خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر اُس کے پاس آئے اور کہا کہ ہمپر یہ ظاہر ہوگیا کہ تم حق پر ہو سلطان کے حضور مین یہ واقعہ عرض کیا گیا وہ بڑا دیندار تھا اُسنے سُنکر کہا بہتر ہے تم لوگ خروج کرو مین تمھارا ساتھ دونگا اور تمھاری ہر طرح مدد کرونگا بعد چند روز کے جب باطن کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطانی تھا اور اس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کردیا۔

کُرد

(۲۵) سلطان محمد چہارم کے عہد مین سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین ایک مسلمان نے کردستان مین مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرکے ہزارون کردون کو اپنا معتقد بنا لیا اور اُسی زمانے

مین ایک یہودی امام سباتھائی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کرکے یہودیون مین عام تحریک پیدا کردی تھی اور اِس اجتماع غریب سے عام مسلمانون کو قرب قیامت کا یقین ہوگیا احمد کوبرلی وزیر اعظم نے مسیح کاذب کو گرفتار کرکے قیدخانہ مین بھیجدیا سلطان نے سباتھای سے کہا کہ اگر تو تائب ہوکر مسلمان ہوجائے تو تیرے جرم سے درگذر کرونگا سباتھای بڑی خوشی سے مسلمان ہوگیا مہدی صاحب کا حشر بھی بعینہ مسیح صاحب کی برابر ہوا موصل کے پاشا نے سباتھای کے مسلمان ہونے سے چندماہ بعد اُسے گرفتار کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجدیا ظل اللہ کے روبرو جاتے ہی وہ مہدی آخرالزمان کے دعوے سے دست بردار ہوگیا مگر چونکہ اُسنے سلطان کے سوالات کے جواب نہایت معقولیت اور عقلمندی سے دئے سلطان نے خوش ہوکر اُسکی خطا معاف کردی اور مسیح موعود اور مسیح دجال کی طرح اُسے بھی اپنی ملازمت مین لیکر خزانۂ سلطانی کے محافظین مین داخل کردیا۔

ازبک

(۲۶) ہدیۂ مہدویہ مین مذکور ہے کہ ازبک نامی ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اُٹھکر مہدی کہلایا شہرزور کے پہاڑون کی طرف نکلکر ایک بڑی جماعت کو اپنا تابعدار کیا آخر اُس طرف کے امیر احمد خان کردی نے اُس پر فوج کشی کرکے اُسکو قتل کیا اور اُسکی جماعت کو پراگندہ کردیا اور اُسکے بھائی کو اسیر کرکے راہ راست پر لایا۔

ابن تومرت

(۲۷) ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن تومرت کوہ سوس مین جو بلاد مغرب کے منتہی مین ہے ۴۸۵ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا قبیلۂ ہرغہ سے تھا جنکی نسبت مشہور ہے کہ امام حسن بن حضرت علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہین جوانی مین طالب علمی کے لئے مشرق کے سمت گیا تھا امام غزالی علیہ الرحمہ سے بھی کچھ پڑھا تھا مدت تک مین دہا علم حدیث وفقہ وغیرہ علوم شریعت مین دستگاہ حاصل کرکے زہد وعبادت مین مصروف ہوگیا تھا دنیاداری کے سامان مین سے اُسکے پاس سوا عصا اور ایک لوٹے

کچھ اور نہ تھا امر معروف و نہی منکر مین نہایت سخت و پابند تھا زبان عربی و مغربی نہایت فصاحت سے بولتا تھا اگر کسی سے کوئی ایذا اُسکو پہونچتی تو اُسے بکشادہ پیشانی برداشت کر لیتا مکہ مین کوئی دشواری اُسکو لاحق ہوئی تو مصر کو چلا گیا اور جو کام مخالف شرع دیکھتا اُسکے مٹا دینے مین بیحد کوشش کرنے لگا۔ لوگون کی سخت مخالفت کی وجہ سے مختلط باتین کرنے لگا اور اپنی جان کو اُنپر دیوانہ ثابت کرنے لگا مصر سے اسکندریہ کو آیا وہان سے جہاز مین سوار ہوکر اپنے وطن کو روانہ ہوا اُسنے اس سے پیشتر یہ خواب دیکھا تھا کہ دریا کا سارا پانی پی گیا ہون اہلِ جہاز کو بھی وعظ و نصیحت کرتا اور قرآن پڑھتا رہتا تھا ۵۰۵ھ مین شہر مہدیہ مین پہونچا بعض کہتے ہین کہ ۵۱۱ھ مین مصر سے فقہا کے لباس مین نکلا مہدیہ مین پہونچکر مسجد معلق مین ٹھہرا یہ مسجد سرِ راہ تھی اُسمین بیٹھکر راستے کی طرف نگرانی دیکھنے لگا اگر کسی کے پاس کوئی آلات خلافِ شرع چھپا پاتا یا کسی کے پاس شراب کا برتن دیکھتا تو اُسے توڑ ڈالتا مسلمانون نے اُسکا حال سُنا تو اُسکے پاس آنے لگے اور کئی دینی کتابین اُس سے پڑھین امیر یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادیس کو اُسکا حال معلوم ہوا تو فقہا کی جماعت کے ساتھ اُسے اپنے حضور مین بلایا جب امیر کی اُس سے ملاقات ہوئی اور اُس کی بات چیت سُنی تو بہت تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ آپ میرے حق مین دعا کیجیے کچھ دنون مہدیہ مین رہکر بجایہ کو چلا گیا یہان بھی اُسنے اپنا وہی حال رکھا یہان کے آدمیون نے اُسے شہر سے نکال دیا موضع ملالہ مین چلا گیا اور یہان اُسکی ملاقات عبد المومن بن علی قیسی سے ہوئی ملوک مغرب کے حالات مین ایک کتاب ہے اُس مین لکھا ہے کہ ابن تومرت کتاب جفر سے واقف تھا جو علوم اہلِ بیت مین ہے اُس کتاب مین اُسنے یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ایک آدمی اِس صورت کا سرد کائنات کی اولاد مین سے ہوگا اور وہ آدمیون کو راہ خدا کی طرف دعوت کرے گا اور اُسکا مدفن اُس مقام پر ہوگا جسکے یہ حروف ہین ت۔ ی۔ ن۔ م۔ ل۔ اور یہ بھی اُس کتاب مین دیکھا تھا کہ اُسکے اصحاب مین سے ایک آدمی ہوگا جس کے سبب سے اُسکے کام کو قوت ہوگی اُسکے نام کے یہ حروف ہین ع۔ ب۔ د۔ م۔ و۔ م۔ ن۔ اور پانچوین صدی مین اُسکا ظہور ہوگا ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے شخص کے ظاہر ہونے کا اب وقت قریب ہے اسلئے عبد المومن کی تلاش مین پھرنے لگا

جس جگہ جاتا وہاں اور جس سے ملتا اُسکا نام دریافت کرتا اور علیہ اُسکا عبدالمومن کے حلیہ سے جو اُسکے پاس موجود تھا ملاتا بالآخر ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس سے نام دریافت کیا جواب دیا مجھے عبدالمومن کہتے ہیں حلیہ ملایا تو موافق پایا بہت خوش ہوا پھر ابن تومرت نے عبدالمومن سے دریافت کیا تم کہاں رہتے ہو اور اب کہاں کا قصد ہے عبدالمومن نے کہا کوفیہ کا باشندہ ہوں مشرق کو تحصیل علم کے لئے جا رہا ہوں ابن تومرت نے کہا کہ مشرق اور علم تنے پائے میرے ساتھ چلو یہ سب تمکو حاصل ہوجائیگا عبدالمومن ابن تومرت کے ساتھ ہولیا پھر ابن تومرت نے اپنا تمام راز اُس سے کہا ابن تومرت کی ملاقات ایک اور شخص سے ہوئی جسے عبداللہ الونشریسی کہتے تھے یہ شخص نقیہ دجیہ فصیح لغات عرب واہل مغرب کا بڑا ماہر تھا ابن تومرت نے اسے بھی اپنے راز سے آگاہ کرکے موافق کرلیا اور تینوں نے مقصود اصلی کے حاصل کرنے پر غور کیا ابن تومرت نے عبداللہ سے یہ کہا کہ تمکو چاہئے کہ اپنی فصاحت وبلاغت کو چھپالو ہکلا کے باتیں کرنا شروع کردو اور ایسے طور پر باتیں کرو کہ جس سے لوگوں پر تمہارا جہل ثابت ہو پھر یکایک اپنے فضائل وفصاحت لسانی کو ظاہر کرنا کہ لوگوں کو تمہارا معجزہ ثابت ہو اور جو کچھ میں لوگوں سے کہوں اسپر یقین کریں اس مشورے کے بعد ابن تومرت اہلِ مغرب سے ملا اور اُنکو موافق کرنا شروع کیا چھ آدمی اسکی ہمراہی اور رفاقت کو آمادہ ہوئے اور یہ تمام جماعت مراکو کو روانہ ہوئی اِس وقت یہاں کا حکمران ابوالحسن علی بن یوسف بن تاشفین تھا جو مرابطین سے تھا کہ جو ملثمین بھی کہلاتے اور یہ اُن چند قبیلوں سے ہیں جو حمیر کی طرف منسوب ہیں اور نہایت حلیم عادل متواضع تھا مالک بن وہب کو ابن تومرت کی بات چیت معلوم ہوئی تو اُسنے سلطان سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک ایسا دروازہ کھلنے والا ہے جسکا بند کرنا مشکل ہوگا مناسب یہ ہے کہ ابن تومرت اور اُسکے ساتھیوں کو علما کے مجمع میں بلاکر اُسکی باتیں سنو ابن تومرت ایک ٹوٹی ہوئی مسجد میں شہر کے باہر ٹھہرا ہوا تھا سلطان نے اُسے دربار میں بلایا اور علماے شہر کو بھی جمع کرکے اُن سے کہا کہ اِس شخص سے دریافت کرو کہ تمہارا کیا مدعا ہے قاضی محمد بن اسود نے ابن تومرت کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ سلطان عادل حلیم اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہے اپنی خواہشات نفسانی پر اللہ کی فرمانبرداری کو

ترجیح دیتا ہے مگر اِس سلطان کے حق مین تھاری زبانی بعض باتین اسکے خلاف سُننے مین آئی ہین ابن تومرت نے کہا کہ جو کچھ باتین سلطان کے حق مین میری زبانی تم تک پہونچی ہین وہ واقع مین مین نے کہی ہین اور ابھی بہت کچھ کہونگا قاضی صاحب تمنے جو یہ کہا کہ یہ سلطان اللہ کے احکام کا پابند ہے اپنی ہوا وہوس پر طاعت الٰہی کو ترجیح دیتا ہے یہ قول تمھارا معتبر نہین تمھارے اِنھی خوشامد کے الفاظ نے سلطان کو دھوکے مین ڈالدیا ہے یہ تمکو خوب معلوم ہے کہ اکثر ناجائز کام اِسکی قلمرو مین ہوتے ہین لوگ شراب علانیہ بیچتے ہین سُور علی الاعلان پالتے ہین یتیمون کا مال لیتے ہین اِسی طرح اور کئی باتین ابن تومرت نے بیان کین سلطان دیندار نے اُسکا کلام سُنکر خجالت سے سر جھکا لیا اور رونے لگا حاضرین نے سمجھ لیا کہ یہ شخص سلطنت کی طمع رکھتا ہے سلطان پر اسکی باتون کا اثر پیدا ہو گیا ہے مگر سلطان کے رعب کی وجہ سے خاموش رہے مالک بن وہیب نے اُس وقت سلطان سے عرض کیا کہ مین جو کچھ آپ سے کہتا ہون اُسپر اگر توجہ کیجائیگی تو انجام آپکا بہتر ہوگا ورنہ ایک بڑی سخت مصیبت مین پھنس جانیکا اندیشہ ہے آپ اسے اور اسکے ہمراہیون کو گرفتار کر لیجئے اور ایک دینار روزانہ اِن کے خرچ کے لئے مقرر کر دیجئے تاکہ یہ کوئی فتور پیدا نکر سکے اگر ایسا انتظام آپ نے نکیا تو پھر ایسا وقت آئیگا کہ تمام خزانہ خرچ کرنے سے بھی اِسکا تدارک نہو سکیگا سلطان نے یہ بات کرنا چاہی مگر وزیر نے عرض کیا کہ ایسا مناسب نہین ابھی تو آپ اِسکی بات پر آبدیدہ ہو گئے تھے اور ابھی گرفتار کرنا چاہتے ہین یہ ایک محتاج آدمی ہے کیا کر سکتا ہے سلطان نے ابن تومرت کو رخصت کر دیا اُسنے دربار سے نکلکر یارون سے کہا کہ اِس مُقام پر ہمارا ٹھہرنا مفید نہیں مالک بن وہیب ہماری مخالفت پر آمادہ ہے یہان ٹھہرنا خلاف مصلحت ہے شہر اغمات مین ایک فقیہ عبدالحق بن ابراہیم نامی میرا دوست ہے اُسکے پاس چلکر مشورہ کرین ابن تومرت اور سب ہمراہی وہان پہونچے اور عبدالحق سے ساری سرگذشت بیان کی اُسنے کہا کہ تمھارا یہان رہنا بہتر نہین یہان سے ایک منزل کے فاصلے پر تینمل[1] نام ایک موضع ایک پہاڑ مین ہے تم وہان جاکر رہو اُس جگہ تمھاری حفاظت بخوبی ہوگی جب یہ جماعت تینمل گئی اور

[1] تاے فوقانی مکسور یای تحتانی ساکن و اسکے بعد نون مفتوح اور لام مشدد ہے ۱۲ ابن خلکان

نہایت زہد و تقوے اور فقر و فاقہ کے ساتھ بسر اوقات کرنے لگے تو مسلمانون کو ان کے ساتھ حسن عقیدت پیدا ہو گئی ابن تومرت کی اِس ضلع مین بڑی شہرت ہو گئی مقدس اور مذہبی پیشوا مانا گیا اطراف سے لوگ اسکی پابوسی کو آتے ابن تومرت کے پاس جو کوئی آتا یہ اُس سے یہی کہتا کہ مین سلطان مراکو پر خروج کرونگا تم بھی میری شرکت کرو جو شخص قبول کرتا اُسے اپنے اصحاب مین داخل کرتا جو انکار کرتا اُس سے اعراض کرتا بہت سے نوجوان اُسکے ساتھ ہو گئے اِس انتظام کو زیادہ عرصہ گذرنے سے ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا مین مر جاؤن اور یہ سارا انتظام ناتمام رہے یا سلطان اِن پہاڑیون کو کچھ دے دلا کر مجھے اِنکے ہاتھ سے نقصان پہونچوا دے اِسلئے خروج کے لئے حیلہ ڈھونڈھنے لگا اِن پہاڑیون کے بعض بچے سرخ و سفید کنجی آنکھون والے اور انکے ماں باپ سانولے سیاہ چشم دیکھکر اُن سے دریافت کیا کہ اولاد اور ماں باپ مین اِس اختلاف رنگ کا کیا سبب ہے اُنھون نے بھید نہ بتایا اسنے اصرار کیا تو جواب دیا کہ سلطان کے غلام ہر سال خراج وصول کرنے کے لئے اِس پہاڑ پر آتے ہین اور ہمارے مکانون مین ٹھہرتے ہین اور ہماری عورتون سے صحبت کرتے ہین ہمکو اُنکی اِس زیادتی کے روکنے کی قدرت نہین ابن تومرت نے کہا ایسی زیست سے موت بہتر ہے تم جیسے شجاع تیغ و نیزے کے چلانے والے ایسی بیحیائی پر کیسے راضی ہو اُن لوگون نے جواب دیا کہ ہمکو ضرورت نے مجبور کیا ہے ابن تومرت نے کہا کہ اگر کوئی تمھاری حمایت اور سرپرستی کرے تو کیا کروگے سب نے جواب دیا کہ اُسکے ساتھ اپنی جانین نثار کر دینگے دشمنون کو مارینگے اور مرینگے مگر ایسا آدمی کہان ہے ابن تومرت تو اِس بات کی تلاش ہی مین تھا اُسنے وعدہ کیا کہ مین تمھارے ساتھ ہون اُنھون نے اِسکی سرداری منظور کی ابن تومرت نے سب سے معاہدہ کر کے کہا کہ تیاری کرو جب سلطان کے غلام یہان آئین اور تمھاری عورتون سے ہم بستری کی خواہش کرین تو تم شراب انکے پاس رکھدینا جب وہ پیکر نشے مین متوالے ہو جائین تو مجھے مطلع کرنا غرض کہ وہ غلام حسب معمول آئے اور پہاڑیون نے اُنھین مست کر کے ابن تومرت کو خبر کی اُسنے حکم دیا سب کو قتل کر ڈالو حکم کی تعمیل ہوئی ایک غلام حبشی کسی ضرورت سے باہر چلا گیا تھا وہ بچ کر بھاگ گیا اور سلطان کو سب حال سے مطلع کیا سلطان کو ابن تومرت کا

اس کارروائی نے متاسف کیا اور اب خیال ہوا کہ مالک بن وہب کی تجویز اسکی نسبت
بہت مناسب تھی سلطان نے سوارون کی فوج کو باغیون کی سزادہی کے لئے روانہ کیا
ابن تومرت نے پہاڑیون سے کہا کہ بلند مقامات اور درون مین جمع کر سوارون پر اتنے
پتھر برساؤ کہ اُنکے مُنھ پھر جائین اِس سخت مقابلے سے تمام سوار بھاگ نکلے سلطان نے
سمجھ لیا کہ اب پہاڑیون پر قابو حاصل کرنا مشکل ہے اب ابن تومرت نے عبداللہ سے کہا
کہ اپنے فضل وکمال کو ظاہر کرو اور ہکلانا چھوڑ دو اُسنے ایسا ہی کیا اور نہایت
فصاحت وبلاغت کے ساتھ کلام کرنے لگا اور لوگون کے سامنے بیان کیا کہ مین نے شب کو
خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے ہین جنھون نے میرے سینے کو شق کر کے
اُس مین قرآن کے تمام علوم اور حکمت بھر دی تمام آدمی اسکی اطاعت کرنے لگے ابن تومرت
نے اُس سے کہا کہ اے بزرگوار یہ تو بتا دے کہ مین سعید ہون یا شقی عبداللہ نے جواب دیا
کہ اے ابن تومرت تو مہدی قائم بامر اللہ ہے جو تجھ سے موافقت کرے گا وہ سعید ہے اور جو تیرے
ساتھ مخالفت کرے وہ شقی ہے اپنے سب یارون کو میرے سامنے پیش کر کہ تجھکو یہ بتادون کہ
فلان دوزخی ہے اور فلان بہشتی اِس حیلے سے ابن تومرت کے سارے مخالف قتل کرادئے گئے
اور جس قدر دوستانِ صادق باقی رہے اور مقتولون کے اہل وعیال سب کو جنتی ہونے کا
مژدہ دیا اور یہ خوشخبری اُنکو سنائی کہ قلعۂ مراکو تمھارے قبض وتصرف مین آجائیگا اور تم سلطان
کے تمام خزانے اور ہتیارون کے مالک ہوجاؤ گے تمام آدمی اِس پیشین گوئی اور مژدے
سے بہت مسرور ہوئے اب ابن تومرت نے دس ہزار آدمیون کی فوج کر کے مراکو کے محاصرے
کے لئے بھیجا اعلیٰ افسران کے عبدالمومن اور وہی عبداللہ تھے اور خود ابن تومرت پہاڑ پر رہا
ایک مہینہ تک مراکو محاصرہ رکھنے کے بعد اِس سپاہ نے شکست پائی بہت سے آدمی کام آئے مقتولون مین عبداللہ کا
شمار بھی ہے عبدالمومن کے ساتھ یہ تمام مفرور سپاہی ابن تومرت کے قیامگاہ کو واپس آئے مگر انکے واپس پہونچنے سے
پیشتر ہی ابن تومرت کا ۵۲۴ھ مین انتقال ہوگیا شکست کی خبر اسکو اپنی حیات مین ہوچکی تھی اسلئے اُسنے حاضرین کو
سمجھا دیا کہ ایسی شکست سے دل نہ چھوڑیں لڑائی مین ایسا ہی ہوتا ہے کبھی آپ فتحیاب ہوتے ہین کبھی مخالف فتح پاتا ہے صبر اور
استقلال رکھنے سے ہر طرح کامیابی حاصل ہوگی۔ ابن تومرت نہایت اولوالعزم صابر شجاع تھا اس کے

ظہور کی ابتدا ۵۱۴ھ سے ہے متوکل اتنا بڑا تھا کہ جب اُسکو فتوحات حاصل ہوئین اور اُس کے
ساتھیون نے اسپانیہ ٹھاٹھ بنانا چاہا تو اُسنے لُوٹ کا تمام مال جمع کر کے جلوا دیا اور سب سے
کہدیا کہ جو شخص دنیا کے مزے چاہتا ہے وہ میرے پاس سے چلا جائے یہان آخرت ہی جسکا
نفع اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ابن تومرت نے اپنے فرقے کا نام موحدین[۱] رکھا تھا اس تمام
بیان اور کتب تواریخ کی تحقیقات سے اتنا حال ضرور تحقیق ہو گیا کہ ابن تومرت کا دعویٰ یہ نہ تھا
کہ مین مہدی موعود ہون بلکہ غرض اُسکی اس لفظ سے ہدایت کرنے والے کے معنے تھے
جو اُسکو مہدی موعود ہونے کا مدعی سمجھتے ہین وہ کوچہ تحقیق سے دور ہین ابن تومرت کی
وفات کے بعد **عبدالمومن** بن علی اُسکا خلیفہ ہوا فرقہ موحدین نے علی سلطان مراکو کے
ساتھ بہت جنگ کی اور پہلے پہلے شکست کھاتے رہے بالآخر عبدالمومن نے علی بن یوسف کو
سـ۵۳۷ھ ہجری مین اور اُسکے بھائی اسحاق کو سـ۵۴۱ھ ہجری مین قتل کیا اور المرابطین کی
حکومت اسّی برس کے بعد ختم ہو گئی اور موحدین نے تمام مغرب پر قبضہ کر لیا اور بالآخر
اندلس کی بقیہ اسلامی سلطنت پر بھی قابض ہو گئے اور ۶۶۸ھ تک ۱۰ آدمیون نے حکومت کی

فائدہ جلیلہ - ابن تومرت کے دوست عبداللہ کے حال کے مطابق ایک دلچسپ حکایت
اسحاق اَخرَس (مدعی نبوت) کی کتاب المختار مین علامہ جوہری نے لکھی ہے جو سننے
کے قابل ہے کہ یہ شخص مغربی تھا تمام آسمانی کتابین پڑھکر اصفہان کے مشہور مدرسے
مین آیا اور دس برس تک خاموش رہا یہانتک کہ گونگا مشہور ہو گیا ایک رات اُٹھکر
اہلِ مدرسہ کو جمع کر کے کہا کہ آج دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھکو جگا کر میرے مُنھ مین
ایک ایسی چیز ڈالی جو شہد سے زیادہ شیرین اور برف سے زیادہ سرد تھی پھر مجھ کو
ان دونون فرشتون نے نبوت کی بشارت سے سرفراز کیا ہر چند مین اس کے قبول سے
گریز کرتا رہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین مگر اُنھون نے نہین مانا اور اس بے تعلیم
کو مجھ ناچیز کی گردن پر رکھ دیا اور معجزہ یہ عطا فرمایا کہ باوجود اخرس (گونگا) ہونے کے مین

---

[۱] ...عبدالمومن بن علی ... البلاد فاستخلف ... [illegible] ... الموحدین ... [illegible] ... اللقب بالمہدی ... [illegible] ... تاریخ الخمیس [illegible]

نہایت خوش بیان وفصیح ہوگیا پھر مجھکو فرشتون نے قرآن و توریت وانجیل و زبور پڑھنے کو کہا مین نے تمام کتابین اُنکو برجستہ سُنا دین اور وہ مجھکو یاد ہوگئین چنانچہ اب بھی پڑھ سکتا ہون پس اب جو شخص خدا پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مجھپر ایمان لائے اُسکو تو نجات ہے اور جو کوئی عذر کرے یا دیر کرے اُسکا ایمان ناقص و ہیچ ہے اور عنداللہ وہ ایمان مقبول نہین وہ ایمان قیامت کے دن اُسکے مُنھ پر مارا جائے گا۔

شہر سوس کا مہدی

(۲۸) فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص متصوفہ کی جماعت مین سے تھا اُسنے شہر سوس مین جو مغرب مین واقع ہے اور سوس الاقصیٰ کہلاتا ہے ظہور کیا پھر مسجد ماسہ مین آیا اور دعوی کیا کہ مین فاطمی اور مہدی منتظر ہون اور لوگ چونکہ حوادث کے ظہور کی وجہ سے مہدی موعود کے منتظر ہو رہے تھے اِسلئے اُسکو یہ موقع ہاتھ آگیا اور اُن سے کہا کہ مہدی کی دعوت یہین سے اول شروع ہوگی بربر کی بہت سی رعایا نے اُسکی دعوت کی اجابت کی یہان کے سردارون نے فتنہ بڑھ جانے کے خوف سے ایک آدمی کو اُسکے قتل کے لئے مامور کیا جسنے گھات سے اُسے سوتے ہوئے کو مار ڈالا اور یہ شورش دفع ہوگئی۔

سید محمد

(۲۹) ہدیہ مہدویہ مین لکھا ہے کہ ایک کیمیاگر سید محمد نامی نے سنہ سات سو ہجری مین ملک مغرب کی طرف سے نکلکر دعوی مہدیت کا کیا اور اکثر اُس اطراف کے لوگونکو مطیع کرلیا آخر در وغ اُسکا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا۔

محمد بن عبداللہ

(۳۰) ہدیۂ مہدویہ مین بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ نامی نے ۱۲۱۸ھ ہجری مین اطراف مصر مین مہدی بنکر ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا تھا آخر کو اُس طرف کے حکام کے ہاتھ مین قید ہوکر توبہ کی۔

مہدی مغربی

(۳۱) ملا علی قاری اپنے اُس رسالے مین جو مہدی کے باب مین ۔۔۔۔ ہجری مین تالیف کیا ہے کہتے ہین کہ ایک شریف (سیّد) نے بلاد مغرب مین مہدیت کا دعویٰ کیا ہی اور اب تک موجود ہے اُسکی شوکت بہت بڑھ گئی ہے مغرب کے شہرون مین سے چار منزل تک اُس کے قبضے مین آگیا ہے۔

شیخ سنوسی

(۳۲) انسائکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۵ کے صفحہ ۲۰۵ مین مہدیون کے بیان کے متعلق ایک نوٹ ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے ولایت ایذن مین اور ایک شخص نے طرابلس المغرب مین کہ شمالی افریقہ مین واقع ہے اور ٹریپولی کے نام سے بھی مشہور ہے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا طرابلس والا مہدی سیّد محمد سنوسی کہلاتا ہے۔
ذی الحجہ ۲۹ ۔۔۔ ہجری کے مصری رسالہ الہلال مین لکھا ہے کہ فرقہ سنوسیہ محمد بن محمد بن علی سنوسی کی طرف منسوب ہی۔ محمد سنوسی اُن لوگون مین شمار ہوتا ہے

[illegible]

جو اسلام مین مدعی مہدیت ہو گزرے اسی بنا پر اُسکا نام بجائے محمد سنوسی کے محمد مہدی
سنوسی پڑگیا تھا اِسکا نسب حضرت امام حسنؓ سے جا ملتا ہے فرقۂ سنوسی کی بنیاد محمد مہدی
سنوسی کے باپ سے شروع ہوتی ہے جسکا نام محمد بن علی سنوسی تھا اور جو سنہ ۱۲[illegible] ہجری
مین علاقۂ الجزائر کے ایک بادیہ مین پیدا ہوا تھا جسکا نام مستغانم ہے وہین پرورش پائی
پھر شہر فاس دار الحکومت مراکش کو تعلیم پانے کے لئے گیا اور چند دنون کے بعد سلسلۂ
درقاویہ مین جو وہان ایک مقدس اسلامی سلسلہ سمجھا جاتا ہے داخل ہو گیا پھر مکۂ معظمہ
مین گیا وہان شیخ احمد بن ادریس کی صحبت مین رہنا پسند کیا جو علم تصوف مین اعلیٰ درجہ
کی مہارت رکھتا تھا جسنے اسکو اپنی صحبت مین رہنے کے بعد اپنا خلیفہ بنا لیا محمد بن علی سنوسی
نے کوہ ابی قبیس مین اپنی عبادتگاہ بنائی پھر اسکندریہ کو چلا گیا اور وہان عبادتگاہ
بنائی مگر بعض ایسے واقعات پیش آئے کہ قاہرہ کے شیخ الاسلام نے اسکو وہانسے نکلوا دیا
یہ وہانسے روانہ ہو کر شمالی افریقہ مین پہونچا اور سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین بنغازی کے قریب جو
ملک برقہ کا علاقہ ہے جبل اخضر مین فروکش ہوا اور ایک زاویہ یعنی خانقاہ بنائی جسکے
آس پاس کھجور کے درخت تھے اور ایک ہزار کے قریب اُسکے پیرو وہان جمع ہو گئے۔
جبل اخضر ہی مین دو بیٹے پیدا ہوئے جنمین سے ایک کا نام محمد مہدی ہے جو سنہ ۱۲۶۱ ہجری
مین پیدا ہوا اور دوسرے کا نام محمد شریف ہے جو سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین پیدا ہوا۔ محمد بن علی
سنوسی مکۂ معظمہ کو گیا۔ اور وہان سات سال تک اپنی عبادتگاہ واقع جبل ابی قبیس
مین حدیث و فقہ پڑھاتا رہا پھر اپنے مرشد احمد بن ادریس کے ساتھ یمن مین رہنے لگا
اور مرشد کے انتقال کے بعد دوبارہ مکۂ معظمہ مین آگیا اسی اثنا مین عبد المطلب
شریف مکہ نے حکومت عثمانیہ کے خلاف بغاوت برپا کر دی جس کے بعد محمد بن علی پر بھی
خفیہ طور پر شریف مکہ کی اعانت کا الزام لگایا گیا اُسکو کسی نے خبر کر دی کہ حکومت
عثمانیہ اُسکی گرفتاری کے لئے کوشش کر رہی ہے یہ خبر سنتے ہی جبل اخضر کو بھاگ گیا
اور اپنی گرفتاری کے خوف سے بجائے شہر مین رہنے کے صحرا مین اپنے مریدون مین رہنا
پسند کیا مریدون نے جغبوب مین رہنے کا مشورہ دیا سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین وہان

روانہ ہوگیا اور وہان عبادتگاہ بنائی اور نہایت آزادی سے وہان کے لوگون مین جو زیادہ تر اہل عرب اور بربری تھے اسلام کے احکام پھیلاتا رہا۔ اُسکے عقائد مذہبی بڑی قبولیت کے ساتھ شمالی اور وسطی افریقہ مین پھیل گئے اُسکا بڑا مدعا یہ تھا کہ اسلامی ممالک کو مغربی تہذیب کی پیش قدمی اور عیسائی طاقتون کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک سد سکندری بنائی جائے اِسی لئے اُس نئے تمام دستورون کا جنھین ترکی یا مصری حکومت نے یورپین تہذیب کی تقلید مین اختیار کیا تھا سخت مخالف تھا اُسنے بہت سی عبادتگاہین مراکو اور مکہ کے درمیان کے ضروری مقامات مین بنالین جو خانقاہین یا زاویے کہلاتی ہین۔ اور رواۓ جنکو مقدمین کہتے ہین اِسلامی ہر ایک حصے مین مقرر کئے اسکے فرقے کو سنوسیہ کہتے ہین اور طرابلس مین اسکے پیرو اِخوان کہلاتے ہین۔ فرقۂ سنوسیہ کے قائم کرنے سے اُسکی غرض یہ تھی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو اور اِسلام کی اشاعت کی جائے۔ فرقۂ سنوسیہ پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین اور اُنکی پابندی مین سرِمو فرق نہو صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون اور درویشون کی اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کرین۔ قہوہ اور تنباکو نہ پئین یہودیون اور عیسائیون سے کسی طرح کی رسم پیدا نکرین اور ہر شخص پر فرض تھا کہ گروہ ہمیشہ اِس فرقے کی خدمت مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نرہ سکے جس کے ساتھ اہلِ یورپ کے اثر سے بچنا بھی ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اِس جماعت کے فائدے کے لیے دیا کرے سنہ ۱۲۷۶ہجری مین سید محمد بن علی نے انتقال کیا۔ جغبوب مین اُسکی قبر ہے۔ اُسکی بہت سی کتابین یادگار رہین جو مریدون کے حلقے مین نہایت عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی رہین اِسکی وفات کے وقت اِسکے بڑے بیٹے کی عمر جسکا بھی نام محمدہادی سولہ سال کی تھی یہی اُسکا جانشین ہوا۔ خوش اعتقاد مریدون نے اُسکی بیعت کی اپنے والد کی طرح اسنے بھی سلسلۂ تدریس جاری کیا۔ تمام لوگونکا اِسکی نسبت یہی خیال تھا کہ مہدی موعود یہی ہو اور اِسی خیال سے محمد مہدی بن محمد بن علی کے پاس اطراف ملک کے لوگ دور دراز سے آتے اور اُسکی آستان بوسی کو مایۂ ناز سمجھتے یہ تحقیق رسالۂ الہلال سے ماخوذ ہے

۱۲- مارچ ۱۹۱۲ء کے اخبار اللواء مطبوعہ مصر مین ایک چٹھی سید سنوسی کی چھپی ہے
اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ شیخ سنوسی کا نام احمد بن محمد ہے اور یہی ۱۳- مارچ
۱۹۱۲ء کے المؤید مطبوعہ مصر سے ثابت ہوا اور اب احمد شریف کفرہ مین رہتے ہین کفرہ
اور جغبوب کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہے - بعض رسالون مین لکھا ہے کہ یورپ مین اسے
سنوسی اور مسلمان شیخ المہدی کہتے ہین - ممالک حجاز اور تہامہ مین بھی اس فرقے
کی اب بہت سی خانقاہین قائم ہوگئی ہین -

بانئے طریقہ اور اُس کے اوّل جانشین کے خیالات سلطان عبدالمجید اور سلطان عبدالعزیز
کی اور دیگر چند قابل افسوس کمزوریون کی وجہ سے عثمانیہ سلطنت کی نسبت اچھے نہ تھے لیکن
سلطان عبدالحمید ثانی سے شیخ طریقہ اور اُسکے لاکھون مریدونکو بھی عقیدت تھی - وسط
افریقہ مین والی کا فرمان روا سنوسی طریقے کا سچا معتقد اور پیرو ہے جسقدر حجاج شمالی افریقہ
سے بورنیو اور سہارا سے آتے ہین وہ شیخ کے پاس حصول برکت کے لئے جاتے ہین اُس کے
پاس ہاتھی دانت اور شتر مرغ کے پرون سے لدے ہوئے قافلے کے قافلے اندرونی ممالک
کے سلاطین کی طرف سے آتے ہین اور بہت سے نامعلوم الاسم ساحلون سے ہتھیار اور
گولی بارود کا سامان اُسکے پاس آتا ہے سنوسیہ فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکونمین پھیلا ہوا ہی
اور اُسکی خانقاہین مصر- مراکو- ٹیونس- الجیریا- طرابلس- ارض سمالی اور سوڈان
کے شاداب قطعات مین جابجا موجود ہین جغبوب کے مذہبی مدرسے مین ہمات سو طالبعلم
ہین جنکو صرف یہی نہین سکھایا جاتا ہے کہ اسلام مین جو جو خرابیان پڑگئی ہین اُنکی
اصلاح کی کوشش کرین بلکہ اسلام کی اشاعت کی تدبیر کرین اور دعوت اسلام کے
بھی طریقے سکھائے جاتے ہین اشاعت اسلام مین اس فرقے کو اسقدر کامیابی ہوئی
کہ افریقہ کی اکثر قومین جو بت پرست یا برائے نام مسلمان ہین جسوقت سنوسیہ کے لوگ پہنچے
تو یہ سب قومین اسلام کی نہایت پابند ہوگئین مذہب کے پھیلانے کے لئے یہ لوگ مدرسے
کھولتے ہین اور صحرا کے شاداب مقامات پر بستیان آباد کردیتے ہین غلامون کو خرید کرکے
مسلمان کرلیتے ہین خاصکر وادی کی قومون مین انھون نے اس طریقے سے مسلمانون کی

تعداد بڑھائی ہے جغبوب مین ان غلامون کو تعلیم وتربیت دیجاتی ہے اور جسوقت وہ سنوسیہ کی تمام باتون سے واقف ہوجاتے ہین توآزاد کرکے وطن بھیجدئے جاتے ہین تاکہ اپنے بھائی بندون کو مسلمان کرین اس فرقے کے لوگ عراق عرب مجمع الجزائر اور ملایا مین بھی نظر آتے ہین جھیل چاڈ کے شمالی مغربی علاقے مین سنوسی نہایت مستعدی سے کام کررہے ہین سلسلہ کی بڑی مجلس وقتاً فوقتاً جغبوب مین منعقد ہوتی ہے ان اجلاسون مین تمام خانقاہون کے مقدم یعنی مہتمم اپنی کارگذاری کی رپورٹین پیش کرتے ہین اور آئندہ کےلئے احکام حاصل کرتے ہین مقدمون اپنے علاقے مین اُن لوگون پر بھی جو سلسلے مین شامل نہین ہین بہت اقتدار حاصل ہے اس طرح سے شیخ کو ایک شاہانہ منزلت بھی حاصل ہوگئی ہے اشاعت مذہب کےلئے سنوسی پہلے مقتدر اشخاص پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہین اور بچون کی تعلیم وہ بہت توجہ سے کرتے ہین درویش کا خطاب اُسے ملتا ہے جسنے اپنی راے اور خودی کو بالکل دور کردیا ہو اور اپنی جان کو شیخ طریقت کے کامل تصرف مین کردیا ہو یہ نتیجہ طویل شاگردی اور بااحتیاط نگرانی وتربیت سے حاصل ہوتا ہے اس سلسلے مین نہایت زبردست صوفیانہ اتحادی عنصر موجود ہے سنوسیونکو سادگی کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور ہمیشہ آزادی کے ساتھ رہنا پسند ہے اور اُنکی روش یہ ہے کہ اُنکے سبب سے کسی آدمی کو ذرا بھی تکلیف نہ پہونچے وہ سچے انسانی ہمدرد اور نیک دل لوگ ہین باوجودیکہ اُن کو یہودیون اور عیسائیون سے بچنے کا حکم ہے مگر وہ اُنکے ساتھ بھی خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہین اور کسی قسم کی تکلیف نہین دیتے شرارت اور فساد سے دور رہتے ہین سنوسی کے مریدون کا قول ہے کہ اُنکی تمام تر کوشش دین اسلام کو اصلی مرکز پر لیجانے اور اُسے کتاب اور سنت سے ہر طرح مطابق بنادینے پر مبذول ہے جسکا مدعا عدل اور مساوات حقوق کو پھیلانا اور پاکیزگی نفس کی تدبیر کرتے رہنا ہے سنوسی لوگون کی زندگی بالکل درویشانہ ہے موٹا جھوٹا لباس اور روکھا سوکھا کھانا اُنکو بہت پسند ہے اور عبادت الٰہی کے سوا دنیاوی لذتون سے اُنھین کوئی سروکار نہین اب تک اس فرقے کی برادری پانچ لاکھ آدمیون سے متجاوز ہوچکی ہے اور وہ عام انسانون کے ساتھ

نیکی کرنے قرآن کو زمانۂ اول کی طرح سیکھنے اور سکھانے اور جو شخص اُنکے سلسلے مین داخل ہوا سے ہر طرح کے محصول وخراج سے آزاد بنانے مین کوشان رہتے ہین ترک اور سنوسی لوگ باہم بھائیون کی طرح ملتے اور برتاؤ کرتے ہین اور گو ...ں مین خلش رہتی ہے لیکن بظاہر تعلقات بہت قابل اطمینان ہین اور کبھی اُن مین علانیہ بدمزگی کا اظہار نہین ہوا بلکہ سید الہادی شیخ طریقت سنوسیہ نے اپنی نیک نیتی سے یہ بات مناسب سمجھی کہ اپنے والد کی اُن قیود کو توڑ دے جو اُسنے ترکون کے ساتھ میل جول بڑھانے کی روک تھام کے لئے اپنے مریدون پر لگائی تھین اور اِس معاملہ فہم درویش نے ترکون کے ساتھ اپنا میل ملاپ خوب بڑھا لیا اور فرانس کی مملکت تونس پر قابض ہوجانے کے بعد سنوسی فرقے کا تقرب سلطنت عثمانیہ کے ساتھ مزید استحکام پکڑ گیا اور حکومت کی جانب سے سنوسی فرقے کے لوگون کو عام اجازت مل گئی کہ وہ جہان چاہین تمام ملک مین ہر جگہ اپنی خانقاہین بنالین اور جتنی اراضی کن خانقاہون کے اثر مین لینگے وہ معافی دوامی اور وقف تصور ہوگی جسکا محصول وخراج نہ لیا جائیگا پھر سنوسی فرقے کے خاندانون کے بچون کو اسلامی اور یورپین تعلیم ساتھ ساتھ دلوانے کے واسطے منتخب کیا اور اُنھین فوجی خدمت کے قابل بنایا طرابلس الغرب کے مغربی جانب صحرا کے علاقے مین سنوسی فرقے کے لوگ زیادہ ہین اور خاص طرابلس مین شاذ ونادر لیکن بن غازی کے صوبے مین تو اُنکی اِسقدر کثیر آبادی ہے کہ ملک ہی گویا اُنکا ہوگیا ہے اور اُنھین ہر طرح اقتدار حاصل ہے سنوسی فرقے کے درویش محکوم نہین ہین بلکہ وہ آزاد اور خود مختار حاکم ہین اور اُنھون نے اپنے زیر اثر قطعہ ملک کو تمدن اور ترقی سے دور رکھنے مین نہایت کوشش سے کام لیا ہے یہی وجہ ہے کہ اُنکی خانقاہون کے سوا باقی تمام اراضی افتادہ اور غیر آباد ہے جسمین دیہات اور مزارع کا کہین نام تک نہین ملک برقہ جو کبھی نہایت شاداب اور زرخیز تھا آج بے آب وگیاہ خشک سرزمین بنگیا ہے اور جتنے دن وہ اُس سرزمین مین داخل نہوئے دین وہ بھی وہان جا نہین سکتا اور وہ اُن مالی اور فوجی اصلاحون کو جنھین حکومت جاری کرنے کی فکر مین ہے خوف اور شک کی نگاہون سے دیکھ رہے ہین کیونکہ اُنکے خیال مین یہ باتین اُن کے پولٹیکل اور دینی رسوخ کو ضرر پہونچائینگی اُنکی ہر ایک خانقاہ ایک قلعہ ہے جسمین وحشی اور بادیہ نشین

لوگ پناہ لیتے ہین اور خانقاہ ہی کی طرف سے زمین کاشتکارون کو دیجاتی ہے وہی اُنکی پیداوار کا حصہ وصول کرتی ہے سیاح اور مسافرون کی حفاظت ونگرانی کرتی ہے غرضکہ اُن ممالک مین عربی لوگون کی یہی عادت پڑگئی ہے کہ وہ سنوسی فرقے والون کو اپنا سردار ۔ دوست ۔ محافظ جان وآبرو خزانچی اور دینی پیشوا سب کچھ تصور کرتے ہین اور وہین معاملات فیصل ہوتے ہین بن غازی مین سنوسی لوگ ہی اپنے آپ کو مالک اراضی وحکمران ملک سمجھ رہے ہین اور اُنھون نے یہ کوشش شروع کی ہے کہ تمام ملک کی اراضی اپنے ٹھیکے مین لے لین اور یہ تدبیر کی کہ قبائل کو اس بات پر آمادہ بنالیا کہ وہ اپنی زمینین اُنکے سپرد کر دین تاکہ یہ اُن اراضی کو خانقاہون کی املاک بناکر خراج سے آزاد کر دین آخر اسوجہ سے حکومت کو مجبوراً اُنکو نسے حلف لینا پڑا اور اُسنے قرآن کی رو سے اِس ٹیکس کی مشروعیت ثابت کرنی چاہی۔

خاص بن غازی مین جہان سنوسی لوگون کی بہت کچھ قوت وشوکت بھی ہے ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جسکے سرگروہ شرفاے محمودیہ ہین اور اُن مین بنی رمونکے ایکسو پچاس شخص شریک ہین اِس طریقے کے داعیون کا قول ہے کہ وہ لوگون کو سنوسی فرقے کے ظلم وجبر سے نجات دلانے کی سعی کرتے ہین بنی رموز کا سرگروہ جسکا نام جابر ہے اور جو اپنے متبعون پر کامل اقتدار رکھتا ہے قصبۂ مرج کوہستانی علاقے کے ایک ممتاز مقام مین جاکر اپنے مخالف لوگون کو علانیہ بلاکسی خوف وخطر کے دعوت دینے اور اپنے حلقۂ طریقت مین شامل بنانے کی سعی کرنے لگا جسکی وجہ سے طرفین مین جنگ ہو پڑی اور مجبوراً حکومت کو قیام امن کی خاطر سے بیچ مین مداخلت کرنی لازم آئی حکومت بنی رموز کی معاون اور سنوسیون کے خلاف ہے اور کچھ عرصے سے سنوسی فرقے پر اُن کے عام لوگ جنھین اپنے طریقے کے دینی فرائض ادا کرنے کی پروا نہین عادی ہو گئے ہین اور یہ لوگ بہت کچھ خرابیان ڈال رہے ہین خاصکر بن غازی خاص مین منصور قشتلی نامی ایک اسی طرح کا آدمی بہت سر برآوردہ ہو گیا ہے اور حکومت سنے مقام مرج کے پچھلے فسادون مین سزاے قید بھی دیدی تھی لیکن پھر اُسے رہا کر دیا اور وہ رہائی کے بعد پہلے سے زیادہ زور پکڑ گیا ہے اور اُسنے سنوسی فرقے کے جاہل لوگون کو اپنے دام مین پھانس کر بڑی عزت پیدا کر لی ہے سنوسی لوگ

عربون کی آبادی رکھنے والے علاقون مین بالکل بےکس و بےبس ہوکر رہتے ہین۔
سنہ ۱۸۵۳ء مین طرابلس الغرب کے علاقے مین سنوسیون کی چالیس خانقاہین تھین جو اب ساٹھ تک ترقی کرگئی ہین مگر ان مین اعلیٰ درجے کی صرف تیس یا پینتیس خانقاہین ہین اور باقی یون ہی سی برائے نام۔

محمد احمد سوڈانی

(۳۴۳) سوڈان مین محمد احمد نے مہدیت کا دعویٰ کیا شیخ احمد دحلان نے فتوحات اسلامیہ کی جلد دوم کے صفحہ ۲۴۶ مین لکھا ہے کہ محمد احمد کے دعوے مہدیت کے باب مین اختلاف ہی بعض آدمی یہ کہتے ہین کہ اُسنے درحقیقت دعویٰ کیا تھا کہ مین مہدی منتظر ہون اور بعض کہتے ہین کہ مہدیت کا دعویٰ نہین کیا تھا بلکہ کہتا تھا مین اسلئے کھڑا ہوا ہون کہ حق کو ظاہر کرون شریعت محمدی کو قائم کرون مصر سے انگریزون کو نکالدون اور بہت سے آدمی یہ کہتے ہین کہ محمد احمد نہایت نیک پابند شرع آدمی ہے اور بعض اُسکو بُرا کہتے ہین اور اُسکے خلاف باتین اُسکے لئے ثابت کرتے ہین کہتے ہین کہ اُسکے لشکر نے بڑے بڑے ظلم کئے اُسکی غرض قتل کرنا اور لوٹ مار ہے جب وہ کردفان اور خرطوم وغیرہ پر فتحیاب ہوا تو ایک بہت بڑی جماعت مسلمانون کی ناحق قتل کرڈالی جن مین علما صلحا اور عورتین بچے تھے بعض کہتے ہین کہ یہ مظالم اُسکے لشکر کے بعض مفسدون نے کئے محمد احمد کے نہ حکم سے ہوئے نہ اُسکی خوشی سے انتہیٰ ایک تقریر عبد اللہ خلیفۂ مہدی کی اخبارات مین ہماری نظر سے گذری جو اُسنے اپنے لشکر کے سامنے بیان کی تھی اُسمین تصریح ہے اس بات کی کہ کلمۂ مہدیت سے مراد اتفاق دینیہ ہے نہ اصطلاحی معنے۔ بہرصورت محمد احمد کی نسبت کہا جاتا ہے وہ عرب نہ تھا بلکہ نوبیہ کا اصلی باشندہ تھا اور مقام ہبک مین دریاے نیل کے تیسرے آبشار کے قریب سنہ ۱۸۴۳ء مین پیدا ہوا تھا اور بموجب دوسری روایت کے جزیرہ سینٹ ارطی مین جو آردہ یا ڈنگولاے جدید کے محاذی اور اُسی نام کے ایک صوبہ کا صدر مقام ہے اور دریاے لقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہے پیدا ہوا تھا جب اس شخص نے

اِس امر کا اعلان کیا کہ مین وہی مہدی ہون جسکے پیدا ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اُسوقت عمر اُسکی چالیس برس کی تھی یہ شخص بچپنے سے اپنے مین مُلہم غیب ہونے کے آثار ظاہر کرتا تھا اور بارہ برس کی عمر مین اسنے قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔

یہ مہدی لڑکون کی طرح مشکایہ مین جو سنار کے محاذی مین ایک جزیرہ ہے اپنے چچا شرف الدین کے پاس رہتا تھا اور کشتی بنانے کا کام سیکھتا تھا ایک دن اُسکے چچا نے اُسے خوب مارا اور وہ بھاگ کر خرطوم کو چلا گیا اور درویشون کے مدرسے مین داخل ہوا اُس مدرسے میں ایک عالم تھا درویشونکا پیشوا شمار کیا جاتا تھا یہ مدرسہ ہوقالی نام قریہ مین قریب شہر کے جاری تھا اُس مدرسے مین محمد احمد نے عرصے تک برابر دینی تعلیم پائی مگر دنیاوی حالات نوشت وخواند مین اُسنے کوئی ترقی معقول حاصل نہ کی بعد اسکے وہ یہان سے بربر کو گیا اور وہان پہونچکر ایک دوسرے مدرسے مین داخل ہوا یہ مدرسہ شیخ غوبوس کے اہتمام مین تھا اور مثل مدرسۂ اوّل الذکر کے ایک مزار کے متعلق تھا اس مدرسے مین داخل ہونے سے اُسکی غرض یہ تھی کہ علوم مذہبی کی تکمیل حاصل کرے بعد اسکے وہ اردوب کو جو کاتا کے جنوب مین واقع ہے گیا اور شیخ نور الدین کا مرید ہوا اور شیخ نے اُسے **درویش** کا لقب عطا کیا۔

بعض کہتے ہین کہ محمد احمد نے کسی قدر تحصیل علم کے بعد سمانیہ کے طریقے کے درویشون کا حلقہ پسند کیا اور اُس مین شامل ہوا مگر چونکہ محمد احمد کا پیر اِس بات کو دیکھتا تھا کہ اسکا یہ مرید مہدیت کے دعوے کی بہت تائید کیا کرتا ہے اِسلئے وہ اِس سے ناخوش ہو گیا اور پیر مرید کے مابین ناچاقی اِسقدر بڑھی کہ محمد احمد نے جسوقت اپنے مہدی ہونے کی اشاعت پر زور دینا چاہا تو شیخ نے ایک فرمان اپنے مریدون کے نام اِس مضمون کا صادر کر دیا کہ اُسنے محمد احمد کو خلافت کے منصب سے معزول کر دیا ہے اور اُسے اپنے طریقے سے بھی خارج کر دیا ہے چونکہ وہ جھوٹے دعاوی کا بہت دلدادہ اور نہایت بدنفس شخص ہے اب محمد احمد کو کسی دوسری مناسب جگہ کی تلاش ہوئی تاکہ وہان رہکر اپنا کام شروع کرے وہ ان ہی کے ایک اور مشہور پیر طریقت شیخ قرشی کے پاس پہونچا جس نے محمد احمد کو سلک طریقت مین منسلک کرکے اُسے خلافت کی اجازت عطا کی لوگ تو اِس بات کو دور

دیگر بیان کرتے ہین کہ شیخ قرشی ہی نے محمد احمد کے دعوے مہدیت کا راستہ خس وخاشاک سے پاک کیا کیونکہ وہ اُسکا ذکر ہمیشہ بہت ہی اچھے الفاظ مین کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے یہ امور کشف اور غیب دانی کے وسیلے سے معلوم ہوتے ہین پھر اسنے محمد احمد کو ملک سوڈان مین سیاحت کرنے اور عام لوگون کے دل ٹٹول کر اُنپر اپنا اثر ڈالنے کی ہدایت کی تاکہ وہ اُنسے اظہار دعوے کے وقت اپنی مدد واعانت کرنے کے پیمان لے رکھے محمد احمد کی ضلع کردفان کے باشندون کی جانب سے جنکے دل حکومت کی طرف سے غم وغصہ سے بھرے ہوئے تھے اِسقدر آؤبھگت ہوئی کہ اُسکی اُمیدین آئندہ کے لئے بیحد قوی ہوگئین محمد احمد اپنے سفر سے واپس آیا تو اُسے شیخ کی وفات کی خبر راستے ہی مین ملی معلوم ہوا کہ شیخ کوئی وصیت نامہ چھوڑ گیا ہے جس مین درج ہے کہ مہدی موعود کا وقت آپہونچا اور جو شخص میری قبر پر قبہ بنوائے گا اور میرے بچون کے ختنے کرائے گا وہ امام مہدی ہی ہوگا محمد احمد نے شیخ کی وصیت پوری کردی اور پھر وہ باضابطہ مہدی بن گیا۔

اور ایک روایت محمد احمد کی نسبت لوگ یون بیان کرتے ہین کہ اُسکے باپ کا نام عبداللہ اور مان کا نام آمنہ تھا اور اُسکا باپ کشتی بناتا تھا جب عبداللہ مرگیا تو مہدی کے بڑے بھائیون نے جو نیل ابیض پر کشتی سازی کا کام کرتے تھے یہ خیال کرکے کہ محمد احمد مین تحصیل علم کا زیادہ ہے اُسے تعلیم کے لئے ملا عبدالرحیم اور الغروجی کے سپرد کیا جو قریب خرطوم کے رہتے تھے اُس مدرسون کی تعلیم جہان محمد احمد نے تربیت پائی مخصوص ومحدود نوشت وخواند وحفظ آیات قرآنی پر تا حد امکان تھی اور اِن مین جو لوگ عالم ہوتے وہ قرآن مجید کی تفسیر بھی کرتے اِس تعلیم مین علاوہ تعلیم مذہب کے فقہ اِسلامی کی بھی تعلیم ہوتی تھی اور اِن واعظون کی ہر درجہ کے لوگون مین جن مین وہ وعظ کہتے تھے بہت وقعت ہوا کرتی تھی اغلاً اِس ایک صفت کا ہونا توان درویشون مین اشد ضروری ہے کہ وہ چند آیات قرآنی جھلی پر لکھ سکین جسے لوگ بطور تعویذ پہنین جسکی وجہ سے ہر قسم کی بیماری اور نیزہ اور گولی کے زخم سے محفوظ رہین اور عورتین بھی اُسکے پہننے والون پر فریفتہ ہوجائین اور اُس تعویذ کا اثر تقوے وپرہیزگاری پر منحصر تھا اور نوبیا والون کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ ایک درویش کامل کا تھا اور ابر پر بھی

اختیار ہے چنانچہ ایسے عقیدے والے کسی طرح درویشون کی مخالفت نہین کرتے اور اُن کی قدر تہامے مخیفہ سے بہت ترسان رہتے ہین اور یہ درویش بھی شرابخواری اور حقہ کشی سے قطعًا پرہیز کرتے ہین اور اکثر اوقات اپنی تلاوت قرآن شریف و تفسیر مین صرف کرتے ہین الغرض جب محمد احمد کو لقب درویشی حاصل ہوگیا تو اُسکے بعد اُسنے جاے سکونت اپنی جزیرہ عبا کو جو خرطوم سے شمالی جانب نیل ابیض پر واقع ہے قرار دیا اور زمین مین ایک غار کھود کر اُس مین اِس غرض سے رہنے کا عادی ہوا کہ گھنٹون تک وہان بیٹھکر ایک اسم کا ورد کرے چنانچہ بشمول صوم و صلوۃ کے خوشبو جلاکر ایک اسم کا ورد کرتا تھا لوگ بیان کرتے ہین کہ پندرہ سال پورے اُسنے اسی شغل مین گذارے محمد احمد کی نیک نامی بوجہ اُسکے تقدس و اتقا کے دور تک پھیل گئی اور ایک شخص مالدار بنکر بہت سے مرید اپنے گرد جمع کر لئے اور بہت سی عورتون کو اپنے نکاح مین لایا نکاح کی غرض سے عورتون کا انتخاب بہت احتیاط سے کرتا تھا یعنی بغارا کے شیخون مین بڑے بڑے صاحب رعب و داب شیخون کی لڑکیون سے عقد کرتا تھا بخیال اسکے کہ چار سے زیادہ تعداد ازواج کی جیسا کہ قرآن مین حکم ہے نہو جاے اُسکی یہ عادت تھی کہ عورتون کو طلاق دیدیتا تھا اور پھر مطابق اپنے خیال کے دوسری عورتون سے نکاح کر لیتا تھا غرضکہ رفتہ رفتہ اُسنے بوجہ اپنے تقدس و ورع کے بڑی نیک نامی حاصل کی اور بہت سے لوگ اسی قسم کے متعصب اُسکے پیرو اور مرید ہو گئے حاکم فشوداے جس کے تحت مین مقام عبا بھی تھا محمد احمد سے ایک غیر معمولی ٹیکس کا مطالبہ کیا اُسنے اُس ٹیکس کے دینے سے انکار کیا اسپر حاکم نے کہلا بھیجا کہ اگر تم ٹیکس کو نہ ادا کروگے تو مین تمکو گردن و گلو بستہ فشودا مین پکڑوا بلاؤنگا اور ایسے سپاہی مقرر کرونگا جو اُس جزیرے سے تمھاری اِس تہدید و تخویف کا دفعیہ کرینگے غرضکہ جسوقت وہ سپاہی حاکم نے وہان مقرر کئے وہ سب قتل ہو گئے اور یہ خبر دور تک مشتہر ہوکر بڑے فساد کا باعث ہوئی محمد احمد نے اپنے موقع وقت پر لحاظ کرکے کہ اصلی مہدی کا ظہور تیرھوین صدی مین ہونے والا ہے یہ ٹھہرایا کہ اِس موقع کو ہاتھ سے ندو اور اِس حیلے کو پیش کرو جسے باعتبار حالت موجودہ سوڈان کے لوگ بہت اچھی طرح تسلیم کرلینگے چنانچہ ماہ مئی ۱۸۸۱ء مین اپنے بھائی بند درویشون کو اُسنے یہ لکھنا شروع کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس

مہدی موعود کی نسبت پیشین گوئیان کی تعیین وہ مجھ ہی سے مراد تھی اور وہ مین ہی ہون
اور مجھ ہی کو خداوند عالم کی طرف سے یہ منصب عطا ہوا کہ اسلام کی اصلاح کرون اور تمام
عالم کو عدل و داد سے بھر دون اور تمام عالم مین ایک ہی شرع اور ایک ہی مذہب اور ایک ہی
بیت المال قائم کرون اور کوئی شخص عام اس سے کہ وہ نصاریٰ ہو یا مسلمان یا بت پرست
مجھ پر یقین نہ لائے اُسے فنا کر دون ماہ رمضان مین اُسنے عام طور سے اپنے مذہب کا اظہار مقام
ابہ مین جو قریۂ عبّا کے قریب تھا کیا مہدی کا قول تھا کہ ہم موت کو ایسا ہی چاہتے ہین
جیسا کہ تم زندگی کو موت ہمکو زندگی سے زیادہ پیاری ہے اور سب سے زیادہ عزیز چیز
ہم کو موت ہے مہدی کے ان الفاظ مین کچھ ایسا برقی اثر تھا کہ کچھ دنون مین ہزارون آدمی
اُسکے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے ماہ جولائی مین رؤف پاشا گورنر سوڈان کو خرطوم مین
مہدی کے مضمون خط کی اطلاع ہوئی چنانچہ شروع اگست مین اُسنے ایک نقیب ابوسعید نامی
کو بایں حکم روانہ کیا کہ محمد احمد کو خرطوم مین لے آئے ابوسعید نے مقام عبّا مین پہونچکر مہدی
کو بہت ہی بایۂ برتر پر پایا ابوسعید کے سوال پر کہ آپ کی غرض ان کارروائیون سے کیا ہے
مہدی نے جواب دیا کہ مین خداوند عالم کی جانب سے مہدی موعود ہون ابوسعید نے کہا
کہ اِس ملک کا حکمران بھی مثل آپ ہی کے مسلمان ہے جسکا جواب مہدی نے یہ دیا کہ نہین
ہرگز ایسا نہین ہے اسلئے کہ حکمران نے کرسٹانون کو مجاز کیا ہے کہ وہ گرجے اپنے اِس ملک
مین قائم کرین اور امن مین رہین علاوہ اسکے اُن کرسٹانون نے ٹیکس بھی وصول کیے
ہین ابوسعید کی اِس نصیحت پر کہ آپ گورنمنٹ مصر سے مخالفت نہ کرین اپنے آپکو گورنمنٹ
مصر کے حوالے کر دین قبل اسکے کہ بے معین و مددگار ہو کر تاب مقاومت فوج سرکاری اور
بندوق و توپ و جہاز جنگی دخانی کی نہ لا سکین مہدی نے نہایت بہادرانہ طور سے یہ
جواب دیا کہ اگر فوج مصری مجھے یا میرے مریدون کو گولیان ماریگی تو اُس سے کسی کو ضرر
نہ پہونچے گا اور جو جہاز جنگی ہمارے مقابلے کو آئینگے سب کے سب ڈوب جائینگے غرض کہ
ابوسعید ناکامیاب خرطوم کو واپس آیا رؤف پاشا نے مہدی کی سزا کے لئے تین سو
سپاہی دو توپ ایک دخانی جہاز کے ذریعہ سے بھیجے ۱۱۔ اگست کو یہ فوج قریۂ عبّا سے تھوڑے

فاصلے پر اُتری مہدی کے مقابلے مین ایک سو تیس سپاہی مع افسر کے مقتول ہوئے باقی سپاہیون نے اپنے ہتھیار ڈالدیے اور بھاگ گئے اُسوقت وہ جنگی جہاز بھی قریہ کے پہلو مین پہونچ گیا تھا چنانچہ افسر توپخانہ کو حکم دیا گیا کہ وہ مہدی پر گولہ اندازی کرے اِس لئے کہ اِس مقام سے مہدی چند گزون کے فاصلے پر سوار نظر آرہا تھا مگر وہ شخص مہدی کی مقدس صورت دیکھکر گھبرا گیا اور پہلے تو عذر کیا کہ گولہ بارود نہین ملتا بعد اسکے بادہوائی گولے اُڑانے لگا مہدی بے تکلف و بہ آرام تمام سوار ہو کر چلتا ہوا باقی ماندہ فوج جان بچا کر خرطوم مین واپس پہونچی اِس سرکاری فوج کی شکست کا یہ نتیجہ ہوا کہ مہدی کے مرید اور بڑے اور شہر خرطوم مین ایک قسم کا تردد پیدا ہو گیا۔ پھر رشید بے حاکم فشودا چارسو قواعد دان سپاہی اور ایک ہزار حبشیان شلوک کو ہمراہ لیکر مہدی کے مقابلے پر روانہ ہوا ۹۔ دسمبر کو لڑائی ہوئی اور یہ بھی بقارا والون کے غضبناک نیزون سے چھد گئے جو مہدی کی اعانت کو جمع ہوئے تھے بعد اسکے بہت سی رمنگٹن بندوقین اور مصالحہ جنگ درویشون کے ہاتھ آیا اور اُسوقت بغاوت چارون طرف کی ہوا مین پھیل گئی اور درویش شیوخ عرب کے ہان جاتے اور جہاد کے لئے وعظ کرتے پھرتے تھے اور بہتیرے قبیلے نیل ابیض و اسود کے اُسوقت برسرشورش تھے شروع ستمبر ۱۸۸۲ء مین مہدی ساٹھ ہزار ہمراہیون کی جماعت سے جن مین خاصکر قبیلہ بقارا و حسینیہ کے لوگ بکثرت تھے العبید کے مقابل جو صوبہ کردفان کا صدر مقام ہے پہونچا اور ۱۹ جنوری ۱۸۸۳ء کو العبید پر مہدی کا قبضہ ہو گیا اور وہ بڑی شان و شکوہ سے شہر مین داخل ہوا تمام مصری سپاہی اور افسر اور اہلکار اُسکے مطیع ہو گئے شہر کے کل عیسائی تاجرون نے اسلام قبول کیا مگر رومن کیتھولک کے پادریون نے تبدیل مذہب سے انکار کیا اسلئے وہ لوگ قید سخت مین رکھے گئے اِس زمانے مین مہدی کردفان کا مالک ہو گیا اب تک درویش لوگ صرف نیزہ و شمشیر سے لڑتے تھے اُنکا یہ مقولہ تھا کہ یہ آتشین حربے کفار کے ہین لیکن آخرکار جب مصری گروہ کے گروہ مہدی سے جا ملے تو اُنکے پاس رمنگٹن رفل بکثرت تھے اور اب وہ لوگ اُن بندوقون کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے مصری سپاہی مہدی کے مقابلے مین بے سود تھے اسلئے کہ وہ لوگ جنگ پر کسی طرح راغب نہین ہو سکتے تھے اور افسران

فوج جو کھلے کھلے جانے سے انکار کر سکتے تھے سوڈان کا جانا تسلیم کرتے تھے عثمان دقنہ جو ایک ترکی سوداگر کا پوتا تھا جو بردہ فروش بھی تھا وہ اور اُسکا بھائی احمد ۱۸۸۳ء مین مہدی کا شریک ہو گیا مہدی نے اُسے مشرقی سوڈان مین اپنی طرف سے امیر مقرر کر دیا بیکر پاشا کو جس کے ساتھ ۳۰۰۰ ، ۳ فوج تھی عثمان دقنہ نے ۱۲۰۰ درویشون کے ساتھ الطیب کے قریب شکست فاش دی مصری فوج ایک وحشیانہ طور سے ماری گئی ۴ کرپ توپین پانچ لاکھ کارتوس اور تین ہزار بندوقین عثمان کے ہاتھ لگین چونکہ گورنمنٹ مصر مین بغاوت کے دفع کرنے کی قوت نہ تھی اسلئے یہ تجویز کی کہ سوڈان کے مختلف حصّون سے فوج واپس کر لیجائے حفاظت مصر کے لئے دریائے نیل پر خرطوم تک قبضہ رکھنا چاہئے اور بحر احمر سے مشرقی سوڈان کا حصّہ گورنمنٹ اٹلی کے سپرد کر دین انگریزون نے اِس راے سے رضامندی ظاہر کی اور یہ بات تجویز ہوئی کہ ایک انگریزی افسر اعلی باختیارات کامل خرطوم کو اِس غرض سے روانہ کیا جائے کہ وہ فوج سوڈان سے واپس بھیجنے اور حتی الامکان آئندہ کے لئے وہان عمدہ انتظام بقاے حکومت و ملک کے لئے کرے اور جنرل گارڈن اِس کام پر بحیثیت اعلی کمشنر برٹش گورنمنٹ کے اور خدیو مصر کی طرف سے گورنر جنرل سوڈان مقرر ہو کر روانہ ہوا ۱۹ فروری ۱۸۸۴ء کو گارڈن نے بربر مین پہونچکر ایک اشتہار آزادی سوڈان کا جاری کیا اور نصف محصول بھی معاف کر دیا اور علی العموم لوگون کے قصور بخشدئے بلکہ یہانتک کیا کہ باشندگان سوڈان کو یہ امتیاز دیا کہ وہ لونڈی اور غلام رکھین اور اِسی اِشتہار کے ذریعہ سے مہدی کو سلطان دار فور مقرر کیا اور کچھ تحفے بھی اُسے بھیجے مگر مہدی نے انکار کیا اور گارڈن سے مسلمان ہونے کی درخواست کی اور مہدی نے گارڈن کے لئے ایک لباس درویشی کہ ایک پیوند لگا ہوا کثیف پیراہن تھا بطور تحفے کے بھیجا وہ گارڈن نے واپس کر دیا تو مہدی نے بھی وہ تحفے جو گارڈن نے اُسے بھیجے تھے واپس کر دئے مہدی کی فوج نے مئی ۱۸۸۴ء مین بربر کو فتح کر لیا قاہرہ کو جو تار کا سلسلہ تھا وہ کاٹ ڈالا اور آئندہ جنرل گارڈن اور اُن کی فوج کے حالات پر پردہ ڈھک گیا اور وہ خرطوم مین گھر گیا اور اسکا وہان سے واپس چلا آنا مشکل ہو گیا مہدی کے ساتھ عیسائی تھے جو لباس درویشی مین فوجی خدمات پر مامور تھے اور مہدی کے سردارون سے

اور شہر خرطوم والون سے صلاح اور مشورے ہونے لگے شیخ الاسلام اور قاضی اور مفتی وغیرہ اشخاص اِس صلاح و مشورہ مین شریک تھے مگر بوجہ اشتعال بغاوت اُن لوگون کی سزا دہی مین مبادرت نہوسکتی تھی مہدی نے ۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء کی شب کو خرطوم فتح کر لیا شہر کے دروازے کھل گئے اور ایک سخت قتل عام شروع ہوا جنرل گارڈن بھی مارا گیا اور سب انگریز بشمول یونانیون کے جو سلاح خانہ پر متعین تھے اور اکثر معزز لوگ قتل ہوئے سفیر اسٹریا بھی مارا گیا اور سفیر یونان اور ایک ڈاکٹر قتل سے بچکر قید ہوا عورتون اور بچون کے شہرے اور دو چلے زیور اور جواہرات چھین لئے گئے اور قبیلہ بشارین کے سوداگرون کے ہاتھ مثل لونڈی غلامون کے فروخت کر دئے گئے انگریزی اور مصری اور سرکیشیا کی سفید رنگ عورتین اور حبشی عورتین سب کی سب فروخت کر ڈالی گئین اور اُن کے شوہر اور آقا انکے سامنے قتل کر ڈالے گئے دوپہر تک یہ جنگ اور قتل عام جاری رہا دوپہر کے بعد لوٹ کے لئے جھگڑا اور فساد شروع ہوا اور نماز مغرب تک بجز کوسنے اور بددعاؤن کے اور کچھ دُسنائی دیتا تھا موذن نے اذان دی اور نہ کوئی نماز مسجد مین ادا کی گئی۔

مہدی نے اپنے تابعین سے بھی تاکید کر رکھی تھی کہ وہ خاکساری اور عاجزی سے بسر کرین اور بالکل تارک دنیا رہین کسی قسم کی جائداد اپنے پاس نہ رکھین اور اپنی فقیرانہ بزرگی قائم رکھنے کے لئے چیتھڑون کے سے ہوئے کپڑے پہنین اور پیوند لگائین لیکن لوٹ مار کے بعد درویشون کی یہ حالت بگڑ گئی اور انکے مذہبی خیالات کو بھی زوال ہونے لگا اور چیتھڑون کے لباس کے بدلے اب انھون نے صاف ستھرے اور صنعت کے کامون کے پُرتکلف کپڑے پہننا شروع کئے اور سفید کپڑون کے اوپر رنگین دھجیان لگانے لگے اور مفلسی اور ترک دنیا کی علامتین باقی نہین رہین پہلے جو سچی دیانت کے ساتھ متعصبانہ مذہبی جوش پایا جاتا تھا اُس کے بدلے اب دنیاداری کی باتین زیادہ پائی جانے لگین درویشون نے اِس خیال سے سوڈان کی تمام جامع مسجدین توڑ ڈالین کہ وہ مال مغصوب سے تیار ہوئی ہین وفات سے قبل مہدی کے اقتدار اور سطوت مین بہت کچھ ضعف بسبب قحط اور جنگ کے آگیا تھا۔

ماہ مارچ ۱۸۸۵ء مین مولوی حسن علی مخالف مہدی نہایت تزک اور حشام سے

البعید مین داخل ہوا گھوڑے پر سوار اور ایک برہنہ شمشیر ہاتھ مین لئے ہوئے کہتا جاتا تھا کہ یہ تلوار مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے قتل کرنے اور کافرون کے مصر سے نکالنے کو عطا فرمائی ہے اور چند روز کے بعد اس مولوی کے مقلدین نے پیروان مہدی کو ایک سخت شکست دی اور اسکے سردارون کو قتل کر ڈالا مہدی نے چھ ہزار آدمیون کے ساتھ مقام اُم درمان مین اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور یہان وہ سفید کرتہ و پائجامہ پہنے رہتا تھا اور قطع کا عصا اپنے پاس رکھتا تھا اور مصر پر حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کرتا تھا کہ ۱۹ جون ۱۸۸۵ء کو عارضۂ چیچک مین مبتلا ہوا مرتے وقت اپنے پاس اپنے بھتیجے عبد اللہ تعاشی کو کہ جا نشینا مین سے ہے خیمے کے اندر بُلایا اور اپنی تلوار اُسے دی اور اپنا جانشین اُسے مقرر کیا دوسرے روز مہدی کی حالت خراب ہو گئی اور اپنے اعزہ و اقربا کو الوداع کہا اور یہ وصیت کی کہ انگریزون سے سلسلۂ جنگ برابر جاری رکھنا اُسی روز پانچ بجے قریب شام اُس کا انتقال ہو گیا اور فوراً ہی دفن کر دیا گیا اور جس خیمے مین وہ تھا جلا دیا گیا۔ تعاشی دعویدار اپنی جانشینی کا ہوا لیکن عام لوگون نے اُسکی اطاعت تسلیم نکی اور سخت نزاع واقع ہوئی مہدی کے دفن ہونے کے بعد عبد اللہ اُم درمان سے مہدی کی فوج اور خزانہ جسے اُسنے فراہم کیا تھا چھوڑ کر خرطوم چلا گیا اور محل شاہی مین قیام پذیر ہوا اور فوج جو اُم درمان مین تھی اُسے مہدی کا خزانہ دینے سے انکار کیا اور وجہ انکار یہ بیان کی کہ مین نے یہ چاہا کہ یہ لوگ کافرون سے متصل جنگ کرین مگر یہ لوگ دُک گئے کچھ دنون کے بعد قبیلۂ بغارا اور شہر والون مین ایک ہنگامہ واقع ہوا اور کسی قدر فوج بھی اُن کی مدد کو آئی عبد اللہ یہ قصد کر کے کہ اِس ہنگامے مین چلکر امن قائم کیجئے قرآن ہاتھ مین لئے ہوئے آیا مگر اُسکی کُہنی مین ایک تلوار لگی اور قریب المرگ ہو گیا اِسی حالت مین لوگ اُسے محل مین اُٹھا لائے الغرض پیروان عبد اللہ نے اپنے مخالفین کو پسپا کر دیا اُسوقت خلیفہ کی سلطنت چار سو میل تک بحر قلزم کے کنارے پر پھیلی ہوئی تھی اور اندرون ملک مین اُسکا علاقہ نیل اور سرحد حبش تک پہونچ گیا تھا اور مغرب کی طرف سہارا حد فاصل تھا یعنی ایک ہزار میل سے زیادہ وادی نیل مصر کے قبضے سے نکل گیا۔

سنہ ۱۸۹۸ء مین انگلستان کے حکم سے جنرل کچنر ام درمان پر حملہ کرنے کے لئے ۲۴ ہزار انگلش مصری فوج لیکر مقام آگان مین داخل ہوا جو ام درمان سے آٹھ میل ہے اور گنبوٹون نے ام درمان تک گرد اوری کرکے تمام بیرونی قلعون کو گولون سے مسمار کردیا اور تیسرے پہر کو خاص ام درمان پر گولہ اندازی ہوئی جس مقبرے مین محمد احمد مہدی کی قبر تھی اسکا گنبد اُڑگیا شام کو یہ گنبوٹ آگان کو واپس آئے درویشون نے اُس دن مقابلہ نہین کیا لیکن جمعہ کے دن علی الصباح خلیفہ کی تمام فوج جسکی تعداد تخمیناً ۵۰ ہزار تھی ام درمان سے باہر نکلی اُس فوج کی کمان خلیفہ بذات خود کرتا تھا اور نہایت آمادگی سے حملہ کیا گیا اور کوشش کی کہ دونون جانب سے انگلش مصری فوج کو گھیر لین ہرچند کہ انگلش مصری فوج کی توپون اور بندوقون سے باڑھ مین چلتی تھین اور ہزارہا درویش گھاس کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے لیکن سخت جنگ کے بعد اُنکو زک ملی اور بڑی خونریزی کے ساتھ پسپا کئے گئے اور دوپہر تک بالکل منتشر ہوگئے دو بجے سردار کچنر خلیفہ کا خاص سیاہ نشان چھین کر ام درمان کی جانب روانہ ہوا اور اڑھائی بجے اُسپر قبضہ کرلیا اور درویش کردفان کی طرف بھاگ گئے خلیفہ اور اسکے ہمراہی کہ ایک سو تیس آدمی تھے تمام تیز رفتار سانڈنیون پر سوار تھے خلیفہ کی فوج جو بھاگ نہ سکی اُسنے سردار کے سامنے ہتھیار رکھدیے درویشون کے مقتولون کی تعداد کا تخمینہ دس ہزار آٹھ سو ہے اور سولہ ہزار زخمی ہوئے اور تین ہزار سے چار ہزار تک قید کئے گئے زخمی درویشون کو موضع والون نے لوٹنے کی غرض سے قتل کیا اور لشکریون نے بھی ایسی لوٹ مار شروع کی سوڈانیون نے صدہا آدمیون کو قتل کیا جو راستے مین ملے اور جو درویش پڑے ہوئے ملے اُنکے گولی ماردی گئی یا سنگین سے ہلاک کئے گئے۔

جسوقت انگریزی فوج نے اخیر درویشونکے حملے کو زک دی اور ام درمان پر بڑھ رہی تھی تو سڑکون پر بہت سے پناہ گزین مع عورتون اور بچون کے اپنے اُونٹون اور گدھون اور خچرون کو جنپر مال لدا ہوا تھا کھینچے لیے جاتے تھے یہ سب خوف زدہ بھاگے جاتے تھے یہانتک کہ گنبوٹون کے گولہ اندازون کو اُنپر گولہ اندازی کا حکم دیا اور نہایت غضبناک

گولہ اندازی

گولہ اندازی کی گئی اور اُنپر میکسم توپون سے بھی گولہ باری کی گئی صدہا بلکہ ہزارہا مارے گئے اور سردار کی خاص اجازت سے مہدی کا مزار کھودا گیا لاش جو معمولی طور پر حنوط کی ہوئی تھی چیر پھاڑ کر ہڈیان وغیرہ نیل مین پھینکی گئین سر اور بعض حصے کسی میڈیکل کالج کی نذر کرنے کے واسطے رکھے گئے قبر مین بارود بھر کر اُسکو اوڑا دیا گیا مسٹر ٹمپل نے اپنی کتاب جنگ خرطوم مین لکھا ہے کہ محمد احمد کی مہدیت کی تمام حقیقت کو بالکل مٹا دینے کی غرض سے یہ بات کی گئی مگر عام لوگ لاش کو دیکھ کر اسکا یقین نہین کرتے تھے کیونکہ ان مین مشہور تھا کہ مہدی آسمان پر چلا گیا ہے اور کچھ عرصے کے بعد واپس آئیگا اگست ۱۸۹۹ء مین انگریزی فوج کے ایک افسر نے شوکا نا گانون مین جا کر مہدی کے چوتھے خلیفہ **محمد شریف** اور مہدی کے دونون بیٹون کو بعد جنگ وجدل کے گرفتار کر لیا اور ویش اس معرکہ مین قتل ہوئے پھر ان تینون قیدیون کے بھی گولی ماردی گئی اور لاشین ندی مین بہادی گئین اور وہ گانون بالکل جلا دیا گیا اور ساٹھ آدمی اتباع واشیاع مہدی اسیر کئے گئے۔

ماہ نومبر ۱۸۹۹ء مین دخت کردفان کی ایک جگہ مین عبداللہ تعائشی پر کرنیل ونگیٹ نے دھاوا کیا جسمین تعائشی مارا گیا اس لڑائی مین نوہزار آدمیون نے اطاعت قبول کی جن مین خلیفہ کے نامی سوار اور امیر شامل تھے یہ سب گرفتار ہوگئے اور بہت سے لوگ مقتول ہوئے عثمان دقنہ جس کی عمر ستر سال کی تھی فولاح ٹوکر واقع شرقی سوڈان کے جنگلون مین بھٹکتا پھرتا تھا ایک عرب شیخ کی غداری سے چند مصری سوارون کے ہاتھ اسیر ہوگیا۔

محمد الامین

(۴۳) محمد الامین نامی ایک شخص نے ضلع کردفان کے حصۂ جنوبی کوہستان تگالا مین یہ مشہور کیا کہ مین مہدی موعود ہون یہ خبر سنکر کرنیل ماہن جو سوڈان کا ڈپٹی گورنر جنرل ہے فی الفور خرطوم سے ۳۰۰ سوارون کو طلب کر کے ایک دخانی جہاز کے ذریعہ سے نیل سفید کی جانب روانہ ہوا ساتھ ہی اسکے العبید کو جو پایہ تخت

کردفان کا ہے یہ حکم بھیجا کہ دو سو سپاہ پیدل مع دو میکسم توپون کے میرے رسالے کے ساتھ بمقام ٹنگالا آملے یہ پیدل سپاہی اور توپین دو سو میل کی مسافت طے کرتے ہوئے مقام فاچیشو کے کنارے فروکش ہوئے اور جنوبی مغربی سڑک پر ٹنگالا کی طرف کوچ کرنے لگے اور ایک صحراے لق ودق کے درمیان سے دو سو میل کی راہ طے کرتے ہوئے آگے بڑھے اور کرنیل ماہن سدود سے خشکی پر اترا پانچ دن کے بعد یہ خبر معلوم ہوئی کہ فلان قریے مین وہ مہدی موجود ہے کرنیل نے اُس فوج کے ساتھ تمام شب دھاوا کر کے تورکے تڑکے اُس قریے کو گھیر لیا مہدی کے طرفدارون نے بے تکی گولیان چلائین آخرش مہدی نے یہ بات سمجھ لی کہ اپنا بچنا محال ہے اسلئے اُسنے اطاعت اختیار کی کرنیل نے مقامی فیجون کو لئے ہوئے اُس قریے کی طرف پیش قدمی کی مہدی باہر نکل آیا اور اپنے تئین سپرد کیا اُسکے بشرے اور قیافے سے ثابت ہوا کہ وہ بہت ذکی اور ہوشیار آدمی ہے اور یہ معلوم ہوا کہ وہ دو بار حج کے لئے مکہ معظمہ گیا تھا اور حال ہی مین اسکا وہان سے مراجعت کرنا ہوا اُسکی عمر ۴۰ سال کی تھی اور ٹونس اسکا وطن تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ اسنے بہت سے آدمیون کو جمع کیا تھا لیکن اسکے گرفتار ہونے کے ایک دن آگے ہی اسکے اکثر رفیق بھاگ گئے اُنکو اس بات کے تحقیق کرنے کا موقع نہ ملا کہ آیا محمد الامین سچا مہدی موعود ہے یا دھوکا باز اور مکار ہے اسنے اپنے منصوبون کی تعمیل نہایت چستی اور چالاکی سے کی اگر اسکو ایک مہینہ کی مہلت حاصل ہوتی اور حکام سوڈان سہل نگاری اور بے پروائی اختیار کرتے تو ملک کردفان کے جنوب کی طرف تمام لوگ اغلباً اسکے تابعدار ہو جاتے سوڈان کے اکثر شیوخ کے خطوط ملے جو اس مہدی کے حالات کی تحقیقات کے باب مین ہین اسنے وہی طریق اختیار کیا تھا جو پہلے مہدی کا طریق تھا اور اُسکی پیروی اختیار کئے ہوئے عمل کر رہا تھا اگر زمانہ اُسکو فرصت دیتا تو تھوڑے سے عرصے کے اندر اسکی قوت وطاقت بہت ترقی کر جاتی لیکن یہ بات خدا کو منظور نہ تھی کرنیل ماہن نے اُسکو قید کر کے نہایت حفاظت کے ساتھ عبید کو روانہ کیا اور اُسپر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور اُسکو پھانسی دی گئی اُسکا لباس سوڈان

کے عربون کے لباس کی طرح ۔ تھا وہ اور اُسکے رفیق اپنے مُنھ پر نقاب ڈالے ہوئے رہتے تھے مہدی کا لباس اکثر ریشمی کپڑون کا ہوتا تھا جیسا کہ مکہ کے رہنے والے پہنتے ہین اس شخص کے خاص خاص رفیق بھی اسیر کرکے العبید کو روانہ کیے گئے تکالا کے شمالی مشرقی سمت کے باشندے مہدی کے تابعدار ہوگئے تھے انھین یقین ہوگیا تھا کہ یہ سچا مہدی موعود ہے انین سے چند شخص قید بھی کیے گئے مہدی کے تابعدارون نے گھانس کو زہر آلود کیا تھا اسکے اثر سے بہت سے گھوڑے ہلاک ہوئے

محمد

(۲۳۵) فاس علاقۂ مغرب اقصی ہین ایک شخص نے جسکا نام محمد ہے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے بہت سے قبیلے اُسکے تابع ہوگئے ہین چنانچہ قبائل غیاثہ ۔ تسول ۔ برانس ۔ ہوارہ ۔ بنی وارین ۔ کمناسہ اور صنہاجہ اِس سے بہت بڑی عقیدت رکھتے ہین اور اسکی صداقت پر ایمان لاچکے ہین اور اسکے تابعین اسکو سیدنا کرکے بولتے ہین جیسا کہ انکی اصطلاح مین بادشاہ وقت کو بولا جاتا ہے جبکہ وہ اِن قبائل کو جو اسکے تابع ہین بلانا چاہتا ہے تو اپنے مکان کے قریب ایک بلند پہاڑ پر آگ روشن کرتا ہے جسے دیکھتے ہی وہ سارے دوڑے چلے آتے ہین اِن قبائل کے سوا اور بھی بہت سے لوگ اسکے تابع ہوگئے ہین اور ہوتے جاتے ہین الحاضرہ نے سنہ ۱۹۰۷ء کے آخری سال کے اپنے ایک پرچے ہین اسکا حلیہ اِس طرح بیان کیا ہے جسم دُبلا پتلا قد متوسط رنگ گورا مائل بگندمی داڑھی چھوٹی ہے جس ہین چند بال سفید بھی ہین ایک آنکھ ہین قدرے سفیدی ہے جب کوئی خط یا کتاب پڑھنے لگتا ہے تو اِس آنکھ کو بند کرلیتا ہے اکثر خاموش رہتا ہے کلام جب کرے مسائل فرعی سے کرتا ہے کسی قدر فقہ بھی جانتا ہے لیکن تاریخ مین بڑا علامہ ہے تین اسکے خلیفہ ہین ایک تو بالکل جاہل ہے جسکا نام صالح ہے وہ اس مدعی مہدیت کا خسر ہے دوسرے کا نام محمد حموش ہے یہ بھی بے علم ہے مگر بڑا زاہد عابد صاحب اخلاق حمیدہ ہے تیسرے کا نام ابراہیم برنوصی ہے یہ شخص فقیہ صوفی اور بڑا فاضل اعلیٰ درجے کا مصنف ہے اسکی

بڑی بڑی تصانیف ملک مین مشہور ہین دو شخص اسکے مہمان خانے کے مہتمم اور لنگر خانے کے منتظم ہین ایک کا نام محمد خرکی اور دوسرے کا نام حمود بخاری ہے۔

ملا ـــــ سُومالی

(۳۶) سومالی عرب کے ایک قبیلے کا نام ہے وہ سرزمین جو اس قبیلے کے لوگون سے لوگون سے آباد ہے ملک سومالی یا ارض سومالی کہلاتی ہے انگریز اسکو سومالی لینڈ یعنی سومالیون کی زمین کہتے ہین لیکن اِس ملک کا اصلی نام سومالی لینڈ نہین ہے۔ یہ ولایت افریقہ مین واقع ہے۔ اِس چھوٹے سے قطعہ زمین پر جو قومین آباد ہین اُنکے پاس گینڈے کی کھال کی ڈھالین ہین تیر و کمان ہین اور نیزے ہین۔

اِس ملک مین ایک شخص نے مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا۔

قاہرہ کے اخبار اللواء مورخہ ۲۸ - فروری سنہ ۱۹۱۰ء مین لکھا ہے کہ سومالی کے جدید مہدی کا نام حاجی محمد بن عبد اللہ ہے اور خاص عرب سومالی الوطن مسلمان ہے جو خاص ایک اسلامی گھرانے سے نکلا ہے بچپن سے اُسے صرف دینی تعلیم ہوتی رہی اور دنیا کا فدا بھی شائبہ اُسپر نہ پڑا ہے۔

قبل ادعاے مہدیت بہت وقت وہ ممالک حجاز تک ہو آیا ہے اور وہ فرقہ جابر سلیمان سے ہے اُسکی عمر تیس برس کی ہے شیخ محمد صالح کا مرید ہے جو کہ مین فرقہ محلیہ کے سرغنہ ہین ملا کا جسم چھریرا اور قد معمولی ہے مال غنیمت اپنے پیرودن مین تقسیم کردیتا ہے وہ کہتا ہے کہ سومالیون کو غیر قومون کے قبضے سے آزاد کردونگا اور بطور مہدی کے بھیجا گیا ہون۔ انگریزون نے ملا محمد بن عبد اللہ کو جب اسنے شائستہ فوج پر کنارۂ بحر سے اُترتے ہی حملہ کیا دیوانہ ملا خطاب دیا اور مدت تک اُسکو دیوانہ کہتے رہے یعنی ڈھالون تیر کمانون۔ اور نیزون کے بل پر جب اُسنے جلدی چلنے والی توپون اور اعلیٰ درجے کی بندوق رکھنے والے سپاہیون پر حملہ کیا تو اُسکی دیوانگی مین انگریزون کو کیونکر شک ہو سکتا تھا۔

مگر جب انگریزون کی تین چار مہمین یکے بعد دیگرے ناکام ہوئین اور ملا کے ہاتھ سے انگریزون نے سخت تکلیف اُٹھائی اور اُسپر چڑھائیون مین صرف نوبت ہوا مگر پھر بھی ناقص رہین اور ملا قتل و گرفتاری ہی سے محفوظ نہین رہا بلکہ اُسکی عظمت وشان مین کچھ فرق آنے اور آئندہ اُسکے دق نکرنے کی بھی شہادت نہین ملی تو انگریزون کی آنکھین کھُلین اور اب اُنھین معلوم ہوا کہ ملا کو کوئی دماغی مرض ہوتا تو وہ کیونکر اس عمدگی سے مقابلہ کرکے محفوظ رہ سکتا تھا اس کے بعد ایک نئی خبر عام طور پر مشہور ہوئی کہ مہدی سوڈانی کے بعض پیرو یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ مہدی ملا عبداللہ کی صورت مین پھر پیدا ہوا ہے - لاکھون روپے خرچ کرنے اور صدہا سپاہی میدان جنگ مین ضائع کرنے کے بعد ارکین سلطنت انگلشیہ نے انجام کار فیصلہ کیا کہ دیوانے ملا کو مطیع کرنیکی کوشش بے سود بلکہ نا قابل عمل ہے اُسے اُسکی اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

سید محمد بن علی ادریسی

(۷۳) سنہ ۱۳۲۷ ہجری مین سید محمد بن علی بن احمد ادریسی شافعی نے تہامہ ملک یمن مین مہدیت کا دعویٰ کیا۔ مقام عسیر مین پیدا ہوا تھا اور اُس خاندان سے ہے جو یمن مین مشہور اور باثر ہونے کے علاوہ خود کو اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے ہی خاندان مین نبوت کا خاتمہ ہوا ہے۔

سید ادریسی کا اصلی وطن مراکو بیان کیا جاتا ہے مگر اُسکے دادا نے یمن مین بود و باش اختیار کر لی تھی اور وہین سید ادریسی اور اُسکے والد پیدا ہوئے تھے۔

سید ادریسی نے ابتدا مین مکہ معظمہ مین دینی تعلیم پائی اور پھر مصر جاکر جامع ازہر مین داخل ہوگیا تحصیل علم کے بعد کچھ دنون سوڈان مین رہا اور پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا مگر جب وہان دال گلتی نظر نہ آئی تو واپس یمن چلا آیا چونکہ یمن کے لوگ نسبتہً کم علم اور سادہ طبیعت ہین اسلئے یہان خوب کامیابی ہوئی بارہا حج بیت اللہ سے بھی شرف اندوز ہوا اور اُسکے تقدس اور ورع کا شہرہ عرب و عجم کے گلی کوچون مین

ہونے لگا اور لوگ جوق جوق اُس سے بیعت کرنے لگے اور اس شہرت کے خیال نے اُسے مہدیت کے دعوے پر آمادہ کیا مگر محمود سید ادریسی نے اپنے ایک دوست امین صادق کے نام جو خط لکھا ہے اُسمین کہتا ہے کہ ہم مذہب اہل سنت والجماعت سے ہین اللہ اور اُسکے فرشتون اور اُسکی کتابون اور اُسکے رسولون اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہین اور حتی المقدور شریعت مطہرہ کے موافق عمل کرتے ہین امر معروف اور نہی عن المنکر بھی بجالاتے ہین نہ ہم مہدیت کے دعوے کے مدعی ہین نہ کشف وغیب دانی کے نہ ہمین خلافت وملک کی ضرورت ہے۔ اُسکی چند کرامتین مشہور ہین جنھین دیکھکر یمن کے جاہل بہت متاثر ہوتے ہین اور اُسے ولی کامل جانتے ہین مثلاً ایک کرامت یہ ہے کہ جب نیا شخص مرید ہونے کی غرض سے اُسکی خدمت مین حاضر ہوتا ہے تو اُسکے ہاتھ مین ایک رسّی دی جاتی ہے جس کے پکڑتے ہی معتقد کے جسم پر لرزہ اور خوف طاری ہوجاتا ہے اُسوقت پیر و مرشد ارشاد فرماتے ہین کہ تیرا دل میری طرف سے صاف نہین ہے معتقد درد و اضطراب کی وجہ سے چیختا ہے کہ حاشا وکلا میرا دل آپ کی جانب سے بالکل صاف ہے اور آپکی ولایت وکرامت کا صدق دل سے اقرار کرتا ہون اُسوقت وہ رسّی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے اور اُسکے دل کو قرار حاصل ہوتا ہے پھر وہ اس نوگرفتار کو مرید بنا لیتا ہے۔ کبھی کبھی بند اور تاریک کمرے مین ایک جانب فوج اور سوار جاتے ہوئے دکھلائی دیتے ہین اُسوقت معتقدین خشوع وخضوع کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہین جو مہدی کہتا ہے کہ یہ فرشتے ہین کہ ہماری مدد کو آئے ہین اور انشاء اللہ کفار ترکون پر فتح حاصل ہوگی۔ عرب کے بڑے بڑے قبائل نے اُسکو مہدی تسلیم کر لیا ہے۔ اور اُسکے آگے سر نیاز جھکاتے ہین یمن کا مشہور فرمان روا ابن محمد عبد جس نے ترکون سے جنگ کا اعلان کیا تھا اُسکا مرید ہو گیا ہے فی الحال اُسکے مرید جو اُسکے ہمراہ سرفروشی کے لئے تیار ہین چالیس ہزار بتلائے گئے ہین۔

کہتے ہین کہ اُسنے بڑے زور وشور سے اعلان کیا ہے کہ مین لوگون کو امن وصلح کا پیغام سنانے اور شریعت محمدی کی متابعت منوانے کے واسطے آیا ہون۔

S

اِس جدید مہدی کی سطوت وجبروت کا اثر لوگون پر اِس درجہ ہوا ہے کہ اُس کے احکام پر مطلق چون وچرا نہین کرتے تھے۔

ایک عرب نے آکر اُس سے عرض کیا کہ احمد شریف جو امرائے وقت مین سے ہے میری لڑکی کو بھگا لیگیا ہے اور اُسکو ایک شخص غیر کے ہاتھ فروخت کرڈالا ہے اُسنے فوراً اُس امیر کو طلب کیا اور اِستغاثہ اُسکے روبرو پیش کرکے کہا کہ تم اپنی صفائی پیش کرو مگر وہ امیر قاصر رہا۔ اسپر مہدی نے حکم دیا کہ شرع کے مطابق اِسکے ہاتھ قلم کئے جائین۔ چنانچہ احمد شریف کے ہاتھ تراش دیئے گئے۔ احمد شریف اُس وفد کا ممبر تھا جو اہلِ یمن کی طرف سے سلطان عبدالحمید خان ثانی کی خدمت مین گیا تھا سلطان نے اُسکو خاص اعزاز عطا کیا تھا مہدی اِس قسم کی سزائین اور لوگون کو بھی دے چکا ہے اور ایک بڑا پولیٹکل شخص ہے۔ ابتدا مین مرید کرنے کے بعد کوئی وظیفہ پڑھنے کے لئے بتلادیا پھر آہستہ آہستہ حکومت کی جانب سے اُنھین بدظن کردیا اور ٹیکس کی ادائگی سے روکدیا بدو عرب کی بادیہ نشین تو ہین تو اس قسم کی باتون کی دلدادہ ہین اُنھین ٹیکس کا ادا کرنا اور کسی قسم کا مطیع وفرمان بردار رہنا کب گوارا ہے پس سید ادریسی کے اغوا سے وہ پورے باغی بنگئے۔

اِدھر ادریسی نے جھوٹی سچی دلیلین پیش کرکے ترکون کو کافر ٹھہرادیا اور اُنپر جہاد کرنا فرض بتادیا اب کیا تھا معرکہ آرائیان ہونے لگین اور طرفین کے ہزارہا آدمی توپ وتفنگ اور تلوار کے گھاٹ اُترنے لگے۔

شریف مختار

(۴۸) ۱۳۲۰ھ ہجری کے آخر مین ایک شخص شریف مختار نامی نے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہونیکا دعویدار ہے سوڈان کے موضع کتاب لباب مین مہدی ہونیکا دعوی کیا اور حکام سوڈان کے اختیارات کی مخالفت کی گورنر بربر نے نائب گورنر دامر کو مع ایک دستہ سپاہ کے ایک لفٹنٹ کی ماتحتی مین اِس مہدی کو اطاعت قبول کرنے کے لئے ترغیب دینے پر مامور کیا موضع کتاب لباب مین پہونچکر نائب گورنر دامر نے

اقدم درمان کے قاضی کو حکم دیا کہ شریف کے پاس جاکر اُسکو مہدیت کا خیال ترک کرنے کے لئے ترغیب دے چنانچہ قاضی نے حکم کی تعمیل کی لیکن وہ اپنی کوشش مین ناکام رہا اس لئے اُس ضلع کے شیخ کو اِس کام کے انجام دینے لئے مامور کیا شیخ کے پہونچنے تک مہدی کا جوش بہت بڑھ گیا تھا۔

شریف نے نیزے کے ایک وار سے شیخ کو ہلاک کردیا اور ایک جنگ شروع ہوئی جسمین مقتول شیخ کے دو ساتھی سخت مجروح ہوئے اسپر سرکشون کو ڈرانے کے لئے کمان افسر نے ہوا مین چند خالی فیر بندوق سے کئے لیکن مہدی پر اسکا کوئی اثر نہین ہوا بلکہ برعکس اسکے مہدی اور اُسکے تین بیٹون نے سپاہ پر حملہ کردیا اسلئے مقابلے مین اُن پر فیر کئے گئے شریف مجروح ہوا اور اُسکا ایک بیٹا مارا گیا اور باقی بیٹے خفیف مجروح ہوے سپاہیون مین سے ایک مارا گیا ایک سخت مجروح ہوا۔ اور نائب لفٹنٹ خفیف مجروح ہوا شریف اور اُسکے دونون بیٹون کو گرفتار لتبارہ کے اسپتال مین بھیجدیا گیا۔

عبدالغفار بن کمال غازی

(۳۹) شرح فصوص الحکم مین جندی نے لکھا ہے کہ عبدالغفار بن کمال غازی تونوی مہدیت کا دعوی کرتا تھا اور مین اِس دعوے کو نہین مانتا تھا اس لئے مجھ سے بیحد دشمنی کرنے لگا اور ملاحدہ کی جماعت کو میرے قتل کے لئے آمادہ کردیا مین نے مرشد کامل شیخ محی الدین عربی کی طرف توجہ کی مین نے عالم واقعہ مین دیکھا کہ شیخ نے اُس کے ہاتھ پاؤن پکڑ لئے ہین اور مجھ سے فرماتے ہین کہ اُسکو زمین پر دے مار مین نے عرض کیا بہت بہتر جب مین مسجد مین پہونچا وہان دیکھا کہ وہ مدعی اور اُس کے متبع جمع ہین مین نے اُنکی طرف التفات نکیا۔ محراب مین پہونچکر نماز پڑھنے لگا اُنکو میری ایذادہی پر جراٴت نہوئی آخرکار اُس مدعی نے میرے ہاتھ پر توبہ کرلی۔

خاتمہ

تاریخ اِس بات کو بتا رہی ہو کہ جس ملک مین اسلامی حکومت کی کمزوری آغاز ہوئی ہے یا رعایا مین تہذیب و شایستگی مفقود رہی ہے وہان کوئی نہ کوئی شخص مہدیت کا دعویٰ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے اور مہدی آخر الزمان کے ظہور کی بشارت جناب سید المرسلین کے جن اقوال مین آئی ہے اُن ہی احادیث کی سند پر اپنی رکیک تاویلات سے علما کو قائل معقول بنا کر اپنی مہدیت کا ثبوت دیتا ہے۔

مدعیانِ مہدیت کے شکار کھیلنے کی اوٹ مذہب ہوتا ہے۔ اور اکثر حالتون مین وہ طریقت (تصوف) کے لباس مین جلوہ گر ہو کر اپنی کارروائی آغاز کرتے ہین۔ خاصکر افریقہ کا براعظم جو اپنے باشندون کی وحشت مین مشہور و معروف ہے بہت کم کسی نہ کسی مہدیت کے مدعی سے خالی رہتا ہے۔ اور ضعیف الاعتقاد لوگون کی جمعیت بھی اُنکے گرد فراہم ہو جاتی ہے مگر جب وہ اِس قابل ہوتے ہین کہ اب زبانی جمع خرچ سے گذر کر عملی دائرے مین قدم رکھین تو یکایک پولیٹکل دنیا کے کاربرداز اُن کے سرون پر جا پہونچے اور فوج و لشکر لیجا کر اُنکا اور اُنکے دعادی کا نہین بلکہ اُن کی جماعت کا بھی سر کچل ڈالا۔ اور اُنھین پھولنے پھلنے نہ دیا۔ اگرچہ ان مدعیان مہدیت مین سے کچھ لوگ بڑی شہرت اور عزت حاصل کر لینے مین کامیاب ہو گئے مگر اکثر بدقسمتی سے گمنامی کے غار مین پڑے رہ گئے اور اُن کے حالات ظاہر نہ ہو سکے اور ہر ایک زمانے اور حالت مین اِن امر کے دعوے دارون کے باعث مسلمانون کو نہایت تکلیفین پہونچین جن مین اُنھین مادی اور اخلاقی دونون حیثیتون سے نقصان عظیم برداشت کرنا پڑا اور اُن کی کمر ٹوٹ گئی۔

مہدی موعود ہونے کے مدعی سب باہم ملتے جلتے اور دین کے پیرائے مین دنیاوی جاہ و عزت یا نام و شہرت کے طالب پائے گئے جسطرح میجک لین ٹرن (سے جگ لَ نے ن ٹ رَن۔ ایک قسم کی لالٹین ہے) کا تماشا اندھیرے کمرے

مین پورے کمال کو پہونچتا ہے اسی طرح مہدیت محض تاریک زمانے مین اپنا پورا کرشمہ دکھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ کی سرزمین دعوے مہدیت کا اکھاڑا رہتی ہے جسکے باعث ملک کے باشندے سخت آفتین جھیلتے ہین۔

علامہ ابن خلدون کا قول کا مدعیان مہدیت کا اصل منشا دور و دراز ممالک افریقہ مین ظہور کرنے سے محض حکومتون کا قائم کرنا تھا حالات مذکورۂ بالا سے آئینے کی طرح صاف اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جس وقت سے اہل یورپ کی نظرین افریقہ کے براعظم پر متوجہ ہوئی ہین اُس وقت سے یہ ملک دعوے مہدیت کی ایسی پرورش نہین کرسکتا جیسی انیسوین صدی عیسوی سے قبل کرتا تھا کیونکہ سوڈانی اور دوسرے مہدیون کا باوجود علم و عقل اور حکمت عملی سے کام لینے کے آخر ناکام ہی رہنا اِس امید کو توڑ چکا ہے کہ آیندہ یہ سرزمین پھر کسی مہدی موعود کے دعاوی کو اسقدر فروغ دے سکیگی جسقدر پہلے پھلے پھولے تھے اور امید ہے کہ ہزارون بھولے بھالے مسلمانون کو اِن باطل دعوونکی قربانی مین بھینٹ چڑھنا نصیب نہوگا تعجب یہ ہے کہ یورپ مین جہان دہریت اور بے دینی بڑے زور وشور سے پھیل گئی ہے کوئی مہدی ظہور نہین فرماتا۔ فقط

تتمہ خاتمہ

فرقۂ یزیدی

مسٹر سون نے اپنی کتاب مین کوہستان کے حالات مین یزیدیون کا حال بھی لکھا ہے کہ قدیم نینوی کے کھنڈرات سے چل کر جو موصل کے قریب واقع ہین ایک روز کے فاصلے پر چھوٹی چھوٹی جھاڑیون کا ایک سلسلہ ہے جس مین کئی چھوٹے چھوٹے گانون واقع ہین جہان مٹی کے جھونپڑون مین زمانۂ قدیم کی دو قومین آباد ہین جنکی تاریخ نہایت دلچسپ ہے یہ خالدی اور یزیدی ہین اور اُنکے قریب کوئی مسلمان آباد نہین یزیدی شیطان پرست سمجھے جاتے ہین۔ یزیدی ایک یعنی اعلیٰ ہستی کو تو مانتے ہین مگر ایسے التزام کے ساتھ اسکی طرف اعتنا کرنے سے پرہیز

کرتے ہین جیسے کہ شیطان کی طرف کہ جسکے نام کے ذکر یا اسکی نسبت کسی تلمیح واشارے سے بھی انھین سخت مصیبت پیش آتی ہے مگر جبکہ شیطان کا ذکر ضرور ہی کرنا پڑتا ہے تو وہ ملک طاؤس کے نام سے اُسے پکارتے ہین یا ملک الکل کہتے ہین۔

انکا اعتقاد ہے کہ شیطان سب فرشتون کا سردار ہے جو ہنگامی طور پر سزا بھگت رہا ہے مگر آخر کار اپنے اعلیٰ درجے پر بحال کیا جائیگا شیطان کے بعد طاقتور فرشتے گنے جاتے ہین جو اس دنیا کے کاروبار پر اثر ڈالتے ہین۔ طفلس کے یزیدیون نے ایک تلاشی کو ایک عجیب کیفیت بتلائی وہ یہ ہے کہ شیطان اسقدر رویا کہ اُس کی سات ہزار برس کی جلاوطنی مین سات برتن اُسکے آنسوون سے بھر گئے اور اس سے ساتون دوزخین بجھ گئین۔ اب اُسکو آسمان پر اپنے سابقہ رتبے پر بحال کر دیا گیا ہے۔

یزیدی مختلف مذاہب کی کتب مقدسہ سے کسی کو رد نہین کرتے مگر بائبل کے عہد قدیم پر پورا اعتقاد رکھتے ہین۔ عہد جدید اور قرآن کو بھی قابل عزت وکتب مقدسہ تسلیم کرتے ہین۔ مسیح کو وہ ایک فرشتہ مانتے ہین اور اُن کی تصلیب سے انکار کرتے ہین اور حضرت محمدؐ اور حضرت ابراہیمؑ اور دیگر قدیم انبیا کو وہ نبی تسلیم کرتے ہین اسکے علاوہ وہ مسیح کا دوبارہ آنا اور امام مہدی کا ظاہر ہونا مانتے ہین۔

اِس فرقے کے نام کی اصلیت کی نسبت بہت شک کیا جاتا ہے بعض محققین کا خیال ہے کہ خدا کے قدیم فارسی نام یزدان کی طرف یزیدی منسوب ہین مگر شیعہ اصرار کرتے ہین کہ یزید بن معاویہ نے یہ فرقہ قائم کیا تھا یا وہ اِس فرقے کا ایک ممتاز رکن تھا گو حضرت امام حسینؑ کے قتل کا الزام انپر ٹھیک نہین بیٹھتا۔ مگر انھین بدنام کرنے کے لئے یہ بھی لگایا جاتا ہے۔

اِس فرقے کی صحیح اصلیت کا کچھ پتا نہین لگتا خصوصًا ان کے گڈمڈ اور مخلوط عقیدے کی وجہ سے یہ تحقیقات اور بھی مشکل ہو گئی ہے۔ زردشتیون کی مذہبی کتاب اوستا مین چھٹی صدی قبل مسیح کے قریب بعض شیطان پرستون کو لعنت ملامت کی گئی ہے اور خود زردشت نے شمالی ایران مین اِس قسم کے لوگون سے

جنگ کی تھی اور یزیدیون کے مذہب مین کچھ ان شیطان پرستون کے نشان ملتے ہین جنکا استا مین ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ کہ انکے یہان نیچر (فطرت) کی پرستش کے آثار موجود ہین مگر ایسے ہی قدیم بابلیون اور خالدیونکی آفتاب پرستی کی علامات بھی موجود ہین خصوصاً آفتاب کی وہ بہت عزت کرتے ہین اور اسے فخ شمس کہتے ہین اور چاند کو شیخ قمر جو قدیم قصص الاصنام کے شمس اور قمر کے مطابق ہے۔

ان لوگون کے رسوم مین عجیب بے تعصبی نمایان ہے وہ بپتسمہ دیتے ہین ختنہ کرتے ہین چاند اور سورج کی عزت کرتے ہین اپنی قبرونپر قرآن کی آیات کندہ کراتے ہین انجیل یعنی عہد جدید کی آیات پڑھتے ہین کثرت ازدواج کا رواج ہے۔ شراب کو حلال کہتے ہین اور بعض گوشتون کو حلال کہتے ہین۔ زندوشتی۔ اسوری۔ بابلی۔ مسلمانی اور عیسوی عبادت پر ملا جلا کر عمل کرتے ہین۔ ان لوگون کا مرکز اور ابتدائی مقام پیدائش موصل کے قریب ہے اور یہان کردستان کی پہاڑیون کے ایک وادی مین یزیدی ولی دفن ہے جسے شیخ عدی کہتے ہین کہ جسے مختلف بیانات کے مطابق ساتوین یا دسوین صدی عیسوی مین گذرنا بیان کرتے ہین۔

اس شیخ عدی کی اصلیت کچھ معلوم نہین ہو سکی البتہ ایک فارسی کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلفاے بنی مروان سے ایک ہوا ہے مگر مسٹر سون لکھتا ہے کہ بعض دیگر اسلامی کتابون کے حوالے سے اب ہم اس نتیجے پر پہونچے ہین کہ شیخ عدی ایک شخص خاندان بنی امیہ سے تھا اور شام کے مقامات بعلبک کا باشندہ تھا۔ مروان کے عہد مین (آٹھوین صدی عیسوی کے شروع مین) وہ موصل چلا گیا اور کردون کی ایک بڑی قوم مین جاکر سکونت اختیار کی کہ جہان بوجہ اپنے بڑے تقدس کے اس کے بہت سے لوگ مرید ہو گئے یہین اسکا انتقال ہوا اور ایک وادی مین اُسے دفن کیا گیا بعض کہتے ہین کہ وہ حلب یا حران سے آیا تھا کہ جہان مدت تک مجوسی عقیدہ جاری رہا اور اب دروز ایک ایسا ہی بُرا عقیدہ رکھتے ہین۔ اغلباً یہ شخص دروز تھا جو اُدھر کسی زیارت کو جاتے ہوئے آنکلا اور اپنے مذہب کی

اس شاخ کو یہان دیکھکر حیران ہوگیا۔

یزیدیون کے پیشواؤنکے چار درجے ہین۔ پیر۔ شیخ۔ قُوَّل (شکر کے وزن پر قائل کی جمع)۔ اور فقیر۔ پیر سب سے اعلیٰ اور فقیر سب سے ادنیٰ ہی قُوّل کے معنے بولنے والے کے ہین جو جا بجا پھر کر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہین اور فقیر لوگ شیخ عدی کی قبر پر خدمتگار ہین۔

مگر ایک یورپین محقق نے اِس واقعہ پر بہت اضافہ کیا ہی وہ لکھتا ہی کہ ولایت موصل ایران کے ذرتُشتی مجوس کی ایک عجیب جماعت کا مقام ہے کہ جسکے پیرودن کو آج یزیدی کہا جاتا ہے یہ لوگ اِسلئے شیطان کی پرستش کرتے ہین کہ اگر ممکن ہو تو دوزخ مین اپنی حالت بہتر بنا سکین۔ یہ اِس لئے بُرائی کی روح کی تعظیم کرتے ہین کہ اِس سے خائف ہین اور اعتقاد رکھتے ہین کہ اچھا خدا یزدان جو نہایت اعلیٰ ہے کچھ بُرائی نہین کرسکتا وہ اِس امر کے انکار کی کوئی کوشش نہین کرتے کہ وہ شیطان کی پرستش کرتے ہین گو اُسکا نام لینے کی اِن مین ممانعت ہی اور انہین سے کسی کے سامنے اُسکا نام لینا اُنکی سخت توہین کرنا ہی اُسکے بجاے وہ ملک طاؤس کا نام لیتے ہین اور شیطان کو طاؤس کی صورت مین پوجتے ہین۔ اُنکے مذہب مین اُسکی ابتدائی خوبی کچھ باقی نہین رہی کیونکہ مسلمان اور عیسائیون نے اِنھین لگاتار اذیت پہونچائی ہے اور ان دونون مذہبون سے اور نیز یہودیون سے اِنھون نے بہت سی باتین اختیار کرلی ہین یہانتک کہ اُنکا مذہب کہین کی اینٹ اور کہین کا روڑا ہوگیا ہے۔ گو شکل پہلے سے باقی رہگئی ہے۔

مجوسیون سے اِنھون نے اہرمن کو خوش کرنے کا اصول اختیار کیا اور خدا کے لئے ان کا لفظ یزدان لیا اور ان مین قدیم ظہورات فطرت آفتاب پانی کے چشمون اور درختون کی پرستش باقی ہے ملک طاؤس یعنی بڑی بدی کی روح کے علاوہ وہ ملک عیسیٰ مسیح کو مانتے ہین اور بائبل کو وہ تسلیم کرتے ہین مگر مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی شکل یا ایک ہم شکل کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور اصلی عیسیٰ کو ملک طاؤس نے ہٹا لیا تھا اب اُنکا مقام سورج مین ہے کہ جسے وہ شمس الدین کہتے ہین اور جسکے سامنے وہ ہر صبح سجدہ کرتے ہین۔ اپنے سالانہ عید کے موقع پر وہ ایک بھیڑ تو ملک عیسیٰ نام پر قربان کرتے ہین اور سات بھیڑون ملک طاؤس کے نام پر قربان کرتے ہین کیونکہ عیسیٰ خفتے بین سست

اور رحم مین وافر ہین مگر شیطان تند اور حاسد خدا ہی وہی دنیا کی حکومت کر رہا ہی جسے دس ہزار سال کے لئے اِس عہدے پر مقرر کیا گیا ہی کہ جس مین سے چار ہزار سال ابھی باقی ہین اسکے بعد بُرائی کی طاقت ٹوٹ جائیگی اور ملک عیسٰی دس ہزار سال کے لئے حاکم ہونگے۔

گو مسلمان لوگ عیسائیون اور موسائیون سے بوجہ اہل کتاب ہونے کے بالکل رواداری کا سلوک کرتے ہین مگر یزیدیون سے اُنکا برتاؤ سخت ہی کیونکہ انکے پاس کوئی کتاب نہین یہ فرقہ ہر بدسلوکی کا آماجگاہ ہی کہ جس مین عیسائی اور یہودی بھی مسلمانون کے شریک ہین تاہم وہ شیطان پرستون پر اکیلے حملہ نہین کرتے اور مسلمان کسی یزیدی کے گھر کے پاس سے رات کے وقت گذرنے مین تامل کرتے ہین۔ اب معلوم ہوا کہ یزیدیون کی ایک کتاب بھی ہی مگر ایسی احتیاط سے اُسے چھپا رکھا گیا ہے اور ایسی سختی سے اُسکے پڑھنے کا حق صرف قبیلے کے حاکم نے اپنے ہاتھ مین رکھا ہے کہ یہ عام یزیدیون کے لئے کسی کام کی نہین اسکا نام کتاب الاسود (سیاہ کتاب) ہی اور دسوین صدی عیسوی کی ہی اِسمین اُس زمانے کے یزیدیون کے اعتقاد پر بحث ہی اور پھر اسکی تفسیر مین تیرھوین صدی تک پر بحث ہی اِس تفسیر کا نام کتاب الجلوہ ہے چنانچہ مندرجۂ ذیل مسائل ان کتابون سے اخذ کئے گئے ہین ابتدا مین سات بڑے فرشتون نے مخلوقات کی تخلیق کا کام شروع کیا مگر سانپ کے بنانے مین انکا جھگڑا ہو گیا کہ جسے ملک طاؤس نے خاص کوشش سے بنایا اِس جھگڑے مین اُسے شکست ہوگئی اور وہ آسمان سے زمین پر اپنے سانپ سمیت پھینکدیا گیا اور باقی فرشتون نے کہا کہ تم سے یا تمھاری زمین سے ہم کچھ سروکار نہ رکھینگے بڑے مخمصے مین اُسنے تخلیق کا کام ختم کیا اور یزیدی مذہب خاص اپنا بنایا جو لوگ اِس مذہب مین پیدا ہوتے ہین اُسکی پرستش کرتے ہین اور اُسے خوش کرتے مین عمر صرف کر دیتے ہین وہ بہشت مین جانے کی امید نہین رکھتے بلکہ اُن کا عقیدہ ہے کہ ان مین سے کوئی بہشت مین نہین جا سکتا جب تک کہ جتنی بُرائی کرتا ہے اُس سے چار مرتبہ زیادہ بھلائی نکرلے تاہم اُن کا عقیدہ ہی کہ دس ہزار سال پورے ہو جانے کے بعد ملک طاؤس کی آسمان پر پھر عزت بحال ہو جائیگی اور پھر اپنے زمین پر کے وفادار پیروؤن پر نظر عنایت کرے گا۔

خواہ یزیدی کی آخرت کی اُمید کتنی ہی خراب ہو تاہم کبھی نہین معلوم ہوا کہ کسی یزیدی نے اپنا مذہب ترک کرلیا ہو خواہ اُسپر کسی قدر مصیبت آگئی ہو ہر روز وہ دعا مانگتا ہی اے ملک طاؤس تمنے مجھے یزیدی پیدا کیا ہی مجھے ہمیشہ اپنے مذہب پر مستقل اور وفادار رکھنا گو یزیدی موصل کے جنوب مغرب مین بہت ہین مگر اُنکی خاص درگاہ شمال مشرق کی طرف ہی یہ شیطان کی درگاہ کردی پہاڑون مین چھپی ہوئی ہی وہ خالی کمرونکا ایک سلسلہ ہے کہ جسکے اندر زائر قیام کرتے ہین اور یہ یزیدی پیر شیخ عدی کی قبر ہے جو اصلی مقام زیارت ہے رو کار کے پتھرون پر مخفی مطالب کے اشکال ہین کہ جنکے معانی کو یا تو چھپایا جاتا ہی یا کسی کو اب معلوم نہین اور دروازے کے اوپر سانپ کی شکل اُبھروان کھدی ہوئی ہی کہ جو یزیدی عقیدے مین سانپ کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اور اسے سیاہ کرکے رکھا جاتا ہی دروازے کے اندر بالکل تاریکی ہی اور پانی کے چلنے کا شور سُنا جاتا ہی شیطان کی درگاہ کے اندر صرف ایک صندوق سُرخ کپڑے سے ڈھکا ہوا ہی جسکے اندر ملک طاؤس کی اصل صورت ہی جو مقدس سوز ہے۔ درگاہ کے پرے ایک غار ہے جس مین زور سے پانی بہتا رہتا ہے جسے ایک مقدس چشمہ کہا جاتا ہے اور مکے کے چاہ زمزم کے اندر سے ملا ہوا ہے یہ چشمہ شیخ عدی کی طرف منسوب ہی جو اس درگاہ کا مقدس بزرگ ہے اُسکے پاس مکے سے کچھ شیخ آئے جو اُسے اپنے مذہب سے پھیر کر اسلام قبول کرنے کی ترغیب دینے آئے تھے اُسنے اُنسے پوچھا کہ تم لوگ کہانسے آئے ہو اور اپنے پیچھے کیا چیزین بھول آئے ہو جو اب لینا چاہتے ہو ایک نے کہا میرا عصا اور دوسرے کہا تسبیح مکے مین رہ گئی ہے اُسپر شیخ عدی نے زمین پر اپنی لاٹھی ماری اور فوراً پانی کا چشمہ جاری ہوگیا کہ جس کے ساتھ پہلے تو عصا اور پھر تسبیح نکل آئی دونون چیزین سیدھی مکے سے آگئی تھین اُسپر شیخون کو یزیدی مذہب قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

لے ارڈ جسنے نینوے کے کھنڈرات کھودے ہین اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ اِن لوگون کی رسوم مذہبی اسورین لوگون کی رسوم مذہبی سے ملتی ہین اور بے شک ان کے مذہب کا بہت سا حصہ خالدی اہلیت کا ہی خود یہ لوگ شامی نسل کے ہین اور آج عربی بولتے ہین

ان کا خاص لباس ہے کہ جس میں سرخ نوسی فرکا خاص رنگ ممتاز ہے وہ نیلے رنگ سے جو خاص مسلمان یا عیسائی پہنتے ہیں نفرت کرتے ہیں نہ اسے گھر میں استعمال کرتے ہیں اور نہ کبھی لباس میں پہنتے ہیں۔

انکا حاکم ایک شیخ ہے کہ جسے یہ امیر کہتے ہیں اسکے خاندان کی حکومت اس قوم پر کئی نسلوں سے ہے قریب زمانہ تک اس قوم پر ایک مضبوط اور مشہور شخص علی بے کی حکومت تھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ گم ہوا اور اسکا بھتیجا اسمٰعیل بے حاکم مقرر ہوا اگر اس کی بہن نے اس سے حکومت چھین کر اسے بھگا دیا جو وہ اپنے بیٹے کے لئے جو کمسن ہے محفوظ رکھنا چاہتی ہے۔ امیر کا حکم ڈیڑھ لاکھ یزیدیوں پر مطلق ہے جو کوہستان کردستان اور متصلہ اضلاع ایران و روس میں پھیلے ہوئے ہیں اسکا حکم قانون ہے اور اسے نہ صرف موت وحیات کا اختیار ہے بلکہ آیندہ زندگی (آخرت) میں ہمیشہ کے لئے مجرم ٹھہرانے کا اختیار ہے اس امیر کی آمدنی سات سنجاقوں یا جھنڈوں سے حاصل ہوتی ہے جو ملک طاؤس کے سات برنجی بت ہیں جنکو یزیدی بوسہ دیتے ہیں اور کچھ رقم نذر کرتے ہیں ہر ایک پر یہ فقرہ کندہ ہے جہاں تم جاؤ گے برکت جائے گی جو تمہیں بوسہ دیگا مجھے بوسہ دیگا جو تمہیں دیگا مجھے دیگا یہ ملک طاؤس کے الفاظ سمجھے جاتے ہیں یہ بت بڑی احتیاط اور حفاظت سے لیجائے جاتے ہیں تاکہ کوئی دشمن انھیں چھین نہ لیجائے اور یزیدی انھیں بوسہ دیکر حسب حیثیت نذرانہ دیتے ہیں۔ کسی موضع میں سب سے بڑے یزیدی کے گھر میں یہ بت رہتا ہے اور وہ دوسری رات صرف اس صورت میں رہ سکتا ہے کہ بڑی رقم نذرانہ میں دیجائے۔ علی بے کے زمانے میں ایک سنجاق کو ٹھیکہ پر دینے کی رقم ایک لاکھ پونڈ مقرر ہوئی تھی۔ فقط

اشعار ختم اختتام کتاب

کر چکا جس گھڑی میں اسکو تمام ۔۔۔ نام رکھا مذاہب الاسلام
اس کی تحقیق حال میں کیا کیا ۔۔۔ محققین میں نے کی ہیں صبح و مسا
جتنے حالات اس میں ہیں یکجا ۔۔۔ جامع ایسا نہیں کوئی نسخا
یہی اپنی دعا خدا سے ہے ۔۔۔ دل و جان کی یہی تمنا ہے
عام لوگ اس سے فائدہ پائیں ۔۔۔ علما بھی پسند فرمائیں
ہووے جگہ ہر اہل اسلام میں ۔۔۔ اہل ارباب دین و ایمان میں
خوب مقبول عالم اسکو کر ۔۔۔ بہ طفیل جناب پیغمبر

تحریکِ آزادیٔ ہند

اور

السّوادِ الاعظم

مصنف

پروفیسر محمد مسعود احمد

علمائے اہلسنت وجماعت

بالخصوص مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی اور مفتی محمد عمر نعیمی

کے سیاسی و مذہبی افکار وخیالات

نیز تحریک پاکستان میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس اور

صحافتی اور عوامی سطح پر ان حضرات کی

قابل قدر خدمات کا تحقیقی جائزہ

رضا پبلی کیشنز مین بازار داتا دربار لاہور